

1  
RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED



# فہرست کتابیں ارشدیہ

معروف

چودھویں رات کا چاند

مجموعہ موعظت

۲۹/۱۲  
مواظف

۶۲۶

مقام لکھنؤ محلہ فرشتخانہ وزیر گنج مین اہتمام سے کمترین دعا گو

مومنین سید عابد علی رضوی کے چہا۔ تاریخ پندرہویں

ماہ جماد الثانی ۱۲۹۹ ہجری و ۱۲۲۳ سنہ ہمدوئے

روز پنجشنبہ مطابق چوتھی ماہ

مسی ۱۸۸۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فہرست موعظ

بہار بیان میں تفسیر آیات الذین استوا

سب سے پہلے الصیام کے شروع صفحہ ۶

موعظہ دوسرا تحقیق میں جس شیا علیہ کے ماہ

رمضان میں موافق تحقیق خود واعظ دس وجہوں سے شروع صفحہ ۱۰

موعظہ تیسرا تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے اور

بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ میں شروع صفحہ ۱۳

موعظہ چوتھا بیان میں بحث مذہب و راء شافعیہ اور

ہشام شامی کا برکی سے اور مناظرہ ابو الح

حکایت اور ہشام کی بحث عمر بن عبد العزیز و حاکم ابی

عمرانی تورات سے اور مناظرہ خصال ابو حنیفہ اور حکایت عجوزہ کو

اور مباحثہ موسیٰ طاق اور کچھ مناظرہ لطیف جناب رضوانا

غیر ذہب و راء شافعیہ مناظرہ و غیر خود واعظ کے



نوں سے شروع صفحہ ۵۵

موعظہ یا پنجوان معرفت جناب باریعین اور شمار و اعط

شرح شروع صفحہ ۹۷

موعظہ چھٹا بیان میں حدیث معرفت و صفات ثبوتیہ و سلبیہ

وغیرہ و رد فرقہ صوفیہ و حکایات مطربہ کے شروع صفحہ ۱۱۵

موعظہ ہفتم بیان میں استحالہ ویدار خدا کے اور کچھ لطیف

نکات تین فرقہ مجسمہ کی اور بیان میں عصمت کے اور کچھ ذکر حضرت یوسف

علیہ السلام و زلیخا اور حضرت یونس کا شروع صفحہ ۱۳۵

موعظہ آٹھوان مناظرہ یہودی حضرت امیر علیہ السلام سے

فضائل حضرت رسالت مآب کے اور افضلیت حضرت کی حضرت آدم و

نوح و صالح پیرا و ذکر مسئلہ وجوب شکر اور استجاب درود و دعا

وغیرہ میں شروع صفحہ ۱۷۱

موعظہ نوان بیان حال حضرت ابراہیم میں اور ترجیح پیمبر خدا

جناب سے اور ذکر مسئلہ مزاج اور چند لطیف حکایتیں مطالبہ

از مزاج کی شروع صفحہ ۱۸۹

موعظہ دسوان بیان فضائل حضرت موسیٰ و ترجیح جناب

رسالت مآب اور اسکے بیان میں کہ حضرت کے سایہ نہ تھا اور بشارت

تشلیہ کا بیان اور جواب لطیف و سکا جسے حضرت امیر کے بارہ میں

عامیاناہ طور سے کہا تھا کہ وہ تین میں نہ تیرہ میں اور وچہ شیعہ شیعہ

یہودیہ و مانع اسکی کہ کسی شیعہ غالی کہیں و دیگر

متعلقہ بحث امامت شروع صفحہ ۲۱۳

**موعظہ گیارھواں** ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰ

و حضرت عیسیٰ مین اور بیان ترجیح جناب رسالت مبین ان سب حضرات پر اور ذکر معراج و شب معراج کے راز و نیاز کی باتیں اور مشتقین اگلی لوگوں کی اور تحقیقین امت حضرت کی اور ذکر چند جنون کی قبیلوں کا اور ناموں کا ذیل مین ذکر حضرت سلیمان کے شروع صفحہ ۲۱۴

**موعظہ بارگھواں** شرح قصیدہ فاضل معتزل بیان

فتح مکہ مین اور تحقیق شعر پڑھنے کی روزوی مین اور بیان جملہ راہی نہایت مفصل و مستحکم حیدری کے پر داز پر پھر فتح مکہ بت شگنی حضرت امیر سپہ شہادت عبرانی خانہ کعبہ کی حج نبی کی کتاب سے مع ترجمہ و تائید اور بحث دلالت مین بشارت علمی کی شروع صفحہ ۲۱۵

**موعظہ تیرگھواں** مناظرہ لطیف پر اہل سنت و سیرت شگنی کے

متعلق اور اشعار ابدار فریقین کی مبارک یاد مین حضرت امیر کی شانہ نبی پر جا کے بت شگنی فرمانیکی پھر اشعار قصیدہ معتزل کی جنگ خین کے بیانیہ اور ابو جہول پہلوان کی لڑائی حضرت امیر

اور خلیفہ اول کی بگدر کا حال پھر کچھ مطاعن خلیفہ اول اور اوکی پیشیناہیکی کہانی اور ولید کی لونڈی کے نماز پڑھانیکا لطیف قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اتمامہ کے لشکر سے اور مختصر قصہ نزول

سورہ بل لے کے کا اور روز شمس کا اور ابر سے آفتاب نکل آینکا مظفر مرقدی و خط کے عطا مین اور حسن اتفاق سے ابر کھلانا جو پڑھ

وغلط کے دن اور خاتمہ مدح حضرت امیرؑ پر شروع صفحہ ۲۹۷

۲۔ **عظہ چودھوان** شرح خطبہ تشقیق اور ذکر

فضائل حضرت امیر علیہ السلام اور شرح خطبہ عقیلیہ اوسی ذیل میں

اور بیان حضرت عقیل کے مطالبون کا معاویہ عاویہ سے اور

مطاعن خلفائے ثلاثہ اور حکایت لطیف نعمان و مخمرہ شروع صفحہ ۳۰۲

۳۔ **موعظہ پندراھوان** حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام

اور حال متضمن حالہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ اور

حکایت لطیف طراح وغیرہ کے ہے شروع صفحہ ۳۰۳

۴۔ **موعظہ سو گھوان** حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت

و پابندی امور شرع پر اور اس اضطراب کیوقت ثبوت قطعی ہونا اسلام کے

حق ہونیکا عقلی طور پر اور قصور حضرت حر کا استعظام کہ وہ ترک اولی حضرت

داؤد سے بہت بڑھ کے تھا اور قصہ لطیف فیروز زوجہ فیروز و اشعار آبدار

زوجہ فیروز اور رزمین اسکا قصہ بادشاہ و قاضی کے سامنے پیش کرنا

اور رزمین بادشاہ کا اوسی فیصلہ کرنا اور سبکا اوسین متحیر رہنا اور یہ

بیان کہ قصور حضرت حربلول نائب گناہ سے بھی بڑھ کے تھا اور رزوا

گرینیزر بھلول نائب پر بیان معاف ہونیکا قصور حضرت حر کے اور عالی

طرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بھی شکایت کا زبان پر نہ لایے اور

موافق قاعدہ شرع توبہ حضرت حر فوراً قبول کی اور انہیں سین بشارت حور

و قصور کی دی اور فرزند قون کی طرح اونکی لاش پاش پاش میدان نبرد سے

لاوٹا لاسے اور نتیجہ سبک اثبات حقیقت اسلام امداد مبرا

مرزا فیض مغفور مد حضرت مین اور شہنشاہ زیارت کر بلائی معلیٰ مین ص ۹۹

**سترھواں موعظہ** شرح حدیث من مات ولم یعرف

الحیث اور مناظرہ لطیف اہل سنت سے اس حدیث کے معنوں میں  
اور دلائل مختصر غیبیت حضرت کے اور کلام شرمحل الدین عربی تائید ہیں  
مطلب کے اور اشعار ابدار ابن ابی الحدید معتزلی اور فوائد غیبیت اور شہنشاہ  
سید ابن طاووس علیہ الرحمہ اس بارہ مین اور مناظرہ شاہ عبدالغفری دہلوی  
سے مسالہ تفصیل حضرت امیر مین اگلے پیغمبروں پر اور اشعار جملہ حیدری  
اشتیاق طور حضرت مین پہر اشعار اردو مثنوی بنیاء عقاد کی صفحہ ۳۸

**موعظہ اٹھارھواں** تفسیر سورہ عم یسار لون و بیان

تفصیلی اولہ معاد روحانی و جسمانی و کیفیت حشر و نشر اور کئی وجہ تفسیر

البوترا ب عنوان لطیف سے اور مناظرہ لطیف ملا حسن کا شناسنے عالم

نصرانی سے فضیلت خاک شفا مین اور چند حکایتیں بہت مختصر و باریک

مذاق مناظرہ مین شروع صفحہ ۳۹

**موعظہ انیسواں** شان نزول سورہ ہل اتے اور روایت

گریز خیر اوسل عربی کی جو پوشش خانہ کعبہ تھا نیچے دہا مانگتا تھا

اور سخاوت جناب امیر پر حال شب ضربت اور اشارہ مصائب

کر بلائی سے - شروع صفحہ ۴۳

**موعظہ بیسواں** تفسیر سورہ واکنش اور اثبات نبوت

عنوان جدید سے اور قصہ حضرت صالح نبی اور خال قدر اقدار اور

تشبیہ ابن علی کی اوس سے اور تشبیہ حضرت امیر علیہ السلام ناقہ صالح سے

اردو ترجمہ شہدہ کا اور ذکر مصائب و فضائل اسکے ذیل میں عنوان ہے۔

۱۰ اور شہادت حضرت محسن حضرت علی اصغر ۲ شروع صفحہ ۹۹، ۱۰۰

**عظہ اکیسواں** حال میں ولادت حضرت امیر علیہ السلام

خانہ کعبہ میں اور عربی فقرات شروع بیان حال شہادت جناب

امیر علیہ السلام میں اور روایت مشہور ضعیفہ سے مشک لینے کی

تقاضی وعظ کے بیان میں چند فائدوں کے کہ جو متعلق

روایت سے ہیں اور تحقیق واعظ اس مسئلہ میں کہ ہمیر

مامون کو علم غیب ہوتا ہے یا نہیں اور بیان بھی صحیح ہے

ناویل حدیث نزولنا عن الربوبیۃ کی اور روایت

وغیرہ اور خاتمہ مصائب کر بلا اور سیری اہلبیت پر شروع صفحہ ۵۱۱

**عظہ بائیسواں** تفسیر میں سورہ انا انزلناہ کے اور

میں شب قدر و اعمال ضروری شب قدر کے اور بیان

زوجہ و تدبیر و مسئلہ بد شروع صفحہ ۵۲۸

**اور ۱۱ تیسواں** نماز حماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابوحنیفہ

بیاد اشعار مرزا فیض صاحب مرحوم کے بیان میں شروع صفحہ ۵۶۱

**عظہ چوبیسواں** توبہ کے باب میں شروع صفحہ ۵۶۹

**عظہ پچیسواں** دم و این کہ حاملین شروع صفحہ ۶۰۱

**عظہ چھبیسواں** شرح خطبہ ہرزخیہ احوال

وغیرہ یہ بڑھت خیر موغظ ہے شروع صفحہ ۶۲۹

**عظہ ستائیسواں** خطبہ شہور کی شرح اور

رولطیف میں فرقہ پیچیدہ پر شروع صفحہ ۶۵۵

موعظہ اٹھائیسواں شرح کے مکان

عجیب و غریب قبائل شروع صفحہ ۶۷۴

موعظہ اونیسواں احکام میں زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے شروع صفحہ ۶۷۴

موعظہ تیسواں شرح میں فقرات دعائی و دعا

اور بحث روح اللہ کی معنوں میں اور قصہ نزول مادہ کا اور

کچھ احکام نماز عید کے اور ودا ع ماہ رمضان عنوان لطیف

اور یہ موعظہ از سیکہ اوس روز پڑھا گیا کہ جس روز جناب عالم

عامل مولوی شاہ ارشد حسین صاحب قبلہ یادش بخیر نے

پاتراب سفر کر بلائی معلیٰ کا کیا تو اسمیں ایک لطیف اشارہ اونکی

ترخیص کا بھی ہے شروع صفحہ ۷۰۱

التماس ضروری بخد مت شریف حضرات شیعہ ثنائی عشری

اکثر کتابیں مذہب شیعہ کی تہذیب و منہجیں ہیں کہ واسطے چہا کرتی ہیں جبکہ

آپ حضرات اس مطبع کی ترقی و ترقی و ترقی کے تو بہر کس سے امید کی جاوی

اگر بہت نہیں توڑی توڑی کتابیں جو موجود ہیں یا چہا کرتی ہیں خرید

کر کے اپنے اموات کے نام قرینہ الی اللہ وقت فرمائے ہیں تو باعث

دخول بہشت اور تقویت مطبع متصور ہے فقط پروردگار عالم ہر مومن

اور مومنہ کو توفیق خیر کرامت فرمائے اور جملہ شر سے بچائے آمین

ملتمہ

دعا گو مومنین سید عبد علی مالک مطبع اثنا عشری سنگا لکھنؤ محلہ وزیر گنج

الحمد لله والحمد لله  
الحمد لله والحمد لله

مدر المدد والحمد لله  
چودہویں رات کے چاند کو کہ جو مجھ کو اکثر موعظ  
اُرو کا جتنا قدسی لقا ہے تبہ لعل و الزمان قبا و کعبہ حبیب  
سید علی محمد صاحب دام اللہ تبارک و تعالیٰ و اتر کعبہ حبیب  
موعظ من جناب شیخ باقر حسین صافی کہ جو بخار و  
ویندار جو پور کے بہن جمع کیا ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ  
تقی نظر واقعی یہ موعظ رشیدہ اور نصاب شریف  
ہمیں شہر دلیذیر طبع جالبسا و جالبقا اہنی شہر جو پور  
حرس عن اشرو من پڑ ہے اور یہ سب مشہر  
ہیں اور مل نہایت اجر و ثواب ہے سید علی محمد

عشر ہین سے کیا بکتر سید علی محمد  
مطبع انشا اہل خانہ مودینین عابد

اطلاع سید رسالہ خاص واسطے مودینین مودینین شیعہ مذہب کے چھاپا ہوا المستند جماعت مخرج دین نو و یلین فقط



موغظہ پہلا بیچ تفسیر آیات صیام کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد و عترته اجمعین  
 اما بعد کتاب ہر بندہ پہچان قاصر ازل ثقلین شیخ باقر حسین ابن شیخ جعفر علیہ السلام  
 متوطن بلدہ پر نور جون پور محلہ چتر ساری کہ عالیجناب معالی القاب علم الاعلا  
 حجتہ الاسلام عالم ربانی بحر العلوم ثانی بدر انور عقل حاد می عشر مجتہد العصر  
 والزمان جناب قبلہ و کعبہ مولوی سید علی محمد صاحب خلف الصدق جناب  
 رضوانا جناب سلطان العلماء اٹکڑا چیل اچتہ مشواہ نے بمساعی جمیلہ عالم عامل  
 فاضل کامل و حیدر و حد مجید احمد شیفۃ و لار ائمہ طاہرین مشید دین مسین قوت  
 باز و شرع متین معین ساوات و مومنین عالم مومنین عالم ربانی جناب مولو  
 شاہ ارشاد حسین صاحب جونپوری جب جونپور میں سلسلہ ہجری نزول جلال فرما  
 اور سب اصرار مومنین موقنین اقامتہ جمعہ و جماعت فرمائی تو نحیف و خیان



فیضیاب مضامین حق الگین مواعظ و نصح سے ہوتا ہے اور  
 بے بساچ خاص پر اور بددین میں نایاب ہو جائیگا پس مقتضی حقوق اخوت ایمانیہ کا یہ ہے  
 اور مومنین جو لاپہچہ کہ جائے و بعد مکانی کے شریک نہیں ہو سکتے اور اس نعمت عظمیٰ و منو  
 ریٰ و محروم انصیبیان کی ہمتو میں وہ بھی کامیاب ان مضامین حق الگین سے ہون اور نفع  
 علی اللہ و ام الکین حاصل ہو اور ایک عمدہ یادگار ہم لوگوں کا صفحہ دہر پر باقی رہے فلہذا زیر  
 پرینے بیشک ان کے حسب صوم میں متفرق کاغذات پر ہر روز کا موعظہ جدا اوسیوقت  
 لیا جاتا ہے عبارت ان بلاغت ترجمان سے صادر ہوا پھر ادون اور ارق پریشان کو  
 کر کے خانہ اس امر دست بابرکت میں بامید نظر ثانی پیش کیا جناب قبلہ نے بہت  
 سی سے اس سے اور ان میں ملاحظہ کر کے موسوم بمواعظ جونوری تاریخی نام سے کیا اور  
 بسکہ زبان آرا کا دو عام فہم میں موعظہ فرماتے تھے تاکہ مضامین حق الگین عوام  
 و صوفیہ صلی نے یا اور عطا سے جنکی تعلیم و تفہیم ہی بخوبی ظاہر و روشن ہو جائے  
 و لطیفہ گوئی سے بابت مزید مقبولیت کا خواطر عوام میں ہوا ان کے  
 بہت سے اور ان مضامین حقہ کی طرہ پر بیان و عمدہ موم ہو سکتا  
 ہے اور ان کے ہاں اور الناس مع اللباس مشہور و معبر بسکہ کلام میں ہو  
 اور ان کے رات کا چاند رکھا کہ اسم بستم صاحب محدث دہلوی کی ۲۸۷  
 پرین اسم عربی کی تو او میں تامل کیا اور شاید بچہ مشتاق و عطا ہون کے  
 میں تبدیلی اسم ہو تو تفسیر مستحق بطریق اولیٰ کرنا ہے و جناب اعطاشیرین زبان  
 ام فہم نہیں گند اور اہل زبان اوس موعظہ نہ اپنا نیک خواہ فقرہ پر منسا و نیا  
 میں دیکھتے ہیں اور محبتوں میں کم ہوتے ہیں زیادہ کا کیا ذکر یہاں منتر کوشی  
 و تفسیر رباعیہ مستحق ہوتا ہے و اقامہ اسم

جناب رسالتا اب دائمہ اطیاب کہ خصوصاً خطبہ نبی البلاغہ کو دیکھ کر  
محاورہ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور خود خدا ہی قرآن میں فرماتا ہے  
اَمْ سَلَمٰنًا مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا يَلْسَنُ قَوْصِهٖۤ اَوْ زَمِيْنَۙ بِسِحَابِ مَنۡۢ يَّهۡدٰى  
کی قوم کی زبان میں اور جناب رسالتا اب بھی فرماتے ہیں کہ کلمہ  
قَدْ كَرِهَ لِقَوْلِهِمْ كَلَامٌ كَرِهَ لَوْ كُنَ سَبْقُ رَاۤى كُنْ فَمِمَّا دَرَاكُ كُورًا  
پس یہ بھی امر اور نہ نہیں دیکھو نبی البلاغہ وغیرہ میں کیسا کلام  
لیسی شنیٹہ محاورن اور کن کن استعارون اور کنایوں اور تشبیہوں  
اور فرماتے ہیں روضۃ الوعظین میں کہ قدیم کتاب و غلط کی مذہب  
ہو اتزام کیا ہو کہ ہر موعظہ کو بعد اشعار فصیح و بلیغ درج کرتے  
تاریخ عبارت آریان نظم و نثرین طشت از بام افتادہ ہیں جناب  
ت بی بی تینر نان و حلوا کی بخوبی ظاہر ہوتا ہے تعریف  
ب قبلہ کی من و سلوا کو بعض بعض مقامات سے  
دل لطفی خور و سالی وادہ اصم و صلائے را  
ت زبان عام فہم کی بنیاد تھا و سب  
کامنو حالانکہ خدا نے زبان اسے  
بجھائے پس جب مخاطبین کی سمجھ  
اسا معین تو سب اوگتار ہی ہیں  
خط صاحب اپنی زہد خشک سو اپنی وضع ا  
ن کا ایک ایک لفظ اوگل رہی ہیں کس لفظ  
اصل حاصل از بسکہ مفاسد عقل و

لوگوں زہدین خشک ہر تصویر بنی استاذانہ معصوم نے مستطاب مع عقل و  
 لے بہا چم خاص پراون لوگوں سے کہہ کر کہ ایک اور بہشتی ایندوار کے  
 درموشین جو لاپتہ کہ جائے پناہ پناہ و ان کے کہیں شاہ جی تھک میرا لپتہ  
 ری سر محمد مصدیان کہیں نا تو بے سوار کہیں تھریا کہ وقت و طم ادا بار رہی  
 علی اللہ و اجمہ کہیں حافلوں کو رتہ دت کو بعبارت توئی مینا کی طرح رتہ سے  
 رہنے بیشکے ماتے ہین محاورہ و فہم لطیف و اکیانان سچین شک نہیں کہ وہ  
 بیا جیسا زباز بارت اُر **حکایہ** تھے اور یہ جناب مکمل ہین بلکہ انصاف  
 کر کے غرض ہین ہر ہین ہستی ایندوار مجد اور اوستاد روحانی  
 ہستی سے اور ہون سے ثابت ہوتا ہے کہ خصوصیت رکھتی اور دلدادہ  
 نسکہ زبان آہ کان دولت کو صد بار و سچل ہین او نہیں کا متع ازرا  
 معصود اصلی کیا بلس بادشاہ سے ایک لمحی کر اور وہ مذاق لطیف ہر  
 مرو لطیف گوئی سے ہزاروں روپے پیدا کر لے پل جو امور انہوں نے  
 بہت توجہ کاوت ہو کوس ہین الملکی ایندوار عین اختیار کرنا کیونکہ مذموم ہو سکتا  
 نزلہ لباس نے المر اولاد اجماد کے کلام ہین نہ تو پسر کسکا کلام ہین ہون  
 کا چود ہوئی ہند کرتے ہین کہ شاہ عبد الغفر صاحب محدث دہلوی کی  
 بی اسم عہدہ حال تھا کہ کوسون سے مسافر لوگ مشتاق و غط ہون کے  
 ہین تھکے کو مقام فخر ہے کہ اس زمانہ ہین ہمارو جناب اعظا شیرین زبا  
 یتا ہندوستان کی خوش بیانی کا یہ حال ہے کہ ایک فقرہ پر مہنسا دنیا  
 ہین فقرہ پر رولا وینا گویا امر اختیار ہی ہو کوسون کا کیا ذکر بیان منتر ہو  
 ہی ہو کہ غلط گدہ وغیرہ سے آئے فیضیاب ہوتے ہین حق و باطل ہین

چار اوگل فرق ہے سے شنیدہ کی بود نامزدیدہ اسوقت اگر شاہ صاحب  
موجود ہوئے تو معلوم ہوتا اور جب یہ تہذیب ختم ہوئی تو اب ہم بعینہ کلام شریف  
جناب محدوح ذکر کرتے ہیں واللہ الموفق والمعين ۛ

## پہلا موغٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
جناب باری قرآن مجید میں فرماتا ہے  
عَلَيْكُمْ كَلِمَاتُ الْحَقِّ اَمْ اَمْ مَوْصُوْتِي  
کے لئے تم پر اس آیت میں  
میرے بندوں تم پر روز  
نہا ہوئی اس لئے کہ وہ  
اور ماچیر بندوں کو خدائی  
در میان میں فاصلہ ہے  
وغیرہ جو کلمہ ندائے بعید کے لئے مقرر ہیں  
شائبہ خاطر شکنی تھا علاوہ یہ کہ قدرت اسکی بہت قریب  
کہ وہ رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہو لہذا حرف یا کو کہ  
بعید میں ہو اختیار فرمایا اور اس مصلحت سے بھی کہ یہ حکم عام  
نیک و باکے ہو یا تک کہ مذہباً صحیح یہ ہے کہ کافروں کو بھی  
طرح تکلیف فروع ہو اور انکو ترک سے بھی مثل ترک اصول علماء معتد

ہوئے زمین غایت الامر یہ کہ حالت کفر میں اونسے عبادات و طاعات مقبول  
نہیں اور بعد اسلام شرف اسلام سے وہ معاف ہو جاتے ہیں کہ زمانہ کفر کے  
نماز و روزہ کی قضا نہیں کرنا پڑتی جمیع اصناف کفار کو بجز مرتد فطری کے اور  
جیسا کہ نمونہ بارگاہ عزت سے قریب ہیں اوسے طرح کافر و منافق بعینہ  
پس ندائے عام مناسب ہوئی کہ شامل نیک و بد ہو اور ایثار و کریموں  
اسید تر تبار امیر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے

## حکایت

بعض تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمان سابق میں ایک شخص نے  
ایک بادشاہ کے ارکان دولت کو صد ہار روپے دیئے فقط اتنی بات پر  
کہ دربار عام میں سر مجلس بادشاہ سے ایک لمحی کو لمحی سرگوشی کر کے چلا آئے  
اور اسی حکمت سے اوٹنے ہزاروں روپے پیدا کر لئے اور پچھمون میں بڑا وقار  
حاصل کیا کبر و نخوت سے کوس بس الملکی اپنی زعم ناقص میں بجایا کیا حالانکہ وہ بادشاہ  
کیا تھا اور اوسکی ثروت کیا خاک تھی مگر وہ جو دنیا کا گتا تھا تو اسو بہت کچھ سمجھا  
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ہذا انصاف سے جو دیکھتا تو سارے دنیا کو  
ایک جناب یا سراب یا نقش بر آب دیکھتا ہر طور مطلب یہ ہے کہ اہل دنیا  
امیرون کے دربار میں بار پانا اور اونکا بات پر التفات کرنا بہت کچھ غنیمت  
جانتے ہیں چہ جائیکہ کسیکو ٹوک کے از خود خود اونکا بات کرنا کہ یہ تو گویا اونکو  
مفتاد پشت کرنے فخر ہو جاتا ہی حالانکہ حال ایشیائی دنیا کسی صغیر و کبیر پر شہید  
ہیں اب غور کا مقام ہے کہ آپ لہ گون کا کیا رتبہ ہے کہ ایسا حاکم

حقیقی کہ مشقت اقلیم کا بادشاہ ہی جس کا محتاجان روزہ از خود آب لوگوں کو پکار کے  
 ہم مظلوم ہو رہی نہ سبب اگر فقط اسی نکتہ پر غور کر کے اسی عنایت خدا کا شکر کریں  
 موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح کے برابر عمر پائے تو یہی اس کے عہد شکر سے  
 یا ہر نبی کے گناہ پناہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں لَذَّةُ الْإِثْمِ  
 أَزَالِي تَعَبَ الْعِبَادَةِ وَالْعَنَاءُ لِعِنِّي أَهْلُ دَلْ كَدَلْ نے اپنے مالک کی ندامت سے  
 جو لذت و راحت پائی اس کے سامنے ساری مشقت روزہ کی پتج ہو گئی و اسی  
 کیا بے سخت ہیں وہ لوگ کہ جو اس شرف پر محروم رہتے ہیں اور غور نہیں کرتے  
 کہ ایسا محسن مالک حقیقی اور نئے ایسا مرادنی کی درخواست فرمائے اور یہ سب  
 پس پیش کریں آخر وہ بھی تو وفادار لوگ گذرے ہیں کہ اپنی مجازی محسنوں کو  
 لہو لگ میں کو دھڑے اور جہان او کا پسینا بہت دیکھا وہاں اپنی خون کی تریاں  
 بہائیں اور آہ شریف میں صیام جمع صوم ہے اور لغت میں صوم کے  
 یہ معنی ہیں کہ جو چیزیں نفس کو مرغوب ہیں ان کو ترک کرے اور شرع میں  
 ایک زمانہ خاص میں چند خاص چیزوں سے کہ کمال درجہ وہ مرغوب طبع  
 میں بطرز خاص پرہیز کر نیکو روزہ کہتے ہیں کہ جن کا عنقریب بیان ہوتا ہے  
 اور روزہ ماہ صیام وغیرہ کا واجب ہونا اجماعی ہے کہ حسین کی سطر حاشاک  
 و شبہ نہیں بلکہ وجوب صوم ماہ صیام ضروریات اسلام سے ہے کہ جو حلال  
 جانکو اوسے ترک کرے تو شرعاً اوس پر کفر و نجاست و قتل کا حکم ہوگا بلکہ حق  
 یہ ہے کہ یا بند تورات و انجیل ہی فی الجملہ روزے کو واجب ہونے سے  
 انکار نہیں کر سکتے ہاں زمان سابق میں پادری فندر صاحب جو ہندو مت  
 وار دہنوں تو وہ منکر وجوب صوم تھے اور خلاصہ ان کو خیال عام کا

یہ تھا کہ حکم خدا عام ہے و تمام ہونا چاہیے حالانکہ روزہ ایسا نہیں ہے کہ  
 ارض تسعین جہاں چہ مینو کی رات اور چہ مینے کا دن ہوتا ہو اوسے  
 رکہ سکین حالانکہ یہ نہ سمجھو کہ یہ اعتراض اب کو فقط اہل اسلام پر نہ ہے بلکہ گنہگار  
 و پروردہ توریت و زبور و انجیل سب پر معترض تھے اسلئے کہ روزہ خاص نہیں  
 اسلام ہی نہیں بلکہ توریت و زبور و انجیل سب میں فی الجملہ اوسکی تصدیق ہوئی ہوگی  
 ہو اور شاید کہ منشا اس اعتراض کا بطور الگوتی فی بطن الشیاعہ یہ ہو کہ عیسائی  
 گمان میں شریعت جسمانی قبل عیسیٰ ختم ہو گئی اسلئے کہ وہ تمسید و توطیہ ظہور عیسیٰ  
 کی تھی پس لب صوم و صلوٰۃ سب ساقط ہے اور یہ بناء فاسد علی الفاسد  
 حضرت عیسیٰ نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ تصدیق شریعت موسویہ کے لئے  
 آئے ہیں نہ رفع و نسخ کے لئے پس تصدیق شریعت جسمانی ہی لازم ہوئی  
 اور معنہ امتداد اوسکے التزام عیسائیوں کا ہے نماز کثرت پر اگر فقط عبادت  
 روحانی کافی تھی تو اتوار کو گرجوں میں نماز پڑھنے سے کیا حاصل اور انجیل  
 متی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ صدیقیوں اور فریسیوں نے جب حضرت  
 عیسیٰ سے کہا کہ تمہاری جماعت روزہ کیوں نہیں رکھتی تو انہوں نے  
 جواب دیا کہ ایسی برائیوں میں دولہ موجود ہے پس انہیں فاقہ کی کیا حاجت  
 بان جب میں اوٹھ جاؤنگا تو میری امت روزے رکھگی اور اس کلام سر  
 صاف ظاہر ہے کہ جو عیسائی روزہ نہیں رکھتی بعد حضرت عیسیٰ کے آسمان پر  
 اٹھ گئی تو وہ نفس الامریں اونیکی امت سے نہیں پس لب روزہ اون پر ہی  
 نہ ہوا اور جو وہ جواب دینگے عرض تسعین میں روزہ رکھو گا وہی ہمارا نظریہ  
 اس جواب سمجھیں اور سطر آخر توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت مردار وغیرہ جو خضر

تناول کرے تو وہ مردِ انخوار تمام روزِ نجس رہیگا اور اس طرح جو عورتِ نجس  
 نفاس دیکھے وہ سات دن تک نجس ہی پاک چیزوں کو نہ چھوے اور میت <sup>المقدس</sup>  
 میں نہ جائے اور انجیل مٹی وغیرہ میں مکرر بیان ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ  
 ناسخِ توریت نہ تھے بلکہ مصدق و مکمل تھے اور یہ بھی نسبتِ توریت متداول  
 لکھا ہے کہ آسمان و زمین بدل جائے لیکن ایک شوشہ یا ایک نقطہ ہی توریت کا بدل  
 نہیں سکتا پس مضمون مذکور کا بھی اقرار کرنا پڑا پس جس طرح وہ لوگ مردِ انخوار کا  
 دن اور زنِ حیض <sup>واریغیہ</sup> کے دنوں کا ارضِ تسعین میں شمار کریں گے یہی ہماری  
 طرف سے پادری فذر صاحب کا جواب ہے اور یہ سب تقریریں جواب  
 الزامی کی ہیں اور تحقیق جواب یہ ہے کہ اکثر احکام اکثر یہ ہیں اور شارح متدین  
 کو زیادہ تر خیالِ معظّم محمورہ کا کہ جن ملکوں میں بڑی آبادی ہے تھا اور شاد و مادی پر  
 اعتنا کچھ ضرور نہ تھی فَاتَّالْمَدَائِرُ كَالْمَعْدُوِّسِ اگر بالفرض ایسا کوئی مقام  
 ہو تو وہاں دور نہیں کہ روزہ ساقط ہو لیلے کہ قرآن مجید میں ہے لَا يَجْزِيكَ اللَّهُ  
 نَفْسًا إِلَّا وُسْعًا خدا تکلیف نہیں دیتا کسی نفس کو مگر بقدر اس کی طاقت و ولایت  
 و استطاعت کے اور بعض احادیث معتبرہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ  
 ایسے مقام پر مرد و مؤمن سفر کر کے نہ جائے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ  
 وہ مضطر ہو ایسے مقام کے سفر پر نہ تو احوط یہ ہے کہ وہ گمانِ غالب پر عمل  
 کر کے گٹری وغیرہ سے اطمینانِ بھم پہنچا کے آباد شہر و ملکِ حساب پر  
 یہ نیتِ قربتِ روزہ رکھے اور نہ جب وہاں سے مخلصی ہو تو قضا کرے اور  
 یہی حکم نماز وغیرہ کا ہے واللہ اعلم اور تفصیلِ جلال مع اولہ قویہ رسالہ شریف  
 ارضِ تسعین میں رشک سید ناشم خاکن و مغبوط مقدّس <sup>العلما</sup> اور ہلی اعنی جناب عمدۃ



سید ہادی صاحب مغفور مرحوم نے تحریر فرمائی ہے وَهُوَ الْهَادِي إِلَى سَوَاءِ الشَّيْءِ  
 كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ جیسا کہ لکھے گئے وہی روز  
 اون لوگوں پر کہ جو تم سے سابق میں گذری شاید تم پر نیرگاری کرو بسبب روزہ کو  
 اسلام کہ وہ خواہشوں کو شکستہ کر دیتی ہیں اور ظاہر ہے کہ باعث معصیت  
 یہی نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں اور اگلے لوگوں سے خیر روزے واجب  
 ہوئے سب پیغمبر اور ان کے امتیں مراد ہو سکتی ہیں جیسا کہ بیضاوی میں ہی  
 یا اگلوں سے مراد خاص نبی ہی ہوں جیسا کہ تفسیر صافی میں ہے اور اسی کتاب  
 میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اول دین سے حضرت  
 آدم تھے اور مقصود حضرت یہ ہے کہ کوئی زمانہ خالی اس سے نہ تھا جب سے  
 آدمیوں کی خلقت ہوئی اور حضرت آدم ابو البشر رومی زمین پر آئے اسی  
 عہد سے روزے معین ہوئے اور اس بیان سے مقصود تسلی و تسکین امت  
 حضرت سید المرسلین ہے کہ تم لوگ روزوں کے تعجب سے نہ گبر او کچھ تمہیں کو روزوں  
 کی تکلیف نہیں دی گئی بلکہ اگر وقت کے لوگ ہی روزے رکھتی تھے بلکہ بعض  
 روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل روزہ کی باعث حضرت آدم  
 صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ حضرت امام حسن سے منقول ہے إِنَّهُ جَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَهُودِ  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَعْلَمُكُمْ عَنْ مَسْأَلَةٍ  
 فَكَانَ فِيهَا سَأَلُهُ أَنَّهُ قَالَ لَا يَشَيْءُ فَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمَ عَلَى  
 أُمَّتِكَ بِالنَّهَارِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا وَفَرَضَ عَلَى الْأُمَمِ الْكَثَرِ مِنْ ذَلِكَ کہ چچہ  
 قوم یہود سے خدمت بابرکت جناب رسالتاب میں آئے اور ان سب میں  
 جو زیادہ علم و کمال رکھتا تھا اس نے حضرت سے چند سوال کئے منجملہ او کہ تمہیں

کہ اسکا کیا باعث کہ خدا نے آپ کی امت پر تیس روزہ واجب کیا اور  
 انکی امتوں پر اس سے زیادہ فرض کئے فقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ أَدَمَ لَمَّا أَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ بَقِيَ فِي بَطْنِهِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا فَقَرَضَ عَلَى  
 مِرْيَتِهِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا الْجُوعَ وَالْعَطَشَ وَالذَّمَى يَأْكُلُونَهُ بِاللَّيْلِ تَفْضُلًا  
 مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ وَكَانَ عَلَى أَدَمَ فَقَرَضَ ذَلِكَ عَلَى أُمَّتِي  
 تِلْكَ هَذِهِ الْآيَةُ كَتَبَ عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ الْآيَةُ پس حضرت نے  
 فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے جب درخت گندم سے تناول فرمایا تو انزگہ مذکور  
 شکم شریف میں تیس شبانہ روز باقی رہا پس تیس دن تک خدا نے اونکی  
 دوا پر سہو کر اور پیاس لازم فرمائی اور شکوہ و اجازت ملی تو یہ محض مہربانی  
 تھی اور یہی حکم تھا حضرت آدمؑ کو پس اوسقدر روزے خدا نے میری امت  
 پر واجب کیا خلاصہ یہ کہ خلیفہ خدا حضرت آدمؑ کی خلق الصدق حضرت  
 اسی کی امت تھی کہ قدم با قدم حضرت آدمؑ کے انہیں روزہ رکھنے پڑے کچھ  
 یہ نہ اخلف نہ تھے کہ خلاف اپنی جد اعلیٰ کے کرتے پہر حضرت نے تمام کمال  
 وہی آیت پڑھی کہ جسکی تفسیر میں ہم مصروف ہیں قَالَ الْيَهُودُ صَدَقْتَ  
 يَا مُحَمَّدُ فَمَا جَزَاءُ مَنْ صَامَهَا اَوْسَ يَهُودِيٍّ نَعَمْ كَمَا كَرِهَ الْيَهُودُ وَهُوَ اَيُّهَا  
 اب آپ بیان فرمائیں کہ کیا جزا ہے اوسکی کہ جو ان دنوں میں روزہ رکھے  
 فَقَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَصُومُ شَهْرَ رَمَضَانَ احْسَابًا اِلَّا اَوْجَبَ اللَّهُ  
 لَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَبْعَ خِصَالٍ پس حضرت نے فرمایا کہ کوئی مؤمن  
 ایسا نہیں کہ ماہ صیام میں بقصد ثواب روزہ رکھو مگر یہ کہ خدا سات خصلتیں  
 اوسکو عطا فرمائے اُولُهَا يَذُوبُ الْحَرَامُ فِي جَسَدِهِ پھر یہ کہ تمام حرام

اوسکو بدن سے پہلے کے بجایا گیا و الثانیۃ یقرب من رحمۃ اللہ عز و جل  
 دوسرے یہ کہ روزہ دار رحمت خدا سے قریب ہوگا و الثانیۃ کیونکہ قد  
 کفر خطیئۃ آدم تیسرے یہ کہ وہ شخص کفارہ دیگا ترک اولی کا اجر پور  
 آدم کی والرابعۃ یھون اللہ علیہ سلاکات الموت چوتھے یہ کہ خدا  
 آسان کرے گا اوسپر سکران موت و الخامسة امان من الجوع و العطش  
 یوم القیمۃ پانچویں روزہ باعث امان ہے قیامت کی بہوک اور پیاس سے  
 و السادسة یعطیہ اللہ براءۃ من التائب چھٹے خدا اوسے عطا  
 کرے گی برائت آتش جہنم سے و السابعة یطعمہ اللہ من طیبات الجنة  
 قال صدقت یا محمد ساتویں یہ کہ خدا اوسے بہت سی پاک و پاکیزہ غذا  
 اور غذائیں عطا فرمائے گی پس یہودی نے کہا کہ سجا ارشاد کیا آپ نے پوشیدہ  
 نہ رہی کہ یہ علت و حجب صوم جو اس حدیث سے استفاد ہوئی تو وہ علت تمام  
 نہیں بلکہ علت ناقصہ ہے اور منافی اسکی نہیں کہ کوئی اور بھی مصلحت اوسکو ساتھ  
 ضم ہو چنانچہ خود آیہ تشریف سے استفاد ہوا تھا کہ مقصود صوم سے کفر و کر دینا  
 نفسانی خواہشوں کا تھا اور موتیاد اسکے وہ روایت ہے کہ جو ہشام بن محمد بن عقیل  
 ہی کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ سبب روزوں کا کیا  
 فقال علیہ السلام انما فرض للہ الصیام لیستوی بہ الغنی و الفقیر  
 پس حضرت نے فرمایا کہ نہیں واجب کیا خدا نے روزوں کو مگر تاکہ امیر و فقیر  
 سب برابر ہو جائیں اور یہ اس باعث سی ہوا کہ امیر کو بہوک پیاس کا تعب نہوتا  
 تھا جس چیز کو حی چاہا وہ فوراً ایک اشارہ میں موجود ہو گئی پس خدا نے چاہا کہ  
 چند روزہ ہی بہوک کا مزرہ چمیں اور بہوکوں پر رحم کسائیں و کتب ابو الحسن

عَلِيَّ بْنِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانٍ فِيمَا كَتَبَ مِنْ جَوَابِ مَسَائِلِهِ  
 او لکھا حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو ان کے مسالوں کے  
 جواب میں علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام اَنْ مَسَّ الْجُوعَ وَالْعَطَشَ لِيَكُونَ ذَلِكَ دَلِيلًا مُسْتَكِينًا  
 مَا جُوعًا وَخُتْبًا صَابِرًا سَبَبَ رُزُونِ كَا بَحَا نَا بَهُوكِ وَبِاسِ كِي تَعْبِكَ هُوَ  
 تاکہ روزہ وار ذلیل و مسکین و منکسر النفس و ماجور ہو یعنی ثواب پائی اور نیکوں کا وغیرہ  
 اپنی لئے مٹیا کیا کرے اور بہوک و پیاس پر صبر کرے وَ يَكُونُ ذَلِكَ دَلِيلًا  
 عَلٰی شِدَّةِ الْآخِرَةِ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْاِنْكَسَارِ لَهُ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَاعْظَا  
 لَهُ فِي الْعَاجِلِ دَلِيلًا عَلٰی الْاَجَلِ اور تاکہ یہ شدت بہوک اور پیاس کی  
 دلیل و نمونہ ہو شدائد آخرت کا باوجود اسکو کہ شکستہ ہو جاتے ہیں خواہشیں اور  
 روزہ بمنزلہ نصیحت و نپند کے ہوتا ہو دنیا میں اور علامت نمونہ ہوتا ہو آخرت کا  
 لِيَعْلَمَ شِدَّةَ مَبْلَغِ ذَلِكَ مِنْ اَهْلِ الْفَقْرِ وَالْمُسْكِنَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
 تاکہ اسیر و کمو معلوم ہو شدت تعب بہوک اور پیاس کی فقیروں پر دنیا و آخرت  
 میں وَ رَوَى حَمْرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ كَتَبَ اِلَى اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 لَمَّا فَرَضَ اللَّهُ الصَّوْمَ فَوَرَدَ فِي الْجَوَابِ لِيَجِدَ الْغَنَى مَسَّ الْجُوعِ وَالْفَقْرِ  
 اور منقول ہو حمزہ بن محمد سے کہ انہوں نے خدمت بابرکت حضرت امام فخر  
 صادق علیہ السلام میں تحریر کیا کہ کیون واجب کیا خدا نے روزہ پس جواب آیا  
 تاکہ غنی امیر گرنگی و فقر و فاقے کا مزہ چکے خَلَاَصَهُ يَدُ كَامِرِ حَبِّ كَمَا نَا نَا  
 کھا اٹلے تو فقیر پر رحم کھا اٹلے بہوک میں بہوکوں کی قدر کر نیگو مثل مشہور ہے کہ  
 پیٹ بھرا بہوک کی کیا قدر جانے و اعظمت کتا ہے کہ بہت سی حدیثوں  
 میں وارد ہو کہ ماہ مبارک رمضان میں شیطان مقید و محبوس ہو جاتا ہے

چنانچہ خطبہ مشہور میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماثور ہے  
 وَالشَّيَاطِينُ مَغْلُوكَةٌ فَاسْأَلُوا أَرْبَابَكُمْ أَنْ لَا يُسَيِّطُوا عَلَيْكُمْ دِينِي شَيْئًا  
 اس میں تو میں مغلول ہیں پس خدا سے دعا کرو کہ اوسین تم پر کسی مسئلہ نفس مارے  
 اس میں اکثر لوگ شبہہ کرتے ہیں کہ پھر اس میں سے گناہوں کے سرزد ہوں گے  
 کیا وجہ بلکہ چاہیے کہ ماہ رمضان کا پابند دیکھتے ہی سب کافرو فاسق اپنے  
 کفر و فسق و فجور سے باز رہیں حالانکہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ اس میں تو  
 ہی بت پرستی پر بت پرست پر و انون کی طرح ٹوٹے پڑتے ہیں شراب  
 خانوئین اور بیٹیوں پر سابق کی طرح ہجوم رندوں کا رہتا ہے محملوں کو  
 برابر احتلام ہوتا ہے بلکہ خود دروزہ دار بھی صمدانہ حکمی گناہوں میں مرکب  
 رہا کرتے ہیں پس اگر شیطان ہی قید ہو جاتا تو پھر کیا وقت تھی سب نیک پار سا  
 بن جاتے جناب سید ابن طاووس علیہ الرحمہ کتاب قبال میں فرماتے ہیں  
 وَقَدْ سَأَلَنِي بَعْضُ أَهْلِ الدِّينِ فَقَالَ إِنِّي مَا يَظْهَرُ لِي زِيَادَةُ انْتِفَاعٍ بِمَنْعِ  
 الشَّيَاطِينِ لِأَنِّي أَسْرَى الْحَالِ الَّتِي كُنْتُ عَلَيْهَا مِنَ الْغَفْلَةِ قَبْلَ شَهْرِ  
 رَمَضَانَ كَأَنَّهَا عَلَى حَالِهَا مَا نَقَصَتْ بِمَنْعِ اعْوَانِ الشَّيَاطِينِ  
 اور سوال کیا مجھ سے بعض دینداروں نے کہ ہم تو شیطانوں کو محسوس  
 ہو جانے سے اس میں تو میں کچھ زیادہ فائدہ نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ  
 جو حال ہماری غفلت و معصیت کا قبل ماہ صیام تھا وہی بحال خود باقی  
 رہتا ہے اور شیطان کے اعوان و انصار کے گرفتار ہونے سے کم نہیں ہوتا  
 فَقُلْتُ لَهُ يَحْتَمِلُ أَنَّ الشَّيَاطِينِ كَوْنَهُمْ عَلَى حَالِهِمْ فِي ضَلَالٍ أَوْ لَعْنَةٍ  
 كَأَنَّا نَحْسُدُكُمْ عَلَى هَذَا شَهْرِ الصِّيَامِ فَيَجْتَهُدُونَ فِي

هَذَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ جَلَّالَهُ أَوْ فِي الدُّنْيَا غَايَةً أَلَا تَنْكَارُ فَبُكَدُ  
الْإِنْقَاعُ بِمَنِّهِمْ مِنْ زِيَادَاتِ الْأَذْيَاتِ وَالْمُضَرَّاتِ وَدَفْعُهُمْ  
مَتَابَعُ الْإِنْسَانِ عَلَيْهِ مِنَ الْمَخْطُوءَاتِ پس میزادے کہ اگر احتمال  
ہو کہ اگر شیاطین مطلق العنان ہو جاتے اور مطلقاً بالطبع اپنی حالیہ و گذشتہ  
کمز جاتے تو ایسے متبرک مہینہ پر زیادہ تر حسد کرتے اور سعی بلیغ کر کے تہین  
ایسا مبتلا نافرمانی میں خدا کی دیت کو بالکل تمہارا انجام خراب ہو جاتا یا کہ  
حسد کے ماری دنیا میں تہین وہ ہلاک کر ڈالتے ہیں و مگر مجوس کہ یہ  
سہ کیا کم فائدہ ہوا کہ یہ زیادہ تہین نہیں ستا سکتے جس قدر اونکا جی آتا  
وَحَتَمِلُ أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ شَيْطَانٍ يَحْتَضُونُ بِهِ دُونَ سَائِرِ  
الشَّهْوَرِ فَيَكُونُ مَنَعُ الشَّيَاطِينِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ يُرَادُ بِهِ  
شَيْطَانُ هَذَا الشَّهْرِ الْمَذْكُورِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الشَّيَاطِينِ عَلَى  
حَالِهِمْ مُطْلَقِينَ فَيَمَازِيدُونَهُ بِالْإِنْسَانِ مِنَ الْأُمُورِ  
فَلِذَلِكَ مَا يُظْهَرُ لِلْإِنْسَانِ سَلَامَةٌ مِنْ وَسْوَاسَةِ الصُّدُورِ  
اور احتمال ہو کہ ہر مہینہ کو شیطان جدا ہوں پس مراد یہ ہو کہ خاص  
اس ماہ مبارک کے شیطان بسبب و سبب برکت کو قید ہو جاتے ہیں اور اور  
مہینوں کے شیطان گمراہ کرنے کو کفایت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے  
لوگوں سے گناہ اور خیالات فاسد صادر و ظاہر ہوتے ہیں وَحَتَمِلُ  
أَنْ يَكُونَ مَنَعُ الشَّيَاطِينِ عَنْ قَوْمٍ مَخْصُوصٍ بِحَسَبِ مَا  
يَقْتَضِيهِ مَصْلَحَتُهُمْ وَرَحْمَةُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْأَنَاءُ الْكُفَّارِ  
وَغَيْرُهُمْ لَا يُفْعَلُ عَنْهُمْ الشَّيَاطِينُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ

وَلَا فِي غَيْرِهِ مِنْ لَازِمَاتٍ اور ایک مثال یہ ہے کہ کچھ خاص لوگوں سے  
 حسب مقتضی حال و مصلحت حکمت پروردگار شیطان جبرق قید ہوتے ہوں یعنی  
 انہیں کو درغلانے سے ورنہ ظاہر ہے کہ کافروں سے تو کبھی شیطان باز  
 نہیں رہتا نہ اس میں سے اور مینوں میں و مین الجواب انہ یجمل ان العباد  
 مَعَهُ ابليسُ وَالشَّيَاطِينُ فَاِذَا غَلَبَ الشَّيَاطِينُ كَفَاءُ ابليسُ فِي غُرُورِهِ  
 لِلْكَاذِبِينَ اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مذکورہ انسانہ ابليسُ میں جب شیطانوں کو  
 ہوا و جب سب شیطان مجبوس ہو جاتے ہوں تو نقطہ او کا باب ابليسُ میں تخلید ہو تو کلمہ  
 مغرور کرتا ہوا و باعث گناہوں کا ہوتا ہو و مین الجواب انہ یجمل ان العباد  
 مَعَهُ نَفْسُهُ وَطَبْعُهُ قِرَاءَةُ السُّورَةِ وَاِذَا غَلَبَ الشَّيَاطِينُ فَيُكْفِيهِ  
 هَوَاهُ فِي غُرُورِهِمْ وَعَدَاوَتِهِمْ لِلَّهِ كَلْفُ الْمُسْكِينِ اور ایک جواب یہ ہے  
 کہ علاوہ شیاطین نفس امارہ و طینت بد انسان کی یہ خود برسی رفیق آدمی  
 ہیں اور وہ خود بغل میں دبائے ہوئے اپنا دشمن لاثانی یعنی دل کہ جو بنیہ  
 مارشہیں ہو لئے پرتا ہے پس جب شیطان مجبوس ہو جاتے ہوں تو یہی اوسو درغلانہ  
 ہوں و مین الجواب ان العباد کہ قبل شہر رمضان ذنوب قد سودت  
 قلوبہ و عقلتہ و صارت حجابا بینه و بین اللہ جل جلالہ  
 فَلَا يَسْتَبَعِدُ مِنْهُ اَنْ يَكُونَ ذُنُوبُهُ السَّابِقَةُ كَافِيَةً فِي  
 اسْتِمْرَارِ غَفْلَتِهِ فَلَا يُؤْتِرُ مَنَعُ الشَّيَاطِينِ عِنْدَ الْإِنْسَانِ الْعَظِيمِ  
 مَعْصِيَتِهِ وَيُمْكِنُ غَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْجَوَابِ وَفِي هَذَا كِفَايَةٌ  
 لِأُولَى الْكِتَابِ اور ایک جواب یہ ہے کہ قبل ماہ صیام جو گناہ کسی بندہ  
 سرصاد رہی اور انہوں نے اس کے عقل و دل کو سیاہ کر دیا اور پردہ

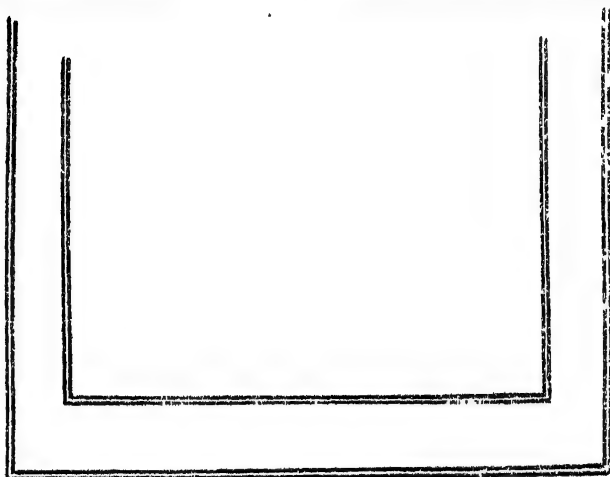
کی طرح پروردگار اور ادا اسکے درمیان میں حائل ہو گئے ہوں  
 وہی باعث استمرار غفلت و صدر معصیت جدید کے ہوں اور  
 ابلیس پر تلبیس کا مجبوس ہو جانا مفید نہ ہو  
 اور انکے سوا اور بھی جواب ممکن  
 لیکن عاقل کی تسکین کے  
 لہو یہ کیا کم  
 ہین



## موعظہ دوم ۲

تحقیق میں جس شیاطین کے ماہ رمضان میں

موافق تحقیق خود واعظ دس وجہوں سے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

واغلا کہتا ہے کہ سید کی موت اور چند وجہیں ہیں کہ اونہیں سے دس مصداق  
 ناک عَشْرۃ کالمۃ نوک ریز قلم وقت رقم ہوتے ہیں پہلی یہ کہ مراد حبس شیطان  
 سے منع کرنا اوسے تسلط کرنے سے ہر خاص و نمین مومنین پر کہ جو مستحق ہیں  
 مزید توفیق و تائید و تسدید کے اور قابل قبول ہدایت اور ہوشیار ہونیکے  
 ہیں بعد غفلت کے نہ یہ کہ کسی طرح کا تسلط نہیں رہتا بلکہ مثل اوس تسلط  
 کے کہ جو غیر ماہ رمضان میں ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ غیر ماہ رمضان میں  
 جو مفسد شیطان گمراہ کیا کرتا ہے اور باعث صدور معاصی ہوتا ہے  
 اوس درجہ کے شیطنیت کرنے سے ماہ رمضان میں بے بس ہو جاتا ہے  
 اور قید ہونا کنایہ اسی بے بسی سے ہے اور چشمِ خود ہم دیکھتے ہیں کہ ماہ  
 رمضان میں توفیق ربانی بہت بڑھ جاتی ہے اکثر گناہ کاروں کو اس مہینہ میں

روزہ نماز کی طرف رغبت پائی جاتی ہے بہت لوگ توبہ و استغفار کرتے ہیں اکثر گناہ گار اپنی اگلی گناہوں کو سوچ کر ٹھنڈی سانسین بہرتے ہیں میکینو نہیں سمجھ رہے ہیں بدی سے بہا گئے ہیں عبادت میں اکثر تمام تمام شب جاگتے ہیں کبھی صحیفہ کی دعائیں پڑھتے ہیں کبھی تلاوت قرآن ہے کسی وقت دعائی سحر و زبان ہے جمعہ و جماعت کی فکر ہے وعظ سننے میں تساہل کریں اسکا کیا ذکر ہے یہاں تک کہ عوام الناس میں ہی ضرب المثل ہو کہ رضا کے نازی تو تھیں نہ وہ کہ حدیث میں عموماً شیطان کو قید ہو جانیکا ذکر ہے نہ یہ کہ خاص زمانہ میں خاص لوگوں سے خاص طرح پر محبوس و راتوں ہو جائیگا اس لئے کہ محاورات عرب میں اکثر عموماً کی تخصیص ہوتی ہے چنانچہ اوغین مثل مشہور ہے کہ مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَقَدْ خَصَّ بِعِزِّي كَوْنِي اِیسا حکم عام نہیں کہ جو بعض چیزیں اس سے مستثنیٰ نہ ہوں یہاں تک کہ خود اسی مثل عام کی تخصیص خود اسی سے لازم آتی ہے اور کیونکر ایسا نہ ہو حالانکہ یہ مثل متضمن حکم عام ہر جگہ پر تمام نہیں ہوتی جیسا کہ اس آیت میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق کہ خدا ہر شے پر قادر ہے اس لئے کہ کوئی چیز ایسی نہ ہو گی کہ احاطہ قدرت قادر علی الاطلاق سے خارج ہو پس اس مثل کی کب اصل رہی اگرچہ بعضوں نے عموم تعلق قدرت میں بھی تامل کیا ہے محال و خیال سے مگر محال کی شان سے تعلق قدرت نہیں اور استثناسمیرا وہ ہے کہ جن چیزوں کی شایان ایک حکم عام میں مندرج ہونا ہو اوغین سے کوئی چیز اس حکم عام سے جدا کر لی جائے اور متوہد اسکے یہ حدیث ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی فرمایا جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے کہ جس شخص نے کہا لا الہ الا اللہ وہ داخل جنت ہوا جیسا  
 کتاب کے پس کتاب عیون اخبار الرضا میں اسحاق بن راہوی  
 سے منقول ہے کہ جس وز حضرت امام رضا نے چاہا کہ نیشاپور سے  
 مامون ثلعون کے پاس جائیں تو حضرت کے ترخیص کے لئے سب  
 محدثین جمع ہوئے کہ منجملہ اونکے میں بھی تھا پس سب نے عرض کی کہ ای  
 فرزند رسول آپ یہاں سے تشریف لئے جاتے ہیں اور دولت  
 دیدار سے اپنی ہمیں محروم کئے جاتے ہیں کوئی ایسی حدیث تو ہمیں  
 بتائے جائے کہ ہم اوس سے مستفید و مستفیض ہوں اور وہ  
 آپ کی یادگار ہم میں باقی رہی اور حضرت کجاوہ میں سوار ہو چکے تھے پس ہر  
 مبارک عمار می و کجاوہ سے مثل ماہ شب چارہ کے ظاہر و طالع کیا  
 وَقَالَ سَمِعْتُ أَبِي مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبِي جَعْفَرٍ بْنَ مُحَمَّدٍ  
 يَقُولُ سَمِعْتُ أَبِي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ يَقُولُ  
 سَمِعْتُ أَبِي مِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَمِعْتُ جِبْرِئِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ اللَّهَ جَلَّ جَلَّالَهُ  
 يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حِصْنِي فَنَ دَخَلَ حِصْنِي أَمِنْ مِنْ عَذَابِي  
 اور کہا حضرت نے کہ سنائے اپنے والد موسیٰ بن جعفر سے کہ وہ کہتے  
 تھے کہ سنائے اپنے والد جعفر صادق سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنائے  
 اپنے والد حضرت امام محمد باقر سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنائے اپنے والد حضرت  
 امام حسین علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنائے اپنے والد حضرت امیر

علیہ السلام سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنائیںے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سہ کہ وہ کہتے تھے کہ سنائیںے حضرت جبرئیل سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنائیںے  
 خود خدا سے کہ وہ فرماتا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میرا حصہ جہنم و قلعہ مستحکم مضبوط  
 ہو جو اوس قلعہ میں داخل ہو کے اوسکی پناہ میں آیا اوسنومیرے عذاب سے  
 اسن پایا قال فلما مرت بالراحلة نادينا بشروطها وقال أنا من شروطها  
 راوی کہتا ہو کہ جب حضرت کی سواری باوہاری کی طرح چل کھڑی ہوئی تو  
 چند قدم طے کر کے حضرت نے باواز بلند فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بشرطها و  
 شروطها قلعہ مستحکم خدا ہے کہ جسکی شرطوں میں سے ایک شرط میری ولایت و  
 اطاعت ہی ہو دوسری یہ وجہ ہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں ایک  
 کہ انسان اپنی شرارت سے خود وڑا جائے اور شیطان کی پاس ہو چکا  
 اپنی تین اوسکے پندے میں پھنسائے دوسرے یہ کہ شیطان انسان  
 کے گھر چڑھ کے درغلانیکو آئے پس اگر قید ہونا مانع ہی ہے تو قسم ثانی  
 سے نہ قسم اول سے اور یہہ جواب بھی مثل اکثر اجوبہ کتاب قبالبہ کو ضعف  
 سے خالی نہیں اور احادیث سے کوئی شاہد اپنا نہیں رکھتا اور ماہ رمضان  
 میں احتلام اور بدخوابی اور منہابی اور ملاہی بلکہ کفر و شرک و قتل امیر المؤمنین  
 علیہ السلام سب بالکل خلاف ان خیالات کے ظاہر ہوتا ہو اور مؤید اوسکے  
 بہت عموماً قرآنیہ اور اطلاقات اخبار معصومہ میں مثل اول و ثانیہ کے  
 جو دلالت کرتے ہیں استعاذہ و استغفار پر اور تلاوت معوذتین پر اور شرکت  
 شیطان پر اموال و اولاد میں اور اس بات پر کہ نجومی اوسکی جانب سے  
 ہو اور یہ کہ وہ معادات بنی آدم سے کرتا ہو باوجود معتضد ہونے اس دلیل کی

ساتھ عقل قطعی اور تو اثر با استفاضہ سنہ اور محکمیت دلالت کو پس اسے  
تعلیلین کب مقابل میں ایسی صحیح دلیلون کو چل سکتی ہیں اور کون کہہ سکتا ہے  
کہ سونیوالا سوئے سوئے شیطان کے پاس اوٹہ دوڑتا ہے اور شیطان  
مغلول و مجبوس باعث احتلام وغیرہ ہوتا ہے تیسرے یہ کہ تخصیص  
زمانہ کی کیا ہے تفصیل اجمال یہ ہے کہ حدیث مغلولیت سے اگرچہ یہہ پایا گیا  
کہ ماہ صیام میں البیس مجبوس ہو جاتا ہے لیکن یہہ نہیں ہے کہ غرہ ماہ صیام  
سے سلخ ماہ تک مجبوس رہتا ہو پس تصدیق مفاد خبر کے لئے اور اثبات  
فضیلت ماہ رمضان کے لئے برائے نام حبس قید کافی الجملہ متحقق ہو جاتا  
کفایت کرتا ہے اگرچہ ایک ہی شبانہ روز یا کم و زیادہ میں ہو اور کچھ محال ہے  
کہ کسی روز عین اور زمانہ غیر محمودین اور ایسے وقت نامعلوم میں کہ سوا  
خدا کے سب سے پوشیدہ ہو برکت ماہ صیام سے سب شیطان مجبوس  
ہو جاتے ہوں اس طرح کہ بعض کفار سو جائے ہوں بعض کو غش آ جاتا  
ہو بعضی مسلمان و مومنین خوش اعتقاد ہو جاتے ہوں اور مومنین سرگرم  
عبادت و طاعت ہو جاتے ہوں اور ایک ساعت کی ساعت قدرت خدا  
سب کے سب البیس کو رغلائے سر اور اسکی لشکر کے فریب دینے سے باز رہتا  
ہوں تاکہ فضیلت اس مہینہ کی متحقق ہو اور بے بسی شیطان کی اس سے  
ثابت ہو جائے اور یہہ وجہ اگرچہ اسکان عقلی رکھتی ہے لیکن خالی بعد سے ہی  
نہیں اور مؤید کسی حدیث سے بھی نہیں ہے چوتھے یہہ کہ مراد قید ہو  
سے بے بسی ہے کہ جو قیدی کو لازم ہوتی ہے اور مراد بے بسی سے یہہ ہے  
کہ کسی عظیم اور مراد خاص سے بے بسی ہو بطور قصر اضافی یا جعلی ادعائی کے

خلاصہ یہ کہ مجبوری اکثر مقاصد اور اعظم  
 مطالبہ اور اہم نارب سے ہے اور ظاہر ہے کہ بڑا دام شیطان کا چند  
 امر میں ہے مثل مال و زن وغیرہ کے اور یہ سب مضمحل ہو جاتے ہیں  
 روزہ سے سبب مضمحل ہو جانے قوامی شہوانیہ و ہستی کی سبب ترک اکل و شرب  
 اور ملازمت مسجد و عبادت کی اور تلاوت دعا و آیت کے یا پانچویں یہ کہ  
 ماہ مبارک رمضان میں یہ نسبت اور مہینوں کے کچھ امر بابہ الا شتر اک ہیں اور  
 کچھ امر بابہ الاتیاز میں مثلاً ماہیت ماہ سب مہینوں کی یکساں ہے جیسے  
 تیس یا اونتیس شبانہ روزا میں ہیں ویسی ہی اور مہینوں میں ہیں رات دن  
 جیسے اس میں ہوتے ہیں ویسے سب میں ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ماہیت  
 ماہ رمضان یا اوس زمان محدود وغیرہ کو کوئی مداخلت جس شیطان میں  
 ہو کر نہ چاہیے تھا کہ سب مہینوں میں جس ہوتے اس لئے کہ علت جس بابہ  
 الا شتر اک کو فرض کیا ہے اور لیکن بابہ الاتیاز مثل نزول کتب آسمانی یا تقریر  
 عبادات و طاعات کثیرہ کے ساعات لیل و نہار میں کثرت سے پس  
 معلوم ہوا کہ ضروری بابہ الاتیاز موثر جس البیس میں ہو گا پس نیکیاں  
 اس مہینہ کی علت جس بالنسبہ میں کیونکہ منافی مرضی موجب بے بسی کا اور  
 ہو نہ یہ کہ جس ان نیکیوں کی پس جس میں کہ بابہ الاتیاز اس مہینہ  
 پنا یا جائے اور اس کا روزہ مثل روز افطار ہو اگر اوس سے شیطان  
 نہ مقید و مجبوس ہو تو بجا ہے کیونکہ علت جس بہ نسبت اسکو متحقق نہیں  
 چھٹے یہ کہ مراد جس شیطان سے باز رکھنا اسکا اعظم مقاصد ہو اسکو  
 ہو یعنی کبر سے اس لئے کہ کبر اعظم جہاں شیطان سے ہے قال میو المونیہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَخْطُوبَةِ الْقَاصِمَةِ مَا لَفْظُهُ الْعَجْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
 لَيْسَ الْعِزُّ وَالْكِبَرِيَاءُ وَاخْتَارَهَا لِنَفْسِهِ دُونَ خَلْقِهِ وَجَعَلَهَا حَمِيًّا وَ  
 حَرَمًا عَلَى غَيْرِهِ وَأَصْطَفَاهُمُ لِلْجَلَالَةِ وَجَعَلَ اللَّعْنَةَ عَلَى مَنْ نَازَعَهُ فِيهَا  
 مِنْ عِبَادِهِ ثُمَّ اخْتَبَرَ بِذَلِكَ مَا لَيْكَ الْمُقَرَّبِينَ لِيَمِيزَ لِلنَّوَاضِعِينَ  
 مِنْهُمْ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ فَقَالَ سُبْحَانَهُ وَهُوَ الْعَالِمُ بِمُضْمَرَاتِ الْقُلُوبِ  
 وَمَحْجُوبَاتِ الْغُيُوبِ إِنِّي خَالِقُ بَشَرٍ مِنْ طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ  
 فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ جَمْعِينَ  
 إِلَّا ابْنِيسَ اعْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَأَفْخَرَتْ عَلَى آدَمَ خَلْقِهِ وَتَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَمْلِكِ  
 فَدَعَا اللَّهُ إِمَامَ الْمُتَعَصِّبِينَ وَسَلَفَ الْمُسْتَكْبِرِينَ الَّذِي وَضَعَ آسَاسَ  
 الْعَصْبِيَّةِ وَنَازَعَ اللَّهُ رِذَاءَ الْجَبَرِيَّةِ وَادَّرَعَ لِبَاسَ التَّعَزُّزِ وَخَلَعَ  
 قِنَاعَ التَّنْذِيلِ لَا تَرَوْنَ كَيْفَ صَغُرَ اللَّهُ بِكِبَرِهِ وَوَضَعَهُ بِتَوَقُّعِهِ  
 جَعَلَهُ فِي الدُّنْيَا مَدْحُورًا وَاعْدَلَهُ فِي الْآخِرَةِ سَعِيدًا إِلَى أَنْ قَالَ  
 فَاللَّهُ اللَّهُ فِي عَاجِلِ الْبَغْيِ وَاجَلِّ وَخَامَةِ الظُّلْمِ وَسَيَّوْرَ عَاقِبَةِ الْكِبَرِ  
 فَإِنَّهَا مَفْسَدَةٌ ابْنِيسَ الْعُظْمَى وَمَكِيدَةٌ الْكِبَرِيَّاتِ تَتَوَلَّى قُلُوبَ  
 الرِّجَالِ مَسَاوِرَةَ السُّمُومِ الْقَاتِلَةِ فَمَا تَلَكُمُ لِي بِدَاوِلَاسْتَوَى أَحَدًا لَا  
 عَالِمًا يَعْلِمُهُ وَلَا مُقَدِّلًا فِي طَمَرِهِ فَرِيَا حَضَرْتَ أَمِيرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي طَمَرِهِ  
 قَاصِمِينَ كَمَا جَمِيعَ حَمْدِ ثَابِتٍ أَوْسَ خَدَاكَ لَمْ يَنْهِنَ كَمَا جَسَنَ تَكْبَرُ أَوْ بَزْكَ  
 جَانِبَ بَيْنَ لِيَا أَوْ دُونِ صَفْتُونَ كَوْنًا حَاصِلٍ بِمَنْ لَمْ يَحْنُ لِيَا اسْتَكْبَرُ كَمَا  
 كَامِلُ الذَّاتِ هِيَ نَهْ أَوْ مَخْلُوقَاتِ كَمَا سَبَّ نَاقِصُ وَعَاجِزُ بَيْنَ أَوْ دُولُ  
 صَفْتُونَ كَمَا أَيْ حَصْنِ حَصِينٍ أَوْ قَلْعَةٍ سَتَحْكُمُ حَاصِلٍ بِمَنْ لَمْ يَبْنَا يَسْبَغُ كَمَا سَوَاسِ



اوسکو اور کوئی اوس حالہ کے اندر قدم نہیں رکھ سکتا اور اپنی لعنت کر دانی ہو  
اوس شخص پر جو ہمسری خدا سے چاہے ان صفتوں کے حاصل کرینیں بہر  
امتحان لیا تاکہ مقررین کا کہ تمیز حاصل ہو جائے فروتنو نہیں اور تکبر و نہیں پر  
فرمایا اوس خدا نے پاک نے حالانکہ وہ جانتا تھا دلون کے پوشیدہ رازون کو  
اور اون باریک باتونکو جو پر وہ غیب میں چھپی ہوئے ہیں کہ میں پیدا کر نیوالا  
ہوں ایک بشر گل سے پس جب درست کر دون اوسکے قالب کو اور ہونک  
دون اوسین روح اپنی بنائی ہوئی تو جبک بڑا تم سب و سکے سجدہ کیوس نہیں  
سجدہ کیا مگر ابیس پر تلہیس سید کے باز رہا اور افتخار کرنے لگا حضرت  
اوم علیہ السلام پر بخیاں اپنی خلقت بی اصل کے اور اس خیال سے کہ میں تو  
اک سے بنا ہوں پر اوسے کہ جو خاک ناپاک سے بنا ہے کیون سجدہ کروں ہا  
وہی دشمن خدا تو پیشوا سب متعصبون کا ہوا اور بزرگ سب تکبرون کا ہے اور  
اوس نے تو بنیاد متعصب ڈالی اور روانی کبر پائی و غطت میں خدا سے ہمسری  
چاہی اور بہ تکلف میں لیا جامہ عزت و تکبر اور اتار کے سینکدی پوش بندگی  
و ذلت آیا نہیں دیکھتے تم کہ کیونکر صغیر و حقیر کر دیا اوسے خدا نے بسبب اسکو  
تکبر کے اور پست کر دیا اوسے بسبب اسکی بلند پر وازی کے پس دنیا میں تو  
خدا نے اوسے محروم و دور اور اپنی رحمت سے دور کر دانا اور آخرت میں اوسکے  
لئے آتش برا فروختہ تمہا و فروختہ فرمایا پس خدا خدا کر داور بہت ڈرو اسے  
بندگان خدا ظلم و ستم سے اس دار فانی میں بالفعل اور بدی عاقبت ظلم سے اور  
انجام بد کر و نخوت سے کہ جو معین کیا گیا ہے ظالم و دانی میں اسلئے کہ کبر و  
نخوت بڑا جال ہے ابیس صیاد کا کہ جو اوسے کھچا دیا ہے اور پھیلا دیا ہے

تمہارے شکار کرنے کو اور بڑا کید و لکڑ ہے شیطان کا اور سطر جسے لوگوں کو  
 دلوں میں سرایت کرتا ہے کہ جس طرح ستم قاتل اور زہر حلال بدن میں دفعہ ہفت  
 کرتا ہے پس عاجز نہیں ہوتا اور کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا نہ عالم اپنی علم کے زور سے  
 اس سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی فقیر اپنے لباس بوسیدہ میں خلاص  
 یہ کہ کبر سے کوئی خالی نہیں عالم اپنے علم ہی پر غرور رکھتے ہیں اور فقیر اپنی  
 کھلی ہی میں بقول شخصے **مسل** رہی جو بڑی میں خواب دیکھے محل کا  
 پس غور کرنے سے اس عبارت کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کبر غلظت مکائد  
 شیطان سے ہے اور روزہ ایسی عبادت ہے کہ اس سے بالکل بچو  
 بنیاد کبر اور بخت کی محو ہو جاتی ہے پس روزہ بی شبہ سبب قوی ہو گا بڑی  
 شیطان کا اور یہی طلب ہو اسکے مغلول و مجبوس ہونے سے اور یہی  
 اس پر کہ روزہ باعث کبر شکنی ہے کلام مخیر نظام حضرت امیر علیہ السلام ہے  
 خطبہ مذکورہ میں وَمِنْ ذَلِكَ مَا حَرَسَ اللَّهُ عِبَادَةَ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَاةِ  
 وَالزَّكَاةِ وَجَاهِلَةَ الْقِيَامِ فِي أَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ كَتَسْنِيَةِ الْأَطْرَافِ  
 وَتَحْشِيَةِ الْأَبْصَارِ مِنْهُمْ وَتَذْكِيلِ الْبُيُوتِ مِنْهُمْ وَتَحْشِيَةِ الْقُلُوبِ مِنْهُمْ  
 وَأَذْهَابِ الْخِيَلِ عَنْهُمْ وَلَمَّا فِي ذَلِكَ مِنْ تَغْيِيرِ عَتَائِقِ الْوُجُوهِ بِالْثَرَاءِ  
 تَوَاضَعًا وَالصَّاقِ كَرَامِ الْجَوَارِحِ بِالْأَرْضِ تَصَاعُغًا وَالْحُقُوقِ الْبَطُونِ  
 بِالْمُتُونِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا مَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ  
 وَغَيْرِ ذَلِكَ إِلَى أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقِيرِ انْظُرُوا إِلَى مَا فِي هَذِهِ الْأَعْمَالِ  
 مِنْ قُرْبِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ وَقُدْحِ طَوَالِجِ الْكِبَرِ أَوِ اسْمِ كِبَرِ وَنَحْوِهَا  
 خدا نے اپنی زندگان خوش اعتقاد کو بسبب نماز و زکوٰۃ توڑنے اور بسبب

جہاد کر نیکی روزہ رکھنے چند معین دنوں میں یعنی ماہ صیام میں تاکہ سکونت دی  
 یعنی متحرک نہ ہونے دے اور ہر دست و پا کو گناہوں کے جانب اور خشوع ناک و فروتن  
 کر دی و نکی آنکھوں کو تاکہ سبب خوف خدا نہ محرم کی جانب غمت نکرین و اعط  
 سے جسی ہو خوف و بیم روز محشر بہ وہ دیکھے آنکھ نہ محرم کو کیونکر بہ کہی کرتھا  
 نیند آئے بہ ہمارے آنکھ اوسے بند پائی بہ اور تاکہ اونکے نفسوں کو خدا رام  
 فرمائے اور نیکسرو فرود تن گزائے اونکے دلون کو اور تکبر و تجتر او نسے دور  
 کر دے اور اس راہ سے کہ ان امور مذکورہ میں کمی فائدہ ہوتے ہین ایک یہ کہ  
 وہ موندہ کہ جنگی پیشانیوں سے آزادی و سرفرازی روشن ہوتی ہے وہ موندہ  
 اور خسارے گرد و خاک میں اٹ جاتی ہین اور اپنی تین حقیر وادنا سمجھنے کے پاک و  
 پاکیزہ اعضاء و جوارح اپنی زمین سے ملانا اور خاک پر رکھنا پڑتے ہین اور ازراہ  
 خاکساری روز و زمین شدت فاقہ کی سبب پیٹ اور پیٹھ ایک ہو جاتی ہے  
 علاوہ یہ کہ زکوٰۃ میں میوے اور پہل زمین کے اور مال و زرق و قرون اور سکنیوں  
 دینا ہوتا ہے غور سے تو دیکھو کہ ان باتوں میں فقر طاهر کیسی مقہور و مغلوب ہو جاتا  
 ہے اور نجات نمایان و بلند بالکل رفع و دفع ہو جاتی ہے سا تو میں اس میں کچھ  
 شک و شبہ نہیں کہ ابلیس بن تبلیس اور اوسکی جماعت و رعیت کو اصل پر نجات  
 حضرت آدم و حوا سے تھی پر سبب و سی عداوت قدیم کے اولاد آدم سے  
 بھی اوسنی عداوت ہم پر پونجائی پس اہتمام تمام اوسا غلامی آدم میں تھا کہ انہیں  
 و زعلان کے بتلای ترک اولی کیا اور باعث ہوا اونکے جنت سے باہر لایا  
 اور مصائب نمایان بتلا کر نیکا اور درجہ اخروی کی گٹھا دینے کا چنانچہ اہتمام  
 تمام سے دھوکا دیکے اڑ دینے کے موندہ میں بیٹھنے کے حضرت آدم و حوا کہ

ورغلانا جیسا کہ تمام کتب اسمانی میں اوسکا ذکر آیا ہے از بسکہ قرآن مجید میں مختصر  
 طور پر تھا تو ان پر التفاسیر مناسب ہوئی فقہی لٹریچر میں وَاِذْ قُلْنَا يَا اٰدَمُ اسْكُرْ  
 اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا  
 هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ اور جبکہ کہا ہے کہ اے آدم سکونت  
 کرتو اور زوجہ تیری جنت میں اور کھاؤ نعمتیں اوسکی کامل طور سے اور قریب  
 بنجانا اس درخت کے یعنی درخت گندم کے پس تم ظالموں سے ہو گے  
 فَازْلَمَهُمُ الشَّيْطَانُ عَنْهَا پس بٹکا دیا اونہیں شیطان نے کہ وہ  
 ثابت قدم نہ رہ سکے اور اس طرح سے بڑکایا اونہیں وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبِّيْكَمَا  
 مِنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَٰكِيْنَ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ وَ  
 قَاسَمُوهَا اِنِّيْ لَنَكَاِمِيْنَ النَّٰصِحِيْنَ اور کہا کہ نہیں منع کیا تمہاری مری نے  
 اس درخت سے مگر اسلئے کہ تم اسلئے کھانے سے فرشتہ ہو جاؤ گے یا ہمیشہ  
 بہشت میں ہو وہ باتیں کر نیوالے ہو گے اور بحلف بیان کیا کہ از راہ نصیحت  
 میں تمہیں یہ بتانا ہوں اور از بسکہ آدم و حوا کو قطعی یہ ثابت نہ ہوا کہ شیطان  
 یہ بلکہ یہ حتمی رہا کہ شاید سانپ نصیحت سے کہتا ہو اور کہی انہوں نے کسی  
 کسی کو خدا کے جوئے قسم ہی کہاتے نہ دیکھتا اور صاف صاف ممانعت نہ ہو  
 کہانے سے ہی شومی تھی اور ممانعت صراحتہ بطور تحریم کے ہی نہ تھی تو ان  
 وجوہ سے اونہوں نے ترک اولیٰ پر جرات کی چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَازْلَمَهُمُ  
 الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَشْرَحَتْ لَهَا مَا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا  
 لَا يَخْفٰی عَلَيْكَ عَذٰوٌ لَّكُمْ فِيْ الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِيْنٍ فَلَقِيَ  
 اٰدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ قُلْنَا اهْبِطُوْا

مِنْهَا جَمِيعًا فَإِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى مِّنْ رَبِّي هُدًى إِلَىٰ فَا الْخَوْفُ عَلَيْهِمْ  
 وَكَاهَمُ يَعْتَرِفُونَ پس لغزش دیدی شیطان نے او نہیں اوس سے پس  
 خارج کر دیا و نہیں اوس حالت سے اور فرمایا اوتنے کہ ہبوط کر جاؤ یعنی اتر  
 جاؤ تم زمین پر بعض تم میں سے بعض کا دشمن ہو گا یعنی شیطان و بشر کے  
 درمیان ہمیشہ شر و فساد رہے گا اور واسطے تمہارے میں میں قرار گاہ اور  
 بود و باش ہوگی ایک زمانہ قلیل و محد و تک پس پامی حضرت آدمؑ نے جانب  
 جناب باری سے چند کلمی یعنی اسمای متبرکہ کے پنجتن پس ذریعہ سے اذکی تو آدمؑ  
 کی قبول فرمائی بیشک وہ بڑا توبہ قبول کر نیوالا اور نہایت کریم و رحیم ہے کہا ہوا  
 کہ نخل جاؤ اوسی جنت سے تم سب پس میری جانب سے اگر ہدایت تم تک پہنچے  
 یعنی نبی مادی یا کتاب مادی پس کسیطر حکا خوف و رنج اوسکے لئے نہیں اور  
 جب یہ معلوم ہو چکا تو کا صدق کلام ظاہر ہوا اس لئے کہ مقصود البیس ضرار  
 حضرت آدمؑ اور انجراج او کا بہشت عنبر سرشت سے تھا اور اضرار ہمارا بالضرار  
 پس دانہ گندم تناول کرنا حضرت آدمؑ کا اور انخطا ط مرتب حاصل ہونا بسبب  
 اوسکی کمال درجہ باعث خشکی چشم لعین کا ہو گا اور حسب قدر کسی فریال کی استعمال  
 اور معالجہ کرنے سے زوال خطا ط مذکور ہو گا وہ زیادہ تر باعث حبس بی بسی  
 البیس پر تلے ہو گا اور احادیث سابقہ سے ظاہر ہے کہ ماہ مبارک رمضان کے  
 روزے کفارہ خطا یعنی ترک اولیٰ آدمؑ قرار پامی ہین تقدیر آٹھویں یہ کہ جو  
 سانپ اس مینہ میں پیدا ہون وہ کسی کو نہ ڈنسیں اور اگر ڈنسیں تو اوز کا زہر  
 نہ چڑھے ہی خلاصہ یہ کہ کسیکو اونسے گزند نہ پہنچی اور یہ وجہ ظاہر ہے لیکن درخت  
 کرنا اسکے مدرک کا محمول ذہن ثاقب پر ہے نوین یہ ظاہر ہے کہ حصہ صدور

معصیت تخصیض ابلیس پر ابلیس میں نہیں وگرنہ خود ابلیس کی تخصیض کو  
 کون دوسرا ابلیس یا بلکہ بعض معاصی بخت طینت ہی واقع ہوتے ہیں گرنہ  
 احادیث مستفیضہ طینت عبت و بی معنی ہو جائیں حالانکہ اکثر علماء اپنے  
 اوپر اعتماد کیا ہے اور حق یہ ہے کہ تخصیض شیطانی اور بد طینتی اور خوا  
 نفسانی فی الجملہ مرجح وقوع معصیت ہیں نہ علت تامہ اور سبب کافی سو اختیار  
 اپنا ہے کہ نور عقلی کو منطقی و منتفی کر کے خبیث طبیعت ہو لائی اور طینت  
 نفسانی یا تخصیض شیطانی کو اوپر غالب کر لیں تقار احد المرحمین مضر نیز  
 بلکہ مرجح ثانی کافی وقوع معصیت کے لئے ہیں دسویں بیان سابق  
 ظاہر ہے کہ اس مہینہ کی نیکیوں کے بغیر اور کوئی سبب قید شیطاں کا نہیں  
 ہو سکتا پس مقصود شارح یہ ہے کہ لم حبس شیطاں نیکیاں اس مہینہ کی  
 ہیں نہ بالعکس تاکہ دور غیر منفع لازم آئے

وہو العالم

# موعظہ تیسرا

تفسیر باقی آیات اور احکام صوم کے  
اور بحث لطیف خلافت و تفضیل وغیرہ میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرٍ پس جو شخص کہ بیمار ہو یا سفر میں ہو پس او سپر تقدار معین مذکور واجب ہے اور دونوں میں جن میں یہ غلہ نہ ہو پوچھو شیدہ نہ رہے کہ جیسا بیمار ہو کہ او میں روزہ مضر ہو تو ترک صوم لازم ہوگا اگرچہ روزہ فقط متعسر ہو اور درجہ تعذر پر نہ پہنچا ہو اور تعسر و تقسر مستحب نہ غیر معتد بہ کہ جو ماضی تحلیلات سوداویہ سے ہوا سلئے کہ خدا نے شریعت کو سہل و آسان فرمایا ہی نہ یہ کہ دشوار گردانا ہو چنانچہ فرماتا ہے یُرِيدُ اللَّهُ يَخَفِّرَ لَكُمْ أَيْسُرًا وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ یعنی خدا ارادہ کرتا ہے تمہارے ساتھ آسانی و سہولت اور تنگی و سختی تمہارے مقصود نہیں اور کوئی حد اس مرض کی مقرر نہیں بلکہ مدار اسکا نفس روزہ دار پر ہے اسلئے کہ تعرض باطن سے شرع میں نہیں اور قرآن مجید میں ہے لَا يُكَلِّفُ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بِصِيْرَةً وَلَا كَلْفًا مَعَاذِ يَرْثِيهِ انساں خود ہی خوب پتہ باطن کا حال جانتا ہے ظاہر میں اگرچہ وہ غدر کرے اور حیلہ جوئی چاہے بصیرت میں تے تائیت کی نہیں



بلکہ سبالتہ کی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ عرفا و سپر اطلاق مرض معتد بہ ہو اور اہل خبرت اوس روزہ کو مضر مرض جانیں اور یہی حکم ہے اگر بالفعل مرض موجود ہو مگر گان غالب قریب یقین حاصل ہو کہ روزے سے مرض معتد بہ عارض ہو جائے اور آیشک موجب ترک صوم ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اول اظہر ہے اور احوط یہ ہے کہ دو ایک روزہ رکھ لے دیکے اگر مضر نہ ہو تو پورے روزی رکھے ورنہ ترک کرے اور بہر طور ان روزوں کی ہر قضا ہی بریت قربت کرے کہ جو قبل ظہور ضرر یا عدم ضرر اختیار کرے شے اور اوہام سودا وید پر یقیناً بنا کر نہ جائز نہیں اور یہی حال ہے اگر سفر میں ہو بشرطیکہ اسٹیشن چھوڑنا ہو یا جانے آئیں مگر اسٹیشن فرسخ ہو جائیں مثلاً متصل چار فرسخ چانا اور پھر اوہ لٹے پاؤں پہرانا مقصود ہو اور سفر مصیبت نہو نا شرط ترک صوم ہے یعنی مقصود اوس سفر سے کوئی امر حرام مثل امانت ظالم یا تجارت ناجائز وغیرہ نہو اور وہ سفر ازراہ لہو و لعب ہی نہو مثل سیر و شکار کے کہ پہر اوس میں ہی قصر نکلا اور سا فر کثیر السفر ہی نہو یعنی اقامت عشرہ کی او سے نوبت نہ پہنچے مثلاً ام یا مکاری کے جیسے شہر بان یا گاڑی بان یا بخاری ہوتے ہیں کہ او کا سفر کوئی حضر سے غالب ہے اور جب حد ترخص کو پہنچے تو پھر افطار واجب ہوتا ہو اور قبل و سکو جائز نہیں اور حد ترخص وہی مقام سے مراد ہے کہ او اذان شہر کی نہ پہنچی یا دیوارین سکانات شہر کی یا شہر نہا پوشیدہ ہو جاوے اور بلاد وسیعہ میں اور بڑے شہروں میں محلو کا پوشیدہ ہو جانا معتبر ہے اور احوط یہ ہے کہ جب اذان شہر و دیوار شہر دو نوسنانی دکھائی نہ دے تحقیقی یا تقدیری طور پر جب انصر کرے اور جب اکین و نہیں ہو ایک نہ پایا جائے مثلاً کسی

شہر میں اذان نہوتی ہو جیسے بعض دیہات نیپال یا ملک جرمین وغیرہ میں  
تو وہاں مسافر تقدیر و اندازہ کرے کہ اگر اذان ہوتی ہو تو یہاں آواز پڑھو  
یا نہیں بر تقدیر اول افطار نہ کرے اور بر تقدیر ثانی افطار کرے اور اگر وہ  
باتین ہوں اور ایک پور شہیدہ ہو بخلاف دوسرے کے تو احوط یہ ہے کہ  
جمع کرے قصر و اتمام میں نیت قربت سے یہاں تک کہ وہ دونو علامتیں ہوں  
ہوں پس قصر کرے اور تفسیر صافی میں ہے وَأَمَّا حُدُّ السَّفَرِ الَّذِي  
يُقْطَرُ فِيهِ فَقَصْدُ ثَمَانِيَةِ فَرَاسِخٍ فَصَاعِدًا ذَهَابًا أَوْ مَعَ الْأَيَّامِ  
مَا لَمْ يَنْقَطِعْ سَفَرُهُ ذُوْنَهَا بَعْضُهُمْ أَقَامَ عَشْرَ أَيَّامٍ أَوْ مَضَى ثَلَاثِينَ  
يَوْمًا عَلَيْهِ مُتَرَدِّدًا فِي بَلَدٍ أَوْ بِالْوُصُولِ إِلَى بَلَدٍ يَكُونُ لَهُ فِيهِ  
مَنْزِلٌ يُقِيمُ فِيهِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَإِنْ قَطَعَ بِحَدِّهَا فَقَدْ صَارَ  
سَفَرًا بَيْنَهُمَا حُضُورًا وَإِنْ لَا يَكُونُ السَّفَرُ عَمَلًا إِذَا جَدَّ بِهِ لِسَفَرٍ  
وَشَقَّ عَلَيْهِ مَشَقَّةٌ شَدِيدَةٌ وَإِنْ يَكُونُ السَّفَرُ جَائِزًا لَهُ وَإِنْ تَوَادَّ  
جُدْرَانُ الْبَلَدِ أَوْ خَفِيَ عَلَيْهِ أَذَانُهُ هَذَا مَا اسْتَفْدَاهُ مِنْ كُتُبِ  
أَعْمَتِنَا فِي شُرَاطِ السَّفَرِ الْمَوْجِبِ لِلْإِفْطَارِ فِي الصِّيَامِ وَالتَّقْصِيرِ  
فِي الصَّلَاةِ وَبَيِّنَا فِي كِتَابِنَا الْمُسَمَّى بِالْوَاقِفِ مِنْ أَمْرٍ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ  
فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ لِيَكُنْ حُدُودُ السَّفَرِ الْيَسِيِّ كَمَا جَاءَ فِي فِطْرِ الْيَوْمِ وَهُوَ كَمَا  
كَرَاهِيَةُ الْفَرَسِ الْيَوْمِ كَمَا يَزِيدُ مَا قَطَعَ جَانِبِي يَوْمًا يَوْمًا يَوْمًا  
هُوَ أَوْ سَكَافِ اسْمِ كَمِنْ سَبَبِ مَكْرُومِ أَقَامَ عَشْرَةَ يَوْمًا يَوْمًا  
تِسْعَ يَوْمًا كَمَا فِي شَهْرِ مَكْرُومِ تَرَدُّدِ مَكْرُومِ يَوْمًا يَوْمًا يَوْمًا  
شَهْرِ مَكْرُومِ كَمَا فِي مَكْرُومِ يَوْمًا يَوْمًا يَوْمًا يَوْمًا يَوْمًا

جیب سفر اور سکا شتی و منقطع ہوگا ان تین امروں میں سے کسی امر پر تو ہوجائیگا  
بمنزلہ و سفر نہ گوارا دے کے درمیان میں داخل انداز ہوا ہو حضور اہ یہی شرط  
ہے کہ سفر اس کا کام نہ لگیا۔ نیز ایک مشقت شاذہ حاصل ہوا وہی سفر ہے اور  
یہی شرط ہے کہ سفر اس کا بہانہ ہو اور پوشت حیدہ ہو جیسے شہر کی دیوار اور  
پاؤش حیدہ ہو اوچے یا اونچے کی پیسہ سزاؤ ہو عین اخبار رائے اطباء علیہم السلام  
سو شرائط سفر موجب غلط ہیں اور باعث تفصیل نماز میں اور تقبیض بیان کیا گیا  
وانی میں جسکافی چاہے اسکی طرف رجوع کرے و اعتقاد الکتبہ ہے  
کہ یہ اکثر باتیں موافق ہمارے فتویٰ کے ہیں کہ جسے ہم بیان عام فہم سے رسالہ  
ارشاد الصائین میں لکھ چکے ہیں جسکافی چاہے وہ اسکی طرف رجوع کرے  
کہ وہ کتاب النساء اللہ کافی وہانی ہے اور مزید تفصیل شرح زبدہ میں ہے  
اور اب اس مقام پر اہم ضرور محض بیان مقدار فراخ موافق رواج اسن باند  
ہے تاکہ مومنین کو صحت نویں پوشیدہ خبری کہ مسافت سفر خوشتر  
قصر صدوقہ و اوطا ہے وہ آٹھ فرسخ ہیں اور ہر فرسخ میں سیل شرعی کا ہوتا ہے  
اور ہر سیل شرعی چار ہزار متوسط ماتہ کا ہوتا ہے اور میل انگریزی تین ہزار  
پانسے میں ماتہ کا ہوتا ہے اسلئے کہ ۵۲۸۰ فٹ انگریزی کا ایک سیل ہوتا ہے  
اور ڈیڑ فٹ انگریزی کا ایک ماتہ ہوتا ہے پس اس حساب سے ۳۷۴ میل  
انگریزی مسافت سفر ہے اور وسیل انگریزی کا ایک کوس ہندوستانی فو  
ہے اکثر بلاد یورپ میں قریب لگنو کے پس ہندوستانی کوسوں کے حساب سے  
۱۳ کوس قلیل سی کسر کم مسافت سفر ہوئی رہا قصر کرنا حالت سفر میں روزہ کا  
پس باجماع علمای امامیہ کوی شبہ اس روزہ کے باطل ہونے میں نہیں

جو سفر میں واقع ہوا اور اگر کوئی شخص سفر میں اتفاقاً روزہ رکھے تو اوپر سے  
 قضا اس روزہ کی ساقط نہ ہوگی بوجہ اسکی فی نفسہ باطل و فاسد ہونے کی  
 اسلئے کہ نہی عبادات میں دلالت کرتی ہے فساد پر جیسا کہ علم اصول میں  
 ثابت ہوا ہے اور فی اور یہ اور یہ اور یہ میں ہے الصائم فی شہر رمضان  
 فی السفر کا المفطر فیہ فی الحضر یعنی روزہ دار رمضان میں حال سفر میں  
 مثل روزہ خور کے ہے حالت حضر میں پس جیسا کہ اس پر قضا روزہ واجب  
 ہو دیا ہے اوپر ہونی چاہیے وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ رَجُلٍ بَنِي الْحُسَيْنِ مِنْ  
 صَامَ فِي الشَّهْرِ وَالْمَرْضَى فَعَلِمَهُ الْقَضَاءُ لَأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ  
 مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور زہری نے حضرت امام  
 زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جو شخص روزہ رکھے حال سفر یا بیمار  
 میں پس لازم ہے اس کے ذمہ پر قضا کرنا اون روزوں کی جو اون دنوں کا تو  
 رکھے اسلئے کہ جناب باری قرآن شریف میں فرماتا ہے پس جو شخص کہ ہو  
 تم میں سے بیمار یا سفر میں پس ایک مقدار ہو اور دنوں سے یعنی وہ اون  
 روزوں کے بدلے اور بقدر اون کے اور دنوں میں قضا کرے اور یہ عام  
 ہے اس سے کہ اون حالتوں میں اون دنوں کے بالکل روزے نہ رکھے ہوں یا بوجہ  
 ناجائز روزی کہ درحقیقت فاتے ہیں رکھے ہوں اسلئے کہ ترک استیصال  
 دلیل عموم ہے عَنْ قَوْلِ سَيِّدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 عَلَيْهِ وَالْوَاسَلَمُ قَوْمًا صَامُوا حِينَ افْطَرُوا قَصَّرَ عَصَاةً قَالَ وَهُمْ  
 إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَأَنَا لَأَعْرِفُ أَبْنَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَ أَكْبَانِهِمْ إِلَى يَوْمِ  
 هَذَا اور حضرت امام محمد باقر سے ہے کہ نام رکھا جناب سالتاب صلی

علیہ وآلہ وسلم نے اولن لوگوں کا کہ جنہوں نے روزہ رکھا تھا جبکہ حضرت فرما  
 افطار و تقصیر فرمائی تھی گندگار معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ اور وہ لوگ نافرمان  
 میں قیام قیامت تک یعنی کچھ عہد کرامت مہد جناب رسالت کی خصوصیت  
 نہیں بلکہ اولن لوگوں کا اب بھی شیوہ ہے اور قیامت تک رہیگا کہ وہ سفر  
 میں برخلاف حکم خدا اور رسول روزہ رکھیں گے فرمایا کہ خوب پہچانتے ہیں ہم ان کی  
 اولاد اور اولاد اولاد کو انہیں بھی حضرات مراد حضرت عصاۃ سنیہ  
 ہیں وَعَنِ الصَّادِقِ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّنْ صَامَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِذَا كَانَ بَلْعَةً  
 أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَحَى عَنْ ذَلِكَ فَعَلِيهِ  
 الْقَضَاءُ وَإِنْ كُنْ بَلْعَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ اور حضرت امام جعفر صادق  
 علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوس جناب سے سوال کیا گیا حال سواوس  
 مسافر کے کہ جو سفر میں روزہ رکھے پس فرمایا کہ اگر اوس اطلاع ہوئی ہو کہ  
 جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور دیدہ  
 و دانستہ اوسے سفر میں روزہ رکھا ہو تو او سپر قضا کرنا اوس روزے کے  
 لازم ہے اور اگر اوسے یہ خبر نہ ملی ہو اور وہ جاہل سئلہ ہو تو کچھ الزام او سپر  
 نہیں اور قضا او سپر عائد نہ ہوگی خلاصہ یہ کہ جاہل سئلہ اس مقام پر  
 معذور ہے وَفِي آخِرِهِ وَإِنْ صَامَ بِجَهْلٍ لَمْ يَقْضِ اور ایک اور روایت  
 میں ہے کہ اگر روزہ رکھے ازراہ جہالت و نادانی کے تو قضا سے روزہ مکمل  
 وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ سَمِعَ مَاحِدَ الْمَرْضَى الَّذِي يُفِطِرُ فِيهِ الرَّجُلُ  
 يَدْعُ الصَّلَاةَ مِنْ قِيَامٍ قَالَ بَلَى لَا نَسَانَ عَلَى نَفْسِهِ بِصِيَرَةٍ هُوَ  
 أَعْلَمُ بِمَا يُطِيقُهُ اور اوسے جناب سے منقول ہے کہ پوچھا گیا اوسے کیا حد

اوس بیماری کی کہ جسمین انسان افطار کرے نماز روزہ کر اور ایسا روزہ نماز پڑھنا کر  
 کر گیا حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آدمی اپنے حال سے واقف تر ہے اور وہ  
 خوب جانتا ہے اوس چیز کو کہ جسکی طاقت رکھتا ہے وہی ہے **عَنْهُ هُوَ مُؤْتَمِنٌ**  
**عَلَيْهِ مَقْضٍ لِّهِ فَإِنْ وَجَدَ ضَعْفًا فَلْيَقْطِرْ وَإِنْ وَجَدَ قُوَّةً فَلْيَصُمْ**  
**كَانَ الْمَرْضُ عَلَى مَا كَانَ** اور فی مین اوسی جناب سے ہے کہ بیمار خود مین  
 ہے اور شناخت پر اوسیکے محول ہے پس اگر اپنی مزاج مین ضعف پائے  
 تو روزہ افطار کرے اور اگر قوت دیکھے تو روزہ رکھے مرض کسی طور کا ہو  
**وَفِيهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْمَرْضِ الَّذِي يَتْرُكُ مِنْهُ الصَّوْمَ قَالَ إِذَا**  
**لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَسْحَرَ** اور اوسی کتاب مین اوسی جناب سے ہے کہ بوجہی گئی  
 حضرت سے عداوس بیماری کی کہ جسمین روزہ ترک ہونا چاہیے فرمایا کہ جب  
 قدرت سحر کہانے پر نہ رکھتا ہو تو اوسے افطار چاہیے **وَفِي كِتَابِهِ عَنْهُ**  
**الصَّائِمُ إِذَا خَافَ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الرَّمَدِ أَفْطَرَ** اور فقہ مین ہے  
 کہ روزہ دار ڈرے آنکھوں کے دکنے سے تو افطار کر گیا **وَعَنْهُ كَلَّمَ أَصْرًا**  
**بِهِ الصَّوْمَ فَافْطَرَ لَهُ وَاجِبٌ** اور اونہیں حضرت سے ہے کہ جب ضرر  
 کرے روزہ تو افطار کرنا واجب ہے اور اسے طرح کی اور بہت  
 حدیث مین **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةُ طَعَامِ مَسْكِينٍ** اور اون لوگوں  
 کہ جو طاقت روزہ کی رکھتے ہیں اور پہر باوجود اسکے روزہ نہ رکھیں فدیہ دینا  
 لازم ہے بقدر کہانے ایک مسکین کے بنابر قرارت مشہور کے یا کھانا دینا  
 مسکینوں کے بنابر ایک قرارت کے کہ بطور شاذ حضرت امام محمد باقرؑ  
 سے منقول ہے بہر طور سہین بحث ہے کہ اس آیت کے اصلی معنی کیا ہیں اور ادا

اس سے کون شخص ہے ایک قول یہ ہے کہ ابتدا سے اسلام میں روزہ واجب  
 واجب تخییری تھا ہر مکلف کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکھے اور چاہے بلا عذر  
 اسے ترک کرے اور اس کے بدلے فدیہ دے ہر روزہ کے بدلے نصف صاع  
 یعنی دو مد یا چوتھائی صاع کی یعنی ایک مد اور مد بحساب سیر شاہی قریب سو لایا  
 کے ہوتا ہے پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا جب یہ آیہ آفاق شہد منکم ائتہم  
 فلیصمہ یعنی پس جو شخص کہ تم میں سے اس مینے میں پس چاہے کہ روزہ  
 رکھے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیہ نازل ہوا ہے اس زمانہ کے باب  
 میں جسکی وضع حمل کا زمانہ قریب ہوا اور اس مرضہ کے بارہ مین کہ جسکے  
 دودھ کم ہوا و پیر و پیر زال اور تسقی کے باب میں ہی پس یہ حکم خاص نہیں  
 لوگوں کا ہے کہ باوجود طاقت باندیشہ ضرر الکف فدیہ مذکور پر کرین نہ ہر شخص  
 علی العموم تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ تتمہ آیات سابقہ ہوا اور مطلب یہ ہو کہ  
 بیماروں میں سے جسے طاقت و لیاقت روزہ رکھنے کی ہو اور اس وجہ کا  
 مرض نہ ہو کہ جب میں ترک صوم واجب لازم ہے مگر عسر و حرج و وقت پڑتی  
 ہو روزہ رکھنے میں تو وہ اس کے بدلے فدیہ دیکتے ہیں اور اس بنا پر فقرہ  
**وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ** کلام مستأنف ہو گا اور جملہ معترضہ کہ اسے  
 خیر تعلق اس کے پیشتر کے آیہ سے ہوا اور مراد اس سے یہ ہوگی کہ روزہ  
 تمھارا خیر عظیم اور بڑی نیک بات ہے تمھارے لئے اور قرینہ سابق مویہ  
 اسی احتمال کے ہے اور ممکن ہے کہ ذکر صوم بنا بر بدلیت کے ہو  
 اور مراد یہ ہو کہ جو بیمار طاقت روزہ رکھنے کی رکھتا ہو مگر کسی قدر عسر و حرج  
 معتد بہ اس سے ہو تو وہ خیر ہے چاہے روزہ رکھے اور چاہے فدیہ دے

اور روزہ بہترین فیض فزین ہے اور اگر ناکرم قرانی عثمانی نہوتی اور تفسیر  
 بالرای نہوتی تو شاید یہ وجہ اولیٰ اور وجہ نہوتی اور عیاشی نے حضرت  
 امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے تفسیر میں الذین یطیعونہ  
 کی قال الشیخ الکبیر والذہبی یاخذہ الی عطاش فرمایا کہ مراد اوس سے  
 بہت بڑا آدمی ہے اور تسقی و فی ہر وایۃ المراءۃ تخاف علی ولدہا  
 والشیخ الکبیر اور ایک روایت میں ہے کہ مراد اوس سے وہ عورت ہے  
 کہ ڈرے ابنیہ کے کر لئے اور بہت بوڑھا آدمی و فی عز الصادق  
 فی رجل کبیر وضعیف عن صوم شہرہ رمضان قال یتصدق عن کل  
 یوم بما یجری من طعام مسکین اور فی من حضرت امام جعفر صادق علیہ  
 سے ہے اوس بوڑھے کے باب میں کہ جو ضعف بہم پہنچائے ماہ صیام  
 میں روزہ رکھنے سے فرمایا کہ وہ تصدق دیکھا ہر روز کے بدلے اوس قدر  
 کہ جو کافی ہو مسکین و محتاج کی کمانے بہر کو و فی روایۃ لکل یوم صدقہ  
 اور ایک روایت میں ہے کہ ہر روز کے بدلے ایک مددے تین تکی عجب  
 فہو خیر لہ اور جو شخص تبرعاً دے مال محبوبی وہ بہتر ہوگا اوس کے لمی  
 یعنی اگر ثواب کی نیت سے فدیہ میں کچھ زیادتی ہو تو اور زیادہ بہتر ہوگا  
 اوس کے حق میں وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون اور اگر  
 روزہ رکھو نہ کہ جس روز رحمت نفس گوارا کر کے تو وہ بہتر ہوگا تمہاری لئے  
 فدیہ دینے سے اور تبرعات کی کرنے سے اگر تم جانتے ہو تے یعنی بسبب نادانی  
 تمہیں معلوم نہیں و اگر نہ روزہ رکھنا اون دو نوباتوں سے بہتر ہے تمہارے  
 حق میں اور مناسب مقام یہ ہے کہ چند فقہی مسئلوں کی اشارہ



کیا جائے بنا بر مذہب منصور کے باوجود مراعات احتیاط کے اگر شخص  
 جو طاقت روزہ رکھتا ہو وہ بلا عذر اس کے بدلے فدیہ دیکے برائے ذبح  
 کر سکتا ہے باین معنی کہ خیر پور روزہ میں اور فدیہ دینے میں اور روزہ مکمل  
 فردین ہو مثل جمعہ اور ظہر کے علی الاظہر یا نہیں ظاہر آیت مذکورہ خیر مذکور ہے لیکن  
 لا بد ہے کہ اس کی تاویل کریں یا منسوخ قرار دیں بسبب معارضہ اجماع قطعی  
 اور روایات مستفیضہ مخصوصہ کے اور اظہر یہ ہے کہ ایسے مقامات میں خاص  
 مقدمہ عام پر اور سید طرح یہ امر کہ خبر واحد تخصیص قرآن کر سکتے ہیں  
 جیسا کہ ہم نے حاشیہ زبدۃ الاصول وغیرہ میں اختیار کیا ہے و ب مردوز  
 سن رسیدہ اور مستحق حبیباً جزا جائیں روزہ سے اور مستحق یایوس صحت  
 سے تو اوٹنے روزہ ساقط ہے اور فدیہ دینا اونپر لازم ہے۔ ح فدیہ میں  
 ایک ہی مدد پر اکتفا کرنا ظاہر اجازت ہے اور دلیل دوم کی یعنی روایت  
 محمد بن مسلم مسلم نہیں کہ وجوب پر دلالت کرے بلکہ وہ محمول استحباب پر  
 ذوالعطاش جبکہ یایوس بنی صحت سے نہو بلکہ مرض و سکا جو الزوا  
 ہو یعنی امید زوال رکھتا ہو پس آیا وہ روزہ نہ کیگا اور محض فدیہ پر اکتفا  
 کر گیا یا نہیں اول ظہر ہے اور ثانی احوط ہے اور بر تقدیر اول محض فدیہ  
 کافی ہو گا یا بعد صحت اسے قضای روزہ ہی کرنی پڑی گی اول اظہر ہے  
 اور ثانی احوط ہے خصوصاً جبکہ بیشتر سے امید صحت رکھتا ہو لا حال  
 قریباً بوضع اور مرضه قلیل اللبن افطار کر نیکی جب و تین روزہ مضر ہو  
 اور ہر روزہ کے بدلے ایک مد فدیہ دینگے اور بعد بر طرف ہونے مانع کے  
 قضا کر نیکی شہر رمضان الذی نزل فیہ القرآن ہدیٰ للناس

وَبَشَائِطٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ مَعِينَهُ رَمَضَانَ كَالِیَا مَعِينَهُ سَبَّحَ كَانَزَلِ  
کیا گیا اوسمین قرآن حالانکہ وہ قرآن ہدایت مجسم و سر تا پا ہدایت ہی واسطے  
لوگوں کے اور ہدایت کے واضح علامتوں کے بمنزلے ہے اور فرقان ہے  
یعنی فارق حق و باطل میں اس آیه میں لفظ شہ واقع ہے جسکا ترجمہ مہینہ ہے  
اور مبادی مہینے سے وہ زمانہ ہے کہ جو ایک چاند سے دوسرے چاند تک رہے  
اور وہ عام ہے تیس دن روز یا اوتیس روز سے اور مشاہدہ اور سلسلہ اسما  
محصل در روایات معتبرہ خصوصاً دعائی ہلال صحیفہ کاملہ مؤید ظاہر قرآن  
پس وہ شاذ روایتیں کہ جیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماہ رمضان تیس دن و سب سے  
کم نہیں ہوتا قابل التفات نہیں اگرچہ صحیح السند بھی فرض کیا جائے اسلئے کہ  
دلیل قطعی اور قطعی میں تعارض نہیں جیسا کہ فن تعادل و ترجیح میں مقرر ہوا  
بلکہ دلیل قطعی مقابل برہان قطعی واجب الطرح یا تاویل ہے اسلئے کہ تیس دن  
کبھی زائل نہیں ہو سکتا مگر اوس یقین سے کہ مثل اوسکے ہو جیسا کہ حضرت  
امیر علیہ السلام سے ہے اور صدوق علیہ الرحمہ از بسکہ معلوم الثبوت میں مقابل  
اجماع قول او کا قابل اصناف نہیں البتہ دور نہیں کہ مراد ان حدیثوں سے تیس دن  
روز از راہ ثواب ہوں باین معنی کہ اگرچہ اوتیس دن واقع میں ہوں مگر ثواب  
تیس روز کا ہمیشہ حاصل ہوگا قائل اور لفظ رمضان الف و نون  
زائد ہے اور بیشعق رمض سے ہے بحریک و رتق میں معنی رمض سے  
ریتل پر تیز و ہو پڑنے کے ہو اور معمول عرب یہ تھا کہ جو مہینہ جس فضل میں  
پڑا اوسکو مناسب و نہون نے او سکا نام رکھا اور یہ مہینہ اتفاق سے  
کڑا کے کی گرمی میں پڑا تھا اسلئے او سکا نام رمضان رکھا اور رمضان

نام ہے خدا کے ناموں میں سے اور یہی سبب ہے کہ شروع میں عبادت  
 کی گئی ہے کہ یہ نہ کہو کہ رمضان آیا گیا اس لئے کہ خدا جسم نہیں رکھتا اور آتا  
 جاتا پرتا چلتا نہیں بلکہ یہ کہو کہ شہر رمضان یعنی خدا کا مہینہ آیا گیا اور یہ  
 منع محمول کر رہا ہے نہ تحریم پر جیسا کہ تحفۃ العوالمین میں بہت مفصل  
 لکھا ہے وَعَنِ الصَّادِقِ ۱۲ قَرَضَ اللَّهُ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ  
 دُونَ الْأُمَّةِ فَفَضَّلَ بِهَا اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ وَجَعَلَ صِيَامَهُ فَرَضًا عَلَى  
 رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى قَوْمِهِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ  
 ماہ رمضان کی روزے خدا نے واجب کئے تھے فقط اگلے نبیوں پر  
 نہ انکی امتوں پر پس فضیلت دی بسبب ماہ رمضان کے اوستے اس  
 امت کو اور روزے اوستے جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور  
 انکی سیادت پر فرض کے انزل کے معنی و فتنہ نازل کئے جانے کو  
 محاورہ عرب ٹھہرتے ہیں اور لم اسکے اور تفصیل حال نزول قرآن میں آیت  
 بُشِّرْ بِحَيَاتٍ بَارِئَةٍ ذَلِيلِ بَيَانِ نَسَبِ قَدَرِ مِثْلِ مَذْكُورِ مَوَاقِفِ  
 شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُومُوا پس جو شخص کہ حاضر ہو تم میں سے او  
 مہینے میں اور شاہدہ اسکی جائزہ حالت حضور میں کرے پس چاہیے کہ  
 اوس مہینے کے روزے رکھے اور فی اور یہ اور یہ میں ہے  
 عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا أَكْبَرُ مِنْ شَيْءٍ مَدَّ لِي صَوْمُ مَنْ فَنَا  
 كَلَا يَصُومُهُ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ کس قدر ظاہر  
 آشکارا ہے یہ کہ جو حاضر ہو وہ روزہ رکھے اور جو مسافر ہو وہ نہ رکھے  
 واعظ کہتا ہے کہ یہ بات ساتھ اس روایت کے کس قدر ظاہر آشکارا

حجیت مفہوم شرط میں ہے اور یہ اظہر ہے اور یہ میں اوسی جناب سے  
منقول ہے جبکہ داخل ہوا مبارک رمضان پس خدا کی اوس میں ایک شرط  
ہے چنانچہ اوسنے فرمایا پس جو کہ حاضر ہو مینے میں تو اوس روزہ رکھنا  
چاہیے پس سزاوار نہیں آدمی کے لئے سفر ماہ رمضان میں مگر یہ کہ حج  
کے لئے جائے یا عمرہ کے لئے یا اوس مال کے لئے جسکے تلف کا ڈر ہو بلے  
جانیکی یا اوس بہائیگی کہ جسکی ہلاکت کا ڈر ہو اور نہیں چاہیے کہ بہائی کا  
مال تلف کر نیکی کے لئے جائے پر جب تیسویں شب گزر جائے تو پر جہان  
جی چاہی وہاں جائے وا غلط کہتا ہے کہ یہ حدیث محمول کراہت پر ہے  
یا اوس سفر پر کہ جو ذریعہ وسیلہ گناہ ہو وَمَنْ كَانَ مِنْهُمَا اَوْ عَلَى  
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخْرٰی اور جو مریض ہو یا سفر میں ہو پس ایک مقدار  
ہی اور دنوں سے جیسا کہ اوپر گذرا اور محض تاکید کے لئے مکرر کیا گیا  
يُرِيدُ اللّٰهُ بِيْكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِيْكُمْ الْعُسْرَ چاہتا ہے خدا تمہارے  
ساتھ سہولت و آسانی اور نہیں چاہتا تمہاری سختی و مشقت چنانچہ کہتا  
کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تَصَدَّقْ عَلَى مَرَضٰى اَمْتِيْ وَمَسَاكِيْنِهَا  
بِالتَّقْصِيْرِ وَالْاِفْطَارِ اَيُّرَادُكُمْ اِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِنْ تَرَدَّ  
عَلَيْهِ فَرَمَا يَا جَنَابَ رَسَالَتَا بَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے صدقہ دیا خدا نے بیماروں  
اور مسافروں پر میری امت کے ساتھ تقصیر و افطار کی آیا سرور کرے گا آپ کو  
تم میں سے جبکہ صدقہ دے یہ کہ اوسکا صدقہ پھر دیا جائے وَفِي الْخَصْلِ  
عَنِ النَّبِيِّ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَهْدٰى اِلٰى وَاِلٰى اَمْتِيْ هَدِيَّةً

لَمْ يَهْدِهَا إِلَىٰ أَحَدٍ مِّنَ الْأَنَامِ وَلَا مِّنَ الْبَنَاتِ ۖ ذَٰلِكَ فَتَنُكَ اللَّهُ لِقَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ أَكْثَرٍ ۖ قَالُوا لَا فَطْرُ فِي السَّفَرِ وَالْتَخْفِيرُ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَّلْنَاهُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسُفِّجُوا فِيهَا ۚ وَتَوَلَّىٰ زُرَّكَ عَلَىٰ اللَّهِ الْخُذَّةُ ۖ وَكَتَابَ خُضَالِ بْنِ جَنَابٍ رَّسَالَتًا بِصَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
 وسلم سے منقول ہے کہ ایسا عمدہ ہدیہ اور تحفہ تحفہ بیجا بھی اور میری امت کو  
 خدا نے کہ کبھی کسی کی امت کو ویسا نہیں بیجا تھا جو بزرگی ہم کو کونکے نزدیک  
 خدا کے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے ایسی غیر خدا فرمایا کہ افطار کرنا سفر  
 میں اور تقصیر کرنا نماز میں اویسی حال میں پس جو شخص ایسا کرے پس فی شبہہ  
 اوتو رو کیا خدا کے ہدیہ کو وَلْيَتَكَلَّمُوا الْعِدَّةَ اور چاہے کہ کامل کرو تم مقدار  
 کو باین طور کہ روزہ رکھو تم رویت ہلال ماہ رمضان سے رویت ہلال شوال  
 تک نہ یہ کہ ہمیشہ تیس ہی روزے کہیں نہ اوتیس جیسا کہ ظاہر سے  
 بعض اخبار شافہ کے ثابت ہوتا ہے اور سابق میں مختصر طور پر بحث اوسکی  
 گذری وَلْيَتَكَلَّمُوا وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور چاہے کہ اظہار  
 بزرگی خدا کرو اوسکے احسان پر کہ اوسنے بتائی تمہیں راہ راست یعنی  
 مذہب اسلام و شاید کہ شکر کرو تم خدا کا اوسکی کامل نعمتوں پر اور سہل کرد  
 پر عبادت کے وَفِي يَهْ عَنِ الرِّضَا وَتَمَّاجْعِلَ لِّلْكَبِيرِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ  
 أَكْثَرُ فِي غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ التَّكْبِيرَ إِنَّمَا هُوَ تَعْظِيمُ اللَّهِ وَتَعْجِيدُ  
 عَلَىٰ مَا هَدَىٰ وَعَافَىٰ حَقًّا قَالَ عَمْرُو عَمَّا وَلِيَتَكَبَّرُوا اللَّهُ عَلَىٰ مَا  
 هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور کتاب فقیہین حضرت امام رضا علیہ السلام  
 سے ماثور ہے اور نہیں مقرر ہوئی تکبیر نماز عید میں زیادہ اور نمازوں میں  
 مکرر اسلئے کہ نہیں ہے تکبیر مگر تعظیم و توقیر خدا اوسکی ہدایت کرنے پر اور

سماع فرمائے پر جیسا کہ او سننے خود فرمایا اور چاہیے کہ تعلیم و توفیر خدا  
 کریم اس امر پر کہ او سننے ہدایت کیا تمہیں اور چاہیے کہ شکر خدا کرو تم و اذ  
 سَأَلْتُكَ عِبَادًا مَنِي كُنْتَنِي وَإِنْ قَرِيبٌ أَجِيبْ دَعْوَةَ الْكَافِرِ إِذَا دَعَا لَكَ  
 فَيَكُونُ مَجِيبًا وَيَكُونُ مَوْبِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ لَكَ رَجِيكَ سَوَالِ كَرِيمِ تَسْ  
 بندہ ہمارے ہمارے حال سے جیسا کہ ایک عرابی نے جناب رسالت  
 صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا اَقْرَبُیْ رَبَّنَا فَنُجَابِیْہِ اَمْ بَعِیْدُ  
 فَنُتَاذِیْہِ اَیَا خُدَا ہمارے قریب ہو کہ ہم مناجات یعنی اہستہ دعا  
 کریں او سی یادور ہی پس کار پکار کے دعا مانگیں اور سنے تو کو ہوا ہی حسیب ہمارے  
 کہ ہم بہت قریب ہیں او سنے مستجاب کرتا ہوں دعا دعا کر نیوالے کی جیسکے دعا  
 مانگے مجھ سے پس چاہیے کہ طلب کریں مجھ سے قبول کرنا دعاؤں کا اور  
 چاہیے کہ ایمان لائیں میرا شاید کہ وہ صلاح و رشد پائیں اس آیت میں  
 مراد قرب الہی سے قرب و سکی قدرت کا ہے باعتبار پائے جانے  
 آثار قرب کے مثل قبول فرمانے مناجات خفی کے نہ قرب حقیقی کے کہ جو عباد  
 اتصال مقام و مکان سے ہے اسلئے کہ وہ حقائق کے حقیق محال ہے  
 اسلئے کہ وہ جسم و مکان نہیں رکھتا و گرنہ ضرور محتاج جسم و اجزائے جسم  
 و مکان کا ہوتا حالانکہ محتاج ہونا خدا کا محال ہے اسلئے کہ وہ واجب الوجود  
 ہی اور واجب الوجود کی شان سے افتقار و احتیاج نہیں چنانچہ منقول  
 ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ مشرق سے  
 آیا حضرت نے فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو او سنے عرض کیا کہ خدا کے پاس سے  
 پھر دوسرا مغرب سے آیا اوس سے اونہوں نے وہی پوچھا او سنے کہا

کہ خدا کے پاس سے ہر ایک اور آیا اور اسے عندالاستغفار کہا کہ میں ساتویں  
آسمان پر سے خدا کے پاس سے آتا ہوں اور چوتھے نے یہ ظاہر کیا کہ میں  
ساتویں طبقہ میں سے زمین کے خدا کے پاس سے آتا ہوں پس حضرت  
موسیٰ نے فرمایا کہ پاک جانتا ہوں میں اس خدا کو کہ جسکی قدرت سے کوئی  
مقام خالی نہیں اور ایک ہی سے نسبت اسے سب رکانون اور مقاموں سے  
ہی یہ نہیں کہ کیا ہے سے بہت قریب ہو اور کین سے بہت دور اور ایک روا  
میں وارد ہو کہ مامون رشید مارشید نے ایک روز مذاہب مختلف کے عالموں کو  
جمع کیا مناظرہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے اس خیال سے کہ کوئی تو  
انہیں سے اس جناب کو الزام دے گا اور حضرت بنفس نفیس تشریف لینگے  
اور سب سے مناظرہ فرما کے اونپر غالب آئے اور منجملہ اون مناظرات کے  
علمائے اہلسنت کے مناظرہ میں اسکی بھی نوبت پہنچی کہ اوسونچے فضیلت  
خلیفہ اول پر یہ حدیث بھی پیش کی کہ خدا نے وحی نازل کی جناب رسالت  
مآب پر سَلِّ اَبَا بَكْرٍ هَلْ هُوَ مِنِّي رَاضٍ فَارْتَضَ رَاضٍ امِیْ نَبِیِّ ہمارے  
پوچھو تم ابو بکر سے کہ آیا وہ مجھ سے راضی ہے یا نہیں اسلئے کہ میں تو اس سے  
راضی ہوں حضرت نے تقیہ فرمایا کہ ہر چند میں منکر فضیلت نہیں مگر یہ حدیث  
خلاف نص قرآن ہے اور جو حدیث خلاف قرآن ہو وہ مردود ہے خود  
قرآن میں خدا فرماتا ہے وَتَحْنُ اقْرَبُ إِلَیْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَدُودِ اور ہم قریب  
ہیں آدمی سے رگ جان سے ہی زیادہ پر کیونکر باوجود این ہمہ پوشیدہ  
رہی خدا پر مرضی ابو بکر کی یہاں تک کہ اسنے بواسطہ ملک و نبی کے دریافت کر  
بیجا حال خلیفہ صاحب کامنہین واقعی حضرت امیر کے فضائل واقعی ہیں

کثرت سے ہیں کہ مخالفین کو کچھ بن نہیں پڑتا جب مناقب مرتضوی دیکھتے ہیں تو مونہ میں پانی بہا رہا ہے چاہتے ہیں کہ ایسی ہی مناقب و محامد شیخین وغیرہ میں ہوں جب واقع میں کچھ اثر نہیں پاتے تو مجبور و لیسے بناتے ہیں پس وہ اور یہاں اور وہی نہیں رہتی آخر الزام ادا ہاتے ہیں بھلا جوٹ کو ہی کہیں پاؤں ہوئے ہیں مگر ہر بے بنائے کچھ چارہ نہیں اگر نینا نیگی تو پر کیا بنا نیگی اسی طرح ثانی اول کے بارہ میں چند در چند باتیں بنائیں کتنی ہیں پیغمبر نے فرمایا کہ شیطان ہمایہ و سایہ عمر سے بہاگتا تھا یہ نہیں سمجھتے کہ اگر یہ ایسی ہی ہوتے تو خلیفہ اول کیوں اِنِّ لِيْ شَيْطَانًا يُّعْتَرِيْنِيْ فرماتے جب و پھر چڑھا اور اسے بہاگا تو وہ کیوں نہ بہاگا اٹھا او اسے ہی زیادہ مرتبہ بڑھا پھر اوپر طرہ یہ ہے کہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ کچھ حبشی گاتے بجاتے جاتے تھے پیغمبر نے صدیقہ کو کند ہے پر چڑھا کے اونکا ناچ دکھایا دفعۃً خلیفہ ثانی جو اُٹھ گئے تو وہ سب بہاگ گئے جب پیغمبر نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب سایہ سے شیطان بہاگتا ہے سبحان اللہ شیطان نہ خبر صادق سے بہاگا نہ صدیق سے نہ صدیقہ سے پس یہ ایسی کمان سے آئے تھے کہ اسے بہاگتا اور خلاف اجماع کرتا جو منعقد افضلیت خلیفہ اول پر ہے بنسبت خلیفہ ثانی کے مان مگر یہ فرار اور حیثیت سے ہو بقول شاعر

روزِ عمر رسیدِ شیطان در راہ

شیطان بگریخت تاگرد و گمراہ

اوار عقبش دید و شیطان میگفت

کحل کلا قولا لا یار اللہ



پھر روضۃ الفردوس میں تالیفی کے ہے کہ جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں ایک شخص اوسکا نظیر ہوتا ہے پس ابوبکر  
نظیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عمر نظیر حضرت موسیٰ اور عثمان نظیر حضرت  
عیسیٰ اور علی نظیر میرے ہیں حالانکہ کئی وجہ سے یہ محدوش ہے پہلی  
یہ کہ یہ اونہیں کی کتابوں میں ہے مع باطلست انجہ مدعی گوید و دوسرے  
یہ کہ جناب رسالتاب بالاتفاق حضرت عیسیٰ اور موسیٰ و ابراہیم سے  
افضل اور سید المرسلین سے پس چاہئے کہ انکا نظیر انکی نظیر سے افضل ہو  
پس افضلیت جناب ولایت تاب ثنائیہ پر لازم آتی ہے کہ یہ کہ یہ  
دلیل فضیلت نہیں بلکہ دلیل کفر ہے اسلی کہ حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر نبی  
کی امت میں اوسکا نظیر ہوتا ہے پس اگر یہ لوگ نظیر انکی ہوں تو انہیں  
کی امت میں محسوب ہونگے اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ محسوب ہونگے  
نہ یہ کہ ہمارے حضرت کی امت میں داخل ہوں یہ اور لینے کے دینی ٹیپے جی تو  
یہ چاہتا تھا کہ فضیلت ثابت ہو وہاں اور منقصت لازم آگئی ہے  
ذَهَبَ الْحَامِرُ لِيَسْتَفِيدَ لِنَفْسِهِ قَرَأْنَا قَابَ وَمَا لَهُ إِذْ نَاكَ  
بیچارہ خسہ آرزوی دم کر دینا یافتہ دم دو گوش گم کر دینا  
اور شر الط آداب دعا اور سباب تاخیر وعدم استجاب دعا از بسکہ ہم غیبی اللہ  
میں کہہ چکے ہیں تو از قبیل تحصیل حاصل سمجھاؤ سے واگذاشت کیا اِحِلَّ  
لَكُمْ لَيْلَةُ الصَّيَا وَالزَّوْفُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لَكُمْ وَانْتُمْ لِبَاسٍ  
لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ فَخْتَانُونَ أَنْفُسُكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا  
عَنْكُمْ فَلَا تَبَاسٌ وَهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ فَمِنْ حِلٍّ مِمَّا فَعَلْتُمْ

کیا گیا تمہارے لئے اسی روزہ دار و روزہ کی راتوں میں اول شب سے  
 آخر شب تک مگر بعد غسل کے رفت یعنی مباشرت طرف اپنی عورتوں کے  
 یعنی زوجات کے وہ عورت کہ جو بمنزلہ تمہاری پوشاک کے ہیں اور تم بمنزلہ  
 انکی پوشاک کے جو یعنی باہم نہایت چسپان اور مثل جزہ لایفک اور باعث  
 عزت و آبرو مہر مہر معلوم ہے خدا کو کہ خیانت کرتے ہو تم اپنی نفسوں سے عورتوں کو  
 باب میں پس تو یہ قبول کی تمہاری اور معاف کیا تمہارا قصور اور اگلے حکم کو  
 منسوخ کر کے اب از سر نو اجازت دی تمہیں ماہ صیام میں انکے ساتھ شب یا  
 ہونیکو پس اب مباشرت کرو ان سے مباشرت کے یہ معنی ہیں کہ باہم بشیرہ  
 یعنی جلد بدن کو ملا دو اور مراد اس سے جماع ہے بطور ولالت الترامی  
 اور طالب ہو اور رغبت کرو اس چیز کی طرف کہ لکھی خدا نے تمہارے لئے  
 یعنی مباشرت جو انکے لئے لکھی گئی اور مقرر ہوے بعد ممانعت کو اسلئے کہ خدا  
 جیسا چاہتا ہے ترک نہیات کو اور سیطرہ خواہش کرتا ہے بجالانیکو اور چیز کو  
 کہ جسکی خصت دی ہے اس سے یا اولاد کے کہ جو لکھی گئی ہے لوح محفوظ پر  
 یعنی مباشرت ان سے محض لذت کے لئے اور حیوانات کی طرح نہ کرو کہ تمہاری  
 نظر معروف نقطہ داخل کر توکل گاہ کے بول گاہ میں ہو بلکہ نظر رکھو تو والد و نسا  
 و کثرت اولاد پر یا ثواب بحساب اور اجر خیر بلکہ جو مقرر کیا ہے خدا نے اس  
 نیک یعنی مباشرت زوجہ طلیلہ میں و کملوا و اشرؤا حتی یتبین لکم الخیط  
 الابیض من الخیط الاسود من الفجر اور کہا و پیو میان تک کہ ظاہر ہو جا  
 تمہاری لئے سفید و درج صبح کا سیاہ و درجے رات کو یعنی صبح کی بو پٹنے نہ یہ کہ  
 رنگ میں و درج کے تمیز حاصل ہو جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہو کہ

اوسنے ایک ڈورا لیکر آدھا سیاری سے رنگا اور آدھا دھاگا اوس طرح سفید رکھا اور  
صبح کو وہ اوس دوڑ کو دیکھتا تھا اگر اس قدر صبح روشن ہو جاتی تھی کہ سیاہ و سفید  
میں فرق حاصل ہو تو ترک آب و طعام کرتا تھا اور نہیں تو برابر کھاتا تھا اور یہ بالکل  
بے فہمی اور سکی تھی چنانچہ کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
منقول ہے کہ وہ سفیدہ دن کا رات کی تاریکی سے ہوا اور ایک روایت میں ہے  
کہ وہ فجر ہے کہ حسین کی طرح کاشک و شبہ باقی نہیں ہے اور اوس ہی جناب سے  
کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ کسینے پوچھا کہ جب تک شک نہ جوہ تک کھایا کرے  
فرمایا کہ جب تک شک نہ ہو یعنی بلکہ جب تک یقین طلوع ہوا اور شک کا اعتبار نہیں کرے  
کہ بتین و ظہور پر مدار ہو اور استصحاب یل مود اور سکی ہے اور کتاب کافی میں اوس ہی  
جناب سے منقول ہے اون و شخصوں کے باب میں کہ اوٹھ کر افق کی طرف دیکھنے  
لگے ایک نے کہا کہ صبح ہو گئی اور دوسرا کہتا تھا نہیں فرمایا کہ جسو یقین صبح ہوا ہے  
زعم میں وہ ترک کرے اور جسے یقین نہیں ہوا وہ کھائے پئے اسلئے کہ خدا فرماتا  
ہے کہ وقت تبیین و ظہور تک کھاؤ پیو اور مود اسکے بہت سی روایتیں ہیں کہ بعض  
اختصار ترک کی گئیں اور ہر مقام پر کبھی مسئلہ ہیں ۱ باتفاق علما عادی چیز کا کھانا  
عادی طور سے مثلاً روٹی وغیرہ مونہ سے کھانا مفسر صوم ہے ۲ مونہ سے کھانا  
غیر معتاد چیز کا مثل خاک یا تھکر کے یا چٹے ٹکڑا اخراج بلغم کے لئے یا غبار کا کھانا  
یا دھواں کینچنا مونہ سے یا جذب بخارات کرنا یا ہر جسم محسوس کا پہونچنا مانند  
حلق یعنی مخرج حامی معجزہ تک علی الاحوط بلکہ علی لافط مفسر صوم ہے ۳ غیر ذہن  
عادی چیز کا حلق تک پہونچنا مثلاً پانی ناک یا کان سے پہونچنا مفسر ہے علی لافط  
۴ اشیاء غیر عادیہ کا غیر جہۃ حلق سے شکم تک پہونچنا مثلاً مالہ یعنی عمل طیر کے

۵ غیر معتاد کا موضع غیر موضع معتاد سے حلق یا شکم تک پہنچانا مثل سر سے  
کے انگلی سے یا ناس یا خبا یا دھوین کے ناک سے یا اوس روغن کا شکم پر  
لانا کہ جس کا حال تجربہ معلوم ہے کہ شکم کے اندر پہنچ گیا ۷ حقہ سجاد یعنی شیان  
مکروہ ہے ۷ غوطہ لگانا مکروہ ہے ۸ عورت کا نصف بدن تک پانی میں جانا  
ثُمَّ اَتَمُّ الصَّيَامِ اِلَى اللَّيْلِ پہر پورا کر و روزی کو شب تک بانی طور کہ قریب  
نیت روزہ کرو اور سانی اوسکی اور کوئی قصہ نکر و شام تک اور ترک سفطرات  
کرو اور ایک جز شب کا ہے من بابا مقدمہ داخل کر لو اول شب تک بلکہ احتیاطاً  
ایک جز شب ہی و سین محسوب کر لو و کاشیا شیر و فھن اور اون عورتوں سے مباشرت  
مکرو خواہ آگے ہو یا پیچھے اور انزال بھی ہو یا نہ ہو بعض ملاقات دو نوختہ گا ہونگی ہو  
اور اس طرح و طی مرد بلکہ اسوات علی الاظہر بلکہ علی الاحوط و انتم عاکفون  
فِ الْمَسَاجِدِ حالانکہ مذکور تمام کافی کر نیوال ہو مجتہدین یعنی خاص و من مجتہدین معصوم کا گناہ  
ہوا ہی یا ہر مسجد جامع میں بلا تخصیص دخول معصوم اور ظاہر ایہ بتوید احتمال خیر  
ہی لیکن اول اظہر و اشہر ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ و اجماعات مستفیضہ سے ثابت  
ہوتا ہی اور ساری ارباب مذکورہ سند آیا دلالتیہ معارضۃ کتاب و مواضع ان اول کی تفسیر  
لا سکتا تو قابل اعتنائین حالانکہ وہ موافق مخالفین ہے حالانکہ رشد او کو خلافت  
میں ہو و اللہ اعلم و تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَكَتَقَرَّبْ يُوْهَا كَذَلِكَ يَبْتَغِي اللَّهُ  
آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یہ حدین مقرر کی ہوئیں خدا کی مین پس خیر وار  
اوسکے قریب جانا اسی طرح پر بیان کرتا ہے خدا آیتین اور

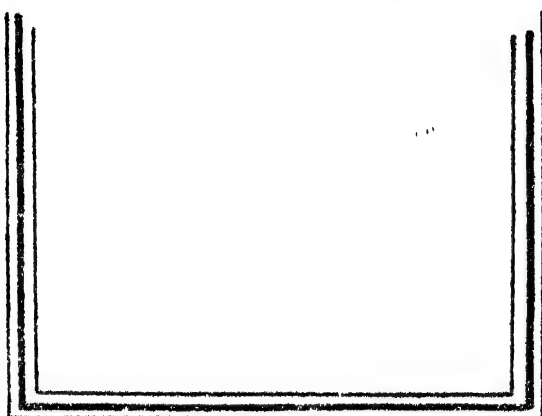
عجیب

دین خدا سے

پیر

# موعظہ چوتھا

بیان میں اسکی کہ بحث مذہبی باعث ثواب و ممدوح ہے  
 اور مذمت کی حدیثیں ماقول ہیں اور بیان میں مناظرہ بجا اور  
 کج بحثی بجا کے اور کچھ حکایتیں مناظرات اہمہ اور صحابہ اہمہ  
 کے غیر مذہب والوں سے مثل مناظرہ ہشام شامی سی اور  
 مناظرہ ہشام کا برکی سی اور مناظرہ ابوالحسن مستمیر اور وہابی  
 والی حکایت اور ہشام کی بحث عمر ابن عبید اور اثبات  
 امامت بطر زجید عمرانی تو رات سے اور مناظرہ خصال ابو حنیفہ  
 سی اور حکایت لطیفہ عجوزہ کوفہ اور کچھ مباحثہ موسیٰ طاق کی  
 اور کچھ مناظرہ لطیف جناب رضوانا ب کی غیر مذہب عالمو نسو اور  
 خاتمہ چند لطیف مناظروں پر خود واعظ کی غیر مذہب عالمو نسو فقط



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 قَالَ عَزَمْتُ فَأَكُلُ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ جَنَابِ بَارِئِ نَوَانَا  
 ہو کہ مجاہدہ کر اوشے ساتھ اوس طریقہ کے کہ جو مدوح و مستحسن ہو چکا  
 یہ کہ مکارہ اور تو تو میں میں کسی سے مناسب نہیں جس سے ضرورت شرعی  
 گفتگو کی ہو اوس سے عنوان خوب و اسلوب مرغوب سے مناظرہ کرنا چاہیے  
 پوشیدہ نہ رہے کہ مناظرہ کرنا امر مذہبی میں قدیم طریقہ اور داب و سکو نیک  
 بندوں کا ہو اور برابر انبیائی سلف اور جناب رسالت و ائمہ اطہار و  
 اصحاب کبار و علمائے اخیار بحث مذہبی کرتے چلے آئے اور قرآن و حدیث  
 میں صد نام مقام پر بر رگی و عمدگی اوسکی منصوص ہوئی اور اجماع محقق اور  
 سیرت قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے وہ ثابت و یقین ہے اور کس کو اسکا  
 انکار کی مجال نہیں البتہ بعض اخبار احاد میں مذمت علم کلام واروہے چنانچہ  
 ایک حدیث میں ہو هَلْكَ الْمُتَكَلِّمُونَ وَبُحِيَ الْمُسْلِمُونَ یعنی ہلاک ہوئے

مشکل اور چھین، وچھان کر پھالے اور نجات پاسے مان لینے والوں سے  
 پای استدلالیان جو یہ پوری پامی جو بین سخت بی نگین بود + + +  
 وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْكَلَامِ اور حضرت امام  
 جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ جناب ممانعت فرماتے تھے  
 بحث و کلام سے فَقِيلَ إِنَّا نَحْتَاجُ إِلَيْكَ لِإِزَامِ الْخُصُوفِ پس لوگوں نے  
 یہ عذر پیش کیا کہ الزام اعدائے دین بین میں ہمیں سخت حاجت ہوتی ہے  
 بحث و کلام کی، فَقَالَ خُصُّوهُمْ بِمَا بَلَّغَكُمْ مِنْ عُلُومِنَا پس حضرت نے  
 فرمایا کہ اوشے جو منہ است او سیکے جو بیک کر دکھ جو تک پہنچے ہمارے علموں میں  
 اور صدر وقت نیا تہ محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے  
 کہا کہ پڑنا پڑنا حضرت علی بن ہلال بن طرفہ امام ہمام حضرت عالم کی کہ ہمارے  
 رفیقوں نے آپ کے اصحاب انجاء اور انہوں نے آپ کے آیا و اجداد  
 اطیاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بحث و کلام سے امور مذہبی  
 ممانعت فرمائی پس تاویل کی آپ کے خانہ زاوون اور شیعوین سے منکون  
 فرماؤس حدیث کی اسطرچہ کہ جو اچھی طرح سے بحث و گفتگو نہ کر سکیں یہ ممانعت  
 فقط انہیں کے حق میں ہے اور جو بعضوں ان شائستہ بحث مذہبی کر سکے او سکوں  
 ہرگز ممانعت نہیں فَكُتِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحُسَيْنُ وَغَيْرُ الْحُسَيْنِ لَا يَتَكَلَّمُ  
 فَإِنَّ أَثَمَةَ الْكَبْرِ مِنْ نَفْعِهِ پس تحریر فرمایا حضرت نے کہ اچھی طرح بحث  
 کرنا والا اور ہری طرح بحثی والا ان دونوں کو بحث نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ  
 گناہ او سکا او سکے نفع سے بڑھ کے ہو اور ایسی ضعیف روایتوں پر ہمارے کہہ کے  
 بعضوں نے جواز بحث مذہبی میں تامل کیا ہے اور حق یہ ہے کہ پہلے تواتر

عام ہو پس اسکی تخصیص لازم ہوگی اور منواتر حدیثوں سے کہ جن میں نہایت  
 ہوتا ہے کہ مجاہد کی دوہین میں ایک مجاہدہ بالحق ہے الحسن اور ایک مجاہدہ  
 البتی ہے الحسن اور یہ سہی کہ اول مامور ہے اور دوسرا منسوخ و مابعد  
 پس جن سنگھوں کی معصوم نہ نہشت فرمائی وہ وہی ہیں کہ جو قسم ثانی کہ ہند  
 میں لائے تھے نہ جمیع سنگھیں بلکہ بعض اخبار فقیر بعض اخبار کے ابو قریب  
 اور عمل خاص پر مقدم ہے حل عام سے اور دوسری روایت سے سطلق  
 بحث کی حاجت نہیں پائی جاتی بلکہ حاصل وی بحث کی جو اخذ امر بالجمہ  
 سر نمونہ قیاسات عامیہ اور امارات و تخیلات و ہمتیہ کے اور لیکن قیاسات  
 عقائد ایسی وہی مستند ہیں انہیں کی حکم کی طرف اور بہت سی حدیثیں  
 کرتی ہیں عقل کے ہر مان قوی ہونے پر چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے دو حجتیں اور دلیلین اور یادوی و رہنما مقرر ہیں ایک  
 ظاہر اور دوسری پوشیدہ لیکن دلیل ظاہر ہیں وہ ہمہ زمین اور لیکن دلیل باطن  
 پس عقل سلیم ہے بلکہ عقل مقدم سب دلہ پر ہے اور مدار تکلیف اسی پر ہے  
 اور دین و ایمان اور کوئی بات بغیر اس کے قابل اعتبار نہیں اور اسی سے  
 تکلیف کسی مگر کی اطفال غیر ممیز اور مجاہدین پر نہیں اور حضرت آدم کو پا چوب  
 حضرت جبریل خداوند جلیل کی طرف سے عقل و ایمان و حیا کا ہدیہ لائے کہ انہیں  
 ایک چیز کو قبول کر لو پس انہوں نے فقط عقل کو پسند کیا پس انہوں نے  
 ایمان و حیا کو حکم کیا کہ تم واپس جاؤ تو انہوں نے غدر کیا کہ ہم تابع و جزو  
 لایفک عقل کے ہیں اس سے کب جدا ہو سکتے ہیں یہی تیسری عبارت تو  
 وہ محمول محل تقیہ و مقام خوف جان و مال آبرو پر ہوگی چنانچہ ابن کلدانی



علاوہ یہ کہ علم تعادل و تراجم میں ثابت ہوا ہے کہ دلیل قطعی معارض و متقابل  
 برہان قطعی نہیں ہو سکتی اور یہ اخبار احاد و شاذ ہیں اور احادیث مفصلہ مقصد  
 اول قطعیہ و سیرت قاطعہ سے ہیں چنانچہ شیخ سدید محمد بن محمد بن نعمان مفید طاب  
 ثراہ فرماتے ہیں فقیہ لوگ امامیہ مذہب کے اور رکیس و نکلے علم دین میں ہمیشہ  
 مناظرہ کرتے چلے آئے اور اوصوح صحیح جانتے رہے اور خلف نے بھی انہیں سلف  
 صالحین کا طریقہ پسند رکھا اور میں نے اس باب میں بہت طویل دیا کتاب کامل کتاب  
 ارکان میں اور جو حدیثیں انہیں ذکر کی ہیں انہیں سے ایک حدیث یہاں  
 بیان کرتا ہوں خبر دی مجھے ابو الحسن محمد بن حسن بن ولید نے اپنے باپ سے  
 سعید بن عبد اللہ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے یونس بن عبد الرحمن بن عیسیٰ الی  
 یقطنین سے ابو جعفر محمد بن نعمان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 قَالَ خَاصِمُوهُمْ وَبَيِّنُوا لَهُمُ الدِّينَ الَّذِي كُنْتُمْ عَلَيْهِ وَبَيِّنُوا  
 لَهُمْ ضَلَالَتَهُمْ وَبَاهِلُوهُ فِي عِلْيَةٍ اَيْعْنِي فرمایا اوس جناب نے کہ  
 خصوصت کرو اہل خلاف سے اور بس راہ راست پر تم ہو اوسے اور سپر ظاہر کرو  
 اور بس گمراہی میں وہ پیہر ہیں وہ بھی روشن کرو اور سپر اور مبالغہ کرو اور اہل  
 تثلیث فی الامارتہ سے کہ جنہوں نے اصحاب ثلثہ ارباب ثلثہ کی طرح انہیں  
 تراشی ہیں اور اوسے جناب نے فرمایا کہ بحق و راستہ کی حکم کیا گیا ہے اور شرع  
 اور سکیر طرف ترغیب دی گئی ہے چنانچہ خود خدا نے ہمارے پیغمبر سے خطاب  
 کر کے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ اور مجاہدہ کر اوسے طور و طریقہ خوب  
 و مرغوب سے پس حکم کیا اوس جناب کو جدال منافقین کا اور وہ حجت پیش  
 کرنا ہر طرف فائدہ کو اور علی العموم سب مومنوں سے خطاب کر کے فرمایا وَلَا تَجَادِلُوا

اَلَا بِآلِیِّہِیْ حَسَنٌ اور مجاہد اور مناظرہ کرو کر اسی طرح کہ جس طرح محمد بن  
 اور حکایت نوح بن فرما زبانی امت نوح کی یا نوح قد جاد لکنا فاکثر  
 جید لکنا اس نوح تھے جسے بخشنا شروع کیا پس حدسہ زیادہ بڑا دی بحث  
 گفتگو پس اگر بحث نہ ہوئی نا جائز ہی ہوتی تو خدا نبی اور اور اہل اسلام کو کیوں  
 اوسکا حکم دیتا اور برابر ائمہ بدعی دین خدا میں مناظرہ کرے تھے بلکہ آئے اور  
 اوٹھاتے آئے دشمنان خدا پر اور بڑے بڑے بزرگوار اہل صحابہ میں  
 سے ہر زمانہ میں مناظرہ کرتے چلے آئے اور دلیلوں پر اور کلمات اور حق و  
 راستی حجاز لے کرتے چلے آئے اور حج ظاہر اور برہین باہر سے احقاقیت  
 و ابطال باطل کرتے رہتے اور اسکے بدلے ائمہ بدعی برابر اہل حق و شہاد  
 فرمایا کرتے چنانچہ جب خبر وفات طیار پہنچی تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 نے فرمایا **رَحِمَہُ اللہُ الطَّیَّارُ وَلَقَدْہُ نَفْسَہُ وَسُرُّہُ لَقَدْ کَانَ**  
**شَدِیدَ الْخُصُوعِ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ خَدِیْعَتِہُ تَنَزَّلَ کَرِہُ طَیَّارِہُ**  
 اور ملائی کرے اوس سے ترو تازگی و سرور و غور کو پسینے شہد وہ بڑا  
 خصوصیت کرنیوالا تھا ہم اہل بیت عصمت و طہارت کی طرف سے اور ماحسن کاشانی  
 اخباری متخلص فیض تفسیر صافی میں لکھتے ہیں تفسیر آیہ دانی ہا یہ و جاکوہکم  
 بِالْآلِیِّہِیْ حَسَنٌ اور مجاہد کہ اونسے ساتھ عنوان و طرز خوب مرغوب کے  
 اور یہ خلاصہ اونسکے کلام کا ہی یعنی مناظرہ کر اونسے بہت عمدہ طور سے  
 اور یہ حکم متعلق معاندوں اور منکروں کے ہی ہے کہ اونسے بھی ضابطہ  
 سہ گفتگو نہ چاہیے **کلینی نے کافی میں اور علی بن ابیہریم قمی نے اپنی**  
**تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے**

یعنی مجاہد کرواؤ جسے ساتھ قرآن رکھے اور کتاب احتجاج و تقسیم امام  
حسن عسکری علیہ السلام میں ہے ذیل میں آیہ کریمہ قلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ  
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ سورہ بقرہ سے کہ ذکر آیا خدمت بابرکت حضرت  
امام جعفر صادق علیہ السلام میں بحث مذہبی کا اور اس بات کا کہ جناب سالک  
وائمہ اطیب نے اوس سے مانعت فرمائی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ بالکل  
بحث مذہبی سے مانعت نہیں ہونی بلکہ بحث نانہ بوط و مناظرہ غیر مستحسن ہے  
کیا تم نہیں سنتے قول خدا کو وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ  
أَحْسَنُ اور نہ مناظرہ کرو اہل کتاب سے مگر بعنوان پسندیدہ اور اس قول  
خدا کو ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ  
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور دعوت کر طرف راہ اپنی پروردگار کی ساتھ حکمت و  
نیک و غلط و پند کے اور لڑاؤ جسے ساتھ طریقے شائستہ کے پس بحث خوب  
خدا نے حکم دیا ہے علمائے دین کو اور بحث نامر بوط و بے ضابطہ کو حرام  
کر دیا ہے ہمارے شیعوں پر اور بالکل بحث و مناظرہ کیونکہ وہ منع فرماتا حالانکہ  
وہ خود فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ  
نَصَارًا اور کہا اہل کتاب نے کہ داخل جنت نہو گا مگر یہود و نصاریٰ  
فرمایا خدا نے تِلْكَ مَا يَتْلُوهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ  
یہہ آرزوین ان کی ہیں نہ واقعی باتیں کہہ تو اسے نبی کہ لاؤ تم دلیل قطعی اپنی و دعویٰ  
کی اگرست گو ہو پس خدا معلوم کرتی و ایمان کا مار دلیل برہان پر رکھا اور بحر مناظرہ بوط  
کے اور کاہی میں دلیل برہان دار کیجا ہو لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت بحث نیک و بد کی  
کیا معنی میں مفصل رشاد فرمایا کہ مناظرہ بجا کی یہ صورت ہو کہ تو کسی مہمل سے

بحث کرے پس وہ وارد کرے تجھ پر ایک امر باطل پس نہ رو کر سکے تو اس واسطے سے  
 واقعی سے کہ جو خدا نے اسکی ترویج کے لئے مقرر فرمائی ہے بلکہ تو گمراہ کے انکار  
 کرنے لگے ہٹ دھرمی سے اس میں سچی بات کا کہ جس سے بطل نے اپنی باطل کو  
 قوت دی پس تو انکار کرے اس حق کا اس خیال سے کہ الزام نہ اور ٹھائے  
 اس باطل سے اسلئے کہ جو دفعہ حقیقت میں ہے اس امر باطل کا وہ تجھے  
 معلوم ہی نہیں ناپا مجبور و دفع عار کے لئے تو اس حق ہی سے ماتمہ و ہول  
 بیٹھتا ہوا اسلئے کہ تجھے بجز انکار حق کے کوئی خلاصی اور کیس طرح چٹکارا نظر نہیں  
 آتا پس ایسا مناظرہ حرام ہے ہمارے شیعوں پر کہ باعث فتنہ و فساد ہوں  
 حق میں برا دران ایمانی ضعیف کے اور حق میں مبطون کے لیکن اہل خلاف  
 باطل گوش لوگ پس وہ ضعف و شکست ضعیف و کمزور کو سند صحت و قوت  
 کی اپنی باطل کی گردانتے ہیں اور لیکن ضعیفی شیعہ پس غناک ہوتے ہیں  
 انکے یہہ و یکہ کے کہ ایک حق گوش عاجز آگیا اور مضحک ہو گیا ناحق گوش سے اور  
 مناظرہ مدوح و بخت مستحسن یہہ ہے کہ جسکا حکم کیا خدا نے اپنے نبی کو یہہ کہ  
 کرے اس طور پر ابی بن خلف سے کہ جو بعد موت مبعوث ہونے سے اور  
 زندہ کرنے سے خدا کے مرد کو انکار رکھتا تھا پس خدا نے اسکی حکایت بطور  
 بیان فرمائی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ  
 وَهِيَ رَمِيمٌ اور ہمارے باری میں مثل کسی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور ہمارے  
 باب میں کہنے لگا کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو جبکہ بوسیدہ ہوں اور فرمایا  
 خدا نے اسکی رد میں قُلْ يَحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ  
 عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا إِنَّ فِي السَّوْرَةِ كُتُوبًا بَيِّنَاتٍ

کہ زندہ کر گیا اوس سینہ ہی شخص کہ جس نے پیدا کیا اوس سینہ پہلی دفعہ اور وہ ساتھ  
 ہر طرح کے عالم و دنا ہے وہی خدا کہ جس نے گردا و دخت سب سے آگ کو آخر  
 سو یہ تک نہیں چاہا خدا نے اپنے نہیں سے یہ کہ مڑا کر کیسے احوال کو شہ  
 وہ جو کہتا تھا کہ کیونکر جا کر نہیں ہے یہ کہ از سر نو بسوشت ہو ان یہ ہو یہ ہو  
 پس فرمایا خدا نے کہ امی نبی زندہ کر گیا اوس نہیں وہی شخص کہ جس نے از سر نو  
 بنایا تھا اوس نہیں پہلی دفعہ پس جیسا وہ نہیں بنایا از سر نو حالانکہ وہ کچھ بھی نہ  
 تئیں تو اس سے اوس نہیں تازگی دینا بعد کسکی کے کیا شکل ہے اب بنا تو  
 قائم ہوا پہلے کہ یہ بھی تہ پہلے ہی شکل میں بلکہ از سر نو بنانا او کا سخت شکل تھا مگر  
 مذاق پر اس کی بار بار نہتے کہ نہتے پر فرمایا اللہ جَعَلَ لَكُمُ الشَّجَرَةَ  
 نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ وہی خدا جس نے گردا و دخت سب سے  
 آگ کو پہلی گاہ تم اس سے روشن کرتے ہو یعنی جبکہ پوشیدہ کیا اس نے  
 گرم آگ کو ہری کچھ اور تر و تازہ و دخت میں کہ نکالتا ہے اوس کو سی تو  
 البتہ اعادہ پر کچھ چیز کی قادر ہے پر فرمایا اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ  
 وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰۤی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ  
 آیا اور نہیں ہے وہ صانع صنائع جس نے پیدا کیا آسمانوں و زمین کو قواد  
 اس امر پر کہ پیدا کرے مثل اونس کیوں نہیں بلکہ وہ بڑا پیدا کرے والا اور نہایت  
 واقف کا رہے یعنی جبکہ پیدا کرنا آسمان زمین کا بڑا امر عظیم و دور و دراز بات  
 ہی تمہاری طاقت و لیاقت و خیال خام میں یہ نسبت ترمیم کہ نہ کی تو کیونکر  
 تجویز کیا تھے صادر ہونا او کا خدا سے اور نہیں گوارا کرتے تم اس سے حقیر تر  
 اور ادنیٰ تر امر کو یعنی ترمیم کہ نہ کو حضرت نے فرمایا کہ یہ ہی مناظرہ نیک اسلام

اسین قطع عذر ہو جاتا ہے کاٹروں کا اور اوپر تمام سخت ہو جانی سہا سہا  
 اونکے بیچ و بن سے کندہ ہو جاتے ہیں اور مناظرہ نامہ بوطیہ ہے کہ انکار  
 کر بیٹھے تو کسی حق بات کا وہ حق کہ جو ممکن نہ ہو فرق کرنا وہ میں اور باطل میں ناحق  
 گوش کے بے انکار اس حق صریح کے پس ہی قسم ناجائز ہے اسلئے کہ تو یہ  
 تو ویسا ہی ناحق گوش ہو گیا اگر ایک حق بات سے وہ مانتہ ہو بیٹھا تو تو سہا  
 تو ایک امر حق کو طاق نہ بیان پر رکھ دیا و اعطی کتاب ہے کہ تفصیل اس  
 اجمالی کی بالامرید علیہ جناب غفر انما علی اللہ متا ابرے عمار الاسلام میں  
 فرمائی ہے مع اون متواتر جھوٹ بالقراءن حدیثوں کے کہ جو دلالت کرتے ہیں  
 اباحت بلکہ رجحان و وجوب کفائی پر مناظرہ مذہبی کی کرتے ہیں من کہ منکاف  
 فلیکنج الکینہ اور سلمہ و اصحات سے ہے کہ مزید بحث اس سے مستغنی ہے  
 لیکن کچھ مضائقہ نہیں کہ تشحیذ اذمان کے لئے ہم چند مناظرہ بیان کریں کہ  
 باعث سبر و رموز شیعیان ائمہ اطہار و مقبسان انوار و ریت سید مختار  
 کتاب کافی میں اوسکی اسناد معمولی سے یونس بن یعقوب سے منقول  
 ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حاضر خدمت بابرکت حضرت امام  
 جعفر صادق علیہ السلام تھا کہ ناگاہ ایک شخص مدعی علم کلام ملک شام سے  
 نو وارد خدمت امام تمام علیہ السلام ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت میں علم کلام  
 و فقه و فرائض سب سے واقف ہوں اور آپ کی رفیقوں سے مناظرہ کرنے آیا ہوں  
 پس حضرت نے فرمایا کہ کلامک منہ کے لاکم رسول اللہ اؤ من عند  
 کلام تیرے ماتھو کلام رسول خدا سے ہے یا خود تیر ہی دل کا ایجاد ہے اس سے  
 کہنا کہ کچھ کلام رسول خدا اور کچھ ایجاد بندہ ہے پس حضرت نے فرمایا کہ پھر تم نوٹ

مناظرہ شامیہ  
 شامیہ  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے

رسول خداؐ سے اسنے کہا کہ یا حضرت معاذ اللہ یہ تو نہیں حضرت نے فرمایا کہ کیا پھر تو نے خدا سے اسی سنا اور تجھ پر وحی آئی اسنے کہا ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا کہ پھر تیرا کلام بھی مثل فرمان و حکم ذعان نبی و حبیب اللہ ہی اسنے کہا یہ ہی نہیں راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت میری طرف تفت ہوئی اور فرمایا کہ ای پوسل اسنے خود اپنی نفس سے خصوصت کی اور راہ چار مسدود کر دی قبل اسکے کہ بحث شروع کرے پھر فرمایا کہ ای پوسل اگر تم اچھی طرح بحث کر سکتے ہو تو اس سے بحث پوسل کہتے ہیں کہ یہ سنکے مجھ بیٹھی حسرت ہوئی اور میں نے عرض کی کہ میں آپ پر سے خدا ہوں میں نے آپ کو بحث منع کرتے سنا اور یہ فرماتے ہوئے کہ وای ہوا اہل کلام پر کہ وہ کہتے ہیں **هَذَا يَنْقَادُ وَهَذَا يَنْسَاقُ وَهَذَا نَفَقْلُهُ وَهَذَا لَا نَعْقْلُهُ** یہ کہنچتا اور یہ نہکجا تا ہے اور یہ عقل میں آتا ہے اور یہ عقل کو نہیں بہاتا ہو حضرت نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ وای ہوا و نہر اگر ترک کرین میرے قول کو اور اپنے دل سے اور عقل ناقص سے باتیں بنائیں اور اجتہاد مقابل نص کرین بہر فرمایا کہ دروازے پر جا کے دیکھو جو تکلیف حاضر ہوں او نہیں میرے پاس لا راوی کہتا ہے پس حاضر کیا میں نے حمران بن اعین کو کہ وہ اچھے منکظم تھے اور احوال کو کہ وہ بھی ماہر فن تھے اور ہشام بن سالم کو اور وہ بھی اچھی مہارت اس علم میں رکھتے تھے اور قیس بن ماصر کو کہ وہ میرے نزدیک دون سب سے بہتر تھے اور علم کلام اونہوں نے حضرت امام زین العابدینؑ سے سیکھا تھا پس جب ہم سب درجہ بدرجہ بیٹھ چکے اور معمولی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ تھا کہ قبل حج چندی وہ اقامت فرماتے تھے ایک

پہاڑ پر کہ جو کناہ حرم محترم میں واقع تھا ایک دو چوبے پال میں کہ جو وہاں  
 نصب کی جاتی تھی پس حضرت نے سر مبارک دفعۃً اوس پال میں سے نکالنا گاہ  
 دیکھا کہ ایک ونٹ بے تحاشہ دوڑتا چلا آتا ہے پس حضرت نے فرمایا برب  
 کعبہ شام ہی میں گمان ہو کہ اولاد حضرت عقیل سے ایک شخص ہشام نامی  
 بڑا دوست حضرت کا تھا وہی ہو گا تاہم داخل خدمت بابرکت ہوئے  
 ہشام بن حکم اور وہ زیادہ سن رسیدہ نہ تھے بلکہ سبزہ آغا تھا اور سنیں  
 تھیں اور بھنے لوگ ہم میں سے حاضر محفل تھے وہ سب نے زیادہ سن  
 رسیدہ و جہان دین کے پس حضرت نے ان کے لئے اپنے پہلو میں جاگہ  
 اور فرمایا کہ آیا مددگار ہمارا دل و جان و دست و زبان سے پہر فرمایا کہ اے  
 حمران گفتگو کر اس شخص سے پس وہ بخت کر کے غالب آئے پہر فرمایا کہ اے  
 طاق تو گفتگو کر پس وہ ہی غالب آئے اوپر پہر فرمایا اے ہشام بن سلام  
 تو ہی بخت کر پس وہ الزام سالم سے سالم رہا اور لڑا یمن وہ دونوں برابر  
 پہر عاصر سے فرمایا کہ تم بچو پس و نہوں نے تو او سے ایسی زکریٰ حضرت  
 ہی منس پڑے پہر حضرت نے فرمایا کہ اے شامی ایسا لڑکی سے ہی کچھ  
 مناظرہ کر پس شامی نے کہا کہ اے لڑکے کچھ اس شخص کی امامت کی بات  
 مجھ سے پوچھ کچھ یہ شکے ہشام کو ایسا غصہ آیا کہ وہ تہرا گئے اور کہنے لگو  
 کہ اے شامی سچ بتا کہ خدا کو مصلحت پر بندوں کے زیادہ نظر ہے یا خود بند  
 اپنی مصلحتیں! ورنہ انجام کار خوب دیکھ بہاں سکتے ہیں اوسنے کہا کہ خدا سے  
 بڑھ کے کون دانا و بنیا ہو گا ہشام نے کہا کہ پہر خدا نے اوسکے ساتھ  
 کیا کیا خیر اندیشی و انجام مہی سے اوسنے کہا کہ خدا نے اوسکو ایسی



حجت و دلیل قرار دی اور ایسا رہنما معین فرمایا کہ اوسکا دامن تہا بنی کی کبت سے نشست و پراگندگی و خود سری سے محفوظ رہیں اور مٹھی بند ہی رہی اوسکو سب سے اور مقصود خدا و پیروہ عالی کرتا رہے ہشام نے کہا کہ وہ کون رہنما ہے اوسنے کہا کہ رسول خدا ہشام نے کہا کہ بعد اوس جناب کے کون ہے اوسنے کہا کہ قرآن و حدیث ہشام نے کہا کہ یہ چیزیں اختلاف کو رفع کر سکتی ہیں یا نہیں اوسنے کہا کہ ہاں ہشام نے کہا کہ پھر ہم میں تم میں کیوں اختلاف ہوا اور کیوں تو ہشام سے ہمارے مخالفت کی وجہ سے ہم سے لڑنے آیا یہ کہتے ہی شامی چپ ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ تو کیوں نہیں بولتا اوسنے کہا کہ میں خال بات کروں ہشام نے تو میرے سونہ پر قفل لگا دیا اگر یہ کہوں کہ ہم میں تم میں کچھ اختلاف نہیں تو بالکل جھوٹ ہے اور اگر یہ کہوں کہ قرآن و حدیث دور کر دیتی ہیں اختلاف کو تو یہ بھی سراسر باطل ہے اسلئے کہ انکو معنوں میں چند و چند احتمال جاری ہوتے ہیں کہ ہر فرقہ ہر احتمال سے دست گریبان ہوتا ہے اور اگر یہ کہئے کہ باوجود اختلاف ہم میں ایک حق کو شن کریں تو یہی ہمیں کچھ کتاب و سنت نافع و مفید نہ ٹھرے مگر یہ کہ دلیل میری قرار پائی اور ہشام اس گنجشک کو دور کریں حضرت نے فرمایا خیر اب تو اونی پوچھ کہ اشارۃ اللہ انہیں پیراز علم و ہنر پائیگا پس اوسنے کہا کہ اسی ہشام کون زیادہ دیکھ سکتا ہے بندوں کے مصلحت و پنہوش ہشام نے کہا کہ خدا اوسنے کہا کہ خدا نے ایسا کوئی رہنما ہی بنایا کہ جسکی بدولت حق و باطل معلوم ہو اور اختلاف جاتا رہی ہشام نے کہا کہ عہد کرامت مہد جناب سالکتاب میں آیا بالفعل اوسنے کہا کہ آگے تو جناب رسالتاب تھو اس زمانے میں بتاؤ ہشام

کہا کہ یہی بزرگوار چہارے تمہارے پاس بیٹھا ہے کہ جسکی پاس دور دور سے  
 لوگ مشتاق ہو کے حاضر ہوتے ہیں اور یہ ہیں آسمان کی خبریں دیتا ہے کچھ  
 اسی میراث جد و پدر میں ملا ہے شامی نے کہا کہ پر یہ پیر کیونکر ثابت ہو سکا  
 کہا کہ کہیں پوچھو توڑی جانا ہے جو کچھ ہے سامنے موجود ہے اکیان کا پھانچ  
 اَلْاَلْبَیْکَانَ عیان را چہ بیان جو جی چاہے تیرا اونسے پوچھ لے اونسے کہا تنے  
 بالکل میرا غدر بر طرف کر دیا اب میں پوچھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تجھو منتظر ہو  
 تو میں تجھ سے تیری سفر کا حال مفصل بیان کر دوں اونسے کہا کہ اچھا پھر حضرت  
 سب حال سن و عن بیان کر دیا جو کچھ او سپر گزار تھا پس اونسے کہا اب میں اسلام  
 لایا حضرت نے فرمایا بلکہ بخدا اب تو ایمان لایا اسلئے کہ اسلام قبل ایمان ہے اور  
 اوسے پر مدار میراث و نکاح ہے اور ایمان پر مدار ثواب و خردی ہے اونسے عرض  
 کی بجا ارشاد ہوا گواہی دیتا ہوں نہیں اسکی کہ بجز ایک خدا کے اور کوئی خدا نہیں  
 اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول خدا ہیں اور اب اس زمانے میں امام  
 و وصی سب اگلی و صیون کے ہیں پیر متوجہ ہوئے حضرت حمران کی طرف اور  
 فرمایا کہ تم برابر بھیجی کسی بات میں سے بات نکالتے چلے جاتے ہو یہاں تک کہ موقع  
 لاکے خوب ہی گرفت کر لیتے ہو پیر متوجہ ہوئے ہشام بن سالم کی طرف اور  
 فرمایا کہ تم بھی بھیج لینا چاہتے ہو مگر تمہیں اسکا خوب بڑھنہیں یا یہ کہ حمران کی طرف  
 پابندی حدیث تو جانیے ہو مگر حدیثوں کو خوب پہچانتے نہیں علم حدیث میں  
 ناقص ہو پیرا حول کی طرف جسکے اور فرمایا کہ تم بڑے وہمی آدمی ہو بالکل خیالی  
 پلاؤ پکاتے ہو اور طرف ثانی کو اسکے دے دیا لیتے ہو اور باطل کو باطل سے دور  
 کر دیتے ہو مان آئین شک نہیں کہ تمہارا باطل زور اور ہوتا ہے اوسکے بالکل

پہر ماصر سے فرمایا کہ اے ماصر تو بھی قاصر ہے کہی تو نیکی کے باعث قریب ہو گا  
 چاہو نہ چاہو اور کہی بہت دور جا رہتا ہے خلط کر دیتا ہے تو حق کو ناحق سے  
 حالانکہ تھوڑا سا حق ہی کافی ہو جاتا ہے بہت سی ناحق سے تم اور احوال دونوں  
 بحث میں ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی پر اور ایک پنگلی سے دوسری پنگلی پر  
 دوڑتے پھرتے ہو اور ڈانٹ کے دشمن کو مغلوب کر دینے والے ہو یوں سننے  
 کہا جیو گمان غالب تھا کہ ایسا ہی کچھ ہیشام بن حکم کے باریجن فرمائینگے لیکن  
 حضرت نے بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ اسی ہیشام جب تو گفتگو میں خاکِ مذلت  
 پر بیٹھنے لگتا ہے تو دونوں پاؤں سمیٹ کر اونچا ہو جاتا ہے اور زمین پر بیٹھ جاتا  
 اور ڈھبڈھباتے ڈھبڈھباتے پھر سے اوڑ جاتا ہے تجھی سے شخص کو لوگوں سے  
 بھٹنا چاہیے لیکن بھٹا رہے بغرض اور ڈگمگانے سے اور امید وار شفاعت  
 بعد اوسکے اور محال کس شیخ مفید رہے پوچھا جی بن خالد برکی نے  
 ہیشام بن حکم سے سنانے رشید نارید کے کہ اسی ہیشام خبر دو مجھے حق سے  
 کہ وہ دو مختلف جتنو میں پایا جاسکتا ہے یا نہیں ہیشام نے کہا کہ نہیں  
 اوسنے کہا کہ خبر دو مجھے اول دو شخصوں سے کہ جو باہم خصومت رکھتی ہوں کسی امر  
 دین میں وہ دونو حق گوش ہونگی یا ناحق گوش یا ایک حق گوش و دوسرا  
 ناحق گوش حق فراموش ہیشام نے کہا کہ مان اس سے خالی نہو گا اور دونوں  
 حق گوش نہیں ہو سکتے جیسا میں پہلے ہی بار کہا تھا پس جی نے کہا کہ خبر دو  
 مجھے حال سے علی و عباس کے جب یہ میراث کی بابت زمین لڑتے جھگڑتے  
 ابو بکر کے پاس آئے تو آپ فرمائیے کہ انہیں سے کون حق فراموش تھا اور کون  
 حق گوش سلئے کہ آپ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ نہ وہ دونو حق گوش ہو سکتے ہیں

منظر شام  
 بریکی

اور نہ حق فراموش ہشام کہتے ہیں کہ اب میں گہرا یاد اگر حضرت امیر کو ناحق کوئی  
کتاب ہوں تو کافر ہو جاتا ہوں اور اگر عباس کو کتاب ہوں تو فوراً مارون شہید کر  
زدنی کا حکم دیتا ہے اور کہیں اس مسئلہ کو کسینے مجھ سے نہ پوچھا تھا اور نہ نوبت  
غور و فکر پہنچی تھی کہ جواب دینا کہ کتابیں مجھ پر بڑا ہر اس طاری ہوا پر اتفاقاً  
مجھ پر فرمودہ معصوم کا جو خیال آیا کہ جناب جعفر صادق علیہ السلام میرے باپ ہیں  
فرماتے تھے یا ہشام کہ تَزَالُ مُوَيِّدًا بِرُوحِ الْقُدُّسِ مَا نَصَرَ تَنَّا  
بِلَيْسَ اِنَّكَ اِي ہشام برابر تمہارے تائید ہوتی رہیگی روح القدس سے  
جب تک تم ہماری مدد کرتے رہو گے اپنی زبان سے پس مجھے ڈنکے پہنیں اور  
فوراً جواب با صواب میرے خیال میں آگیا کہ میں نے کہا وہ دونوں ناحق کوئی تہ  
اور اسکی ایک نظیر یہی ہے کہ جبکہ ذکر قرآن میں آیا ہے قصہ حضرت  
داؤد میں جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَهَلْ اَنَّاكَ نَبَاؤُ الْخَصْمِ اِذْ تَسُوْرًا  
اور کیا انہیں پہنچی تم تک خبر اون لڑنیوالوں کے کہ جو نیت دیوار سے پہاں  
آئی عباد و نگاہ داؤد یہاں تک کہ فرمایا خَصْمَانِ بَغَى بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ مِّنْهُم  
دونوں نزاع باہمی کر نیوالے ہیں کہ ہم میں سے بعضوں نے بعضوں پر نیاوت  
کی ہے پس بتاؤ کہ ان دونوں فرشتوں میں سے کون خطا پر تھا اور کون صواب  
اوسنے کہا کہ انہیں نزاع واقعی نہ تھی اسلئے دونوں صواب پر تھے اور مقصود  
انہیں فقط تنبیہ حضرت داؤد تھی ہشام نے کہا یہی سمجھنا چاہیے کہ یہاں ہی  
علی و عباس میں کیسے طرکی نزاع نہ تھی بلکہ اصلی مقصود انہیں التزام دینا ہوا  
کا تھا اور اظہار اسکا کہ اوسنے امر میراث میں ظلم و تعدی کی ہے پس وہ بہت  
ہو گیا اور کچھ جواب ندی سکا اور اویسی کتاب میں ہے کہ ابو الحسن شمیم نے ایک

منظر ابو جہل  
نظر

نصرانی سے کہا کہ تھے صلیب اپنی گردن میں کیوں لٹکائی ہے اس نے کہا کہ یہ  
 منشا ہے اسی صلیب کے جس پر حضرت عیسیٰ مصلوب ہوئے انہوں نے کہا کہ  
 تو وہ بھگت سوار کی کئی تھے اور اسکے باقی رکھنے کو پسند نہ کرتے تھے تھے کیوں  
 اسی گلے کا ہار کیا جس کے ہر پورہ خوشی سے سوار ہوتے تھے اور اسکا باقی رہنا  
 چاہتے تھے اسی گلے کا تعویذ بنانا چاہتے تھے اور وہی آتھ مَرَّ بِهَلُولُ ذَا  
 یَوْمٍ یَدَّ اِیْلَیَّ حَنِفَةً وَكَانَ جَالِسًا وَحَوْلَهُ حُزْبٌ مِنْ لُتِّیَاطِیْنِ  
 وَكَانَ یُحَدِّثُهُمْ وَیُوحِیْ اِلَيْهِمْ زُخْرَفَ الْقَوْلِ غُرُورًا اور منقول ہے  
 کہ ایک روز ہلول وانا رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا اسکان ابو حنیفہ پر اور گرد اس کے لشکر  
 اس کا کہ جو لشکر شیطان تھا جمع تھا اور وہ انہیں گمراہ کر رہا تھا وکان فیما  
 حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَنْ قَالَ اِنِّیْ مَا بَرِحْتُ اَتَعَجَّبُ عَنْ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءٍ یَقُولُهَا الصَّیِّغَةُ  
 اور منجملہ اون باتوں کے یہ بھی اس نے کہا کہ برابر میں تعجب کرتا ہوں تین چیزوں  
 کہ جنکی معی حضرت امام جعفر صادقؑ ہیں کہ اول اِنَّہُ اللّٰہُ موجود نہ کہ ممکن  
 اَنْ یُّرَى وَہَلْ شَیْءٌ مَوْجُودٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ یُّرَى پہلے یہ کہ خدا موجود ہے اور  
 پھر دیکھنے میں نہیں آسکتا بھلا ایسی بھی کوئی چیز ہے کہ موجود تو ہو اور دیکھنے  
 میں نہ آئے والثانی اِنَّہُ یُرَى اِنَّ الشَّیْطَانَ یُعَذِّبُ بِالنَّارِ وَہَلْ یُمْکِنُ  
 اَنْ یُعَذِّبَ بِمَا مِنْ هُوَ مِنْہَا دوسرے انہیں گمان ہے کہ شیطان پر عذاب  
 ہو گا جہنم کی آگ سے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو آگ سے بنا ہو اس پر آگ سے عذاب  
 کیا جائے الثالث اِنَّہُ یَزْعِمُ اَنَّ الْعَبْدَ خَالِقٌ فَعَلِمَ مَعَ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُ کُلِّ  
 شَیْءٍ کَمَا تَدُلُّ عَلَیْہِ الْاَدِلَّةُ الْکَثِیْرَةُ یہ گمان ہے کہ بندہ خالق  
 اپنے فعل کا ہے حالانکہ خدا خالق سب چیزوں کا ہے جیسا کہ اکثر قوی دلیلوں سے

منشا ہے اسی صلیب کے  
 وانا رضی اللہ عنہ  
 ہلول وانا رضی اللہ عنہ

ثابت ہے کہ تم کلامہ اخذ بھلول مکدرۃ قومہا الیہ فشدخ  
 بہا امر اسد وھرب من بینہم فتعاقبہ حزب الحنیفۃ واخضرۃ عند  
 الخلیفۃ پس جبکہ تمام ہوا کلام نافرجام اوسکا تو بھلول نے ایک ڈھیلا اڑھٹا  
 اور تاک کے جو نشانہ مارتے ہیں تو وہ ابو حنیفہ کے سر پر پڑا اور ٹوٹی کی طرح  
 خون بہنا شروع ہوا اور بھلول اوسے مار پیٹ کے یہ چل وہ چل تھوڑی  
 دیر میں غائب ہو گئے مگر لشکر شیطان نے بڑی جستجو و تگاپو سے انہیں پاس کے  
 خلیفہ وقت کے پاس پہنچایا فقال بھلول مخاطباً الی ابو حنیفۃ یا ہذا  
 ماذا صنعت ولماذا اخذت پس بھلول نے کہا اے میرے عزیز تمہیں کچھ  
 خبر ہے مثنیٰ کون مجھ سے لڑا لی جگڑا اٹھانا ہے ناحق ناحق تمہارا ماتمہ ہے اور  
 میری کمر فقال ابو حنیفۃ انک مکتبی ہم کد مکتۃ فشدخت  
 بہا امر اسنی فوج وجعاً شدیداً ابو حنیفہ نے کہا واہ سبحان اللہ سے  
 چہ ولاورست دزدی کہ کف چراغ واردہ شد فی اللہ تمہیں میرے سر پر ڈھیلا  
 مارا کہ میرا سر پیٹ گیا اور دو و تپک کے مارے میری جان پر بنی اور میرے مجھ سے  
 سبب فساد کا پوچھتے ہو یہ این کار از تواید مردان چنین کنندہ فقال بھلول  
 وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى پس بھلول نے کہا کہ میں تمہیں  
 کیا مارتا تم پر خدا کی مار پڑی ہوگی اوسکی لاٹھی میں آواز نہیں یا ابا حنیفۃ  
 اتوعمم انی خالق فاعلم مع ان الله خالق کلشیء ولات جین ماصی  
 واہری آپ کی عقلندی کیا آپ مجھ کو فاعل مختار جانتے ہیں کہ جو مجھ پر الزام عائد فرما  
 میں آپ کو کچھ نسبت کی سی خبر ہے کہ آپ کو مذہب پر خالق سب چیزوں کا اور  
 سب کاموں کا خدا ہے پس خدا سے جل کے جگڑے مجھ سے آپ ہی کیا واسطہ کچھ

ہوش کی خبر لیجئے شَمْرَانِ احِبَّ اَنْ تَوَكَّلَ الْوَجْجَ فَقَالَ هَلْ يُمْكِنُ اَنْ يَتَوَكَّلَ  
 الْوَجْجُ پھر میرا یہ جی چاہتا ہے کہ آپ مجھ کو اپنا درد سرتو ایک نظر دکھائے یوں غالی  
 مجھ کو نہ کر باور آئے کہ آپ سچو بن ابو خنیفہ نے کہا اشارۃ اللہ چشم بدور کیا  
 آپ ہی عقل مند بن پیر شہود بیا منور بہلا کہیں درد ہی دکھائی پڑا ہے فقال  
 يَا سَجَّانَ لِلّٰهِ وَهَلْ يُمْكِنُ اَنْ يَوْجَدَ شَيْءٌ وَّ لَا يُرَىٰ بَهْلُولُ نے کہا ای سجان  
 کیا آپ ہی سچو بن یہ کہہ کر ہو سکتا ہے کہ کوئی خیر موجود ہو اور ہر دکھانی  
 آپ اپنے مذہب کو ہی ہول گئے کہ جو لوگوں کو آج تعلیم فرما رہے تھے مجھے  
 ایکلی واہی واہی باتوں سے سفت کا درد سر ہوتا ہے تب چہرہ ہتی ہے آپ  
 بات کیا کرتے ہیں کہ ہیلہ سا کہنچ مارتے ہیں سمجھ بوجھ کے زبان بلایا کیجئے  
 عَلَيَّ اِنَّ الْمَذْمُورَةَ سَيِّئَاتِ الطَّيِّبِينَ وَاَنْتَ اَيْضًا مِنَ الطَّيِّبِينَ وَكَيْفَ يُمْكِنُ اَنْ  
 يُعَذَّبَ بِالطَّيِّبِينَ مَنْ هُوَ مِنَ الطَّيِّبِينَ فَسَكَتَ الرَّجِيمُ اللَّعْبَانُ وَبَهِتَ الَّذِي  
 كَفَرَ كَاَنَّهُ اَسْبَلَجَ الْمَاءَ وَالتَّقِيَمَ الْحَجَرَ علاوہ یہ کہ تیری ماہیت ہی سنگ  
 اور آہستہ کے ڈھیلون کی طرح مٹی سے ہے پھر بقول تیرے مٹی سے مٹی کو  
 ضرر پہونچ ہی نہیں سکتا یہ سنگ کے آخر کار وہ ہیں پر تبیس سنگسا چپ ہو گیا  
 جیسے کیسے کنکر تھیر یا کنگنیاں او سکو مونہہ میں بہر دین انجام ابرہہ سے  
 خالی کب باجیسا کیا تھا ویسا ہی شیطان کی طرح رجیم و سنگسا ہوا سار  
 سنگلی اپنی ہول گیا اور احتجاج طبری وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک روز خدا  
 بابرکت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں چند شخصوں کے اصحاب علیہ السلام  
 سو جمع تھے کہ بنجلاؤ کہ عمران بن اعین و محمد بن نعمان و ہشام بن سالم و علی  
 و ہشام بن حکم وغیرہ تھے اور ہشام کا سن شباب تھا پس حضرت نے فرمایا اے



ہشام تم سے بیان نہیں کرتے کہ تم نے کیا غیر حال کرو یا عمر بن عبیدہ کا اور گویا  
 زک دیدی اوسے مجمع عام میں ہشام نے عرض کی کہ اسے فرزند رسول خدا میری  
 کیا طاقت کہ حضور کے سامنے زبان کہوں سکوں یہ مقام ادب ہی کام و رہا  
 کیا کام کر سکیگی ایسے مقام پر حضرت نے فرمایا کہ جب ہم تم لوگوں کو کچھ حکم دین تو فوراً  
 تعمیل کرنا چاہیے ہشام نے عرض کی اکابر فوق کادب میں حسبِ رشاد  
 واجب لانتقاد عرض حال کرتا ہوں حقیقت حال یہ ہے کہ جب مکرر سنیئے  
 مرجعیت عمرو بن عبدود کی اور مسجد بصرہ میں بیٹھ بیٹھ کے فتویٰ دینا تو مجھ  
 تاب نہ رہے پس میں سر بوجھ اٹھ کر اٹھا ہوا اور بصرہ میں پہنچ ہی گیا اور مسجد  
 بصرہ میں درانا داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سی لوگ حلقہ زن ہیں اور  
 بیچین اونکے عمر ہے اور وہ سر سے سیاہ پینٹا باندھی ہوئے تھیں اور شکر  
 ایک کونا اوسکا پیٹھ پر چادر کی طرح پھیلائے بیٹھا ہے اور ایک کونا لنگی کی طرح  
 باندھ لیا ہے اور لوگ اوس سے مختلف سوالات کر رہے ہیں پس صفوں کو  
 چھرتا ہوا میں ہی پہنچ ہی تو گیا اور سب کے اخیر میں اکڑ و پاچہ اوٹھ گلیوں کے بہل  
 بیٹھ گیا اور میں نے بحال ادب کہا کہ اے عالم مساوا زائد اتفاقات زمانہ سے میرا بیان  
 اتنا ہوا اگر اجازت ہو تو میں ہی کچھ پوچھ لوں بہت اوسنے کہا کہ اچھا پوچھ  
 جو کچھ پوچھتا ہے میں نے کہا کہ آپ کے مونس پر انگلیں ہیں یا نہیں کہیں لگا بجا  
 یہ کیا پوچھتے ہو نا کوئی ایسی بے ادبی کرتا ہے جو چیز تم اپنی آنکھوں سے دیکھ  
 رہی ہو اوسے کیا پوچھتے ہو میں نے کہا کہ آپکو ہر بات کا جواب معقول دینا چاہیے  
 اگر بالفرض میں انویات ہی پوچھوں تو آپ کو اس قصہ سے کیا میں جانوں  
 اور میرا کام عمر و نے کہا اخیر میں تمہاری یہ ہٹ بھی مانوں گا اور تمہاری





چپ ہو گیا توڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کیا تم ہتھام بن حکم ہو  
 میں نے کہا نہیں اس نے کہا کیا ہتھام کی ہنشین ہو میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ پھر تم کہا  
 ہاں ہنڈی ہو میں نے کہا کہ میں کو فدا ہونے والا ہوں اس نے کہا انا تو پھر تم وہی ہو پھر  
 بعد خرابی بصرہ حجر سے گلے لگا اور اپنی جگہ سے بٹھایا اور جیتک میں بیٹھا رہا تو  
 وہ بھی چپ بیٹھا رہا یہ سن کر حضرت ہنس پڑے اور فرمانے لگو کہ تم میں یہ گفتگو کس نے  
 بتائی سچ بتاؤ ہتھام نے عرض کی کہ آپ ہی کے افادات کو میں نے سن کر بہر مضمون اخذ  
 کر لیا تھا فقال علیہ السلام واللہ ہذا مکتوب فی صحیفہ براہیمؑ  
 حضرت نے فرمایا کہ بخدا یہ مرقوم ہے صحیفہ نبین حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰ کے  
 واعظ کتاب ہے کہ تغیرات زمانہ سے حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے باقی نہ رہے  
 اور بوجہ ناوانی یہود میں مشہور ہو گیا کہ حاصل اس جناب پر کوئی صحیفہ نازل ہی  
 نہیں ہوا البتہ صحیفہ موسیٰ کی سقد رہی ہن گو کہ خالی تحریف و تغیر سے نہیں  
 ممکن ہے کہ صحیفہ ابراہیمؑ سے مراد یہی صحیفہ موسیٰ اور عطف تفسیر سی ہو  
 اور صحیفہ موسیٰ پانچوں سفر تورات کے ہوں گماھوا الظاہر یا کل مصحف  
 انبیاء بنی اسرائیل مثل اربع عسیرم وغیرہ کے پس بنا براسکے کل تورات اور  
 نبیم اور خشییم اور طالمود اور شنی صحیفہ موسیٰ ہو سکتے ہیں اور طرہ یہ ہے کہ پانچوں  
 کثرت تغیر و تحریف تا حال کی سقد نشان اسل فادہ امام ہمام کا تورات متدا  
 میں موجود ہے ہر چند کہ بعینہ نہیں لیکن وجوب نصب امام خدا پر اور حاجت  
 خلق امام کی طرف تورات سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ کہ  
 کے ۲ میں مرقوم ہے ۱: ۱۱: ۱۲: ۱۳: ۱۴: ۱۵: ۱۶: ۱۷: ۱۸: ۱۹: ۲۰: ۲۱: ۲۲: ۲۳: ۲۴: ۲۵: ۲۶: ۲۷: ۲۸: ۲۹: ۳۰: ۳۱: ۳۲: ۳۳: ۳۴: ۳۵: ۳۶: ۳۷: ۳۸: ۳۹: ۴۰: ۴۱: ۴۲: ۴۳: ۴۴: ۴۵: ۴۶: ۴۷: ۴۸: ۴۹: ۵۰: ۵۱: ۵۲: ۵۳: ۵۴: ۵۵: ۵۶: ۵۷: ۵۸: ۵۹: ۶۰: ۶۱: ۶۲: ۶۳: ۶۴: ۶۵: ۶۶: ۶۷: ۶۸: ۶۹: ۷۰: ۷۱: ۷۲: ۷۳: ۷۴: ۷۵: ۷۶: ۷۷: ۷۸: ۷۹: ۸۰: ۸۱: ۸۲: ۸۳: ۸۴: ۸۵: ۸۶: ۸۷: ۸۸: ۸۹: ۹۰: ۹۱: ۹۲: ۹۳: ۹۴: ۹۵: ۹۶: ۹۷: ۹۸: ۹۹: ۱۰۰: ۱۰۱: ۱۰۲: ۱۰۳: ۱۰۴: ۱۰۵: ۱۰۶: ۱۰۷: ۱۰۸: ۱۰۹: ۱۱۰: ۱۱۱: ۱۱۲: ۱۱۳: ۱۱۴: ۱۱۵: ۱۱۶: ۱۱۷: ۱۱۸: ۱۱۹: ۱۲۰: ۱۲۱: ۱۲۲: ۱۲۳: ۱۲۴: ۱۲۵: ۱۲۶: ۱۲۷: ۱۲۸: ۱۲۹: ۱۳۰: ۱۳۱: ۱۳۲: ۱۳۳: ۱۳۴: ۱۳۵: ۱۳۶: ۱۳۷: ۱۳۸: ۱۳۹: ۱۴۰: ۱۴۱: ۱۴۲: ۱۴۳: ۱۴۴: ۱۴۵: ۱۴۶: ۱۴۷: ۱۴۸: ۱۴۹: ۱۵۰: ۱۵۱: ۱۵۲: ۱۵۳: ۱۵۴: ۱۵۵: ۱۵۶: ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲: ۱۶۳: ۱۶۴: ۱۶۵: ۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰:



اوس بہر کی طرح کہ جن کا راعی یعنی چرواہا باقی نہ رہا ہو اور وہ بکری سرورہ گئے  
 ہوں اور حکم کیا خدا نے موسیٰ سے چرن لو اپنے لئے یہوشوع کو کہ بیٹا نون کا ہے  
 وہ مرد خدا کہ جس میں روح القدس جاگزین ہے اور بلند کرای موسیٰ ماتہ اپنا اسپر  
 اور بلند و ظاہر کراوے سامنے ایلغازار کاہن کے اور سامنے کل جماعت بنی  
 اسرائیل کے اور وصی کر دے اونہیں اون سبکی انکھوں کے سامنے اور ویسے  
 جلال و منصب اپنا اوسی تاکہ سنبے بنی اسرائیل اور سامنے ہی ایلغازار کوہن کی  
 آگاہ ہو اور سوال کرو واسطی یسوع کے خدا سے کلام نورانی کو روبرو خدائے  
 اور اوسی کوہن کی نکلی اور پروا پس آئے وہ اور کل بنی اسرائیل ہمراہ رکاب و سوار  
 اور کل جماعت خدا اور کیا موسیٰ نے جو کچھ کہ وصیت کی بیواہ لے اوسے  
 اور چن لیا یہوشوع کو اور ظاہر کیا اونہیں روبرو ایلغازار کوہن اور روبرو  
 کل جماعت کے اور بلند کیا ماتہ اپنا اسپر اور وصی کیا اوسی مثل اوسکے  
 کہ فرمایا تھا خدا سے خود اونہیں موسیٰ کے ماتہ واسطی کہتا ہے کہ صد  
 آیات سی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نصب امام متعلق خدا بنا اور خود یہوشوع کو  
 تجویز کیا اور سبیل و سکایہ فرمایا کہ روح القدس و سمین جاگزین ہی اور اوسکا  
 جانچ کر نوا الا سوائے عالم الغیب کے کون ہے پس سوائے خدا کے کون  
 نصب امام کر سکتا ہے ہر چند نصب امام کر سکے اور اولہ عقلی و نقلی اسکی  
 کتب کلامیہ میں مشہور و معروف ہیں اور آخر آیات ہر چند مثبت امر مطلوب کے  
 نہیں مگر کثرت فوائد پرانکی نظر کر کے دل سے نہانا کہ اونہیں ذکر نہ کروں اور  
 یہ کافی و دافی اثبات خلافت حقہ امیر المؤمنین کے لئے ہیں تفصیل جلال  
 کہ اسپر تو تمام عالم کا اتفاق ہے اور فریقین کا اجماع ہے کہ خم غدیر میں

عین شدت تہا ز آفتاب میں دس ہزار آدمیوں کو جمع کر کے پیغمبر منبر پر کھڑے اور حضرت امیر کو بھی سامنے سب جماعت بنی اسماعیل کے بلند کیا اور خاص ہاتھ اپنا اور ہاتھ علی کا نہ کوئی اور عرضوا تہا بلند کہ سفیدی نعل نمایان ہو گئی اور کچھ فرمایا اب اوس فرمودہ بنی میں اختلاف ہی شیعہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن حالیہ و مقالیہ و شدت و عنوان کلام سے ثابت کہ بڑا عظیم بیان کرنا منظور تھا اور وہ بجز خلافت و قضا کے اور کچھ نہ تھا اور اخبار متواترہ فریقین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے مجموعہ من حیث المجموع کے دیکھنے سے اور سنی لوگ بوجہ پابندی مذہب باقی خلاف اجماع آبا و اجداد پاس کے چند و چند تاویلین پیش کرتی ہیں محض اس حسن ظن پر کہ یہ جم غفیر جمع کثیر کیونکر اجماع مخالفت نفس ختم غدیر پر کر لیتے پس ضرور خم غدیر میں کچھ اور مطلب حضرت کا ہو گا نہ جو شیعہ سمجھو بے فہمی جماعت قلیل شیعہ سہل ہے بے فہمی جم غفیر سلفا ہست سواور یہ محض تقلید و بے انصافی وہ انکی بزرگ کیا تھے سب دہنیے جلا ہے کبریٰ قصائی بالکل جاہل مطلق دو دن قبل اسکے جب بتوں کے بوجہ ترمیمی اجماع کئے تھے اور انکے خوشنودی کے لئے پیغمبر کی مخالفت صریح کرتے تھے اور سالہا سال جان و مال سواحق کوشی کرتے رہے اور عالم دین کو مجبور کر رکھا تھا یہاں تک کہ توفیق جبری سے جانبہ ہو کے تبعیت حضرت اختیار کی تھی پس وہ قدیم عادتیں اور خیالات سے نگو کرتے فقط قاسر انکے ہمارے حضرت تھے جب ہر ہے اور سبب فوت دنیاوی جمع نہ ہو سکے تو یہ پر حالت اصلی پر بفاد کل شیء کی حجج الی اصلہ منقلب مرتد ہو گئے اور آزادی کی باعث اپنا دخل و تصرف برخلاف علما اہلبیت کرنے لگے غول بودند این ہرگز گانت ہد حب شان بستہ چشم اربانت

پس انصاف تو یہ ہے کہ اونکا مذہب ایک بلوائی مذہب ہے کہ چند احمق اور جاہل و باشعور کی تجویز سے جاری ہوا ہے اور باقی مذہب علماء ہی مذہب شیعہ ہی اور ہم ایک اور جہد طور سے جانچ اس مقدمہ کی کرتے ہیں اور دلائل سابقہ سے اپنی مذہب کے قطع نظر کرتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ جو چشم بصیرت سرخو کرے افادات میں ہمارے حضرت کے تو ایک ایک خبرنی امر کا ہی ایک منشاء صحیح کتب آسمانی سے پایگا جیسا کہ خود قرآن میں ہے وَمَا كُنْتُ بِدَعَا مَنِ الْاَسْلٰ یعنی میں کوئی نیا پیغمبر نہیں کہ سب پیہم و نسنے جدا ایک نئی شرع اپنی طرف سے ایجاد کروں پس جب دنا و نا جزئیات میں استقرار سے یہ حال معلوم ہو تو دس ہزار آدمی کے مجمع میں ایسی محتاط بنی سے جو امر صادر ہوا ہو وہ کیونکر از خود بے منشاء صحیح و مکنت و دقیق اور بلا نظیر سمجھا جائے پس ہم نے چاہا کہ اور نبیوں کے حال میں تجسس و نفحص کریں کہ کوئی سانحہ ہطر حکا گذرا ہے یا نہیں اور اسکا منشاء کیا تھا اب ہمیں یہ حیرت ہوئی کہ عہد حضرت آدم سے تا عہد خاتم صدام پیغمبر گذرے ہیں کس کس کو حال میں ہم سرخو کرتے رہیں پھر ہدایت عقل سلیم ہمیں خیال ہوا کہ تو یہ بھی بشارت شلیہ میں بلفظ کا موخا بیان کیا گیا ہے کہ نبی آیندہ منشاء حضرت موسیٰ ہوگا اور قرآن مجید میں بھی تصدیق اسی مشابہت کی کریمہ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ مُّحَمَّدًا اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمْ اِلٰی فِرْعَوْنَ دَسُوْا بِلَیَانِ کِی گئی اور اسی طرح آیہ تَبٰیۡنُوْا اَنْ تَسْاَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سِئِلُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ قَبْلِ جِیسا اونکے وصی کا لقب مارون تھا و تیسرا ہی انکے وصی کے باریعین خود انہوں نے فرمایا عَلٰی مَنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوْسٰی جیسا وہاں سیادت اولاد مارون میں قرار پائی ویسا ہی یہاں اولاد حضرت علیؑ و امام حسینؑ میں جیسے وہاں

دوسرے وصی موسیٰ کا لقب ایش اور فتنی ہوا کریمہ واذ قال موسیٰ لفرعون  
 الایہ اوسیطرح ہمارے حضرت کا لقب فتنی مشہور ہوا کہ افسانہ الایہ لا  
 سیف الا ذوالفقار جیسا اونکے لئے وقوف شمس ہوا اولیسا اونکے لئے  
 رو شمس ہوا جیسا اونکے اتباع و اجاب و امت مرحومہ موسویہ کا لقب شیعہ  
 مشہور ہوا جیسا کہ قصص میں ہے فاستغاثہ الذی ھو من شیعۃ الایہ  
 ویسا ہی ہم کو گو کا کہ فدائی اوس جناب کے ہیں شیعہ لقب مشہور فریقین ہوا  
 الی غیر ذلک پس یہ بیتی جلتی حال دیکھ کے ہمیں یہ خیال آیا اور ٹھیکہ ہمارا  
 سلیقہ یہ بول اوٹھا کہ ہونہو یہ ماجرا حال حضرت موسیٰ میں ہو گا پس باپنجون  
 سفر توریت پہنچے چنان ماری جو زندہ یا بندہ بڑی عرق ریزیوں سے یہ مقام  
 نکل آیا اور تفاسیر یہود سے ثابت ہو گیا کہ اسی طرح شر کے کجاوون پر بطور منبر  
 حضرت موسیٰ نے جا کے حضرت یوشع کا ہاتھ ہاتھ میں لیکے بلند کیا اور بتصریح  
 اونہیں وصی کر دیا پس منشا ہم اپنی حضرت موسیٰ ثانی و کلیم نبی اسمعیل کا سچ گئے  
 بلال پر اب ہم کب شیطانوں کے وسوسہ و لٹکاتے ہیں لا حول پڑھ کے بھول  
 کے ڈیلوں سے استیجا شیطان کے ڈیلوں کو بھگاتے ہیں واللہ العجیز  
 البالیۃ و فی الاحتجاج وغیرہ انہ مر فضال بن الحسین الکوفی باب  
 حنیفہ وھو فی جمع کثیر یملی علیہم شیئا من فقرہ و حدیثہ اور کتاب  
 احتجاج طبرسی وغیرہ میں ہے کہ ایک روز گذر ہوا فضال بن حسین کوفی کا ابو  
 کے مکان کی طرف سے اور وہ جمع کثیر میں بیٹھا اپنی فقہ و حدیث املا کر رہا تھا  
 فقال لیساجب کان معہ واللہ لا ارجح او ارجل ابا حنیفہ یہ ایک  
 اپنی ایک نیش سے کہنے لگے کہ بلال اب میں یہاں سے کب ملتا ہوں۔ مداحہ کہ

نظارہ فضال  
 باب حنیفہ

تجل کئے ہوئے و قتال صاحبہ ان اباحنیفہ میں تھیں کہ عکلت کھانہ کو ظہر تک  
 چھیننے ان کے رفیق نے کہا کہ چوٹا مونہ بڑی بات خوب نہیں تم اپنی طرف دیکھو اس  
 کیون اور جتے بووہ ہی پانچویں سوار و زمین داخل ہے ایک کوئی کا مالک ہی بڑے  
 رتبہ کا آدمی ہے اپنی کمال لیاقت پر دلیل قومی رکھتا ہے قال مہ کھل کر ایک  
 حجتہ علی مؤمنین فضال نے کہا ہٹو یہی کہی دلیل منافق و دلیل مؤمن  
 چلی ہے اور کوئی بات بے ثبات اور سکے کسی راست باز کی سامنے پیش رفت  
 گئی ہے تم کیون بہت مارے دیتے ہو تنے کیا الحق یعلو ولا یغلب انہیں سنا  
 یعنی حق خود بلند رہتا ہے اور اوپر باطل کہی بلند نہیں ہو سکتا ثم ذکی فسکم  
 علیہ پر قریب جا کے انہوں نے سلام کیا پہلے وہ سبوں نے جواب دیا فقال  
 یا اباحنیفہ رحمک اللہ ان لی اخا یقول بان خیر الناس بعد  
 رسول اللہ علی بن ابیطالب وانا قول ان ابا بکر خیر الناس بعد عمر  
 فما نقول کنت رحمک اللہ پس کہا او انہوں نے کہ امی ابو حنیفہ خدا تجھ پر رحم کرے  
 میرا ایک بھائی ہے وہ تو یہ کہتا ہے کہ بعد خدا سب سے افضل حضرت میر بن اور بن  
 ابو بکر اور بعد ان کے عمر کو بہترین خلق خدا جانتا ہوں پس تم کیا فرماتے ہو خدا رحم کرے  
 تمہارے عالیہ و اطرف ملیتا تم رفع راسہ و قال کئی بمکانہما من رسول اللہ  
 کرما و خیرا ما علمت انہما صحبعا فی قبرہ فامی حجتہ او خیر لک مرہدہ  
 پس یہہ شکے تنوڑے دیر تک تو وہ گریبان میں مونہ ڈالے رہا یہ سراوٹا کے  
 سر خودی سے کہنے لگا اس سے بڑھ کے کیا دلیل او کی فصیلت و بزرگی و فخر و سبابت  
 کے لئے تو چاہتا ہے کہ جان گئے پر یہی و انہوں نے پیغمبر کا ساتھ چھوڑا قبر میں ہی  
 ہوا پانچ حضرت میں فقال انی قد قلت ذلک لاکثری فضال نے کہا میں



کب چوکنے والا تھا میں یہ یہی اپنے بہائی سے کہہ گذرا فقال واللہ ان کان  
 الموضع لرسول اللہ ؐ مومنہا فقد ظلمایک فہما فی موضع لیس لہما فیہ  
 حق لیکن دینے یہ عذر پیش کیا کہ اگر وہ جگہ رسول خدا کی تھی نہ اون دونوں کی تو  
 انہوں نے بڑا اندہ ہر کیا کہ نام آوری کے لئے ایسی جگہ دفن ہوئے کہ حسین اور علی  
 کچھ حق نہ تھا وانما کان الموضع لہما فوہما لرسول اللہ ؐ فلقد اساءا وما  
 احسن اذ رجعا فی ہبتہما وانکنا عہد کما اور اگر اپنی ہی جگہ حضرت کو نہ دے  
 دی تھی تو یہ سے رجوع کرنا اور ایسے بزرگوار سے بد عہدی کرنا بڑی حیالی  
 اور بے ایمانی کی بات تھی مونسہ کا میکہ تھا خدق یا کہانی تھی زبان بیزبان کہتے  
 تھے بات کا سیکو تھی گوز شتر تھی فاطمہ ابوحنیفہ ساعہ تم قال کہ لیکن کہ وہ  
 لہما خاصۃ ولکنہما نظرا فی حق عائشہ وحفصہ فاستحقا الدفن فی ذلک  
 محقق ابلتہما دیر تک تو وہ سرگرم بیان رہا پھر بہت سوچ ساچھو کہنے لگا کہ وہ  
 ان دونوں میں سے کسی سے خاص نہ تھا نہ تمیز سے نہ اون دونوں سے لیکن انہوں  
 بنظر استحقاق عائشہ وحفصہ کے خود بھی استحقاق ہم پر نہ پایا اور ان کے حصہ نہیں  
 ہونیکا محل پایا فقال لہ فضل قد ملک لہ ذلک فقال انت تعلم ان اللہ  
 مات عن سبع نساء ونظر فان اذ الجمل واحد منہن تسع الثمن فاذا  
 هو مشہور کیف یمتھق الرجحان اکثر من ذلک پس فضل نے کہا خدا کی  
 فضل سے یہ یہی جواب میں بچا میں پہلی کہ چکا لیکن وہ کب بابتا ہے اور نہ کہا کہ  
 خوب جانتے ہو کہ حضرت نے بعد اپنے نو عورتیں چھوڑیں اور یہ سب انہوں میں  
 میں شریک ہوا چاہیں تو فی کس انہوں حصہ کا نوان حصہ آیا اور مسح کر کے ایک  
 بالشت ہی نو کا پس یہ کیونکر اس سے زیادہ کے مستحق ہو گئے خلاصہ کہ

بالفرض اگر میٹون کی بدولت انہیں کچھ نصیب بھی ہوا ہو گا تو کل بابت  
 اور اوسمین دفن ہونا ایسی بہاری لاشوں کا کہ جو الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی  
 اور یادگار عوج بن عنق میں ممکن نہ تھا بقول ابن عباس **سَجَلَتْ**  
**تَبَعَتْ وَلَوْ عَشَتْ تَفَلَّتْ** **لَا تَلْعَنُ مِنَ التَّمَنِ وَبِالْكُلِّ تَطَعَتْ**  
 اونٹ گدہ ہر خچر سب پر تم چڑھیں اور اگر جتنی بچتیں تو ماتی پر بھی چڑھ کے  
 جھنڈے پر چڑھتے تھیں کل ٹھون کا نوان حصہ پہنچتا تھا اور سب پر تم  
 تصرف کر بیٹھیں **وَبَعْدُ مَا بَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثَرَّانِ رَسُولِ اللَّهِ**  
**صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَمْنَعُ الْمِيرَاثَ** پھر یہ کچھ بچہ  
 نہیں آتا کہ وہ دونوں تو میراث رسول خدا پائیں اور فاطمہ بارہ جگہ اویکی اوس  
 محروم کیجا پائیں **مَرَّ مَرَّ ابَاورْنَمَى أَيْدِ زُرَّوے** اعتقاد بہ حق رہا خود  
 و دین پیغمبر داشتن **فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ يَأْقُومُ خُوكَ عَنِّي فَإِنَّهُ وَاللَّهِ**  
**رَأَفَضَنِي خَبِيثٍ** پس ابو حنیفہ کہنے لگا کہ اے قوم اسی میرے پاس سے بناؤ  
 کہ یہ رافضی خبیث ہے **وَاعْطُ كِسْطَاے** کہ ناحق شیخین نے شیخی کے  
 مارے دفن میں ہی دخل در معقولات کیا یہ نقال فرشتوں سے وقف  
 نہ تھے یا اس مضمون بلاغت مشحون سے **كَذَّالِدَاتُ وَالْعَزَّةُ**  
**عَلَى الْبَيْتِ عُلُقَا** **وَلَيْسَا بِقَرَبِ الْبَيْتِ يَسْتَفْعَانِ** **اسی طرح لڑا**  
 غریبی ہی خانہ کعبہ پر لگائی گئی تھی لیکن قرب خانہ خدا سے کچھ اونہیں فائدہ  
 نہ دون شود از قرب بزرگان خراب **حیفہ وہد بومی بد از آفتاب**  
 حکایت ایکبار اتفاق سے مدینہ منورہ میں آگ لگی اور ضریح مقدس نبوی  
 جل گئی پس ایک ناصبی نے یہ شعر کہے **لَمْ يَحْتَرِقْ حَرَمُ الْبَيْتِ لَوْ يَكُنِي**

کَلَّا وَلَا يَوْمَآدِهَاهُ الْعَاثِرُ + لَكِنَّمَا إِلَهُ الْكَافِرِينَ لَا مَسَاسَ  
 ذَاكَ الصَّخْرَةِ فَطَمَرْتُمُ الْكَافِرِينَ + یعنی جلوانے سے حرم محترم جنام لکھا  
 کچھ دوسو سو شیطانی کو دخل نہ دینا چاہیے فقط منشا اوس کا اسبق رہے کہ  
 رافضی لوگ اُسے جو اوس سرس کرتے تھے تو اس سے وہ خضر ترچ مقدس نجس  
 ہو جاتی تھی پس اُن نے جانا کہ اوسے پاکی کر دے یہ سنکے ایک شیعہ نے  
 یہ جواب دیا کہ خُذْ حَرَمَ النَّبِيِّ لِرَبِّكَ + وَلِكُلِّ شَيْءٍ مَبْدَأٌ وَعَوْتٌ  
 لَكِنَّ شَيْطَانَيْنِ قَدْ حَلَا بِهٖ + وَلِكُلِّ شَيْطَانٍ شَهَابٌ ثَابِتٌ +  
 نہیں جلایا اُن نے حرم نبی کو کسی غیر مناسب امر سے اور ہر شے کے لئے  
 کچھ سبب ہو تو ہیں اور کچھ انجام ہوتے ہیں لیکن دو شیطان اوس میں حلول  
 کر گئے اور ہر شیطان کے لئے شہاب ثابت ہے پس اوس کی حدت  
 شدت سے یہ لگ گئی جب بو حنیفہ سا شخص خاک کوفہ سے ظاہر ہو تو  
 یہ کہیں نہ الگونی لایوئی زبان زد خلایق ہو اور حال کوفہ نہ ابتر ہو بعض  
 کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مسافر اتفاقاً ایک روز شدت تازت آفتاب  
 اور ترڑے کی دہوپ اور قیامت لوہین نواد و ملک کوفہ ہوئے پیاس کی  
 شدت سے ان کے حلق میں کانٹے پڑنے لگے انہوں نے دیکھا کہ ایک **قمل**  
 برس کی بڑھیا ایک دروازے پر کھڑی ہے انہوں نے بہت گڑگڑا کر  
 اوس سے پانی مانگا وہ خوشی خوشی گھر میں گئی اور اندر سے جا کے بڑھی  
 طرف کلی میں بہت عمدہ اور گاڑ نادوہ حسین تنکا کھڑا بچا تا تھا لائی انہوں نے  
 پیاس کی دہو کنی میں خوب ڈگڈگا کے اوس پیپا اور اوس بوڑھیا کو دعائیں  
 دینے لگے اوس نے کہا مجھے کیا دعا دیتے ہو چوہیکو دعا دے وہ دودھ میں کرتا

حکایت لطیفہ  
 چوتھا

نہ یہ تم کہ یہ نہ جیتا یہ جو انہوں نے سنا تو مارے غصہ کے وہ سفالی ہزار  
 دیوار پر ہٹک دیا کہ کرے ٹکڑے ہو گیا یہ حال دیکھ کے وہ بڑھیا اپنا مونہ  
 پٹنی لگی کہ تھے یہ کیا خشب کیا اب میری بی بی بیشاب کا ہی من کر گی یہ  
 سنکے انکی طبیعت اولٹا پٹ ہو گئی اور استغفار کرتے کرتے ناک میں ہونٹ  
 وفا لاہتاج ایضاً وقد گانت لائی جعفر مؤمن الطاق مقاماً  
 مع الیٰ حنیفۃ اور اسی کتاب میں ہے کہ مؤمن الطاق اور ابو حنیفہ سے  
 عجیب عجیب مقام محل و موقع مناظرہ کے ہوئے فن ذلک مآثر  
 انہ قال یومئذ لایام لکم مؤمن الطاق انکم تقولون بالرجعۃ قال  
 نعم ہیں منجملہ اسکے یہ ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ نے کہا مؤمن طاق سے  
 کہ تم شیعوں کو تو قابل رجعت کے ہو اور انہوں نے کہا کہ ہاں ہمیں کیا شک  
 قال ابو حنیفۃ فا عظمیٰ ان الف ذرہم حتی اعطیک الف دینار  
 انہ ان جعنا جب اسو اقرار لچکا تو کہنے لگا کہ مجھو بالفعل ہزار درہم دو پہر ہم  
 جب زمانہ امام زمان میں رجوع کر نیکی تو ہم سے اونکے بدلے ہزار دینار  
 و اشرفیان لے لینا قال لطاقی فا عظمیٰ کفیلاً بانک ترجع انساناً  
 کو لا ترجع حذر یہا یہ تو بڑے طاق تھے کب جو گئے تھے کہنے لگے کہ  
 اسی ابو حنیفہ اپنی جہلسازی کو بالامی طاق رکھہ یہ خوب سمجھ لے کہ زمان  
 رجعت میں بعضے لوگ کہتے سورنیکے رجعت کر نیکی پس پہلو تو ایسا ضامن لا  
 کہ جو تیری حاضر ضامنی کر دے کہ تو اسی خلاف آدم میں رجعت کر گی گا  
 اور اس زمانہ میں سور کا جنم نہ لگا اور بغیر حاضر ضامنی یا مال ضامنی کے  
 کب تیری سنتا ہوں وقال لہ ایضاً یومئذ اخرکم لکم بطال علی بن

یہ کتاب  
 ابو حنیفہ

اَبُو اَبِي طَالِبٍ بِحَقِّهِ يُعَذِّبُكَ وَفَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ارْتِكَانَ لَهُ حَقٌّ اَوْ اِيْكَادُونَ  
 كُنْے كَا كَا حضرت امیر کا حق تھا تو بعد انتقال پیغمبر انہوں نے کیوں نہ ہو عوامی پر  
 حق کا کیا فاجائے مومن الطاق فقال خاباً اَكْبَرُ فَقَسَمَ الْجَنُّ كَا قَسَمَ الْجَنُّ  
 عِبَادَةُ بِسْمِهِمْ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دُرسے کہ خدا کا حق  
 کہیں انکو ہی جن شہید مکر و الدین جیسا کہ جنہوں نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا اور  
 مغیرہ بن شعبہ کے فریضے سے پس اس دُرسے انہوں نے دعویٰ حق کیا کہ کیا کوئی  
 اَبُو حَنِيفَةَ اَيْضًا كَا كَا اَخْرَجْتُمَا شَا مَعَ مَوْحِينَ الطَّاقِ فِي سَكْتَةٍ مِنْ  
 سَكَا لَكُوْفَةٍ فَاذَابْمَا دِيْنًا دِيْنًا مِنْ كَيْدٍ لَنِي عَلَى صَبِي ضَالٍ فَكَا  
 مَوْحِينَ الطَّاقِ مَّا الصَّبِي لَضَالٍ فَلَمْ يَدْرُ اَن اُرْكَبَتْ شَيْخًا ضَالًا  
 فَخَذَ هَذَا عَنِّي بَدَا بِأَحْنَفَةَ اَوْ رَاكِبَ رَوْزًا بِوَحْنِفَةَ اَوْ مَوْحِينَ طَاقٍ وَهَذَا  
 چلو جاتے تھے ایک راہ میں شہر کوفہ کے ناگاہ ایک منادی نے ندا کی کہ کون ایسا  
 نیک بندہ خدا کا ہے کہ مجھے ایک گمراہ اور ہٹکی ہوئی لڑکی کا پتا بتا دے مومن  
 طاق نے دفعۃً فرمایا کہ ہٹکا ہوا لڑکا نابالغ تو ہم نے نہیں دیکھا لیکن اگر راہ سے  
 ہٹکی ہوئے پیر نابالغ کی تجھے تلاش ہو تو وہ یہ ہے یعنی ابو حنیفہ و لَمَّا  
 مَكَاتِ الصَّادِقُ رَاى اَبُو حَنِيفَةَ مَوْحِينَ الطَّاقِ فَقَالَ كَمَا مَاتَ  
 اِمَامُكَ قَالَ نَعَمْ اَمَّا اِمَامُكَ فَمَنْ لَمْ يَنْظُرْ اِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ  
 اور جس روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات فرمائی تو ابو حنیفہ  
 از راہ شہادت مومن طاق سے کہا کہ وہ تمہارے امام تو مگر کیسی یعنی حضرت امام  
 جعفر صادق انہوں نے کہا کہ یہ خاصہ خاص تمہارا عمو امام کا بھوکوہ قیامت  
 کر پورے سیٹھے گا اور خدا سے اسنے مہلت لیلی ہے قیامت تک لوگوں کے

حضرت امیر کا حق تھا تو بعد انتقال پیغمبر انہوں نے کیوں نہ ہو عوامی پر

حضرت امیر کا حق تھا تو بعد انتقال پیغمبر انہوں نے کیوں نہ ہو عوامی پر

ورغلائے کی اور مراد انکی امام ابو حنیفہ سے ابلیس پر تلبیس ہے اور شاید وہی  
 شیطان مخصوص مقصود ہو کہ جو ہمیشہ انکی خلیفہ اول کی سر پر سوار رہتا تھا اور  
 جسکے بار میں وہ خود ازراہ کمال انصاف فرمایا کرتے تھے اِن لٰی شَیْطَانًا یَّعْتَصِمُ  
 فَاِذَا زَعَتْ فَقَوُّمُوْا فِیْ اَیْکَ شَیْطَانٍ مِّرَافِقٍ خَاصٍّ ہِے کہ اونسے مجھے چھٹاؤ  
 وہنکٹی بناؤ الہ ہے پس جب مجھے ٹیڑھا ہوتے دیکھو تو شوق سے سیدنا بنادو  
 حکایت زمان سابق سے معمول یہ ہے کہ سادات نصیر آباد صیغۃ الفیضۃ  
 والفساد ماہ محرم الحرام میں نقل مبارک تربت شریف محلہ قضیانہ جالس سے  
 لیجاتے ہیں واکابر قضیہ بزرگوں یاں ہمراہ تربت ہوتے ہیں یہ امر اہل قضیانہ  
 پر بہت شاق تھا بوجہ اونکے تشن کے اور مدت مدید سے کینگاہ میں تھے  
 کہ کسی طرح سادات رفیع الدرجات کو زک دین حسب اتفاق فقیر محمد خان کہ تمام  
 قوم اسکی عموماً اور بالخصوص وہ خود مشہور تعصب قباوت قلب میں تھے  
 سرکار نواب مقملاً ولہ میں بہت محیط و چرب ہو گئے اور اہل قضیانہ نے  
 اونسے سعی چاہی پس انہوں نے سعایت و بدگوئی کر کے کسی قدر نواہصا  
 منفعہ سادات رفیع الدرجات سے کیا اور فقیر محمد خان نے یہ چال لگی کی کہ  
 نواب صاحب کے درخوست کی کہ بزرگ سادات مجتہد العصر اسی شہر لکنؤ میں موجود  
 ہیں اگر عین اجازت ہو تو ہم اونسے بہر طور اجازت لیں کہ راہ قضیانہ سے  
 تربت نجائے اور دوسری راہ سے جائے از بسکہ وہ علامہ سے ہیں تو  
 ضرور ہم مادہ نزع و فساد کریں گے اور آپ ہمیشہ نیکنام رہیں گے نواب صاحب  
 اجازت دی کہ اوائل میں وہ کسی قدر حسن ظن اوس گروہ سے رکھتے تھے  
 اور فقیر محمد خان وہاں سے بیڑا اوٹا کے اور دو تین سی روپے ٹھہرائے

منظر خلیفہ  
 رضی اللہ عنہ  
 باقصیہ محض  
 رسالہ دار

کہا کہ اہل سنت نے دروازہ رحمت مفتوح کر دیا ہے کہ ہر مسلم و مسلمہ کا سبب  
 ہو سکتے ہیں اور شیعوں نے درنقمت و باب عذاب بھلا اس کو ب عقل سلیم گوارا کر لیا  
 کہ وہ جنت کہ جس کا قطر و عرض اور ایر پھیر سب آسمانوں اور زمینوں کے برابر  
 ہوا و زمین چنڈ شخص مثل سلمان وغیرہ ٹھرون ٹون رہیں زمین اور باقی سب  
 زن و مرد کہ جو تمام عالم میں منتشر ہیں وہ جہنم میں جا میں مینے کہا کہ اگر یہود و  
 نصاریٰ یہی تعجب کریں کہ ہم لوگ تو بت اور اہل قبلہ بیت لحم میں تو آپ کیا  
 جواب دیجئے گا اور وسعت مکان راحت مکن ہے پس تکمیل نعمت مستلزم  
 وسعت جنت اور قلت اہل جنت کو ہے اور تکمیل عذاب کے شان سے  
 یہ ہر کہ جہنم میں اس کثرت سے لوگ برہمے جاوین کہ چنچلش سوناک میں  
 دم ہوا اور جیونٹی کو بھی رستہ نہ ملے پس اسکی تدبیر عقل سلیم کے نزدیک ہر اسکے  
 کیا ہے کہ اہل جہنم میں بڑی کثرت ہو حکایت ایک بار پادری صاحب  
 میری عیادت کو آئے اور یہ کہنے لگے کہ آپ بت علیل رہا کرتے ہیں اگر خدا  
 کے بیٹے پر آپ ایمان لائیں تو سب بیمار یونسے نجات پائیں مینے کہا کہ اگر ایسا  
 ہوتا تو آپ لوگ کیوں بیمار ہوتے اور مر جاتے بقول آپ ہی کے باپ کے  
 ہوتے بیٹے کی کیا وقعت و عزت جب ہمیں باپ کا ساتھ دیا تو اب بیٹے کے  
 ہاتھ میں کس ہونہ سے ہاتھ دین خاک برداری از تو وہ کلان کیا آپ کو یاد ہیں  
 حکایت پادری ریڑ صاحب نے ایک صحبت مناظرہ میں حضرت عیسیٰ کو  
 خدا کا بیٹا کہا مینے کہا جب وہ خدا کے بیٹے ہوئے تو حضرت مریم خدائی کون  
 ٹرین پس وہ جب ہو گئے حکایت ایک بار پادری منگی صاحب سپاٹو ہر  
 واپس آ کر درین ملاقات کو گیا پس انہوں نے کہا کہ یہ اسلام میں بڑی بڑا نصی

مناظرہ پادری  
 صاحب

مناظرہ پادری  
 صاحب

کہ مجرذہب میں دخل دیتے ہیں اور نبی نے اون لوگوں کے جہاد کیا غیر  
 مذہب والوں پر یہ دخل حیا قانون عقل کی راہ سے ناروا تھا میں نے قطع کلام  
 کر کے اور سوانح سیر و شکار کی طرف راہ نہیں متوجہ کیا اور بعد تھوڑی دیر کے  
 ذکر سنی کا چیرا صاحب علیشان نے بیان فرمایا کہ اب یہ رواج نامعقول  
 بالکل موقوف ہو گیا میں نے کہا کہ کیونکر اونہوں نے کہا کہ حکام نے ازراہ عدالت  
 و انصاف اسکو غریزون پر قید فرنگ اور دو کو بک حکم دیا اور بانی کے لئے  
 سخت سزا میں مثل پھانسی اور حبس و ام بعبور و ریامی شور وغیرہ تجویز کیا  
 میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے کیوں دخل بیجا خلاف قانون عقل و انصاف لوگوں کو  
 مذہب میں کیا پادری صاحب نے فرمایا کہ ہم کیونکر دخل دیتے حالانکہ ہم  
 دیکھتے تھے کہ دیدہ و دانستہ وہ اپنی نہیں آگ میں سستی کرتے ہیں بے وقوفی  
 سے میں نے کہا کہ دنیا کاستی ہونا تو آپ کو ایسا شاق معلوم ہوا کہ اپنی حاکمانہ  
 وجاہت نہ طور پر اوس میں دخل دیا ہمارے حضرت کفار کا ابر الابد و جسم میں سستی  
 ہونا کیونکہ گوارا سکتے اور حاکمانہ طور سے اوس سے مانع نہ آتے پس صاحب  
 مذکور ہسکے کہنے لگے ہم آپ کو خوب پہچانتے ہیں میں نے کہا یہ بلی قدر دانی حکایت  
 مناظرہ تحریری میں میں نے چاہا کہ ذکر حضرت امیر مقابل عیسائیوں میں لاسکے  
 فقط و لامل عقلی و بشائر کتب سابقہ سے اوکی خلافت البتہ ثابت کروں  
 پس مولوی عماد الدین پانی پتی نے عا میا نہ طور پر لکھا کہ علی کا آپ کو کیوں نہ  
 کیا مقابل میں اون لوگوں کے کہ جو اصل پیغمبری کو نہیں مانتی یہ وہی بات  
 ہوئی کہ نہ تین میں نہ تیرہ میں سو کھی جڑ سے کہیں ہری شاخ بھی نکلی ہے میں نے  
 کہا کہ ہماری حضرت سو کھی جڑ ہوئے تو اوسے یہ کثرت اولاد و افاضہ برکات

سے بحث  
 عوام الناس



علمی و عملی کیون ہوتا مان اگر اولاد نہ ہوئی و جب سے کوئی یودی حضرت عیسیٰ  
کو سو کھی جڑ کے اور اس خیال سے کہ تخم مرہ او نہیں تھا ہی نہیں بعض کے  
عقیدہ پر پس بدون اجتماع مینیں کیونکہ اندھا نقطہ ممکن ہوگا مگر یہ کہ معاذ  
اولاد حضرت عیسیٰ خاکی اندون کی طرح کی طرح سمجھی جائے تو ضرور آپ جزا  
مین بند ہو جاتی اور نبیلین جہانکے لگتے اور جناب امیر کو نصیری لوگون فریقین  
مین داخل کیا ہے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو بلکہ نصیری انہیں  
نمبر اول واقفوم مستقل سمجھتے ہیں اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو تیسرے نمبر کا  
اقفوم جانتے ہیں اور ہمارے حضرت ۱۳ مین ہی تہو ایک حضرت حیدر و  
فارقلیط و ۱۲ موتی یادروازی یا گوشتواری تاج کے جیسا کہ انجیل مین مذکور  
ہی پس یہ جناب بنا بر اسکے تین مین ہی ہوئے اور تیرہ مین ہی اور آپ کا  
خیال ناپائدار بالکل ثلث کی طرح تین تیرہ ہو گیا و الحمد للہ علی ذلک  
حکایت بعض مشاہیر اہل سنت نے ایک صحبت مین مجھ پر تعریف کر کہ  
کہا کہ شیعوں کی عجبتین مین کہی کہ تیرہ مین کہ حضرت میثرا سے صابر و مظلوم تھے  
کہ کلیمین رہی بند ہوئے محسن کشون کے ماتہ سے ذلتین او ٹھامین اور ہی  
اونہیں غالب کل غالب کہتے ہیں مگر کہا کہ اگر موافق وصیت پیغمبر ذلیل و ارادنا  
اذنا لوگون کے ظلم پر صبر و جبر نہ کرتے اور نفسانیت کو دخل دیتے تو نفس پر  
اپنی کیونکر غالب آتی اور غالب کل غالب کیونکر ہوتے پس وہ مہوت ہو گیا  
حکایت ایک ذرا پائدار کاس صاحب نے فرمایا کہ اہل اسلام مین یہ بڑی  
بے انصافی ہے کہ مرد کے لئے کئی نکاح جائز اور عورت کے لئے ایک ہی  
یہ ذرا عقل صریح تر صریح بلا مرجع اور تصحیح بلا مستح ہی مینے اونہیں ٹال کے

تین سالہ تین

کہا کہ ایک باغین دو باغبانوں کے دو درخت ہیں ایک کے درخت میں قوت تولید زیادہ ہے کہ وہ سدا بہار ہے ہمیشہ میوہ دیتا ہے اور ایک درخت میں سال بھر کے بعد پھول و پھل آتے ہیں اور باوجود اسکے جب وہ پرانا ہو جاتا ہے تو اوس میں پت جڑ ہو جاتی ہے اور پھر پھلتا پھولتا نہیں اور اس ناقص درخت کی مالی حسد کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی درخت کی رعایت سے اوس میں بھی پھول و پھل سد و کر دے کسی تدبیر یا دواسے یا اوس میں ضائع کر دے فقط اس بقدر فیض و سکاباتی رکھے جتنا اوس کے درخت میں ہی آپ کو تر دیکھنا نہیں کون تعجبی ظلم کرتا ہے فرمایا کہ یہ ظاہر ہے کہ درخت کامل کو ضائع کرتا ہے اور جتنی خدا نے اوس میں تولید کی قوت دی ہے اوسے سد و کرنا چاہتا ہے مینے کہا کچھ آپ سمجھو ہی اس تحقیق سے آپ کی اعتراض اول شریعت اہل اسلام پر سے دور ہو گئی صاحب بن مرد بن قوت تولید زیادہ زمانہ بلوغ سے عمر طبیعت تک برابر اولاد ہو سکتے ہیں اور عورت کو پچاس ساٹھ برس کے بعد سے اولاد سے یاس ہو جاتی ہے مرد کی عورتوں سے نزدیکی کر کے تولید متعدد اولاد کی نو مینے بن کر سکتا ہے عورت کتنی ہی مردوں کے پاس سے معمولی اولاد سے یعنی ایک یا جوڑوان دو بچوں سے زیادہ اوس کے بیان پیا نہیں ہو سکتے کہ جو ایک مرد سے ہی ہو سکتے ہیں تو اپنی کیوں شیر و بکری و لون کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور سب کو ایک لکڑی ہنکا دیا وَلِلّٰہِ الْحُجَّةُ الْبَاطِلَةُ اور اس قسم کے مناظرے مختصر و طولانی صدائیں کہ جنہیں کتاب احتجاج علوی میں بسط حکم

کہا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَجْعَلْ لِّکِ

کتبہ میر علی رضا

لئی اور تصور یہ کیا کہ جناب رضوانا ب مثل اونکے مولویوں کے ضعیف القلب  
 اور ضعیف الاعتقاد ہونگے اونکی اور اونکی جماعت کے رعب سے اسپر راضی  
 ہو جائینگے الحاصل وہ اپنے رفیقوں کو لیکے خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے  
 اور سب ہتھیار بند تھے اور چہار طرف سے جناب مرحوم کو گیر لیا اور کئے لگے کہ  
 ہم آپ سے امید قوی رکھتے ہیں کہ آپ اپنے ہم مذہب اور مہوطن سادات کو منع  
 فرمائیے کہ وہ اہل قضیانہ کو زحمت ندین ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنے رواج کو ٹھو  
 کرین اور اس راہ سے جانا کیا فرض ہے دوسری راہ سے جائیں جناب نے فرمایا  
 کہ اسمین مجھے کیا دخل ہے وہ اور مقام پر رہتے ہیں میں اونسے غافل  
 اس شہر میں وہ لوگ عوام ہیں اور تعصب ہر فریق کی عوام کا ظاہر اگر وہ اپنے  
 رواج رہے اور میری تعمیل حکم نہ کی تو ناحق سخن ضائع ہوا مجھے اس مقدمہ  
 میں دخل دینے سے معذور رکھے اور مجھے بڑا تعجب ہو کہ باوجود تشرع  
 بطور خو و آپ کیونکر ایسے امر میں دخل دیتی ہیں خان مذکور نے کہا کہ اہل  
 قضیانہ ہمارے ہم مذہب ہیں و شگیری اونکی عین شرع ہے جناب نے  
 فرمایا کہ بشرطیکہ مخالف روح صحابہ کبار نہوا و نہوں نے کہا کہ اسمین کیسے  
 صحابہ ہو آپ نے فرمایا کہ توڑی دیر تک بدعت ہونا اچھا یا بہت دیر تک  
 اونہوں نے کہا کہ جسقدر بدعت کم ہو وہی بہتر ہے جناب نے فرمایا کہ  
 قضیانہ راہ کم و کوتاہ ہے اور وہ دوسری راہ طولانی پس اگر خوشنودی  
 اہل قضیانہ کے لئے آپ بانی طول بدعت ہوئے تو یہ کیسقدر روح خلفہ  
 شاق ہوگا اور تلذذ زیادتی بدعت ہوگا اور اصل معمول سے جسقدر زائد  
 ہوگا وہ مستند و منسوب ہی کی طرف ہوگا فہت الذی کفر حکایت

سفرِ حجاز

عہد وزارت نواب شرف الدولہ مستثنیٰ میں داروغہ عاشق علی حنفی کو بوجہ اعتضاف  
 وزارت آب بڑا رسوخ سرکار شاہی میں اور نہایت متول ہو گیا اور تعمیر میں بعض  
 امارتوں کے انہوں نے کچھ زمین باغیچہ خاندان اجتہاد کی و بالی مدت مدید تک  
 جناب منصف الدولہ بہادر مرثوم بہت تدارک کرتے رہے مگر بوجہ کمال تسلط و رسوخیت  
 غاصبین کی کچھ مطلب براری نہ ہوئی کئی مہینہ کے بعد جناب ضوآناماب نے  
 پوچھا منصف الدولہ بہادر سے کہو حال زمین کیا ہوا او انہوں نے عرض کی  
 کہ تدبیر کرتے کرتے میں عاجز آ گیا اور کسی طرح سماعت نہیں ہوتی جناب نے  
 فرمایا کہ تمہیں تدبیر ہی کرنا آتی ہے بعد اوسکے خود شرف الدولہ کے نام پر ایک  
 رقعہ لکھا کہ ہمیں یہ توقع نہ تھی کہ تمہاری عہد دولت میں ہمارا حق غصب ہو  
 اور زمین باغ چھین لیجائے آپ کو محبت و انصاف پر نظر کر کے میرا بادشاہ  
 دین پناہ کو اطلاع دینا ضروری بنجانا پس جب یہ تحریر وزیر مہرور کو پہنچی تو  
 اوسنے منصف الدولہ مرثوم سے شکایت کی کہ اب تک آپ نے ہمیں کیوں نہ مطلع  
 کیا اور دوسرے ہی روز علی الصباح ستمی عاشق علی کو بلا کے کہا ایک قضیہ  
 میں لعن طعن سنتے سنتے قریب ہو کہ کان کے پردے اوڑ جائیں اب تم مجھے  
 ان لوگوں سے بھڑا کے چاہتے ہو کہ مجھے یہی قیامت تک زبان طعن کہلی رہی  
 مجھے تمہاری خیر خواہی اور دراندیشی سے بڑا تعجب ہو خبردار او نکاراضی نامہ  
 داخل کرو نہیں تو تمہارا پیٹ چاک کر کے بس بہرہ واد ونگا اور کو لمو میں تمہیں  
 دلہ لالو گنا حکایت بعد زمان عذر جب یہ مسئلہ مشہور ہوا کہ امامیہ مذہب  
 میں غیبت نام میں جہاد جائز نہیں تو لوگوں نے چاہا کہ جناب ضوآناماب کو  
 کسی کسی طور پر ہو کا دیکے اقرار جہاد میں چنانچہ ایک پادری صاحب ایک روز

 بابا پوری  
 دیسکے جہاد

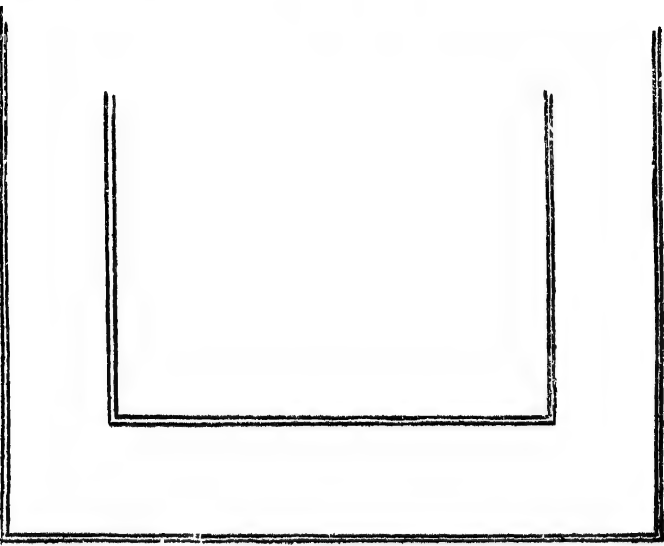
تشریف لائے اور فرمایا کہ مسلمانوں میں جہاد کا بہت بڑا رواج ہے جناب  
 فرمایا کہ غیبت امام بن جہاد کمان اوٹھوں نے کہا کہ اچھا بعد طور تو آپ ہم پر جہاد  
 کر نیکی جناب نے فرمایا کہ طور امام کے ساتھ طور حضرت عیسیٰ ہی ہو گا اگر کو کیا فکر  
 ہے ہمیں مطیع عیسیٰ سمجھئے اور خاطر جمع رکھئے وہ جو ہمیں فرمائیں گے اوپر عمل کریں گے  
 حکایت زمان شاہی میں ارکان سلطنت میں سے کسی میرے ایک  
 تقریب عروسی و شادی میں ایک طلانی اوکا لدان سامنے جناب ضو اناب کو پیش  
 کیا تو کہنے کے لئے جناب نے اونہیں غور سے دیکھ کے فرمایا کہ ہم چاندی  
 و سونے پر تو کہتے ہی نہیں حکایت فقیر محمد خان نے اپنی زمان ثروت  
 میں ایک ملائی مغز کو جناب رضواناب کے پاس بھیجا اور اپنی طرف سے  
 یہ کہلا بھیجا کہ آپ شیعوں کے قبلہ و کعبہ کہلاتے ہیں اور لڑا نڈ دنیا میں ایسے  
 منہمک ہیں کہ بد و ن ستعہ کسی دن چین نہیں آتا ہے جو کفر از کعبہ برخیز و کجا نا  
 مسلمانی ہے جناب نے فرمایا کہ کعبہ سے کفر کب و ٹھایہ اونکی غلط فہمی ہے  
 مسلمانی ہی تو ادنیٰ اور اس قبیل کے صد ما مناظرہ اوس جناب کو ہیں کہ  
 از قبیل کراوات و خارق عادات کے ہیں اور زبان خلق پر مشہور اور احتجاج علوی  
 میں مسطور ہیں حکایت بعض فاضل ہست ہماری ہمسایہ میں رہتے تھے  
 ایک وزمین اونکی ملاقات کو گیا اور اتفاقاً میں جو رضائی اوڑھی تھا وہ نہایت  
 کہنہ و بوسیدہ تھی اور کسی کسی مقام سے تنگافہ ہو گئی تھی پس دیر تک وہ  
 دیکھتے رہے اور بعد اوسکے ایک ملازم کو اپنے بلا کے دستقیچہ خاص اپنا لگا  
 اور ایک جوڑا لباس شہینہ بیش بہا پیش کیا اور بہت مودب دست بستہ اصرار  
 کیا کہ وہ ہر یہ قبول ہوئے کہنا کہ ہمارے آپ کو بجز خالص و کرہی ملاقات

سلسلہ طلاق از سلسلہ  
 جناب ضو اناب  
 مناظرہ جناب گرام  
 در سلسلہ  
 مناظرہ و غلطی بعض  
 از فاضل ہست

کہی اس قسم کے امور درپیش نہیں آئے آج اس تعارف جدید کا کیا منشا  
 کہنے لگے کہ پٹی پرائی رضائی دیکھ کے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میں کیا کہ  
 یہ وضع سیرت قدیم ہم لوگوں کی ہے الفقہ مخیرمی اور یہ البسہ جواب  
 پیش کئے ہیں ملا یا نہ نہیں اور خلاف داب ہمارے ہیں آپ ہمارے عزیزوں  
 اور واجب الفہم بلکہ ملازموں کے البسہ کو نہیں دیکھتے کہ یہ ماشاء اللہ کیسے  
 عمدہ عمدہ کپڑے پہنتے ہیں بل ایک مجھ کیا یہ ممکن نہوئے لیکن ہمارے منصب  
 تکلفات دنیا سے کیا علاقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تو آپ کو خوب یاد ہوگی  
 بعد توڑی ویر کے فرمانے لگے کہ آپ کے مذہب میں یہ بڑی وقت ہے  
 کہ قدر حال نہیں علاوہ علوم خاندانی کے زبان عبرانی وغیرہ میں آپ کو دستگاہ  
 کامل ہے اور ہر امر آپ کی قدر نہیں کرتے مینے کہا کہ سبب فقرانہ مزاجی کا سبب  
 طبیعت ہی نہ عدم قدردانی امر اور اگر آپ کا یہ گمان صحیح ہے تو بدون منفعت  
 اور بغیر اخذ و جریم و زرشدت نبات و استقلال ہمارا ہمارے مذہب پر دلیل  
 قوی حقیقت مذہب کی ہے دیکھتے تہذیب و بے غرضی علمای شیعہ کو کہ پیری  
 و مریدی کا نشان تک نہیں کوئی حق مجتہدوں نے اپنی لئے نہیں رکھا استقلال  
 چاہیں دین چاہیں نہ دین او نہیں خیر خواہی و خیر اندیشی سو نہیں ہر حال میں  
 سطح نظر ہے خدا پرستی چاہتے ہیں خود پرستی و پیر پرستی سے کچھ علاقہ نہیں  
 بخلاف اور مذہبوں کے کہ پیر اور جوگی اور محنت وغیرہ نہ کچھ اپنی مریدوں اور  
 چیلوں کو علم و تہذیب اخلاق تعلیم کریں نہ کچھ ہر طور انہی معینی حقوق کے لینے سے  
 سروکار ہو عورتیں تک پیر سے پردہ نہیں کرتیں لوٹا گٹورا بچہ معمولی حق پیر کا  
 دینا پڑتا ہے جب وہ پیری پر جاتے ہیں حکایت ہمسایہ مذکور ایک روز

سوعظمہ پانچوان

مفتی سید جناب بابرین اوشعار و اعظم مع شرح



### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں اَوَّلَ الَّذِیْنَ مَعْرِفَتُهُ  
یعنی مقدم تمام فروع و اصول مذہب پر معرفت جناب اقدس الہی کی ہو  
اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تَفَكَّرُوا سَاعَةً خَيْرٌ  
مِّنْ عِبَادَةٍ سَبْعَ عَيْنٍ سَنَةٍ یعنی فکر کرنا خدا کی عجیب و غریب صنعتوں میں  
جو کہ مخلوقات میں ہیں بہتر ستر برس کی عبادت سے ہو اس لئے کہ اکثر  
عبادات متعلق اعضاء و جوارح ہیں اور فکر عالم امکان میں عبادت قلبی ہے  
کہ جو جس اعضاء سے علاوہ یہ کہ تفکر مودعی معرفت وجود باری تعالیٰ کے  
طرف سے پس البتہ اہم و اقدم ہوگا اور مراد معرفت سے خدا کا پہچانا ہے  
بذریعہ اوسکے صفات کے بطور علم بالوجہ اور علم بوجہ یعنی شناخت صفات



خدا ہی جائز ہو مگر علم بالکلمہ اور علم بکلمہ و نو جائز نہیں اس لئے کہ خدا حمد نہیں رکھتا  
 اور کلمہ اس کے سب سے پوشیدہ ہے چنانچہ جناب رسالت اب کہ جو خیر البشر تھے  
 فراتے ہیں مَا عَرَفْنَا الْحَقَّ مَعْرِفَتَكَ یعنی ہم نے یہ نہیں پہچانا تجھے جو  
 حق تیرے پہچاننے کا ہوا در شناسنت باری تعالیٰ کی دو طریقے مشہور ہیں  
 ایک از بسکہ مقدمات علمی پر موقوف ہے اور عام فہم نہیں لندا ہم نے  
 ترک کیا اور ہمارے کتب کلام میں وہ مذکور ہے مثل را و تلیل و غیرہ مذکور  
 وغیرہ کے اور وہ مسرطہ رقبہ بران الی کا تر یعنی علولات و مخلوقات سے  
 وجود باری تعالیٰ کا معلوم کرنا اور یہ زیادہ شریعت میں مستعمل رہا اور از بسکہ  
 اشعار ہماری مثنوی غرہ مشہور بطور مختصار جائز اکثر مضامین عالیہ ہیں  
 لندا انہیں پر کتنا مناسب معلوم ہوئی اِذْ دَلَّ بَعْرَةٌ عَلَى الْبَعِيرِ  
 وَرَوْثَةٌ كَذَّاءٌ عَلَى الْحَبِيرِ ۝ کَیْفَ لَا یَفْیِدُ کَوْنُ الْبَارِئِ ۝ مَا لَیْ اَوْکَدَ  
 مِنْ اَصْدَقِ الْاَنَامِ ۝ یعنی جبکہ دلالت کی فضلہ خبر و شتر نے وجود خرو  
 شتر پر تو کیوں نہ ثابت کر گیا ۝ جو و باری کو جو کچھ کہ خلق میں ہے رست  
 نشانوں میں سے اس میں اشارہ ہے طرف حدیث مشہور کے جو حضرت امیر سے  
 مَا ثَرَبَ الْبَعْرَةُ تَدَلُّ عَلَى الْبَعِيرِ ۝ وَالرَّوْثَةُ عَلَى الْحَبِيرِ ۝ وَاَنَا الرُّقْدَامُ  
 عَلَى السَّيْرِ ۝ اَفَسَاءُ ذَاتُ اَبْرَاجٍ ۝ وَارْضُ ذَاتُ فُجَاجٍ ۝ کَیْفَ لَا یَدُلُّ  
 عَلَى الْلطِیفِ الْحَبِيرِ ۝ میسکینان اونٹ کی نشان ہیں اونٹ کا اور فضلہ خبر  
 خمر کا اور نشان قدم دلالت کرتے ہیں رام چلنے پر پس یہ آسمان برج و ابر  
 زمین پست و بلند کیونکہ نہ دلالت کر گی وجود لطیف و خیرہ  
 فَلَمْ لَهُ اِنِّیْ بَرْهَانٌ هُدًی ۝ قَطْعًا اِلٰی وُجُودِهِ وَقَدْ بَدَّلَ ۝

بلکہ کستقد ربرمان اتی بین کہ وہ اوس کے وجود پر قطعی ولالت  
 رکھتے ہیں وَسْتَكْهُ خَلِيلُهُ الْجَلِيلُ بِدَمِثْلِ مَا قَدْ أَفْضَحَ التَّنْزِيلُ  
 اور جاری کیا اس طریقہ استدلال کو خلیل جلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے  
 جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہو مَبَيِّنَ الْحُدُوثِ بِالْأَقْوَالِ وَبِمُبْطِلِ الْإِلْهَانِ  
 بِالْعَقُولِ درحالیکہ ثابت کر نیوالے تھے حدوث کے غائب ہونے سے اور بار  
 کر نیوالے تھے کفر والحاد کے ہدایت عقل سلیم سے تفصیل اجمال یہ ہے  
 کہ نمرود مردود نے کاہنوں سے وجود ذی کج و حضرت ابراہیم کے خبر سن کے  
 حکم دیا کہ جلاد وایان کوئی لڑکا زندہ نہ چھوڑیں جب انکی والدہ حاملہ ہوئیں  
 تو قدرت خدا سے اولکاحمل پوشیدہ رہا جب زمانہ وضع حمل کا قریب آیا تو انکی  
 والدہ سر بصر اخل گئیں خوف سے نمرود کے اور اوس صحرائین وضع حمل ہوا تو  
 فر حضرت ابراہیم کو دودہ پلا کے ایک غار میں لٹا دیا اور ایک پتھر بالائی غار  
 رکھ دیا توڑی توڑی دیر کے بعد جب کہ دودہ پلا دیتی تھیں اور خدا نے  
 انکو ٹھنی میں سے حضرت ابراہیم کی ایک نر شیر پیدا کی کہ اوس سے یہ  
 سیر ہوتے تھے جب انکو ٹھنی کو چوستے تھے اور ایک ساعت میں ایسا نمو کرتے تھے  
 کہ جیسا اور لڑکے ایک ونہیں اور ایک ونہیں بقدر ایک مینے کے اور ایک مینے  
 میں بقدر ایک سال کے یہاں تک کہ عرصہ قلیل میں سن تمیز کو پہونچے اور بنا بر  
 بعض روایات پندرہ برس کے ہوئے پس ایک روز انہوں نے اپنی والدہ  
 کو غار کے باہر جاتے دیکھ کے حال پوچھا انہوں نے سب ماجرا بیان کیا  
 جب وہ جاچکین تو بعد انکے حضرت نے برکتا دیکر اوس پتھر کو پسینکے یا اور خود  
 ہی باہر آئے کچھ آگے بڑھے تھے کہ ان سے ملاقات ہوئی زہرہ پرستون سے

پس انہوں نے بطور توریہ استفہام انخاری کی طرح کہا اَلْهٰذَا رَبِّيْ كَيْسْتِہٖ  
 رب میرا ہے یعنی یہ ناچیز کیونکر پروردگار ہو سکتا ہے اور وہ لوگ اسو خیر سمجھو  
 جب انہوں نے انہیں اپنا ہمسفیر پا کے التفات بہم پہنچا لیا اور امید  
 تاثیر کلام بہم پہنچی تو انہوں نے ہدایت کا موقع پایا اور فرمایا جب غروب  
 ہو گیا کہ میں دوست نہیں رکھتا غروب و معدوم ہونیوالے کو پہر چاند کو دیکھا  
 اور ویسا ہی فرمایا پہر سورج کو دیکھا کہا کہ کیا یہ میرا خدا ہے کہ یہ اون سب  
 بڑے جب سورج ہی ڈوب گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہی خدا نہیں  
 جہنک کہ خود خدا مجھے راہ پر نہ لائیگا تو میں گمراہ رہوں گا وَمُذْ حِضًّا  
 لِبَطْلٍ مَّرْدُوْدٍ + مُحِیْرًا لِّلْكَافِرِ مَرْوُودٍ + اور در حالیکہ بند کر نیوالے  
 ایک بطل مردود کے تھے اور مبہوت کر نیوالے ایک کافر یعنی مردود کے  
 تھے یہ اشارہ ہے ایک و راستدلال حضرت برہائیم کا مقابل مردود کے  
 اور یہ ہی زقیل برہان اتنی کے ہو اور اوسط رجوع کر سکتی ہر تفصیل  
 اوسکی یہ ہے کہ ایک روز مردود مردود نے حضرت برہائیم کو بلایا اور  
 کہا کہ تم اپنی خدا کی صفت یہ بیان کرتے ہو کہ وہ زندہ کو موت دیتا ہے اور  
 مردہ کو جلاتا ہے یہ تو صفت جحیم میں ہے ایک شخص کو یہ قصور طلب کے  
 انکے سامنے قتل کیا اور کہا کہ دیکھو یہ زندہ تھا میں نے اسی موت دی اور ایک  
 قیدی وجب القتل کو بلا کے رکھا کیا کہا کہ دیکھو یہ مردہ تھا میں نے اسی زندہ کیا  
 اور یہ بیان اوسکا عام فریب ہوا پس حضرت نے ایسا جواب عام فہم دیا  
 کہ وہ مبہوت ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ خدا آفتاب کو مشرق سے لاتا ہی ہلاتا  
 اوسے مغرب سے تو لایہ شکر وہ کافر مبہوت ہو گیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

وَكَمْ لَكُمْ فِي سُوءِ الْأَوَاخِرِ مِنْ حِجْمَةٍ إِلَّا شُبَّاهُ وَالنَّظَائِرُ  
 اور بت اسکی نظیرین پہلے بزرگوں نے یعنی جناب رسالتؐ اور  
 الہیاب نے ہی ظاہر فرمائے ہیں بَلْ رُبُّنَا فِي الْأَفَاقِ مِنْ آيَاتٍ  
 قَدْ فَضَّلَتْ فِي تَحْكِيمِ الْآيَاتِ بِمَا كُنْتُمْ عَلَّامِينَ وجودِ باری تعالیٰ کی  
 بتفصیل قرآن مجید میں مذکور ہیں دَلَّتْ عَلَىٰ وُجُودِ ذَاتِ الْبَاسِ بِهَا  
 وَأَفْضَحَتْ بِقَادِرٍ مُخْتَارٍ اور دلالت صریح رکھتی ہیں وجود پر ایک  
 پیدا کر نیوالے صاحب قدرت و اختیار کے كَالْمُرْنِ وَالْكَبْرِقِ وَالْأَمْطِ  
 وَكَانِجَارِ هَذِهِ الْأَنْهَارِ مثل بر و برق اور سینہ کے اور مانند  
 جاری ہونے ان نہروں کے جو دنیا میں ہیں اس میں اشارہ ہو طرف کریمہ  
 إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلُوكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ مَا يَنْفَعُ  
 النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ  
 بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَقَرُّ بِهَا الرِّيَاحُ وَالشَّجَرُ  
 السَّخِرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَاتُ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ بیشک شبہ تغیر  
 میں رات و دن کے اور کشتی میں جو بہتے ہیں دریا میں لوگوں کے فائدہ کو  
 اور جو پانی برساتا ہے خدا آسمان پر سے پس زندہ کرتا ہے اسکی تاثیر  
 سبز زمین مردہ کو بعد اسکی پُر مریکھ اور پہیلا تا ہے زمین پر ہر روندہ کو اور  
 دوا دوش میں رکھتا ہے اونہیں اور جاری کر نہیں ہواؤں کے اور او  
 ابر میں جو مسخر و فرمان بردار ہے درمیان آسمان و زمین کے ہر آئینہ علیہ  
 ہیں وجودِ خدا پر واسطے عاقلوں کے وَكَانِ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ  
 وَالْفُلُوكِ ذَجْرٍ كُنْ فِي الْبَحْرِ اور مثل تغیر شب و روز کے اور مثل

کشتی کے جو دریائیں جاری ہیں وہ کذا السنۃ شتات بہ وھوھا  
 الالوان والاصوات اور اسے طرہ پر دلیل وجود باری تعالیٰ مختلف  
 صد ہا طرہ کی رنگ ہیں اور انواع و اقسام طرہ کی زبانیں اور بولیاں ہیں  
 کذاک ما جاءت بہ الا حبا سہ وما راوی مروتنا الا حبا  
 اور شل انہیں کیوں کے بہت سی روئیں ہیں کہ انہیں مستعد اور نیک  
 راویوں نے ائمہ علیہم السلام سے روایت کیا ہے فی خلقہ خلقا  
 والطاؤس وغیرہ من سائر النفوس بیان خلقت  
 خفاں و طاؤس وغیرہ میں مراد اس سے خطیبہ اور اشیہ و طاؤسیہ  
 ہیں کہ جو حج البلاغہ میں مذکور ہیں اور صولت و عبادت میں پہنچنے سے تہجد  
 اور نہیں فرج کر کیا اور بوجہ کمال شہرت یہاں انہیں فرو گذاشت کیا  
 و سبما ما جاء فی الجرد وما کمال نو عنا یسادی  
 بالخصوص وہ خطیبہ کہ جو شامل ہے حال بلخ پر اور وہ روایات کہ متضمن  
 حال انسان میں مثل توحید بفضل وغیرہ کے کذاک ما فی البیض من  
 عجائب قد صح عن ساداتنا الطائب اسے طرہ پر جو  
 کہ خلقت بیضہ مرغ وغیرہ میں عجائب غرائب صنعتیں ہیں وہ سب بق  
 مستحب و صریح صادر ہوئے ہیں ہمارے سرداروں سے اور ہادیوں سے  
 جو پاک و پاکیزہ و بیگناہ تھے و عاضد المنقول بالمعقول  
 واستنجد المذلول بالذلیل اور تائید کر تو ان نقلی دلیلوں کی عقلی  
 دلیلوں سے اور نتیجہ حاصل کر مذلول کا دلیل سے نہ بخوش نفس اتارہ  
 و اید الغیوب بالاحساس و ابصر غرائب الاجناس

ن خلق

ن خلق  
 و سبما ما جاء فی الجرد  
 و عاضد المنقول بالمعقول  
 و استنجد المذلول بالذلیل  
 و ابصر غرائب الاجناس

اور تائید کرتے عقیدہ غیب کی ساتھ محسوسات کے اور غور و فکر تو عجائب  
 غرائب کو ہر قسم کے خلاصہ یہ کہ وجود بار تعالیٰ جو غیوب سے بہت  
 اور ابعاد بقول بشری سے ہے اسے بذریعہ حسیات جانچ لے کہ زیادہ  
 صعوبت اسکی دریافت میں نہ ہو **واعتبرک بسائر الکوان** ہر واقعہ کو  
 طوارق الحدثان بد اور فکر کرنا چاہئے تمام موجودات میں اور عبرت حاصل  
 کرنا چاہیے آفات و سوانح زمانے سے **وأنظر إلى استجابة الدعاء**  
**في حالة الدعاء والضراء** بد اور غور کر کہ توجہ کسی سخت مصیبت  
 میں ہنستا ہو **تدبر** بد تدبیر میں بن بڑتی اور پوشیدہ دعا کارا ہر مبتلائی  
 محسوس طرف سے عاجز آئے پس اگر کوئی سننے والا نہیں ہو کیونکہ وہ حاجت  
 تیری براتی ہے **كذلك ما جاءت على لا وائل** بد من اعجاب الطوائف  
**النوازل** بد واعجب لا یات والمثلات بد واصعب لا تأسر  
**والعاهات** بد مما انطوى في معجز الكلام بد اوضح عن  
**ساداتنا الاحلام** بد تواتر اوحاف بالقواطع من امين الدلائل السوابع  
 اور سطر حلقہ لوگوں پر جو آفتیں اور بلائیں اور شدید بیماریاں اور غرق و غرق  
 و مسخ وغیرہ کا پادشہ اعمال بد میں وکی نازل ہوئیں اور بتواتر یا تار قطع  
 ہم تک دست بدست پہنچیں یہ بھی دلیل قطعی وجود باری کی ہیں  
**كذلك ما في عالم الامكان** بد من معجبات العقل والاذهان  
**قد عيت الاقلام** بد من املائہ **واعجز الحسب عن احصائہ**  
 اسطر جسے جو کچھ عالم اسکان میں ہو ایسے عجیب و غریب خدا کی صنعتوں سے  
 عاجز آئے قلم و قری و تحریر و تراجم و تہک بیٹے ہیں بڑے بڑے محاسب

او کو جمع کرنے سے کوفتہ و کینہ فی الماعہ ۱۰ مُثَقِّبَةٍ فِي صَخْرَةٍ جَبَلَاءَ ۱۰  
 شل پانی کی لطافت اور نرمی کے باوجود کمال ضعف کے غالباً جاتا ہے  
 پتھر سی سخت چیز پر خلاصہ یہ کہ تدریج ٹیکتے ٹیکتے بڑے بڑے سخت پتھر  
 سوراخ ۱۰ الدیماسی وَالْظُّرَّاءِ لَطَافَةُ الْمَعْوَاءِ ۱۰ وَقَلْبُهَا الصَّخْرَةُ  
 صَمَاءٌ ۱۰ بَلْ قَاتِلُهَا الْبِلْدَانُ وَلَا تَحْجَا مَرَاۤءَ ۱۰ وَهَكَذَا الْجَدُّ رَاۤءَ  
 وَلَا تَحْجَا مَرَاۤءَ ۱۰ اور غور سے دیکھو تو لطافت اور نرمی اور کمزوری ہو اگر کیرٹ  
 کہ باوجود اس معلولی کو خدا نے اسے ایسی قوت و طاقت دی ہے کہ ایک  
 طرقت العین بن درخت کی درخت اور دیواروں کی دیوارین اور پتھر کے پتھر  
 اور شہروں کے شہر او کمار کے بیچ وہ بن سے پیشگی تھی ہے کیا قویٰ تو  
 ہے وہ خدا کہ جس نے ایسی ناتوان چیز کو ایسے قویٰ چیز و نہر غالب کر دیا التَّائِي  
 فِي قَعْدَةِ دِهْمٍ ضَرْبَانِ ۱۰ مِنْ ضَعْفٍ لَذِكْرَانِ وَالنِّسْوَانِ ۱۰ سب  
 آدمی دو قسم کے ہیں ایک مرد و دوسری عورتیں وَأَنَّ الْأَوَّلَ بِالْأَيْلَادِ ۱۰  
 تَأْتِي الْأَخِيرُ فِي الْبَيْلَادِ ۱۰ اور تو والد و تناسل میں پہلی قسم موثر ہے اور  
 دوسری متاثر پہلی فاعل اور دوسری متفعّل یعنی مرد متاثر کرتے ہیں اور عورتیں  
 اثر قبول کرتی ہیں جب جا کے اولاد ہم پہنچتی ہے فَقَوْلُهُ الْأَوَّلُ قَدْ تَحْتَابَدَ  
 وَكَانَ ضَعْفٌ غَيْرُهُ حَتَّمَا پَسِ قُوَّتِ مَرَدُونَ کی ضرور ہے اور ضعف  
 عورتوں کا اور اگر عورتوں میں ہی ویسی ہی قوت ہوتی تو وہ اثر قبول نہ کرتیں بلکہ  
 تاثیر مرد کو رد کر دیتی اس مصلحت سے خدا نے مرد کو زور اور اور عورت کو کمزور  
 پیدا کیا نَشَمَ الْقَوِيُّ ذَابُّاً كَيْطِلًا ۱۰ وَيَكْبَغِي الضَّعِيفُ لَا انْشِجَا  
 اور دنیا کا حال ظاہر ہے کہ بے غرض کوئی کسی کو نہیں پوچتا جب تک کہ

پاؤں چلتے ہیں آدمی کیسکی کام کا ہے جب تک غنیمت ہی نہیں تو پھر گھورے پر  
 پڑا رہتا ہے ٹھوکرین کہا تا ہی کہتیاں بہنکتی ہیں کوئی بات ہی نہیں پوچھتا اور  
 مقتضی اسکا یہ تھا کہ عورتیں جو کچھ اپنی قوت بازو سے کاتیں وہ ہی مفت  
 گواتیں مرداؤں سے چھین سکے کھا جاتے پھر ہی اونہیں مومنہ نہ لگاتے جیسا  
 کہ طریقہ انکو اور چھینسو نکالنے حیوانات کا ہے کہ زور اور ہر طرح سے کمزور کو ستاتا کہ  
 وَكَانَ ذَٰلِكَ مُمْسِكًا لِلْإِنْسَانِ ۖ مُخَالِفًا لِطَبْعِ الْإِنْسَانِ ۖ  
 حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو انتظام عالم میں خلل پڑ جاتا تو والد و تناسل بالکل موقوف  
 ہوتا اور یہ خلاف مصلحت عالم اور حکمت نبی اوم تھا فَاقْضُ الْإِنْسَانَ بِالْإِنْسَانِ  
 وَبِغَيْرِ الْإِنْسَانِ بِالذِّكْرِ ۖ پس حکیم علی الاطلاق نے عورتوں کو جمال  
 کی افراط دی اور مردوں کو بچان و بیتیابی کی وَالْجَنَّةُ قَدْ حَبَّأَهُ لِلذِّكْرِ ۖ  
 سُبْحَانَكَ يَا مَرْغُومًا عَلَى الشَّوْكِ ۖ اور بیتیابی اور سیما واری بخشی مردوں کو  
 کہ وہ عشقین عورتوں کو ماہی بی آب کی طرح تر پا کرین اور کثرت صبر و حیا میں غرق  
 کر دیا عورتوں کو کہ اوہر سے اضطرار اور اصرار اور اوہر سے انکار پر انکار  
 بڑھنے لگا اور یہ اور زیادہ باعث اشتیاق اور بیتیابی کا ہوا آخر کار نوبت باہنجا  
 رسی کہ قُلُوبُهُمْ يَسْلَبُ الْإِنْسَانَ عَقْلَهُمْ سَبِيلًا بِالْمَقَالِ ۖ  
 کہ ایک جہلک سی اونکی جمال کی اور ایک ناز واداسے اونکی بات کی نقد دل اور  
 عقل ہاتھ سے جاتا ہے نظر دو چار ہونے سے پھر کب آدمی ہوش و حواس بجا پاتا  
 الْحَاضِرُ تَجْذِبُ الْغَوَاذِلَ ۖ ذَٰلِكُمْ يَقْتُلُ الْطَوَّادَةَ ۖ اونکی آنکھوں  
 عجیب حکا جذب مقناطیسی ویا کہ کیسا ہی سخت دل ہوا آنکھ ملاتی ہے اوسکا  
 دل آنکھوں سے کیسے لیتی ہیں کیسا ہی بہادر اور معرکہ آزما ہو فوراً اونکی ناز و انداز



اپنی جان گنوا تا ہے تیغ نگاہ کا چوزنگ ہو جاتا ہے ہجران فتنہ سحر قہلا صدکا  
 الحاکم من تملك الآخر اگر اپنے سینہ و دل میں آتش شوق بہر کا دیو بین  
 بڑے بڑے جوان مرد کو نظر بہر کے دیکھتی ہے طرۃ العین میں بندہ بزدل  
 باوام حشیم بنا لیتی ہیں زمامہم ملکتہ فی الحال غلبتہم  
 بالغنیم والدلال سب مردوں کی ایسی کل اور بالکل اور کنجی اوکل اول  
 مرجینون اور نازنینون کی مانند ہیں کہ جس کل چاہیں بٹھائیں اور  
 اوٹھائیں جو خدمت چاہیں اونسے لین مصلحت طرات سائر لرجال  
 من ضررکے الا شراف والاکثر الی کسی قسم کا مرد ہو شریف یا وضع  
 اس سے کہی خالی نہیں کہ ایک عورت او سپر مسلط و محیط ہوا اور حکمرانی کرے  
 من جملة الحکام والوکات وجملة الطغاة والعقاة بڑے  
 بڑے حاکم اور بادشاہ سرکش کہ ملک انانیت میں کوں سن الملکی بجاتے  
 ہیں اور ہفت اقلیم کو اپنا محکوم سمجھتے ہیں اور تمام عالم کی جان و مال میں اپنا  
 حکم نافذ جانتے ہیں پہر باوجود انہما و انہیں کوئی چارہ نہیں کہ کہی خوشامد اور  
 ناز برداری ایک عورت کی کرین اور ہر ایک پر انہیں سے ایک عورت مسلط  
 کہ کان پڑ کے انہیں اوٹھاتی بٹھاتی ہے سخر نفسم فی قوت الشباب  
 مستخذ ما تہم مدی الاحقاب سخر کر لیا ہے عورتوں نے  
 قوت شباب میں یعنی جو زمانہ زیادہ قوت کا مردوں کے تھا کہ جسمیں کچھ  
 سو جتنا نہیں اپنی زور کی گہند پر ضرور آدمی غریب زاری کرتا ہے اور اسوجہ  
 زیادہ محل خوف کا نسوان ضعیف البنیان کو تھا اس لئے اس سن میں زیادہ  
 انہیں حاجت عورتوں کی دی کہ وہ زیادہ تر انکو مستخر ہو جائیں اور ایسی

اور محرابا برومین رنار کرتے ہیں چنانچہ صائب کا شعر ہے سے تن نازک  
 کہ زیر پیر ہن است ۛ و کد لا شربک کہ چہ تن است ۛ اور سہی طرح  
 سیکڑوں مضمونوں سے سیکڑوں دیوان اور مثنویاں بہری ہن اور اکثر  
 خلاف شرع اور وضع امور کے مرکب ہوتے ہیں اونکی خوشنودی کے  
 لئے یذکرَن فی محافلِ لرجال ۛ بِالْحُسْنِ وَالْجَمَالِ وَالْذِّکَالِ ۛ  
 اونکی مع و ثنا کے لئے مروجبتین منعقد کیا کرتے ہیں اونکے حسن و جمال  
 کے اور ناز و اوا کے آپس میں تذکرہ کیا کرتے ہیں یشتاعُ حُسْنُهُمْ فِی الْاَفَاقِ  
 یَشْكُ بِحُجْرَتِ فِی الْاَسْوَاقِ ۛ تمام عالم میں اونکی بہاوت ہن اونکے حسن  
 عشق کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں ہر گلی کوچہ اور بازاروں میں اونکی ہجو و  
 جدائی سے استغاثہ کرتے پرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کسکی تعریف ہے  
 اور کسکے بیباکی و اضطرابی ہے کسی ہم خدائی قادر تو انا سے تشبیہ بلکہ  
 ترجیح دیتے ہیں یہ ایک خدائی اور ادنیٰ قدرت نامی اوسکی ہے کہ اوسنوا کیا  
 ادنیٰ بندہ بے بس کو یہ مرتبہ دیدیا ہے حاکم کو محکوم اور قوی کو محتاج ضعیف  
 بنا دیا جمل من قوی کذا ضعیفا ۛ مَحْجَا جَاهَهُ شَرِیفًا ۛ پس کیا  
 بزرگ و توانا ہے وہ خدا کہ جسکو ایک ادنیٰ قسم ضعیف کو ایسا قوی کر دیا  
 اور ایک قسم شریف کو اوسکی طرف محتاج کیا وَاَسْتَضَعُفًا لَوْلَا اَنْ بِالْعِظَامِ  
 فَاسْتَحْدَمُوا خِرَالِدَ الشَّوَانِ ۛ اور ظاہر ہے کہ عورتوں سے ہی زیادہ  
 ضعیف و کمزور اور بے بس کم سن بچہ ہیں پس اونکے صنف پر نظر  
 کر کے اونکا خاوم بنا دیا نازنین مرہمیں عورتوں کو یَحْلِلُهُمْ کُرْهًا مَعَ الْاَمَانِ  
 یَضَعُهُمْ کَذًا مَعَ الْاَخْزَانِ ۛ اور کیا سخت خدشتین اونہیں کرنا پڑتی ہیں

اون بچوں کے لئے پہلے نو عینتے تک اونہیں پیٹ مین رکھنا پڑتا ہے انواع  
 و اقسام طرح کے صدموں سے یا تو کم نازک تک گران تھی یا ایک بار شکم سے  
 بارور رہیں کہنا پینا کیسا ساسر اپنا تاک گران گذرتا ہے اوٹسنا بیٹنا کرکٹ  
 لینا دشوار ہو جاتا ہے مدتوں ڈاک لگی رہتی ہے پر جبان سب جھٹکنا  
 خاتمہ ہوا دوسری خدمت وضع عمل لیلیٰ کہ جسکے صدمہ سے دوبار از زندگی  
 ہوئی چنانچہ جناب رضوان مآب اعلیٰ اللہ تعالیٰ قائمہ اکثر فرماتے تھے کہ مرد  
 جو بہ نسبت عورتوں کے جرمی شہور ہیں اگر ایک بار انہیں حمل اور وضع کر  
 صدمے پہنچتے تو پھر شاید دوبار اولاد نہ ہو سکتے بالکل نفرت  
 ہو جاتی اولاد کے نام سے مگر یہ عورتوں ہی کی ہمت عالی ہے کہ دوبار  
 لڑکیکی ولادت ہو چکی اور پھر انہیں مٹنا دوسرے کی ہوئی یرضعناہم  
 باصعب لا لایرہ الیٰ نید آء مدۃ الفطام پھر تیسری خدمت  
 یہ ہے کہ دو برس کل راتکورات ادرن کو دنہیں سمجھتی سب لڑتیں  
 اور راتیں چوڑکے دود پلانہیں بسر کرتی ہیں فی حینہن یشتد الشغور  
 یرضعن عن عمارثم الاموئربہ او نکی حجت مین سب ضرورتوں کو بھول  
 جاتے ہیں وہ جو ایک ساعت بغیر چوٹی کرنے بال اور سنوارنے کے نہ رہ  
 سکتی تھیں وہ بال و بال ہو جاتے ہیں لیٹن لٹکتی ہیں اکثر بال بکھرے رہا کرتے  
 ہیں تکیۃ الولد بالقبول ۛ تنفلاہم عن البعول ۛ جن شوہر نہ  
 کی گڑھی بہر جدائی پسند نہ تھی اور اونکا کسی اور عورت کو نظر بہرے دیکھنا منظور  
 اور انہ تھا اولاد کے چھپے بالکل اونسے ہی نفرت ہو جاتی ہے مستبک  
 لکھن بلا بوال ۛ والعطر مین رواشح الاطفال ۛ نہانے دھونکا

یہ سب باتیں ہیں جن سے عورتوں کو بڑا درد ہوتا ہے اور ان سے بچنے کے لئے ان کو بہت احتیاط کرنا چاہیے

کیا ذکر خوشبو و اربیل کے بدلے بچوں کے پیشاب میں غسقل و خوشگوار  
 عطر کے بدلے بچوں کے پسینہ میں تر تر رہتی ہیں للبسمہ وغیرہن بالانجاذ  
 یُکَسِّنُ لِلْجُلُوسِ فِي الْمَنَازِلِ + چکی پیس پیس کے اونہیں کھلاتی ہیں چر  
 کات کات کر اونہیں کپڑے پہناتی ہیں یُکَسِّرُ فِہُمْ سَهْمًا اِلَى الْاَسْحَارِ +  
 یُرْقِدُ فِہُمْ فِي اللَّیْلِ بِالْاَسْحَارِ + اپنی نیند اوچاٹ کر کے سحر تک  
 اونہیں تھپک تھپک کر سلاتی ہیں اندھیری راتوں میں کہانیاں کہہ کر انکا دل  
 بہلاتی ہیں مَنَاعِیَاتُ الْوَلَدِ بِالْمُحُوْدِ + وَ مُلْعِبَاتُہُمْ مَعَ الْعُودِ  
 رات رات بہہ پالنے اور جھولاجھولاتے میں لوریان دیدیکر اونہیں سلاتی  
 ہیں کہی کندھو پر اوٹھاتی ہیں کہی ورتدیر و ن سے کہلانیکو وائی بہلاتی  
 ہیں سُبْحَانَ مَنْ قُوٰی کَذَا ضَعِیْفًا + مُذَلِّلاً اَقْبَالَہُ کَبِیْرًا +  
 کیا پاک ہے وہ خدا جس نے ایک صغیر اور کمزور کو ایسا مسلط کر دیا ایک بزرگ  
 تو ہی سہیل پر وَ لَا حَتَّی الْعُیُوبُ بِالْاِنْمَامِ + کَذَاکَ بِالْاِنْحَاءِ وَالْاِطْمَامِ  
 اور ظاہر ہوتی ہیں غیب کی باتیں خواب سے اور سیطر ح وحی والہام  
 بِمِثْلِ مَا مُسْتَقْبِلًا تَقْدَرْتُ + وَ نَحْوِ مَا فِي اللُّوحِ قَدْ تَقَرَّرْتُ  
 مطابق اور موافق اوسکے جو آئندہ ہونیوالا ہو پس اگر وہ مقدر ہیں تو علم کا ہیسا  
 ہوتا ہے اور اگر مقدر نہیں تو مقدر کیونکر ہوے پس وجود باری تعالیٰ کہ  
 جو مقدر و دیر ہے ضرور ہوا و قد عُدَّ اعْزَامُ مُنْقَضَةً + وَ رُبَّ  
 حَمِیْدٍ بَدَتْ مُنْقَرِضَةً اور اکثر غم شکستہ ہو گئے اور بیت سہی متین  
 ناتمام رہ گئیں اس شعر میں اشارہ اس حدیث حضرت امیر کی طرف کہ اوس جنا  
 ز فرمایا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَتْحِ الْعَزَائِمِ وَ نَقْضِ الْاَسْمَاعِ + جب کل مخلوق کا

ماضی الحال اور وقت

ماضی الحال اور وقت

ماضی الحال اور وقت

چاہا نہ ہوا تو ثابت ہوا کہ کوئی ایسا قومی و توانا ہے کہ مشیت اوستی ان بسکی  
 مشیت تو نہیں غالب ہوا اور نسل ان کو نہیں ہو سکتا ورنہ ترجیح بلا مرجح اوستی اوستی  
 امثال و اقربان پر ہمیں ہوگی اور نہ ممتنع الوجود ہوگا بطریق اوستی پس لہذا  
 واجب الوجود ہو و مریبا قدا رزق السفیه ۛ و اھلکذا قدا ملکوا اللبیب  
 چنانچہ اکثر سفیہ و نادان و سعت معاش حاصل کرتے ہیں اور بڑے بڑے  
 عقیل و فہیم شدت فقر و حاجت میں مبتلا رہتے ہیں اس لئے کہ اکثر  
 عقلا کو باطلان السیقتہ اعتماد اپنی عقل اور تدبیر ناقص پر ہو جاتا ہے اور محض  
 توکل و فرتنی مثل جاہلون اور نادانوں کے باقی نہیں رہتی و مریبا  
 کم ینھض تکد بئیر ۛ و اکستد فی بحاھم تقدیر ۛ اور اکثر اوقات ہلک  
 نہیں چسکتے تدبیر ہلک غالب آجاتی ہے تقدیر او پر مشیت ایزدی تدبیر کو بالکل  
 مقلوب معکوس کر دیتی ہے جیسا کہ خطبہ برزخیہ اور مکر تجربوں سے ثابت  
 ہوا ہے و اعیت الا قدا ر اللبیب ۛ و اھلکذا کما صا ل اللطیب ۛ  
 اور قضا و قدر اکثر شکا دیتی ہے عاقل کو اور اکثر ہلاک کر دیتے ہیں بیماریاں  
 طبیبوں کو بلکہ اکثر تجربہ ہوا کہ جسے جس فن میں دعوائی بکیتائی ہو اوی میں اس  
 ترک اور نہائی بڑے بڑے پیراں آخر غرق ہی ہو کے مرے اور بڑے بڑے  
 اوی مرض میں جسکے علاج پر بڑا فخر کرتے تھے ہلاک ہوئے و احضر القدا  
 حین الحین ۛ فاذا ھب کلاذ نین و العینین ۛ اور اکثر اوقات حاضر  
 کرو یا تقدیر نے وقت مرگ کو پس جاتے رہی کان اور آنکھ اور آدمی بیدہ گیا  
 اور اوبدا کے ویسی ہی باتیں کرنے لگا کہ جسے بتدیج اوی مرتدیر میں پھنس گیا  
 س شعرین مضمون ہے ایک روایت مستبر کا کہ جسمین وارد ہے کہ ایک بنی انبیار

بنی اسرائیل میں سے چلے جاتے تھے اثنار راہ میں اونہوں نے دیکھا کہ ایک  
 پرند جانور ایک درخت پر بیٹھا ہے اور کچھ لوگ زیر درخت جال پھیلائی بیٹھے  
 ہیں جب اس پرند نے انکو دیکھا کہ اسی رسول خدا کو دیکھا اپنے کہ یہ لوگ کیسے  
 بعقل ہیں یا بتاتے ہیں کہ مجھے وہو کا دیکھنے قید کرین یہ اس تقریر کو سنکر  
 مسکرا کر چلے گئے بعد میں پھر وہو کے جو مراجعت فرمائی تو دیکھا کہ وہی جانور  
 اسی جال میں پھنسا ہوا ہے انہوں نے تعجب سے حال دریافت کیا اسو  
 کہ کہ جب موت آجاتی ہے تو انکھ کا ابو میں رہتی ہے نہ کان پس جب سے

یہ مثل عرب میں مروج ہوئی

اِذَا جَاءَ الْحَيَاتُ لَمْ يَكُنْ

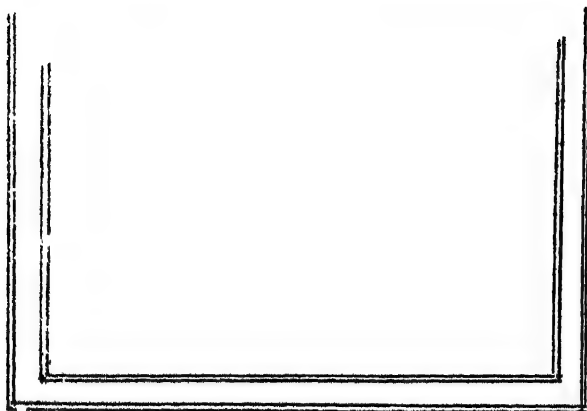
اَلْاُذُنُ وَلَا الْعَيْنُ

کتبہ میر علی رضا

# موعظہ حبیب

بیان میں حدیث معرفت و صفات شہوتیہ و سلبیہ وغیرہ

اور فرقہ صوفیہ و حکایات مطربہ کے



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَابِ سَائِلَتَابِ  
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَاقِي بَيْنِ مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ وَعَظَّمَهُ مَنَعَ فَأَكْرَمَ  
 مِنَ الْكَلَامِ جِسْنَهُ خَلَا لَوْ سِجَانَا أَوْ أَوْسَلِي عَطَمَتْ وَبَرَرَكِي كَوْبَانَا تَوَسَّعَ كَيْفَا  
 أَوْ رُوكِ دِيَا أَيْ مَوْنَهُ كَو كَلَامِ سَيَّ بَعْضُ عِلْمَانِي فَرَمَا يَسِي كَهَبِيَا  
 اِيَكِ خَيْرِ كَو دِيَكِي أَوْ رِي خَيْرِ نَظَرِي سَيَّ وَهِي پُوشِيدَ هُو جَا سَيَّ أَوْ رِي سَيَّ  
 سَيَّ أَوْ سَكَا جَا تَارِي أَوْ رِي دَو بَارَا دِيَكِي مَعْلُومِ كَر سَيَّ كَهِي دَو سَيَّ خَيْرِ  
 كَهِي سَيَّ پِلَ دِيَكَا تَو سَيَّ مَعْرِفَتِ هِي خَلَا صَبَرِي كَهِي كَهِي سَيَّ سَيَّ كَو  
 مَعْرِفَتِ كَتِي هِي أَوْ رِي جَانَنِي كَو عِلْمِ أَوْ رَا سَيَّ وَجْهِي اِيَلِ حَقِيقَتِ كَو عَافِ  
 كَتِي هِي كَهِي پِيَا نَشِ رُوحِ قَبْلِ پِيَا نَشِ بَدَنِ هُوِي جَيَا كَهِي حَدِيثِ سَيَّ  
 أَوْ رِي عَالَمِ أَوْ رِي رُوحِ مَيَّنِ رُوحِ مَيَّنِ وَاقِفِ تَمِيْنِ بَعْضِ اَشْرَاقَاتِ شَهَوِيَدِي كَو أَوْ



اور قائل تھیں اپنے خالق کی ربوبیت کی جیسا کہ خود خدا نے فرمایا اَللّٰهُ بِرَبِّكُمْ  
کیا میں تمہارا رب نہیں قالوا بلیٰ سبھوں نے عرض کیا کہ ہاں پروردگار  
اسکے وہ سب قول و اقرار سہول بیٹھیں ہو لانی پر دونیں آکے اور تار یکا کشیف  
جسم کا لباس پا کے اور پہر حب یا ضت کر کے خلاصی پائینگے امیری دار  
غور سے اور ترقی کرینگے بسبب جہا نفس کے اس عالم زور سے تو پہر عہد  
یاد آجایگا اور دلوں میں معرفت کا نور جلوہ دکھائیگا اور چمکتی ہوئی آفتاب معرفت کا  
ظہور ہوگا بلکہ مصداق نور علی نور ہوگا وَبَطْنُكَ مِنَ الطَّعَامِ وَعَيْنُكَ مِنَ الْفَسَادِ  
بِالصِّيَامِ وَالْقِيَامِ اور منع کرے گا وہی عارف اپنے شکم کو غذا سے اور تعب لے گا  
اپنے نفس کو نماز و روزے سے قالوا یا بآئنا و اہماتنا یا رسول اللہ ہو کہ  
اَوَلِیَاءُ اللّٰہِ عرض کی اصحاب نے کہ فدا ہوں آپ پر سے مان باپ ہمارے  
امی رسول خدا یہی لوگ اولیاء اللہ ہیں اس کلام میں دو احتمال ہیں ایک استفہام  
مقتدر یعنی آیا یہی لوگ اولیاء اللہ ہیں دوسرے وہ خبر کہ جس سے مقصود  
لازم الفائدہ ہوا اور بر تقدیر اول فقرہ ثانی میں تاکید استحسانی ہوگی اسلئے کہ القار  
کلام سائل متردد کی جانب کیا گیا اور بنا بر تانی ممکن ہے کہ لزومی ہوا اسلئے کہ جواب  
شکر میں وارد ہوا یا خصوص میں و خالص عقیدہ لوگوں کی جانب کمال محبت و نشا  
سے جیسا کہ صاحب کشف نے تفسیر وَاِذَا الْقَوْلُ الذِّیْنَ اٰمَنُوا قَالُوا اٰمَنَّا  
میں ذکر کیا ہے فقرہ حدیث قَالَا اِنَّ اَوَلِیَاءَ اللّٰہِ اِذَا سَكَنُوْا فَاَنْ سَكَنُوْا  
فَلَمَّا حضرت نے فرمایا کہ جب دوستان خدا سکوت کرتے ہیں تو سکوت ان کا  
فکر ہوتا ہے وَتَكَلَّمُوا فَاَنْ کَلَامُہُمْ ذِکْرُ اللّٰہِ اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو وہ  
خدا کی یاد میں ہوتا ہے وَنَظَرُوا فَاَنْ نَظَرُہُمْ عِبْرَةٌ اور نظر ان کی نظر عبرت

ہوتی ہے اور اطلاق فکر و عبرت و حکمت و برکت اور انکی سکوت و نظر و گویائی  
اور شی پر بوج لازم غیر منفک ہونی کی ہے وَنَطَقُوا فَمَا كَانَ نَطَقُهُمْ حِكْمَةً  
اور جب بات کرتے ہیں تو باتیں انکی حکمت آمیز ہوتی ہیں یعنی کلام عارفانہ  
وحوال سے خالی نہیں خلوت و تنہائی میں یا د خدا ہوتا ہے اور جلوت و کثرت  
میں حکمت و موعظہ وَمَشُوا بَيْنَ النَّاسِ فَمَا كَانَ مَشْيُهُمْ بِرُكْلَةٍ اَوْ رَجَبٍ كَوْفٍ  
چلتے ہیں تو چلنا پھرنا اور نکالنا باعث برکت ہوتا ہے لَوْلَا الْكِبَالُ الَّتِي قَدْ كُنْتَ  
عَلَيْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرُّ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ خَوْفًا مِنَ الْعَذَابِ شَوْقًا  
اِلَى الثَّوَابِ اگر ارجلین انکی نہ لگدی جاتیں تو روحیں انکی اونکے بد نوین  
قرار نہ لیتیں خوف عذاب و شوق ثواب سے اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ  
خوف ورجا ایک کورج کی قلب مومن میں چاہی نہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر  
علیہ السلام سے منقول ہے لَيْسَ مِنْ عِبَادِ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَفِيْ قَلْبِهِ نُورٌ  
نُورٌ خَفِيٌّ وَنُورٌ بَاجٍ وَلَوْ وَزَنَ هَذَا لَمْ يَزِدْ عَلَى هَذَا لَيْسَ كَوْنُ  
ایسا نہیں کہ اس کے قلب میں دو نور نہ ہو ایک نور خوف دوسرے نور رجا اور  
اگر یہ تولے جاتیں تو ایک انہیں سے دوسرے سے زیادہ ہوگا وَعَنْ اَبِيْ اَمَلَم  
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَعْجَبُ مَا كَانَ فِيْ وَصِيَّتِهِ لِقَامَانَ  
اَنْ قَالَ لِابْنِهِ خُفِ لَِلّٰهِ خُفِيَّةً لَوْ حِيَّتْ يَدُ الثَّقَلَيْنِ لَعَدَّ بَاكَ وَارْجَاءَ  
رَجَاءً الْوَحِيَّةُ يَدُ الثَّقَلَيْنِ لَرَحِمَكَ اور حضرت امام جعفر صادق  
علیہ السلام سے منقول ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو عجیب وصیت کی ایفرئد  
اتخاذا سے ڈر کہ اگر تمام جن و انس کے ہی برابر نیکی کرے تو بھی وہ بقیہ تقاضا  
عدل تجھ پر عذاب کرے اور امید رکھ خدا سے اس درجہ کہ اگر یہ تو اس قدر لگا کہ

تو یہی وہ مقتضای رحمت و اسمہ تجہ بخشہ ہے قَالَ مَوْلَانَا بَهَاءُ الْمَلَكَةِ  
 وَالَّذِينَ الْمُرَادُ بِمَعْرِفَةِ اللَّهِ الْإِطْلَاعُ عَلَى نَعُوْتِهِ وَصِفَاتِهِ الْجَلَالِيَّةِ  
 وَالْجَمَالِيَّةِ بِقُدْرَةِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ جَنَابِ شَيْخِ بَارِالْدِّينِ عَلِيهِ الرَّحْمَةُ مَرَّكَ  
 ہین کہ مراد معرفت خدا سے شناخت اوسکے صفات ثبوتیہ و سلبیہ کی  
 ہے بقدر طاقت بشریہ کے وَأَمَّا الْإِطْلَاعُ عَلَى حَقِيقَةِ الذَّاتِ الْمُقَدَّسَةِ  
 فَمِمَّا لَا مَطْمَعَ فِيهِ لِلْإِنْسَانِ الْمَقْرَّبِينَ وَالْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ فَضْلًا  
 عَنْ غَيْرِهِمْ وَكَفَى فِي ذَلِكَ قَوْلُ سَيِّدِ الْبَشَرِ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ  
 اور لیکن اطلاع حقیقت ذات مقدسہ پر رسول و مین گنجائش طمع ملائکہ مقربہ  
 و انبیای مرسلین ہی نہیں چہ جائیکہ اور لوگ اور کافی ہے اس باب میں کلام  
 معجز نظام سرور ربی اَدُمَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ نہیں پہچانے تھے  
 اسی پروردگار جو حق تیرے پہچانے کا ہے وَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ اللَّهَ اخْتَجَبَ  
 عَنْ الْعُقُولِ كَمَا اخْتَجَبَ عَنِ الْأَبْصَارِ وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَطْلُبُونَهُ  
 لَكَمَا تَطْلُبُونَهُ أَنْتُمْ اور حدیث شریف میں ہے کہ خدا بصیر تو ہے ہی ایسا ہی  
 پوشیدہ ہے کہ جیسا بظاہر تو ہے پوشیدہ ہوا ہے اور ملا اعلیٰ اور  
 ملائکہ مقربین و سوا وسطی طرح ڈھونڈتے ہیں کہ جس طرح تم اوسکے لئے سرسبز  
 و سرشتہ ہو فلا تَلْتَفِتْ إِلَى مَنْ يَرْعَى أَنَّهُ قَدْ وَصَلَ إِلَيْكَ كُنْ مِنَ الْحَقِيقَةِ  
 الْمُقَدَّسَةِ بَلْ احْثِلِ التَّرَابَ فِيهِ فَقَدْ ضَلَّ وَعَوَى وَكَذَبَ وَافْتَرَى  
 فَإِنَّ الْأَمْرَ رُفِعَ وَأَظْهَرَ مِنْ أَنْ يَتَلَوَّثَ بِخَوَاطِرِ الْبَشَرِ وَكُلَّمَا تَصَوَّرَ  
 الْعَالَمُ الرَّاسِخَ فَهُوَ عَنْ حَرَمِ الْكِبَرِيَاءِ بِفَرَاخِهِ وَاقْطَعِي مَا وَصَلَ إِلَيْكَ الْعِلْمُ  
 الْعَبِيقُ فَهُوَ غَايَةُ مُبْلَغِهِ مِنَ التَّدْقِيقِ وَمَا أَحْسَنَ مَا قَالَ

انجہ پیش تو غیر از ان رہ نیست : غایت وہم تست اللہ نیست نہ  
پس ہرگز التفات نہکرا و شخص کی طرف کہ جسے یہ گمان فاسد ہو کہ وہ کائنات  
مقدس تک پہنچا بلکہ وہ بڑا بیباک ہے اس کے موزنہ میں خاک ہے گمراہ و بڑے  
وغبی ہے بالکل کا وہ بے مغفرتی ہے اور یہ مقدمہ اس کو نہایت برتر ہے  
اوسکی کائنات سے نہایت دور قیاس شر ہے بڑی بڑی عالموں کی عقل  
اس معرکہ میں دنگ ہے کاخ احدیت و خلوت گاہ صمدیت سے فکر اوسکی صمدیت  
فرسنگ ہرے چہ نسبت خاک را با عالم پاک : اور جو کچھ منتہائی جولانی  
فکر عینی ہے وہ حد رسائی تحقیق و تدقیق ہے : انجہ پیش تو غیر  
از وہ نیست : غایت وہم تست اللہ نیست : بل لِّلصِّفَاتِ الَّتِي  
سُبِّحَ اِلَـهٌ سُبْحَانَهُ اِنَّمَا هِيَ عَلٰی حَسْبِ وَكُفَايَةٍ وَقَدْ رَافَقَهَا مِنَّا  
فَاِنَّا نَعْتَقِدُ اِتِّصَافَهُ سُبْحَانَهُ بِاشْرَافِ طَرَفِ النَّقِيضِ بِالنَّظَرِ اِلٰى  
عَقُولِنَا الْقَاصِرَةِ وَهُوَ تَعَالٰی اَرْفَعُ وَاَجَلُ مِنْ جَمِيعِ مَا نَصِفُهُ بِهِ  
وَفِي كَلَامِ اَلَا مَامِ اَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ لِبَاقِرٍ اِشَارَةٌ اِلٰی هَذَا  
الْمَعْنٰی حَيْثُ قَالَ كَلِمًا مِيزَ تَمَوْهُ بِاَوْهَا صِمٌّ فِي دَقِّ مَعَانِيهِ  
مَخْلُوقٌ مَّصْنُوعٌ مِّثْلُكُمْ مُرْدُودٌ اِلَيْكُمْ وَلَعَلَّ التَّمْلِ الصِّغَارِ  
تَوَهُّمٌ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی زُبَانَتَيْنِ تَكُنَ ذٰلِكَ كَمَا لَهَا وَتَوَهُّمٌ  
اِنَّ عَدَمَهُمَا نَقْصَانٌ لِّمَنْ لَا يَتَّصِفُ بِهِمَا وَهَكَذَا حَالُ الْعُقَلَاءِ  
فِي مَا يَصِفُونَ اللّٰهَ تَعَالٰی اِنْ تَمَّتْ كَلَامُهُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بلکہ جو صفتیں ثابت کرتی ہیں ہم اوسکی ذات مقدس کے لئے یہ بھی تعبد  
ہماری افہام و ادہام کے ہے بقول شخصے : فکر ہر کس بقدر تہمت است

چنانچہ میں ایک عقیدہ ہے کہ دونوں نفیضون نہیں یعنی وجود و عدم میں  
جوابات عمدہ تر ہوا و سکی ذات کے لئے ثابت ہوگی حالانکہ یہ بھی مقتضی ہماری  
عقل ناقص کا ہو و گرنہ حقیقت میں کجاوہ اور کجا یہ صفت خیالی اور کلام  
امام ہمام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ وہ  
جناب فرماتے ہیں جوابات نہایت باریک اپنے ذہن ناقص سے تم تجویز کرو  
وہ بھی تمہاری ہی طرح مخلوق و مصنوع و بے ثبات بات ہوگی اور  
تمہاری ہی طرف رجوع کرے گی اور شاید کہ چیونٹوں کو بھی یہ گمان ہوگا کہ  
ہماری ہی سی و دو سو پچیس خدا کی سی ہیں اس لئے کہ ہمارے نزدیک و کنا  
نونا بڑا عجب ہی اور یہی حال عالموں کا ہے ان مصنوعات کے بیان میں  
کہ جنہیں وہ زعم و خوصفات خدا سمجھتے ہیں قَالَ بَعْضُ الْحَقِيقِيْنَ  
هَذَا كَلَامٌ دَقِيقٌ اَتَقَّ شَرِيقٌ صَدَرَ مِنْ مَصْدَرٍ الْحَقِيقِ وَ  
مَوْجِدِ التَّدْقِيقِ وَالْبَسْرِ فِي ذَلِكَ اَنَّ التَّكْلِيفَ تَمَّا يَتَوَقَّفُ عَلٰ  
مَعْرِفَةِ اللّٰهِ بِحَسْبِ الْوَسْعِ وَالطَّاقَةِ وَاِنَّمَا كَلِفُوْا اِنْ يَعْرِفُوْا  
بِالصِّفَاتِ الَّتِيْ لَهَا وَهِيَ اَشْهَدُ وَهِيَ فِيْهِمْ مَعَ سَلْبِ النِّقَاطِ  
الذَّائِسَةِ عَنْ نِّسَابِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمَّا كَانَ الْإِنْسَانُ وَاجِبًا لِغَيْرِهِ  
عَالِمًا قَادِرًا مُرِيدًا اَمْتَكَلَمَا سَمِيعًا بَصِيرًا كَلِفَ بِاَنْ يَقْدَرُ  
تِلْكَ الصِّفَاتِ فِي حَقِّهِ تَعَالٰی مَعَ سَلْبِ النِّقَاطِ لِتَأْسِئِهِ عَنْ  
اَنْ يَنْسَابَهَا إِلَى الْإِنْسَانِ بِاَنْ يَقْدَرُ اَنَّهُ تَعَالٰی وَاجِبٌ لِدَائِمَةِ لَا  
يَغْيِرُهُ عِلْمٌ وَجَمِيعُ الْمَعْلُومَاتِ قَادِرٌ عَلَى جَمِيعِ الْمُمْكِنَاتِ وَهَكَذَا  
سَائِرُ الصِّفَاتِ وَلَمْ يَكْلِفْ بِالْعَقْدِ صِفَتِهِ كَمَا تَعَالٰی لَا يُوجِدُ فِيْهِ

مِنَّا لَهَا وَمَنَاسِبُهَا بِوَجْهِهِ وَكَوْكَلِفٍ لِّمَا امْكَنَهُ تَعَقُّلُهُ بِالْحَقِيقَةِ  
 وَهَذَا اَحَدُ مَعَانِي قَوْلِهِ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اِنْ تَمَّ  
 کلامہ و محقق و والی کہتا ہے کہ یہ کلام نہایت انیق و شریق و دقیق ہے  
 اور منظر اسکا مصدق تحقیق ہے اور مورد دقیق ہے اور بید اسکا سپہ ہے  
 کہ تکلیف موقوف ہے معرفت خدا پر بحسب طاقت بشری نہ اسقدر کہ  
 جو اس کے امکان سے باہر ہو اور بندوں کو فقط اسقدر تکلیف ہے کہ  
 کہ خدا کو پہچانیں اور نہیں صفتوں سے جسے استیناس رکھتی ہیں اور  
 اپنی میں جنکا مشاہدہ کرتے ہیں باوجود و رکرنے اور نقصوں کے  
 کہ جو ان خود کی جانب منسوب ہونے سے صفات مذکورہ میں حادث ہوتی  
 ہیں اور از بسکہ آدمی موجود اور واجب بغیر ہوتا ہے اور عالم وقادر و مہرب  
 و زندہ و شکم و سمیع و بصیر ہوتا ہے تو اسے یہ تکلیف ہوئی کہ انہیں صفتوں کو  
 اعتقاد کرے حق تعالیٰ میں اور ان عیبوں کو زائل کر کے جو بوجہ انتساب ان  
 کے صفات مذکورہ میں حادث ہوتے ہیں بانی طور کہ اعتقاد کرے کہ خدا  
 لذاتہ ہے نہ واجب وغیرہ اور عالم جمیع معلومات ہے اور قادر تمام ممکنات  
 اور اور بھی صفتیں اسی قیاس پر ہیں اور اوسے تکلیف ایسے صفت کو  
 اعتقاد کرنیکی نہیں ہوئی کہ جسکے مثل و مناسب خود آدمی میں کسی وجہ سے  
 نہ پایا جاتا ہو اور اگر اس امر کی تکلیف بیجاتی تو اسکے تعقل اور سمجھنے کا کب  
 امکان ہوتا اور یہ بھی ایک معنی میں اس حدیث کے کہ جس نے اپنی نفس کو  
 پہچانا اس نے خدا کو پہچانا اور محقق طوسی رہ بعض مصنفات میں ان پر فرماتے  
 ہیں کہ معرفت خدا کے چار درجہ ہیں جیسا کہ بلا تشبیہ شناخت آتش کی

سب میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص سنے کہ موجودات میں ایک ایسی چیز ہے کہ فنا کر دیتی ہے جو اس کے متصل ہو جائی اور اثر اس کا ظاہر ہوتا ہے ہر چیز میں کہ جو مقابل و سکر ہوا اور کم کئے سے وہ کم نہیں ہوتی اور اس سے آگ کہتی ہیں اور اس طرح کی معرفت خدا معرفت عوام و مقلدین کی ہے کہ جو بلا دلیل تصدیق خدا کی ہے اور اس سے بڑھ کے اس کا یقین ہے کہ جس نے دیکھا اور اس سے دیکھ کر تصدیق کی آگ کی کہ جس کا وہ اثر تھا اور نظیر اس کی معرفت اہل نظر و اہل علم کی ہے کہ جو آثار و دلائل قطعیہ سے حکم وجود باری کا کرتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ یقین کامل ہوگا اور سچو اور آگاہ کی گرمی کا یہی کرے بسبب و سکر قرب و جو اس کے اور تمام عالم کا تماشا دیکھے اس کے نور سے اور نفع یاب ہوا و سکر اثر سے اور اس کی نظیر معرفت خاص ہونین کی ہے کہ جس کا قلب مطمئن ہو گیا ہے ساتھ خدا کے اور یقین ہو گیا ہے اور نہیں کہ خدا نور آسمانوں اور زمینوں کا ہے اور اس انداز سے کہ کا چراغ ہے اور اس سے بھی بڑھ کے اس کا درجہ ہے کہ جو آگ کی گرمی سے بالکل سم ہو جائے اور نظیر اس کے معرفت اہل شہود کی ہے کہ جو فانی اللہ ہیں اور یہی خدا کا درجہ ہے کہ خدا و تان تک پہنچنا یا ب کرے اور جناب شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مذکور میں معرفت سی تیسرا اور چوتھا درجہ مقصود ہے واللہ اعلم واعظ کہتا ہے کہ یہ کلام محقق کلام خطابی ہے اور ہر چند اختلاف مدارج معرفت مستفاد ادا ہے معتبر سے ہر مگر یہ کہ جو تھا درجہ اگر مآول نہ تو غیر ممکن اس لئے کہ اتصال و وصول ممکن واجب تک غیر ممکن اور تیسرا درجہ نادار وجود



اور مخصوص بنیاد و وسیع ہے فواصل اور تکلیف شرعی فقط اس وقت ہے  
 کہ خدا کو واجب الوجود سمجھے اور کامل الذات کہ جو مرجع جمیع صفات ثبوتیہ کا ہے  
 اسلئے کہ او کا نہ نوعی غیب و نقص ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کامل جمیع وجوہ ہے  
 ہوگا وہ ضرور قادر جمیع مقدرات ہوگا اور یہی پہلی صفت ہر اور عالم  
 جمیع معلومات کا کہ جو دوسری صفت ہے اور تیسری صفت یعنی زندگی  
 بھی اسی لازم ہوگی ورنہ کیونکر علم و قدرت اور حین پائی جاتی اور قدرت ذاتی  
 اوسکی اور علم بحسن و قبح مستلزم ہے اسے کہ وہ نیکی ہی کا ارادہ کرے اور  
 بدی ہی کا وہ ہو پس مرید و کارہ ہوگا کہ جو چوتھی صفت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ  
 عام و تمام ہوا تو اوسکی مدد رک ہو نہیں کیا کلام رہا پس وہ ادراک بخیر و شر  
 کرتا ہے کہ جنہیں ہم جو اس خمسہ سے ادراک کرتے ہیں اور یہ پانچویں صفت  
 ہوا اور انہیں کہ جو اوسکا ضروری ہے اور عدم سابق و لاحق و ذاتی و غیر  
 وجود سے وہ بری ہے تو ضرور قدیم و اتلی و ابدی و سرمدی ہوگا اور  
 یہی چھٹی صفت ہے اور قدرت عامہ کا مقتضی یہ ہے کہ کلام پر ہی وہ  
 قادر ہو پس وہ مکلم ہی ہوا یعنی خالق کلام نہ اس لئے کہ معاذ اللہ وہ مرکب  
 زبان اور تالو اور کوئے یا اور اعضا سے ہے تاکہ محتاج آلات و اجزا  
 ہو جائے اور یہی ساتویں صفت ہے اور بری سب نقصوں اور عیوب  
 ہی اور یہی مرجع کل صفات سلبیہ کا ہے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ جو سب عیوب  
 بری ہوگا وہ مرکب نہ ہوگا اسلئے کہ مرکب محتاج اجزا ہوتا ہے اور احتیاج  
 بڑھ کے کیا غیب ہے اور یہی پہلی صفت ہے اور ضرور ہے کہ جسم و لوازم ہستی  
 سہ مشل لذت و الم و جوہریت و عرضیت سے ہی بری ہو نہیں تو محتاج



مکان و محل و جہت ہو جائیگا اور یہی دوسری صفت ہے اور وہ خدا کا ہونا  
 موجب اولیٰ ترکیب کو ہے مابہ الاشتراک و مابہ الامتیاز سے اسلئے کہ خدائی توفیق  
 مشترک ہے تو فرق بھی کچھ امتیاز کے لئے ضرور ہوا نہیں و وئی کیونکر ہوگی  
 مالاانکہ ترکیب تلامذہ احتیاج ہے اور خدا احتیاج سے بری ہے پس کتب  
 و تعدد سے بھی بری ہوا اور یہی تیسری صفت ہے اور اثر پذیر نہونا اور کا  
 اول نقص سے متبرہ ہونا موجب ہوا اسکا کہ وہ محل حوادث نہوا اور یہی چوتھی صفت  
 ہوا اور جب وہ مکان و جہت ہی میں نہیں تو کیونکر و کمائی دیگا اور یہی پانچویں  
 اور کئی قدیموں کے وجود کا بطلان اور محلیت حوادث کا جائز نہونا دلالت کرتا ہے  
 اسلئے محتاج نہونے پر اور یہی ساتویں صفت ہوا اور علم اور سکابدنی ظلم سے  
 باوجود قدرت ذاتی و دلیل واضح ہے اسپر کہ وہ ظالم نہیں اور یہی ٹھوٹھنی صفت  
 ہوا اور جب وہ ظالم نہوا تو ضرور عادل ہوگا اسلئے کہ کامل بالذات من جمیع الجہات  
 ہے پس خبرا و سزا اختیار ہی باتو نہی کر گیا نہ اضطرار ہی باتو نہی پس بندے  
 اپنا افعال میں قادر و مختار ہیں کہ کارخانہ خدا میں مثل قضا می محتوم و غیرہ کے  
 مجبور ہوں پس نہ جبر لازم آیا نہ بالکل اختیار بلکہ بین بین کے درمیان اور  
 بلکہ کر وینا باطل ہوا اگرچہ فی الحقیقہ مزج بدی یا نیکی ہوا اور امر بد خدا پر محال ہوا اور جب  
 اسکی علم و قدرت ذاتی کے اور اسکی طرح ارادہ بدی کرنا کہ جو خود بد ہے اور وہ  
 خدا خالق شر نہوا اور آفات سماوی مثل موت و بیماری و خشکسالی و بچ و غیرہ  
 عظامتیک ہیں اگرچہ خلاف مزاج بعض کے ہوں پس وہ بد نہیں بلکہ قرین صحت  
 و منفعت ہیں اور بدلائل قطعی ہم علم کلام میں ثابت کر چکے ہیں کہ حسن قبح اشیاء  
 عقلی ہوا اور خدا کا عبث کرنا بھی منافی علم و عدل ہے پس اسلئے کاموں میں

نیک غرض ہوگی اور نفع رسانی نہ ضرر پہنچانا اسلئے کہ یہ سچ ہے اور نہ خود  
 نفع پانا کہ وہ کامل لذات اور محتاج نفع نہیں پس تکلیف دینا او سپر لازم ہوا  
 کہ موجب ثواب و نفع دینی کے ہے اور لطف بھی او سپر واجب ہوا اسلئے  
 کہ اصل مقصود یعنی فیض رسانی او سپر موقوف ہے بدون الجا اور مضطر کو دینا  
 کے اور صدقات و الام کا عوض دینا زیادہ اصل تعب سی ہی او سپر لازم ہوا  
 تاکہ ظلم یا عیبت لازم نہ آئے اور بہر طور اہل کشف و شہود و صوفیوں کو کوئی  
 بہرہ معرفت توحید سے نہیں اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ امام رضا علیہ السلام فرما  
 میں لَا يَقُولُ بِالتَّصَوُّفِ أَحَدٌ إِلَّا لِيُخَدِّعَهُ أَوْ ضَلَالَةً أَوْ حِمَاقَةً یعنی  
 کوئی شخص تصوف کا قائل نہو گا مگر فریب یا گمراہی یا حماقت سی اور شیخ بہاء الدین  
 جناب رسالتا تب سی روایت کی ہے کہ قبل قیام قیامت ایک جماعت ہوگی  
 کہ جو صوفی کہلائیں گی وہ ہرگز میری ست سی نہیں بلکہ وہ یہود میں معدود ہیں  
 اور وہ کفار و اہل نار ہیں اور حضرت امام جعفر صادق ع سی کسینے عرض کیا کہ اے  
 فرزند رسول خدا اس زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوئی ہے اونکے باریں آپ کیا  
 فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ دشمن ہیں ہم اہلبیت کے اور جو انکی  
 طرف راغب ہوگا وہ انہیں میں محسوب ہوگا اور انہیں کے ساتھ محسوب ہوگا  
 اور عنقریب کچھ ایسی لوگ اٹھیں گے کہ وہ باوجود انتحال اور ادعائی محبت اہلبیت  
 صوفیوں کی طرف راغب ہونگے اور ایسے ہی چال چلن اور باتیں اختیار کریں گے  
 اور صوفیوں کے کلام فاسد کی کہ جو عین کفر و الحاد ہیں چند و چند تاویلین کریں گے  
 اور وہ لوگ ہمارے شیعوں سے نہیں اور ہم بری ہیں اونسے اور جو باطل کین لیلین و کین  
 اور روکی بدعت افکی پس گویا کہ اونسے ہمراہ رکاب ظفر انتساب جناب رسالتا تب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کیا کفار کے ساتھ اور علاوہ ان احادیث معتبرہ کے خود اقوال وافعال لایعنی او کی دلیل واضح اونکے کفر والحاد پر ہین مثل ادعای وحدت وجود و کشف مشہود اور اعتماد کرنیکے خیالات اور منامات پراپنے اور منہمک ہونا اونکا غنا وغیرہ میں اور مناسب حال یہ ہے کہ بطور مشقت نمونہ از خبر واری کچھ اقوال و حکایات او کو بیان کئی جائیں پس از اسجملہ قول باینرید بسطامی ہر سنجانی ما اعظم شانی فلکس فی جبتی سوء اللہ پاک ہوں اور کیا شان ہے میری میرے جامعین خدا کے سوا اور کوئی کئی نہیں ہے نیست اند جتہ ام غیر از خدا چند جوئے در زمین و در سماں از اسجملہ قول مانا بیول روم شوم ہے درج میں اوسکو اوستاد شمس تبریز کے مطربم سرست شد انگشت بریق میزند ہر پروہ عشاق را از دل بر رونق میزند رخت بر بندید ای یاران کہ سلطان و کون ایستادہ بر لوای چرخ نحیق میزند عیسیٰ موسیٰ چہ باشد چاکران حضرتش جبریل اندر قبوشش سحر مطلق میزند جان ابراہیم مجنون گشت اندر شوق او تیغ را بر فرق اسماعیل و تہق میزند احمدش گوید کہ واشوقا لانا اخواننا ہرچو حیدر گردن ہشام و ابرق میزند کسیت آنکس اینچنین شخصی کند از جہا ہر کہ نام شمس تبریزی شنید اندر جہا روح او مقبول حضرت شد انا الحق میزند از اسجملہ اوسی بیدین سیو چا گیا حال اوسکے اوستاد بد نہاد کا پس کہنے لگا کہ قول او نکا کن فیکون ہے اور صفات او کی یہ ہے کہ بجز اونکے اور کوئی خدا نہیں وہی عالم غیب شہاد ہین اور وہی رحمن و رحیم ہین اور ذات او کی یہ ہے کہ کوئی مثال و کون نہیں اور وہی سمیع و بصیر ہین از اسجملہ فواج میبذی میں ہے حضرت سید شریف

سیکویہ سنگمی و صوفی مناظرہ کردند شکم گفت بزارم از ان خدا یکہ در سبک  
 گر نہ بلور کند صوفی گفت بزارم از ان خدا یکہ در سبک و گر نہ بلور کند از ان  
 ہ حکایت ہر کہ جب ہم سنگم بہا بہ عیسیٰ مکان نے حدیثہ سلطانہ میں حج  
 فرمایا ہے اور خلاصہ اسکا بہ تغیر عیارت یہ ہے کہ مونی عبد الرحمن بہنام  
 ابن یحکم الجہم اللہ پچا بہ النذیران ایک شب مسجد میں بیٹھے تھے ایک کتاب  
 انہیں اپنا مجنس پاس کے ہوا لکھنؤ میں لکھا کہ بکوتر باکوتر باز با  
 کند مجنس با مجنس بر واز بد و زانا مسجد میں چلا آیا اور چراغی چڑھائی کے بدلے  
 انکی حصہ کے کیسے چراغ نوش جان کرنے لگا پس وہ چراغ بجھ گئے یہ  
 بکوتر ہر اپنے سیکے کی خوش فہمی و یکہ کے اپنی معرفت کے جوش و خروش میں  
 اُس کے خواب کر کتوں کی طرح ہونک و ٹھوکر واہ واہ سبحان اللہ کیا بات ہے  
 آپہی اپنی کمر کو بچا چراغ کر چلے سے جز اللہ ذاک الکلب فیما قد  
 جزاء الکلاب العاویات وقد فعل بد خلاصہ یہ کہ وہ کتابیسی باتوں  
 کتوں ہی کے ساتھ محسوس رہی ہوگا اور کتنے کتوں ہی کی سزا یا نیکازا بجلہ  
 یہ کہ فرقہ و صلیہ انہیں سے اپنی تین وصل باللہ یعنی خدا رسیدہ اور  
 پہونچ ہوون میں جانتے ہیں اگرچہ ہمارے نزدیک وہ جہنم وصل ہونکے  
 اور وہ بے ایمان جانتے ہیں کہ سب تکلیفین نماز و روزہ کی اونسے ساقط  
 ہو گئیں اور شراب خواری و لواطہ و زنا کاری تک اونکے لئے جائز ہے اور  
 اپنی اہل مذہب کے لئے مان اور میٹھی کو بھی حلال جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب  
 باکرہ عورتیں اور امرد و مرد کیسیکی مباشرت سے تامل نہ کریں تو پھر وہ مورد فیض الہی  
 ہوتے ہیں اور خدا رسیدہ ہو جاتے ہیں اور جو ذرا بھی انکار درمیان میں آتا تو خدا کو

نہایا و اعظمتا سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رابعہ بصری نے نبی <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup>  
 ہی ریاضتوں سے پیری و دستگیری کا ان لوگوں کے مرتبہ پایا ہوگا واللہ اعلم  
 از انجملہ کہ آیا کہ شبلی ایک درخت کرچے مدت دراز تک ہو ہو کر تارنا اور جب  
 لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ درخت، درخت پر کو کو کرتی ہے پس میں ہی  
 اسکی پیروی میں ہو ہو کر تار ہوں کیا عجب کوئل سے یہ لگتا اور بحث کرتا ہو  
 اور اسکے ساتھ دینے پر افتخار کرتا ہو اور اسے اپنی کرامت سمجھتا ہو <sup>اللہ اعلم</sup>  
 یہ صفت اسکی مشہور ہر آدم کی فضل میں بچوان سے بچٹنا اسکا دستور ہے  
 اگر انہیں ہی پر نابالغ سمجھتے تو کیا عجب از انجملہ یہ کہ شبلی جہاد نفس بزم  
 خود کرتا تھا اور اس خیال سے کہ نیند نہ آئی اپنی آنکھوں میں نمک جو نکلتا تھا ہاتھ  
 کہ سات سیر نمک اپنی آنکھوں میں جو نمک لیا از انجملہ شارح معتزلی نے لکھا  
 کہ غزالی جب طوس سے بغداد میں آیا تو یہ بہت تعصب کرتا تھا اس بات  
 کہ ابلیسین تبلیسیں موحّد و نکاسہ وار ہے اور ایک ایسی حکایت نقل کرتا تھا کہ  
 جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ابلیس حضرت موسیٰ سے ہی افضل تھا لغوڈ  
 باللہ فیضان الایات از انجملہ حدیقہ سلطانیہ میں ہے کہ ایک روز حضرت  
 امیر نے پیر کو صوفیوں کے یعنی حسن بصری کو وضو ناقص کرتے پایا تھیں  
 فرمایا اس نے کہا کہ کل آپ نے بڑے بڑے نماز گزار و نکو جنگل میں مار ڈالا  
 اور آج مجھے وضو تعلیم فرماتے ہیں فرمایا کہ تو اگر اون باغی لوگوں کو حق پر جانتا  
 تھا تو اونکا شر کیا کیوں نہ ہوا اسنی کھا کہ میرے نزدیک ام المؤمنین حق پرستین  
 اور میں کئی بات نہی و غسل کر کے جہاد پر چلا کر اثناسی راہ میں سنا کہ ایک مناد  
 ندا کرتا ہے کہ قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں پس میں آپسے اور اونسے دونوں

بری ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ سنا ہی تیرا بانی نہیں تھا اور اس نے سچ کہا  
 کہ باغیو نہیں سے توجہ ہر متوجہ تھا قاتل و مقتول دونوں ناری سننے ازاں جملہ  
 استاد عالمگیر نے خواب میں دیکھا کہ شیطان ان کی ملاقات کو آیا پس انہوں نے  
 اس کی داڑھی پکڑ کے اسی ایک طمانچہ مارا اتفاق سے وہ انہیں کے نوپہ  
 پڑا آنچھ جو کہلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اپنی ہی اپنی ہی ہاتھ میں ہے ازاں جملہ  
 مولوی عبدالحق نے لکھا ہے کتاب سفر السعدین کہ میں ایک بار بہت علیل  
 ہوا کہ زندگی سے مایوس ہو گیا پس جناب سالتماب خواب میں آئے اور دو بال  
 ریش کے مجھے غنایت فرمائے اور فرمایا کہ ایفرزند سچے بشارت ہو شفا کی اور  
 حالت بیداری میں ہی وہ میرے پاس موجود ہیں عجیب نہیں کہ مولوی صاحب  
 مدوح کو یہ مقصود ہو کہ کسی طرح پتھر کے بالکچن میں تو اسی واسطے یہ تھا  
 تراشی لگا اگر خلیفہ صاحب کو نسبت ایسی جسارت کرتے تو شاید قرن قیاس  
 ہوتا ہر چند کہ بالکے کمال کیچنے والے پر ہی کوئی بات نکال دیتے اور مخفی نہ رہے  
 کہ اس حدیث میں نہایت عمدہ صفتیں عارفوں کی اور انتہا درجہ کی علما  
 کاملوں کی منقول ہوئی ہیں پہلی سکوت اور صموت اور روکنا زبان کا کلام  
 ناجائز یا عبث سے اور یہی درنجات ہے چنانچہ جناب میر فرماتے ہیں :-  
 اِنَّ الْقَلْبَیْلَ مِنْ اَلْکَلَامِ بِاَهْلِهِ + حَسَنٌ وَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّمَّنْ قُوْتُ +  
 تنویر اس کلام لائق مخاطب سے خوب ہے اور زیادہ کوئی مذموم ہے +  
 مَا وَّلَدُوْصُمْتُ وَّمَا مِیْنُ مَلْکِیْ + اَلَا یَزِیْلُ وَّمَا یُعَابُ صَمُوْتُ +  
 نہ بات میں ڈمگائیگا چپ رہنے والا اور کوئی زیادہ گواہیسا نہیں  
 کہ لغزش نہ کماے اور نہ عیب لگایا جائیگا چپ کے تین

اِنْ كَانَ يَنْطِقُ نَاطِقٌ مِّنْ فَضِيَّةٍ ۖ فَالْصَّمْتُ دُرٌّ زَانَهُ يَاقُوتٌ  
 اگر باتیں سونے چاندی کی ہی ہوں تو سکوت ایسا درے بہا ہے کہ جسے  
 آمیزش یا قوت نے ہمیشہ کر دیا اور ایک ورشاعر کہتا ہے  
 زِيَادَةُ الْقَوْلِ تَحْكِي النِّقْصَ فِي الْعَمَلِ ۖ وَمَنْطِقُ الْمَرْغَدِ يَحْدِثُ الْبَلَاءَ  
 زیادتی کلام دلالت کرتی ہے کمی عمل پر اور باتیں دماغ کی پیماس دہتی ہیں غری  
 لغزش میں اِنَّ اللِّسَانَ صَغِيرٌ جَرْمُهُ وَلَكِنَّ جَرْمَ كَبِيرٍ ۖ كَمَا قَدْ قِيلَ فِي الْمَثَلِ  
 زبان کا ہر چند جرم کم ہے مگر جرم بڑا ہے جیسا کہ ضرب المثل ہے  
 فَكَمْ نَدِمْتُ عَلَى مَا كُنْتُ قُلْتُ بِهِ ۖ وَمَا نَدِمْتُ عَلَى مَا لَمْ تَكُنْ تَقُولُ  
 کبھی ہوتی باتوں پر اگر ندامت ہوتی ہے اور جو کہا ہی نہیں وسیہ کیا نہ است  
 حمت عادت کن کہ دریک گفتنک ۖ میشود ز نار این تحت الحناک ۖ  
 ووسری بہو کہ جو نیکیوں کی گنجی ہے تیرے بد کو تعب عباد  
 دینا ذکر روزہ رکنا اور اتونکو نمازین پڑھنا اور بعض سفیہوں نے گمان  
 کیا ہے کہ عارف کو عبادت سے استغنا ہے اور کچھ حاجت او سکی نہیں  
 جب خدا رسیدہ ہو جائے اور اگر یہی صحیح ہوتا تو ہر پیر کو بطریق اولیٰ  
 عبادت کی حاجت نہ رہتی کہ وہ سب عارفوں کے شاہنشاہ تھے حالانکہ وہ  
 برس کامل وہ انگلیوں کے بھل نمازین کہڑے رہے یہاں تک کہ رنگ نہ رو  
 ہو گیا اور قدم مبارک پر درم آگیا اور وہ جناب میر کہ جنہر عارفوں کو سلسلہ  
 انتقام ہوتا ہے ہر شب ہزار رکعتیں پڑھتے تھے اور یہی حال حضرت امام  
 حسین کا اور حضرت امام زین العابدین کا اور حضرت علی بن موسیٰ الرضا نے  
 جب پنا بالون کا کرنا و غسل خزامی کو اوتا دیا تو بتا کہ یہ فرمایا کہ بڑی حفا



کرنا اسکی کہ اس میں ہزار شب عبادت کی ہے اور ہر شب ہزار رکعت پڑھی  
 ہو اور ہزار بار ختم قرآن کیا ہے اور سیطرہ علی صید مار وایتین میں اور برابر  
 یہی چال چلن رہا سب ولین اور عارفونکچہ جو ہے فکر کرنا اور حدیث  
 معتبرین وار دے کہ تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنین سنتہ  
 یعنی ایک ساعت کی فکر ہے ساٹھ برس کی عبادت سے بعض کا برے  
 لکھا ہے کہ سبب سکا یہ ہے کہ فکر عمل قلب ہے اور قلب شرف ہے  
 سب اعضا و جوارح سے پس عمل ہی اسکا اونکی عمل سے بہتر ہوگا جیسا کہ  
 آیہ شریفہ قُمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي یعنی برپا کر نماز میری ذکر کے لئے  
 نماز کو وسیلہ ذکر خدا گردانا ہے اور ظاہر ہے کہ غایت اصلی بہتر وسیلہ سے  
 ہے یا پھر ذکر ہے اور مراد اوس سے ذکر زبانی ہے اور اوسکے  
 لئے کلمہ توحید تجویز کیا گیا ہے بوجہ چند فضیلتوں مخصوص کے و اعظ  
 کتا ہے لیکن یہ تلفظ و ذکر اوسی طور پر ہو کہ جو ائمہ معصومین سے  
 ماثور ہے نہ اوس طور پر کہ جسمین مشابہت صوفیوں کی اور اہل بدعت  
 کی لازم آئی خصوصاً ذکر خفی و جلی کہ شعار سے اون مبطلون کے ہے  
 اور بطلان اوسکا اہل حق کے نزدیک جلی ہے چمٹے عبرت کی نظر سنا  
 گویا ہونا حکمت سے کہ جسمین منفعت دین و دنیا یا بیہودی محض آخرت  
 مثل علوم دینیہ و معارف یقینیہ کے آٹھویں لوگوں تک اونکی برکت  
 پہونچنا نویں خوف و سوین رجا رتتمہ مہمہ اب مناسب مقام ذکر  
 اون اشعار آبدار کا ہے کہ جنہیں مرزا فصیح صاحب مرحوم مغفور نے نظم  
 فرمایا ہے پرچہ توحیدیوں کی دہوم ہجرت جسکو دیکھو مولوی روم



بازہ کر چڑے کا تسمہ کس لنگوٹ ہے جب سے بچا تا ہے عارف لوٹ پوٹ  
 بنگ پیکر کر رہا ہے یہ صدا ہے من خدا ایم من خدا ایم من خدا  
 ہر طرف حلاج ہے اور بایزید ہے ہر طرف ہے پیر اور ہر سو مرید ہے  
 سولوی کی فتویٰ کی دہوم ہے ہند ہے پیدا و گار و مہ ہے  
 فتویٰ پڑھتے ہیں یہ باشندہ ہے جائے آیت شعر لاتے ہیں سند  
 کم کیا قرآن و تفسیر و حدیث ہے غش ہیں اون ابیات و اہی پر خبیث  
 من زقرآن مفرابر دہشتم ہے استخوان پیش سگان انداشتم  
 کور کورائہ مرو و در کر بلا ہے تانیقے چون حسین اندر بلا  
 ہر کہ باشند زند و قائم آن ولیست ہے خواہ از نسل عمر خواہ از علیست ہے  
 با مدیان آن فقیر عشقم ہے بایزید آمد کہ یک نیر و ان منم ہے گفت مستانہ عیا  
 آن ذوفنون ہے لا الہ الا انا ما فاعبدون ہے ہفتصد و ہشتاد قالب دیدہ ام  
 ہچو سبزہ بار مار و میدہ ام ہے بس فصیح ایسے نہ و اہی قول پڑہ ہے لعن کر  
 نفرین کر لاجول پڑہ ہے حقتعا سیرت کر سول ہے تو ہر سائل ہے ہر معطفی و الجلال ہیا  
 انت ہی لا یقوت ہے یار جانی زنگ شی لا یقوت ہے حال دل سے تو مرے آگاہ ہے  
 در و ہر اور داغ ہے اور آہ ہے مجھ کو اے خالق بصیرت کر عطا ہے حسن خلق  
 و حسن سیرت کر عطا ہے ولین میرے معرفت کا نور ہو ہے زنگ حب ماسوی تہ  
 و ور ہو ہے نفس میرا سرکش کی کرنے نہ پائے ہے بوئی حب غیر ولین نہ جا کہ  
 مہروش پر نور یہ سینا رہی ہے صاف میرے دل کا آئینہ رہی ہے قلب پر  
 میرے سیاہی چھان نہ جاسے ہے دین پر میرے تباہی آنہ جائے ہے جس طرح  
 و کیوں تو ہو عبرت مجھ ہے دن پہ دن افرو و دہو حیرت مجھ ہے تجھ کو و کیوں جس طرح

جائے نظر نہ کچھ نہ تیرے ماسوا آئے نظر نہ تیری الفت ہو تو کچھ کلفت نہ ہو  
 پھر زن و فرزند کی الفت نہ ہو نہ کم کروں گفتار کم سو یا کروں نہ کم ہنسوں  
 اور بہت رویا کروں نہ در یہ تیرے رات دن عاکف رہوں نہ اہل دنیا سے  
 میں ناواقف رہوں نہ کیا تو نگہ کیا کہ کیا بادشاہ نہ سب سے ہو و اجنبیت  
 تجھ سے راہ نہ زندگانی میں فنا فی اللہ ہوں نہ پر نہ صوفی کی طرح گمراہ ہوں نہ  
 ہوے ہر ایک کام میں نیت بخیر نہ کچھ نہ مانگو غیر سے تیرے بغیر نہ رات دن  
 کرتا رہوں عجز و نیاز نہ غیر سے ظاہر کروں اپنا نہ راز نہ جو ترا ہوا و سپہ پروا  
 رہوں نہ جو ہوں اپنی اوستے بیگانہ رہوں نہ صبح ہو یا چاشت ہو یا شام ہو  
 ولیم تو ہو لب پر تیرا نام ہو نہ ظاہر و باطن کو میرے ایک کر نہ اپنی نیکی کا قصد  
 نیک کر نہ شکر نعمت سے رہوں طلب اللسان نہ پاسے لذت ذکر سے کاظم زبان  
 زندگی طاعت گذار میں کٹ نہ عمر تیری یاد گاری میں کٹ نہ خاہشیں جتنی ہیں  
 سب سے ناپائمال نہ ہو طاعت کا تیری حاصل کمال نہ رات جب ہو وے تو  
 شب بیدار ہوں نہ خواب راحت سے صدایا رہوں نہ دن کو صائم رہا تو قائم  
 رہوں نہ بندگی میں مستعد دائم رہوں نہ قطع ہوئے رشتہ طول مل نہ ہو یونج  
 ہمد مہرے علم و عمل نہ علم و حلم و زہد و تقویٰ نہ عطا نہ بخش میری لغزش و جرم خطا  
 رات دن تجھ سے کروں میں التجا نہ گاہ ہو خوف و گاہی رجا نہ عجب کبر و خجل نہ زوی  
 رہی نہ خاکساری نہ مغروری رہی نہ غیظ و غیظی کا نہ ہو دلہ گز نہ دوہو غصہ و کا  
 در دسر نہ ہو منا ہی سے ہمیشہ احتراز نہ امر پر تیرے رہوں میں یکہ تاز نہ  
 واعظ کہتا ہے کہ یہاں شمار آبدار اس قابل میں کہ اہل ایمان و عرفان نہیں  
 کہتے وظیفہ نہیں نمازون کے ورد زبان کرین فقط

## موعظہ ساتوان

بیان میں استحالة دیدار خدا کے اور کچھ لطیف حکایتیں مرقمہ

مجسمہ کی اور بیان میں عصمتؑ اور کچھ ذکر حضرت یوسفؑ

وزلیخا اور حضرت یونسؑ کا

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ لَهُ الْمَأْمُونُ الْمَلْعُونُ  
 فِي تَضَاعِيفِ حَدِيثِ طَوِيلٍ اِيك روایت طولانی میں وارد ہے  
 کہ ایک روز رشیدناشید نے خدمت بابرکت امام رضا علیہ السلام میں  
 عرض کی مَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا  
 وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ اٰرِنِي اِلَيْكَ الْاٰيَةَ كَمَا مَنِي بِهِن اِس قول  
 خدا کے اور جواب آئے موسیٰ ہماری میعاد کے لئے اور بتائیں کیوں کہ  
 اوسکے مربی نے تو اوںہوں نے عرض کی امی میرے مربی دیکھا مجھے  
 اور موقع دے اسکا کہ میں تیری طرف دیکھوں کَیْفَ یَجُوزُ اَنْ یُّکَلِّمَ  
 کَلِیْمُ اللّٰهِ مُوسٰی بنِ عِمْرٰن لَا یَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یَجُوزُ

عَلَيْكَ الرُّبُوبِيَّةُ حَتَّى كَيْسًا لَهُ هَذَا السُّؤَالُ كَيْفَ نَكْرِ جَائِزٌ هُوَ سَبِّهِ بَاتِ  
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انہوں نے کہا کہ جو خدا سے باتیں کیا کرتا تھا وہ ایسا  
 جنہی سے کہ اتنی ہی تیز نہ کہتا ہو کہ ویرا خدا کن نہیں یہاں تک کہ تکلف  
 دشواریت ویدار کرے فَقَالَ إِنَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللَّهَ اجْعَلْ مِنْ  
 كُنْ يَرَىٰ بِلَا بَصَارٍ وَلَكِنَّهُ لَمَّا كَلَّمَهُ رَبُّهُ وَقَرَّبَهُ بِجَنَّةٍ رَجَعَ إِلَىٰ  
 قَوْمِهِ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ كَلَّمَهُ رَبُّهُ وَقَرَّبَهُ وَنَاجَاهُ پَسِ  
 حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ تو بخوبی واقف تھے اس بات سے کہ  
 وہاں سے دینا دون مرتبہ خداوندی ہے لیکن جب جناب باری نے کلام  
 کیا اور قریب منزلت عطا کی حضرت موسیٰ کو حالانکہ چپکے چپکے اونیہ رانی  
 باتیں کہیں اور نہیں نے خدا سے مناجات کی تو وہ اپنی قوم کے پاس  
 واپس آئے اور خبر دی اور نہیں کہ آج اس طرح سے خود خدا مجھے ہم کلام ہوا  
 فَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَسْمَعَ كَلَامَهُ كَمَا سَمِعْتَ بِسْمِ وَنَهْنُ نَ  
 کہہ کہ ہم اپکا کب یاں لاتے ہیں جب تک کہ خود ہم سے پروردگار ہم کلام نہ ہو  
 ہم اس کا کلام نہ سنیں جیسا آپ نے بگوش خود سنا وَاكَانَ الْقَوْمُ سَبْعًا  
 اَلْفَ رَجُلٍ فَأَخْتَارَ مِنْهُمْ سَبْعِينَ اَلْفًا اور وہ قوم یعنی بنی اسرائیل  
 سات لاکھ آدمی تھے پس ان میں سے حضرت نے ستر ہزار چنے ثُمَّ اخْتَارَ  
 مِنْهُمْ سَبْعِينَ اَلْفًا پھر ان میں سے سات ہزار چنندہ رَكُومًا ثُمَّ اخْتَارَ  
 مِنْهُمْ سَبْعِينَ اَلْفًا پھر سات ہزار میں سے سات سے رکملے ثُمَّ اخْتَارَ  
 مِنْهُمْ سَبْعِينَ اَلْفًا رَجُلًا لِيُقَاتِلَ رَبِّهِمْ پھر ان میں سے بھی بڑے  
 چنندہ اور عمدہ ستر آدمی چناٹ لئے میقات پروردگار کے کو فتح کر

بِهِمْ إِلَى طُورِ سَيْنَاءَ فَأَقَامَهُمْ فِي سَفْحِ الْجَبَلِ وَصَعَدَ مُوسَى إِلَى طُورِ  
 سِنِیٰ وَنَہِیْنِ لِجَاکے پہاڑ کے پاس ٹھرایا اور خود طور پر چڑھ گئے وَسَّأَلَ اللّٰهَ  
 اَنْ یَّکَلِّمَهُ وَیَسْمِعَهُمْ کَلَامَهُ فَکَلَّمَہُ تَعَالٰی وَسَمِعُوا کَلَامَ مَنْ فَوْقِ  
 وَاسْفَلَ وَیَمِیْنِ وَشِمَالِی وَوَسْرَءِ وَاَمَامِ اور وِزْوَاسْتِ لٰی اَنھوں نے  
 خدائے کہ وہ انہیں ہم کلام ہوا اور اپنی آواز اون سب کو یہی سنا دی پس اُن  
 کلام کیا اور اون سب نے اوپر نیچے واہنے بائیں آگے پیچھے چار طرف سے اُن  
 کلام سنا لائن اللّٰہ تَعَالٰی اَحَدٌ تَہُ فِی الشَّجَرَةِ ثُمَّ جَعَلَهُ مُنْبِعًا  
 مِنْہَا کَحَتِّ سَمْعُوْہُ مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْہِ اسلئے کہ خدائے اوس کلام و  
 آواز کو پہلے دخت سے ظاہر کیا پر موائیں پھیلا دیا کہ چاروں طرف سے  
 وہی اونہیں سنائی دیتا تھا اور چونکہ اُنہوں کے چاروں طرف وہ تکتے تھے  
 کہ کہ ہر سے یہ آواز آرہی ہے فَقَالُوا لَنْ نُوْمِنَ لَکَ بِاَنْ هٰذَا  
 کَلَامُ اللّٰہِ حَتّٰی تَرٰی اللّٰہَ جُہْرَۃً جب یہ بھی ہو چکا تو انہوں نے خدا سے  
 چار آنکھ نہ ہونا چاہا اور کہا کہ ہم کسی تمہاری تصدیق نہ کریں گے کہ یہ خدا کا کلام  
 ہی جب تک کہ ہم ظاہر بظاہر خدا کو نہ دیکھیں فَلَمَّا قَالُوا هٰذَا الْقَوْلُ الْعَظِیْمُ  
 بَعَثَ اللّٰہُ عَلَیْہِم مَّصَاعِقَہُ فَاَخَذَتْہُمْ بِظُلْمِہِم مَّا تَوَابَرَجِب  
 اونکے چوٹے مونہہ سے ایسی بڑی بات ظاہر ہوئی تو خدائے ایک بجلی  
 محیط کر دی کہ اوسنے اون ظالموں کو جلا کے خاک سیاہ میں ملا دیا فَقَالَ  
 مُوسٰی یَا رَبِّ مَا اَقُوْلُ لِبَنِیْ سِرَاطِیْلٍ اِذَا رَجَعْتُ اِلَیْہُمْ قَالُوْا  
 اِنَّکَ ذَہَبْتَ بِہُمْ وَقَتَلْتَهُمْ لَا نَکَ کَمْ تَکُنْ صَادِقًا فَمَا اَدْعٰی  
 مِنْ مُنَاجَاَتِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاکَ فَاَحْیَاہُمْ اللّٰہُ وَبَعَثَہُمْ مَّعَہُ

پس حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اب میں بنی اسرائیل کو سونہ دیکھانے کے قابل نہ رہا اور کیا جواب دوں گا اونہیں جب ونگے پاس پہرے جاؤں گا اور وہ کہیں گے کہ تم جب امتحان نہ لے کے اور کلام خدا نہ سناؤ گے تو جہنم کے لئے تہمتیں اون لوگوں کو مار ڈالو تاکہ راز فاش نہ ہو پس تمام حجت کے لئے خدا اونہیں جلا دیا اور وہ صبح و سالم اپنے گھر پہرے اور اپنی برادری میں سب حال بھلی کے جلا نیکا اور خدا کے جلا نیکا مشرح بیان کر دیا فقالوا انا انک لو سئلت للہ ان یریک تنظر الیہ لکجا باک ثم کنت تخبرنا کیف هو و نغیرہ حق معرفۃ بنی اسرائیل تو جنتی تے وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ جو آپ خدا سے اوسکے دیدار کی درخواست کرتے تو وہ کہہ آپ کی بات کو نہ مانتا پھر آپ بیان کر دیتے کہ وہ کیسا ہے تو ہمیں بی اوسکی شناخت حاصل ہو جاتی فقال موسیٰ یا قوم ان اللہ لاکبریٰ بالابصار ولا کیفیۃ و انما یعرف بایاتہ و یعلم باعلامہ پس حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ خدا انکوں سے نہیں دیکھائی دیتا اور نہ کیفیت رکھتا ہے مثل رنگ روپ جسم و صورت کے تاکہ دیکھائی دے بلکہ آیات و علامات صحیح کے ذریعہ سے وہ پہچانا جاتا ہے فقالوا لکن نوز لک حتی تسالہ پس انہوں نے کہا کہ ہم کہہ ہی تمہارا ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تم خدا سے یہی سوال نہ کرو فقال موسیٰ یا رب انک قد سمعت مقالۃ بنی اسرائیل وانت اعلم بمصدرا حیم پس حضرت موسیٰ نے مناجات کی کہ خداوند اتو نے کلام بنی اسرائیل سنا پس جو کچھ او کو حق میں مناسب ہو وہ فرما فاحی اللہ تعالیٰ لیکہ یا موسیٰ سلنے ماسئلہ

فَلَمَّا أَخَذَتْهُ إِلَيْهَا لَمَسَتْهُ خَدَّيْنِ الْأُولَىٰ طَرَفَ وَحْيٍ فَرَأَتْهُ كَمَا يُرَىٰ  
 تَمَّ الْأَوَّلَىٰ وَرَغَبَتْ بِشَيْءٍ كَرُوهُ مِّنْ تَمَّ سَعَىٰ هَرَّكَزْ مَوَازِدَ فِكْرٍ وَكَأَنَّكَ  
 نَادَاوَانِي كَمَا فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ مُوسَىٰ رَبِّ ارْنِي أَنظُرَ إِلَيْكَ قَالَ  
 لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي  
 فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ  
 قَالَ سُبْحَانَكَ تَبَّتْ يُقُولُ رَجَعْتُ إِلَىٰ مَعْرِفَتِي بِكَ عَنْ جَبَلٍ  
 قَوْمِي وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ بِأَنَّكَ لَا تَرَىٰ سِوَةَ مُوسَىٰ  
 مناجات کی کہ خداوند اچھو موقع دے اپنی دیکھنے کا فرمایا کہ ہرگز ہرگز دیکھیں تو  
 نہ کیسے گا مجھے لیکن پہاڑ کو دیکھ اگر یہ اپنے مقام پر ثابت رہا تو ہرگز ہرگز  
 تو مجھے دیکھیں گا پس جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی یعنی اپنا مخلوق ایک خاص  
 نور و مان ظاہر کیا تو اس کو وہ پر شکوہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود حضرت  
 موسیٰ بیہوش غش کما کے مونہ کے بھل گر پڑے پہر جب لفاقہ ہوا تو  
 عرض کرنے لگے کہ خداوند تو پاک و برتر ہے اس مرے کہ کسی کو دکھائی دے  
 تو یہ کی مینے یعنی نادانی قوم سے اپنی روگردانی کر کے تیری معرفت کی  
 طرف پر پڑا اور سبکے پہلو میں ایمان لایا کہ تو دیکھنے کی چیز و نین نہیں ہے  
 واعط کما ہے کہ اشاعرہ لاشعور یہ نے اس یہ مذکور سے و طحیر  
 استدلال کی ہے ویدار خدا کے ممکن ہونے پر ا یہ کہ خدا نے اپنی ویدار کو  
 معلق کیا ثبات کو وہ پر شکوہ پر اور استقرار کو وہ فی نفسہ ممکن ہے اور جو ممکن  
 معلق ہو گا وہ بھی ممکن ہے پس معلوم ہوا کہ ویدار یہی ممکن ہے اور معتزلہ  
 تیس بیقیاس کے صغریٰ میں یہ بحث کی ہے کہ استقرار کو وہ ہو کیا



مراد ہے مطلق استقرار یا استقرار مطلق عنوانی یا معنوی یا مقید ظاہر یا یہ کہ یہ ہے  
 کہ استقرار مخصوص مقید یعنی بشرطی یعنی تجلی مراد ہے نہ لایبشر یا بشرط لایک  
 درجہ میں اور ظاہر ہے کہ عند التجلی استقرار ممکن نہ تھا اسلئے کہ پہلی ہی خدا خبر دیکھا تھا  
 کہ تم مجھے نہ دیکھو گے اور ظاہر ہے کہ خلاف مرضی خدا ہونا محال ہے پس جب  
 اسکی تعلیق ہوئی وہ بطریق اولیٰ محال ہوگا اور معلق کرنا ایسی بات کا کہ جو محال  
 قطعی ہو کسی مرید دلالت صریح کرتا ہے محال ہونے پر اور اصل امر کی مثلاً کوئی  
 کسی سے کہو کہ اگر تیرا کلام حق ہے تو خدا کا شریک موجود ہے تو مطلب وسکا  
 یہی ہوگا کہ حقیقت اسکے کلام کی محال ہے شریک باری کی طرح اور ظاہر ہے کہ  
 یہ مسئلہ تلزم ہو نہیں کہ اس کلام سے امکان شریک باری ثابت ہو سبب اسکے  
 معلق ہونیکے صدق کلام پر کیلکی جو فی نفسہ ممکن ہے پس کلیت کبریٰ ہی باطل  
 ہوئی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی چیز امکان ذاتی رکھتی ہو اور سبب خصوص مادہ محال  
 ہو گئی ہو اس باعث سے او سپر محال معلق کیا جائے فتاہل خلاصہ یہ کہ  
 پہاڑ کا ثابت رہنا تجلی کے وقت ممکن نہ تھا اس سے او سپر دیدار محال کا حوالہ  
 ہوا اب یہ ہے کہ اگر حسب عقیدہ معتزلہ دیدار محال ہوتا تو حضرت موسیٰ سا  
 شخص کا ہیکو اسکی درخواست کرتا اسلئے کہ عاقل آدمی محال بات کی کیوں درخواست  
 کرنے لگا پس معلوم ہوا کہ ہماری طرح حضرت موسیٰ ہی او ہی جائز جانتے تھے  
 وگرنہ ایسے نبی کا کہ مخصوص شرف ہم کلامی خدا سے ہو جہل لازم آتا ہے صفات  
 ثبوتیہ اور سلبیہ خدا سے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو امر ایسا شخص بزرگوار نہ جانتا ہو  
 اسے ادنیٰ ادنیٰ معتزلی لوگ کہ جنہیں ذرا سا ماسکہ علم کلام میں ہے وہ جانتی  
 ہوں اور معتزلہ ہی اس لیے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر رویت خدا

جائز ہوتی تو اوسکی درخواست میں کیا عیب تھا کہ جو استغفار سے عظام  
 اوسکا خدا نے فرمایا اور ظلم سے اوسے تعبیر کیا اور پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے  
 کر دیا اور اوسکے سب سے بھلی گرائی چنانچہ قرآن میں ہے فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَى  
 الْكَبِيرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ  
 بِظُلُمِهِمْ یعنی حضرت موسیٰ سے تو اس سے بھی بڑھ کے درخواست کی تھی  
 اور کہا تھا کہ دکھا دے ہمیں خدا کو ظاہر بننا ہر پس بھلی گرمی و نہر اس ظالم  
 سب سے اور شاعرہ اسکا یہ جواب دیتی ہیں کہ منشا اسل استعظام بلوغ وانکار  
 شدید کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس دار دنیا میں دیدار کی درخواست کی  
 تھی کہ جو مستلزم مقابلہ اور جہت کو ہے اور یہ بات خدا پر محال تھی نہ دار آخرت  
 میں بلکہ اوسکا وہاں دیکھنا ایک عنوان جدید سے کہ حسین تقابل و جہت کا  
 نہو جائز و صحیح ہو اور ہو سکتا ہے کہ معتزلہ اونکے جواب میں کہیں کہ حضرت  
 موسیٰ سابی بزرگوار کیا اتنی ہی لیاقت نہ رکھتا تھا کہ جو دیدار نبوی کو محال  
 جان کے خدا سے نہ پوچھتا تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ انہیں شاعرہ لاشعور  
 کے برابر ہی شعور نہ تھا جیسا کہ شرح اربعین میں بتغیر سے ہے اور تو ہم نہ کہ  
 تجلی رب پہاڑ پر نص فلما تجلی رہا سے ثابت اور حضرت موسیٰ کا اوں  
 نور بانی کو دیکھنا معلوم نہیں تو غش کیون آنا پس ثابت ہوا کہ رویت خدا  
 واقع ہوئی اور جواب یہ ہے کہ فقرہ مذکور ماول ہو اور محمول معنی مجاز تھی  
 اور لن ترانی قرینہ تجوز ہے ورنہ تناقض صریح کلام الہامی الہی میں لانا  
 ایسا اور غلط ہے کہ مارا یا ان بعض بنی اسرائیل دیدار پر تہا پس بقضیۃ  
 لطف خدا کو اتمام حجت ضرورتی اور اسطرح تکمیل تحدی حضرت موسیٰ اور

استجاب دعائی کلیم خدا مقتضی قبول درخواست بنی اسرائیل کی تھی اور پھر چونکہ  
 اینہم پر جو دعاستجاب نہوئی بلکہ تنہد شدیدا اور عذاب الیم خداوند کریم سے ظاہر  
 ہوا تو صاف ظاہر ہوا کہ دیدار میں ایسی جہت قبح تھی کہ جس نے ان سب وجوہ استحسان  
 بلکہ وجوب کو مضمحل کر دیا اور کی طرح اصلاح پذیر نہ تھے اور بسبب استحالة ذاتی  
 کے اس قابل نہ تھے کہ قدرت قادر علی الاطلاق اس سے تعلق کرے اور کیونکہ  
 ایسا نہو حالانکہ قابل اشارہ جہتی یعنی محسوس ہونا بدون ذات وضع ہونیکے  
 ممکن نہیں اور خدا جسم و جسمانیات و مکان و چیز سے بوجہ استغناسی ذاتی بالظاہر  
 فریقین بری ہے اس لئے کہ جسم محتاج اجزاء اور ممکن محتاج مکان ہوتا ہے  
 اور حاجت نامی و منافی الوہیت ہے جیسا کہ قطعی عقلی و لیلون سے ثابت  
 ہے اور ظاہر ہے کہ ہر تکلیف عقل پر ہے اور اسی لئے مطلق العنان و مرفوع  
 کر دئے گئے اطفال و مجانین وغیرہ اور حضرت آدمؑ نے ہر خدا سے عقلی  
 کو قبول کیا اور حیاء و ایمان پر توجہ نفرمانی اس کے مقابل میں بلکہ اوٹھین رو  
 کیا یہاں تک کہ وہ غدر خواہ ہوئے کہ ہم تابع عقل ہیں اس سے جدا نہیں ہو سکتے  
 پس جو بات عقل قطعی سے ثابت ہو اس سے روگردانی جائز نہیں گو کہ ہزار و ہزار  
 آیتیں بظاہر اس کے خلاف پر دلالت کریں بلکہ ایک دلیل عقلی تھا کہ لئے وہ سب  
 مآول یا مطروح ہونگے پس کل آیات و اخبار دیدار دنیوی یا اخروی مآول ہیں  
 جیسا کہ مسبوعات میں مذکور ہے مَنْ شَاءَ فَلْيُخَرِّجْ إِلَيْهَا پس مآول ہونا شاعر  
 لاشعور یہ کا دیدار پروردگار کی طرف بی عقلی و بی ایمانی و بی حیائی سے اونکی ہے  
 اور درپردہ تائید ہے مجسمہ شبہ کی کہ جو اون لوگوں میں صاف خدا کے لیے جسم  
 مادہ ثابت کرتی ہیں چنانچہ بعض بیدین کہتے ہیں کہ بڑی شان و شوکت جاہلانہ



حدیث جریر بن عثمان کو اسلئے کہ وہ مذمت حضرت امیر کرتا ہے اور کتاب یواقیت و  
 جواہر میں ہے کہ حمزہ بن زیات کہا کرتا تھا کہ میں نے خدا کے سامنے سورہ یس پڑھا جبکہ  
 اوسے دیکھا پس جب میں یہ پڑھا تنزیل العزیز الرحیم تو حق تعالیٰ نے مجھ پر یہ قرأت  
 مسترد فرمائی اور فرمایا کہ ضم لام سے اس کو پڑھ بلکہ فتح سے پڑھ اور فرمایا کہ تقدیر عبارت  
 یہ ہے **وَإِنَّا أَنزَلْنَاهُ لَكَ آيَاتٍ** اور بیان کرتا ہے کہ میں نے خدا کے روبرو سورہ طہ پڑھائی  
 جب میں اس آیت تک پہنچا **وَإِنَّا أَخْلَصْنَاهُ** تو خدا نے فرمایا **إِنَّا أَخْلَصْنَاهُ لَكَ** الخیزاک  
**فَقَالَ لَمَّا مَوْنٌ لِلَّهِ دِرْكَ فَاخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ كُتِبَتْ يَدُكَ**  
**وَكُفَّ يَدَاكَ** ان کرائی بڑھان کر پڑھ پیر شیعہ نے عرض کی کہ خدا آپ کو خراسے خیر و  
 جحیم باخبر کیجئے معنوں سے اس آیت کے اور بے شبہہ ارادہ کیا زلیخانے یوسف سے  
 اور یوسف نے زلیخانے سے اگر نہ دیکھتی وہ دلیل واضح اپنے پروردگار کی خلاصہ  
 بلاغت شہون یہ ہے کہ زلیخانہ صغیر سن سے حضرت یوسف کو خواب میں دیکھ کے  
 اور وعدہ وصل زمین مصر میں شکرنا دیدہ دیوانہ وار فنگی مزاج سے عقد عزیز مصر  
 راضی ہو کے مصر پہنچی اور عزیز استقبال کو بیرزن شہر آیا زلیخانے جو ہر دو کو  
 اوسے دیکھا تو یوسف نہ پایا ایک لہ سرد دل پر درو گینچے بیہوش ہو گئی  
 خود غلط بود انچہ پند آیتیم جب غش سے افادہ ہوا تو اسکے کہلائی نے بہت  
 دلاسا دیا اور کہا کہ تو مکہ نہوا انجام سفر بخیر ہے ایک روز ضرور اپنی مقصد ملی  
 تک پہنچگی یہ محبوب عزیز مصر کے ساتھ بسر کرتی رہی یہاں تک کہ بیانیوں کے ظلم سے  
 حضرت یوسف مصر میں پہنچا اور زلیخانے مالک بن زعر سے انیس مول لیا او  
 ہمیشہ منتظر تھی اسکی کہ یہ نظر لطف و توجہ اسکے حال پر کریں سے آنا کہ خال  
 بنظر کیسیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمی با کنند مگر یہ جناب بسبب ہر و مرج

کہیں اتفاقات فرماتے تھے آخر کار مجبور ہو کے بمشورہ وادیہ بڑے اہتمام سے  
 ایک خلوت خانہ زلیخانے بنوایا کہ جسے بیت الکریمہ کہتے تھے اور ایک روز نماز کے  
 لباس و آخر پہن کے تاج مرصع کہ جسکی قیمت زراج ملک مصر تھی سو روپیہ  
 درجہ اخیر میں تخت زرین پر بیٹھی اور وہ بھی جمال ہیشال میں پیش و بے نظری  
 پس حضرت جو اسکے پاس خلوت خانہ میں چلے تو یہ تہنیتی کہ دیکھئے آج شریف  
 سے کیونکہ خدا بچا تا ہے یہاں تک کہ جب ایک قبہ کو دروازے سے گزیرے  
 تو ایک کنیز زلیخانے دروازے میں قفل ویدیا پس یہ حال جو انہوں نے  
 دیکھا تو انکا ٹٹک اور بڑا مجبور انہوں نے اپنے کمر بند میں گرہ لگائی اور اس طرح  
 ہر قبہ کے دروازے میں جب وہ قفل لگاتے تو یہ ازار بند میں گرہ لگا دیتے تھے  
 یہاں تک کہ ساتون قبہ بیت الکریمہ کے ملی کر کے اصل مقصد تک پہنچے تو زلیخانہ  
 بی تکلف اسے راز و نیاز کی باتیں کرنی لگی اور لگاؤٹ کرنا شروع کی پس ان  
 اوس سے روگردانی کی داہنی طرف جو دیکھا تو دیوار پر تصویر زلیخانہ نگاہیں  
 پائی پر بائیں طرف مڑے اور دہری ہی سی کرشمہ تھا اوپر جو نظر اوٹھائی تو وہاں  
 ہی ہی صورت نظر آئی اور زمین کی طرف جو دیکھا تو زمین کا ہی ہی نقشہ تھا  
 جب ہر طرف ہی ماجرہ پایا تو مضطرب ہوئے اور بگریہ وزاری درگاہ باری میں  
 عرض کرنے لگی کہ اے پروردگار عالم بے تیرے مدد کی نفس پر قابو ممکن نہیں  
 یہاں تک کہ زلیخانہ تابانہ اوٹھی اور ارادہ فعل بد کا اسے کیا اور انہوں نے  
 غم فرار کیا اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا اوسنے اسے قصد  
 زنا کیا تھا ویسا انہوں نے ارادہ اوسکے قتل کا کیا اور وہ از بسکہ مضرانہ جہنم  
 تھا تہ ترفیق رفیق ہوئی اور بدلیل واضح نبوت والہام یہہ اوس سے محض طور پر

اور اس حدیث میں ہے فَقَالَ الرِّضَا لَقَدْ كُفِّرْتُ وَلَوْلَا اَنْ رَأَى بَرُّهَانَ  
 رَبِّهِ لَهُم بِهَا كُفِّرَتْ بِهِ لَكِنَّهُ كَانَ مَعْصُومًا وَالْمَعْصُومُ لَا يَمُوتُ  
 بِذَنْبٍ وَلَا يَأْتِيهِ سِنٌّ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شبہ لیجائیے  
 نزدیک و ہمبستر می یوسف کا ارادہ کیا اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ حضرت ملاحظہ کر چکے ہوتے  
 برہان پروردگار کو یعنی نور نبوت و ضیاء عصمت و فتوت کو اور نہ سبب تعریف  
 اور نکالوث نجاست گناہ سے پال و صاف ہو چکا ہوتا تو وہ بھی اویس سے  
 ویسا ہی ارادہ کرتے جیسا اویس نے اوسنے کیا اس لئے کہ جو ان قومی ہر گز  
 تھے اور لیجائیے نازنینی و محبینی میں کتنا ہی لیکن وہ جناب معصوم و نور  
 نہ ارادہ گناہ کرتا ہے اور نہ خود گناہ خلاصہ یہ کہ یہ آید وافی ہدایہ حکم فقہیہ مطبعہ  
 میں ہے اور رفع سے رجوع قیاسل تشنایکی طرف کرتا ہے ولا خیر علیک  
 واخلط کھتا ہے کہ پس مراد برہان رب سے نبوت و عصمت سے اور خیر  
 شیخ بہائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اَلَا اَدَّبُرْ هَا ن رَّبِّهِ مَا نَصَبَهُ مِنْ اَلْاَکَلِ  
 الْعَمَلِيَّةِ وَالنَّقْلِيَّةِ الدَّالَّةِ عَلَى وُجُوبِ جَنَابِ الْحَاكِمِ وَالْبَتَاءِ عَنِ اللَّهِ  
 وَالْكَافِئِ یعنی مراد برہان پروردگار سے وہ عقلی و نقلی دلیلین میں جو دلالت  
 کرتی ہیں اس پر کہ محرمات سے احتراز لازم ہے اور گناہوں سے دوری واجبہ  
 وَقَدْ يَسْتَفَادُ مِنْ كَلَامِ الْأَمَامِ أَنَّ مِنْ جُمْلَةِ ذَلِكَ الْهَمُّ بِالْمَعْصِيَةِ  
 وَالْقَصْدُ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ جَعَلَ ذَلِكَ مِنْ مَنَافِيَاتِ الْعِصْمَةِ حَيْثُ  
 قَالَ وَالْمَعْصُومُ لَا يَهْمُ بِذَنْبٍ وَلَا يَأْتِيهِ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يُقَالَ  
 جَعَلَ اللَّهُمَّ بِالْمَعْصِيَةِ مَنَافِيًا لِلْعِصْمَةِ لَا يَفْتَضِلُ كَوْنُهُ ذَنْبًا  
 لِحَوَازِ كَوْنِهِ مِنْ قَبِيلِ السُّهُوِّ وَالنِّسْيَانِ فَإِنَّهُمَا يُنَافِيَانِ الْعِصْمَةَ

عَنْكَ لَا مَآ مِثْرَةً وَلَيْسَ مِنَ الذَّنُوبِ اور کلام حضرت سے یہ استفاد ہوتا ہے کہ منجملہ اون گناہوں کے ارادہ گناہ ہے اسلئے کہ حضرت نے اس سے مثل گناہ مافی و منافی عصمت قرار دیا مگر یہ کہ مثل سہو و نسیان باوجود گناہ نہونیکی خلاف عصمت و اعط کہتا ہے کہ جیسا صدور گناہ موجب ارتفاع وثوق ہے اسی طرح سہو و نسیان سے اعتماد اوٹہ جاتا ہے اور احتمال خطا ہر تقدیر پر پایا جاتا ہے بخلاف غم گناہ کے کہ یہ ایسا نہیں ہے جامع مفقود ہے بلکہ فارق موجود ہے اور اخبار احاد و حجت نہیں کہ اوپر بنا کیا جائے خصوصاً جبکہ معارض و سبک وہ حدیثیں ہوں کہ جو دلالت کرتی ہوں اس پر کہ قصد گناہ گناہ نہیں بلکہ ترک گناہ باوجود قصد گناہ مذکور نیک عمل ہے پس کیا عجب کہ بمقتضای بشریت گناہ خیال آنا اسی لئے ہو کہ جب بوجہ عصمت اوس سے باز رہیں تو نیک عمل کے عامل ہوں پس شاید مراد حضرت کی یہ ہو کہ باوجودیکہ غم گناہ گناہ نہیں مگر خلاف داب عصمت و طہارت ہے نہ نبی لو کہ ایسا نہیں کرتے گو کہ خلاف نبوت و عصمت نہو یا یہ کہ ہر چند عصمت فقط ترک گناہ ہے مگر من باب مقدمہ غم گناہ ہی ممنوع ہو فَاَتَ بَدَّ وَالْقِتَالِ اللَّطَامُ یا یہ کہ غم گناہ گناہ نہونا مخصوص شریعت جناب رسالت سے ہے اور اگلی امتوں میں قصد گناہ ہی گناہ میں داخل تھا اسلئے حضرت یوسف سے وقوع اوسکا ممکن نہ تھا اور قصد نکاح زینب و سطور سے کہ جو خاص ہمیر کے لئے مباح تھا یا عام تمام اہل اسلام کے لئے یعنی بعد وفات شوہر اور اخفا اوس قصد مباح کا خیال بدنامی و عجز سے نہ گناہ تھا اور نہ ارادہ گناہ اور نہ منافی عصمت تھا اور نہ خلاف داب نبوت اور تعرض و اعتراض و سپر کلام الہی میں محض اسی راہ سے تھا کہ بدنامی کا



تھے کیون خوف اور خیال کیا رضا و ناراضی مخلوق قابل اعتنائین ہر  
 حال میں رضای خدا پر اکتفا کرنا اولیٰ تھا پس بوجہ ترک اولیٰ تعرض ہوا  
 باقی و تہلکام اور اہلسنت میں جن لوگوں نے تجویز کیا ہے گناہوں میں بیوقوف  
 درانہ درانا تو انہوں نے قصہ یوسف کی یہ شرح کی ہے کہ اوس جناب نے  
 معاذ اللہ زلیخا کی مکر بند پر بے تکلف ہاتھ ڈال دیا اور مباحثت کی ڈھب سی  
 بیٹھے اور برہن کی یہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ از غیبی یہ آواز انکے کان میں  
 آئی اَیَاکَ وَاَیَاہَا ہاں ہاں اسے یوسف کیسویا حرکت کرتے ہو خبردار  
 زلیخا سے بچے رہنا پس وہ باز نہ آئے پھر دوسری دفعہ بھی آواز آئی مگر  
 انہوں نے کچھ سماعت نفرمائی پھر تیسری دفعہ یہ آواز سنی کہ اَعْرِضْ  
 کھنٹھا امی یوسف اب جانے ہی دو لیکن یہ ایسے ہاتھ دھوکے پیچھے  
 پڑے تھے کہ پھر بھی زلیخا سے انہوں نے ہاتھ نہ اٹھایا یہاں تک کہ حضرت  
 یعقوبؑ انہیں اٹھکلی دابے ہوئے انکے سامنے آئے اور کہتے ہیں کہ  
 انہوں نے یہ آواز سنی کہ امی یوسف! وس پرند کی حرکت مکرنا کہ جس نے زنا  
 کیا تھا اور اوسکی سزا میں سب پر پرزے اوسکے جڑ گئے اور لندہ گندہ رکھیا  
 اور بیوضون نے کہا ہے کہ ایک ہاتھ دونوں کے درمیان میں پیدا ہو گیا پھر  
 لکھا تھا وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لِحَافِطِیْنَ کراما کا تبین یعنی تمہارے نگہبان سرکوب  
 کراما کا تبین یعنی بزرگ لکنے والے فرشتے مقرر ہیں پھر ہی ہا تا پانی سورت  
 نہوے پھر اوسی متیلی پر یہ لکھا دیکھا وَاَلَا تَقْرَءُو الْاِنَّہُ كَانَ فَاحِشَةً  
 وَسَاءَ سَبِيلًا خبردار زنا سے بڑھ کے ہی نہ چلنا کہ وہ نہایت فحش بد اور بری  
 راہ ہے پھر یہ خواب غفلت سے بچنے کے پھر اوس پر لکھا دیکھا وَاَتَقْوُوا یَوْمًا

تَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ يَنْصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ ذُو فَتْنٍ لِّمَن يَشَاءُ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا نَّصِيرًا  
 پہر ہی انہیں کچھ اثر نہوا پر خود خدا نے حضرت جبریل سے فرمایا کہ خبر لے میرے  
 بندہ کی قبل اسکے کہ وہ ترکب گناہ ہو پس حضرت جبریل آسمان پر سے اویز  
 یہہ کہتے ہوئے کہ اے یوسف تم ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہو اور یہہ میں جا  
 کہ تمہارا نام ہمیر و نکے و قمرین ہے اور یہہ بالکل دروغ ہے فروغ اور  
 افترائے صریح ہے خدا ایسے ناپاک عقیدہ کو آتش غضب سے اپنی جلا کے  
 خاک سیاہ کر دے اور ایسے بد اعتقاد کو گونہ پر لعنت فرمائے اور کیا اہل کلام  
 ہوتا ہے رخصتری کا کلام اس مقام پر کہ وہ بالکل انصاف میں دوبا ہوا ہے  
 چنانچہ کشاف میں ہے ایسی مہمل باتیں سطحی و ظاہری لوگوں کی ہیں جو غلم  
 و جبر خدا پر روا کہتے ہیں اور اوسے ظالم جانتے ہیں اور بنیو سپر اقرار باندہنا  
 عین دین و ایمان ہے اونکا اور جو لوگ عدل و توحید کے قائل ہیں کسی  
 راہ سے یہہ و نکا عقیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ ایسا پوچ و لچر کلام یا ایسی مہمل  
 حدیث اولئے ظاہر ہو سکتی ہے اور اگر ادنیٰ سی لغزش حضرت یوسف سے  
 ہوئی ہوتی تو وہ ضرور صاف صاف کلام ربانی میں ظاہر کر دی جاتی اور  
 اونکے توبہ و استغفار کا بھی ذکر آجاتا جیسا کہ لغزش آدم و داؤد و نوح و ایوب  
 و یونس وغیرہ کا اور اونکے توبہ و استغفار کا ذکر آیا کیونکہ ایسا نہو حالانکہ خدا  
 حضرت یوسف کی برج و ثنا کی اور لفظ مخلص اونکی شان میں فرمایا پس یقینی معلوم  
 ہوا کہ ضرور ضرور وہ ثابت قدم رہے ایسی سپل پرنیکی جگہ پر او قدم اونکا  
 بالکل نہ ڈھمکایا اور اولو الغرمون اور قوی ل لوگوں کی طرحت اونہوں نے  
 جہاد نفس کیا عیب ناگو تہجد بوجہ کے اور دلیل تحریم کا اوسکے اعتقاد کر کے

یہاں تک کہ وہ مستحق ہوئے اس بات کے کہ خدا نے اگلی کتابوں میں اپنی  
 اوکلی وح و شنائی اور سہ طرح قرآن مجید میں بھی کہ جو ربان اور وجہ نبوت  
 کل اگلی کتابوں کا ہے اور مصداق و مصدق اور محکم و ذکر پہ بھی  
 انفرامی یہاں تک کہ تمام کمال اور کمال قصہ و رح قرآن فرمایا اور پورا سورہ  
 اوکلی شانین نازل فرمایا تاکہ ذکر خیر سے اونکے پچھلے لوگ رطب و لسان بین  
 جیسا کہ اونکے جدا مجد خلیل جلیل کو مرتبہ دیا اور اس لحاظ سے کہ نیک لوگ میت  
 عصمت و عفت و پاکدانی و ثابت قدمی میں اوکلی پیروی کرتے چلے جائیں  
 پس خدا اپنی رحمت سے بے بہرہ کرے اور ناپاکوں کے جنم کلام کا لہجہ  
 شہرے کہ معاذ اللہ نفسا نازل کرنے اور اس سورے کے کہ جو سب قصوں اور  
 سورتوں سے احسن و بہتر ہے یہاں کہ لوگ پیروی کریں ایک پیغمبر کی پیروی  
 میں سے اس بات میں کہ ایک فاحشہ کی ٹانگوں میں ٹانگیں ڈال کے بیٹھیں  
 اور کمر بند پر ناتھہ ڈالیں اس ارادہ سے کہ اوپر مونہ کے بھل گریں اور  
 تین تین دفعہ خدا منع کرے اور تین تین بار از غیبی جہنم آئیں اور آواز سنائی  
 دین سر کو بی کر نیوالے آیتوں کے اور بڑی توبیخ و وعید شدید کے اور تشبیہ  
 کے اور جانور سے کہ جس نے کسی غیر مادہ سے جفتی کہائی ہو اور پہر باوجود  
 اینہما اپنی جگہ پر ڈٹا رہے اور شتمہ بہر ہی اپنے ارادہ سے نہ ڈنگائے اور  
 بدستی کے مارے گناہ سے باز نہ آئے اور خواب غفلت سے بچنے کے  
 یہاں تک کہ اوسکے بند و بست کے لئے خدا جبریل امین کو بھیج حالانکہ اگر  
 کوئی شخص دنیا بسر سے بھی زیادہ دیکھ و بے تکلف و چالاک زنا کا بین  
 تجویز کیا جائے کہ وہ ساری خدائی سے بد نظر اور سب زیادہ اوسکے منہ پر

پٹکار برستی ہوا اور ٹھیکرے ٹوٹتے ہوں اور وہ ایک شہر ہی ان  
 حالات کا دیکھے نہیں حضرت یوسف کی طرف نسبت کرتے ہیں تو سب کین  
 اور پٹے اوسکے بیکار ہو جائیں اور کسی عضو میں حس و حرکت نہ باقی رہے  
 اور ساری خواہش و مودمی تشریف لیجائے پس کیا لغو و مہمل نہ رہے  
 اور ان بیباکوں کا کہ جو ایسی بیباکی و ناپاکی ایسے پاک نبی پر گوارا کرتے ہیں کہ  
 الرَّازِی فی تفسیر الکبیر اور غر بے سراپنی تفسیر میں لکھتا ہوا ان الذی  
 لَهُمْ تَعْلَقُ بِهِ ذَٰلِکَ الْوَاتِعَةُ هُمْ یُوسُفُ وَالْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا وَتَسُو  
 وَالشَّهَادَةُ وَرَبِّ الْعَالَمِینَ وَابْلِیْسُ وَکُلُّهُمْ تَالُوَابِ اِبْرَاہِیْمَ یُوسُفُ  
 عَنِ الذَّنْبِ فَلَمْ یَقْبَلْ سَلَامٌ تَوَقَّفْ فِیْ هَذَا الْبَابِ وَهَکُوْلَکَ نَبِیِّیْنَ  
 قصہ سے کچھ تعلق ہے وہ کہی ہیں ایک یوسف دوسرے زلیخا تیسرے  
 اوسکا شوہر عزیز چوتھے کئی عورتیں پانچویں گواہ چٹے عالم الغیب شہادۃ  
 ساتویں ابلیس پر تبسیر ان سبہوں نے یوسف کے بری ہونیکا اقرار کیا  
 پس کسی مومن کو بخت کا مقام اور تامل کا موقع نہ رہا مَّا یُوسُفُ  
 فَلَقَوْلِهِ هِیَ رَاوَدَتْهُ عَنْ نَفْسِهِ وَقَوْلُهُ رَبِّ اَلْبَحْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ  
 یَدْعُوْنِیْ اِلَیْهِ لَیْکِنْ حَضَرْتُ یُوسُفَ پَسِ دُجْلَہِ وَنہوں نے بیان کیا  
 ایک آیت میں ہر اوسی عورت نے تو خود مجھ سے آمد و رفت کی اور وہی  
 آیت میں یہ دونکی مناجات لکھی ہے خداوند ا قید خانہ مجھو ا تھا معلوم ہوتا  
 اوس گناہ سے کہ جد ہر مجھے یہ بھر کہینتے ہیں وَاَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَقَوْلِہَا  
 وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِیْ فَاسْتَعْصَمَ وَقَالَتْ اِنَّ حَصْحَصَ النَّفْسِ  
 اَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِیْ اُو لَیْکِنْ عَمَرْتُ پَسِ دُجْلَہِ قُرْآن میں اوسکا یہی قول

لکھا ہوا ایک زمان مہر کے سامنے بیشک خود بیٹھے ہی تو اس سے آمد و رفت و  
 راہ و رسم چاہی پس وہ باز رہا اور میرے دام الفت میں نہ پھنسا دوسرے  
 سامنے ریان کے جب یوسف کے حسب درخواست اسو بلا کے حقیقت حال  
 پوچھی اور سب نے گواہی اٹکی پاکدامنی کی دی تو وہ خود متحرک ہو کے کہنے لگے  
 اب تو لاہر ہو گیا امر حق کہ میں نے اسے راہ و رسم چاہی وَاَمَّا زَوْجُهَا فَالْقَوْلُ  
 اِنَّهُ مِنْ كَيْدِكِنَّ اِنْ كَيْدَكَ كَيْدٌ عَظِيمٌ یعنی اے زلیخا یوسف بری ہے یہ  
 جو کچھ ہوا تمہارا یہ ہے ہی کید و کر سے نہ ماسچ تو یہ ہے کہ تمہارے چارتر بست  
 بڑے ہوتے ہیں کہ جن میں آدمی کی عقل بگ ہو جاسے رخصت سری و کشتاف  
 میں لکھا ہوا کہ قرآن میں کید شیطان کو ضعیف کہا ہے او کید زن کو عظیم پس یہ  
 بڑی شیطان ٹہرین اور یہ کلام سرسری ہے اس لئے کہ خدا نے بمقابل اپنی  
 عظمت و جلال کے کید شیطان کو ضعیف کہا ہے اور اسکی بہ نسبت کید  
 زن کو عظیم نہیں کہا بلکہ زبانی غزیر اسکی عظمت بیان کی پس بہ نسبت اسکی  
 امثال و اقران کے جاری ہوگی پس یہ عظمت اضافی ہے پس ترجیح کید  
 زن کی کید شیطان پر نہ ہوئی اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ خود عورتیں مع اپنے  
 کید کے منجملہ مکائد شیطان کے ہیں جیسا کہ بعض معتبر حدیثوں میں وارد ہے  
 لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہ نسبت ہمارے کید زن نہایت عظیم ہے  
 اِنَّ النِّسَاءَ شَيَاطِیْنُ خَلَقْنَ لَنَا لَعَنُوهُنَّ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيَاطِیْنِ  
 عورتیں ہمارے لئے شیطان مجسم ہیں پس خدا ہی بچائے ہمیں شر شیطان  
 مجسم سے اگر نیک بودی سرانجام زن و زمان را من نام پڑے  
 نے زن دوست بود ولی زمانی نہ تاجز تو نیافت مہر با سنے

چون دربر دیگرے نشیندہ خواہد کہ ترا در نہ بین  
 سے اسب وزن و شمیر و فاوار کہ دیدہ اما السَّوۃُ فَلَقَوۡهُنَّ اَمْرًا  
 الْعَزِزُّ نَزَّارٌ وُدُّ فَتَهَا عَزَّ نَفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرُهَا فِي ضَلٰلٍ  
 مُّبِیۡنٍ وَقَوَّطُنَّ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْکَ مِنْ سُوۡءٍ اَوَّلِیۡکُمۡ بَیۡنَ  
 مصر کی پس او کو بھی دو اقرار درج کلام ربانی ہیں ایک جو تیسپن انہوں نے  
 کہا تھا کہ عزیز کی عورت دل سے چاہتی ہے اپنے نوجوان کو ایسے یوسف  
 حسن یوسف فی او سکو دل کا پروہ پہاڑ ویا ہے کچھ سودا سن ہو گئی ہے  
 کہ ایسے شوہر عزیز کو چوڑ کے ایک بد تمیز غلام پر جان دیتی دوسرے  
 جب یہ خبر زلیخا کو پہونچی تو اسنے اون سب کی ضیافت کی اور بہت عمدہ  
 عین کیا نے چنے جب وہ کھاپی کے سیر ہوئیں تو اوسنے ایک ایک قلمبراش  
 اور ایک ایک نارنج اونکے ہاتھ میں دیا اور حضرت یوسف کو حکم کیا کہ تم انہیں  
 جلوہ گر ہو چاند سی صورت کی جہلک انہیں دکھا دو کہ یہ بقمہ نور و شعلہ طو  
 ویکہ کے مجھے مغدور کہیں بعد اوسکے سرخ یا سبزدانی جوڑا اپنا کے  
 انہیں بلایا یا وہی لباس جو انکے گلیم بے تکلف تہا رہنے دیا چوہن  
 یہ تشریف لائے تو سب کی سب ہم ہو گئیں ہوش و حواس جاتے رہے  
 مجبور فرمائش زلیخا سے چاہا کہ قلمبراش سے نارنج کاٹ کے اپنی ہاتھ  
 حضرت یوسف کے ہاتھ میں دین مگر ایسی محو تہیں کہ ہر ایک  
 اپنا اپنا ہاتھ کاٹ کے زبان حال سے یہ مصراع اپنی زبان پر  
 لائی سے من قاشش نرد و شش دل صد پارہ خوشم  
 اور حضرت یوسف ملی نیتنا و علیہ السلام نے

ذرا کسی پر التفات کیا اور کچھ کسی کو خیال میں نہ لائے حالانکہ بڑی بڑی زمینیں  
 اور مہینین لباس فاخرہ پہن پہن کر ٹہپیں تھیں اور سن اونکا شہر وں شہروں  
 بکھانا ہوا تھا پس یہ حال پر نہیز گاری کا انکے دوبارہ دیکھ کے کسوں کیستغفر  
 بھلا بیان بدی کا کیا ذکر یہ تو عجب فرشتہ خصلت شخص ہے وَاَمَّا لَهُمْ  
 فَقَوْلُهُمْ وَشَهِدْ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قَدَمَيْنِ مَقْبَلٍ  
 فَخَصَدَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَاِنْ كَانَ قَبِيضُهُ قَدَمَيْنِ مُدْبِرٍ  
 فَكَذَّبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور لیکن گواہ پس پوشیدہ نہ رہے کہ بیت آ  
 میں جب یوسف کو کوئی مضر نظر نہ آیا تو یہ بہا گے اور زلیخانے چاہا کہ دور  
 انس لیٹ جائے جب یہ قریب در پہونچے تو ہراسان ہوئے حضرت جبریل  
 نے اشارہ کیا قفل کی طرف پس وہ وا ہوا تا انیکہ اخیر دروازے تک پہونچ گئے  
 پر جب زلیخانے دیکھا کہ اب یہ صید فرزانه ہاتھ سے جاتا ہے تو جست  
 خیز کر کے حضرت کے کُتے کا دامن پکڑ لیا تا ہم زور کر کے حضرت یوسف  
 اوسکے ہاتھ سے نکل گئے مگر اس کشاکش میں پٹھلا کرتے کا پٹ گیا اور  
 عزیز کو بی اوڑتے اوڑتے کچھ خبر انکی پہونچ گئی تھی حسب اتفاق وہ کوٹار پر  
 آڑ میں کھڑا سن رہا تھا دیکھتا کیا ہے کہ اس قطع سے یہ دونوں چلا آتے  
 میں کہ سانسین چڑھ گئیں ہن چہرے سرخ تھائے ہوئے ہال بکھر ہو  
 میں یہ ماجرا دیکھ کے اپنے جامہ سے باہر ہو گیا اور دست بقبضہ ہو کے  
 کہنا کہ یہ کیا ماجرا ہے سچ بتاؤ زلیخانے جو طور بے طور دیکھا تو کسری لگی کہ  
 بجز قید و بند و عذاب شدید کے اور کیا سزا ہے اوسکی جوابی محسن کی  
 آبروریزی چاہے اوسکی آبرو پر دست درازی کرے امی عزیز تیرے

سر عزیز کی قسم کہ میں چین سے اپنے بستر پر پیچھے سو رہی تھی کہ ناگاہ تیرا بہ گام  
یہ عجمانی غلام شیر کی طرح دھڑے مجھ پر حملہ ور ہوا اور مجھے اراوہ بد کیا فقط تیرا ہی  
اقبال تھا کہ جو آج عزت کچی یہہ سنکے عزیز اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور غصہ سے  
حضرت یوسف کو دیکھا اور انہوں نے بیساختہ کہا اے رَاوَدَ ثَنی عَنکَ نفْسکَ  
اسنو خود ہی تو مجھ سے راہ و رسم چاہی مگر وہ کب مانتا تھا اسلئے کہ غصہ میں بہرا  
ہوا تھا چاہا اوسنے کہ حضرت کو شہید کرے کہ ناگاہ چارھینے کا ایک بچا زلیخا کے  
عزیز و نہیں جو اوسکے بیان اپنی مان کے ساتھ مہمان آیا تھا پالنے میں اوستہ  
بیٹھا اور کہنے لگا اے عزیز بائیمز غصہ نہ کر میری بات سن کہ **لَا تَحْقِرِ الْقَوْلَ کَلَّامًا**  
**لَّحَقِیْرٌ بِہٖ ۚ فَالْخَلْجُ وَهُوَ ذُبَابٌ طَائِرُ الْعَسَلِ ۖ حَقِیْرٌ کِی بَاتٍ کُوْحِیْرٍ**  
نہ سمجھنا کہ ظاہر میں اگرچہ کس حقیر ہے مگر باطن اسکا شہد سے بہر ہوا ہے دیکھ  
میں کیا جانبہ نہیں کرتا صاف صاف انصاف کا طریقہ تجھے بتائے دیتا ہوں  
یوسف کا کرتا دیکھ اگر اگا اوسکا پٹگیا ہو تو زلیخا نے سچ کہا اور یوسف جو نما  
اسلئے کہ جب مرد کی زیادتی سے مانتا پانی کی نوبت آئیگی اور عورت راغب کی  
تو خواہ مخواہ آگے وار کپڑا نہ ضرر پہنچے گا اور اگر پھینکا کرتے کا پٹا ہے تو یہہ جوٹی  
ہو اور وہ سچا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ڈر کے جو بہا گا تو سنبھلے  
سو اوسنے دامن پکڑ کے کہینچا اور کرتہ پٹگیا پس یہہ بات اوس بے زبان کی  
عزیز کو بت پسند آئی غور سے جو دیکھا تو کڑتے کا پچھا پٹا دیکھا پس کہنے لگا  
کہ اے زلیخا یوسف بری ہے تو خود ہی بری ہے تمہارے چلتروں لاسے خلکی  
پناہ نکمہ ظاہر ہے کہ حقیقت میں حضرت یوسف پاکدامن تھے اور حق کا برا  
حق ہے پس مناسب طالع یہہ تھا کہ اس احتمال کا ذکر مقدم ہوتا پر کیا سبب کہ



اوس لڑکے نے صدق زلیخا کا احتمال پہلے بیان کیا اور منشا اسکا ایک توبہ ہے کہ آگے سے گرتا پٹنے کا ذکر آگے کیا اور چچو کا چچے دوسرے یہ کہ زلیخا کو عزیز از بسکہ عزیز رکھتا تھا اور اوسکی میتابی و زار نالی اور سیکڑوں قفسیں سنگ زیادتی یوسف بلور خود چانچ چکا تھا تو یہ اندیشہ تھا کہ شاید خلاف مزاج بات سنکے ہٹ دہرمی کر بیٹھے اور نصیحت کا ثمرہ نہ ظاہر ہو تو اسلئے پہلے یہ احتمال ذکر کیا کہ جو موافق عقیدہ عزیز تھا اور جب اس ذریعہ سے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا تو پھر اسکا موقع ملا کہ امر حق او سپر حالی کرے ایک اور زبردست وجہ کی ذریعہ سے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لڑکے کا نام تیلخا تھا اور بعد تسلط حضرت یوسفؑ نے اسی حسبِ زہر و دغا عالم اپنا وزیر کیا اور یہ بالکل عقل و حکمت فراست سے ہوتا اور جبکہ ثبوت قدرت قادر علی الاطلاق اور ثبوت نبوت یوسف صدیق کی لئے اقرار اونکے وزیر کا اور عزیز زلیخا کا ایسا مقبول ہوا کہ قرآن میں وجہ ثبوت میں پیش کیا گیا حالانکہ وہ بالکل بے زبان و ضعیف السن تھا تو اعتبار ایمان حضرت امیر میں کہ جو وزیر و عزیز قریب سید المرسلین تھے کیا شبہ رہا ہے ہر کہ شکار و کافر گرد و دہ اور اس امر کی تحقیق ہم انشاء اللہ ایک جدا موعظہ میں بیان کریں گے اور لیکن شہادت خود خدا کی پاکدامنی یوسف صدیق پر ہے وہ یہ ہے کہ لَئِنْ كَذَّبْتَ لَنْ نَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْخَاصِّينَ اسطر سے ہٹا دیا ہے بدی اور بدکاری کو یوسفؑ سے اور بیشک وہ ہمارے خالص و خاص بندوں سے ہے اور لیکن اقرار ابلیس پر ابلیس پس وہ بطور دلیل اشارہ و آیتوں سے مل کے ثابت ہوتا ہے

جیسا بات سے بات نکل آتی ہے ایک وہی جو اوپر گزری کہ حضرت یوسف  
خدا کے خاص و خالص بندے ہیں دوسرے شیطان کا خدا سے یہ  
کرنا فَبِعِزَّتِكَ لَا تُخَوِّنُهُمْ أَجْمَعِينَ اَلْاَعْبَادُكَ مِنْهُمْ اَلْمُخْلِصُونَ  
خداوند اتیری ہی عزت و جلال کی قسم کہ میں سب آدمیوں کو اغوا کرونگا  
مگر تیرے خالص خاص بندوں کو پس صغریٰ پہلی آیت سے ثابت ہوئی  
اور کبریٰ دوسری سے اور شکل قیاس یہ ہوئی کہ یوسف خدا کے خاص  
بندے تھے بحکم آیہ اول اور جو خدا کا خاص بندہ ہے اس کے اغوا پر شیطان  
قادر نہیں بحکم آیہ ثانی پس یوسف کے اغوا پر ہی شیطان قادر نہیں بحکم ثانی  
عقل پس اگر یہ لوگ مفتری مجتہدی بندہ خدا ہیں تو گواہی خدا مانیں اور اگر  
لشکر بلکہ بندہ شیطان ہیں تو اسکی گواہی کو معتبر جانیں اور ہر طرح برأت  
یوسف ثابت فقال لما مَوْنٌ لِلّٰهِ دُرُكُ يٰ اَبَا الْحَسَنِ فَاخْبَرَنِي عَنْ  
قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَذَٰلِ النُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاصِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ  
عَلَيْهِ فَقَالَ الرِّضَا ذَاكَ يُوْنُسُ بْنُ مَتَّى ذَهَبَ مُغَاصِبًا لِقَوْمِهِ  
فَظَنَّ بِمَعْنٰی اَسْتَيْقِنَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَنْ لَّنْ نَضِيقَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ  
وَمِنْهُ قَوْلُهُ نَعَمْ وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ اِی  
ضِيقٌ وَقَدْ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ ظُلُمَۃُ اللَّیْلِ وَظُلُمَۃُ الْبَحْرِ وَبَطْنُ الْحَوْتِ  
اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ یَرْكَبُ مِثْلُ  
هٰذِهِ الْعِبَادَةِ اللَّتِی فَرَعْتَ لَهَا فِی بَطْنِ الْحَوْتِ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ  
قَالَ سُبْحَانَہٗ فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْتَجَابِیْنَ لَكَبِتَ فِی بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمٍ  
یُبْعَثُوْنَ پھر شیعہ نے کہا کہ خدا آپکو جزاؤں میں دے آپ مجھ سے اس آیت

معنی بیان فرمائے وَذَٰلِکَ النُّعْنَ اَلَا یَدِیْنِے اور چمپلی والا پیمبر یعنی یونس بن  
 ہاشمی جب نینوی سے چلا گیا غصہ میں برا ہوا پس گمان کیا اوس نے کہ ہم  
 اوس پر قدرت و دسترس نہا سکیں گے حضرت نے فرمایا کہ معنی صحیح یہ ہیں  
 کہ وہ اپنی قوم سے خفا ہو کے چلے گئے تھے سبب و نکی بدکاری و بدکرداری  
 کے نہ یہ کہ معاذ اللہ وہ خود خدا سے خفا ہو کے چلے گئے ہوں اپنی حسب  
 مرضی عذاب نازل نہونے سے قوم جفا کا پرہیز گمان یعنی یقین و اثن کیا  
 یونس نے کہ ہم تنگ و مسدود نہ کرینگے اونکا رزق بسبب جدائی قوم کے خفا  
 یہ کہ اونہوں نے کچھ اسکی پروا نہ کی کہ اگر میں کہیں اور چلا گیا تو کیونکر بسر و  
 ہوگی بعد جدا ہو جانے اون لوگوں کے کہ جسے مجھے کسی قدر تعارف ہو اور ایک  
 مدت دراز سے اونکے حیلے سے مجھ رزق ملتا ہے بلکہ انہوں نے ذاتِ خدا پر  
 تکمیل کیا اور یہ سمجھے کہ ملک خدا تنگ نیست ہذا پائی مرالنک نیست ہذا بیان  
 نہیں اور ہی کہیں بھی ہر جگہ کسی نہ کسی حیلے سے بسر ہی ہو جائیگی  
 رزق راروزی رسان پر میدہد ہذا ایسے شہر ناپرسان میں رہنا کیا ضرور  
 جہان کوئی حق بات گوش دل سے سنی ہی نہیں اندھا راجہ چوٹ مگرمی خلاص  
 یہ کہ حضرت نے فرمایا کہ قدرت سے مراد اسلئے میں قبضہ و اختیار نہیں بلکہ  
 تقدیر و تقییر و نکی رزق مراد ہے جیسا کہ اسلئے میں ہے جبکہ متلا بلائی  
 امتحان کیا اوسے اوسکے مرتب نے تو تنگ کر دیا اوسپر اوسکا رزق اور مویہ  
 حضرت یہ ہی آیت ہر اَن مَرَّتْ بِکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنۢ یَّشَاءُ وَ یَقْدِرُ  
 یعنی پروردگار تیرا وسعت دیتا ہے جسکے رزق کو چاہتا ہے اور نکی رزق  
 دیتا ہے جسکے کو چاہتا ہے پس بانضمام ان آیات کے مطلب صاف ظاہر ہوا

ہر خند کہ تفسیر معصوم تھا حجت ہو اور اسی تفسیر کے سبب جواب حاجات  
اور تفسیر و ن کی نہیں رہی مثل اسکے کہ قدر سے مراد قضا و قدر ہو اور طلب  
یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے گمان کیا کہ ہم نہ حکم کر سکیں گے اور یہ عقوبت کا کیا یہ  
تشبیہ دی ہے حال حضرت یونسؑ کو حال سے اس شخص کے کہ جسے یہ  
گمان ہو کہ خدا اور نہر قادر نہ ہو سکیگا تشبیہ مرکب کی طرح پر ہر طور کو کہ حضرت  
یونسؑ منکر قدرت نہ تھے مگر بحسب ظاہر جو اور نہر آثار انکار مرتب ہوئی تو  
بمقتضای بلاغت او نہیں قائم مقام منکر قرار دیا جیسا کہ عالم فی محل کو  
جاہل سے تعبیر کرتے ہیں حکایت ایک شخص کے پیٹ میں درد ہوا  
وہ حکیم کے پاس گئے اور کیفیت بیان کی حکیم صاحب نے پوچھا کہ کتنے لیا کیا یا  
اونہوں نے کہا کہ جلی ہوئی روٹی حکیم صاحب نے نسخہ سرکہ کا مقوی بصارت  
لکھ دیا یا مارنے کہا کہ حکیم صاحب قوت سعدہ درکار تھی قوت نظر منظور نہ تھی اسلئے  
کہ مینے آپ سے شکایت ضعف بصر کی نہیں کی حکیم صاحب نے کہا کہ اگر تمہیں  
ضعف بصر نہ ہوتا تو جلی ہوئی روٹی کیونکہ کہا جاتے ہیں اونہوں نے ہر خند کہ  
دوای چشم کا سوال نکلیا تھا اگر از بسکہ اسکے آثار مرتب ہوئے اور صورت  
سوال تھی تو انہوں نے اونہیں سائل اور متلاشی دو اسے چشم کا قرار دیا  
بطور لطیفہ اور بلاغت کے اور اسی طرح نظم وثرین بلینوں کے اکثر غیر سائل کو  
سائل اور بالعکس اور منکر کو غیر منکر اور بالعکس قرار دیتے ہیں یا یہ کہ یہ  
خطرہ خود ہی اونکے دلیں و اہمہ کی طرح آگیا ہو اور مبالغہ ظن و گمان غاب  
سے تعبیر کیا گیا ہو و کیف کا ن پر خدا فرماتا ہے پس سپاہ واریق قرار ہو کے  
پکارا یونسؑ نے تار کیونہیں سے یعنی ایک تاریکی رات کی دوسری پانی کی

تیسری شکمہا ہی کی پس ایسی تین تین گستاخوں میں جو حضرت یونس کا دم گستاخ  
 تو ماہی بے آب کی طرح ترپ کے بڑی ترپ سے انہوں نے مناجات میں  
 عرض کی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ نہیں کوئی  
 خدا بجز تیرے پاک ہے تو نہایت ظلم اور بڑا غضب کیا ہے کہ تیری عبادت  
 غافل ہو بیٹھا شکمہا ہی میں حالانکہ اس خلوت خانہ میں فارغ البال ہو گیا  
 میں دنیوی خرخشتوں سے پس خدا نے اونکی دعا مستجاب کی چنانچہ قرآن  
 فرمایا کہ اِذَا رَجَعْتَ إِلَىٰ خَلْقِكَ فَاَنْتَ تَعْلَمُ مَا كُنْتَ تَعْمَلُ  
 تک پڑا رہتا اور جناب شیخ بہار الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بعض عارفوں نے  
 لکھا ہے کہ جو فرصت عبادت و قرب رب محبوب حضرت یونس کو اوس دن حاصل  
 ہوا کہی ہو سکے قبل یا بعد نصیب نہ ہوا بلکہ یہ وہ نکلے حقین ایک قسم کی معراج تھی  
 چنانچہ رومی شہسوار نے کہے گئے پغمبر کہ معراج مراد نیست بر  
 معراج یونس جتنا کہ آن من بر چرخ و آن او شیب ہذا نہ کہ قرب حق برو  
 از حبیب ہذا قرب نے بالا و پستی رفتن است ہذا قرب حق از حبس سی است  
 فَقَالَ لِمَا مَوْنُ لِلَّهِ دُرُّكَ يَا أَبَا الْحُسَيْنِ فَأَخْبَرَنِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى  
 لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ پھر رشید نے  
 کہا کہ خدا جز اے خیر دے اچکویا حضرت اب جہم سے مطلب اس قول خدا کا  
 فرمائے تاکہ خدا معاف کرے اے نبی تمہارے سب گنہگاروں کو  
 قَالَ الرِّضَا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ عِنْدَ مُشْرِكِي مَكَّةَ اعْظَمَ ذُنُوبًا مِنْ سُلَيْمَانَ  
 لَا تَنْتَهَوْنَ عَنِ الْعِبَادَةِ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَلْمِيزًا وَتَسْتِيزًا صَنِيعًا  
 فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْذِّمَّةِ إِلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ كَبُرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَاعْظَمَ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ مکہ کے بت پرستوں کے نزدیک پیغمبر سے زیادہ کوئی مجرم و مقصور وار نہ تھا اس لئے کہ وہ لوگ سوائے خدا کے ۶۰ بتوں کی پوجا پتری کرتے تھے پس جب حضرت نے کلمہ توحید اونیس تلقین کیا تو یہ لوگ نہایت شاق گذراؤں کہ **قَالُوا اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ** اور کہنے لگے کہ پیغمبرؐ نے تو سب خداؤں کو ایک کر ڈالا یہ بھی عجیب بات ہو **وَأَنطَلَقْنَا لَمَّا كُنْتُمْ فِي إِمْلَاءٍ أَنِ امْسُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ** اور چل کہڑے ہوئے اونیس سے کچھ گروہین یہ کہنے لگے کہ چلو یہاں سے اور بجز صبر کرو اپنے خداؤں پر اور وہ بتوں کو یہی بات ہماری تقدیر کو منظور تھی یعنی سانحہ جان گز امر تقدیری ہے یا کسے نشان اصنام و خواہش ریاست و ترفع ایسا امر ہے کہ ہر کس و ناکس و سے چاہتا ہے خواہش نفسانی سے پس اگر محمدؐ نے بھی ایسا چاہا تو کیا عجب **مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ** ایسی بات تو ہم نے اس پہلو زمانہ کے لوگوں میں سے کسی سے نہیں سنی یہ قدم قدم لگے لوگوں کے ہیں اگر اگلوں میں کسی کا بھی یہ مذہب ہوتا تو پچھلوں میں کسی نہ کسی سے تو ضرور سنائی دیتا یا یہ کہ اگر توحید ضرور ہوتی تو پچھلی امت میں یعنی عیسائیوں میں ضرور ہوتی کہ وہ تابع نبی ہیں حالانکہ ان کے مذہب میں ہی شرک و تثلیث ہے پس کسی مذہب میں توحید کا ٹھکانہ لگا تو اب ضرور یہ محمدؐ کی بات بناوٹ اور دسے گڑھی ہوئی ہے واعط کستاحو جوشیعہ مذہب نبیوں پر صغیرہ و کبیرہ کوئی گناہ روا نہیں کہتے غیر ان ذنب کی تفسیر میں ان کے کلام کو اضطراب ہو گیا ہے اور جو تفسیر خود

حضرت نے بیان فرمائی وہی حق ہے اس لئے کہ کلام موزنین سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ قریش باکینہ و طیش کہتے تھے کہ پیغمبر سے تو ایسی خطا ہوئی تھی کہ انہوں نے سب خداؤں کو مٹا دینا چاہا انہیں ترقی کا ہیکو ہوگی اور اگر ایسا ہو تو پھر البتہ انکی راست گوئی میں شک نہ رہیگا تو انکے نزدیک جو پیغمبر لگے بھلا گناہ تھو وہ خدا نے انہیں ترقی و فتح دیکے بخش دی اور مٹا دی اور اگر گناہ کے معنی یہ نہ سمجھے جائیں بلکہ جو ظاہری اور متبادر معنی ہیں پر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ فتح کد اور انکے معاف ہو جانے سے کیا علقہ مگر یہ کہیں کہ ازینکہ ہنسی متسلم ہوا تھی اور جہاد بڑا عمل نیک ہے تو وہ باعث بخشش گناہ ہوا اور بنا بر تقریر حضرت کہ جواب با صواب صاف ظاہر ہے اور موجب کہ شیعوں کے اکثر عالموں اور مفسروں نے مثل شیخ المشائخ شیخ ابو جعفر طوسی اور امین الاسلام شیخ ابو علی طبرسی اور سید سند قدوہ اہل ایمان جناب سید مرتضیٰ علم الہدی کے حالانکہ بہت ہی کتابیں علم تفسیر و حدیث و کلام میں تصنیف کی ہیں مگر کسی میں یہ جواب نہیں دیا کہ جو حضرت نے بیان کیا اور کچھ ضعیف و جہین لکھی ہیں کہ جسے بخوبی تشفی نہیں ہوتی حالانکہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے بعض تصنیفوں میں مثل عیون اخبار الرضا کے یہ حدیث موجود تھی اور جن لوگوں نے گناہ صغیرہ و کبیرہ نہ ہو نہ چارہ جانا ہے وہ گناہ صغیرہ کو عام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اونکا ہر قسم کا گناہ بخشید گیا خواہ قبل نبوت صادر ہوا تھا یا بعد نبوت اور قبل فتح مکہ اور جو گناہ سرزد ہو چکے تھے یا سرزد ہونیا لے تھے یا یہ مراد ہے کہ ہرکت حضرت سے لگے گناہ لینے آدم و حوا کے اور انکی دعوت سے انکی امت کے گناہ جو پہلو ہیں لینے



بعد حضرت قیام قیامت تک سرزد ہونگے وہ سب بخش دئے گئے اور جو شخص فقط گناہ صغیرہ کو چاڑھ جاتا ہے وہ اس آیت میں فقط صغیرہ ہی مراد لیتا ہے اور فقہاء و تاجربے کی یہی سنی کتاب ہے جو گذرے اور ہر کیف تعلیل سلطو و سب تکلف دست نہیں ہوتی سبب تفسیر مصوم کے اور بنیاد تفسیر حضرت تفسیر سبب زائے سے مراد نہیں ہو سکتی کہ قبل نبوت یا بعد نبوت اس لئے کہ حضرت نے کبھی قبل نبوت توحید کی طرف دعوت نہیں فرمائی جیسا کہ شرح اربعین میں ہے مگر یہ کہ ہدایت نور عقل حضرت کا گاہ گاہ دلالت کہ نازمان طفولیت میں توحید پر جیسا کہ بعض اخبار معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے صحت معنی کے لئے کافی سمجھا جائے اور نہ یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ قبل فتح اور بعد فتح اس لئے کہ بعد فتح تو سب نے ایمان قبول کیا پر دعوت توحید کب ہوئی مگر یہ کہ دور دور قبائل و بلاد بعیدہ میں فریاد حضرت سے توحید کا پہنچنا ملحوظ ہو و اعطی کتاب ہے کہ کلام حضرت میں حصہ اسکا نہیں کہ بجز توحید کے اور کوئی گناہ حضرت کا قریش کے نزدیک متبر نہ تھا بلکہ حضرت نے بیان اعظمت جرم حضرت میں ایک فرد اکمل و سیکنی عقیدہ قریش بیان کر دیے نہ یہ کہ یہی نقطہ گناہ تھا اور کوئی اونکے نزدیک نہ تھا اور نہ یہ یہی تنہا یا مخلوط قبل اور بعد ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ قبل اور گناہ ہو اور بعد دوسرے جنس کا اور ایک تنہا اور دوسرا مخلوط یا دو نو تنہا یا دو نو مخلوط اور تحقیق یہ ہے کہ تمام دلیلوں میں دلیل عقلی قوی تر اور مقدم سبب دلیلوں میں ہے اور عصمت انبیاء دلیل عقلی سے قطعاً ثبوت پس اگر ہزار در ہزار باتیں اور روایتیں معارض اسکی ہوں تو یہی وہی وجہ العمل ہوگی اور باقی سبب مآول یا مطرح پس تاویل سے ماخن فیہ کی کچھ چارہ نہیں اور مشہور و لیلین



عصمت کی گئی ہیں پہلی یہ کہ اگر عصمت نہ تو غرض و غایت ثبوت نبوت پر  
مترتب نہوا سئلے کہ اگر پیروں سے صدور معصیت جائز ہو تو از بسکہ کذب  
بہے ایک معصیت ہے تو اسکا ہی صادر ہونا روا ہو اور جب گنجائش درج  
اونکے کلام میں ہو تو پیراؤنکے کسی قول فعل و امر و نہی و وعید پر اعتماد نہ ہے  
اور کوئی عاقل بوجہ جائز الخطا ہونیکر اونپر اعتماد نہ کرے **دوسرے** یہ کہ  
اگر نبیوں سے گناہ صادر ہو تو اجتماع ضدین لازم آئے ایک لزوم بیروی  
نبی اس امر معصیت میں اسلئے کہ عموماً بیروی پیغمبر واجب ہے جیسا کہ قرآن  
مجید میں ہے **فَلَا تَنْتَهِیُونَ اللَّهَ فَاَتَبِعُونِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ فِیْہِ کہو امر**  
نبی کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو پیروی کرو میری کہ محبت کرے  
تم سے خدا دوسرے وجوب مخالفت نبی اس گناہ میں جسکا وہ ترک ہے  
اسلئے کہ ہر گناہ سے اجتناب واجب و لازم ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے  
**وَلَا تَنْکُرْ اِلٰی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا نہ میل و رغبت کرو ان لوگوں کی طرف کہ ظلم**  
ظلم و گناہ کیا ہے اور دوسری آیت میں ہے **وَتَقِیْ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ**  
اور منع کرتا ہے خدا فحش و بد امر سے **یہ** دلیل یہ ہے کہ اگر نبی  
سے گناہ صادر ہو تو منع کرنا قدر جبر ہی لازم ہوگا اسلئے کہ حکم کرنا نیک بات  
اور منع کرنا یرمی بات سے علی العموم بہ نسبت ہر کسوں ناکس شرع میں واجب  
ہے حالانکہ زجر و ایذا ہے پیغمبر باجماع امت حرام ہے اور قرآن شریف میں  
**ہِیْ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا**  
**وَالْآخِرَةِ** جو لوگ کہ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں دین و دنیا میں خدا  
اونپر لعنت کرتا ہے چوتھے یہ کہ شہادت فاسق شرعین مسموع

نہیں پس شہادت نبی بھی مقبول نہوگی اور جب ادنیٰ ادنیٰ دنیوی باتوں پر  
 پیہر کی گواہی مقبول نہو تو اسو غلطیہ میں کیوں قبول ہونے لگے پھر اسے  
 بحال میں حاکم شرع کے کہ جسکی گواہی اور بات خود اوسی شرعین گونہ  
 شتر ہو یا پچوین یہ کہ اس تقدیر پر نبی ستحق عذاب ہوگا چنانچہ قرآن مجید  
 میں ہے وَمَنْ يُعِصِ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ اَوْ جَوْشَن  
 نافرمانی خدا و رسول کرے پس اوسکے لئے جہنم کی آگ ہے ایسے یہ کہ  
 وہ ستحق ملامت ہوگا چنانچہ قرآن میں ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ  
 آگاہ ہو کہ لعنت خدا کی لمن پر ہے اور ایک و آیت میں ہے لِمَ تَقُولُوْنَ  
 مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کیوں ایسی بات کہتے ہو جسپر خود تمہارا عمل نہوے خود را  
 فضیحت و دیگر انرا نصیحت اور ایک و آیت میں اَتَا مَرْوَنَ النَّاسَ  
 بِالْبُرِّ وَتَسْؤُنَ اَنْفُسَكُمْ اور لوگوں کو تو نیک بات کا حکم دیتو ہو اور اپنی  
 نفس کو بوجاتے ہو مع خفتہ راختہ کے کند بیدار حالانکہ اجماعاً نبی عذاب  
 و عقاب و لعن طعن سے بری ہے اور اس سے بڑھ کے کون باتیں با  
 تنفر خلق ہو سکتی ہیں ساتوین گنگارہں قابل نہیں کہ مرتبہ عہد نبوت  
 سورتی ہو اسلئے کہ قرآن میں ہے لَا يَنْالُ عَهْدُ الظّٰلِمِيْنَ يَوْمَ  
 نہیں پہنچ سکتا عہد ہمارا ظالمون تک اٹھوین پیہر لوگ خاص خالص  
 بندے خدا کے نہیں ٹہرتے و گرنہ غوائے شیطانی کا کیا اسکان تھا  
 اسلئے کہ شیطان خدا سے عہد کر چکا ہے لَا غَوْ يَنْهَمُ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا  
 عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِيْنَ ضرور اون سب کو اغوا کر و گما میں بخیر تری  
 خالص بندوں کے اور جب پیہر ہی خالص بندے نہوے تو پر کون

خاص بندہ خدا کا ہو سکتا ہے حالانکہ خود خدا ان کی تعریف میں فرماتا ہے  
 اِنْفِصَحْ كَا نُوْا اِيْسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ یعنی وہ لوگ آپس میں جلد بازی  
 کرتے تھے نیکوئیں اور ایک اور آیت میں اَفْتَحْ عِنْدَ نَالِ الْبَصِطِطِ  
 الانجیار یعنی وہ نبی لوگ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے  
 تھے نوین اجرائے حد شرعی کے مستحق ہونگے و سوین ترجیح بلا مرجح  
 لازم آئی کہ اور لوگ کہیں یہ بھی تو ہماری ہی طرح مجرم خطا کار ہیں انہیں  
 کیا ترجیح ہے کہ یہ میر ہوئے اور ہم نہ ہوئے کیا رہوین مذہب  
 قطعی نہ رہی جبکہ ادنیٰ شبہ ہی ادنیٰ سے خطا کاری کا اگر چہ سہواً بھی ہو  
 اوہین پایا جائے بارہوین لطف خدا نام رہے تیرہوین تمام است  
 سے معارف بینی کامل تر ہونا چاہیں اور جو عظمت الہی کو خوب جان چکا ہو اور اس کو  
 ہر وقت حاضر و ناظر جلے وہ کیونکر اس کے ادنیٰ معصیت بھی طرفہ العین گوارا  
 کرے گا اور یہ دلیل منامی ہے کہ خواب میں ہی ایک بار میں نے اسی مناظر میں  
 بیان کیا جو وہوین صغیر و کبیر کی حقیقت شرحہ ثابت نہیں اون لائل  
 و قرآن سے کہ جو اپنے مقام پر بیان کئے گئے ہیں پس یہ نسبت و بالاقسام  
 ایک گناہ کے دوسرے گناہ صغیر یا کبیر ہو گا یا جس میں عظمت عقلی یا عرفی یا  
 شرعی پائی گئی ہو جیسا کہ اظہر ہے اور ہر کیف سب گناہ نافرمانی ربانی میں  
 مشترک ہیں اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ کسی معصیت پر نظر نہ کر بلکہ  
 بزرگی پر اس شخص کی نظر کر کہ جس کی تو نافرمانی کرتا پس من باب المقدسہ  
 ضرور ہو کہ گناہ صغیر ہی نبی سے نہ صادر ہو نہیں تو پانی مرنا شک کوئے  
 کافی ہو گا دیکھ میں ایک ہی چاول ٹٹولا جاتا ہے ادنیٰ سا گناہ ہوتے

یہی خیال جا رہا کہ جب انہوں نے اتنی سی بات میں تھوڑی سی نافرمانی خدا  
 قبول کر لے تو زیادہ نافرمانی کر بیٹھنے میں کون مانع ہے سہ قیاس کن  
 رگستان میں بہار مرا بد پس بمقتضائی اکثر ادا کہ مرقومہ بالا ضرور ہوا کہ عدا  
 و سمو کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ نبی سے نہ ہو بلکہ میں باب مقدمہ ضرور ہے  
 کہ ابتدائے عمر سے اور قبل نبوت سے ہی نہو کہ فی الجملہ تنفر خلق اور نقص لطف  
 اور امکان گنجائش نافرمانی خدا و وقوع خطا متحقق ہو جائیگا اور اس میں کیا  
 لطف ہے کہ حاکم شرع اور امین وحی الہی اور دستگیر خلایق ایسا ہو کہ ملا  
 اوٹھا سکے اور لوگ کہیں کہ واہ جو آج ہمیں نفیس شکنی کا حکم کر رہے ہیں  
 کل کی بات ہے کہ یہ خود بت پوجتے تھے شراب پیتے تھے فلاں شخص کا  
 جو نالے بہا گئے تھے زید کا گھر پہاڑ اتنا عمر و کی بیٹی بہگائی تھی آج یہ  
 ہماری نصیحت کو آئے ہیں خود رافضیت و دیگران رافضیت ہندو سے  
 چوہے کہا کہ بلی ج کو چلی یا جسے حجت خدا جانیں او سے شہوت  
 پرستی میں غرق پائیں ایک وقت اقتدار میں دوسرے وقت اونکا یہ  
 حال دیکھیں کہ نفیرین خلق ہو رہی ہے لوگ تھرم تھرا کرتے ہیں کبھی تو  
 کو توالی چبوترے کے پیادوں کے ماتھے میں اور اونکا گریبان کبھی  
 شکنی میں بند ہے ہیں اور کبھی لال خان کی لکڑی سے کبھی خار و اطلوق  
 میں گردن ہے اور کبھی سٹی میں مشکیں کبھی ہتھکڑیوں میں ماتھے میں اور کبھی  
 بیڑیوں میں یا کاٹ میں پاؤں یہ تو دنیا میں فضیلت اور آخرت میں سب سے  
 زیادہ تو ایسے جوئے نبی یا امام سے ہیں تو معاذ اللہ کیا کام ایسی پیر خدا  
 اور ون ہی کو مبارک رکھو کہ وہ خود ایسی ناپاکی سے راضی ہیں جو انہیں

بڑے صاحب تمیز بن وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر قبل نبوت گناہ صغیرہ ہو تو کیا  
 حرج بعد نبوت محفوظ رہنا چاہیے یہ بھی بتقلید شیعہ نہیں تو اکثر تو بعد نبوت  
 بھی صغائر و کبائر سب نبیوں پر روا رکھتے ہیں خلفاء کے پر وہ پوشی کے  
 لئے یہاں تک کہ ابن نورک نے لکھا ہے کہ اسلام سے ہی کچھ کام نہیں کافر  
 اگر خوش آواز ہو اور اچھا لب لہجہ رکھتا ہو تو وہ بھی نبی ہو سکتا ہے  
 اسلئے کہ تبلیغ احکام میں بکار آمد صرف آواز ہی اور کھڑے کچھ ضرر آواز کو  
 پہنچ سکتا اور کیا چلنا ہی اہم مقام سے وہ حکایت کہ جسے جناب میں  
 مکان نے حدیقہ سلطانیہ میں مقدس اردبیلی سے نقل کیا ہے کہ علامہ  
 اہلسنت میں سرفاضل میرزا جان شہر بخارا میں وارد ہوا اور شب روضہ  
 درس و تدریس میں مصروف ہوا پس بعد چندے چند خیر خواہ شاگردوں  
 بطور کنایہ نہیں بتایا کہ فرزند دلبند کو انکے چند اوباش باغی باغون میں  
 لیجاتے ہیں گلگشت چمن میں گلستان و بوستان کا سبق نہیں پڑھتے  
 ہیں بطور خود فاعل و مفعول کے صیغہ بتاتے ہیں کہی باب ثلاثی فجر کا  
 حال باب و تاب دریافت فرماتے ہیں بقول شخص سے سرکرت علی  
 طِفْلٌ بِدَبِيعٍ جَمَالُهُ ۖ يُطَالِعُ صَفَاً وَالْكَرَاهِيَّ فِي لَيْلٍ ۖ  
 فَقُلْتُ لَهُ لَا زَالَ عِلْمُكَ زَائِدًا ۖ اَيْنَ لِي بِأَبَا لَلْتَلَاوِي الْحَرْدِ  
 گرداوس سر و قد کے حلقہ زن بلبلون کی طرح آپس میں بحثیں اٹھاتے ہیں  
 سنت عمری پر ایسے قائم ہیں کہ تلاوت قد اطلع سے کہی نہیں سکتے ہیں  
 جب کئی بار اونہوں نے جگر اریان کیا تو فاضل میرزا جان نے کہا کہ یہ  
 معنی تو میں سمجھتا نہیں صاف صاف مجھ سے کہو اونہوں نے کہا کہ حیا غما

سنگ راہ نہوتے تو ہم تقضیح کی تصریح کر دیتے اب خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے  
 غفلت کی بدولت صاحبزادہ بلند اقبال پر بخارا کا شہد ہو گیا انہوں نے  
 کہا کہ بس اتنی ہی سی بات پر میرا ناطقہ بند کرتے ہو۔ پیر شو بیامونہ  
 سے برین عقل و دانش بیاید گریست بد تمہیں اتنی ہی سمجھ نہیں کہ اگر یہ  
 بھی ہو تو یہ خارج از بحث باتیں ہیں اس کے نفس ناطقہ کو اس  
 کیا ضرر ہے  
 قضا

کتب علی رضا

## موعظہ آٹھواں

مناظرہ یہودی حضرت امیر و فضائل جناب

رسالت مابین اور فضیلت حضرت کی حضرت آدم و

اور سین و نوح و صالح و عیسیٰ پر اور ذکر مسئلہ وجوب کرا و سترجاء

درود اور صحت و غیرہ میں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَرْوِی عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَرٍّ عَنِ الْحُسَيْنِ  
 بْنِ عَلِيٍّ حضرت امام موسیٰ جعفرؑ نے اپنے والد ماجد سے اور  
 انہوں نے اپنے آباؤے طہتین و طاہرین سے اور انہوں نے  
 حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے قَالَ اِنَّ  
 يَهُودِيًّا مِّنْ يَهُودِ الشَّامِ وَاحْبَابِهِمْ كَانَ قَدْ قَوَّ التَّوْرَةَ  
 وَالْاِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَصَحَّفَ الْاَنْبِيَاءَ وَعَرَفَ كُلَّ نَبَلِهِمْ وَرَبَّاهُمْ  
 ایک یہودی شام کے یہودیوں میں سے اور علمائی مذہب یہود سے  
 کہ جس نے توریت و انجیل اور زبور اور سب صحیفی سب نبیوں کے پڑھتے  
 اور نبوی سچان لیا تھا اونسے دلیلون کو جَاءَ اِلَى الْجَلِيسِ فَبَدَأَ  
 رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابُو



سَعِيدِ الْجَمْعِيَّ اَيَا اِيكٍ مَحَبَّتِ مِيْنُ كَرِهِيْنُ اَصْحَابِ جَنَابِ رَسَالَتَا ب ۴  
 صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع تھے اور جناب ولایت مآب حضرت امیر اور  
 ابن عباس اور ابو سعید حبشی ہی موجود تھے فَقَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا  
 تَرَكْتُمْ لِنَبِيِّ دَرَجَةٍ وَلَا لِرُّسُلٍ فَضِيلَةٍ اِلَّا خَلَعْتُمْوهَا لِنَفْسِكُمْ  
 فَهَلْ يُحِبُّوْنِي مَا اَسْأَلُكُمْ عَنْهُ پس کہا اوس یہودی نے ایسی محبت  
 کسی درجہ اور فضیلت کو کسی نبی اور رسول کے تمنے نہ چوڑا مگر یہ کہ زبرد  
 دستی اوسے اپنے پیغمبر کے لیے ثابت کیا پس جو کچھ میں پوچھوں اوسکا  
 جواب مجھے دو گے قَالَ فَاَمَّا الْقَوْمُ مِنْهُ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 فرماتے ہیں کہ یہ سب کے مونہ پیر لیا اوسکی طرف سے تمام جماعت نے فقال  
 عَلٰی بْنِ اَبِي طَالِبٍ نَعَمْ مَا اَعْطَى اللّٰهُ نَبِيًّا دَرَجَةً وَلَا رُّسُلًا فَضِيلَةً  
 اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لِحَمْدِهِ ۴ وَزَادَهُ عَلٰی الْاَنْبِيَاءِ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً  
 پس ارشاد فرمایا حضرت امیر المؤمنین نے کہ مان سچ کہا تو نے نہیں عطا  
 کیا خدا نے کسی نبی کو کوئی درجہ عالی اور نہ کسی رسول کو کوئی فضیلت  
 مگر یہ کہ جمع کر دیا ہو اوسے واسطے جناب رسالتا ب محمد مصطفیٰ کے بلکہ  
 زیادہ کر دیا اور حضرت کے مدارج و فضائل کو دو چند و سہ چند و وہ چند  
 فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَهَلْ اَنْتَ مُحِبُّيْ پس عرض کیا اونسے اوسنے و  
 محمود نے کہ پس یا آپ میری بات کا جواب دیکھتے ہیں قَالَ نَعَمْ سَادُّكُمْ  
 لَكَ الْيَوْمَ مِنْ فَضَائِلِ رُّسُلِ اللّٰهِ مَا يَقْرَأُ اللّٰهُ بِرَأْسِ الْيَوْمِ  
 وَيَكُوْنُ فِيْهِ اَزَالَةُ الشَّاكِيْنَ وَفَضَائِلُكُمْ حضرت نے فرمایا کہ مان  
 قریب ہے کہ میں بیان کروں تجھے آج اس قدر فضائل کو جناب رسالتا

صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہ بسبب اونس کے ٹنڈک پڑی انکو نہیں مومنوں کو  
 اور شک مشکوک کا بیج و بن سے کندیدہ ہو جائے اِنَّہُ عَلَیہِ السَّلَامُ  
 اِذَا ذَكَرَ لِنَفْسِہِ فَضِیْلَۃً قَالَ لَا کُفْرَ اَوْ مَحَاسِنِ عَادَاتٍ اَوْ تَمْذِیْبِ  
 اخْلَاقٍ سَے جناب رسالت کی ایسے تھا کہ جب کہی وہ جناب حسب  
 اقتضای کسی ضرورت شرعی کے کوئی فضیلت اپنی بیان فرماتے تھے  
 تو بعد اوسکے فرماتے تھے وَلَا کُفْرَ یَعْنِیْہِ اَمْرٌ اَزْ رَہِ فِرْدَوْسِیَّاتِ  
 اَوْ رِجْبِ وَتَحْتَہِ نِیْیَہِ بَیَانِ نَہِیْنِ کَیَا بَلْکَہُ مَحْضِ اِظْہَارِ اَمْرٍ وَاقِعِی  
 وَاَعْظَمُ کِتَابِہِ اَنَّہُ اِسْ فِقْہِ جَدِیْثِ مِیْنِ اِشَارَہِ ہِے  
 اِسْ مَرِکِیْطِیْفِ کہ بغیر تکبر و انانیت کی اگر کوئی شخص فضیلت واقعی  
 اپنی بیان کرے تو اوسمیں کچھ مضائقہ نہیں اور اوسمیں کچھ شبہ نہیں  
 اِسلَمَہُ کہ خود اپنی تعریف کرنا مذموم نہیں ہے بلکہ غایت غالب و سکر  
 یَعْنِیْ کِبَرِ دُخُوْتِ اَوْ عَجَبِ وَاَنْکُوْشِ مَذْمُوْمِ ہِے پس اگر وہ خود ہستیا  
 مقرون کسی عرض صحیح و شرعی سے ہو تو اوسمیں کیا حرج کوئی فح  
 عقلی خود ستائی میں نہیں اور ظاہر ہے کہ حسن و قبح اشیای عقلی ہے  
 بلکہ جب اہل بالمعروف اور نہی عن المنکر اوس پر موقوف ہو تو وہ واجب ہو جائے  
 بحسب وجوب اہل بالمعروف و نہی عن المنکر اور تفسیر کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ  
 رَبِّکَ فَتَحَدَّثْ یَعْنِیْ لَیْکِنِ نِعْمَتِہِ پَروردگار کو اپنی پس اظہار کرتا اور  
 محاورہ عرب میں حکم کرنا ساتھ کسی چیز کی دلالت کرتا ہے واجب ہے فی  
 پراوس چیز کی پس جیسا یہ وافی ہدایہ مذکورہ میں خدا نے اظہار نعمت  
 خدا کا حکم دیا گویا اوسے واجب کیا اور اظہار جیسا کہ بیان سے ہوتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 بِحَمْدِہِ

اوس طرح فعل سے بہی اور اظہار مطلق کا حکم شامل ان دونوں قسموں کو ہم  
 اسلئے کہ ترک استقضال دلیل عموم ہے جیسا کہ نعمۃ اللہ خزائری علیہ الرحمہ  
 نے بالا جمال اوسکی طرف اشارہ کیا ہے مگر یہ کہ تحدیث سے مراد حکم تبادر  
 خاص اظہار حدیثی و قولی کو لین ہر چند کہ اخبار مفسترہ مرجح احتمال عموم  
 میں بہر طور رجحان خود ستائی بلکہ وجوب میں اوسکو جب محل و موقع پر  
 اپنے ہو کوئے شک و شبہ میں اور اسی پر محمول ہے قول حضرت یوسفؑ  
 وَاجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ یعنی امیر عزیز  
 قرار دے مجھے روئے زمین کے خزانوں کا محافظ اسلئے کہ میں بڑھاپا  
 کر نیوالا اور عالم و دانا ہوں اور اسی پر محمول ہے کلام جناب رسالتؐ  
 سَخْنُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْحِمْزِيِّ اور خبر حضرت امیر کی اور اوہ کلمات  
 و خطب معجزات مثل خطبہ شفق شقیہ کے خلاصہ یہ کہ اولہ العجب  
 اور بہت قطعہ سے جواز خود ستائی بر محل ثابت و هو العالم  
 پہر یہودی سے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا وَاَنَا أَذْكُو فَضَائِلَهُ  
 لَكَ غَيْرُ مُرَرٍ بَلَا شَيْءٍ وَلَا مُنْقِصٍ لَهُمْ وَلَكِنْ شَكَرًا لِلَّهِ  
 عَلَى مَا آتَاكَ مُحَمَّدٌ أَمْثِلْ مَا آتَاهُمْ وَمَا زَادَ اللَّهُ وَمَا  
 فَضَّلَهُ عَلَيْهِمْ اور میں ہی بتا ہی اوس جناب کے بیان کرتا ہوں تو  
 فضائل کو اوس جناب کے بدون قصد توہین یا تنقیض اور تمجید و تکرار  
 بلکہ ازراہ شکر خدا کے اسل مر پر کہ اوسنے ہمارے نبی کو اگلے نبیوں کے  
 برابر رتبہ دیا بلکہ وہ چند اونسے ہمارے حضرت کو بڑا دیا و غلط کہتا ہوں  
 کہ ہمیں اشارہ ہے اس طرف کہ اظہار فضیلت ہی ایک نوع کلمہ شکر ہے

شکر و سپاس

اور شکر خدا واجب ہے پس طہارِ نعمت واجب ہوگا جیسا کہ سابق میں بیان کیا گیا اور وجوبِ شکر منعم میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں بالاتفاق عقلاً البتہ اشاعرہ لاشعور نہ اسے وجوب نہیں جانتے بلکہ جائز و صحیح نہیں اور یہ محض بے عقلی اور ٹکی ہے اسلئے کہ وجوبِ شکر منعم عقلی ہے جیسا کہ سابق میں گذرا اور ظاہر ہے کہ حسنِ قبحِ اشیاء عقلی ہے اور سببِ وجوبِ شکر بہت ہیں ایک یہ کہ سببِ وسکے امن ہوتا ہے عذاب سے اسلئے کہ جب کوئی شخص از سر تا پا غرق کیلئے احسانات میں ہو اور اوسکا شکریہ نہ ادا کرے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ منعم ناخوش ہو اور کہے کہ یہ عجیب بیچارہ ہے کہ اسقدرینے اس پر احسانات کئے اور پھر یہ شکر نہیں کرتا تو یہ قیامِ سزا ہو و و یہ کہ اقل مرتبہ محسنِ زردہ ہو کے بسببِ ہم شکر گذاری سلبِ نعمت کر لے بسببِ ترکِ شکر کے اور ایسے ہی امور فائدہ شکر میں پس وہ عبت نہ ٹرا جیسا کہ بعض اشاعرہ تو ہم کرتے ہیں یہ کہ شکر کر کے گزاریں شکر مستحقِ مع عقل ہو چوتھے یہ کہ محسن خوش ہو کے اسکی شکر گذاری سے اور زیادہ اسے نعمت دے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ بلاشبہ اگر شکر کرو گے تو تمہیں نعمت زیادہ دوں گا میں اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو عذاب میرا بہت شدید ہے اور اگر کفرانِ نعمت اتفاقی ہے پس مقابلہ و سکا یعنی شکر کا واجب ہونا چاہیے اسلئے کہ تقابلِ حقیقی حرام ہے واجب ہی کو ہے فاقابل یا بخون یہ کہ شکر فی نفسہ مطلوب ہے قطع نظر فوائد مذکورہ کے اسلئے کہ اگر موافق

مرضی خدا ہے تو باعث رنج الم اور حصول اجر ہو گا و اگر نہ عبت ضرر کا تو ایسا  
 وہم تک نہیں اور یہ بر تقدیر منزل ہے و اگر نہ لزوم اسکا سابق میں مہم  
 ہوا اور یقین و اوثق ہے کہ شکر نعمت پر کبھی عذاب نہیں ہو سکتا اگر کجا  
 عذاب ہے تو کفران نعمت پر ہے جیسا کہ ہم اس کے سابق میں گذرے  
 پس تو ہم کرنا اشارہ بے شعور کا استحقاق عذاب کا شکر پر محض خطا ہی رہا  
 یہ تو ہم اونکا کہ اگر کوئی کسی کو ایک لقمہ دے اور وہ اور کسی کے بدلے بدلے  
 شکر معطیٰ میں کرے تو یہ معمول استہزا پر ہو گا اور محسن کو بہت ناگوار ہو گا  
 کہ ایسا یعنی اسی کیا دیا کہ جو یہ اتنا شکر کرتا ہے پس صاف ظاہر ہے  
 کہ یہ تشوہ و استہزا کرتا ہے پس جب ایک لقمہ پر یہ حال ہوا تو نعمات خدا تو  
 مقابل عظمت و جلال خدا میں ایک لقمہ سے ہی کم نسبت رکھتے ہیں بالکل  
 بیچ و بوج میں پس کیونکہ او نہ شکر خدا کرنا جائز ہو گا اور یہ محض اونکا  
 خیال خام اور خطا بے ربط ہے اور بالکل قیاس مع الفارق ہے پس  
 اہل قیاس بھی اس سے راضی ہونگے کہ جہاں تک اہل حق و شمن اہل قیاس  
 قیاس تفصیل یہ ہے کہ اہل قیاس کے نزدیک ہی تحقیق قیاس میں  
 ارکان اربعہ قیاس کا پایا جانا پاسیے اصل اور فرع اور جامع اور حکم  
 پس اصل یہاں پر لقمہ ہے کہ اس پر قیاس کیا ہے اور فرع نعمات خدا میں  
 کہ جنکا قیاس کیا اور جامع کوئی نہیں پس حکم کیونکہ پایا جائیگا بلکہ انصاف  
 یہ ہے کہ فارق موجود ہے اور فرق یہ ہے کہ لقمہ نسبت دین والے  
 دین والے دونوں کے حقیر ہے پس خواہ مخواہ او سپر زیادہ شکر کرنا  
 باعث استہزا ہو گا اور خدا کی نعمتیں اگرچہ بمقابل او کی عظمت و جلال کو

اور اگرچہ

کا عدم ہین مگر ہمارا حوصلہ تو اونکے سامنے پست ہے اگر ہر بن ہو ہمار  
 بدن پر زبان ہو اور ہم ایک اونے کسی نعمت کا او سکی شکر چاہیں تو ممکن  
 نہیں پس ہمیں اوسکا شکر کیون نہ واجب ہوگا سے از دست زبان  
 برآید کہ عہدہ شکرش بدرآید پس ظاہر ہوا کہ محض ترک شکر خدا کفر ہے  
 پس باطل ہوا عقیدہ فاسدہ اشاعرہ کا اور ہمارے اولہ سابقہ سی محبوب  
 حاجی پیشوا اونکا اور کیا خوب فرمایا ہے اس مقام پر تنید نے منطوقہ  
 طولانی میں ۱۰ اذ اظہرت کلباً بعض خبز ۱۰ یظل ملازماً  
 لوصید باپی ۱۰ یعنی اگر ایک گتے کو بھی ایک ٹکڑا روٹی کا دیدین تو  
 پرکھی وہ چوکت نہیں چوڑا کیسا ہی دیکھا جائے ۱۰ وعینہ کثرت  
 الشکر لغو ۱۰ فہم واللہ اخبت منک لابی ۱۰ اور شعی  
 و غنم شعور کے نزدیک شکر لغو ہے پس بخدا وہ لوگ گتے سے بھی بدتر ہیں  
 قال لہ الیہودی اِن اَسْأَلُکَ فَاَعِدْ لہُ جَوَاباً قَالَ لہُ عَلٰی ہَذَا  
 یودی نے کہا ہر بن پوچھتا ہوں میا ہو رہیے حضرت نے فرمایا کہ  
 پوچھ جو کچھ تیرے دل میں آئے قال لہ الیہودی ہذا اَدَمُ سَجَدَ  
 لَہُ لَآئِکَۃً فہلْ فَعَلَ لِحَمْدِ شَیْءٍ مِّنْ ہَذَا یودی نے کہا کہ حضرت  
 آدم کے لئے سجدہ لیا خدا نے اپنے فرشتوں سے پس آیا فرمایا ایسا واسطے  
 تمہارے پیغمبر کے ہی یا نہیں فقال لہُ عَلٰی لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَ لَیْسَ  
 اَسْجَدَ لِلّٰہِ اَدَمٌ مَّلَآئِکَۃً فَاِنَّ سَجُوْدَہُمْ لَہُ یَکُنْ سُجُوْدًا عَظِیْمًا  
 وَ اَنْتُمْ عِبَادُ اَدَمَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ پس حضرت نے فرمایا  
 کہ یہ تو حکیم ہی لیکن مقصود اس سجدہ ہی سجدہ عبادت نہ تھا اور یہ سجدہ

نہ تھا کہ ملائکہ آدم کو علاوہ خدا کے خدا ٹھہرا کے اونہیں سجدہ کریں وَلَٰكِنْ  
 اعْتَرَفَا لِآدَمَ بِالْفَضْلَةِ وَرَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لَهُ بَلْكَ مقصود اوس شخص  
 اقرار فضیلت حضرت آدم اور ایک نوع کا ترحم تھا حال آدم پر و محمد  
 اَعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ صَلَّى عَلَیْهِ وَآلِہٖ فِي  
 جَبْرُوتِہٖ وَالْمَلَائِكَةِ بِاجْمَعِہَا وَتَعْبُدُ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَاةِ عَلَیْہِ  
 فَہذیہ زیادۃ کہ ویسا ہی ہو دیتی اور جناب رسالت آپ کو اوس سے زیادہ  
 مرتبہ دیا کہ خود ہی بنی جبروت میں اونپر درود بھیجا اور ملائکہ کو بھی مامور ہو  
 کیا اور مومنین کو بھی پابند کیا درود بھیجنے پر بس زیادہ ہوا یہ اسلئے کہ یہ  
 درود یعنی سجدہ مذکور ہے اور سجدہ صرف ملائکہ نے کیا تھا اور بیان درود  
 میں خدا خود اور مومنین ہی شریک ہوئے واعظ کہتا ہے کہ اس فقرہ  
 حدیث سے اشعار ہوتا ہے وجوب درود کا مومنوں پر اور یہی مفاد ظاہر  
 امر کا ہے کہ یہ اِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ  
 اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا اَسْلِمًا یعنی تحقیق کہ خدا اور فرشتے اوسکے  
 درود بھیجتے ہیں نبی پر اسی مومنو تم بھی سلام و درود بھیجو اونپر اور فی الجملہ  
 وجوب میں شبہ نہیں یعنی حالت تشدد میں لیکن خارج نماز سے اور علی العموم  
 وجوب درود ثابت نہیں ہاں بعض احادیث معتبرہ سے رجحان بلکہ وجوب  
 درود کا غیر حال نماز میں ثابت ہوتا ہے بلکہ جب ذکر نبی ہو اور حسب طہر ہو  
 اور اس وجہ سے شیخ بہائی علیہ الرحمہ وغیرہ ذکر درود واجب جانتے ہیں  
 جب ذکر حضرت ہو خواہ بعلم یا لقب یا کنیت یا ضمیر اور مشہور استجاب اور  
 اجمال اور سیرت قطعی و عمل اصحاب و راوا کہ کثیرہ موقیہ استجاب ہیں اور

استجاب

وہی طرح ہے البتہ از بسکہ کثرت احادیث اور تاکید و تشدید اور فی مشعر و جوب  
 تو و زمین کہ قول بوجوب کفائی اولی و احوط ہوا اور یہی بخوبی جامع و میان اولی  
 متعارضہ کے ہے اگرچہ علما میں سے کوئی قائل سکا نہیں اور اسی استنباب  
 حل ہوتا ہے شبہ تسلسل درود اور ایک جواب سکا استثنائے ہی مشہور  
 یعنی درود میں ذکر حضرت انا موجب و جوب درود نہو گا پس تسلسل لازم نہ لگے  
 اور غرابت مقام مانع مزید تفصیل سے ہے قَالَ لَهُ اَلَيْسَ يُودَىٰ فَاِنَّ اَدَمَ  
 تَابَ لِلّٰهِ عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَتِهِ يَهُودِي نے عرض کیا بدستیکہ جناب  
 باری نے اپنے فضل و کرم سے توبہ آدم اونسکے خطا سے قبول فرمائی قَالَ  
 لَهُ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اَعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ  
 بَعِيْرُ ذَنْبٍ اَنِّي اَقَالَ لِلّٰهِ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا  
 تَاَخَّرَ اِنَّ مُحَمَّدًا اَعِزُّ مُوَافٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُوْزِرُ وَلَا مَطْلُوْبٍ  
 فِيْهَا يَذْنِبُ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کی شان  
 میں اس سے بھی بڑا آیا یا بدون گناہ کے چنانچہ خدا نے فرمایا تاکہ عاف کر  
 خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہوں کو پس وہ جناب روز قیامت کسی  
 جرم پر ناخو ذ نہونگے و اعظمتا صھے کہ مراد گناہ سے اس آیه میں یا  
 ترک اولی ہے بحکم جمع میں الاولیٰ والاخبار کے یا گناہ بحسب زعم کفار و منافقین  
 کے یا اور ایسے معنی صحیح اور سیطر ح خطائی آدم کو ترک اولی پر محمول کرنا لازماً  
 ہی اسلئے کہ بضرورت مذہب عصمت انبیا وائمہ ثابت ہے اور تفصیل سلسلہ  
 عصمت سابق میں مذکور ہوئی قَالَ لَهُ اَلَيْسَ يُودَىٰ فَاِنَّ هَذَا اَدَمُ هِیْسَ  
 اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا وَاَطْعَمَهُ مِنْ تَحْتِ الْجَنَّةِ بَعْدَ وَفَايَةِ يَهُودِي

عصمت



کہا کہ خدا نے حضرت ادریس کو مقام عالی اور تختِ جنت کے وسیع بعد  
 اوفی وفات کے قال لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اَعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ  
 مِنْ هَذَا اِنَّ اللَّهَ جَلَّ شَأْنُهُ قَالَ فِيهِ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فَكَفَى  
 بِهَذَا مِنَ اللَّهِ رِفْعَةً وَلَئِنْ اَطَعِمَ اِدْرِيسَ بَعْدَ وَفَاتِهِ فَاِنَّ  
 مُحَمَّدًا اَطَعِمَ فِي الدُّنْيَا فِي حَيَاتِهِ بَيْنَمَا يَتَضَوَّرُ جُوعًا اِذَا تَأْتَى جَبْرِئِلُ  
 بِجَامٍ مِنَ الْجَنَّةِ فِيهِ تَخْفَةٌ فَهَلَّلَ الْجَامُ وَهَلَلَتِ التَّخْفَةُ فِي يَدِهِ  
 وَ سَبَّحَا وَحَمْدًا وَكَبَّرَا فَاَوَّلَهُمَا اَهْلُ بَيْتِهِ فَفَعَلَ الْجَامُ هُنَّ  
 ذَلِكَ فَهَمَّ اَنْ يُنَادِيَ وَلَهَا بَعْضُ اصْحَابِهِ فَتَنَّا وَلَهَا سَبْرًا بَرًّا  
 وَقَالَ لَهُ كُلُّهَا فَارْتَهَتْ تَخْفَةٌ مِنْ تَحْتِ الْجَنَّةِ اَتَخَفَكَ اللَّهُ بِهَا  
 وَاقْنَاهَا لَا يَصْلَحُ اِلَّا لِبَنِي اَوْ وَصِيِّ نَبِيِّ فَاَكَلَ وَ اَكَلْنَا مَعَهُ وَاِنِ  
 لَا جِدْ حَلًا وَنَهَا سَاعَتِي هَذِهِ فَرِيَا كَهَبِ رَسَالَتِي كَوَاسِ  
 زِيَادَهُ مَرْتَبَهُ مَلَا خَدَانِ اَوْ لَسَ كَمَا كَهَبِ بَلَدِ كَيْسَ ذَكَرَ تَمَارِ اِپْسِ خَدِ كَيْسَ  
 سِيَهْ بَلَدِي كَانِي هِيَ اِذَا رَوَيْتُ تَخْفَةَ جَنَّتْ بَعْدَ وَفَاتِ مَلَا تَوَهْمَارِ حَضْرَتِ كَوِ  
 حَيَاتِ يَنْ چَانِجِهْ اِيكَارِ شَدَّتْ فَقَرِ وَفَاتِهِ سَعِ حَضْرَتِ بَسْتِ ضَعِيفِ هُوَكِ  
 كَهْ نَا كَاهِ حَضْرَتِ جِبْرِئِلِ جَنَّتْ كَا اِيكَ جَامِ لَائِ كَهْ اَوْ سَمِنْ تَخْفَةَ سَا اِيكَ تَخْفَةَ  
 تَمَارِ اِپْسِ وَهْ جَامِ وَتَخْفَةَ بَرِ بَانِ فَيَصِحْ حَمْدُ شَنَائِ اَلْهِى كَرْنِ لُكَ اَوْ حَضْرَتِ نِ  
 مَعَ بَعْضِ اِهْلِيَّتِ اَوْ سَعِ تَنَاوَلِ فَرِيَا اَوْ بَعْضِ اصْحَابِ نِ جَوَاوِ سَكَلِ تَنَاوَلِ  
 اِرَادَهُ كِيَا تَوْ حَضْرَتِ جِبْرِئِلِ جَلْدِي سَعِ اَوْ سَعِ تَنَاوَلِ كَرُكْنِ اَوْ كَمَا كَهْ اِيْ نَبِي  
 سِيَهْ تَخْفَةَ بَشْتِ هِيَ اَسْبَغْ نَبِيْ يَا وَصِي نَبِيْ كَهْ اَوْ كَوَلِيْ تَنَاوَلِ نَهِيْنِ كَرُ سَكَلَاتِ  
 اَمِيرِ نِ فَرِيَا كَهْ نَجْدِ اَبْتَكِ مِيْنِ اَوْ سَكَلِ حَلَاوَتِ پَاتَا هُونِ اَوْ مَرَا اَوْ سَكَلِ اَمِيرِ

نین بھولا قال لہ ایلہودیتی فہذا نوح صبر فی ذات اللہ وعدہ  
 قومہ اذ کذب عرض کیا کہ نوح نے راہ خدا میں صبر کیا مدت دراز تک  
 اور بدو عانہ کی اپنی قوم کے حق میں جب و نمون نے او کی تکذیب کی قال  
 قالہ علی لقد کان کذا لک و محمد صبر فی ذات اللہ غدر  
 و جل واعد قومہ اذ کذب و شر د و حصی بالحصی و علاہ  
 ابولہب ف اوحی اللہ تعالیٰ الی ملک حاصل الجبال ان شق الجبال  
 و انتہ الی امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ فقال لہ ان امرت  
 بالطاعة فان امرت اطعک علیہم الجبال ف اھلکھم ہا  
 فقال انما بعثت رحمۃ رب اھد اصغی فانہم لا یؤمنون و حک  
 یا یھودی ان نوحا لما شاھد غرق قومہ رقی علیہم برکتہ  
 و اظہر علیہم شفقتہ فقال رب ان ابنی من اھلہ فقال  
 انہ لیس من اھلک انہ عمل بوجھل اراد جھل ذکوة ان یسلیم  
 بذلک فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اول سے زیادہ صبر کیا اور اپنی قوم  
 معذور رکھا جب ان کی تکذیب ہوئی اور راہ خدا میں وہ شہر بد کے گئے  
 اور سنگسار کر دیے اور غلبہ کیا او نہر ابولہب نے پس خدا نے وحی کی طرف  
 اوہیں فرشتے کے کہ جو حامل جبال ہے کہ پہاڑوں کو کندہ کر کے حضرت  
 اطاعت میں رکھے پس وہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں یہ پہا  
 کندہ کر کے او نہر ڈھانپ دوں کہ وہ سب سرمہ ہو جائیں حضرت نے  
 فرمایا کہ میری بعثت اور نبوت نعمت اور رحمت ہوا امت کے لئے نہ نفقت  
 و عذاب خداوند اہدایت کر میری امت کو کہ وہ نادان ہیں و امی ہو تجھ پر

ای یہودی حضرت نوح نے جب اپنی قوم کو غرق ہوتے دیکھا تو آخرت  
 قرابت اور محبت عزیز داری آپسی گئی بتیاب ہو کے کہنے لگے کہ خداوند  
 میرا بیٹا میرے اہل و عیال سے ہے اور تو نے وعدہ فرمایا نجات دینے کا  
 میرے اہل و عیال کو اور وعدہ تیرا سچا ہے پس سو بچا غرق ہونے سے  
 یہاں تک کہ خدا نے او کی تسلی اور نصیحت کے لیے فرمایا کہ وہ تنہا رکا اہل  
 عیال سے نہیں اسلئے کہ عمل و سکا اچھا نہیں وَ مُحَمَّدٌ لِّمَا عَايَنَ مِنْ قَوْمِ  
 الْمُعَانَدَةِ شَمَّرَ عَلَيْهِمْ سَيْفَ النَّقْمَةِ وَلَمْ تَذَرِكُمْ فِيهِمْ  
 رِاقَةَ الْقَرَابَةِ وَلَمْ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِ رَحْمَةٍ اور ہمارے  
 حضرت نے جب اپنی قوم سراپا یوم کا غنا دیکھا تو تیغ بیدریغ عذاب  
 او نہر کینچے اور رتی بہر ہی قرابت کا پاس نکلیا اور رحمت کی نظر سے  
 انہیں نہ دیکھا قَالَ لَهُ اَلَيْهِمُودِيْ فَاِنْ نُّوحًا دَعَارَبَهُ فَمَا طَلَتْ  
 لَهُ السَّمَاۤءُ بِمَاءٍ پھر عرض کیا کہ آخرین عاجز آ کے بد و عا کی خدا سے  
 پس بت زور شور سے مینہ برسایا ابر نے قَالَ لَهُ عَلَيَّ لَقَدْ  
 كَانَ كَذٰلِكَ وَكَانَ دَعْوَتُهُ دَعْوَةً غَضَبٍ وَهَطَلَتْ  
 لَهُ السَّمَاۤءُ بِمَاءٍ مِنْهُمْ رَحْمَةً لِلّٰهِ فرمایا کہ بارش نوح عذاب کے لیے تھی اور  
 اوس سے بڑھ کے ہمارے حضرت کے لیے باران رحمت ہوا وَ اِلٰی مَتَا  
 هَاجَرَا لِيْ لَمَدِيْنَةٍ اَتَاَهُ اَهْلُهَا فِيْ يَوْمِ الْبَعْثِ فَقَالُوْا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 اِحْتَبَسَ لِقَطْرٍ وَّ اَصْفَرَ الْعُودَ وَ نَهَا فَنَّتِ الْوَرْقُ چنانچہ جب حضرت  
 ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہاں کے لوگ ایک جمعہ میں حاضر خدمت ہا برکت  
 ہوئے اور عرض کی کہ ای رسول خدا میںہر کہ گیا اور دخت سو کہ خوشن

زرد ہو گئی ہیں درختوں میں ہوا سے بالکل پت جڑ ہو گئی فرقع یدک الی  
 حتیٰ مرای بیاض بطینہ و ما تری فی السماء سحابہ فبا یح حتیٰ  
 سقاہم اللہ یہہ ستے ہی حضرت نے دعا کے لئے ماتہ اوٹھایا یا تو  
 نام کو ہی آسمان پر ابر کا نشان نہ تھا یا دفعۃً خوب سینہ برسا کہ اونہیں چکوا  
 حتیٰ ان الشاب المحجب بشبابہ المہتم نفسہ فی الرجوع الی منزلہ  
 لما یقدر من شدۃ السیل فلما اُسبوعاً فاقوہ فی الجمعیۃ  
 الثانیۃ فقالوا یا رسول اللہ لقد تھد مت الجذہ و خسر  
 الرکب و السفر سیما تک کہ ایسے جوان جنہیں اپنی جوانی کا بڑا گمنام  
 تھا اور بیباختہ جنگاچی گھر جانیکو چاہتا تھا سینہ کی شدت کے مارے  
 اور نالوں کے توڑ کے ڈر سے گھر نہ جاسکتے تھے پس ایسا ہی سینہ قریب  
 ایک ٹھواریکے برسا کیا آخر دوسرے جمعہ کو پھر سب حضرت کے پاس  
 آئے اور کہا کہ یا حضرت اب تو سینہ کے مارے دیوارین آرہیں رہتے  
 بند ہو گئے قافلے کے قافلے اور سوار و پیادے سب کسے کسے پڑے  
 ہیں سفر کو نہیں جاسکتے فضحاک رسول اللہ و قال ھذہ سعة  
 ملاکہ ابن آدم ثم قال اللھم حوالینا ولا علینا اللھم  
 فی اصولنا لسنینہ و مراتع البقیع فواہی حوالی المدینۃ یمطر  
 یقطر قطر و ما یقع بالمدینۃ قطرة لکوامتہ علی اللہ تع  
 یہ سنکو حضرت ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا جلد اوسیکو ملال ہوتا ہے  
 پھر مناجات کی کہ خداوند اگر دگر دھارے برسانہ خود ہمیں خداوند  
 کشت زاروں اور چراگاہوں میں پس فوراً اطراف میں برسے لگاؤ

شہر سے موقوف ہو گیا اور قبل اسکے ایک بار اور بھی بارش ہو گئی تھی پس  
حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اور اور روسا قریش نے ہتسقا اور  
طلب بارش بذریعہ حضرت کی تھی پس وہ سب فی الفور میر و میر آپ ہو  
اور اوسط طرف حضرت ابوطالب نے اشارہ کیا ہے اپنے قصیدہ مشہور  
میں ۛ وَابْيَضَ يَسْتَسْقِي الْغَنَامُ بِوَجْهِهِ ۛ ثَمَّالُ الْيَتَامَى عَصِيَّةُ  
لِلْأُمَامِلِ ۛ یعنی وہ سفید و نورانی شکل والا پیر کہ جسکی روداری  
کیوجہ سے طلب بارش کیجاتی ہے اور وہ جائے پناہ اور مرقی و سرپرست  
بیوہ عورتوں اور یتیم لڑکوں کے ہیں اب مناسب مقام و مقتضی  
حال یہ ہے کہ اوسی جناب اور اوسکے اہلبیت اطیب کے طفیل سے  
ہم سب ہی کمال گریہ و زاری درگاہ باری میں عرض کریں کہ بارش  
فرمائے اور قحط و گرانی کو زائل کرے و اعط مسلمانون کو یارب  
اب نہ ترسا ۛ جہا جہم مینہ کرم سے اپنے برسا ۛ یہی تجھے ہی ہم سب کی  
گزارش ۛ بہرین جل ہتل یہ شدت کی ہو بارش ۛ نہ بر سین و نکڑے  
یارب نہ جہا ۛ جہڑی دل کی تمنائیں نکالے ۛ قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ  
فَإِنَّ هَذَا هُودٌ أَقْدًا نَصَرَ اللَّهُ لَهُ أَغْلَانَهُ بِالْبَرِّ فَعَلَّ  
لِحَمْدِ شَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ يَهُودِيٌّ نَعَاكَ مُوَدِّعًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ  
قَالَ لَهُ عَالِيٌّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ أَعْطَى مَا هُوَ أَفْضَلُ  
مِنْ هَذَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ قَدْ أَنْصَرَ لَهُ مِنْ أَغْلَانِهِ بِالْبَرِّ  
يَوْمَ الْخَنْدَقِ إِذَا رَسَلَ عَلَيْهِمْ رِيحَاتُ دَرِّ الْحَصَا وَ جُنُودًا  
كَمْ تَرَوْهَا فَرَّادَ اللَّهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا عَلَى هُودٍ ثَمَانِيَةَ أَلْفٍ مَّلَكٍ

وَفَضَّلَ عَلَى هُودٍ بَارَئِجَ عَادٍ مَرْجٍ سَخِطٍ وَبَارَئِجَ مُحَمَّدٍ مَرْجٍ حَمِيدٍ  
 قَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ  
 جُنُودُ فَارِسْنَا عَلَيْهِمْ رُجِحًا وَجُنُودَ الْكُفْرِ هَزَا فَرِيًّا كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ  
 اس سے ہی زیادہ رتبہ ملا تیز ہوا سے بھی اونکی مدد ہوئی چنانچہ  
 کی لڑائیں ایسی مذہبی جلی کہ کافروں کے ہوش و بڑ گئے اور ایسی کنگرو  
 پتھر اوڑے کہ اس سے جدا مشر کو نکوا ذیت پر بھی خندق کے  
 عجیب پہلو اور روڑے تھے جنہوں نے کافروں کو بند بند پہلو کیے ہاتھ  
 مونہ توڑے تھے اور علاوہ اسکے جنگ خندق میں خدا نے ایسا لشکر  
 بھیجا کہ تم نے نہ دیکھا اس سے یعنی جو نظروں سے پوشیدہ تھا پس زیادہ  
 کیا خدا نے ہمارے حضرت کیلئے بہ نسبت حضرت ہود کے آٹھ ہزار فرس  
 اور یہ بھی فضیلت دی کہ عادی اندھی ایک غضب آئی تھا کل اتت ہود  
 لئی اور خندق کی اندھی باعث راحت و رحمت تھی بہ نسبت مومنین کے  
 چنانچہ قرآن مجید میں ہے اَمْ مَوْسٰی اَدْرٰکُ نِعْمَتَ خَدّٰکَ اَوْ کَیْفَ یُؤْتِی  
 جبکہ مقابلہ آیا تھا اسے ایک لشکر پس بھیجا ہے اندھی اور ایک ایسی شکر  
 کہ جسے تم نہ دیکھتے تھے قَالَ لَہُ الْیَہُودِیُّ فَاِنَّ ہٰذَا صَاحِبُ  
 لَہُ نَاقَۃٌ جَعَلَهَا الْقَوْمُ غِیْرَۃٌ عَرَضَ کَیْفَ کہ خدا نے حضرت صالح کے  
 لئی ایسا ناقہ ظاہر کیا کہ جو باعث عبرت و حیرت تھا اونکی قوم کے لیے  
 قَالَ لَہُ عَلٰی لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَ مُحَمَّدٌ اَعْطٰی مَا ہُوَ اَفْضَلُ مِنْ  
 ہٰذَا وَ ذٰلِکَ اَنَّہُ نَاقَۃٌ صٰلِحٌ لَّمْ یَسْکَمْ صٰلِحًا وَّلَمْ یَسَاطِقْہُ  
 وَّلَمْ یَشْہَدْ لَہُ بِالْبَیِّنٰتِ وَ مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا اَخْبَرْنَا فِی بَعْضِ غُرُوَاتِہٖ

اِذَا هُوَ يَبْعِرُ قَدْ دَنَا شَمْعُ دَعَا نَا نَطَقَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ فَلَا نَا اسْتَغْمِكُنِي حَتَّى كَبُرْتُ وَيُرِيدُ اَنْ يَخْرُجَنِي وَاَنَا سَتِيذُ  
 بِكَ مِنْهُ فَارْسَلْ رَسُولَ اللَّهِ اِلَى صَاحِبِهِ فَاسْتَوْهَبَهُ مِنْهُ فَوَهَّبَ  
 لَهُ وَخَلَّاهُ فَرَمَا يَكُ حَيِّصِجْ هِي لِيَكُنْ هَامِي حَضْرَتِ كُو اس سے بھی زیادہ رتبہ  
 لا اسلئے کہ ناتہ صالح نے تو اس جناب سے کلام کیا تھا اور او کی نبوت کی  
 گواہی مذی تھی بخلاف ہمارے حضرت کے کہ وہ جناب بعض معرکونین جناب  
 تھے کہ ناگاہ ایک اونٹ حضرت کے قریب آگرا ہوا پھر اوسنے خدا سے دعا کی  
 خدا نے اوسے گویائی دی پس اوسنے کہا کہ امر سو خدا فلان شخص نے تمام  
 عمر مجھ سے خدمت لی اور اب جو میں سن رسیدہ اور بیکار ہو گیا تو وہ چاہتا  
 کہ مجھ کو خر کرے پس میں مستغنیٹ ہوں اپکی خدمت میں اور بناہ باکلتا ہوں  
 اوس سے پس حضرت نے سفارش کر بھیجی اوسکی اوسکے  
 مالک پاس پس پاس خاطر حضرت اوسنے اوسے ہبہ کر دیا اور  
 چھوڑ دیا وَلَقَدْ كُنَّا مَعَهُ فَاذَا حَنُّنٌ بِاعْرَآبٍ مَّعَهُ نَاقَةٌ  
 لَّهُ يُسَوِّفُهَا وَقَدْ اسْتَسْلَمَ لِلْقَطْعِ لَمَّا نَزَّ وَرَعَالِيهِ مِنَ الشُّرُودِ  
 فَنَطَقَتِ النَّاقَةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّ فَلَانًا مَعِيَ  
 بَرٍّ مَيٍّ وَاِنَّهُمْ لَيَشْهَدُونَ عَلَيَّ بِالزُّورِ وَاِنَّ  
 سَارِقِي فَلَانُ الْيَهُودِيٌّ اور ہم حضرت کے ہمراہ  
 رکاب تھے کہ دیکھا ہمنے کہ ایک اعرابی جاتا ہے اور وہ ایک  
 ناقہ کو ہکائیے لئے جاتا ہے اور یقین واثق رکھتا ہے  
 کہ ضرور اوسکے ناتہ کاٹے جائینگے اسلئے کہ چند گواہوں نے

جوئی گواہی اور سکی چوری کی دی چکے ہیں پس اس  
 ناقد نے حضرت سے عرض کیا کہ اسے رسو لیا  
 فلان شخص مجھ سے بری ہے اور گواہوں نے  
 جوئی گواہی دی ہے اور حقیقت  
 میں میرا چور فلان میو دی  
 ہے

کتبہ میر علی رضا عظمیٰ عنہ



# نوان موعظہ

بیان حال حضرت ابراہیم و ترجیح  
 ہمیر خدا آن جناب سے اور ذکر  
 مسئلہ مزاح اور چند لطیف  
 حکایتیں مطائبہ  
 اور مزاح  
 کی

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ تَيَقَّنَا بِأَلَا عَتَبَارٍ عَلَى  
مَعْرِفَةِ اللَّهِ وَأَحَاطَتْ دَلَالَتُهُ بِعِلْمِ الْإِيمَانِ يَا يَهُودِيُّ فِي خُصَابِ  
امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیداری حاصل  
ہوئی اور کامل مرتبہ بصیرت کا معرفت خدا پر اور انکی عقل محیط ہو گئی ساتھ  
علم ایمان کے ابتدا ہی سے ایسا نور علم و عقل حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم  
کو دیا کہ از خود یہ متنبہ تھے معرفت خدا پر تو ریت متداول متعارف میں اور  
استی طرح احادیث فریقہ حقہ میں وارد ہے کہ اصل والد ماجد حضرت ابراہیم  
علیہ السلام تاریخ موجود تھے حضرت ابراہیم کی کم سنی میں اونہوں نے اتفاق  
کیا لہذا انکے چچا آڈر بت تراش لئے اونہیں تربیت کیا اور وہی باپ انکا  
مشہور ہوا اور وہ بت بنایا کرتا تھا اور انکی تجارت کرتا تھا اور جب بچپن  
کو حضرت ابراہیم کے ہاتھ پہنچتا تھا انکی صغر سنی میں تو یہ اول بتوں کی

کردن میں رسی باندھ کے گلیوں میں کھینچتے پھرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کون احمق انہیں خدا سمجھے گا حالانکہ یہ کسی کو نہ نفع پہنچا سکیں نہ ضرر اور منقول ہے کہ حب و لادت با سعادت حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ قریب ہوا تو بزرگ مردود نے انکا حال تجویس میں سے دریافت کر کے لوگوں کے قتل کا حکم دیا پس والدہ حضرت ابراہیمؑ نے اس اندیشہ سے ایک بھڑکے غار میں پوشیدہ کر دیا اور چپ چپ کے جاتی تھیں اور انہیں دودھ پلا آتی تھیں اور ایک روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ خود انکے انگڑے ٹھکے سے دودھ نہر کی طرح جاری ہوا تھا اسی شیر سے سیر ہوتے تھے اور ایک شہنشاہ میں بقدر ایک روز اور ایک دن میں بقدر ایک ہفتہ اور ایک ہفتہ میں بقدر ایک مہینے کے اور ایک مہینے میں بقدر ایک سال کے نشوونما کرتے تھے یہاں تک کہ سن تیز کو پہنچے اور زمانہ بلوغ قریب آیا حسب اتفاق ایک اونکی والدہ جو انکی ملاقات کو آئیں تو تھوڑی دیر انکے پاس ٹھہر کے پھر ہوئیں اور چلتے وقت حسب معمول اوس غار پر ایک سنگ گر ان رکھ دیا بعد تھوڑی دیر کے یہ بھی غار سے نکلے اوس پتھر کو ہٹا کے پھر اسے اوس جماعت سے ملاقات ہوئی کہ پرستش زہرہ کرتے تھے پس حضرت ابراہیمؑ بطور استیناس و تالیف کے کہ جو مقدمہ ہدایت ہے اونکی ہدایت کی غرض و غایت سے بطور توریہ اور بطرز استفہام انکاری زہرہ کو دیکھا کہ تعجب سے کہا ہَذَا اسْتِغْفِرُ مِیْرَ اَبِیْہِ یعنی ایسا نہیں خبر اور استفہام جب حرف استفہام محذوف ہو اور استفہام انکاری یعنی استفسار بنا انکار سے ان سب کی عبارت ہمشکل ہوتی ہے فقط قرائن کلام یا طرز

و عنوان لب و لہجہ سے اہل زبان فرق دریافت کر لیتے ہیں میان خبر کے وقت مشکل کا چہرہ اور طور کا ہوتا ہے اور بات بھی اور استفسار کے وقت ایک خاص طرح کی ناواقفی اور طلب پیدا ہوتی ہے اور تعجب اور توہین و انہماک کے وقت آواز و چہرہ کا اور رنگ ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ نظیر اسکی یہ ہے کہ زید عمر سے کہے کہ ایک دن مین مین پیدل دس منزل چلا گیا تو عمر بکا کر تعجب کہے کہ ایک دن مین تو دس منزل چلا گیا یعنی جسکا تو دعویٰ کرتا ہے وہ بات شدنی نہیں پس حضرت ابراہیم کا بھی یہی منشا تھا نہ جو کچھ اہلسنت سمجھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کو مقصود اس خبر سے معاذ اللہ لازم القائدہ تھا تاکہ عصمت انبیاء بلکہ اسلام میں ان کے کلام ہو حالانکہ سابق میں ہم نے ادلہ قطعی سے عصمت ثابت کی بہ طور جب وہ ستار غروب ہوا تو انہوں نے کہا کہ اسی زوال ہوا اور خدا تغیر و زوال سے بری ہے پس یہ میرا خدا ہے لایزال نہیں پھر چاند نے طلوع کیا اور انہوں نے اس کے بارے میں بھی ویسا ہی فرمایا پھر جب اوسنے بھی غروب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر خود خدا مجھے ہدایت نہ کرے گا تو میں گمراہوں میں سے ہوں گا پھر جب سورج نکلا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو اوس سے بڑا ہے کیا یہی میرا خدا ہے جب اوسنے بھی غروب کیا تو انہوں نے اپنی قوم کی طرف دیکھ کے کہا کہ اسی میری برادری میں تمہارے شرک و کفر سے بری ہوں کہ تم ایسی بے ثبات چیزوں کی خدائی کو اثبات کرتے ہو اور یہی طریقہ حضرت ابراہیم کا ہمیشہ رہا کہ ہمیشہ راہ راست پر ثابت قدم رہے غرور و مردود کو بھی کبھی پریشہ کے برابر نہیں سمجھے اور رعایت اوسکی نہ کی بلکہ ہدایت ہی کرتے رہے حالانکہ سفاکی و بیباکی میں وہ ضرب المثل تھا



بِاللَّهِ دَلَامٍ وَيَعْبُدُونَ الْآلُوتَاتِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَرَمَا يَا حَنَاب  
 امیر علیہ السلام نے کہ واقع میں حضرت ابراہیمؑ ایسے ہی تھے مگر ہمارے حضرت  
 تو اونسے بھی افضل ہوئے حضرت ابراہیمؑ کو پندرہ برس کے سن میں بصیرت  
 حاصل ہوئی اور ہمارے حضرت کو سات برس کے سن میں چنانچہ چند نظرانی  
 تاجرون نے صفا و مردہ میں مقام کیا حسب اتفاق اوٹمین سے بعضوں نے  
 ایک روز اس جناب کے جمال باکمال کی زیارت کی اور حضرت کی شان و شوکت  
 اور آثار و علامات دیکھتے تجویز کیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہیں کہ جنگی بشارت اگلی  
 کتابوں میں دی گئی ہے پس کہا کہ اسی صاحبزادے تمہارا نام نامی کیا ہے  
 فرمایا کہ محمدؐ اوٹمین نے کہا کہ آپ کے والد ماجد کا نام فرمایا کہ حضرت عبد اللہ  
 پھر زمین کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ زمین پر  
 آسمان کی طرف اشارہ کر کے اوسے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ آسمان بھیر  
 پوچھا کہ انکا خالق کون ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا پھر حضرت نے زجر کر کر  
 کہا کہ تم چاہتے ہو کہ خدا کے بارے میں شک و مجھے حالانکہ وجود فیجود  
 اوسکا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے آتی یہودی انصاف سے  
 دیکھ کہ حضرت ابراہیمؑ نے بعد سن بلوغ و سن تمیز تصدیق باری تعالیٰ  
 بطور مذکور کی اور پشتر سے برخلاف اس عقیدے کے بھی کوئی بات گوش گزار  
 نہ تھی اور ہمارے حضرت نے صغر سن سے مشرکون اور کافرون میں بسیر  
 کی اور پرورش پائی اور ہمیشہ اقوال و افعال شرک و کفر ہی کے اونسے  
 دیکھتے سنتے رہے باوجود این ہمہ پھر صغر سن ہی میں حضرت کو بصیرت حاصل  
 تھی اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کلمہ توحید و در زبان تھا قَالِ لَهُ الْيَهُودِي قَاتِ

اَبْرَاهِيْمُ حُجْبٌ عَنْ فِرْعَوْنَ ثَلَاثِ حُجْبٍ يَهُودِيٌّ نَعَىٰ كَمَا كَرِهَ خُدَايَا فِرْعَوْنَ  
 حضرت ابراهيمؑ کے درمیان میں تین پردے حائل کر دیئے قال علیہ  
 لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَ مُحَمَّدٌ حُجْبٌ حَمَلْنَا اَرَادَ قَتْلَهُ حُجْبٌ خَمْسٍ فَثَلَاثَةٌ بَشَلَاثَةٍ  
 وَ اثْنَانِ فَضَّلُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَهُوَ يَصِفُ اَمْرَ مُحَمَّدٍ وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ  
 اَيْدِيْهِمْ سَدًّا فَهَذَا الْحُجَابُ الْاَوَّلُ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَ هَذَا الْحُجَابُ  
 الثَّانِي فَاَعْشَيْنَا هُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُوْنَ فَهَذَا الْحُجَابُ الثَّلَاثُ ثُمَّ  
 قَالَ وَ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْ  
 الْاٰخِرَةِ حُجَابًا مَّسْتُورًا فَهَذَا الْحُجَابُ الرَّابِعُ ثُمَّ قَالَ فَبَقِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ  
 فَبَقِيَ مَّقْحُوْنَ فَهَذِهِ خَمْسُ حُجْبٍ حضرت امیر نے فرمایا کہ جن کافروں نے  
 ہمارے حضرت کا قتل چاہا تھا اونکے اور ہمارے حضرت کے درمیان میں خدا  
 حفاظت کے لیے پانچ پردے قرار دیئے تین پردے حضرت ابراهيمؑ کے تین  
 پردوں کے بدلے اور دو پردے زیادہ اونسے چنانچہ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ  
 سَدًّا پہلے پردے کا بیان ہے یعنی گردانا ہمنے رو برواؤں کے ایک مانع اور  
 روکنے والا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور پشت سراونکی ایک مانع یہ دوسرے  
 پردے کا بیان ہے فَاَعْشَيْنَا هُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُوْنَ پس ڈھانپ دیا  
 ہمنے اونہیں یہ تیسرے پردے کا بیان ہے وَ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا  
 بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حُجَابًا مَّسْتُورًا یعنی جب تم  
 قرآن پڑھتے ہو تو ہم پردہ ڈالتے ہیں تمہارے اور اون لوگوں کے  
 درمیان میں کہ جو آخرت کا ایمان نہیں لاتے یہ چوتھا پردہ ہے فَهَقُوْا اِلَى  
 الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ یعنی وہی طوق اونکی ٹھڈیوں تک پہنچے وہ سر

نہیں جو کہہ سکتے ہیں یا بخیر ان پر وہ ہے قال کہ الیہودی قات ابراہیم  
 قَدْ اَنْهَتْ الَّذِیْ کَفَرَ بِرُوحَانِ عَلٰی نُبُوْتِهِ یهودی نے کہا کہ حضرت ابراہیم  
 نے مہبوت کر دیا کا فر یعنی مژد کو دلیل نبوت سے اپنی قال کہ علی قَدْ  
 کَانَ کَذٰلِکَ مُحَمَّدٌ اَتَاہُ مُکَذِّبٌ بِالْبَعْثِ اَعَدَّ الْمَوْتَ وَهُوَ ابْنُ خَلْفِ  
 الْحِجْرِ وَمَعَهُ عَظْمُ خُرَجِ مَکَہُ یَدِیْدٌ نَحْنُ قَالِیَا مُحَمَّدٌ مِّنْ حِجْرِ الْعِظَامِ وَہے  
 سَرْمِیْمٌ فَاَنْطَقَ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ اَبْنُکُمْ اَیَاکُمْ وَبَشَّرَ بِرُوحَانِ نُبُوْتِهِ فَقَالَ حُجْرُہَا  
 الَّذِیْ اَنْشَاہَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَہُوَ یُحْلِلُ خَلْقَ عَلَیْمٌ قَدْ خُصِرَتْ مَبْهُوتَا جَبَا  
 امیر نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر ہمارے حضرت کے پاس ہی آیا قیامت کا منکر یعنی  
 ابی بن خلف اور اوسکے پاس ایک ہڈی بوسیدہ تھی پس اوسنے اوسے ہاتھ پر  
 حرکت دیکے پیہر سے کہا کہ کون زندہ کرے گا ان ہڈیوں کو جو بالکل بوسیدہ  
 ہو گئی ہیں پس گویا کیا خدا نے پیہر کو محکم قرآن سے اور مہبوت کر دیا حضرت  
 اوسے برہان نبوت سے اپنی پس فرمایا کہ جس نے پہلی بار انہیں پیدا کیا تھا وہی  
 پہر دوبارہ انہیں زندہ کرے گا یہ پہلے تو کچھ ہی نہ تھی اب تو کسی قدر وجود ہے  
 فقط تازگی جاسیے پس وہ خدا کہ جس نے بالکل عدم سے انہیں پیدا کیا وہی خدا  
 اب ہی تروتازگی بخشنے کا ابی بن خلف نے اشارہ کیا تھا ایک مسئلہ مشکہ اعاد  
 معدوم کا جو حکما محال جاتا ہے اور جس منفی سو وہ محال جاتا ہے اسی راہ ہم پہلی عادہ معدوم کو قائل  
 نہیں بلکہ مطلب ہمارا یہ ہے کہ قیامت میں جو دیکھینگے تو عرفا کہیں گے کہ یہ  
 وہی ہے جو دنیا میں تھا اور موند اوسکی یہ ہے کہ خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے  
 اَوَلَیْسَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَہُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ آیا وہ قادر  
 نہیں اس بات پر کہ مثل اوسکے پیدا کرے البتہ وہ قادر ہے اور عالم و دانا ہے



پس اصل مدعا لفظ مثل سے ثابت ہے اور ہماری احادیث میں بھی وارد ہے کہ اہل جہنم کی اتنی بڑی اور ایسی مہیب صورتیں ہوں گی کہ ایک ایک دانت اور لٹکا کوہ احد کے برابر ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ اَہْلُ الْجَنَّةِ جَرَدٌ مَرْدٌ مُكْحَلٍ یعنی اہل بہشت نوجوان ہونگے تیس تیس برس کا سن سرمہ لگائے ہوئے حالانکہ کوئی صغر سن میں مرا ہے اور کوئی جوان اور کوئی بڑا پس اگر یہی مراد ہوتی کہ بعینہ اصل شخص کا اعادہ ہوگا تو یہ کیونکر بن پڑتا اور ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ خدمت بابرکت جناب رسالت مآب میں ایک موز ایک پیر زال آئی اور اسنے عرض کی کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میں بہشت میں جاؤں حضرت نے فرمایا کہ بوجہ بہشت میں نہیں جاتے پس اسے بڑا صدمہ ہوا اور زار زار رونے لگی پس حضرت اُسکی تسلی کو یہ آیت پڑھی اِنَّا اَنْشَاكَ اَهْلًا اِنْشَاءً فَجَعَلْنَا هَٰؤُلَاءِ اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اَنْثٰى اور کنواری سہاگن اور کم سن اور حسن آپسکی سہیلیاں اور نہیں گردانا پس دفع ہوا یہ شبہ یونانیوں کا کہ کوئی شخص دوبار زندہ ہو تو مکان و زمانے کا بھی اس کے اعادہ ہونا چاہیئے اور یہ مستلزم عود دنیا کو ہے آخرت میں اور وہ محال ہے اور یہ کہ جو عضو و شخصہ نہیں مشترک ہو مثلاً یعنی گنہگار کو کوئی آدم خوار کھا جائے اور اس کا گوشت بدل یا قتل ہو کے دوسرے میں نہ کرے اور وہ اس میت مجموعی سے پرگناہ کرے تو اب آخرت میں یہ گوشت کمان جائے گا اور کس قصور کی سزا پائے گا اسیلئے کہ یہ جب ہے کہ ہم اصل شخصہ واقعی کے اعادہ کے قابل ہیں وگرنہ شخص عرفی کے تحقق میں بعض اجزای اصلی کا نونا اور بعض اس کے اور کون و پوست ہونا خارج نہیں اسیلئے کہ اصل مقصود تعذیب روح ہے اور وہ ہر طور

حاصل اور مؤید اسکی یہ ہے کہ حکم حکم حکم قرآن مجید جب حدت و شدت آتش  
 جہنم سے کمالین بالکل جگہ خاکستر ہو جائیں گی تو اس کے بدلے دوبارہ اور کمال  
 اونہیں عطا ہوگی اور تفصیل اجمال احیاء السنہ و عماد الاسلام جناب عفران مآب  
 اعلیٰ اللہ مقامہ میں مذکور ہے اور اس روایت اخیر سے جواز مزاح بھی ثابت ہوا  
 اور وہ قول و فعل معصومین سے مدلل ہے البتہ مزاح میں چند امروں کا لحاظ  
 ضرور ہے ایک یہ کہ مستلزم غیبت نہ ہو دوسرے فحش نہ ہو تیسرے خلاف شرع  
 بلکہ خلاف مروت و راب نہ ہو اسی لئے کہ ارتکاب منافی مروت علی الاحوط قاصح  
 عدالت ہے اور مراد خلاف مروت سے ویسی بات ہے کہ جسے امثال و  
 اقوان مذموم اور دلیل حماقت سمجھیں ہر چند کہ اصل شرع سے ممنوع نہ ہی ہو  
 مثلاً ہندوستان میں گدھے پر سوار ہونا یا گلیوں میں کھاتے پرنالیں بعد لحاظ  
 مرقومہ بالا کے جو مزاح صادر ہوگی وہ مندوب و مستحب ہے نہ حرام یا مکروہ بلکہ نیا  
 اکثر شریعتوں کے اسی پر ہے کہ مؤمنین لباش و خوشحال رہا کرین نہ بے محل ہنسی  
 و پزمرہ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ سے انتہائی  
 راہ میں باہم ملاقات ہوئی پس حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ آپ تو آج  
 لباش رہا کرتے ہیں کہ گویا خدا نے عذاب جہنم نبایا ہی نہیں حضرت عیسیٰ نے  
 فرمایا کہ اے یحییٰ تم تو ایسا بسور کرتے ہو کہ گویا خدا نے بہشت ہی کو نہیں نبایا  
 پس وحی آئی کہ ہم ان دونوں میں سے اوس سے زیادہ خوش ہیں کہ جو ہم سے  
 نیک گمان رکھتا ہے اور جسکی نظر ہماری رحمت پر ہے اور منقول کہ انصار  
 میں سے کسی عورت سے جناب سالت مآب نے فرمایا کہ اے نیک بخت تجھ کو  
 خبر ہے تیرے شوہر کی آنکھیں سفید ہو گئیں ہیں وہ بہت گہرا کے اپنے گہرا

اور غور سے اپنے شوہر کی آنکھیں دیکھنا شروع کیں یہ ماجرا دیکھ کے اس پر  
 اسکا شوہر آنکھیں نکالنے لگا کہ آج خلاف عادت یہ کیا سوچ رہی ہے اس نے  
 کہا کہ اے مجھ صادق نے مجھے خبر دی کہ تیری آنکھیں سفید ہو گئیں اور سننے  
 کہا کہ کلام حضرت کا تو مطلب نہیں سمجھی اسی نادان کوئی آنکھ ایسی نہیں کہ  
 کسی قدر سفید رہو ہاں اگر یہ حضرت فرماتے کہ بالکل آنکھ سفید ہو گئی تو تیرا تڑپ  
 بجا تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم و جناب ولایت مآب باہم رطب تناول فرماتے تھے کہ جناب رسالت  
 مآب نے فرمایا جناب امیر علیہ السلام کی نظریا پچا کے چپکے چپکے گٹھلیاں جناب  
 امیر کے آگے پہنکنا شروع کیں اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یا علی جبکے سامنے  
 زیادہ گٹھلیاں ہیں اور سننے زیادہ خرے کھائے حضرت امیر نے عرض کی کہ بسا  
 نہیں بلکہ جو خرے مع گٹھلیوں کے کھا گیا و سُرُوی اِنَّہُ قَالَ لِصُهَيْبِ بْنِ سَنَانٍ اَنَّا کُلُّ  
 لَکُمْ بِکَ سَمَدٌ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَنَا اَمَضُّعٌ عَلَی النَّاحِیَّةِ الْاُخْرٰی اور ایک روایت  
 میں ہے کہ جناب رسالت مآب نے صہیب فرمایا کہ اے صہیب تم آنکھ دیکھنے میں  
 خرما کھاتے ہو صہیب نے عرض کی کہ یا حضرت میں آدھی دائرہ سے پرہیز کرتا ہوں حدیث  
 کی آنکھ دیکھتی ہے اودھر سے خرما نہیں کھاتا دوسری طرف سے کھاتا ہوں فَقَالَ  
 الرَّاعِبُ فِی الْحَاوِرَاتِ یَقْرَبُوْنَ قَرِیۃً اَہْلُہَا مُتَنَاهَوْنَ بِالتَّشِیۃِ فَہَرَبُوْا حُلَّ  
 فَسَاوُوْہُ عَنْ سِمِہِ فَقَالَ عُمَرُ فَرَّیْہُ وَضَرْبًا شَدِیۡدًا فَقَالَ لَیْسَ اَمْرُیْ عُمَرُ بِالْعَمَلِ  
 فَقَاوْہُ اَھَذَا اَسَدٌ مِّنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّ فِیْہِ عُمَرُوْا وَحَرَفَانِ مِّنْ اِسْمِ عُمَانَ فَمَوَاخِیْ بِالْبَصْرِ  
 اور راغب نے لکھا ہے کہ ولایت قرظین میں ایک قریہ ہے کہ وہاں کے شیعہ تھے  
 کا تشیع رکھتے ہیں اتفاقاً ایک روز حسب اتفاق اودھر سے ایک سنی کا گزربھا

پس اونہوں نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے؟ اوسنے عرض کیا یا بھو واسکے چہار طرف سے  
 اوپر مار پڑنے لگی پس جب اوسنے بہت مار کھائی تو گہرا کے کہنے لگا سہرا نام عمر  
 نہیں بلکہ عمر ان ہے اونہوں نے کہا کہ اس نام ملین عمر کے سب حروف ہیں اور وہ  
 نام عثمان کے اور زیادہ ہیں پس اسمین زیادہ استخفاف زد و کوب کا سپہ دہی  
 اِنِّیْ وَ اٰوٰی اَلْاَوْدُ ذِیْ اِلٰی سَلْمَانَ الْفَارِسیِّ فَمَلَسْنَا حَنْدًا فَقَالَ  
 لَوْ کَانَ سَوَّلَ اللّٰهُ عَلٰی عَنِ التَّکْلِیْفِ لَتَّکَلَّفْتُ لَکُمُوْکُمْ جَاعَ مَخْزُوْمٍ مِّلْیَ سَاۡرِحٍ فَقَالَ  
 اَلْوُدُّ لَوْ کَانَ فِیْ مِیْخَانَا هَذَا اَسَعُوْا قُبِعَتْ سَلْمَانُ مِطْطَرَّتِهِ فَوَضَعَهَا عَلٰی اَسْعٰوٍ  
 فَلَمَّا اَکَلَا قَالَ اَلْوُدُّ ذِیْ اِلٰی اَللّٰہِ اَلَّذِیْ قَتَعْنَا جَمَاعًا فَقَالَ سَلْمَانُ کُوْذِبْتَ  
 بِمَا سَرَفْنَا لَکُمُوْکُمْ مِطْطَرَّتِیْ مَرَّ هُوْنًا گور ابو وائل سے منقول ہے کہ ہم اور ابو  
 غفاری سلمان فارسی کی ملاقات کو گئے پس کہا اونہوں نے کہ از بسکہ جناب دست  
 ماب نے ممانعت تکلف کرنے کی فرمائی ہے تو میں تکلف کو ترک کرتا ہوں اور ابو  
 تمہاری ضیافت کرتا ہوں بعد اوسکی روٹی اور نمک لائے پس ابو ذر نے کہا کہ  
 اس نمک کا لطف ستر کے ساتھ تھا ستر ایک مشہور چیز قسم نباتات سے ہے کہ جو  
 عرب میں خصوصاً عراق میں روٹی وغیرہ کے ساتھ کھاتے ہیں پس سلمان نے  
 و مضوکا آفتابہ گرو رکھکے ستر منگایا پس جب کھانے سے فراغت ہوئی تو ابو ذر نے  
 کہا کہ شکر ہے اوس خدا کا جس نے ہمیں ایسے کھانے پر قناعت دی پس حضرت سلمان  
 نے کہا کہ اگر تمہیں قناعت ہی ہوتی تو میرا آفتابہ کا ہے کہ رہن ہو جاتا اور  
 جناب سید نعمت اللہ جزائری نے زہر الربیع میں لکھا ہے کہ ملا جامی نے ایک  
 یہ شعر کہا ہے بسکہ در جان فکا خیمہ بندارم توئی ہر کہ میدامی شود از دور  
 بندارم توئی پس ایک شخص نے کہا کہ اگر خرسے پیدا شود پس ملا جامی نے

اوس سے آنکھیں ملا کے کہا بندارم توئی وحکمی اَنْ عَالِمًا سُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَقَالَ  
 لَا اَدْرِجی فَقَالَ السَّائِلُ لَیْسَ هَذَا مَكَانُ الْجَهْلِ فَقَالَ الْعَالِمُ لِمَا كَانَ لَمْ یَعْلَمْ  
 شَیْئًا وَلَا یَعْلَمُ شَیْئًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَعْلَمُ كُلَّ شَیْءٍ فَلَا مَكَانَ لَهُ اور کسی عالم سے ایک  
 مسئلہ پوچھا گیا پس اوس نے کہا کہ معلوم نہیں پس سائل نے کہا کہ یہ مقام جاہل کا نہیں  
 عالم نے کہا کہ مکان و مقام اوس کی شان سے ہے کہ جو کچھ جانتا ہو اور کچھ نہ جانتا  
 ہو اور جو سب کچھ جانتا ہے اوس کا تو کوئی مکان و مقام نہیں بلکہ اوس کا مکان  
 نامکان ہے مرقوم ہے کہ ایک روز جاخط ایک گھوڑے پر سوار چلے جاتے  
 تھے اٹھارے راہ میں ایک جگہ کچھ کم سن عورتیں جمع تھیں حسب اتفاق وہیں پہنچے  
 ان کے راہوار سے شرطہ صادر ہوا پس ایک عورت نے ہجو لیون سے کہا وائی بغلتہ  
 هَذَا السَّیِّئُ تَصْرِیْحًا یعنی اس بڑے کی سواری سے شرطہ صادر ہوا پس جاخط نے کہا  
 مَا حَمَلْتَنِي اَنْتِ قَطْرًا وَلَا وَضَعْتِ لِيْ جِبَاسًا کسی مادہ نے مجھے اوٹھایا تو یہی روز سیاہ  
 اوس نے دیکھا اوس عورت نے کہا کہ تیری مان تو تجھے نوعمینے اوٹھائے رہی پس  
 اوسکی تو خبر لے یہ سنکے جاخط سن ہو گیا وافی الاثر ان الجاحظ کان من العلماء النواصب  
 وَهُوَ قَبْلُ الصُّورَةِ حَتَّى قَالَ الشَّاعِرُ لَوْ مِثْلُ الْخِزْرِ مِثْلُنَا لَمَّا كَانَ الْاَدْوَانُ  
 قَبْلُ الْجَاخِظِ اور بعض کتب تاریخ میں ہے کہ جاخط ناصبی مالمون میں سے تھا اور  
 نہایت کریمہ المنظر و بد صورت و بد قواح تھا یہاں تک کہ کسی شاعر نے کہا کہ اگر سور  
 و بار اسیخ ہوگا تو یہی بد صورتی میں وہ کتر جاخط سے ہوگا وَقَالَ يَوْمًا لِّتَلَا مِنْ تِلْكَ  
 مَا احْبَبْتَنِي اَحَدٌ قَطْرًا امْرَاةٌ عَاثَرْتَنِي بِالطَّرِيقِ فَقَالَتْ لِي الْيَدُ حَاجَةٌ فَافْقِ  
 ثَرَهَا حَتَّى مَرَّتْ بِي اِلَى اصْبَاحٍ فَقَالَتْ لَهَا فَمِثْلُ هَذَا اَنْتُمْ مَرَحْتُمْ فَبَقِيتُمْ حَادِرًا  
 كَاثِرًا اَنْتُمْ سَأَلْتُمُ الصَّابِغَ فَقَالَ اسْتَعْمَلْتَنِي لِاصْبُغَ لَهَا صُورَةَ عَمْرِئِ مِثْلِي

فَكَلَّمْتُهَا أَخْبَرَنِي صُورَتَهُ فَأَكْتُفِي بِكَ وَأُورِخُودَ بِأَحْظَ مَذْكَورَ بَيَانِ كَرْتَا هُ  
 اپنے شاگردوں سے کہ مجھے کسی نے کبھی ایسا نجل نہیں کیا جیسا کہ ایک عورت  
 نے کہ ایک دن اٹنا سے راہ میں مجھے ملی پس کہنے لگی کہ مجھے تم سے کچھ کام ہے پس  
 میں اوسکے ساتھ ساتھ چلا یہاں تک کہ ایک مصور کی دکان پر پھری پس اوسنے  
 اوس مصور سے کہا کہ ایسی ہی صورت ہو اور میری طرف اشارہ کیا پس وہ تو  
 غائب ہو گئی اور میں اکیلا کھڑا رہ گیا نہایت سر اسیمہ و ششدر کہ اتنے میں  
 مصور سے یہ ماجرا پوچھا اوسنے کہا کہ اسنے مجھے درخواست کی تھی کہ بتنے کی  
 تصویر میں اسے بنا دوں پس میں نے عذر کیا کہ میں بتنے کی صورت کیا جانوں تو  
 یہ تمہیں لائی اور یہ کہ ایسی ہی صورت مجھے منظور ہے وَفِي التَّوْرَةِ آيَاتُ الشَّيْطَانِ  
 اَنِّي اِلَىٰ بَابِ فِرْعَوْنَ فَقَالَ فِرْعَوْنُ مَنْ بِالْبَابِ فَقَالَ اِبْلِيسُ لَوْ كُنْتُ  
 عَرَفْتُ مَنْ بِالْبَابِ قَالِ فِرْعَوْنُ ادْخُلْ يَا مَلْعُونُ قَالَ اِبْلِيسُ مَلْعُونٌ يَدْخُلُ عَلَىٰ  
 مَلْعُونٍ فَدَخَلَ فَقَالَ فِرْعَوْنُ لَوْ لَمْ تَسْجُدْ لَادَمَ حَتَّىٰ كُنْتُ مَلْعُونًا قَالِ لَئِنْ  
 مِثْلَكَ كَانَ فِي صَلَاتِهِ فَقَالَ فِرْعَوْنُ اَتَعْرِفُ عَلَىٰ وَجْهِهِ اَلَمْ تَرْضَ اَشْرَقْتَنِي وَ  
 مِنْكَ قَالِ اِبْلِيسُ اَلْحَايِدُ اَشْرَقْتَنِي وَمِنْكَ فَاِنَّ لِمَسَدٍ يَأْكُلُ الْعِلْمَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ  
 الخُطْبَ اور روایت میں ہے کہ شیطان در فرعون پر آیا اور ورق الہاب کیا یعنی  
 کنڈی کشمائی پس فرعون نے کہا کہ دروازے پر کون ہے پس ابلیس نے  
 کہا کہ اگر تو علم ہوتا تو خود ہی پہچان جاتا فرعون نے کہا کہ آہی ملعون ابلیس نے  
 کہا کہ اچھا ایک ملعون دوسرے ملعون کی ملاقات کو آتا ہے پس اندر گیا اور  
 پس میں گہلی ملی باتیں ہونے لگی پس فرعون نے کہا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ  
 کیا شیطان نے کہا کہ اسی خیال ہے کہ تجھے ایسا سعادتمند اوسکے صلیب میں تیرے

پہنچے دعویٰ نے کہا کہ روئے زمین پر کوئی مجھ سے اور تجھ سے ہی زیادہ بد  
 پسا ہوا ہے شیطان نے کہا کہ ہاں حاسد ہم دونوں سے بدتر ہے  
 اس لیے کہ خدا ایسا عمل نیک کو ہضم کر جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے  
 قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا الْبَرَّ أَهْلِيهِمْ قَدْ جَدَّ أَصْنَامُ قَوْمِهِ عَضَبًا  
 لِلَّهِ عَمَّا وَجَلَ يَهُودِيٌّ نَعَمْ فِي عَرْضِ كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي  
 قَوْمِ كَيْفَ بَنُو كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي قَوْمِ كَيْفَ بَنُو كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي  
 قَالَ لَهُ يَحْيَى لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَفُتِحَتْ لَكَ عَنْ الْكُفَّةِ ثَلَاثَ مِائَةِ  
 وَرِسْتَيْنِ حَتَّى وَكُنَّا هَا مِنْ حَزْبِ الْعَرَبِ وَآذَلْ مَنْ عَبَدَ هَا بِالسَّيْفِ  
 حضرت امیر نے فرمایا کہ ہاں یہ تو صحیح ہے مگر مناب رسالت مآب نے تین سے  
 ساٹھ بت خانہ کتبہ پر سے موندہ کے ہیکل چکن چوبہ کیے اور جزیرہ عرب سے  
 نیست و نابود کر دیا اور انہیں اور بت پرستوں کو تیغ پیر تیغ سے اپنی خوار  
 نو میل کر دیا قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا الْبَرَّ أَهْلِيهِمْ قَدْ أَصْحَحَ كَوْلَهُ  
 وَتَلَّى لِلْحَبَشِيِّ يَهُودِيٌّ نَعَمْ كَمَا كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي قَوْمِ كَيْفَ بَنُو كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي  
 پر اپنے فرزند و لبند کے کی اور انہیں پیشانی کے بل زمین پر اس زور  
 لٹایا اور چہرے کو رگڑا کہ رخسار کی کہاں اوتھ گئی پس ایسا صبر تھا جس سے  
 بنی نے کہ کیا فقال لَهُ عَلَى لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَكُنْتُ أَهْلِيهِمْ  
 بَعْدَ الْأَنْجَلِ الْفِدَاءِ وَفُتِحَتْ لَكَ عَنْ الْكُفَّةِ ثَلَاثَ مِائَةِ  
 حَمْدُهُ عَمَّا وَجَلَ يَهُودِيٌّ نَعَمْ فِي عَرْضِ كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي  
 وَجَسَدِهِ قَلَمُ يَبْكُ حَرْقَةً وَكَمْ يَفْضُ عَلَيْهِ عَذْرَةٌ وَكَمْ يَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِهِ  
 مِنْ قَلْبِهِ وَقُلُوبُ أَهْلِيهِمْ لِلَّهِ حَرْقَةً وَجَلَ يَهُودِيٌّ نَعَمْ فِي عَرْضِ كَيْفَ كَرِهَتْ اِبْرَاهِيمُ فِي ابْنِي



لَا مَرَّةً فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ وَقَالَ وَلَوْ لَا أَنَّ تَحْرِيكَ صَفِيَّةَ لَزَكَّتْهُ خَلَّةٌ مِثْلُ شَرِّ مَن  
بَطُونِ الشَّيَاحِ وَحَوَاصِلِ الطَّيْرِ وَلَوْ لَا أَنَّ يَكُونُ سُنَّةٌ بَعْدِي لَفَعَلْتُ ذَلِكَ  
حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی تھا لیکن حضرت ابراہیم کو بعد عزم باطنم فوج فدیہ ملا  
تھائیے گو سپند قربانی کے لیے اور جناب رسالت مآب اس سے زیادہ مصیبت  
میں مبتلا ہوئے اور اوپر صبر کیا جب شیر خدا اور رسول و ناصر دین حضرت حمزہ  
شہید ہوئے جنگ احد میں پس جناب رسالت مآب نے آہ سرد نہ بھری اور  
آنسو نہ بہائے اور کچھ خیال میں نہ لائے رنج و ملال کو اس مصیبت عظمیٰ کے  
کہ جو خود اویں حضرت کو اور اوسکے اہلبیت کو لاحق ہوئی تھی بہر فرمایا کہ اگر صبر  
کے رنج و ملال کا خیال نہ ہوتا تو لاش کو انکی اس طرح پڑا رہنے دیتا کہ جانوروں  
کے شکم اور پرندوں کے پوٹوں سے مشور ہوتے مگر مصیبت مذکور اور اس اہم  
سے کہ یہی طریقہ ہمیشہ کے لیے جاری ہو جائے گا کہ جو لوگ شہید ہونگے وہ دنیا  
نجانین گے انہیں دفن کیا قال لَہُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ ابْنَ آدَمَ أَسْلَمَ إِلَى الْحَيَاةِ  
فَصَبَّرَ فَجَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّارَ عَلَيْهِ بُودًا وَسَلَامًا فَقِيلَ فَعَلْ لِحَمْدِ اللَّهِ  
مِنْ ذَلِكَ يَهُودِي نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے جب بت شکنی کی اور بعد اوسکے  
اونکی قوم نے چاہا کہ انہیں سپرد آتش سوزاں کرین تو اودنوں نے صبر کیا تھا  
کہ خدا نے اونپر اوس آگ کو سرد اور باعث سلامتی کر دیا پس ایسا کوئی امر آپ  
حضرت کے لیے بھی ظاہر ہوا یا نہیں اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے  
کہ قوم حضرت ابراہیم نے اس قدر کثرت سے آگ روشن کی تھی کہ ادسکی شدت  
و حدت سے گرد پیش اوسکے تین تین دن کی راہ تک کوئی پرندہ نہ مار سکتا  
تھا اور خبیث یعنی گویں میں رکھ کے حضرت ابراہیم کو پھینکا تو ہنوز وہ آگ تک



نہ پہنچی تھی کہ حضرت جبریلؑ نے آکے ملاقات کی اور پوچھا کہ ای ابراہیمؑ کچھ آپکو  
 حاجت ہے حضرت نے فرمایا کہ تم سے تو کچھ بھی نہیں اور جس سے ہے وہ آپ ہی  
 جانتا ہے بیان حاجت کی کیا حاجت پر حضرت جبریلؑ نے مضطر ہو کے دعا کی  
 کہ بار اگما تو خوب جانتا ہے کہ پرستش کرنے والا تیرا بجز ابراہیمؑ خلیل کے  
 دنیا میں کوئی نہیں ایک وہ تیرا البتہ فدا یوں میں ہے تو اسی ہی کافروں  
 نے آگ کی طرف پھینکا ہے پس وحی ہوئی کہ اے جبریلؑ ہم تمہاری طرح  
 عاجز نہیں ہر وقت ہر چیز پر قادر و توانا ہیں جب جو جی چاہے وہی کرین پھر  
 ہمیں اضطرار کی کیا وجہ آخروہی ہوا کہ انکے آگ میں پہنچتے ہی وہ آگ سرد  
 ہوئی اور باعث سلامتی خلیل خلیل ہوئی قال لہ علیؑ لَعْنَدَ کَانَ کَذٰلِکَ وَ مُحَمَّدٌ  
 لَمَّا نَزَلَ خَیْبَرُ سَمِعَهُ یَحْمَدُ رَبَّہٗ قَصِیْرًا لِّلّٰہِ السَّجْدَۃِ فِی جَوْفِہٖ بِرَدٍّ اَوْ سَلَامًا اِلٰی مَنْحٰہِ  
 اَجْلَمَ فَاَلَسُوْا حُرِّۡۤا اِذَا اسْتَقَرَّ فِی الْجَوْفِ کَمَا اَنَّ النَّاسَ تُحْرِقُ فِیْہَا مِنْ  
 قَدَسَۃِ اللّٰہِ لَا تُنْکَرُ حضرت نے کہا ای یہودی تمہاری قوم میں سے  
 ایک عورت نے خیبر میں جناب رسالت مآبؐ کو زہر دیا اور زہر میں ایسی شے  
 کی حرارت ہوتی ہے کہ جیسے آگ پیٹ میں بہر دجائے اور اوس آگ کو جناب  
 باری نے جناب رسالت مآبؐ پر سرد کیا اور اوس سے کچھ ضرر نہوا ایک  
 روایت میں وارد ہوا ہے کہ اوس عورت نے دریافت کر لیا تھا کہ گمان کا  
 گوشت حضرت کو مرغوب ہے اس سے گمان ہوتا ہے کہ اوس نے یہ بھی ضرور  
 دریافت کر لیا ہوگا کہ وہ حضرت ذبیحہ غیر مسلم کھاتے ہیں یا نہیں اور ضرور  
 کہ کسی مسلمان سے پکوا لیا ہو اس خیال سے کہ اگر خلاف مزاج ہوا اور اوس کو  
 نے تناول فرمایا تو بجز ضرر کے لفع کی امید نہیں اور سبچار الما لوار وغیرہ

میں ہے کہ عایشہ اور حفصہ نے زہر دیا اور کچھ بعید نہیں چنانچہ تفصیل اسکی  
 پہلے رسالہ مفردہ ہند میں بعنوان جواب استفتا نوکر بز قلم کی ہے وہاں  
 اعلم و علمہ انم قال لہ الیہودی فان ہذا یعقوب اعظم نصیبک فی الخیر  
 اذ جعل لک سباط من سلالہ صلیہ و مریم بنت عمران من بناتہ  
 یہودی نے کہا کہ حضرت یعقوب کو یہ مرتبہ عظیم ملا کہ اسباط و مریم اونکی نسل  
 سے گردانی گئیں قال کہ علی لقد کان کذا لک و محمد اعظم فی الخیر  
 نصیباً منہ اذ جعل فاطمہ سیدۃ النساء العالمین من بناتہ و الحسن و  
 الحسین بن حفصہ جناب امیر نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے جناب  
 رسالت مآب کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ عطا فرمایا کہ سرفرازیہ زمان جناب  
 سیدہ اور حسنین کو اونکی نسل سے گردانا قال کہ الیہودی فان یعقوب  
 قد صبر علی ولدہ حاتم کاذب یخرب من الحزن یہودی نے کہا کہ حضرت  
 یعقوب نے فراق فرزند یعنی یوسف میں اتنا صبر کیا کہ قریب تھا کہ فرط غم  
 و الم سے اونکا بدن بگڑ جائے قال کہ علی لقد کان کذا لک و کان  
 حزن یعقوب حزناً بعد خلاف و محمد قبض اللہ ولدہ ابراہیم و مریم  
 عینیہ فی حیوۃ منہ و خصہ بالآخینا لیر لیعظم لہ الا ذکار نقلا  
 تحزن النفس و یجتم القلب و آنا علیک یا ابراہیم لھم و لھن  
 ولا نقول ما یخطو الرب فی کل ذلک نویر الرضا عن اللہ عز و جل  
 و الاستسلام لہ فی جمیع الہ افعال جناب امیر نے فرمایا کہ حزن یوسف کا  
 انجام بخیر تھا اور بالکل قطع امید اونکی شوقی تھی بخلاف جناب رسالت مآب  
 کے کہ اونکا اکیلوتا بیٹا ابراہیم نوکر سامعہ انتعالی کر گیا اور بہر غنیان میں

اوسکے ملنے سے مایوس ہو گئے اور کثرتِ اجر و ثواب کے لیے اس مصیبت میں  
 میں مبتلا کیے گئے باوجود این ہمہ صبر فرمایا اور فرمایا کہ نفسِ مخزون اور دلِ سیر  
 مضطرب و تپان ہے اور میں غمناک ہوں تیری مصیبت پر امی فرزند و لبند  
 مگر کہہ کہ نہیں سکتا کہ مبادا خلافِ مرضی خدا ہو اور ہر حال میں رضایِ الہی کا  
 طالب ہوں اور سب کاموں کو اوسی کے سپرد کیا ہے فَقَالَ لَهُ اَللّٰهُمَّ  
 اِنَّا هَذَا الْيُوسُفُ قَاسِي مَرَادَةِ الْفَرِيقَةِ وَ حَبْسِي فِي السَّجْنِ اَوْ قَيْسِي  
 لِلْمَعْصِيَةِ فَالْتَفِي سِي الْجُبِّ وَ حَيْدَا يَهُودِي نَعَا كَمَا كَمَا يُوْسُفُ نَعَا مَصِيْبَتِي  
 بِرُصْرِ كِيَا اَوْ قَيْدِ خَانَةِ مَيْنِ مَجْبُوسِ هُوْنِي اِسْ مَصْلَحَتِي سَعِي كَمَا مَصِيْبَتِي سَبِي حَبْسِي  
 اَوْ رِيكِي وَ تَهَا كُنُوْنِي مِيْنِ كَرَانِي كَلِي بِلَا اِيْسَا اَلْفَاقِ تَهَارِي سِيْمِي كَلِي نَعَا  
 هُوَا قَالِ لَهُ عَلَيَّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ قَاسِي مَرَادَةِ الْفَرِيقَةِ وَ فِرَاقِ  
 الْاَهْلِ وَ الْاَوْدَاكِ وَ مَهَارِجِ اَمِيْنِ حَرَمِ اللّٰهِ وَ اَمِيْنِهِ حَضْرَتِ اميرِ نے فرمایا کہ جناب  
 رسالتِ مآب نے ہی تنہائی کے صدمے سے اور تمام اہل و عیال اوسکے  
 اوسے ترک ہو گئے اور مجبورِ ہجرت فرمائی حرمِ اقدس سے اور ظالموں نے  
 اونیہیں وہاں نہ ٹھہرنے دیا حالانکہ مکے کو خدا نے جیسے امن و امان قرار دیا  
 ہے فَلَمَّا رَاى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ كَاْبَتَهُ وَ اسْتَشْعَارَهُ الْحَزْنَ اَدَاَهُ تَبَارَكَ  
 وَ تَعَالٰى اِسْمُهُ سُرُّوْا تَوَارِيْ سُرُّوْا يُوْسُفُ فِيْ تَاوِيْلِيْهَا وَ اَبَا نَ  
 لِّلْعَالَمِيْنَ صِدْقِ تَحْقِيْقِيْهَا فَقَالَ لَهُ صَدَقَ اللّٰهُ سُرُّوْكَ الْوُيَا  
 بِالْحَقِّ لَيْتَ جَلَنَ الْمَسِيْدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَمِيْنِ مَخْلِقِيْنَ سُرُّوْكَ  
 لَا تَخْشَوْنِ اِيْسِيْ جَبْ خُذْ اِنِّيْ وَ كِيَا كَمَا تَرْكِ وَ طَنِ كَا صَدَمِيْ هَارِيْ سِيْمِيْ كَوْنِيْ  
 وَ رِيْ سِيْ نُوَاوِسِيْ اُوْنِيْ اِيْكَ خَوَابِ خَوَابِ يُوْسُفُ كِيْ طَرَحِ وَ كَلَامِيْ اِيْ

تعبیر و راستی اور سکی تمام پر روشن کر دی پس قرآن مجید میں فرمایا کہ صحیح کہا خدا  
اپنے رسول کا خواب یکم و کاست کہ انشاء اللہ تم ضرور داخل مسجد الحرام ہو گے  
نہایت امن و امان اور بڑے اطمینان سے سرمنڈائے یا بال کترائے ہوئے  
خوش باش اور نڈر اس میں تعریف ہے خلیفہ ثانی پر کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو یہی  
ذات شریف اپنی عقلندی سے حضرت پر معترض ہوئے پس حضرت نے فرمایا کہ  
میں نے یہ خواب میں دیکھا تھا اور نہ وعدہ کیا کہ ابھی کے سال نخیاب ہو گئے بلکہ  
بلا تعین وعدہ کیا تھا ابکہ نہ سہی تو آئندہ فتح ہوگی ویراید درست آید و لیکن  
كَانَ يُوسُفُ حَبَسَ فِي السِّجْنِ فَقَدْ حَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ فِي الشَّعْبِ ثَلَاثَ  
سِنِينَ وَقُطِعَ مِنْهُ أَقَارِبُهُ وَذُو الرَّحْمِ وَأَجَاوُهُ إِلَى أَصْحَابِ الْمُضَاتِقِ فَلَقَدْ  
كَادَهُمُ اللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ كَيْدًا مُسْتَنِيئًا إِذْ بَعَثَ أَصْغَرَ خَلْقِهِ فَمَا كَانَ  
عَهْدُ هُوَ الَّذِي كَتَبُوهُ بَيْنَهُمْ فِي قَطِيعَةِ رَجْمٍ اور اگر حضرت یوسف قید خانہ  
میں محبوس ہوئے تو ہمارے حضرت تین برس کامل شعب ابوطالب میں قلعہ بند رہا  
ہیں اور تمام عزیز و اقربا نے قطع رحم کیا اور مبتلا کر دیا اور نین نہایت تلگ میں  
میں کہ رسد تک نہ پہنچ سکتی تھی پس جب اونہوں نے فریب کیا تھا ویسا ہی  
قدرت منائی کی کہ ضعیف ترین خلق کو یعنی دیمک کو کہہ سجا کہ وہ کہا گئی اس  
اسبارک عہد نامے کو کہ جسے اونہوں نے قطع رحم بنی ہاشم میں لکھا تھا و لیکن  
كَانَ يُوسُفُ أُلْقِيَ فِي الْجُبِّ فَلَقَدْ حَبَسَ مُحَمَّدٌ نَفْسَهُ فَخَافَ عَذْرُهُ فِي  
الْعَارِ حَتَّى قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا وَمَدَحَهُ اللَّهُ بِذَلِكَ  
فی کتابہ اور اگر حضرت یوسف کنوین میں پھنسے گئے تو ہمارے حضرت ہی  
دشمنوں کے دُور سے غار میں چھپے تا اینکه جب کفار مکہ ٹوہ لیتے ہوئے پہنچے

تو یار غار ڈر کے مارے رونے لگے پس حضرت نے فرمایا کہ تم کیوں غم کھاتے ہو؟  
خدا ہمارے ساتھ ہے چنانچہ خدا نے ہی اونکے اس توکل و پامردی کی تشریف فرما  
شریف میں فرمائی ہے **وَ اعْطَا كِتَابًا** ہے کہ اہلسنت اس کی ہر ہر افتخار کرتے  
ہیں اور اسے حق خلیفہ اول میں ناحق مفید سمجھتے ہیں پس مناسب حال ذکر مہذب  
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ ہے کہ جو اس شبہ کو زائل کرنے کو بہت مدد ہے چنانچہ  
احتجاج طبرسی وغیرہ میں ہے کہ جناب شیخ فرماتے ہیں کہ ایک سال کیا نواب میں  
ہوں کہ بہت سے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے ہیں مینے پوچھا کہ کیا ماجر ہے لوگوں  
نے کہا کہ اسمین ایک قصہ خوان ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ کون ہے لوگوں نے  
کہا کہ عمر بن خطاب ہے یہ لوگوں کو ہٹا کے گئے دیکھا کہ وہ کچھ باتیں بنا رہا ہے  
کہ جو مطلق انکی سمجھ میں نہ آئیں انہوں نے یہ بات کاٹ کے فرمایا کہ ای شخص آیا  
غار سے کون سی فضیلت یار غار بلکہ مار غار کی نکلتی ہے عمر نے کہا چہ وجہوں سے  
پہلی یہ کہ اس آیت میں خدا نے ذکر نبی نہ فرمایا اور اونکے ساتھی ذکر ابو بکر آیا  
اول اور انہیں ثانی قرار دیا پس نہ فرمایا دوسرا دو آدمیوں سے دوسری  
یہ کہ اون دو لون کو ملین لامکان نے ایک ہی مکان میں نہ فرمایا کمال تھا  
والفت کی راہ سے پس نہ فرمایا کہ جب وہ دو لون غار میں تھے تیسرے  
انہیں مصاحب پیمر قرار دیا اور نہ فرمایا کہ جب نبی کہتے تھے اپنے مصاحب  
جو کھتی اس آیت سے کمال شفقت نبی حال ابو بکر پر ثابت ہوئی کہ حضرت نے  
اونکی تسلی کے لئے فرمایا کہ ہر اس نکر کچھ پروا نہیں خدا تو ہمارے ساتھ ہے  
پانچویں خدا کو حسب طرح اپنے ساتھ کہا اوسیطرح ابو بکر کے ساتھ کہا اور  
فرمایا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے نہ یہ کہ میرے ساتھ ہے چوتھے یہ کہ خدا نے اوس

تسکین بھی لینے من جانب اللہ تسکین ہوئی ابو بکر کو اسلئے کہ حضرت کو تو ہمیشہ  
 سے تسکین تھی پس یہ چہرہ فضیلتیں ایسی ہیں کہ تم سے ایک ہی نہیں اوہہ سکتی  
 شیخ نے فرمایا کہ تم نے خوب بات گڑھی مگر قریب ہے کہ راکمہ کی طرح ہو اکی جو نکات  
 سے اور کے خاک میں مٹی اور میرے پیشانی پر شکن ہی نہ آئے یہ جو تم نے  
 کہا کہ وہ دوستے تو اسمین کیا فخر گنتی گنا نے سے کیا کام نکلتا ہے جب ایک  
 مؤمن دوسرے مؤمن کے ساتھ یا ایک مؤمن دوسرے کافر کے ساتھ مل  
 بیٹھیں گے تو وہ دو کلامین گے اس سے کیا حاصل اور ایسی کسج ایک  
 مقام پر ہونے سے کیا ہوتا ہے اکثر نیک و بد مؤمن و کافر ایک جگہ ہوتے  
 ہیں جیسے مؤمن و منافق و کافر مسجد نبی میں جمع ہوئے کہ جو غار سے بھی جڑ  
 تے اور اس طرح کشتی نوح میں نیک و بد سب تھے نبی ہی تھے اور شیطان  
 بھی تھا اور کتا بھی تھا اور لیکن ذکر صحبت تو اسمین کیا فضیلت ہے جب قرآن  
 میں کافر پر اطلاق صاحب و مصاحب آیا اور اہل زبان نے جانور اور تلوار  
 اور کدہ ہتک کو صاحب کہا تو اب اس لفظ سے خلیفہ صاحب کو کیا صاحبی لگائے  
 گی اور یہ جو تم نے کہا کہ پیغمبر نے اونکی تسکین کو کہا کہ نہ ڈر تو یہ مدح نہیں بلکہ مذمت  
 ہے اسلئے کہ اگرچہ ڈر اور لگا بجاتا تو پیغمبر کو منع کرنا اس سے کب مناسب تھا پس  
 ضرور وہ بچا تھا اور یہ خیال کہ پیغمبر نے تمہا اپنے ساتھ خدا کو نکلیا بلکہ بطور جمع  
 فرمایا کہ ہمارے ساتھ خدا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تعظیماً اطلاق جمع کیا ہو جیسا کہ خود  
 خدا نے فرمایا کہ ہم نے نازل کیا قرآن اور ہم اوسکے حافظ و محافظ ہیں اور یہ  
 ہی ایک قول ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے آپکا اور  
 جناب امیر کا رنج ہے تو اسلئے حضرت نے فرمایا کہ یہودہ غم نہ کیا تو نہیں جانتا

کہ خدا میرے اور علی کے ساتھ ہے اور لیکن تسکین دینا خدا کا تو قرآن مجید سے  
 صاف ظاہر ہے کہ تسکین اوسیکو دی گئی تھی جسکی مدد لشکر سے کی گئی اور اگر صاحب  
 لشکر ہی خلیفہ صاحب شہرے تو انکے پاس نہ لاؤ نہ لشکر دوسرے اسہیں جناب  
 رسالت مآب کی نبوت باطل ہوئی جاتی ہے طرفہ یہ کہ اور دو آیتوں میں نزول  
 تسکین کا ذکر آیا ہے اور اوسہیں تبصریح خدا کے مومنین حاضر الوقت کو ہی  
 شریک فرمایا ہے پس اگر بیان ہی کوئی مؤمن حضرت کے ساتھ ہوتا تو  
 شریک حضرت کیا جاتا پس خلیفہ کا تسکین سے خارج ہونا دلیل ہے  
 اونکے خارج ہونے کی رلقہ ایمان سے بہر طور وہ خارج  
 شہرے یہ شکے وہ سن ہو گیا اور کہہ جو اب میں  
 نہ بولا یہاں تک کہ میں جاگ اوتا تھا فقط

## رسوان موعظہ

بیان فضائل حضرت موسیٰ و جرح جناب سالتماہ میں اور اس کے  
 بیان میں کہ حضرت کو سایہ تھا اور شہادت مثلیہ کا بیان اور جواب لطیف  
 اور سکا جس نے حضرت امیر کو بارہ میں عامیہ طور پر کہا تھا کہ وہ تین میں  
 تیرہ میں اور وجہ شیعہ بعنوان جدید و لطیف و مانع اس کی کسی کو  
 شیعہ عالی کہیں اور نہ شہادت کر فہامی الار و کمار و یل یومئذ و کما کر  
 و دیگر فوائد عظیمہ متعلقہ بحث امامت



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ هَذَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ قَدْ آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ  
الَّتِي فِيهَا حِكْمَةٌ پس کہا اوس یہودی نے کہ یہ حضرت موسیٰ بن جبریل وہ  
توریت ہی حسین حکم خدا ہے قَالَ لَهُ عَلَيَّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ أَعْطِيَ مَا  
هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ أَعْطِيَ مُحَمَّدٌ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَالْمَائِدَةَ بِالْأَخْيَلِ وَ طَهٍ  
وَنُصْفَ الْفَصْلِ وَالْحَوَامِيمِ بِالتَّوْرَةِ وَأَعْطِيَ نِصْفَ الْفَصْلِ الشَّامِ  
بِالزُّبُورِ وَأَعْطِيَ سُورَةَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَ بَرَاءَةَ بَصْفِ إِبْرَاهِيمَ وَ حُجَفِ  
مُوسَى وَ زَادَ اللَّهُ عَزَّ ذِكْرَهُ مُحَمَّدًا السَّبْعَ الطَّوَالَ وَ فَاحِشَةَ الْكِتَابِ  
وَهُيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ وَأَعْطِيَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ جَنَابِ  
امیر نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے لیکن ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ہوا کہ

سورہ بقرہ سورہ مائدہ انہیں انجیل کے بدلے ملا اور طہ اور یوسف فصل اور  
 جنکی ابتدا تم سے ہے یہ سب توریت کے بدلے ملی اور باقی تفصیل دیکھئے  
 جنکی ابتدا میں ذکر فضیلت وغیرہ آیا ہے اور جنکی ابتدا ذکر تسبیح ہی ہوئی ہے  
 یہ سب زبور کے بدلے ملی اور پورہ سورہ بنی اسرائیل کا اور سورہ برائت  
 صفحہ برہیم کے عوض اور علاوہ ان سب کے ہمارے حضرت کو خدا فریسات  
 بڑے سوروں سے اور فاتحہ الکتاب سے کہ جو سبع مثانی و قرآنِ عظیم ہے  
 یعنی سورہ حمد سے مخصوص کیا اور کتابِ حکمت و انہیں کراست فرمائی قال  
 لہ الیہودی فان موسیٰ ناجاۃ اللہ علی طور سیناء یہودی نے کہا  
 کہ کوہ طور پر تو ہمارے موسیٰ سے اور نجد خدا سے باتیں ہوئیں آپ کے نبی کو  
 کب یہ رتبہ ملا قال لہ علی لقد کان کذاک ولقد اوحی اللہ  
 عز وجل الی محمد عند سیدۃ المنتہی مقامہ فی السمۃ حمود  
 عند سیدۃ العرش مذکور جناب میر نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے  
 خود خدا نے سیدۃ المنتہی پر باتیں کیں اور وحی نازل فرمائی پس آسمان پر  
 اونکے لیے مقام محمود ہے اور ذکر خیر اور نفا عرش پر موجود ہے قال لہ الیہودی  
 فان موسیٰ قد التقی اللہ علیہ حبۃ منہ یہودی نے کہا کہ موسیٰ  
 کو خدا نے اپنی محبت عطا کی قال لہ علی لم لقد کان کذاک ولقد  
 اعطی اللہ محمد اما هو افضل منہ لقد التقی اللہ علیہ حبۃ  
 منہ فمن ہذا الذی یشرکہ فی ہذا الاسم اذ تم من اللہ عز وجل  
 بہ الشہادۃ فلا تم الشہادۃ الا ان یقال اشہد ان لا الہ  
 الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ ینادی بہ علی المنابر

فَلَا يَرْفَعُ صَوْتٌ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَزَّ وَجَلَّ لَا رَفْعَ بِذِكْرِ مُحَمَّدٍ مَعَهُ حَضْرَتُ نَبِيِّ  
 فرمایا کہ یہ سب صحیح مگر خدا کو ہماری حضرت سے تو ایسی محبت تھی کہ اپنی توبہ کی  
 شہادت کو نا تمام رکھا بے شہادت نبوت اپنے حبیب کے پس بالاسی منابر  
 اور ہر مقام پر ذکر خدا آتا ہے تو ساتھی اوسکو اوسکے حبیب کی ہی ذکر خیر آجاتا ہوا  
 قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَلَقَدْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَىٰ أُمِّهِ مُوسَىٰ بِفَضْلِ مَنْزِلَةِ مُوسَىٰ  
 عِنْدَهُ يَهُودِيٌّ نَعَىٰ کہما کہ بذریعہ وحی والہام مرتبہ عالی موسیٰ مادر موسیٰ پر  
 حالی کرو یا تھا قال کہ عَلَيَّ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَلَقَدْ لَطَفَ اللَّهُ  
 جَلَّ شَأْنُهُ لَا مَرَّ مُحَمَّدٌ بَانَ أَوْصَلَ إِلَيْهَا اسْمُ حَتَّىٰ قَالَتْ أَشْهَدُ  
 وَالْعَالَمُونَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مُنْتَظَرٌ وَشَهِيدٌ لِمَا لَا يَكُنْ عَلَى  
 أَنَّهُمْ أَتَبَوْهُ فِي لُفْطٍ مِنْ اللَّهِ سَاقِرٌ إِلَيْهَا وَأَوْصَلَ إِلَيْهَا  
 اسْمُهُ لِفَضْلِ مَنْزِلَتِهِ عِنْدَهُ حَتَّىٰ تَرَاتٍ فِي لَمَنَامٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا أَنَّ  
 مَا فِي بَطْنِكَ سَيِّدٌ فَإِذَا أُولَدْتِهِ فَسَمِّيه مُحَمَّدًا فَإِنَّمَا تَشَقُّ اللَّهُ لَهُ  
 اسْمًا مِنْ سَمَائِهِ فَاللَّهُ الْحَمْدُ وَهَذَا مُحَمَّدٌ حَضْرَتُ نَبِيِّ فرمایا کہ سب  
 صحیح لیکن ہماری حضرت کی والدہ کو بھی خدا نے مطلع اویزا اسم سامی و نام نامی  
 سہ کیا تا انکہ وہ فرمانے لگیں کہ میں خود اور سب افتکار گواہ ہیں کہ محمد مصطفیٰ  
 رسول و منتظر اور موعود ہیں کہ عنقریب کتم عدم سے منصفہ شہود میں آویں گے  
 اور فرشتوں نے بنیوں پر گواہی دی کہ ہنسنے انکا نام نامی لکھا ہے سفر و غیر  
 اسمانی کتابوں کے اور محض لطف الہی سے یہ اپنی والدہ تک پہنچے اور نام  
 انکا انہیں ہاتھ لگا خواہ ہیں کیا دیکھتی ہیں کہ کوئی اونسے کہتا ہے کہ تمہارے  
 شکم شریف میں سردار انبیاء ہے پس جب یہ پیدا ہوا تو اسکا نام محمد رکنا پڑا

مشتق کیا خدا نے انکا نام اپنی نام سے پس خدا محمود ہے اور یہ ہے جو  
 لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ قَدْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ إِلَى فِرْعَوْنَ  
 وَأَمَّا أَنْ يَأْتِيَ الْكِبْرِيَّ يَهُودِيٌّ نَعَى كَمَا كَرِهَتْ يَهُودِيٌّ فِرْعَوْنَ  
 پانچ بیجا اور اونہوں نے اسے سجدہ عظیم الشان دکھایا قال لَعَلِّي كُنْتُ  
 كَذَلِكَ وَحَمْدُ اللَّهِ لِي فَأَعْنَتِ شَيْءٌ مِثْلَ الَّذِي جَعَلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةُ وَأَبُو الْخَجَرِيِّ وَنَضْرُ بْنُ سَالِمٍ  
 وَأَبُو بِنِ خَلْفٍ وَمُنْبِيَّةٌ وَبَنِيهِ وَأَبْنُ الْحَجَّاجِ وَالْإِلَاحُ  
 الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ الْخَزْرُومِيُّ وَالْعَاصِمُ بْنُ وَائِلِ السَّخْمِيُّ وَالْأَسْوَدُ  
 بْنُ عَبْدِ يَعْقُوثَ الزَّهْرِيُّ وَالْأَسْوَدُ بْنُ الْمُطَلِّبِ وَالْحَرِثُ بْنُ  
 الطَّلَاطِلَةِ فَأَرَاهُمُ الْآيَاتِ فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ  
 لَهُمْ أَنَّ الْحَقَّ حَضَرْتُ نَعَى فَرَمَا کہ ہمارے حضرت تو کسی فرعون کی بات  
 کے لیے سمجھتے ہوئے مثل بوجہل وعتبہ وشیبہ و ابو الخجری و نضر و ابی  
 و منبہ و اولاد منبہ و اخلاف حجاج کے اور آون پانچ آدمیوں کے کہ جو  
 حضرت سے تسخیر و استغناء کرتے تھے یعنی ولید و عاص و اسود زہری و اسود  
 بن مطلب و ہمارے آفاق عالم اور خود ان کے نفسوں میں ایسی نشانیاں  
 دکھائیں کہ جیسے صاف حق اور بظاہر ہو گیا اور حجت خدا تمام ہو گئی قال  
 لَهُ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ اِنْتَقَمَ اللَّهُ لِمُوسَى مِنْ فِرْعَوْنَ كَمَا يَهُودِيٌّ نَعَى  
 کہ خدا نے موسیٰ کو سبب فرعون سے انتقام لیا قال لَعَلِّي لَقَدْ  
 كَانَ كَذَلِكَ وَلَقَدْ اِنْتَقَمَ اللَّهُ جَلَّ اسْمُهُ لِحَمْدٍ مِنَ الْفِرْعَانِيَّةِ  
 فرمایا حضرت نے کہ یہ صحیح لیکن سبب ہمارے حضرت کے خدا فرستے ہوئے

اَسْتَقَامَ لِيَا قَامَا الْمُسْتَهْزِؤْنَ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ إِنَّا كَفَيْنَاكَ  
 الْمُسْتَهْزِئِينَ فَقَتَلَ اللَّهُ خَمْسَتَهُمْ كُلًّا وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِغَيْرِ قِتْلَةٍ  
 صَاحِبِهِ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ مَسْتَهْزِؤُنْكَ تَوْبَهُ حَالٌ بِهَذَا خَدَايَ اَوْنِكَ بَارِعِينَ بِه  
 حَبِيبُ كُوْخَبَرِي كِهْ عِنِّ كَفَايَتِ كَرِي تَهَارُ كَرِ سَتَنْزُونِ سِي سِلْ وَنِ بَانْجُونِ كُو كَايَا  
 وَنِ مِ نِ وَ اَهْلِ حَنِمِ كِيَا هِرَايَا كُو كَايَا نِي اِنْدَا سِي فَا مَّا الْوَلِيدُ بَنُ الْمَغِيْرَةِ مَرَّ  
 بِنَبْلِ لِرَجُلٍ مِنْ خَزَاعَةَ قَدْ رَأَسُهُ وَوَضَعَهُ فِي الطَّرِيقِ فَاَصَابَهُ  
 شَيْطَانٌ مِنْهُ فَانْقَطَعَ اَحْجَلُهُ حَتَّى اَدْمَاةٌ مَاتَ وَهُوَ يَقُولُ قَتَلَنِي  
 رَبُّ مُحَمَّدٍ وَلِيْدُ كَايَا سِي وَرَجَبُ هُوَا كِهْ وَهْ رَا هِ جَلَا جَاتَا تَهَا اُو اِيْتَا سِي رَا هِ مِ نِ  
 بَنِي خَزَاعَةَ مِ نِ سِي كِي كُو تَهْ اِنْدِي شِ نِي اِي كِ تِي رُ كَا رُو يَا حَبِيبُ تَفَاقُ اِسْكَا  
 پَاؤُنِ اِهْ سِي رُ جَا پُرَا اُو رُبِي سَاخْتَهْ اَسْنِي شُو كِر كِهَا نِي اِي سِي رُ كِ اَحْلُ قَطْعُ هُو كِي  
 اُو رُو تُو كِي طَرَحُ خُونِ كِي وَ مَارَا وِ مِ نِ سِي بِنِي لُ كِي سِي وَهْ عِيْنِ يَهْ كِتَا هُوَا كِهْ  
 جِي مَهْدُ كِهْ خَدَا نِي قَتَلَ كِيَا وَ اَهْلِ حَنِمِ هُوَا وَ اَمَّا الْعَا صُ بَنُ وَ اَهْلُ السَّيْمِ  
 فَاِنَّهُ خَرَجَ فِي حَاجَتِهِ اِلَى مَوْضِعٍ فَتَدَهَّدَ حَتَّى وَجَّهَ فَسَقَطَ مُنْقَطِعٌ  
 قِطْعَةً وَ قِطْعَةً مَاتَ وَهُوَ يَقُولُ قَتَلَنِي رَبُّ مُحَمَّدٍ اُو رِعَا صُ كَايَا سِي وَ رَجَبُ  
 هُوَا كِهْ وَهْ كِيْنِ كِي كَامُ كُو جَاتَا تَهَا نَا كَا هْ اِي كِ تِي رُ سِي اِي سِي اُو جُرُ كِهَا كِهْ مَوْنَهْ  
 هِلْ رُ كَا كِهْ اُو سِ سِكْدَلُ كُو بِنِ كِهْ پَرِ نِجِي اُو رُ كِي كِي سِي يَهْ كِتَا هُوَا مَارَا  
 جِي مَهْدُ كِهْ خَدَا نِي مَارَا وَ اَمَّا الْاَسْوَدُ بَنُ يِعُوْثُ فَاِنَّهُ خَرَجَ يَسْتَقْبِلُ  
 ابْنَهْ دَمْعَةً فَاسْتَظَلَّ بِشَجَرَةٍ فَاَتَا جِبْرِئِيلُ فَاَخَذَ رَأْسَهُ وَفَطَّحَ  
 بِهْ الشَّجَرَةَ فَقَالَ لِعَلَامِهْ اَمْنَعُ عَنِّي هَذَا فَقَالَ مَا اَمْرِي اَحَدًا  
 لِيَصْنَعُ رِيَاءً شَيْئًا اِلَّا نَفْسُكَ فَقَتَلَهُ وَهُوَ يَقُولُ رَبُّ مُحَمَّدٍ قَتَلَنِي

اور اسود و سیاہی پہ گت بنی کہ وہ اپنے بیٹے زمعه کے استقبال کو گیا تھا پس ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا کہ وقفہ حضرت جبریلؑ کے پاس پہنچ کر کے اوسکا اوسے درخت سے ٹکرایا پس اوسنے اپنے غلام سے کہا کہ اس میرے پاس سے ہٹا تا میں اوسنے کہا کہ تیرے پاس تو کوئی چیز ہے یا نہ تو خود ہی اپنا سر درخت سے پہوڑ رہا ہے آخرش وہ یہی کہہ کر اچھے محمدؐ کے خدائے قتل کیا کُلِّ ذٰلِكَ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ وَذٰلِكَ اَنْتُمْ كَانُوا بَيْنَ يَدَيَّ سُوْلٍ لِّلّٰهِ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ نَسْتَظِرُّكَ اِلَى الظَّاهِرِ فَاِنْ رَجَعْتَ عَنْ قَوْلِكَ وَاِلَّا قَتَلْنَاكَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فِي دَنْزِلِهِ فَاغَاوَرَتْ عَلَيْهِ بَابُهُ مُعْتَمِلًا قَوْلِهِمْ غَاثًا وَجُبْرَيْلُ مِنْ سَاعَتِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ السَّلَامُ يَقْرُوكَ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُولُ صَلِّ بِمَا تَوْمَرُ وَاعْرِضْ عَنِ الشَّيْءِ يَعْنِي ظَهْرًا مَرَكًا لَّا هَلْ مَكَّةَ وَاذْعُمُ إِلَى الْاِيْمَانِ قَالَ يَا جُبْرَيْلُ كَيْفَ صَنَعْتُ بِالْمُسْتَهْزِئِيْنَ وَمَا اَوْعَدُوْنِي فَقَالَ لَہُ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الشَّيْءَ قَالَ يَا جُبْرَيْلُ كَانُوا السَّاعَةَ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ قَدْ كَفَيْتَهُمْ فَاظْهَرُ امْرُؤٌ مِنْ عِنْدِكَ اِنَّكُ سَيِّدٌ كَيْفَ هِيَ سَاعَتِيْنَ هُوَ كَيْفَا بَانِي طُورَ کہ وہ حسبے کے پاس سے پہنچ کر کہنے لگے کہ تم نے تمہیں انتظار کرتے ہیں اگر اس عرصہ میں بھی تم اپنی بات سے نہ پھرے تو ہم تمہیں قتل کرینگے پس حضرت نے گہرین جا کے دروازہ بند کر لیا صدمہ حیر کے پاس سے فوراً حضرت جبریلؑ آئے اور فرمانے لگے کہ اسی محمدؐ سلام بعد و دو سلام تمہیں یہ پیام دیا ہے کہ تصدیق کرو ساتھ اوس چیز کے کہ جس کا تمہیں حکم پہونچا ہے اور اعراض کرو شکر کو ان سے یعنی اظہار امر حق کرو اہل مکہ سے اور دعوت کرو ان کی ایمان کی طرف حضرت نے

فرمایا کہ اگر جبریل پہرین مستنزون کے شر و فساد کا کیا علاج کروں تو  
جبریل نے خدا کی طرف سے کہا کہ ہم کافی و وافی ہیں سزا دینے میں بہتر اگر  
و انوں نے حضرت نے کہا کہ ابھی تو وہ سب میرے پاس تھے اور سزا دینے  
کہا کہ میں حکم خدا و انین سزا دیکھا اور مفصل سب حال کر دیا و اما بقیتہ  
عَنِ النَّارِ اَعْنَدَ فُقَاتُوا يَوْمَ بَذَرَ السَّيْفَ وَ هَزَمَ اللَّهُ الْجَمْعَ وَ وَلِيَ اللَّهُ  
اور باقی فرعون بے سامان جناب بدر میں وصل جہنم میرے اور منہزم کر دیا  
خدا نے انکا جمع اور پیروی انہوں نے پیٹ قال کہ اے پیغمبر! فَارْكَضْ  
سُورَتِي يَوْمَئِذٍ قَدْ اَعْطَى الْعَصَا فَكَانَتْ تَقُولُ اَنْبِيَا نَا يَوْمَئِذٍ  
کہا کہ حضرت موسیٰ کو خدا نے ایسا عصا عطا کیا تھا کہ جو اتر دیا ہو جاتا تھا  
قَالَ لَهُ عَلَيْهِ قَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اَعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ هَذَا  
اَنْ رَجُلًا كَانَ يُطَلِّبُ اَبَا جَهْلٍ بَنِي هِشَامٍ بَنِي مَنُجَرَّمٍ جَزِيرٍ  
وَقَدْ اشْتَرَاهُ فَاَشْتَغَلَ عَنْهُ وَ جَلَسَ يَشْرِبُ فَطَلَبَهُ الرَّجُلُ فَلَمْ  
يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْمُسْتَهْزِئِينَ مَنْ تَطْلُبُ قَالَ  
تَمْزِقُ بَنِي هِشَامٍ يَعْنِي اَبَا جَهْلٍ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالَ اَفَاذَلِكَ عَلَيَّ  
مَنْ يَسْتَجِيرُ الْمُخَوَّقَ قَالَ نَعَمْ فَذَلَهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ كَانَ أَبُو جَهْلٍ  
يَقُولُ لَيْتَ لِي لِحْجَلٌ اِلَى حَاجَتِهِ فَتَسْخَرُهُ وَ ارْدَهُ فَاَنَّى الرَّجُلُ النَّبِيَّ فَقَالَ  
لَهُ يَا مُحَمَّدُ بَلِّغْنِي اَنْ يَبْنِكَ وَ بَيْنَ عَمْرِ بْنِ هِشَامٍ حُسْرًا اَنَا اَسْتَشْفِعُ  
بِكَ اِلَيْهِ فَقَامَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ فَاَنَّى بَابَهُ فَقَالَ لَهُ ثُمَّ اَبَا جَهْلٍ  
فَاَدَّى الرَّجُلُ حَقَّهُ وَ اَتَمَّا كُنَاهُ اَبَا جَهْلٍ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَقَامَ مُسْرِعًا  
فَاَتَى اِلَيْهِ حَقُّهُ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَى مَجْلِسِهِ قَالَ لَهُ بَعْضُ اصْحَابِهِ فَعَلَدَ



ذَٰلِكَ فَرَعًا مِّن مَّحَمَّدٍ قَالَ وَيُحْكَمُ أَغْدِرُونِي إِنَّهُ لَمَّا أَفْبَلُ رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِي  
 رَجُلًا لَا يَأْيِدُ بِهِمْ حِرَابًا تَسْلَاكَ وَعَنْ يَسَارِي نَفْعَانِيكَ نَصْطَلُكَ أَسْنَاهُمَا  
 وَتَمْلِكُ الذِّيَارُ مِّنْ أَبْصَارِهِمَا وَلَوْ أَتَنَفَّتُ لَمْ أَمْنُ أَنْ يَيْقُرُوا بِالْحِرَابِ  
 بَطْنِي وَلَيْتَ صَنِيعُ التَّعْبَانِ أَنْ حَضَرْتَا يَسِّرَ فَرَمَا كَهَمَارَ حَضْرَتِ كَوَاسِ سَ  
 ہمی زیادہ مرتبہ ملا ایک اونٹ کی قیمت کسی شخص کی ابو جہل پر فرض تھی اس نے مول  
 لینے کو تولی لیا تھا مگر وہ اندیشہ تھا امر و زو فردا لگا رہا تھا ناحق کی لیت بول  
 کرتا تھا اوس سو موئید چڑا کے شراب و کباب میں بسر کرتا تھا اور فرغ خواہ  
 کب بطرح اس تک بستر میں نہاتا تھا اور اس کا ماتہ اس کے گریبان تک نہاسکتا  
 پس بعض بستر کر نیوالون نے فرغ خواہ سے پوچھا کہ کسے ڈھونڈ رہا ہے  
 اوسنے کہا کہ عمر بن ہشام کو لینے ابو جہل کو کہ میرا اوپر کچھ قرضہ ہے اوسنے  
 کہا کہ میں اس شخص کو بتاؤں کہ جو لوگوں کے حق دلاتا ہے اوسنے کہا کہ مان پس  
 اوسنے ہمیر کو بتایا اور ابو جہل کا یہ قول تھا کہ کاش ہمیر کو تجھ سے کوئی حاجت ہوتی  
 تو میں او میں خوب زح کرتا اور تسخر کر کے بنے نیل مقصود واپس کرتا پس  
 وہ شخص حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے اور عمر کے درمیان میں  
 لطف و ارتباط ہے پس میری سعی فرمائیے پس حضرت فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور  
 اوسکے مکان پر گئے اور فرمایا کہ اسے ابو جہل جلد اوٹھ اور اسی اس کا حق ادا کر  
 اور عمر کی کنیت ابو جہل اوسی روز حضرت نے رکھی پس فوراً اوٹھ کے اوس قرضہ  
 ادا کیا پس جب اپنی مقام پر گیا تو اوسکے احباب نے کہا کہ تو ہمیر سے ڈر گیا  
 اوسنے کہا کہ میں مندور ہوں جب حضرت یہاں تشریف فرما ہوئے تو میں دیکھا  
 کہ ان کی دہانی طرف کچھ لوگ چمکتے ہوئے عربے ماتہ میں لیے ہوئے ہیں اور ان کی



بائین طرفہ دو اثر دہی میں کہ عتقی کے مارے دانت نکلا سنا ہے میں اور میں  
 ان کے کہ کبریا کی پناہ میں اگر میں نہ رہا تو میرے اندیشہ تھا کہ وہ لوگ ان  
 حربوں سے میرا پیٹ پاک کریں اور اثر دہی مجھے گل جابین فہذا الکبریا  
 اعطی موسیٰ نعبان بنعبان موسیٰ و زاد الله محمدًا نعبانًا و ثمانیۃ  
 املاک معہم الحراب پس یہ عظیم تر ہے مجروحہ حضرت موسیٰ سے ایک اثر دہا  
 تو مقابل میں موسیٰ کے اثر دہی کے اور آئمہ فرشتے ہتھیار بند اور اکابر و ما زیادہ  
 ہوا و لقد کان الیٰ قریب فی قریبنا بالذعاء فقام یومًا ففسد لحدًا  
 وعاب دینہم و شتم اصنامہم و ضلل اباۃہم فاعلموا ان  
 ذلک عما شہد ید ا فقال ابو جہل واللہ لکموت خیر لنا من الحبۃ  
 فلیس فیکم معاشہ قریب لحد یقتل محمدًا فیقتل بہ فقلوا  
 لہ لا قال فانما اقتلہ فان شاء بنوعبد المطلب قتلونی بہ ولا  
 ترکونی قالوا انک ان فعلت ذلک اصطنعت لی اہل الوادی  
 معروفا لا ترال تذکر بہ قال انہ کثیر السجود حول الکعبۃ فاذا جاء  
 یسجد فاندکس حجر فشد حنطہ بہ فجاء رسول اللہ فطاف بالکعبۃ  
 السجود ما شہد صلی و اطال السجود فاخذ ابو جہل حجرًا فأتاہ من قبل  
 ساریہ فلما ان قرب منه اقبل فحل من قبل رسول اللہ فاعراہ  
 فہو فہم ان سارہ ابو جہل نزع منہ و ارتعدت یدہ و طرح الحجر  
 فشدخ برجلہ و فرجع مدما متغیر اللون ففیض عرقا قال لہ اصحابہ  
 ما سار امناک کا لیلوم قال و یحاکم اعداؤنی فانہ اقبل من عندہ فحل  
 فکاد یتلعبن فومیت بالحجر فشد خشتہ برجلہ اور مات و موت میں حضرت

اویس پہونچاتے تھے قریش بالینہ ویش کو پس ایک روز ارشاک حضرت  
 حماقت اونکی اور عیب ونکے دیکھا کیا اور اونکے بتوں کو لکھا پس وہ  
 بہت رنجیدہ ہوئے اور ابو جہل کہنے لگا کہ اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے  
 قریش تم میں سے کوئی اتنا ہی نہیں کہ ہم کو مارے اپنی جان پر کیلے  
 یہی نہ کہ یہ وہ ہی مارا جائیگا تو اس سے کیا ہوتا ہے سب کی بات تو بچاؤ  
 جب سب نے انکار کیا تو کہنے لگا کہ خیر میں ہی اونہیں مارتا ہوں پہر چاہیں اولاد  
 عبد المطلب مجھے قتل کریں اور چاہیں چوڑ دین لوگوں نے کہا کہ اگر یہ  
 تیرا عزم ہے تو تو بڑی نیکی کر گیا اہل شہر اور سب پر تیرا احسان ہوگا  
 اور عیشہ نیک نام رہیگا پہراو سنے کہا کہ حضرت آگے گرد لہجہ بہت دیر تک سجدہ  
 کیا کرتے ہیں پس وہی موقع ہے اوسی وقت اونکے سر پر پتھر  
 مار کے اونہیں قتل کرونگا پس جب حضرت آئے اور طواف و نماز سے  
 فارغ ہو کے سجدہ میں طول دینے لگے پس ابو جہل پتھر اوٹھا کے اونکے  
 سر مبارک پاس آیا ایک اثر دامونہ کہو لگے اوسی طرف دوڑا پس ڈر کر آگے  
 اسکے ہاتھ کاٹنے لگے اور ڈھیلا ہاتھ سے پاؤں پر چوٹ پڑا اور خون آؤہیں  
 سر بہنے لگا پس یہ فوق پسینے پسینے وہاں سے پہرا لوگوں نے تعجب سے  
 کہا کہ ایسا حال تو تیرا ہمنے کبھی نہیں دیکھا پس اسے سب ماجرا اپنا بیان کیا  
 قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ مُوسَىٰ قَدْ أُعْطِيَ الْيَدَ الْبَيْضَاءَ فَهَلْ فَعَلَ  
 لِحَمْدٍ شَيْءٌ مِنْ هَذَا قَالَ لَهُ لَقَدْ كَانَ كَذَّابًا وَحَمْدًا أُعْطِيَ مَا هُوَ  
 أَفْضَلُ مِنْ هَذَا إِنَّ نُوْرًا كَانَ يُضِيُّ عَنْ يَمِينِهِ حَيْثُمَا جَلَسَ  
 وَكَثُرَ لَيْسَارُهُ أَيْمَانًا جَلَسَ وَكَانَ يَرَاهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَهْوِي كَمَا

خدا نے حضرت موسیٰ کو یہ بھیجا اور نورانی ہاتھ دیا تھا حضرت نے فرمایا کہ جناب  
رسالتماہ کا نام ہم ایسا نورانی تھا کہ جہاں سے بیٹے تھے ان کے واسطے پائین ایک ماہ نور  
سایع ہوتا تھا کہ لوگ انہیں دیکھ لیتے تھے قَالَ لَهُ اَلَيْهِمْ نَبِيٌّ فَاِنَّ مُوسٰى قَدْ  
ضَرَبَ لَهُ فِي الْبَحْرِ طَرِيقًا فَقَالَ فَعَلَّيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا لَہِ سَوٰى سَمْعِہِ کہہا کہ  
حضرت موسیٰ کے لیے دریا میں راہ بن گئی تھی ایسا پیہر کے لیے کپ ہوا  
فَقَالَ لَهُ عَلٰی لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَحَمْدًا لِّغَضٰی مَا هُوَ اَفْضَلُ حضرت نے  
فرمایا کہ ایسا ہی ہوا لیکن ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا آخر جہنما معہ  
اِلَى الْجَنَّةِ فَاِذَا هُمْ بِوَادٍ یَّخْشَبُ فَقَدْ نَاهَا فَاِذَا هُوَ اَرْبَعَةُ عَشْرَةَ قَامَةً  
فَقَالُوا لَہِ الْعَدُوْمِیْنَ وَرَءَاؤُا الْوَادِیْ اَمَامَنَا کَمَا قَالَ اَصْحَابُ  
مُوسٰى اِنَّا لَمُدْرِکُوْنَ فَنَزَلَ بِہِ سَمْعٌ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ جَعَلْتَ لَکُلِّ  
رَہُوْلٍ دَلٰلَةً فَاَرَبِّیْ قَدْ رَتَّکَ وَرَکِبَ فَوْسَہُ فَعَبَرْتَ الْخَیْلَ لَا تَسْتَدْرِیْ  
خِیَافَہَا وَجَعْنَا فَاَنَّ فَتَحْنَا حَسْبَ تَفَاقَہِمْ حضرت کے ہمراہ رکاب ظفر  
انتساب حنین کو گئے تھے ناگاہ اثنائے راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کفت  
لق وودق میدان البریز پانی سے چمک رہا ہے ہم نے جو اس کی مساحت کی تو  
چودہ قد آدم پانی تھا پس لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت دشمن چھپا کیے  
چلے آتے ہیں اور آگے یہ وادی پر خطر ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے  
خدا سے کہا تھا کہ اب ہم ضرور گرفتار ہو جائیں گے کہ لشکر فرعون ہمارے عقب  
میں ہے اور بحر و خار سامنے ہے پس یہ اونچا پس و پیش دیکھ کے حضرت  
گھوڑے سے اتر پڑے اور بکمال گریہ و زاری درگاہ باری میں عرض کی  
کہ خداوند اتونے ہر نبی کی نبوت پر ایک دلیل لسی معجزہ وغیرہ سے قرار دی

پس مجھے ہی اپنی قدرت کاملہ کا تماشا دکھایا یہ کیلے گھوڑے پر سوار ہوئے  
 اور پانی میں گھوڑا ڈال دیا پس حضرت کے راہنوار کے ساتھ سب گھوڑے  
 پاراوتر گئے اور سم نہ بیگے اور اونٹوں نے بھی عبور کیا اور تلیان اونکی تر  
 ہوئیں اور جب ہم پہرے تو پہر پہننے فتح پانی قال لہ اَلِیْہُودِیُّ فَاِنَّ  
 مُوسٰی قَدْ اَخْطٰی الْحَجْرَ فَاَنْجَسَتْ مِنْہُ اِثْنَا عَشْرَةَ عَیْنًا یٰہُودِیُّ  
 کہا کہ حضرت موسیٰ کو ایسا پتھر ملا کہ جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے قال  
 لہ عَلٰی الْقَدَرِ کَانَ کَذٰلِکَ وَحَمْدٌ لِّمَا نَزَلَ بِالْحَدِیثِیَّةِ وَحَاصِرُ اَہْلِ  
 مَکَّةَ قَدْ اَخْطٰی مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ حضرت نے فرمایا کہ یہ سچ ہے  
 مگر ہمارے حضرت جب حدیبیہ میں فروکش ہوئے اور چاروں طرف سے  
 گھیر لیا گیا والوں نے تو اونہیں اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا وذلک  
 اِنَّ الصَّابَةَ شَکْوَالِیْہِ الظَّہْرِ وَاَصَابَهُمْ ذٰلِکَ حَتّٰی انْفَقَتْ  
 خَوَاصِرُ الْخِیْلِ قَدْ کُرُوْا لَہُ ذٰلِکَ فَدَعَا بَرِکَۃً مِّنَیْنِیْنِ ثُمَّ نَصَبَ  
 یَدَیْہِ الْبَارِکَۃَ فَفَقَرَّتْ مِنْ یَدَیْنِ اَصَابِعِہِ عِیُونَ فَصَدَّ رِئَاسَہُ  
 صَدْرُ الْخِیْلِ رُوءَآءَ وَمَلَا نَاکُلَ قِرْدٍ وَسِقَآءٍ اور اسکا ماجرا یہ ہے  
 کہ صحابہ حضرت نے حضرت سے پیاس کی شکایت کی از بسکہ سوار و پیادہ  
 و راہنوار کے سب بشت پیاس سے تھے پس حضرت نے ایک ڈول نگوں  
 اوس میں دست مبارک رکھا اور گھائیوں سے حضرت کی چشمے جاری ہوئے  
 پس ہم سب پانی پیتے پیتے چک گئے اور سب چماکلیں اور مشکیں ہنسنے لہاں  
 بہرین و لَقَدْ کُنَّا مَعَ الْحَدِیثِیَّةِ وَاِذَا تَمَّ قَلْبُیْ جَافَہُ فَاَخْرَجَ  
 سَمَآءُ مِنْ حِیْنَانِیَّةٍ فَنَآوَلَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَقَالَ لَہُ اِذْهَبْ بِہَا

اِلٰی تِلْكَ لِقَابُ الْجَافَةِ فَاعْرِضْ بِهَا فَعَمِلَ ذَلِكَ فَتَجَرَّتْ اِثْنَتَا  
 عَشْرَةَ عَيْنًا مِنْ مَشْرِقِ السَّهْمِ اور ہم حضرت کے ساتھ حدیبیہ گئے تھے  
 وہاں ایک لڑکا کنواں تھا پس حضرت نے ایک تیر کر کش سے نکالا اور براہِ  
 عازب کو دیا اور کہا کہ اسے کاڑ دے اوس کنوین میں پس جب اوس نے  
 تعمیلِ حکم کی تو اوس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوئے وَقَدْ كَانَ  
 يَوْمَ الْبَيْضَةِ غَبْرَةً وَعَلَامَةً لِلْمُتَكِرِّينَ لِبَيْتِهِ كَحَجْرِ مُوسَى اِذْ دَعَا  
 بِالْبَيْضَةِ فَنَصَبَ شَيْئًا فِيهَا فَاقْضَتْ بِالْمَاءِ وَاكَرَفَعَ حَتَّى تَوَضَّأَ  
 مِنْهُ ثَمَّ اَيْنَةُ الْاَلْفِ رَجُلٍ وَشَرِبُوا حَاجَتَهُمْ وَسَقَوَادَ آبَهُمْ  
 وَحَمَلُوا مَا ارَادُوا اور پر نالے والا دن بڑا معجزہ تھا الزامِ منکروں کو لیے  
 مثلِ سنگِ موسیٰ جبکہ حضرت نے پر نالا سنگوں کے دستِ مبارک اوس میں کیا یا  
 پس پانی جاری ہو کے زمین پر بہت بلند بہ نکلا یہاں تک کہ آٹھ ہزار آدمیوں  
 اوس سے پہلے وضو کیا اور جی بہر کے خوب پیا اور چار پایوں کو بلایا اور سقید  
 چاہا اوسے اوشٹار کہا قالَ لَهُ اَلَيْسَ هُوَ مِثْلُ فَاِنَّ مُوسٰى قَدْ اُعْطِيَ الْمَنَ  
 وَالسَّلٰوٰى فَهَلْ فَعَلَ لِحَمْدٍ تَنْظِيْرُهُ هٰذَا ايسو دی نے کہا کہ حضرت  
 موسیٰ کو تو من و سلویٰ ہی ملا اسکی نظیر تمہارے یہاں کیا ہے قالَ لَهُ  
 عَلٰی لَقَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اُعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ حضرت  
 فرمایا کہ یہ صحیح ہو مگر تمہارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا  
 اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَحَلَّ لَهُ الْغَنَائِمَ وَلَا مِثْلَهُ وَلَمْ يَحْلِ الْغَنَاءُ  
 لِاَحَدٍ قَبْلَهُ فَهٰذَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلٰوٰى خدا نے ہلال کیا ہمارا  
 حضرت کے لئے اور انکی امت کے لئے غنیمت کو ہالا کہ سابق میں

کبھی ایسا نہیں ہوا پس یہ من و سلوئی سے ہی بڑھ کر ہے کہ وہ ایک ہی  
 قسم کا تھا اور کسی صرف میں نہ آسکتا تھا بخلاف مال غنیمت کے کہ ہر طرح کا  
 کمانا اور ہر ضرورت کا انصرام اس سے بخوبی حاصل ہوتا ہے پس تم تو  
 اس من و سلوئی کو غنیمت جانتے ہو حالانکہ مال غنیمت ہمیں گھر بیٹے من و  
 سلوئی ملا ثم زاده ان جعل لینیۃ لہ ولا متیہ عملاً صالحاً وکم  
 یجعل لاحد من الاصم ذلک قبلہ فاذا هم احدهم بالحسنۃ  
 وکم یعلمها کتبہ حسنۃ وان عملها کتبہ لہ عشرۃ پراوسیر طرہ  
 یہ ہے کہ ہمارے حضرت اور ان کی امت کوئیے نقطیت نیک عمل بجائی نیک  
 عمل کے ہے حالانکہ اگلی امتوں میں یہ بات نہ تھی پس ہم میں سے جو کوئی  
 نیکی کا ارادہ کرتا ہے گو کہ وہ وقوع میں نہ آئے تو بھی اسے نیکی کی  
 جزا ملتی ہے اور خود نیک بات کا دسگنا ثواب ہے قال لہ الہودی  
 فان موسیٰ قد ظلل علیہ الغمام یہودی نے حضرت امیر علیہ السلام  
 عرض کی کہ موسیٰ کا پیہ ہی ایک معجزہ تھا کہ اونپر ابر سایہ کیے رہتا تھا ہمارے  
 پیغمبر کو بھی معجزہ ملا قال لہ علیؑ لقد کان کذلک وقد فعل لموسیٰ  
 فی لقیۃ واعطی محمدؐ افضل من ہذا ان العمامۃ کانت ل محمدؐ تظلہ  
 من یوم ولدالی یوم قبض فی حضرہ واسفایہ فہذا افضل مما اعطی  
 موسیٰ حضرت امیر علیہ السلام نے کہا کہ اوکو اس سے زیادہ رتبہ ملا حضرت  
 موسیٰ کو تو فقط میدان میں شدت آفتاب میں ابر ملا تھا کہ سایہ افکن ہوا اور  
 سر پر اور ہمارے پیغمبر کو واسطے ایک لکھ ابر پیدا ہوا تھا کہ برابر روز ولادت سے  
 تا دم انتقال سفر و حضر میں سایہ افکن رہا یہ بہتر ہے اس سے کہ جو موسیٰ کو ملا

اسمین اشکال ہوتا ہے کہ جیسا یہ معجزہ حدیث وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے  
ایسا ہی معجزہ مشہور ہے کہ حضرت کے سایہ نہوتا تھا اور سایہ کا ہونا موقوف  
وہو پڑنے پر ہے جب ابر کا تو سایہ کی تمیز کیونکر ہوے اور یہ شبہ  
کئی وجہ سے باطل ہے ایک تو یہ کہ سایہ کا ظاہر ہونا موقوف وہو پڑنے  
پر نہیں بلکہ روشنی یا پتلا میں ہی تمیز ہو سکتی ہے اور حجاز کہ  
سکتے ہیں کہ سایہ ہم لوگوں کا بسبب پستی کے زمین پر معلوم ہوتا ہے اور  
حضرت کا سایہ کمال فوق ابرنگو اونکے سر پر مثل پتھر معلوم ہوتا تھا اور یہی  
احتمال ہے کہ ابر کا ہمیشہ رہنا باعث نہ ظاہر ہوئے سایہ کا ہو کہ یہ ہی ایک  
معجزہ ہے اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ معجزہ ظاہر ہونے پر  
لیے کسی وقت ابر ہٹ جاتا ہو ایسے وقت میں ابر کا زائل ہو جانا  
احترام نہیں کل ایک معجزہ جسم اطہر کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ جناب  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جانب سے نور ساطع تھا سایہ کی ماہیت کیا ہے  
لیکھنے سے جسم رو کی روشنی کو تو جہاں تک وہ حائل ہوگا اور مقدار میں  
دوسری جانب ہوگا جب یہاں چاروں طرف نور ہے تو اندر سے کہاں کہ  
ایک وقت باقی رہتی ہے وہ یہ ہے کہ شمع میں یا چراغ میں چاروں طرف  
روشنی یکساں ہوتی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ شمع میں نیچے اوکے  
بمقدار جسم شمع یا بسبب حائل ہوئے چراغ وغیرہ کے روشنی واقع  
نہیں ہو سکتی جیسا کہ فوق میں ہوتی ہے اس سبب سے سایہ ظاہر  
ہوتا ہے اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے تاباں  
خدا سے اس سبب سے اندر سے نہوتا تھا پوشیدہ نہ ہے کہ حضرت







اسکا قرآن یا حدیث ہی سے ہو سکتا ہے مگر تامل سے یہ معلوم ہوا  
 کہ محض توریت سے امامت ثابت ہو سکتی ہے کسی طریقہ سے منجملہ اسکو  
 یہ بشارت ہر سینے اعتماد کی ہے اپنے تفسیر و تحت سبب ایک عیسائی کے  
 جواب میں کہ اے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی امامت کے بارے میں تمہارا  
 کیا قول ہے بعض اہل اسلام کو یہی تعجب ہوا کہ عیسائی سے اور  
 امامت کا سوال خود اوسنے بھی تعجب کیا اکثر انکے کلام عیسائیہ طور پر ہو  
 ہیں نہ عالمانہ موافق اوسکے اوس عیسائی نے کہا کہ جناب سالتماب  
 یح خشک ہیں ہمکو اونہیں سے انکار ہے اور علی تو شاخ ہیں پیغمبر کی  
 وہی مسلم نہیں تو یہ کیونکر مسلم ہو سکیں گے یح خشک سے شاخ سبز  
 نہیں ہو سکتی دوسرا یہ امر بیان کیا کہ آپ نے انکا کیون ذکر کیا یہ تو  
 نہ تین میں نہ تیرہ میں ہمکو تو بحث پیغمبر ہی میں ہے میں نے جواب دیا کہ پیغمبر  
 یح خشک ہونیکے تمہارے واسطے نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی ہماری  
 یہاں کسی نبی کو ایسا مرض نہیں ہوتا کہ خلاف شان ہو اور جناب رسالت  
 کے تو اولاد تمہیں یح خشک کیونکر کہے جاسکتے ہیں قرآن مجید میں ہے  
 اِنَّا عَطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ خلاصہ یہ کہ اسقدر اولاد اور پیروئے تہمین  
 دئے کہ جو حوض کوثر کی طرح موجیں مارتے ہیں میں نے کہا کہ اگر کوئی سادہ  
 ایسا کلام حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہے اور اپنے خیال کی تائید اس سے  
 کرے کہ اولاد کے ظہور میں اور تولید میں اجتماع منہیں شرط ہے اور  
 حضرت عیسیٰ فقط مان سے پیدا ہوئے اور عین تخم مرد تھا ہی نہیں جناب  
 اولاد ہی نہیں ہوئی تو گمان ہے کہ مضطر ہو جاؤ اور جواب نہ دی سکو

مگر یہ کہ نپاہ لو اسی قاعدہ اسلامیہ سے کہ انبیاء علیہم السلام ایسے بیمار یوں سہی  
 برمی ہوتے ہیں باقی یہ جو کہا کہ نہ تین میں نہ تیرہ میں تو اگر عیسیٰ تین میں  
 تھے تو یہ بھی تھے یہ تعلیق محال بالمحال ہے رویت خدا محال ہے  
 بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا سوال کرو رویت خدا کا پس  
 جواب ہوا کہ پہاڑوں کو دیکھتے رہیں اگر وہ ثابت رہیگا اور ٹکڑے ٹکڑے  
 نہو جائیگا ہمارے نور کی تابش سے تو ہمیں دیکھ سکین گی خلاصہ یہ کہ  
 پہاڑ کا باقی رہنا محال پس ہماری رویت کا بھی ہونا محال ہے رتبہ  
 کو اپنی کہ ایک مرحال تھا معلق کیا دوسرے محالہ سپر چر تعلیق محال  
 کر کے کہا گیا کہ اگر عیسیٰ تین میں تھے تو حضرت علی ہی تین میں تھے  
 البتہ فرق یہ ہے کہ عیسیٰ کے غالیوں نے انکو تیسرا خدا کہا اور جناب  
 امیر علیہ السلام کے غالیوں نے انکو خدا سے مستقل کہا مگر ہمارے  
 نزدیک تو نصر می نصاریٰ سے کم نہیں ہر چند کہ حضرت امیر حضرت عیسیٰ  
 ہی کم نہ تھے اور یہ جو کہا کہ تیرہ میں نہیں تو بیشک تیرہ میں تھی وہی  
 بزرگوار کہ جنگی بشارت توریت و انجیل میں موجود ہے ایک وہ بزرگوار  
 جنکو حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام اپنے صحیفہ میں محمدیم سے  
 تعبیر کرتے ہیں اور بارہ شخص وہ جنکو انجیل میں بارہ دروازے کر کے  
 تعبیر کیا ہے کہ جسے اشارہ حدیث مشہور اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَيْهَا  
 کی طرف ہو سکتا ہے اور کہیں ہوتیوں سے تعبیر کیا ہے کہ جسے سابعی  
 بھی باوجود حنفیت عصمت کا رتبہ ٹھرایا ہے اب کلام اس میں ہے کہ کیونکر یہ  
 بشارت دلالت کرتی ہے جناب رسالت پر پانچ صفتیں اس بشارت میں

مذکورین کہ او نہیں سے ایک ہی کسی بنی مین نہیں پائی گئی اور جناب رسالتا ب مین وہ پانچون صفتین موجود تھیں پہلی تو سہ کہ جسکی بشارات دی گئی وہ برادران بنی اسرائیل مین سے ہوگا حضرت اسرائیل یعنی حضرت یعقوب اور قیدار بیٹے حضرت اسماعیل کے ان دونوں بہائیوں کو اولاد اسپین برادری رکھتے تھے بنی اسرائیل کے بہائی بیٹے قیدار یعنی عرب مین اور ظہور دعوی نبوت مین جناب رسالتا ب سے دلالت واضح ہے اسپر کہ وہی مراد برادران بنی اسرائیل سے تھی اسلئے کہ بنی اسرائیل مین سے کسی نے دعوی نبوت نہیں کیا اور یہ اپنا حق نبوت حضرت یعقوب کے ماتہ بیچ ہی چکے تھے دوسرے اس بشارت مین یہ بیان ہوا کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ بنی مثل تمہارے بنی ہوگا اور حضرت موسیٰ نے ہی اقرار کیا اوسکا اور قرآن مین بھی اوسے بیان فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا یعنی ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول جیسا کہ بھیجا تھا فرعون کی طرف رسول اور خود جناب رسالتا ب نے فرمایا کہ عَلَيَّ مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنْ هَارُونَ مِثْلُ مَا عَلَيَّ یعنی علی کو وہی نسبت ہمسے ہے جو موسیٰ سے ہارون کو تھی جیسا کہ سند ابن جنبل مین ہے اور شبہ مین شبہ بہ کے درمیان مین کچھ امر وجہ شبہ کی ہی پائی جاتی ہیں پس ہم تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ وجہ شبہ موسیٰ و جناب رسالتا ب کے درمیان مین کیا ہیں پچاس وجوہ سے زیادہ پائے جاتے ہیں چنانچہ معصوم سے کہیں جو چاہا کہ تکرار قصہ موسیٰ کی قرآن مین کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ مشابہت نبی و شہداء

حضرت موسیٰ و بنی اسرائیل سے اور موتیاد اسکے یہ ہے کہ جیسا ابتداء میں حضرت  
 موسیٰ کو سفر میں ہوا ویسا ہی جناب رسالتا کی کو ہجرت پرینہ ہوئی علماء  
 اُمّتی کا پیسہ بنی اسرائیل جیسے نبیوں کی کثرت بنی اسرائیل میں ہوئی اور  
 علماء کی کثرت امت جناب رسالتا میں ہوئی اور بعض لوگ علماء سے ائمہ  
 معصومین کو مراد لیتے ہیں حالانکہ وہ افضل انبیاء سے تھے نہ کہ ہم رتبہ اس  
 مقام پر عبد العزیز دہلوی حنفی المذہب کو یہ خیال آیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے  
 کہ امام کا مرتبہ نبی سے بڑھ جاوے نبوت یحیٰ ہے اور امامت شاخ اور  
 اسکو بت رونق سے بیان کیا ہے مگر بعد تامل کے وہ کلام بے بنیاد ہے  
 اسواسطے کہ ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اسکی شاخ بہر دست ہوتی ہے اور  
 ایک درخت ایسا ہوتا ہے کہ اسکی جڑ بہت نازک ہوتی ہے ایک وزیر ہر شاہ  
 کا اور ایک خود چوڑا بادشاہ ہے پس یہ گمان صحیح نہیں البتہ ہر نبوت کی فرع  
 اسکی امامت ہے پس ہماری ائمہ فرع ہیں جناب رسالتا کے تو ضرور  
 کہ مرتبہ پیغمبر کا افضل ائمہ ہو لیکن یہ نہیں کہ کل پیغمبر ائمہ افضل ہر جاوین  
 جسکی فرع ہیں اور ائمہ کم ہیں نہ انکی برابر ہیں نہ معاذ اللہ اور ائمہ افضل ہیں  
 ایسا دعویٰ کرنا حرام ہے مگر باقی نبیوں سے افضل ہیں البتہ جناب رسالتا  
 بضرورت مذہب ائمہ افضل ہیں مگر بعد انکے کوئی مرتبہ انکا نہیں فرشتہ  
 یا نبی فرشتوں میں فقط نیکی کا پہلو ہے نفس لارہ اوپر سلطانین کیا گیا ہمارے  
 حضرات میں دو جہتیں ہیں لیکن یہ نفس پر جہاد کے معصوم رہتے ہیں غلو پر  
 بلا ہے آدمی سمجھتا ہے کہ میں دوستی اہلبیت کی کرتا ہوں حالانکہ غلو میں دوستی  
 نہیں حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں هَلَاكَ فِي اثْنَانِ مُحِبُّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ

یعنی دو شخص ہلاک ہونگے میرے باب میں ایک وہ کہ بوجہ دوستی مجھ کو  
میرے رتبہ سے بڑا دے اور ایک وہ کہ بوجہ دشمنی مجھے میرے رتبہ سے  
گستاوے ایک محاورہ اس طرح کا سنا گیا کہ بعض مومنین جس شیعہ کی تعریف  
کرتے ہیں اس کو شیعہ غالی کہتے ہیں مگر قرآن شریف میں بَلَسَّ الْأَمَمُ  
الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ یعنی برا ہے نام فسق کا بعد ایمان کی پس ایسی  
لفظ کا اطلاق برادر ایمانی پر نہ کیا جاوے افراد و تفریق کسی امر میں جائز  
نہیں مگر ایک بات البتہ ہے کہ معنی غالی کو ثابت قدم قرار دین اسی نیت سے  
اطلاق کرنے پر الزام نہیں اسلئے کہ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ حدیث مشہور ہے  
آئندہ کو بعد اطلاع کی حقیقت حال پر ایسے الفاظ کے استعمال کا احتیاط چاہی  
ہاں اہل شیعہ البتہ بہت اچھا لقب ہے اور من اللہ مخلصین سید المرسلین  
و ائمہ طاہرین کے لئے مقرر ہوا ہے نہ بایجاد خود جیسا کہ اور فرقہ اسلامیہ  
ایک نام اپنا اپنی طرف سے اپنے لئے قرار دی لیا مثلاً سنی لوگ اپنے میں  
اہلسنت و جماعت مشہور کرتے ہیں اور اس لقب پر بڑا افتخار رکھتے ہیں  
حالانکہ قرآن سے یہ لقب کبھی است جناب رسالتاب کے لئے ثابت نہیں  
کر سکتے اور ہم نہج دلیل اشارہ انضمام سے دو آیتوں کے اسی لقب خاصہ  
کو قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں ایک یہ ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا  
مِثْلًا لِّمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا مِّنْ نَّهَارِیْہِ تَارِیْہِ تَزِدُّوْنَ اَنْ  
تَسْأَلُوْا رَسُوْلًا مِّمَّا سِئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلِیْ فِیْہِ تَمْلِیْنِیْہِ تَمْلِیْنِیْہِ تَمْلِیْنِیْہِ  
بھی ویسا ہی سوال چاہتے ہو کہ جیسا قبل اسکے موسیٰ سے ہوا پس

مشابہت جناب رسالت مآب حضرت موسیٰ سے ثابت ہوئی اور اس سے لازم ہے مشابہت مخلصین حضرت کے مخلصین حضرت موسیٰ سے اور لقب مخلصین موسیٰ نص قرآن سے شیعہ ثابت ہے پس وہی لقب مخلصین حضرت ہونا چاہیے اور ثبوت لقب مذکور پر یہ آیہ سورہ مقصد شاہد ہے فَاَسْتَغْفِرُ الذِّیْ هُوَ مِنْ شِیْعَتِهِ عَلٰی الَّذِیْ هُوَ مِنْ عَدُوِّهِ اَکٰیہ پس استغاثہ کیا اونہیں موسیٰ سے اوس شخص نے کہ جو ان کے شیعوں میں تھا اور اس شخص کے کہ جو ان کے دشمنوں سے تھا تین کتابیں بنی اسرائیل میں مشہور ہوئیں توریت و انجیل و زبور اس طرح ہم لوگوں میں قرآن افضل درجہ پر ہے اور تا مل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے معارضہ توریت وغیرہ کا مقصود ہے اور اگلی کتابوں کے دیکھنے سے ترجیح قرآن کی ظہور معلوم ہوتی ہے ایک مختصر سی آیت وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ عِوَب میں اوس زمانہ میں ایک مثل مشہور تھی الْقَتْلُ لَنْفٍ لِلْقَتْلِ جب وہ مثل معلوم ہوا اور معلوم ہو کہ یہ آیت جواب اوس کا ہے تو اس وقت کسی وجہ سے اعجاز اس آیت کا ظاہر ہوتا ہو ورنہ نظر سرسری میں وہ آیت ایک سلیس عبارت ہے اس طرح جب توریت و انجیل دیکھی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید افضل توریت سے ہے اور نبج البلاغہ اکمل انجیل سے اور صحیفہ کاملہ بہتر زبور سے ہے اور وضعاً اور معنی و لفظاً انہیں باہم بہت مشابہت ہے یہاں تک کہ ایک ادنیٰ صنعت یعنی فحش نہونا جیسا قرآن مجید میں ہو ویسا ہی ان اگلی کتابوں میں بھی ہو قرآن شریف میں جیسی لہجہ کی لفظ مشترک ہو توریت میں اسکی مقام پر جو لفظ استعمال ہوئی ہو وہی مشترک اگر بنی اسرائیل میں حضرت

موسیٰ کے عیسیٰ جیسے ہوئے کہ نصاریٰ نے خدا کہا تو جناب رسالت  
 کے بعد جناب امیر جیسے ہوئے کہ نصیری نے خدا کہا اگر ہمیر کو یہاں  
 ہی خدا کہتے تو کوئی افضل امر تھا وہاں پیغمبر کو خدا کہا یہاں ہمارے  
 پیغمبر کے وحی کو خدا کہا یہ بھی فضیلت ہے مشکوٰۃ میں ہے وَعِیْسَىٰ  
 عَلَیْہِ سَلَامٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فِیْکَ مَثَلٌ مِّنْ عِیْسٰی الْبَقِیَّةِ  
 حَتّٰی جَعَلُوْا اُمَّتَهُ وَاَحْبَبُوْا النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْهُ بِالْبَزِیْلَةِ اِلَیَّ  
 لَکِیْسَتْ لَہٗ وَکَثُرَ قَالَ یُحْلَلُ فِی رَجُلَانِ حُبِّ مُّفْطَرٍ یُّفْطِنِ  
 یَمَالِیْسَ فِیْ وَمُبْغِضٌ حَکِیْمٌ شَتَانِی عَلٰی اَنْ یُّهْتَنٰی بِرَوَاہِ اَحْمَدُ  
 یعنی جناب رسالت نے فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ تم میں  
 مشابہت ہے عیسے کی دشمن رکھا عیسٰی کو یہود نے یہاں تک کہ اونکی  
 والدہ کو معاذ اللہ زنا سے تہمت دی اور دوست رکھا اونکو نصاریٰ  
 یہاں تک کہ خدا کا وہی کیفیت تمہاری ہے۔ اتنا مضمون حدیث میں ہے  
 بعد اوسکے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یُحْلَلُ فِی رَجُلَانِ حُبِّ  
 مُّفْطَرٍ ہلاک ہونگے میرے باب میں دو شخص ایک وہ شخص جو افراتوڑ  
 مراد اس سے نصیری اور تابع اونکے ہیں اور فرمایا کہ دوسرا وہ جو  
 میرا ہے مجھے جو گھٹا دے میرے رتبہ سے مراد اس سے سنتی میں جیسا  
 اونہوں نے مادر عیسٰی کو شہم نہرنا کیا ویسا ان لوگوں نے والد حضرت امیر  
 کو شہم کفر کیا جس طرح کہ سور حرام ہے ہماری شریعت میں ویسا ہی تور  
 میں ہی حرام ہے۔ جمع میں لاختین کو قرآن شریف میں حرام لکھا ہے  
 اور توریت میں ہی حرام ہے اسی جگہ تافنی احمد بن حنبلہ اساکن

یہی بنی بنی سے عقیدہ کرد و تورات کی تفسیر ہے

علیہ سپاہ شہر جو نفور نے استصواب کیا کہ آگے ہی حرام تھا جواباً رشاد ہوا کہ بعض  
 لکھا ہے کہ آگے ہی حرام تھا مگر توریت سے قبل حضرت موسیٰ تجویز اسکی باقی  
 جاتی تھی اور بعض احادیث میں بھی ایسا ہی ہے جس طرح کہ سود لینا مسلمان کے  
 ہمارے مذہب میں جائز نہیں ویسا ہی توریت میں بھی جماعت خدا سو لینا  
 جائز نہیں باقی مشرکین اور اہل کتاب سے سود لینا جائز ہے لیکن اہل سنت کے  
 مذہب میں کسی سے لینا جائز نہیں اور ہمارے مذہب میں سود دینا عموماً  
 جائز نہیں بلکہ لینے سے کفار کو نیاز یادہ گناہ ہے کیونکہ اعانت کفر کی ہے  
 جس طرح بے چمکے کی مچلی ہمارے یہاں حرام ہے ویسا ہی توریت میں  
 حرام ہے اور سیطرح احکام عبادات اور عقود اور ایقاعات اور احکام قلم  
 و حدیث کے توریت کے عبادات وغیرہ سے نہایت مشابہ ہے لقب میں  
 وہ بنی اسرائیل تھی تو یہ بنی اسمعیل - خط میں - صورت میں - واڑ ہی کی  
 مقدار میں - عباؤن کے طریقہ میں عمامہ کے طرز میں بت مشابہت ہو  
 یہ کیونکہ معلوم ہوا جماعت عیسائی میں ایک جماعت تصویر پرست میں نماز  
 اذکی صحیح نہیں ہوتی بے تصویر صحیح کے اسلئے وہ صحیح تصویر پرست میں  
 بہت اہتمام کرتے ہیں اونکے عیمان کی تصویر دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوا کہ  
 ایسے جزئیات میں مشابہت ہے تیسرا یہ بیان کیا کہ میں اپنا کلام اسکو  
 موندہ میں دوں گا اسکو قرآن میں ہی کہان ہوں گا و کحی یوحی قرآن پر  
 وحی کے اور کچھ نہیں جو تھا امر یہ بیان کیا تھا کہ میرے احکام کو میرے  
 نام سے بیان کر گیا اور ایسا ہو گا کہ جو نہ سنے میرے اون کلاموں کو نہ پڑھے  
 نام لیکر بیان کر گیا اسکو ہلاک کروں گا - جیسا کہ بشارت میں تھا کہ



نام سے بیان کر گیا ویسا ہی قرآن میں ہے کہ بسم اللہ ہر سورہ کی ابتدا میں ہے بجز سورہ برات کے اب اگر مثل اہلسنت الہم اللہ جزو سورہ نہ قرار دیا جاوے تو بشارت کہاں گئی باقی رہا یہ تعجب کہ مکر ہے تو آیہ قیامی الاثر کما تکتذبان میں ہی تکرار ہے ایک سورہ تھا حضرت اشعیاء کے صحیفہ میں اسکے معارضہ میں سورہ رحمن ہے سورہ نوریہ میں ہے کہ تکرار ہے اور سورہ رحمن میں ہے قیامی الاثر کما تکتذبان تقریباً اوس قدر تکرار ہے اور جب یہ منشا معلوم ہو جائے تو پھر تکرار میں کوئی بے لطفی نہیں معلوم ہوتی اس طرح تکرار بسم اللہ کا بہت برا نتیجہ ہے کہ تطبیق بشارت کا اوس پر مار ہے۔ اب مختصر بحث باقی رہی اسلئے کہ بیانات میں میں نے بہت اختصار کر دیا ایک حدیث وجہ شبہ یہ ہے سیوطی نے درمنثور میں ابن مردودہ و خطیب ابن عساکر سے اسما بنت عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ دیکھا میں نے رسول خدا کو مقابل کوہ شبیر کے کہ وہ فرستے تھے نورانی ہو نورانی ہو ای شہیر خدایا میں تجھے سوال کرتا ہوں اوس بات کا جسکی درخواست تجھے میرے بھائی موسیٰ نے کی کہ تو کشادہ و متشہرح کر میرا سینہ اوسہل کر اور دشوار کو اور اگر عقدہ زبان تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں اور گردان تو میرے کو ایک وزیر میرے اہل و عیال سے وہ کون کہ برادر شہان برابر میرا علی بن ابیطالب اور مضبوط کر برباد اسکے پشت و کمر میری اور شریک کر دے اوس میرے کار نبوت میں تاکہ ہم آپس میں بھل کے بکثرت تیری تسبیح و تقدیس کریں اور بکثرت تجھے یاد کیا کریں بے شبہ تو ہمارا اگر ان حال ہے کہ جناب سالما ب نے فرمایا علی منی یخولکہ ہرون من موسیٰ اس حدیث میں تصریح کی کہ حضرت

امیر علیہ السلام بجائے مارون میں کہ جو حال حیات حضرت موسیٰ تین اونکے موسیٰ  
 و خلیفہ موسیٰ تھے اور خود اپنے تئیں بجائے حضرت موسیٰ کے قرار دیا بتقریر  
 قاموس کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مارون کے  
 صاحبزادوں کا نام شبیر و شبیر و شبیر تھا پس وسیطرح جناب امیر کے صاحبزادے  
 نام حسن حسین و محسن ہوا اور شاہ صاحب نے سبیل نجات میں بھی موسیٰ کے  
 لکھا ہے وجہ تسمیہ حسن و حسین میں شبیر و شبیر سے غایت الامر یہ کہ ذکر محسن نہوں  
 نہیں فرمایا اپنے محسن محسن کش کی روح سے شرم فرمائی مگر صاحب قاموس فرماتے  
 ناموس کا خلیفہ صاحب کی کچھ لٹا لٹکیا بے فاد حق بر زبان جاری و جو حضرت  
 محسن کا صاف قرار کر دیا۔ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں و با انی حضرت موسیٰ  
 تشخیص کی کہ بوجہ زنا یہ عذاب ہے پس لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تاکہ  
 زانی نامعلوم قتل ہو اور زنا موقوف و و با بر طرف ہو اس میں صد ہا آدمی کا  
 کشت و خون ہوا و با موقوف نہوی تقریباً تیس ہزار لکے میں کہ قتل ہوئے  
 آخر الامر ایک عورت کزبی نام بنی اسرائیل میں سے کہ اسکی باعث سے زنا  
 رواج ہوا قتل کی گئی کیا عجب کہ محاورہ کسی جو مشہور ہے وہ ماخوذ اسی سے  
 ہو۔ ایلی عازر مارون کی پوتے نے اسکو قتل کیا اوسوقت سے و با موقوف  
 ہوئی حکم جناب باری ہوا کہ از بسکہ مارون کی اولاد میں ایسا کار نمایان نہایان  
 ہوا امیری شرع کے اجرا میں انہوں نے کوشش کی اس مجاہدہ عظیم کو عرض  
 میں خلافت انکی اولاد کے لئے مقرر رہی اب دیکھئے کہ عہد جناب رسالت ہوا  
 میں ہی لڑائیکا بالا حضرت امیر کے ماتہ رہا پس و نہیں کی اولاد میں خلافت  
 ہی رہنا چاہیے (ذَقَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ وَصِيَّيْ مُوسَى) حضرت یوشع جنگ کا

لقب جو ان موسیٰ قرآن سے ثابت ہی تھو حضرت نصر کے قصہ میں ہے  
 جبکہ کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے یعنی یسع سے پس ویسا ہی حضرت  
 علی کا لقب ہے کہ لا فقی الا علی لا سیف الا ذو الفقار حسان بن ثابت  
 شاعر نے جسکو حضرت نے کہا کہ ہمیشہ تو موید رہے جب تک کہ مدد کرتا رہے  
 ہماری اپنی زبان سے نظم کرتا رہے جبریل نادی معلنًا وَالتَّغَى  
 لِكُنْ مُجَلِّي وَالْمُسْلِمُونَ قَدْ أَحَدُوا حَوْلَ النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ  
 لَا سِيفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَلَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ خَلَّاصَهُ يَدِ  
 کہ رزم میں بیسوقت سارا میدان رزم گرد سے اٹا ہوا تھا غبار کی کثرت  
 تار کی شب بھی گرو تھی او سوقت حضرت جبریل نے باواز بلند فرمایا ہے  
 لَا سِيفَ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سِيفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ یعنی کوئی جوان مثل حضرت امیر  
 دنیا میں نہیں اور نہ کوئی تلوار ہے مثل ذوالفقار کے ایک عالم قرار پایا ہے  
 علم فتوت اور دینی اوسکی تعریف یہ ہے ہرچہ بر خود پسندی برویکر  
 پسند نہ آئے پھر بنا رکھیکے بڑھاتے بڑھاتے اوسے ایک علم کر دیا ہے اور  
 بہت سی کامیابیوں اور عین تصنیف ہوئیں اور بہت سے علما اوسکے مشہور  
 ہیں اور انہوں نے اپنے مذہب کے نسبت دیتے ہیں حضرت علی سے اور یہ  
 اپنی مذہب پر کرتے ہیں مصرع مذکور سے اور حضرت علی کو سید الفقیان کہتے ہیں  
 ابن ابی حمزہ معتزلی سنی نے ذکر کیا ہے جس طرح ہر ایک لقب حضرت کو کم تو  
 اس طرح کہ علی اللہ کا جوازا انون میں اکثر مشہور ہے سہل متفق ہو کر طائر  
 میں جی اوسکے ظاہر ہیں اور بعد غور ثبوت حقیقت یسع کے یہ کہ نہ اسکی چھوٹی  
 حضرت امیر کا نام زلقب خلیل اللہ تھا اوسکے قریب جناب رسالت کا خطاب ہوا

حبیب اللہ اور حضرت امیر کا خطاب ہوا ولی اللہ بہ رتبہ اور کسب و کمال  
واقعی جیسا اسم باہم مشابہ تھے ویسا ہی ستمی بھی تھا حضرت سنا تا پیشہ کو لیے  
اپنی لشکر طفر سیکر میں سوا خات قرار دیتے بیٹے ایک دوسرے کے دریا میں بہانی  
چارہ کرو یا تھا ابوبکر و عمر کے دریا میں سوا خات قرار دیتی تھیں سب لشکر کے  
لوگ جب سوا خات کر چکے اور کوئی باقی نہ رہا سوا خات سے تو حضرت امیر رنجیدہ دست  
جناب رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا کیا کیوں ہو کہ کسی سے  
سوا خات نفرمانی میا ختہ جناب رسالت میں فرمایا یا علی! انت اخي في الدنيا  
و الاخرى یعنی امی علی میں تھیں کہ کتابانی قرار دیتا تم میری بہانی ہو دنیا  
و آخرت میں جناب رسالت کو ابو طالب فرزند و مکی اہل بیت پلا تھا جناب امیر کو جناب  
رسالت کو فریاد کی طرح پالا سلمان سنا پہ پہا جناب رسالت کو کہ بعد اہل کون  
وصی ہو گا حضرت فریاد کیا کہ بہا سے مومنوں کے بعد کون وصی ہوا تھا سلمان  
نے عرض کی کہ یوشع بن نون حضرت فرمایا کہ میرے بعد میرا بہانی علی بن ابی طالب  
میرا وصی ہو گا سید بن جبلی میں یہ روایت ہے ایک حدیث صواعق محررقہ میں ہے  
جناب رسالت میں فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل میں باب خط تھا ویسا میری امت میں علی  
باب مدینہ علم پر جو در آیا محبت میں انکی اونٹ و نجات پانی پہر جیسا یوشع کو لے کر وشمس جو ویسا  
علی کو لیے بھی وشمس ہوا یہ بھی معجزہ مشہور کہ جب بکے بیابان میں طول ہو بارہ نقیب ہاتھ  
بنی اسرائیل میں ویسا ہی جناب رسالت میں بارہ خلیفہ بارہ اماموں کو کیا کشف میں  
کہ جناب رسالت میں فرمایا کہ میری امت بہت مشابہ ہے بنی اسرائیل ہوا میں کہ  
طریقہ پر قدم با قدم چلنے لگے مگر یہ نہیں معلوم کہ گو سالہ پرستی بھی میرے بعد کہنگی یا نہیں جب  
بعد جناب رسالت کو ظلم ہوا جناب میر پر اور کچھ ہو کر قریب قبر رسول خدا صلی اللہ

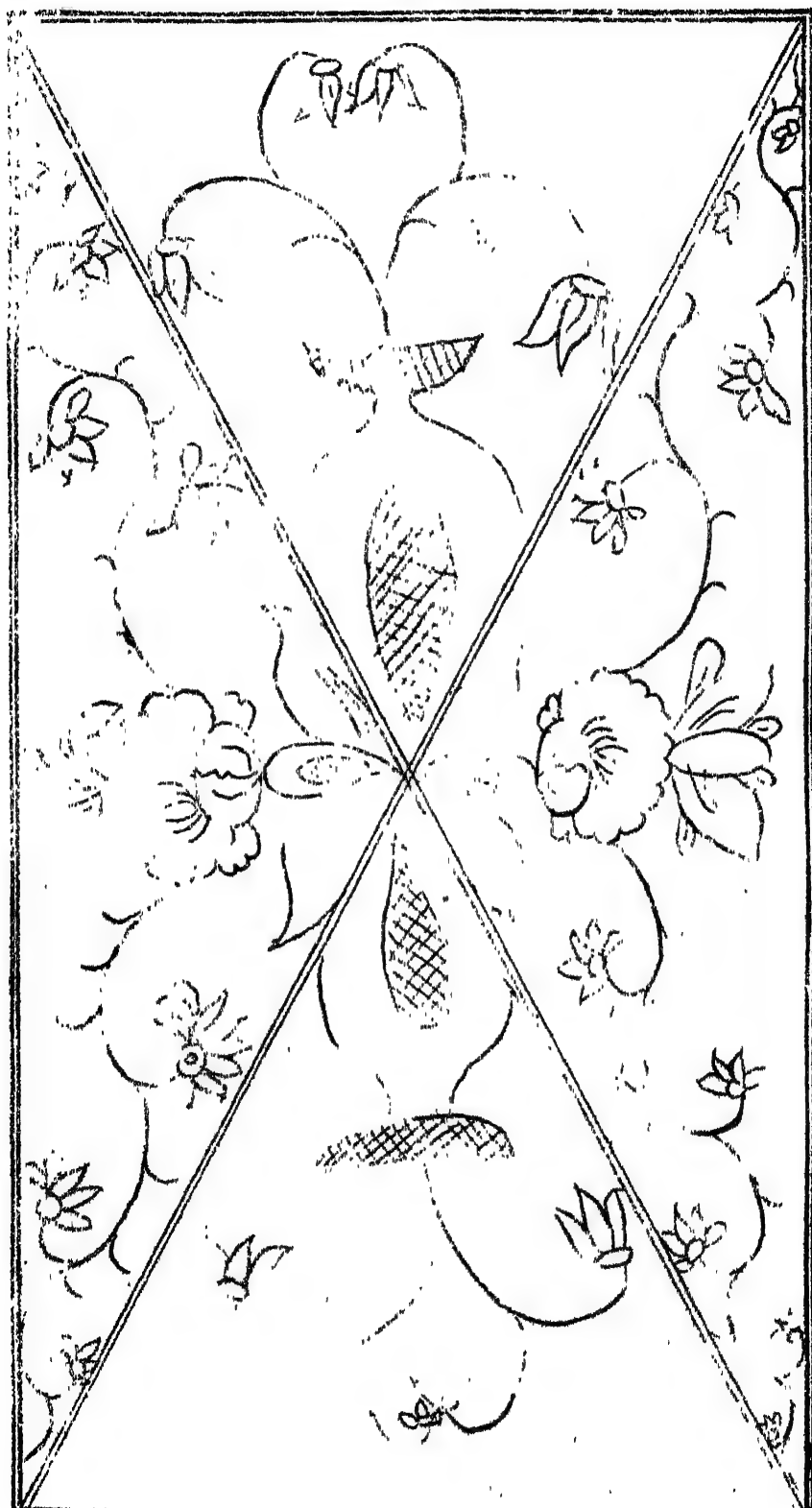
تو جناب میرے نے یہ لایت بڑی خطاب کر کے قبر نبی سے یا اَبْنِ اَمْرِئِلَہُ  
 اَسْتَضَعُوْنِیْ وَ کَا دُوْا یَقْتُلُوْا نے یعنی امی برادر بجان برابر اس قوم مور و قوم  
 نہایت ضعیف کر دیا مجھ اور قریب تھا کہ شہید کریں مجھے یہ وہی لایت ہے  
 کہ مارون نے موسیٰ سے خطاب کر کے کہا تھا جب کہ بعد حضرت موسیٰ کی بیعتات  
 میں جانے کے بنی اسرائیل حضرت مارون کی نافرمانی کر کے گو سالہ پرستی کرنے  
 لگو ہر جنگ جل میں تو حضرت فرماتے جاتے تھے پے کر یہ میں ناوہ ناوہ سوار مارون  
 کی مومنین کو لُخْرَقَتْہُمْ لَنْ یَّسْقَنَہُ فِی الْیَمْرِ سَفَا یعنی اسکو جلا کر اسکی خاک  
 و ریابہ و کردون گا یہ تہمتہ اول یہ کا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ نے کہا تھا گو لسا  
 سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ کی زوجہ سفورہ نے بعد موسیٰ جب کیا  
 اونسکے وصی حضرت یوشع سے محار بہ کیا و یسا ہی حمیرہ زوجہ جناب رسالت  
 نے جناب ولایت آب و وصی جناب رسالت آب سے محار بہ کیا دیریم کے باب  
 زیر میں ہے خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ تم رئیس غیر قوم میں سے اور  
 غیر خاندانی با اختیار خود قرار نہیں دیکتے بلکہ لزوم اسکا پروردگار پر ہے کہ وہ  
 خاص تمہارے خاندان اور بہائیوں میں سے جسے چاہے مقرر کرے  
 پس یہاں کیونکہ ممکن تھا کہ غیر خاندان میں خلافت پہنچ جائے خطاب  
 ولی اللہ کا متعلق ایک نکتہ مختصر سے باقی ہے اس میں فقط یہی فضیلت نہیں  
 ہی کہ قریب ہے خطاب جناب حبیب خدا و خلیل خدا سے بلکہ ایک عمدہ امر ہے  
 کہ بعینہ اس لفظ کا اطلاق رسول خدا بلکہ خود خدا پر ہوا ہی آہ وانی ہر ایہ  
 وَلَیْکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ  
 وَہُمْ سَرٰکِیُوْنَ اسی آیت میں ہی کہ تمہارا ولی یعنی حاکم و والی خدا ہی ہو رسول

اور وہ لوگ ہیں کہ جو ایمان لائے ہیں اور اسے نماز کرتے ہیں اور حالت  
 رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں مفسرین فریقین نے لکھا ہے کہ مراد اس سے  
 حضرت علیؑ ہے کہ حضرت نے حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دے دی تھی تو عقب  
 اسی کہتے ہیں کہ جب انکار ایسے امر جلیل کا نکر سکے تو چاہا کہ اس آیت سے فضیلت  
 حضرت کی ثابت نہوے دین بلکہ اس سے دلیل منقصت ٹھرایا اور یہ کہ کما کہ  
 جب حالت نماز میں سائل کی آواز سنی اور اسکی حاجت روائی کی تو پہرہ  
 قلب کھان اور بعض علمائی سلف نے جواب دیا ہے کہ جسمانی معرفت سے  
 حضرت نے نہ پہچانا تھا بلکہ قلب انکار و بروی خدا حاضر تھا اور سائل کی  
 دعا ہے بدرجہ اجابت پہنچی پس خدا کے سامنے انگواؤ سکے

سوال کا حال معلوم ہوا جسمانی حسن و حرکت

سے نہیں معلوم ہوا فقط

منقہ میر علی رضا



# گیارہواں موعظہ

ذکر حضرت داؤد و سلیمان و حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ میں اور بیان ترجیح  
جناب رسالت مآب میں ان سب حضرات پر اور ذکر معراج اور شب معراج  
کے راز و نیاز کی باتیں اور شقتیں اگلے لوگوں کی اور  
تخفیفیں امت حضرت کی اور ذکر چند جنوں کے  
قبیلوں کا اور ناموں کا ذیل میں ذکر حضرت  
سلیمان کے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا أَوْ دُبِّي عَلَى حَبِطَتِهِ خُتِّ سَادَتِ الْجِبَالِ مَعَهُ لِحُكْمِهِ  
 یہودی نے عرض کی کہ حضرت داؤد اپنی خطا پر ایسا روئے کہ پہاڑ ہی اونکے ساتھ تھے  
 رونے لگے یہ بیان موافق مسلک یہود وغیرہ کے ہے وگرنہ حقیقت میں انبیاء  
 ائمہ گناہ و خطا سے مسموم ہی ہیں قَالَ لَهُ عَلَيَّ لَقَدْ كَانَتْ لَكَ ذُنُوبٌ وَأَعْطَاكَ  
 مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا إِنَّكَ كَانَ إِذَا أَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ سَمِعَ لَصْدْرَهُ وَكَفَّ  
 رِيَّوْكَ دُنِيَ الْمَرْجِلِ عَلَى الْإِنْتَانِي مِنْ شِدَّةِ الْبُكَاءِ وَقَدْ أَمَنَهُ اللَّهُ مِنْ حَقَائِمِ  
 فَاسَادَاتٍ يَتَخَشَّعُ لَهُ بُكَاءُهُ وَيَكُونُ إِمَامًا مَلَمِنْ إِقْدَامِي بِهِ وَلَقَدْ قَامَ عَشْرًا  
 سِنِينَ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ خُتِّ تَوَشَّرَتْ قَدَمَاهُ وَأَصْفَرَتْ وَجْهُهُ يُقَدِّمُ  
 اللَّيْلَ كَجَمْعٍ خُتِّ عَوْتِبٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ تَعَالَى طَه مَا أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ  
 لِنَشَقِّ بَلٍ لِسَعْدِهِ بِهِ وَلَقَدْ كَانَ يَبْكِي خُتِّ يَغْتَضُّ عَلَيْهِ فِقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ أَلَيْسَ أَنَّكَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرْتَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

قَالَ بَلَىٰ أَفَلَا أَلْهَىٰ عَبْدًا أَشْكَوًّا وَلَئِنْ سَأَدْتِ الْجِبَالَ وَسَجَّتْ مَعَهُ  
 ففَعَلَ لِحُجْرٍ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا إِذْ كُنَّا مَعَهُ عَلَىٰ جَبَلٍ حَرَّاءٍ إِذْ تَحَرَّكَ  
 الْجَبَلُ فَقَالَ لَهُ قَرِ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَفْسٌ أَوْ صَدِيقٌ شَقِيقٌ فَقَرَّ  
 الْجَبَلُ حُبِّبًا لَمْ يَمَرَّ بِهِ وَمُتَّبِعِيًّا إِلَىٰ طَاعَتِهِ وَلَقَدْ مَرَرْنَا مَعَهُ بِجَبَلٍ وَ  
 إِذَا الدُّمُوحُ يُخْرِجُهُ مِنْ بَعْضِهِ فَقَالَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ يَا جَبَلُ فَقَالَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ الْمَسِيحُ مَرَّتَيْنِ وَهُوَ يُخَوِّفُ النَّاسَ بِنَارٍ وَقُودُهَا  
 النَّاسُ وَالْجَارِسَةُ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ أَلْهَىٰ أَنْ أَلْهَىٰ الْجَارِسَةُ قَالَ لَا تَخَفْ تِلْكَ  
 الْحَيَاةُ الَّتِي تَرَبَّيْتُ فَقَرَّ الْجَبَلُ وَسَكَنَ وَهَذَا أَوْجَابُ الْقَوْلِ فَحَضَرْتُ فِي فَرَمَا  
 کہ یہ سب صحیح مگر ہمارے حضرت کو اس سے زیادہ رتبہ ملا انکا تو خوف خدا سے  
 یہ حال تھا کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے تھے تو رقت کے مارے گریہ گلو گریہ ہو جاتا  
 تھا اور اسی جوش و خروش بیتابی و جذبے میں انکے سینہ سے ایسی آواز آتی  
 تھی کہ جیسے چولہے پر جوش کے وقت دیگ کمد رہ رہ رہتی ہے حالانکہ خدا  
 بڑا بخوف کر دیا تھا انہیں عذاب سے مگر انہوں نے چاہا کہ خضوع و خشوع  
 و خاکساری درگاہ باری میں حاصل کریں فرط گریہ و ناری سے اور تاکہ استغفار  
 بہم پہنچائیں پیشوائی کا اپنے پیروں کی اور دس برس کا مل اوٹ لگیوں کے  
 بھل کھڑے رہے یہاں تک کہ دونوں پاؤں سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا  
 رات بھر جاگتے جاگتے یہاں تک کہ عتاب ہوا درگاہ باری سے کہ اے نبی  
 ایسے تمہارا قرآن شریف نازل نہیں کیا کہ تم ہماری دہشت سے جان دید و بلکہ  
 ایسے قرآن آیا کہ تمہیں راحت و سعادت دینا و دین ملے اور اکثر ایسا شد  
 سے روتے نچتے کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پس لوگوں نے کہا کہ اس

بیتا بچہ کا کیا سبب حالانکہ اس کے پچھلے سب گناہ آپ کے بخیر دیے گئے یعنی ترکِ اہل  
 خدا معاف کر چکا ہے فرمایا کہ یہ سب صحیح مگر کیا تمہاری یہی خوشی ہے کہ میں تم کو  
 بندہ اپنے خدا کا نمونہ اور اگر وہ اوڈ کے ساتھ پہاڑوں نے راہروں کی توجہ  
 و تفتیش کی تو ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ ایک بار  
 ہم ہمراہ حضرت کو جسے ارپڑے کہ ناگاہ اوسمین ایک حرکت پیدا ہوئی پھر  
 حضرت نے فرمایا کہ مہارہ کہ پھر پھر بنی اور صدیق و شہید کے اور نوبتیں  
 پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا محض فرمان برداری حضرت سے اور ایک ایسے  
 جی رہا پھر ہمارا کہ ہو کہ ٹپ ٹپ اوس سے آکسو ٹپک رہے تھے پس حضرت  
 نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اور سنے لہنا کہ ایک روز حضرت عیسیٰ کا اذیت  
 گذر ہوا اور وہ تو لوگوں کو ادھر سے ڈراتے جاتے تھے اوس جہنم سے کہ  
 ایندھن آدمی اور پتھروں سے ہو گا تو جب سے مجھے خوف ہے کہ کہیں میں ہی  
 شریک نہوں پس حضرت نے فرمایا کہ تو ہر اس نگر اس لیے کہ وہ گندہک پتھروں  
 پہاڑوں کا ذکر تھا پس وہ پہاڑ فوراً ٹھہر گیا اور مطمئن ہوا قال کہ الیہود و حنیف  
 هَذَا سَلَامٌ قَدْ اُحْطِيَ مُلْكُكَ لَا يَنْبَغِي لَكَ حِدٌّ مِّنْ بَعْدِ هَذَا يَهُودِيٌّ نَّ  
 کہنا کہ حضرت سلیمان کو ایسا ملک ملا کہ نہر بعد اونکے کسی کو وہ سزاوار نہوا قال  
 لَعَلِّي لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَحُجَّتُ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا اَنْتُمْ هَبْطُ  
 اِلَيْهِ مُلْكُكُمْ لَمْ يَحِطْ اِلَى الْاَرْضِ قَبْلَهُ وَهُوَ مِيكَائِيلُ فَقَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ  
 هَيْتُ مُلْكًا مَّعًا وَهَذِهِ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مَعَكَ وَتَسِيرُ مَعَكَ  
 حَبَابًا ذَهَبًا وَفِضَّةً وَلَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِمَّا ادْخَرَ لَكَ فِي الْاُخْرَى  
 حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ حضرت

پس وہ فرشتہ آیا کہ کہی قبل اوسکے زمین پر نہ آیا تھا اور وہ حضرت میکائیل  
تھے پس عرض کی اونیون نے کہ اسی محمد مصطفیٰ آپ کو اختیار ہے چاہیے  
بادشاہ باثروت بنکے بسر کیجئے اور یہ کعبیان سب خزانوں کی لیجئے اور  
آپکے لیے سب بہار سونے چاندی کے ہو جائیں اور ثواب اخروی میں  
بھی آپکے کمی نہوئے **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُتْلُكَلَةُ فَاسْأَلِيهِ أَنْ تَوَاضَعَ لِي** حضرت جبرئیل سے  
کہ جو دوست و خیر خواہ اوسکے منجملہ ملائکہ کے تھے مشورہ چاہا پس اونکی راہ  
نے اس پر قرار لیا کہ آپ تواضع و فروتنی میں بسر کریں **فَقَالَ بَلْ أَعِيشْ**  
**يَنْبِئًا أَكْلُ يَوْمًا وَلَا أَكْلُ يَوْمًا وَأَكْثُ يَوْمًا وَأَكْثُ يَوْمًا** اے نبی! پس  
حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ میں بندگی اور نبوت کے ساتھ بسر کروں گا  
ایک روز کھانا کھا کے شکر پروردگار کروں گا اور دوسرے دن فاقہ پر صبر  
کروں گا یہاں تک کہ ملاقات کروں اپنے بہائیوں سے لیئے اگلے نبیوں سے  
**فَزَادَهُ اللَّهُ تَعَالَى الْكُحْمَ وَآخِطَاهُ الشَّفَاعَةَ وَذَلِكَ أَعْظَمُ مِنْ**  
**مُلْكِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ كَلَامِي إِلَى الْآخِرِ هَا سَبْعِينَ مَرَّةً** پس خدا نے انہیں  
علاوہ اگلے درجات اخروی کے عوض کوثر اور مرتبہ شفاعت عطا کیا  
اور یہ ستر درجہ بہتر و برتر ہے ساری دنیا سے **وَوَعَدَ اللَّهُ الْمَقَامَ الْحَمِيدَ**  
**فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَقْعَدَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى الْعَرْشِ فَهَذَا أَفْضَلُ**  
**مِمَّا أُحْطِ سَلِيمَانُ** اور مقام محمود کا بھی خدا نے حضرت سے وعدہ کیا  
پس بھائے گا اونہیں روز قیامت عرش برین پر پس یقینی یہ بہتر ہے اس  
مرتبہ سے کہ جو سلیمان کو دنیا سے فانی میں حاصل ہوا **قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ**

فَإِنَّ هَذَا أَسْلَمَ قَدْ سُخِّرَتْ لَهُ الرِّيحُ فَسَارَتْ بِهِ فِي بِلَادِهِ خَدَّوْهَا  
شہر و سر و اجھا شہر کیودسی نے کہا کہ حضرت سلیمان کی فرمان برداری ہوئی  
کی گئیں کہ اونہیں لیے ہر تی تمین اونکے شہرون میں اور مینہ بہر کی راہ بر صبح  
کرتی تمین اور مینہ بہر کی راہ پر شام فقال له على لقد كان كذلك و محمد  
أعطى ما هو أفضل من هذا أنه أسره به من المسجد الحرام إلى المسجد  
الأكبر مسيرة شهرين و خرج به في ملكوت السموات مسيرة خمسين  
ألف عام في أقل من ثلث ليلة حتى انتهى إلى ساق العرش فنادى  
بالعلم فتدلى فدلى له من الجنة سرفق أخضر و غشيت الثور بصره  
فأمرى عظمى سرباً بفؤاده و كثر يرها بعينيه فكان كقالب فوسين  
بليتها و بليته و أدلے حضرت نے فرمایا کہ یہ تو صحیح ہے لیکن ہمارے حضرت  
کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک مہینے کی راہ  
ہے اور مسافت مملکت آسمانی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سب کو اس  
جناب نے بحکم الہی ایک ثلث شب سے کم میں طے کیا یہاں تک کہ ساق عرش  
تک پہنچے اور علم کے زور سے قرب و منزلت پروردگار حاصل کی اور  
رشتہ محبت میں اولیٰ آویزان ہوئے اور قریب بہشت حشر سرشت پہنچا  
اونہیں رفرف سبز رنگ نے اور نور خدا کی ترب نے اونکی آنکھیں بند کر دیں  
پس خدا کی بزرگی اونہوں نے چشم دل سے دیکھی ہر چند کہ چشم ظاہری سے  
نہیں دیکھی ب فاصلا انہے اور جلال ذوالجلال سے بقدر کمان تھا بلکہ اس سے  
ب کتر یگان تھا فآوحی الی عبدہ ما أوحی الیہ و حی کی خدا نے اپنے بند  
پر جو چاہی فکان فیما أوحی الیہ الآية التي فی سورة البقرة اور منجمل

اون راز و نیاز کی باتوں کے جواباً اب عرش ہوئیں یہ آیت سورہ بقرہ کی تھی  
 قَوْلُهُ تَعَالَى مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدُّوْا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ  
 أَوْ تُخَفُّوْهُ يَحْكُمُ بِهِ اللَّهُ فَغُفِرَ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ لَيْسَاءٌ وَيُعَذِّبُ مَنْ لَيْسَ لَهُ وَاللَّهُ  
 عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ خلاصہ قول خدا یہ ہے کہ خدا ہی کے لیے ہے جو کچھ کہہ سکا  
 اور زمینوں میں ہے ہر جذبہ مخفی اور پوشیدہ کرو دل کی بات کو لیکن ضرور  
 محاسبہ کرے گا تمہارا بسبب اوسکے خدا بسبب اوسکے پس جسے چاہے  
 تجھنے کا اور جسے چاہے گا عذاب نازل کرے گا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے  
 وَكَانَتْ الْآيَةُ قَدْ عُرِضَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ مِنْ لَدُنْ أَدَمَ إِلَى أَنْبَعَتْ اللَّهُ  
 مُحَمَّدًا وَعُرِضَتْ عَلَى الْأُمَمِ فَأَبَوْا أَنْ يُقْبَلُوْهُا مِنْ ثَقَلِيْهَا وَقَبِيْهَا رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعُرِضَتْ عَلَى أُمَّتِهِ فَقَبِلُوْهُا اور یہ آیہ عظیمہ  
 عہد حضرت آدم سے ہمارے حضرت تک سب نبیوں اور سب امتوں کے سامنے  
 پیش کیا گیا پس گراں باری آیت کے باعث سے کیسے اوسکے قبول کرنے پر  
 ہمت نہ باندھیں گے کہ اوسمینیت پر بھی جزا و سزا مرتب کی گئی تھی اور یہ نبی  
 رشتہ دار نہ تھے خیال میں ہی گناہ نہ آئے اور قبول کیا اوسے رسول خدا نے  
 اور اپنی امت کے سامنے بھی پیش کیا پس اون سبھوں نے قبول کر لیا اوسے  
 فَلَمَّا سَأَى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُمْ الْقَبُولَ عِلْمًا أَفْهَمُوا لَا يُطِيقُوْهُمَا  
 فَلَمَّا أَنْ سَادَ إِلَى سَاقِ الْعَرْشِ كَوَّرَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ لِيُفْقِمَهُ پس جب خدا نے  
 یہ حال دیکھا اور جانا کہ یہ لوگ طاقت اس بار اوٹھانے کی نہیں رکھتے تو کلمہ  
 فرمائی اوسے کلام کی جب حضرت ساق عرش تک پہنچے تاکہ مجبوری سمجھیں  
 وَهَ فَقَالَ أَمِنْ الرَّسُولِ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ پس فرمایا کہ آیا ایمان لایا

پیر اوس آبر کا کہ نازل کیا گیا اوسکی طرف اوسکے مربی کی جانب سے فَاجَابَ  
 حُجُبًا عَنْهُ وَعَنْ أُمَّتِهِ فَقَالَ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتُهُ وَلِقَابُهُ  
 وَمُسْلِمُهُ لَمْ يَفَرِّقْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ مُّسْلِمٍ پس حضرت نے اپنی طرف سے  
 اور اپنی امت کی جانب سے جواب میں عرض کیا کہ بار الہا میری کیا خصوصیت  
 بلکہ سب مومن ایمان لائے خدا اور اوسکے فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں  
 کا کہ ہمیں فرق کرتے ہم سب کسی پیر میں اوسکے فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَكُمْ  
 الْجَنَّةُ وَالْمَغْفِرَةُ إِنَّ فَعَلُوا ذَلِكَ پس خدا نے فرمایا کہ اوسکے لیے جنت  
 و بخشش ہے اگر ایسا کیا اونہوں نے فَقَالَ إِلَیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
 وَسَلَّمَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِمَا فُغِفَ اُنْكَ دَبْنَا وَ اَلِیَاکَ اَلْصَبْرُ یَعْنِیْ  
 الْمَرْجِعُ فِی الْاٰخِرَةِ پس نہاب رسالت مآب نے عرض کی کہ جب تو نے ایسا  
 کیا ہمارے ساتھ پس اب ہم طالب تیری بخشش کے ہیں اے مربی ہمارے  
 اور آخرت میں آخر کار تیری ہی طرف بازگشت ہے قَالَ فَاجَابَهُ اللہُ تَعَالٰی  
 قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ بِاَمْنٍ وَ اَمْنِکَ فرمایا کہ پس جواب دیا اونہیں خدا نے  
 کہ ایسا ہی کیا میں نے تمہارے حق میں اور تمہاری امت کے حق میں ثُمَّ قَالَ  
 عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا اِذَا اَقْبَلْتَ الْاَیْمَنَ بِتَشْدِیْدِہَا وَ عَظَمَ مَا فِیْہَا وَ قَدَّعَرْتَ خُصْمَہَا  
 عَلَی الْاُیْمَمِ فَاَبْوَا اَنْ یَّقْبَلُوْہَا وَ قَبَلَا اَمْنُکَ فَحَقَّ عَلَی اَنْ اَرْفَعُہَا عَنْ  
 اَمْنِکَ وَ قَالَ لَا یُکَلِّفُ اللہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ مِنْ خَیْرٍ  
 وَ عَلَیْہَا مَا کُتِبَتْ مِنْ شَرٍّ پھر فرمایا خدا نے کہ جب تم نے اس آبر کو انبار کو  
 قبول کر لیا اور تمہاری امت نے بھی حالانکہ اگلی سب امتیں قبول نہ کر سکیں  
 تو لازم ہے کہ میں ہی اس تکلیف کو اوٹھاؤں تمہاری امت سے اور

فرمایا کہ نہیں تکلیف دیتا خدا کسی کو مگر بقدر اوسکی طاقت اور لیاقت کے  
لہذا امداریت پر نہیں بلکہ خود عمل پر ہے پس مفید ہے اوسکے لیے جو نیک بات  
کرے اور مضر ہے جو بدی سرزد ہو فقال صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَلَتْ  
سَمِیعَ ذٰلِكَ اَمَّا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فِیْ رِیَاضِیْ فِرْدُیْ قَالَ سَلْ پس جب  
حضرت نے یہ سنا تو عرض کی کہ جب تو نے ایسا کیا پس مہربانی اپنی زیادہ  
کر خدا نے فرمایا کہ اسی حبیب ہمارے مانگ جو کچھ کہ مانگنا ہے قَالَ رَبِّیْ  
لَا تُؤْخِذْنَا اِنَّ لِّسِّنَا اَوْ اِخْطَا اَنَا جَنَابِ رَسَالَتِ مَا یَبْنٰی عَرْضِیْ کہ اے  
مرہبی ہمارے ہم سے مواخذہ نہ کرنا اگر ہم بھول جائیں اور خطا کریں قَالَ اللہُ  
عَزَّوَجَلَّ لَسْتُ اَوْ اِخْذُ مِنْكَ بِالسِّنِّ اَوْ اِخْطَا لَکُمُ اَمْنٌ عَلٰی فَرَمَا  
خدا نے کہ تمہاری بزرگی کی وجہ سے کہیں میں مواخذہ تمہاری امت کا خطا  
و نسیان پر نہ کروں گا وَ کَانَتِ الْاُمُّ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا الشُّوْا مَا ذُکِّرُوْا  
فُتِحَتْ عَلَیْہُمْ الْاَبْوَابُ الْعَذَابِ وَ قَدْ رَفَعَتْ ذٰلِكَ عَنْ اَمَّتِکَ حَالًا  
اگلی امتیں حب بہلا دیتی تھیں اپنے دلوں سے جس بات سے کہ وہ دُرُ اُی جانی  
تھیں تو اون پر عذاب کے دروازے کھول دیے جاتے تھے اور بے شبہ  
اور ٹھہرا لیا مینے یہ امر تمہاری امت سے وَ کَانَتِ الْاُمُّ الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا  
اِخْطَاوْا اَوْ اِخْذُوْا بِاِخْطَا وُھُو قَبُوْا عَلَیْہِ وَ قَدْ رَفَعَتْ ذٰلِكَ عَنْ  
اَمَّتِکَ لَکُمُ اَمْنٌ عَلٰی اور اگلے لوگ جب خطا کرتے تھے تو فوراً ماخوذ  
معتوب ہو جاتے تھے اور یہ امر اوٹھا لیا مینے تمہاری امت سے بسبب  
تمہاری بزرگی کے فَقَالَ اِذَا اَعْطِیْتُ ذٰلِكَ فِرْدُیْ فَقَالَ اللہُ اَسْأَلُ  
پیغمبر نے عرض کی کہ اور زیادہ مرتبہ دے فرمایا کہ درخواست کر قَالَ رَبِّیْ



وَلَا حَمْلَ عَلَيْنَا احْصَا حَمَلُنَا عَلَى الدِّينِ مِنْ قَبْلِنَا يَعْنِي بِالْاَمْرِ الشَّدِيدِ الَّذِي  
الَّتِي كَانَتْ عَلَى مِنْ قَبْلِنَا حضرت نے عرض کی اسے میرے ربی ہمیں ویسا بارگزار  
کہ جو اگلے لوگوں پر کیا فاجا بد اللہ الی ذلک فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُكَ قَدْ رَفَعْتَ  
عَنْ اُمَّتِكَ الْاَصْحَادَ الَّتِي كَانَتْ عَنِ الْاُمَمِ السَّالِفَةِ فَرَمَا یا کہ اگلی بار بھی  
تمہاری خاطر سے تمہاری امت سے اوٹھالیے گئے کُنْتُ لَا اَقْبِلُ صَلَواتِهِمْ  
الَّذِي فِي بَقَاعٍ مِنَ الْاَرْضِ مَعْلُومَةٍ اخْتَرْتُمْهَا لَكُمْ وَاِنْ بَعُدَتْ وَقَدْ  
جَعَلْتُ الْاَرْضَ كُلَّهَا لَكُمْ لَا مَنِيكَ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَذِنْ هِ مِنَ الْاَصْحَادِ  
الَّتِي كَانَتْ عَلَى الْاُمَمِ قَبْلَكَ فَرَفَعْتُمْ عَنْ اُمَّتِكَ اِيكس دستور میرا یہ تھا  
کہ اونکی نمازین نہ قبول کرتا تھا مگر مقرر می فرمایا کہ جو زمینیں اگرچہ دور و دراز ہوں  
اور تمہاری امت کے لیے سب زمین کو نماز کی جگہ اور نجاست کی پاک کرنیوالی  
قرار دیا پس یہ ایک دشواری کی بات تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھالیگی  
وَكَانَتْ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَهْمَأْبَهُمْ اَذَى قَرَضُوهُ مِنْ اجْسَادِهِمْ  
وَقَدْ جَعَلْتُ الْمَاءَ مِنْكَ طَهُورًا فَذِنْ هِ مِنَ الْاَصْحَادِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ  
فَرَفَعْتُمْ عَنْ اُمَّتِكَ اور اگلی امتوں کے بدنیں جہان نجاست لگاتی تھی تو اس  
مقراض سے کمر ڈالتے تھے اور تمہاری امت کے لیے پانی پاک کرنے والا قرار  
پایا پس یہ ایک دشواری تھی کہ تمہاری امت سے اوٹھالی گئی وَكَانَتْ الْاُمَمُ  
السَّالِفَةُ تَحْمِلُ قَرَابَتَهَا عَلَى اَعْنَاقِهَا اِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَمَنْ قَبِلْتُ  
ذَلِكَ مِنْهُ ارْسَلْتُ عَلَيْهِ نَادًا فَالْكَلْبُ فَوَجَّعَ مَسْمُومًا اَوْ مِنْ لَمَّا قَبِلُ  
ذَلِكَ مِنْهُ رَفَعْتُ عَنْهُ عُقُوبَاتِ الدُّنْيَا وَتَدْرَفَعْتُ ذَلِكَ عَنْ  
اُمَّتِكَ مِنَ الْاَصْحَادِ الَّتِي كَانَتْ عَلَى مَجَانِ قَبْلَكَ اگلے وقت

لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی قربانیاں اپنی گردنوں پر لا دے بیت المقدس  
 پہنچاتے تھے اور جسکی قربانی میں قبول کرتا تھا تو ایک آگ پیدا کرتا تھا کہ وہ آگ  
 جلا کے بسم کر دیتی تھی پھر وہ شخص خوشی خوشی اپنے گھر پہنچتا تھا اور جسکی قربانی  
 قبول نہ ہوتی تھی وہ افسردہ و پژمرده واپس جاتا تھا اور تمہاری امت کی قربانیاں  
 انہیں کے فقیر و غن اور مسکینوں کے شکم میں رہتی ہیں میرے حکم سے اور  
 جسکی قربانی قبول کرتا ہوں تو اسے دو چند و وہ چند ثواب دیتا ہوں اور  
 جسکی قربانی نہیں قبول کرتا اس سے بھی عقوبتیں دنیا کی دور کرتا ہوں  
 پس یہ بھی ایک دشواری تھی کہ تمہاری امت سے دور کی گئی و کانت  
 اَلَا مُمُ السَّالِفَةُ صَلَوَاتُهَا مَقْرُوضَةٌ عَلَيْهَا فِي ظُلْمِ اللَّيْلِ وَ انْصَافِ  
 النَّهَارِ وَ هِيَ مِنَ الشَّدَائِدِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَرَقَعْتُهَا عَنْ أَمْتِكَ  
 وَ فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتِهِمْ فِي اطْرَافِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ فِي أَوْقَاتِ  
 نِسَاكِهِمْ اور اگلی امتوں پر نماز واجب تھی شبوں کی تاریکیوں میں اور  
 شہیک دوپہر میں گرمی کی شدت میں اور یہ بھی منجملہ اون شدتوں کے تھا  
 کہ جنہیں وہ مبتلا تھے اور دور کیا مینے اسے تمہاری امت سے اور انہیں  
 نماز واجب کی سرے اور کنارے پر دنوں اور راتوں کے کہ جو وقت سرور  
 و نشاط ہے و کانت اَلَا مُمُ السَّالِفَةُ قَدْ فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ  
 صَلَاةً فِي خَمْسِينَ وَقْتًا وَ هِيَ مِنَ الْأَهْصَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ وَ فَرَعْتُهَا  
 عَنْ أَمْتِكَ وَ جَعَلْتُهَا خَمْسًا فِي خَمْسَةِ أَوْقَاتٍ وَ هِيَ إِحْدَاهُ وَ خَمْسُونَ  
 رَكْعَةً وَ جَعَلْتُ لَكُمْ أَجْرَ خَمْسِينَ صَلَاةٍ اور اگلے لوگوں پر چار نمازیں  
 چار وقتوں میں واجب تھیں پس دور کیا مینے اسے تمہاری امت سے

اور پانچ نمازیں کہ جو اکاون رکعتیں ہیں پانچ وقتوں میں واجب کین اور  
 ثواب وہی پچاس نمازون کا رہا وگانت الہم مَوَّ السَّالِفَةَ حَسَنَتُهُمْ  
 حَسَنَةٌ وَسَيِّئَتُهُمْ سَيِّئَةٌ وَهِيَ مِنَ الْإِصْدَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ  
 قَبْلَ فَعْفُهَا عَنْ أَمْتِكَ وَجَعَلَتْ أَحْسَنَ بَعْشَرَةِ السَّيِّئَةِ لَوْ أَحْدًا  
 اور اگلے لوگوں کی نیکی کے بدلے نیکی اور بدی کے بدلے بدی ملتی تھی اور  
 یہ بھی دشواری تھی کہ تمہاری امت سے دور ہوئی اور انکے لئے ایک نیکی  
 کے بدلے دس نیکیاں اور ایک بدی کے بدلے ایک ہی بدی قرار پائی و  
 كَانَتْ الِهُم مَوَّ السَّالِفَةَ إِذَا نَوَى أَحَدُهُمْ حَسَنَةً لَمْ يَلْمَعْ بِعَمَلِهَا لَمْ  
 تَلْتَبْ لَهُ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَإِنْ أَمْتِكَ إِذَا هُمْ أَحَدُهُمْ  
 حَسَنَةً وَكَمْ يَلْمَعْ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرَةٌ  
 وَهِيَ مِنَ الْإِصْدَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ قَبْلَ فَعْفُهَا عَنْ أَمْتِكَ اور اگلے  
 وقت کا کوئی آدمی جب نیکی کی نیت کرتا تھا اور اسی عمل میں نہ لاتا تھا تو  
 اس کے نامہ عمل میں کچھ نہ لکھا جاتا تھا اور اگر عمل میں لاتا تھا تو ایک ہی  
 لکھی جاتی تھی اور تمہاری امت کے لئے کہ فقط قصد نیکی سے نیکی ملتی ہے  
 اور نیکی پر تو دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہی اگلوں کے حق میں دشواری  
 تھا کہ جو تمہاری امت سے اوٹھا لیا گیا وگانت الہم مَوَّ السَّالِفَةَ إِذَا  
 أَحَدُهُمْ سَيِّئَةٌ لَمْ يَلْمَعْ بِعَمَلِهَا لَمْ تَلْتَبْ عَلَيْهِ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَلَيْهِ  
 سَيِّئَةٌ وَإِنْ أَمْتِكَ إِذَا هُمْ أَحَدُهُمْ سَيِّئَةٌ لَمْ يَلْمَعْ بِعَمَلِهَا كُتِبَتْ  
 لَهُ حَسَنَةٌ وَهَذِهِ مِنَ الْإِصْدَارِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ قَبْلَ فَعْفُهَا عَنْ  
 عَنْ أَمْتِكَ اور اگلے لوگ جب غم گناہ کرتے تھے اور گناہ نہ کرتے تھے

تو اونکے نامہ عمل میں کچھ نہ لکھا جاتا تھا اور جو گناہ کرتے تھے تو ایک ہی گناہ لکھا جاتا تھا اور تمہاری امت میں سے جو کوئی قصد گناہ کرتا ہے اور نہ عمل اور اپنے مافی الضمیر پر نہیں کرتا تو بھی اس کے لیے ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے اور یہ بھی اونہیں دشواریوں میں سے ہے کہ حسین اگلی امتین بتلا تھیں اور تمہاری امت کو اس سے نجات ملی وَكَانَتْ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ اِذَا اَذْنَبُوا لَكَ نَبِيًّا دُوْنَهُمْ عَلَى اَبْوَابِهِمْ وَجُعِلَتْ تَوْبَتُهُمْ مِنَ الذُّلُوْبِ اَنْ حُرِمَتْ عَلَيْهِمْ بَعْدَ التَّوْبَةِ اَحْسَابُ طَعَامِ الْيَوْمِ وَقَدْ سَرَعَتْ ذٰلِكَ عَنْ اَمْنِكَ وَجُعِلَتْ دُوْنَهُمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَجُعِلَتْ عَلَيْهِمْ سُنُوْرٌ كَثِيْفٌ وَقِيلَتْ تَوْبَتُهُمْ بِلاَ عُقُوْبَةٍ وَلَا اَعَاقِبُهُمْ بِاَنْ اَحْرَمَ عَلَيْهِمْ اَحَبَّ الطَّعَامِ الْيَوْمِ اور اگلے لوگ جب گناہ کرتے تھے تو اونکے گناہ اونکے دروازوں پر لکھ جاتے تھے اور توبہ یہ اونکے لیے قرار پاتی تھی کہ بعد توبہ غذا سے مرغوب تر اون پر حرام کر دی جاتی تھی اور یہ رحمت بھی تمہاری امت سے اوٹھا لی گئی بلکہ میں اونکے گناہوں کو فقط اپنے اور اونہیں کے درمیان میں رکھتا ہوں اور اون ہچشموں پر اونکے عیب ظاہر نہیں کرتا اور بڑے بڑے گہرے اور گارے پر دون میں عیب اونکے چھپا دیتا ہوں اور بلا عقوبت توبہ اونکی قبول کر لیتا ہوں اور نہ بہاوت کی چیزیں اون پر حرام کرتا ہوں وَكَانَتْ الْاُمَمُ السَّالِفَةُ يَتَوُوبُ اَحَدُهُمْ مِنَ الذَّنْبِ الْوَاحِدِ مِائَةَ سَنَةٍ اَوْ مِائَتَيْنِ سَنَةً اَوْ خَمْسِيْنَ سَنَةً ثُمَّ لَا اَقْبِلُ تَوْبَتَهُ دُوْنَ اَعَاقِبِهِ فِي الدُّنْيَا بِعُقُوْبَةٍ وَهِيَ مِنَ الْاَصَادِ النَّارِ كَانَتْ عَلَيْهِمْ مَرَقَتُهُمَا

عَنْ أَمْتِكَ وَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَمْتِكَ لَذَنْبٌ عَشْرِينَ سَنَةً أَوْ ثَلَاثِينَ سَنَةً  
 أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً أَوْ مِائَةً سَنَةً ثُمَّ يَكُتُوبُ وَيَنْدُبُ طَرَفَةَ عَيْنٍ فَأَغْفِرُ  
 ذَلِكَ كُلَّهُ أَوْ بَعْضُ شَيْءٍ أَكَلُونِ مِنْ سَعْيِهِ كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ  
 سَوْبَرِسَ يَأْسِي بَرَسَ يَأْسِي بَرَسَ يَأْسِي بَرَسَ يَأْسِي بَرَسَ يَأْسِي بَرَسَ يَأْسِي بَرَسَ  
 کہ وہ دنیا میں کسی بلا میں مبتلا ہو جائے اور یہ بھی رحمتوں سے تھا کہ جو تمہاری  
 امت سے ساقط ہوا اس لیے کہ تمہاری امت کا آدمی بیس یا تیس یا چالیس  
 یا سو برس تک گناہ کرتا ہے پھر ایک طرفۃ العین او سپر نامہ ہوا اور وہ سب  
 بخشید یا گیا فَقَالَ النَّبِيُّ الْبَرُّ إِذَا أُعْطِيََتْ ذَلِكْ كُلُّهُ فَرَزْدُ قَالَ سَلْ  
 لیس عرض کی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند اگر جب  
 تو نے یہ سب مرتبہ عطا کیے تو اب کچھ اور زیادہ فرما کہ ہو کہ مانگ کیس  
 مانگتا ہے قَالَ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ بِهِ عَرْضُ كِي كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ  
 نڈال مہر کہ جسکی میں طاقت و لیاقت نہ ہو قَالَ تَبَادَكَ اسْمُهُ قَدْ فَعَلْتُ  
 ذَلِكْ بِأَمْتِكَ وَقَدْ رَفَعْتُ عَنْهُمْ عَظِيمَ بَلَاءٍ أَلَا أَلُمُّمْ وَذَلِكَ  
 حُكْمِي فِي جَمِيعِ الْأُمَمِ لَا أَكَلِفُ خُلَفَاءُ فَوْقَ طَائِفَتِهِمْ فَرَمَا خُذْ اسْمُ كَرْتِ  
 ایسا ہی سلوک کیا میں نے تمہاری امت سے اور بڑی بڑی آفتیں اسے ڈال دی  
 حالانکہ یہ حکم میرا سب میں عام رہا کہ کسی مخلوق کو میں تکلیف اوس بات کی  
 ندون کہ جو اسکی طاقت سے باہر ہو قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْفَظْ  
 عَنَّا وَاحْفَظْ مِنَّا وَادْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا عَرْضُ كِي كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ  
 اور بخشش کر ہماری اور رحم کر ہم پر تو ہی مالک ہے ہمارا قَالَ وَاللَّهِ قَدْ  
 فَعَلْتُ ذَلِكْ بِتَائِيهِ أَمْتِكَ فَرَمَا خُذْ اسْمُ كَرْتِ تَعْنِي سَعْيِهِ  
 کیا میں نے تائوون سے

تمہاری امت کے تفرق قال فَاصْطَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ صبح کی گزرتی  
 کہ قوم کفار پر ہمارے قال اللَّهُ جَلَّ اسْمُهُ اَمْسَكَ فِي الْاَرْضِ كَالشَّامِ  
 الْبَيْضَاءِ فِي الثُّمَالِ سَوْدِ هُمْ اَلْقَادِرُونَ وَهُمْ الْقَاهِرُونَ  
 يَسْتَحْدِثُونَ وَلَا يَسْتَحْدِثُونَ لِكُلِّ امْتَنَانٍ عَلَى رَحْمَتِي عَلَى اَنْظِرْهُمْ  
 عَلَى الْاَذْيَانِ خَلَّ لَا يَبْقَى فِي شَرْقِ الْاَرْضِ وَهُمْ يَهْدُونَ الْاَذْيَانِ  
 اَوْثَقُوا وَنَ إِلَى اَهْلِ دِينِكَ الْخُرُوجَ فَرَمَا خُذْنَاهُ كَمَا تَمَّارِي اَمْتِ سَارِي رَمِينِ  
 مین اس طرح رہے کہ جیسے سیاہ بیل کے بدن میں سفید ٹکلی ہو ویسے وہی توفیق  
 و توانا و غالب ہیں کہ اوروں سے خدمت لینے اور خود اور کسی خدمتگار  
 کو نینگے بسبب تمہاری بزرگی کے اور لازم آ رہا ہے مجھے کہ تمہارے دین  
 سب دینوں پر غالب کروں یہاں تک شرق و مغرب تک سوائے تمہارے  
 دین کے اور کوئی دین نہ بچے یہاں تک کہ اہل کتاب بھی بحر جزیرہ دینے کو ناپائید  
 قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا اسْلِمٌ سَحَرَتْ لَهُ الشَّيَاطِينُ لِيَعْمُوكَ  
 لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَمَا تَشَاءُ اَوْسَ يَهُودِي نَ عَرْضَ كِي كَ حَضَرَتْ  
 سليمانُ نَ شَيْطَانُونَ كَوَيْهِ اِسْمُ خَرَّ كَرِيَا تَهَا كَجَوَابِ تَهْتَهْتَه وَهُ اَوْسَ  
 بنوا لیتے تھے بطور عبادت گا ہوں اور تصویروں وغیرہ کے قَالَ عَلَيْهِ  
 لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَلَقَدْ اَعْطَى مُحَمَّدٌ اَفْضَلُ مِنْ هَذَا اِنَّ الشَّيَاطِينَ  
 سَحَرَتْ لِسُلَيْمَانَ وَهِيَ مُقِيمَةٌ عَلَى كَفْرِهَا وَلَقَدْ سَحَرَتْ لِبَنُو مُحَمَّدٍ  
 الشَّيَاطِينُ بِالْاِيْمَانِ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ مِنَ الْجَنَّةِ السَّعَةِ مِنْ اَسْرَافِعِمَ  
 وَاحِدٌ مِنْ جِنِّ نَصِيبِينَ وَالْثَمَانُ مِنْ نَبِيِّ عَمْرِ بْنِ عَامِرٍ مِنْهُمْ شَهَادَةٌ  
 وَمَضَاهُ وَالْمَمْلُكَانِ وَالْمَرْزَبَانِ وَالْمَادَمَانِ وَهَاصِبٌ هَاصِبٌ

وَعَمْرُوهُمُ الَّذِينَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ اسْمُهُ فِيهِمْ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا  
 مِنَ الْبَنِي وَهُمْ السَّعَةُ يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِمُ الْحُجُجُ وَالْبَنِي  
 بَطْنُ الْخَلِّ فَأَعْتَدُوا أَبَا نَهْمٍ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنَّ كُنْ يَبْعَثُ اللَّهُ  
 أَحَدًا وَلَقَدْ أَقْبَلَ إِلَيْهِ أَحَدٌ وَسَبْعُونَ أَلْفًا مِنْهُمْ قَبَا يَعُولُ عَلَى  
 الصُّورِ وَالصَّلَوةِ وَالْحُجَّ وَالزُّكُوةِ وَالْجِهَادِ وَلَقَدْ أَمْسَلُوا  
 فَأَعْتَدُوا أَبَا نَهْمٍ قَالُوا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا وَهَذَا أَفْضَلُ مِمَّا أُعْطِيَ  
 سُلَيْمَنُ سُبْحَنَ مَنْ سَخَّرَ هَٰلِكُ الْبُيُوتِ مُحَمَّدٌ بَعْدَ أَنْ كَانَتْ تَتَمَرَّدُ وَتَزُجُّ  
 إِنَّ لِلَّهِ وَلَدًا فَلَقَدْ شَمِلَ مَبْعَثُهُ مِنَ الْحُجُجِ وَالْأَنْبِيَاءِ مَا لَا يُحْصَى وَمَا  
 جَنَابِ امْرِئِي كَيْسَ سَبَّحَ لِيكِن هَمَارَ حَضْرَتِ كُو اس سَے ہي زيادہ رتبہ ملا  
 اگرچہ شیاطین تابع حضرت سلیمانؑ ہوئے مگر وہ کفر پر باقی تھے اور اونکی  
 نبوت کا ایمان نہ لائے تھے اور ہمارے حضرت کے ایسے پیرو ہوئے  
 کہ اونکا ایمان ہی لائے چنانچہ نوشخص شرفای قوم جن میں سے خدمت  
 بابرکت حضرت میں حاضر ہوئے ایک قبیلہ نصیبین میں سے اور آٹھ قبیلہ  
 بنی عمر بن عامر میں سے جنہیں شعناۃ و مضناۃ ہلکان و مرزبان و مازیان  
 ہا صلب و ہا صلب ہی تھے اور وہی وہ لوگ ہیں کہ جنکے بارے میں خود خدا  
 فرماتا ہے اور جبکہ پیرائے تمہاری طرف کچھ لوگوں کو جنوں میں سے  
 یعنی نوشخصوں کو تاکہ بگوش ہوش سنیں قرآن مجید کو پس حضرت کی طرح  
 متوجہ ہوئے وہ جن اور حضرت درمیان نخلستان تشریف فرما تھے پس  
 عذر کیا اونہوں نے اسطرح کہ تمہاری طرح یعنی آدمیوں کی طرح اونیں  
 بھی دھوکے سے یہ گمان ہوا کہ خدا اب سیکونہ بھیجے گا عمدہ نبوت پر



اور متوجہ ہوئے حضرت کی طرف اکثر تہ ارجن پس بیعت کی روزہ و نماز و زکوٰۃ  
و حج و جہاد و نصیحت مومنین پر اور عذر کیا کہ یہودہ گوئی کی ہم نے جناب بار  
کے بارے میں اور یہ مرتبہ حضرت سلیمان کے مرتبہ سے افضل ہے کیا پاک ہے  
وہ خدا کہ جسے اونہیں حضرت کا پیر و کیا بعد سرکشی کے اور اس گمان فاسد  
کے کہ خدا کی بیٹیا ہے پس شامل ہو گئی نبوت ہمارے حضرت کی اتنے جن و  
انس پر کہ جنکا شمار نہایت دشوار ہے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا يَحْيَى  
بْنُ ذَكْرِيَّا يُقَالُ إِنَّهُ آوْتِي الْحِكْمَ صَبِيًّا وَالْحِلْمَ وَالْفَهْمَ وَإِنَّهُ كَانَ يَكْبُرُ  
مِنْ غَيْرِ ذَنْبٍ وَكَانَ يُوَاصِلُ الصَّوْمَ يَهُودِيٌّ نَعْنَعْنِي فِي عَرْضِ كِي كَهْتِي هِن  
حضرت یحییٰ کو صغیر سن میں علم و حکمت و حلم و فہم عطا ہوا اور بغیر ہمد و درصیت  
خوف خدا سے وہ لرزے تھے اور روزے میں روز و شب ملا دیتے تھے  
قَالَ لَهُ عَلَىٰ لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَحُمِّلَ أَعْطَىٰ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا  
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا اَنَّا كُنَّا بَنِي حُكْمٍ  
كَانَ فِي عَصْرِ كَاهِنَانِ فِيهِ وَلَا جَاهِلِيَّةَ وَحُمِّلَ أَوْ تِي الْحِلْمَ وَالْفَهْمَ  
صَبِيًّا بَيْنَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَحَرْبِ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَرْغَبْ لَهُمْ فِي  
صَلَمٍ قَطُّ وَلَمْ يَنْشِطْ لِهَعْيَادِهِمْ وَلَمْ يَزِدْ مِنْهُ كَذِبٌ قَطُّ وَكَانَ  
آمِينَ صَدُوقًا حَلِيمًا يُوَاصِلُ صَوْمَ الْاَسْبُوعِ وَاقْلَ وَكَثْرَ يُقَالُ  
لَهُ فِي ذَلِكَ فَيَقُولُ اِنِّي لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّي اَظِلُّ عِنْدَ رَبِّي فَيُطْعِمُنِي  
وَيَسْقِينِي وَكَانَ يَكْبُرُ حَتَّىٰ يَبْتَلُ مُصَلَّاهُ خَشْيَةً مِنَ اللّٰهِ عَمَّا وَجَلَّ  
مِنْ عِيٍّ جَرْمٍ حضرت یحییٰ اوس زمانے میں تھے کہ جسمیں بت اور جاہلیت  
و کفر کا نام کو بھی نشان نہ تھا اور ہمارے حضرت کو حکمت و علم و فہم صغیر سن میں



ماصل ہوا اور میان بت پرستوں کے اور شیطان فی لشکر میں لیکن کہیں اون  
حضرت نے باوجود این ہمہ اونکے بتوں کی طرف رغبت نہیں کی اور عید  
میں خوشی نہیں کی اور کبھی جھوٹ نہیں بولے اور جسے امانت دار اور را  
اور برو پار تھے اور ایک ہفتہ تک متصل روزہ رکھتے تھے یعنی شب و روز  
اور کبھی ہفتے سے کم یا زیادہ ہی ہو جاتا تھا پس لوگوں نے تعرض کیا تو حضرت  
نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بلکہ جب میں اپنے خدا کے پاس  
جاؤں گا تو وہ مجھے سیر و سیراب کرے گا اور خوف خدا سے اتنا روئے  
تھے کہ مصلے اور جانماز آنسوؤں سے شرابور ہو جاتے تھے حالانکہ حضرت  
بے گناہ اور معصوم تھے قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ هَذَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ  
يَزْعُمُونَ أَنَّهُ تَكَلَّمَ فِي الْمَقَدِّ صَبِيئًا يَهُودِيٌّ نَعَرَضَ لِي كَبَعْضِ لَوْك  
گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے کمال صغیر میں نیگولی اور پائے پر  
پڑے پڑے باتیں کیں قَالَ لَهُ عَلِيُّ لَقَدْ كَانَ كَذَّابًا وَهَجَلًا أَهْطَ مَا  
هُوَ أَفْضَلُ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت کو اس سے بھی زیادہ مرتبہ بلا  
سَقَطَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَاضْعَايَا هِ الْيُسْرَى حَلَّى لَا رَضٍ دَا فَعَايَا  
الْيَمْنِ إِلَى السَّمَاءِ حَجْرًا شَفْتِيهِ بِاللَّوْجِ جِدَّ جِبْ شَكْمِ كَرَامِي مَادِرْ سَعْدِ لَوَا  
باسعادت ہوئی تو بابا یان ہاتھ زمین پر رکے تھے اور داہنا ہاتھ آسمان  
کی طرف اوٹھائے تھے اور ذکر توحید خدا سے لہماے مبارک حرکت  
کر رہے تھے وَبَدَأَ مِنْ فِيهِ نُوْرٌ رَأَى أَهْلَ مَلَكَةٍ مِنْهُ فَصُوْرُ بَصِيْرَةٍ  
مِنَ الشَّامِ وَمَا يَلِيْهَا اور اس جگہ دمک سے ایک نور دہن مبارک سے  
ظاہر ہوا کہ اہل مکہ نے اوسکی روشنی سے گہر بھرے و شام و غیزہ کے

ویکہ یحییٰ وَالْقَصُورُ الْحَرَمُ مِنْ اَرْضِ الیمینِ وَمَا بَیْنَهَا اَوْ سَخِ سَخِ سَخِ  
 صغارین وغیرہ کے وَالْقَصُورُ الْبَیضُ مِنْ اَرْضِ اِصْطَحْرَ وَمَا بَیْنَهَا  
 اوسفید سفید گہر مرزین اصطر وغیرہ کے وَلَقَدْ ضَاعَتْ الدُّنْیَا لَکِلَآۃٍ  
 وَلَکَ الدُّنْیَا حَتّٰی فِزَعَتْ الْجُبْنَ وَالْاَنْسُ وَالشَّیَاطِیْنُ وَقَالُوْا اِنَّا  
 حَدَثْنَا فِی الْاَرْضِ حَدَثًا اَوْ رَبُّنَا وَلَدَتْ بِاَسْعَادٍ حَضْرَتِ کے  
 تمام دنیا ایسی روشن ہو گئی کہ جس سے نام جن و انس و شیاطین و جن  
 اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی بہت بڑا حادثہ  
 واقع ہوا ہے وَلَقَدْ سَآى الْمَلَآئِکَةُ لَیْلَۃً وَلَکَ تَقْصِدُ وَتَنْزِلُ وَتَنْزِلُ  
 وَتُقَدِّسُ وَتَضْطَرِبُ التَّجْوُرُ وَتَسْقِطُ مِلَآرَۃً اور اوس  
 رات دکھائی پڑے فرشتے آسمان پر چڑھتے اترتے اور تسبیح و تقدیس میں  
 مصروف و مشغول اور ستاروں پر عجب اضطراب تھا اور تارے ٹوٹتے  
 تھے کثرت سے عجب ظلم نظر آتا تھا یہ سب آثار ولادت با سعادت وَلَقَدْ  
 هَمَّ اِبْلِیْسُ بِالظُّغَنِ فِی السَّمَآءِ لَمَّا سَآى مِنَ الْاَعَاجِبِ فِی تِلْکَ الْلَیْلَۃِ  
 وَکَانَ لَهُ مَقْعَدٌ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَۃِ وَالشَّیَاطِیْنُ یَسْتَرْقُونَ  
 السَّمْعَ فَلَمَّا رَاَ الْعَجَآیِبَ اَرَادُوْا اَنْ یَسْتَرْقُوْا السَّمْعَ وَاِذَا هُمْ قَدْ  
 حَبَبُوْا مِنَ السَّمَوَاتِ کُلِّهَا وَرَمَوْا بِالشَّهْبِ دَلَآلَۃً لِّسُبُوْتِهِ اور غم  
 بالجزم آسمان کیا ابلیس پر تبلیس نے جبکہ یہ عجیب و غریب باتیں دیکھی اور  
 قبل اسکے اسکی نشستگاہ چٹے آسمان پر مقرر تھی اور شیاطین برابر جا  
 اخبار غیب بگوش دل سنا کرتے تھے پس ان عجیب حالات کے دریافت  
 کرنے کو ہی آسمان پر گئے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ سب آسمانوں سے

اوں کی ممانعت ہو گئی اور برابر شہاب ثاقب اور تیرا کشین اور ہر مہر نے لگے تاکہ  
 دلیل نبوت ہوں قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عِيسَى يُرْعَمُونَ أَفْتًا  
 قَدْ أَبْرَأَ الْاَلَمَةَ وَالْاَبْرَصَ بِإِذْنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَهُودِي نے کہا کہ گمان کہ  
 ہیں کہ حضرت عیسیٰ شفا دیتے تھے کور مادر زاد اور کوڑھی کو اذن خدا سے  
 فَقَالَ لَهُ عِيسَى لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَ مُحَمَّدٌ اَعْطِيَ مَا هُوَ اَفْضَلُ إِنَّهُ اَبْرَأُ اَذَا  
 الْعَاهَةِ مِنْ عَمَاسَةٍ فَبَيَّنَا هُوَ جَالِسٌ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اصْحَابِهِ فَقَالَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ صَارَ مِنَ الْبَلَاءِ كَيْفِيَّةِ الْفُجْحِ لَا رَيْثَ عَلَيْهِ  
 فَأَتَاكَ فَإِذَا هُوَ كَيْفِيَّةِ الْفُجْحِ مِنْ شِدَّةِ الْبَلَاءِ فَقَالَ لَهُ قَدْ كُنْتُ نَدَى  
 فِي صِحَّتِكَ دُعَاءَ قَالَ لَعَمْرُكَ كُنْتُ أَقُولُ يَا رَبِّ أَيَّمَا عَقُوبَتِ أَنْتَ مُعَاقِبَةٌ  
 جَعَلَنِي الْآخِرَةَ فَجَعَلَنِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ اقْلَتَ اللَّهُمَّ  
 إِنِّي فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقَدْ عَذَابَ النَّارِ فَقَالَ  
 فَكَأَيَّمَا نَشِطٍ مِنْ عِقَالٍ وَقَامَ صِحْحًا وَخَرَجَ مَعَنَا حضرت نے فرمایا کہ ہمارے  
 حضرت کو اس سے بھی زیادہ رتبہ ملا کہ انہوں نے بڑے بڑے آفت رسیدہ  
 بیماروں کو اوں کی بیماری سے نجات دی اتفاقاً ایک روز حضرت تشریف  
 فرماتھے کہ ناگاہ حضرت نے ایک شخص کا حال پوچھا اپنے اصحاب میں سے  
 پس لوگوں نے کہا کہ شدت مرض سے وہ فقط ایک مضعہ گوشت رہ گیا ہے  
 جیسا کہ جنگل بے پرو بال ہوتا ہے وقت ولادت پس حضرت عیادت کو  
 تشریف لیگئے اور ویسا ہی اسے پایا جیسا سنا تھا پس حضرت نے دریافت  
 فرمایا کہ تو حال صحت میں کیا دعامانگتا تھا اس نے کہا کہ میں یہ دعامانگتا  
 تھا کہ خداوند احسن عقوبت و بلا میں تو مجھے مبتلا کرنے والا ہو آخرت میں

اوسے دنیا میں مجسیر نازل کر اور مواخذہ آخرت پر اوٹھانے رک پس حضرت نے فرمایا کہ تو نے یہ وعایوں نہ کی کہ خداوند اہل دنیا و عقیقہ و رونوں میں نیکی عطا کر اور عذاب جہنم سے ہمیں بچا پس اوسنے اس طرح پر جو ہما کی تو اس طرح وہ اوس مرض سے نکل گیا کہ جیسے نیچلی سے ساتھ یا ساہن سے سے ہمارا اور ہمارے ساتھ ساتھ چل کھڑا ہوا وَلَقَدْ آتَاهُ دَجَلٌ مِّنْ جَبَلَتِهِ ابْذَمُ يَتَقَطَّعُ مِنَ الْجُذَامِ فَشَكَى النَّبِيُّ فَأَخَذَ قَدْ حَامِقًا مَّاءً ثَقِيلَ فِيهِ فَقَالَ امْسُكْ بِهِ جَسَدَكَ فَفَعَلَ فَبَوَّأَ حَتَّى لَمْ يُوجَدْ فِيهِ شَيْءٌ أَوْ خَبَتْ بَابُ حَضْرَتِ مِینِ آیا ایک شخص قوم جنید سے کہ مجبوزم تھا اور شدت عذاب سے قریب تھا کہ اعضا اڑ سکے مگر کڑے ہو جائیں پس شکایت مرض کی اوسنے حضرت سے پس حضرت نے ایک قدر پانی کا لیکے اوسمین لعاب دہن مبارک ڈالا اور حکم کیا کہ وہ اوسے اپنے بدن میں ملے پس اوسنے ایسا ہی کیا پس فوراً ایسا بری ہو گیا کہ گویا کبھی بیمار ہی تھا وَلَقَدْ آتَى الْعَرَبُ عِنْدَهُ بِأَبْرَصٍ فَتَقَلَّ فِيهِ فَمَا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ إِلَّا صَحِيحًا اور عرب لوگ بطور تھان ایک مبروص کو حضرت کی خدمت میں لائے اور لعاب دہن مبارک حضرت نے اوسپر ڈالا پس وہ خدمت اقدس سے نہ اوٹھا مگر یہ کہ بالکل صحیح و سالم ہو گیا تھا وَلَئِنْ دُعِیْمًا أَنَّ عِيسَى ابْنُ آدَمَ ذَوِی الْعَاهَاتِ مِنْ عَاهَاتِهِمْ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ابْنَنَا هُوَ فِي بَعْضِ غُرَوَاتِهِ فَإِذَا هُوَ بِمَرَأَةٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَةَ قَدْ أَشْرَفَ عَلَى الْمَوْتِ وَكُلَّمَا أَتَيْتُهُ بِطَعْمٍ وَفَعَلَ عَلَيَّ التَّشَاوُتُ فَقَامَ النَّبِيُّ وَقُمْنَا مَعَهُ فَلَمَّا أَنَّ ابْنَةَ قَالَ اللَّهُ جَانِبُ يَاعَدُوْا لِلَّهِ وَلِيَّ اللَّهِ فَإِنَّا رَسُولُ اللَّهِ فَجَاءَتْهُ الشَّيْطَانُ

فَقَامَ صَبِيحًا وَهُوَ مَقَامِي عَسْكَرًا اور اگر یہ کمان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ  
 صاحبانِ امراض و مملکہ کو شفا دیتے تھے تو ہمارے حضرت بھی ایک لڑائی میں  
 تھے کہ آگاہ ایک عورت نے آگے استغاثہ کیا کہ یا حضرت میرا لڑکا جان باب  
 قریب برگ ہے جب میں اس کے ساتھ کمانا لیجاتی ہوں تو اسے قریب  
 طاری ہوتا ہے اور تسلی کے مارے کمانا نہیں کما سکتا پس حضرت او کو کمر  
 ہوئے اور ہم بھی ہمراہ رکابِ ظفر انتساب جناب رسالت مآبِ اوسکی عیادت کے  
 گئے پس جب اس کے پاس پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ اے دشمن خدا و رسول  
 خدا کے پاس سے بھاگ جائیے کہ میں رسول خدا ہوں پس شیطان ہٹ گیا  
 اور وہ صحیح و سالم رہا اور وہ اس وقت بھی ہمارے ساتھ لشکر میں  
 موجود ہے وَآمِنَ زَيْحَمَآكَ عَيْسَىٰ ابْنُ الْمَرْيَمَ فَإِنَّ فَحْمًا قَدْ فَعَلَ  
 مَا هُوَ الْكَرِيمُ ذَلِكُمَا أَنْ قَتَلْتُمَا بَنِي رَبِّعٍ كَانَ رَجُلًا صَبِيحًا فَلَمَّا انْ  
 كَانَ يَوْمَ أَحَدٍ أَحْبَبْتُمَا مَلَكَةً فِي عَيْنِهِمْ فَتَبَدَّلَتْ حَدِثُكُمْ فَأَخَذَكُمْ  
 بَيْدَهُ لَمَّا آتَىٰ بِهَا إِلَهُكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْرًا اتَىٰ الْآنَ تَبْغِضُنِي  
 فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَهَا مَكَانَهَا فَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ  
 إِلَهُهُ بِفَضْلِ حَسَنَتِهَا وَفَضْلِ خَيْرِهَا عَلَى الْعَيْنِ الْأَخْضَىٰ اور اگر کمان کیا  
 ہے کہ حضرت عیسیٰ نے نابیناؤں کو شفا دی تو ہمارے حضرت نے اس سے  
 ہی بڑھ کے معجزہ کیا قتادہ نہایت حسین و جمیل تھا حسب اتفاق جنگِ احد میں  
 نیزہ سے ایک ایسی تکان اوسکی آنکھ میں لگی کہ ڈھیلا باہر نکل پڑا پس وہ حرقہ  
 ہاتھ پر رکھے حضرت کے پاس آیا کہ اب میری زوجہ نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر  
 ہوئی جبہ سے کہ یہ آنکھ تو نے کمان گنوائی پس یہ سنکے حضرت نے اوسے دست

مبارک مین اوٹھا لیا اور حلقہ چشم مین رکھ دیا اور وہ ایسی صحیح ہو گئی کہ ممکن نہ تھا کہ دوسری آنکھ سے فرق پائی اگر حسن و نور کی اوسین زیادتی نمود باقی خلاصہ یہ کہ اگر فرق تھا تو یہی تھا کہ یہ آنکھ اصل آنکھ سے بڑھ گئی تھی وَلَقَدْ أَصَابَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ يَوْمَ كَعَبِ بْنِ الْأَشْرَفِ مِثْلَ ذَلِكَ فِي عَيْنِهِ وَبَدَأَ فَمَسَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ فَلَمْ تَسْتَيْسِنَا اور محمد بن مسلمہ کی آنکھ اور ہاتھ مین یہی ایسا صدمہ پونجا جب کہ کعب بن اشرف مین پس مس کیا اور زمین رسول خدا نے پس ایسی صحت پائی کہ اصل سے کچھ فرق باقی نہ رہا وَلَقَدْ أَصَابَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَيْسٍ مِثْلَ ذَلِكَ فِي عَيْنِهِ فَمَسَحَهَا فَمَا عَرَفَتْ مِنَ الْأُخْرَى فَقَدْ كَلِمًا ذَكَرَ النَّبِيُّ اور عبد اللہ بن انیس کی آنکھ پر بھی ایسا ہی صدمہ گرا پس دست مبارک سے حضرت نے اسے مس کیا پس وہ ایسی صحیح ہو گئی کہ دوسری آنکھ سے پہچان نہ پڑتی تھی قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عَيْسَى يُرْعَمُونَ أَتَاهُ أَجِيرُ الْمَوْتِ بِأَذْنِ اللَّهِ يَهُودِيٌّ لَمْ يَكُنْ لَوْ كَمَا كَرِهْتُمْ هُنَّ كَرِهْتُمْ عَيْسَى فِي مَرَدِّ زَنْدِهِ كَيْسَ حُذْرًا سَمِعَ قَالَ لَهُ عَيْسَى لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَمُحَمَّدٌ سَجَّتَ فِي بَيْدِهِ لَسَعَ حَصِيَّاتٍ تَسْمَعُ تَعْمَارَهَا فِي جُمُودِهَا وَلَا رُوحَ فِيهَا لَتَا مَرَّ حُجِّيَّةَ نُبُوَّتِهِ وَلَقَدْ كَلَّمَ الْمَوَلَّى مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمْ وَاسْتَعَاثُوهُ فَمَا خَافُوا مَنْ يَنْبَغُهُمْ وَلَقَدْ كَلَّمَ الْمَوْصِلَ نَائِحًا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا هَلِيفًا مِنْ بَنِي النَّجَّارِ وَصَاحِبِهِمْ مُحْتَبَسٌ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ لَيْفًا لَنْ الْيَهُودِيُّ وَكَانَ شَهِيدًا وَإِنْ زَعَمْتَ أَنَّ عَيْسَى كَلَّمَ الْمَوْتَى فَلَقَدْ كَانَ مُحَمَّدٌ مَّا هُوَ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا أَنْ نَزَلَ بِالطَّائِفِ وَحَاضِرَ أَهْلِهَا بَغْتَةً إِلَيْهِمْ شَاهِدٌ مَسْلُوحٌ مَطْلَبٌ لِسَوْفَ فَتَقَى الدِّمَاءَ مِنْهَا فَقَالَتْ

يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَكُنْ لِي زَائِيًا مَسْمُومَةً فَلَوْ كَلِمَتُهُ الْبَيْعَةُ مَرَّحِي حَيْثُ  
كَانَتْ مِنْ أَهْلِ عِلْمِهِ اللَّهُ عَزَّ وَكَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِنَبِيِّهِ فَيَكْفُ  
وَقَدْ كَلِمَتُهُ الْبَيْعَةُ مِنْ بَعْدِ ذِيهِ وَسَيِّئُ وَشَيْءٌ وَلَقَدْ كَانَ يَدْعُو  
بِالشَّجَرَةِ قَوْلًا يُؤْتِيهِ الْبَيْعَةُ وَكَلِمَتُهُ السَّبَاعُ وَتَشْهَدُ لَهُ  
بِالنَّبُوَّةِ وَتَقُولُ وَتَقُولُ يَا كَبْرُومَتَا أَهْطَرِ عَيْنُهُ حَضْرَتِ  
فرمایا کہ یہ سب باتیں ہمارے حضرت کے دست مبارک میں ہونے پر  
نے تسبیح پڑھا اور جو باتیں میں ہونے کی اونکی آواز لوگوں نے سنی  
محض اس لیے کہ یہ دست تمام و کامل ہو جائے نبوت اونکی اور بے شبہ  
کلام کیا اور اس نے بعد اپنی موت و فوت کے اور استغاثہ کیا  
حضرت سے اوس پاداش کا کہ جس سے طہرے بوجہ اپنے گناہوں کے اور  
کلام کیا اور اس نے موصیٰ نے مع اپنے رفیقوں کے ایک روز پس کہا کہ نبی نبی  
میں سے یہاں کوئی نہیں اور مالک اونکا محبوب ہے درجبت پر تین درجوں  
کے بدولت کہ جو انسان سودی کا اوپر تشریف ہے اور یہ شخص شہید تھا  
اور اگر تجھے یہ گناہ ہے کہ حضرت عیسیٰ سے مردوں نے کلام کیا تو ہمارے  
حضرت کا اسانحہ اس سے ہی بڑھ کے ہے جب وہ جناب طائف میں فروکش  
ہوئے اور گھیر لیا اہل طائف کو تو بطور ہدیہ حضرت کی خدمت میں پیش کی گئی  
ایک بکری کہ جسکی کمال جد اگر لی گئی تھی اور زہر سے لیب چڑھایا تھا او سپر پس  
اوسکے دست نے کلام کیا کہ اے رسول خدا مجھے تنادل نہ فرمائیے گا کہ میں نہ  
آؤد ہوں پس فقط بیہمہ کا حضرت سے تو ہم کلام ہوتا تو کافی اور وافی تھا نبوت  
نبوت کے لئے چہ جائے کہ بعد ذیج و طبع ہم کلام ہوتا اوسکا آؤرا کثر وہ جناب



درخت کو پکارتے تھے پس وہ اونہیں جواب دیتا تھا اور چرندہ اور درندہ  
 ہم کلام ہوتے تھے اور نبوت کی گواہی دیتے تھے اور سرکشوں کو اون کی آواز  
 سے ڈراتے تھے پس یہ بزرگ تر ہے معجزہ حضرت عیسیٰ سے قال لہ  
 اَلِیْقُوْذِیْمِ اِنَّ عِیْسٰی بَرَحْمُوْن اِنَّہٗ اَنْبَا قَوْمِہٖ مَّایَا کُلُوْنَ وَمَا  
 اَنْبَا حِوْنِیْ یُّیُوْذِیْمِ ہر وہی نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ  
 اپنی قوم کو تار پتے سے جو بہرہ وہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں خضر  
 کرتے تھے قال لَہٗ شَیْءٌ لَقَدْ کَانَ کَذٰلِکَ وَفَعَلْتُ مَا هُوَ اَكْبَرُ  
 مِنْہٗ اِنَّ عِیْسٰی اَنْبَا قَوْمِہٖ مَّاکَانَ وَسَرَّاءَ حَاطِطٍ وَفَعَلْتُ اَنْبَا  
 عَنْ مَوْتِہٖ وَهُوَ عَنَّا غَایِبٌ وَوَصَفَ حَرَجُہُمْ وَمَنْ اَسْتَشْفَدَ مِنْہُمْ  
 وَبَیْنَہٗ وَیَنْفَعُ مَسِیْرَۃً شَیْءٌ وَکَانَ یَا تِیْہِ الرَّجُلُ یُرِیْدُ اَنْ یَسْأَلَہٗ  
 عَنْ شَیْءٍ فِیْقُوْلُ لَوْ قُوْلُ اَوْ اَقُوْلُ فِیْقُوْلُ بَلْ قُلْ فِیْقُوْلُ حِجَّتِیْ فِیْ کَذَا  
 کَذَا اَحْلٰ یَفْیَحُ مِنْ حَاجِۃِ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اس سے  
 بھی بڑھ کے کام کیا کہ حضرت عیسیٰ تو فقط پس دیوار کی خبر دیتے تھے اور  
 پھر حضرت نے جنگ موتہ میں بہر کی راہ سے اور لڑائی کا حال اور میدان  
 کی کیفیت مفصل بیان کر دی اور اکثر لوگ حضرت کے پاس حاجت لاتے  
 تھے پس حضرت فرماتے تھے کہ تم کو گے یا میں کہوں پس وہ کہتے تھے  
 کہ آپ کہیں پس حضرت کہتے تھے کہ تم یہ یہ کہنے آئے ہو اور سب مطلب  
 اون کا کہہ دیتے تھے وَلَقَدْ کَانَ یَحْجِیْہِ اَہْلٌ مَّکَّتَہٗ بِاَسْرَادِہُمْ مَّکَّةَ شَیْءًا  
 لَا یُتْرَکُ مِنْ اَسْرَادِہُمْ شَیْءًا اور کوئی راز اہل مکہ کا بچے نہاتا تھا  
 کہ وہ جناب اوس کی خبر دیتے ہوں مِنْہَا مَا کَانَ بَیْنَ صَفْوَانَ بَنِ اُمَیَیَہ



وَبَيْنَ عُمَيْرِ بْنِ وَهَبٍ إِذْ أَتَاهُ عُمَيْرٌ فَقَالَ حَيْثُ فِي فَكَأَيْدِي  
 فَقَالَ لَهُ كَذِبٌ بَلْ قُلْتُ بِصَفْوَانَ وَقَدْ اجْتَمَعْتُمْ فِي الْحَطَلِ  
 وَذَكَرْتُمْ قَتْلِي بِدَرٍّ وَقُلْتُمْ وَاللَّهِ لَيْسَ بِي خَيْرٌ لَنَا مِنَ الْبَغْسَاءِ  
 مَعَ مَا صَبَحَ مُحَمَّدٌ بَيْنَا وَهَلْ حَيَوَةٌ بَعْدَ أَهْلِ الْقَلْبِ فَقُلْتُ أَنْتَ  
 لَوْ لَا عِيَالِي وَدَيْنُ عَلِيٍّ لَا دُحْنِكَ مِنْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ صَفْوَانُ عَلَيَّ  
 أَنْ أَقْضِيَ دَيْنَكَ وَأَنْ أَجْعَلَ بَنَاتِكَ مَعَ بَنَاتِي يُصَيِّدُهُنَّ مَا  
 يُصَيِّدُهُنَّ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ فَقُلْتُ أَنْتَ فَالْتَمِعَا عَلِيٍّ وَجَبَّزْنِي  
 حَتَّى إِذْ هَبَّ فَأَقْبَلْتُ فَجِئْتُ عِنْدِي لَتَقْتُلَنِي فَقَالَ صَدَّقْتَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ  
 وَاسْتَبَاكَ هَذَا أَطْعَامًا لِي بِحُضْرِكَ كَثُورَةً أَرَانِيهِ وَهَـ سَاخِمْ تَهَاكَ وَرَمِيَانِ صَفْوَانُ  
 بنی امیہ اور عمیر بن وہب کے واقع ہوا جبکہ عمیر حاضر خدمت فیضد رحبت  
 جناب رسالت مآب ہوا اور عرض کی کہ میں اپنے فرزند کی رہائی کے لیے  
 آیا ہوں حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتا ہے تو بلکہ تو نے صفوان سے  
 کہا کہ جب تم سب جلیم میں جمع ہوئے تھے اور یاد کیا تم نے بدر کے مقتولوں  
 کو اور کہا تم نے کہ مجز ا موت بہتر ہے اس زلیست سے حالانکہ پیغمبر نے  
 ایسے سلوک کیے جسے اور اب کیا لطف زلیست ہے بعد اہل چاہ بدر  
 پس تو نے کہا کہ اگر مجھے اپنے عیال و قرض کی فکر نہ ہوتی تو میں پیغمبر کو شہید  
 کرتا پس صفوان نے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیری بیٹیاں میرے  
 بیٹوں کے ساتھ ہر حال میں شریک ہیں پس نے کہا کہ خبردار اس راز  
 کو فاش نہ کرنا اور زور راہ مجھے دے تاکہ میں جا کے انہیں شہید کروں

پس تو میرے قتل کے ارادے سے آیا ہے یہہ شکے او سے عرض کی کہ  
صحیح فرمایا اپنے یا رسول اللہ میں گو اہی دیتا ہوں و حدانیت خدا کی اور  
آپ کی نبوت کی اور نظیرین اسکی بشمار ہیں قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنَّ عِيسَى  
يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَلَقَ مِنَ الطِّينِ كُنْيَاةَ الطَّيْرِ فَيَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ  
طَيْرًا يَا ذَنبِ اللَّهِ خَرَوْا بِحُجَّتِهِ يَهُودِي سَلِّمْ كَمَا کہ لوگوں کو گمان ہے کہ  
حضرت عیسیٰ مٹی کا کھانا پرند جانور کی صورت بنا لیتے تھے اور روح  
ہو نکلتی تھی اوس میں پس وہ واقعی پرند ہو جاتا تھا حکم خدا سے تھا  
لَهُ عَلَى لَقَدْ كَانَ لَكَ الْكَرَامَ وَقَدْ خَلَقْنَا مَا هُوَ شَيْءٌ بِمَا رَأَى  
أَخَذَ يَوْمَ حُنَيْنٍ حَجْرًا فَسَمِعْنَا لَاحِجًا تَسْبِيحًا وَتَقْدِيسًا ثُمَّ قَالَ لِلْحِجْرِ  
انْفَلِقْ فَاَنْفَلَقَ ثَلَاثَ ثَلَاثٍ ثُمَّ لِكُلِّ فَلَقَةٍ مِنْهَا تَسْبِيحًا لَا تَسْمَعُ  
لِلْأُخْرَى حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت سے بھی ایسا فعل ظاہر ہوا جبکہ  
حنین میں حضرت نے دست مبارک میں ایک پتھر اوٹھا لیا پس اونکے ہاتھ  
کی برکت سے ہمنے آواز تسبیح اوس پتھر سے سنی پھر فرمایا کہ تو ٹکڑے  
ٹکڑے ہو جا پس وہ تین ٹکڑے ہو گیا اور ہر ایک ٹکڑے میں سے ایک  
تسبیح کی آواز ظاہر ہوئی کہ دوسرے میں وہ نہ تھی وَلَقَدْ بَعَثَ إِلَى الشُّعْرِبِ  
يَوْمَ الْبَطْحَاءِ فَاِجَابَتْهُ وَلِكُلِّ عَصِيٍّ مِنْهَا تَسْبِيحٌ وَتَقْدِيسٌ وَتَقْبِيلٌ  
ثُمَّ قَالَ لِمَا الشَّقِيُّ فَاَنْشَقَّتْ بِضْعَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِمَا الْبَزِّيُّ فَاَلْتَفَتَتْ  
ثُمَّ قَالَ لِمَا الشُّهْدِيُّ بِالنُّبُوَّةِ فَشَهِدَتْ ثُمَّ قَالَ لِمَا اَرَجَعْتُ اِلَى مَكَكٍ  
بِالنَّسِيءِ وَالْقَبِيلِ وَالْقَبِيلُ فَفَعَلَتْ وَكَانَ مَوْضِعَهَا حَيْثُ الْجَمَلُ  
مَمْلُكَةً اور اوس جناب نے حکم کر سبیا روز بطحا ایک درخت کے پاس پس

جو اب دیا ایسے اور فرمان برداری کی اور حاضر خدمت بابرکت ہوا اس طرح  
 کہ ہر شان میں اوسکی ایک نئے طور کی تسبیح و تقدیس و تملیل ظاہر ہوتی تھی جسے  
 حضرت نے فرمایا کہ دو ٹکڑے ہو جائیں وہ دو ٹکڑے ہو گیا پھر فرمایا کہ ان کے  
 ہموار ہو جائیں ہموار ہو گیا پھر اوسے فرمایا کہ میری نبوت کی گواہی دے  
 پس گواہی دی پھر فرمایا کہ اپنے مقام پر پھر جاتے ہو و تقدیس و تملیل میں مشغول  
 رہیں اوسنے ویسا ہی کیا اور مکہ معظمہ میں حیث جزارین میں تھا قال کہ الیہود  
 فَإِنْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَانَ سَيِّئًا يَهُودِيٍّ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَصِيرَةٌ فِي سَعْيِهِ يَوْمَئِذٍ  
 سَلِّحْ جَائِزَتَهُمْ قَالُوا لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَتَحْمِلُكَ عَلَيْهِمْ قُلُوبُهُمْ قَالُوا  
 كَانَتْ سَيِّئًا فِي الْحَقِّ وَقَدْ اسْتَفْتَيْنَا مَا لَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّ  
 حَاضِرٍ وَبَادٍ وَأَنْتُمْ قِيَامًا مِنَ الْعَرَبِ مِنْ يَالسَّيْفِ لَا يُدْرِي بِالْكَذِبِ  
 وَلَا يَتَأَمَّرُ إِلَّا عَنْ دَمٍ وَلَا يُسَافِرُ إِلَّا وَهُوَ مُحْتَرِفٌ لِقِتَالِ عَدُوِّهِ  
 حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے سیاست ہی جہاد میں کی تھی دس برس کا محم  
 مع بیشمار اہل شہر و مسافروں کے سفر کرتے رہے اور بہت سی قوموں کو  
 عرب کی طعنے بیچتے بیچتے فرمایا کہ کبھی کلام میں کسی کافر کی مدارات نہیں کی اور  
 بے خون کے آرام نہیں لیا اور کبھی سفر نہیں کیا مگر بقصد جنگ دشمن قال  
 لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَانَ ذَا هِدَايَةٍ يَهُودِيٍّ لَمْ يَكُنْ لَهُ  
 بَصِيرَةٌ فِي سَعْيِهِ يَوْمَئِذٍ قَالُوا لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَتَحْمِلُكَ عَلَيْهِمْ قُلُوبُهُمْ  
 قَالُوا كَانَتْ سَيِّئًا فِي الْحَقِّ وَقَدْ اسْتَفْتَيْنَا مَا لَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّ  
 حَاضِرٍ وَبَادٍ وَأَنْتُمْ قِيَامًا مِنَ الْعَرَبِ مِنْ يَالسَّيْفِ لَا يُدْرِي بِالْكَذِبِ  
 وَلَا يَتَأَمَّرُ إِلَّا عَنْ دَمٍ وَلَا يُسَافِرُ إِلَّا وَهُوَ مُحْتَرِفٌ لِقِتَالِ عَدُوِّهِ  
 حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت نے سیاست ہی جہاد میں کی تھی دس برس کا محم  
 مع بیشمار اہل شہر و مسافروں کے سفر کرتے رہے اور بہت سی قوموں کو  
 عرب کی طعنے بیچتے بیچتے فرمایا کہ کبھی کلام میں کسی کافر کی مدارات نہیں کی اور  
 بے خون کے آرام نہیں لیا اور کبھی سفر نہیں کیا مگر بقصد جنگ دشمن قال  
 لَهُ الْيَهُودِيُّ فَإِنْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ كَانَ ذَا هِدَايَةٍ يَهُودِيٍّ لَمْ يَكُنْ لَهُ  
 بَصِيرَةٌ فِي سَعْيِهِ يَوْمَئِذٍ قَالُوا لَقَدْ كَانَ كَذَلِكَ وَتَحْمِلُكَ عَلَيْهِمْ قُلُوبُهُمْ  
 قَالُوا كَانَتْ سَيِّئًا فِي الْحَقِّ وَقَدْ اسْتَفْتَيْنَا مَا لَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّ  
 حَاضِرٍ وَبَادٍ وَأَنْتُمْ قِيَامًا مِنَ الْعَرَبِ مِنْ يَالسَّيْفِ لَا يُدْرِي بِالْكَذِبِ  
 وَلَا يَتَأَمَّرُ إِلَّا عَنْ دَمٍ وَلَا يُسَافِرُ إِلَّا وَهُوَ مُحْتَرِفٌ لِقِتَالِ عَدُوِّهِ

فَقَطَّ ثَوْبِيَّ وَدَسْرَعُهُ مَرَّ هُوَ نَهًا عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِأَرْبَعَةِ دَسْرَاهِمَ مَا  
تَرَكَ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْعْنَاهُ مَعَ مَا وَطِئَ مِنَ الْبِلَادِ وَمَكَنَ لَهُ مِنْ  
عَسَاكِرِ الْعِبَادِ وَلَقَدْ كَانَتْ لِقَسْمِي فِي الْيَوْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثًا أَلْفَ  
وَأَرْبَعَ مِائَةِ أَلْفٍ وَيَأْتِيهِ السَّائِلُ بِالْمَشْيِ فَيَقُولُ وَالَّذِي بَعَثَ  
مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ مَا أَفْسَدَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَا صَاعٌ مِنْ بَرٍّ  
وَلَا دَسْرَةٍ وَلَا دِينَارٍ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے سفر ت سب بیسویں  
بڑے کے زاہد و عابد تھے حضرت کی تیرہ بیبیاں تھیں عبادہ اور کثیروں  
کے جو اونچیں گہیرے ساتھی تھیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جو ان پر کہا  
بجھکے گیا ہو سامنے سے سینے قدر حاجت سے زیادہ نہو تا تھا اور کبھی نہ  
کی روٹی حضرت نے نہیں کھائی اور نہ تین شبانہ روز سیر ہو سکے تان جو  
تناول فرمائی وقات ہوئی اس حال میں کہ زرہ مبارک چار درہم پر ایک  
بیوہ کے پاس رہن تھی بالکل سونا و چاندی بعد اپنے نہ چھوڑی باوجود  
تسلط بلاد وسیعہ نسخہ پر اور باوصف قدرت کے کثیر المقدار خیمتوں پر  
یکدن میں تین تین و چار چار ہزار روپے راہ خدا میں تقسیم کرتے تھے  
اور ہاتھ بھاڑ کر اوٹھ کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ شام کو جو سائل مانگنے  
آتا تھا تو اس کے جواب میں فرماتے تھے کہ قسم اوسے پاک پروردگار کی کہ جس پر  
محمد کو پیر کیا کہ آل محمد میں ایک صاع تک گہون کا نہیں بچا اور نہ روپیہ نہیں  
قَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ  
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَشْهَدُ أَنَّهُ مَا أَحْطَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيًّا  
دَرَجَةً وَلَا مَرُسَلًا فَضِيلَةً إِلَّا وَقَدْ جَمَعْنَا مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ

وَرَدَا مُحَمَّدًا عَلَى آلِهِ يَتْلُوهُ إِصْرُكَ دَرَجَاتٍ يَهُودِي نَعَى كَمَا كَرِهَ  
 دیتا ہوں توحید خدا اور نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور  
 اس امر کی کہ خدا نے جناب رسالت مآب کو سب مرتبے سب نبیوں کے  
 عطا کیے بلکہ دو چہرہ و سہ چہرہ اور نئے فقال اِنَّ عِبَّاسَ بْنَ  
 اَبِي طَالِبٍ اَشْفَقْتُ اَبَا الْحَسَنِ اِنَّكَ رَا سِيخَيْنِ فِي الْعِلْمِ فَقَالَ  
 وَيْحَكَ وَمَا لِي لَا اَقُولُ فِي نَفْسِي مَنْ اِسْتَعْظَمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
 فِي عَظَمَتِهِ جَلَلَتْ فَقَالَ وَرَأَيْتَ لِعَبَّاسٍ خَلْقَ عَظِيمٍ لِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ  
 نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں یا حضرت کہ آپ بڑے پامرد و ثابت قدم

علم میں ہیں پس حضرت نے فرمایا کہ واسے ہو تمہارے کیون نہ بیان کرتا میں

ان فضیلتوں کو اور نزرگواری کی نسبت کہ جسے خدا نے بڑا

مرتبہ عالی عطا کیا اور خود اس کی تعریف میں

نہ فرمایا کہ تمہارا خلق بہت بڑا ہے

اور تمہارا خلاق حد سے

زیادہ ہے فقط

## موعظہ بارہوان

شرح قصیدہ فاضل معنری بیانِ ستح کلمہ میں اور تحقیق شعر  
 پڑھنے کی روزِ مین اور بیانِ صفائیِ نہایت متفہمی و مستحی حملہ  
 حیرت پر داز پر پر فتح مکہ و بُت شکنی حضرت امیرِ بہشت  
 عبرانی خانہ کعبہ کی حج نبی کی کتاب سے ترجمہ و تائید اور بحث  
 دلالت میں بشارت علمی ہے

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب رسالت مآب کے عہد کرامت مہد میں مجاہدون اور غازیوں کے ساتھ کچھ کفار بھی باجرت شریک کر لئے جاتے تھے اور انہیں لقمہ لقلو کہتے تھے اوسط سچ ہم ہی اپنے جہاد میں کچھ لوگوں کو موافقہ القلوب گہا رکی طرح شریک کر لیتے ہیں اور منجملہ اون لوگوں کے فاضل متجربین ابی الحدید معتزلی ہے اسی ہم لوگوں سے ایک نوع کی خصوصیت ہے چنانچہ قصائد سبہ علویہ میں سے ایک قصیدہ میں کتاب ہے

وَرَأَيْتُ دِينَ الْإِعْزَالِ وَائْتَنِي

أَهْوَى لِجَاهِكَ كُلِّ مَنْ يَنْشَبِعُ

یعنی اگرچہ میں معتزلی مذہب ہوں مگر یا علی آپ کی محبت کی وجہ سے شب یسوی

محبت رکھتا ہوں پس ہمیں ہی بد نسبت اور اہستہ کو احترام اور سکا زیاوہ  
 ملحوظ ہے علاوہ یہ کہ کلام بلاغت نظام اور سکا بطور قضایا قیاساً تھا  
 معہا کے مستغنی مزید استدلال سے ہے فَإِنْ إِنْ أَمَرَ الْعُقَلَاءُ عَلَى  
 أَنْفُسِهِمْ مَقْبُولٌ مسئلہ فقہیہ مذہب مشہور و منصور یہ ہے  
 کہ شعر پڑھنا روزے میں بلکہ ماہ صیام میں مذکور ہو یا رات کو اور پڑھنے  
 والا روزے سے ہو یا بعد ترک صوم کیا ہو اور اس طرح جمعہ کو اور سب  
 مکروہ ہے اور اقویٰ یہ ہے کہ مدار کراہت وزن پر سب سے تفصیل و سلاطین  
 پر جیسا کہ ملا محسن کا شانی نے تخیل کیا ہے اس لیے کہ خیالی مضامین مشترک  
 نظم و نثر و نون میں ہے کچھ خصوصیت شعر اصطلاحی کی نہیں حالانکہ نثر  
 عبارت کسی عالم کے نزدیک مکروہ نہیں اور انقباض و انبساط نفس بعض آیات  
 سے بھی حاصل ہوتا ہے حالانکہ اونکار روزے میں پڑھنا مستحب ہو اور  
 سوا میں ان معنوں کے اور کوئی معنی تخیل کے بالاتفاق نہیں جیسا کہ تامل کلام  
 شعر و تنزیل میں دونوں سے معلوم ہوتا ہے اور روایت تخیل ان کے  
 والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور وہ صریح ہے  
 کہ اگرچہ صبح اہلبیت میں ہی شعر ہو تو بھی روزہ میں اور سکا پڑھنا مکروہ  
 ہو گا اور بھی روایات مؤید اسکے ہیں اور عرف عرب میں شعر کلام سوزن کو  
 کہتے ہیں اور حمل کلام شاعر عرف عام پر چاہیے پس منفع ہو کہ کلام منظوم مطلقاً  
 مکروہ ہے بناءً علیہ میرے پڑھنے میں اگر تاخیر کسی رکن کی دوسرے رکن سے  
 واقع ہو مثلاً صدر کو حشو سے یا تنجز سے یا ابتدا کو حشو یا عروض سے جدا کر دینا  
 یا سکوت طویل تحمل ہو یا ترتیب اصول تفصیل میں فرق ہو یا ترجمہ بچھن مخلوط



کرو یا جائے تو وہ محض اسی مصلحت سے ہے کہ وزن جو مناسطہ کراہت ہے  
 باقی نہ رہے پس سامعین کو اس سے دلشک نہ ہونا چاہیے اور سببِ حمتِ صمیم  
 و اتصالِ کلام کے اگر سموا کسی مصرع میں لحاظ اسکا نہ ہے تو معذور ہوں  
 فَإِنَّ الْمُتَهَوِّوَاتِ النَّسِيَّانَ كَالطَّبِيعَةِ الثَّانِيَةِ لِلْإِنْسَانِ علاوہ یہ کہ عبادات میں  
 کراہت کے معنی قلتِ ثواب کے ہیں فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرُ مَنْ لَحَسَنَ عَمَلًا  
 اور یہ ظاہر ہے کہ ثواب مع جناب ولایت مآب و ائمہ اطہار کے لا بعد ولا یحصل  
 میں پس بالفرض اگر تقدس ہی ہو بیان و اظہار جواز وغیرہ کے لیے تو یہ اوسی  
 قبیل سے ہے کہ جیسے کسی بحرِ موج و دریائے ناپیدا کنار سے پانی کا ایک کوزہ کم کر لیا  
 جائے الحاصل فاضلِ مقننِ کتب ہے جَلَّتْ قَلَمًا دَقَّ فِي عَيْنِكَ الْوَرَى  
 نَحَضَّتْ إِلَى أَمْرِ الْقُرَى أَيُّدُ الْقُرَى یعنی یا اکیسا بول بالا ہو آپ کا کہ  
 ساری خدائی آپ کی نظروں سے گر گئی اور بڑے بڑے تلوار کے دہنی آپ کی  
 نظروں میں نہ سمائے تو آپ نے رخ کیا طرف مکہ کے کہ جو بیخ و بنیاد سب بادلوں کو  
 ہے اور وہیں سے سب میں چاروں طرف پہیلانی گئی ہے اور ہر خدِ اصل  
 بانی سفر اور سردار لشکر حضرت رسالت پناہ تھے مگر چونکہ ہمارے حضرت نفس  
 رسول و زوج بتول تھے گو یا کہ وہ دونوں بہائی آپس میں ایک روح و دو قالب تھے تو  
 اسوجہ سے یہ خطاب حضرت امیرِ کبیرؓ کیا گیا جَلَّتْ لَهَا قَبْتُ الْبَطُونِ  
 وَإِنَّمَا تَقْوَدُ لَهَا بِالْقَوْدِ أَمْرٌ حَبُوءٌ کَرِیْ آپ نے ایک بلائی ناگمانی  
 اور آفت آسمانی نازل کر دی قریشِ پاکینہ و طیش پر اس کثرتِ سختی گروائی  
 دراز پشت گھوڑے و مان لگئے خلاصہ یہ کہ آپ کے گھوڑے  
 ایسے آفت کے پر کالستے تھے کہ اونکے مکہ میں جانے سے صد ماطر علیٰ فتنِ زبان

چلی گئیں ہند میں گھوڑے کے لیے ڈکات تھتہ گردن ہونا بڑا عیب ہے  
 بلکہ یہ چاہیے کہ گد ریا ہو ابدن اور گٹھی ہوئی گردن ہو دم کو چتر کو چپ  
 ہرن کی طرح چوڑا یاں بہتر ہو اسلحہ کنوئیاں بدل کے بتلیان چوڑے  
 تزارے ہرے اور حقیقت میں خوشنما ہی ہے اور عرب میں نجد کے گھوڑے  
 ایسے ہی ہوتے ہیں لیکن محفل بزم اور اور معرکہ رزم اور لڑائیں خوشنما  
 سے کیا علاقہ وہاں نیز رومی درکار ہے اور اس سے صرف کے خاص غنیرہ  
 کو صحرائی گھوڑے زمین چڑھتے ہوئے سوسو کوس کے دباو کیے ہوتے  
 ہیں کہ جنگی سرعت کے آگے ریل ہی کیل ہو جائے اور اون گھوڑوں کی  
 ہی صورت ہے جو فاضل معترلی نے لکھی پس یہ وصف ہو نہ عیب  
 وَ سَقَّتْ إِلَيْهَا كُلَّ اسْوَقٍ كَوْ بَدَا كَمْ مَعْقُظَ ظَنَّتَهُ بِالرَّمْلِ جَوْ ذَرَا  
 اور ہنکا لگے وہ وہ دور کا بے گھوڑے کہ اگر ریکستان میں وہ نیل کا سیکر  
 چچے والدے جائیں تو ایسا سر پٹ اور بکٹ و ڈرین کہ سپٹ او سنے زمین  
 بھائیں اور ایسے چوٹے چوٹے قد ان کے نظر پڑیں کہ وہ وحشی گائیں  
 سمجھیں کہ یہ چوٹے چوٹے بچے اور بچھڑے ہمارے ہمارا بچا کو چلاؤ ہیں  
 تَبَيَّتْ عَلَى أَعْلَى الْمَصَادِ كَأَمَّا تَوَمَّرَ كَوْنُ الْفَجِّ يَلْتَمِسُ الْقَرْمِي  
 یعنی پہاڑوں پر اس شوکت و شان سے پرا باندہ جاتے ہیں کہ جیسے  
 باز اپنی بھنسون کے صحبت پر ٹوٹ پڑتے ہیں کہ کبوتر با کبوتر  
 باز با باز کہ کند بھنسن با بھنسن پرواز بہ منزل و ماویٰ بازوں کا پاس  
 ہے اور ان کے باہم جمع ہونیکو عرب لوگ ضیافت و قمری کہتے ہیں اور جو  
 باز تنہا ہوتا ہے تو دور دور سے دور دور کو اپنی پنچایت میں لاتا ہے

پس مطلب یہ ہوا کہ جس طرح سے کوئی باز پلا کر کہ بڑے اشتیاق بال و پر ملاتا  
 پہاڑ و نہر اپنے ہنسون کی برات میں ملتا تا بہ او سی طرح یہہ گھوڑے  
 فوق و شوق سے گردن مارتے باز و ہلاستے وڑ جاتے ہیں گویا انکو  
 پر لگے ہیں کہ جا بجا اوڑتے پھرتے ہیں باز تیز پرواز کے مقابلہ سے یہی  
 باز نہیں آتے باز می جیتنے کے گھوڑے ہیں سے تَفُوقُ الرِّجَاحِ  
 الْعَاصِفَاتِ اِذَا نَشْتِ وَتَسْبِقُ رَجْعَ الطُّرْفِ شَتَا اِذَا جَرِی  
 بلکہ وہ راہوار تیز رفتار و وڑنے پر ایسے آندہ ہی تھے کہ اپنی ڈپٹ میں  
 باد صحر کو بھی تفرق کر کے کشل ڈال دیتے تھے انکے سامنے گردش چشم  
 ہی گردش ایسا کا د آئین پھرتے تھے گویا کل کے گھوڑے بنے کہ باگ  
 کے سہارے پر ٹڑتے تھے سے جِیَادُ عَلَیْهَا لِلْوَجِیہِ وَلا حِقِ  
 كَلَابِلُ صِدْقٍ وَاضْحَاتِ بِلَنَیْمِی سِرْزِیْنِ غَرْبِیْنِ وَجِیہِ وَلا حِقِ  
 دو گھوڑے بڑے نامی گزرے ہیں کہ اونکا نام فقر و ن پر چڑھا اور  
 چالاک و چابکی و چاک و چانکی و چلت پھرت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے  
 پس خلاصہ یہ ہوا کہ لاحق پر فائق اور وجیہ سے زیادہ وجیہ اوئیں بلکہ  
 راہوار تیز رفتار تھا اور اصالت وجیہ و لاحق کی علامتیں اونکی پیشانیوں  
 سو چمکتی تھیں اسلئے کہ وجیہ و لاحق اوئیں کی نسل سے ہونیوالے تھے  
 فَفِیْہَا سَلَوٌ لِلْحُبِّ وَشَہِیْدٌ عَلٰی حِکْمَۃِ اللّٰہِ الْمَدِیْرِ الْوَرِی  
 قدردان شہسوار کو اونکی دیکھنے سے عجب تسکین ہوتی تھی اور خدا کی قدر  
 نظر آتی تھی خلاصہ یہ کہ جو کچھ تھے وہی تھے آگے خدا کا نام ہر سے  
 ھٰی لَوْ کُضُّ حُسْنًا غَیْرَ اَنْکَ اَنْ تَبْرَ طَا مَجْتَزَا سَبْعَ اَعْشَابٍ مِّنْ نَّظَرِ

چمن کی طرح ہرے ہرے تر و تازہ نظر آتے تھے البتہ یہ وصف بڑا  
 ہوا تھا کہ باغ چل نہیں سکتے اور وہ چلتے پھرتے تھے خلاصہ یہ کہ جب  
 اون گھوڑ و نہر نظر پڑتی تھی تو اونکے سامنے باغ ہی خار ہو جاتے تھے  
 انپر کچھ نئی طرح کی بہار تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود بخود ایک پھلا پھولا باغ  
 چلا جاتا ہے علیہا بیتہا کوی بن غالب بہ نجر و ن اذ بال  
 بیتہا او نہرا دی بن غالب کی نسل اور کچھ ہاشمی جوان ایسے سوار  
 تھے کہ ہوا ز سر تا پا غرق دریا کی آہن او بچہ بنے ہوئے تھے اور جب بہتر  
 واقعہ ہمارے چلتے تھے تو زمین اڑتی زرہ کو بوسے دیتی تھی  
 رَمِيتَ اَبَا سَفِيَانَ مِنْهَا يَجْفَلُ اِذَا فَيْسَ عَدَا اَبَا النُّزَيَّاتِ الْكَلْبِ  
 انہیں لوگوں کا ایک لشکر گران مثل ریگ ریستان آپ نے تیار کر کے گوشا  
 سَفِيَانَ عَلَيْهِ الْمَلْعَنُ كَلِمَةً رَوَاهُ كِيَا سَ يَدْرُ كُرَامِي الْبَيْتِي وَصَادِمُ  
 بِكَفِكَ اَهْدَى بِالرُّؤُسِ مِنَ الْكُرْمِ اور مدار تہذیب و ترتیب  
 لشکر ظفر پیکر و چیر و نہر تھا ایک راہی صاب جناب رسالت آب صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم دوسرے آپ کی وہ شمشیر بران کہ جو سروں میں اس طرح  
 در آتی تھی کہ جیسے نیند کو چہرہ رگ چشم سے چشم و باغ میں پہنچ جاتی ہے یا  
 نظرتار نظر پر دوڑ جاتی ہے یا محبت کو چہرہ رگ سے دل میں سماتی ہے  
 یا کو چہرہ رگ کلین خوشبو در آتی ہے بقول حسنین سے جیسے تجوی تو  
 از بسکہ کو بکورتہم بہ کو چہرہ رگ گل ہم برنگ بورتہم بہ تفصیل حالات سفر و  
 ہمنہ شریق و صائد سبعہ علویہ میں لکھی ہے اور محفل یہ ہے کہ حضرت مدینہ منورہ  
 سے اس جاہ و ہتھال و شان و شوکت سے منزل بہ منزل چلا آئے حضرت کے ساتھ

دس ہزار آدمی تھے اور بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ہمراہ رکاب طغیانی  
 بارہ ہزار چڑارتی ساتھ سی ہاجرہ چار ہزار انصاریات بنار تھیں  
 موافقہ القلوب اور ان سب میں حسب دستور سیمنہ و معسرہ و قلب بناج  
 و ساقہ و کینکھ گاہ مرتب فرمایا بنیان مرصوں آہنی دیوار کی طرح پراونکھا جایا  
 پہرہ پائوڑیو کرنامی چنی تکبیر و ن کا نعرہ ہوا اور وہ فوج دریا منج خنیش  
 میں آئے پھر متوج کی طرح دریائے آہن موجیں مارنے لگا ہر تیس قوم  
 کو ایک ہوا دیا اور اپنا نشان نور نشان خاص جناب میر علیہ السلام کو عطا  
 فرمایا یہاں تک کہ منزل مرعی ظہر امین پہنچے پس حضرت نے حکم دیا کہ آج کی  
 رات ہر شخص اپنی بستر پر بکثرت اگ روشن کرے پس سب نے تعمیل حکم کی  
 اور خلیفہ ثانی نے تو سب سے زیادہ آتش افروزی میں جانفشانی کی بہت  
 بڑی و ہونی رمائی سب سے زیادہ انکی الاؤ میں آگ جل رہی تھی خلاصہ یہ کہ  
 وہ آگ دیکھ کے اہل مکہ کو تحیر ہوا یہاں تک کہ ابوسفیان بھی تجسس میں آیا  
 اور عباس نبی عم کے ذریعہ سے حضرت کی خدمت میں آگے ایمان لایا  
 اور امان لی مگر دل کا مالک خدا تھا چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے  
 فَطَامَرَالِیْ اَعْلٰی السَّمَآءِ نَصَاعِدًا فَلَمَّا رَآیْ اَنْ لَا حَاجَۃَ تَحَدُّرًا  
 پس وڑ گیا ابوسفیان آسمان پر جب وہاں نجات نہ پائی تو پھر زمین پر  
 ٹرا خلاصہ یہ کہ لاکھ آسمان وزمین کے قلابے ملائے مگر کسی طرح جان  
 نہ بچی ۷ وَحَاذَ ذَعْرَبِیْ مَشْرِقِیْ مُذْکَرٍ هَزْدَتْ فَاَلْفِی الْمَشْرِقِیْ مُذْکَرٍ  
 یعنی ڈراد و نوکناروں سے مشرقی تلوار کے کہ جو شارف میں نبی تھے  
 شارف ایک شہر ہے سرزمین مغرب میں کہ وہاں کی تلوار بہت ابدار ہوتی ہے

خلاصہ یہ کہ انہی ہونی آبدار و دھاری تلوار کی باڑ و مکہ کے سہم گیا پہلو  
 اسلام کا نام شے بعلین جہانکنے لگا تھا پہر جو آپ کو ذوالفقار تولتے دیکھا تو  
 مجبور سلام قبول کیا و اعطی ید الہیۃ عن محبتہ و قول ہدی  
 ما قالہ متیناً بیعت کے لئے بکراہت ماتہ تو بڑھایا لیکن دل سوکب  
 منظور تھی اور عمد و فاتا تو کیا مگر وفاداری کا کب خیال تھا  
 فکنت بذالک العفو اولی و بالعلی احق و بالاحسان احرى واجل  
 اور از بسکہ آپ اوسے بغفو و احسان تھے تو اسوجہ سے آپ اوسکی پردہ پوشی  
 فرمائی لا فضحت یا مخفی العداۃ ناطقاً بتعظیم من عادیہ مستوراً  
 حیف صد حیف اے سفیان بے ایمان کہ ظاہرین تو نے تعظیم و تکریم کی  
 حضرت کی اور باطن میں عداوت بڑھائی اوسے و حسبک ان تک علی  
 ذلیل و منافق و تبطن ضد اللہ الذی ظلمت مظہراً اور یہ کیا کم  
 ہی تیرے تنگ و عار کو کہ ظاہر و باطن تیرا کیسا نہوا اور منافقون میں  
 تیرا شمار ہوا الغرض جب حضرت نے اسے رخصت کیا تو منظور نظر اقدار  
 یہ ہوا کہ وہ کرو فر و جاہ و چشم لشکر طفر پیکر کا دیکھتا جائے تاکہ پہر عجب  
 بغاوت و شقاوت نکرسکے پس حضرت نے حضرت عباس کو حکم کیا کہ وہ  
 اوسی ساتھ لجا کے ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوں تاکہ لشکر خدا کا سیاہا اوس  
 روسیہ کو نظر سے گزرے اور ادھر جب سب مہاجر و انصار و فاشعار  
 در و ولت پر جمع ہو چکے تو حضرت نے سواری طلب فرمائی ایک ناقد کو وہ تن  
 قصوی نام حضرت کے سامنے آیا اور حضرت نے نور طور کی طرح اوسپر جلوہ  
 فرمایا جلومین بشمار پیادہ ہوا رنگ و دو میں تھے ادھر نوجوانوں کا شور و غل

او وہر گھوڑوں کی ہنسنے سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی جب  
 قیامت برپا ہوتی ہے زلزلہ قیامت ہمیں دادیاد دے۔ جہان پر زلزلہ  
 اسلام باوجود قلب لشکر میں سید مختار تھے گرد و پیش بالو کی طرح ہمارے  
 و انصار تھے راہ خدا میں سرفروشی پر سب طیار تھے اور وہی حضرت کو  
 حضرت جید رکڑا تھے میان پر کوئی مثال کب کہتی ہے مان چاند کو ساگر  
 کے تاریکی کی تشبیہ البتہ کچھ بہتی ہے دست حق پرست دست خدا نشان  
 نور شان تھا ذاب میں ذوالفقار پر کمکشان کا گمان تھا فاضل باذل نے  
 عجب تشبیہ دی ہے قابل تحسین و آفرین نکتہ سنجی کی ہے  
 نماید مثالش خسرو دین چنین کہ اگر انصاف واری بگوئیں  
 تن پاک اوستی نوح بود و چو امواج طوفان بگردش حدود  
 خدا نا خدا جبرئیل اوستاد ہماں ایزدی لطف با و مراد  
 علی بود ملاح صاحب مدار ہماں آباد بان لشکرش ذوالفقار  
 خلاصہ یہ کہ اس کرد و فر سے لشکر خدا چلا یہاں تک کہ سفیان کا سامنا ہوا  
 سیکے پہلے خالد بن ولید کو بہینٹ بنایا تھا اور اسکی ہمارے یوں کو ہر اول  
 ٹھرایا تھا ہزار سوار جرار نے اسکے پیچھے پر اجایا تھا ماتمہ میں اسکے بہت  
 پڑا علم تراز نشان جسکا پرچم تھا ہر ایک کے بدن میں زرہ مگر میں تلوار  
 سر پہ خود پشت پر سپر ماتمہ میں نیزا تھا پشت زمین پر چمن بچین ایسے غنڈا  
 غضب میں ہرے بیٹھے تھے کہ جیسے بہرا ہوا شیر جب سفیان سے چارنگہ  
 ہوئی تو سب لشکر نے ٹکیر و نکا ایک نعرہ مارا اور تیرون کی طرح سانسے سے  
 نکل گئے سفیان نے عباس سے کہا کہ یہ لشکر رسول خدا ہے انہوں نے کہا کہ

ابھی فوج رسول خداؐ کجا کجا سیہ کجا وہ سب چہ نسبت خاک را با عالم پاک  
 سیہ تو لشکر خالد ہے تمہارا ولید جکا والد ہے یہ شکے سفیان ہنسکے  
 کہنے لگا کہ اللہ اللہ دو دینیں یہ بے باپ کا بد تمیز چو کر اتمباری فوج  
 میں افسروں میں محسوب ہو گیا پہر زرہ پوش زیر عوام تھے کہ جوشل  
 ننگ دام تھے سر پر نورانی خودیئے تھے زرہ چار آئینہ بدن پر آ رہے  
 کیئے تھے ہر بات جرأت کی سر اسر تھی ہر دم سینہ اور بازو سپر نظر تھی کجگو  
 دخت سے بھی بڑا بہالا ماتہ میں اوٹھایا تھا پیش صف و نکلے جو جوم  
 کے چلنے نے سست مانتی کی چال کو بھی بہلایا تھا سامنے اونکے ایک نیا بوی  
 چین کا پہرہ اور تاجا تھا سیاہ او سکا زمین پر چین کی بہار دکھاتا تھا اور  
 اونکے پشت سر پانسی سوار تھے بڑے سورمانہایت جرات تھے بدن میں  
 زرہ آ رہے کیئے تھے ماتو نہیں بڑے بڑے نیزے لئے تھے پرتلو نہیں  
 تلواریں لٹکائے تھے سر و سپر خود رکھے یا زونپر کمانیں لگائے تھے گھوڑوں پر  
 پاکردن کے عجیب شان تھی بمثل ولا جواب بے گمان تھے زین کے  
 واہنے بائیں ترکشوں سے جو تیر عیان تھے تو وہ گویا بازو نکلے پر نمایاں  
 اس شان و شوکت سے وہ لوگ بھی آئے سفیان کو دیکھ کر اللہ اکبر کا نعرہ  
 زبان پر لائے اوسنے کہا کہ کیا سیہ لشکر حضرت ہرجو اسکا ایسا احتشام ہے  
 عباس نے کہا نہیں فقط یہ فوج زیر عوام ہے پہر ایک اور جماعت آئی اوسے  
 اوس دشت پر خار نے عجب زینت پائی اونکے آگے گے گے سن رسیدہاں  
 دیدہ آزمودہ کار مومن دیندار حضرت بوذرغفار سے چمکتی ہوئی لوہیلی  
 ٹوپی سر پر دیئے تھے فولادی قباز میں بدن کیئے تھے طبیعت بہادر پرست



مائل تھے ایک تیغ بیدریغ الماس رنگ گلزمین حامل تھی او کی نورانی پیشانی نور  
 ایمان سے چمک رہی تھی اور ایک فولادی اینٹ کندن کی طرح ہاتھ میں دھک رہی  
 تھی ارادہ یہ تھا کہ اسی چمک دھک سے آج ہم کئے جائینگے خوب ہی اینٹ سے اینٹ  
 بجائینگے دست حق پرست میں ایک نشان تھا اگر وہ گرد و برود میدان غبار سے  
 کالی رات کی طرح تیر و تار تھا تو وہ بجای کھکشان تھا اون کے عقب میں بنی غضا  
 تھو ظاہر میں کل وہ پانسو سوار تھے لیکن باطن میں ایک ایک ہزار و نہ ہزار تھی  
 تیز روی میں وہ لشکر رشک باد بہاری تلب کسب کسب بڑے کڑے پیشانیوں پر  
 شکن تیوریوں بل پڑے اس رنگ ڈھنگ سے سفیان کے سامنے آئے  
 اور نعرہ حیدری اللہ اکبر زبان پر لائے ظاہر میں تو افسرانیکے پیر تھے مگر  
 حقیقت میں یہ سب کڑے کمان کے تیر تھے بدست عنان  
 بدست سنان بد خروشان و جوشان چوپیل دمان بد رسیدند و گفتند  
 کہیر باد بسرت گزشتند چون تیر باد سفیان نے کہا کہ یہ کون بزرگوار  
 ہے عباس بولے کہ یہ مصاحب خاص یحییٰ پور و ریندار ہے پرنی کعب  
 آئے وہ نیاز رنگ لائے او کا سردار اون کے آگے سینہ سپر کیے تھا فولاد کی چمکتی  
 ٹوپی سر پر دئے تھا لوہی میں غرق تھا چمک دھک میں برق تھا خوشی تھی  
 سینہ کشادہ کیے تھا ایک گرز گاؤں سر ہاتھ میں لئے تھا او سکے واسطے ہاتھ  
 و نشان تھے فتح و ظفر کے عادل و گواہ بیگان تھے پانسو سوار او سکے  
 ہمراہ تھے فن پہلری میں بڑے مشیخت پناہ تھے پھر سفیان نے حال پوچھا  
 او عباس سے جواب سنا احتشام اسلام پر خوب مرد ہنسا پر قوم فرنیہ سے  
 ہزار سوار آئے سر تا پا غرق فولاد سر پر خود ابر و پر خم فراق میں کند قریبوں میں

گر ز البرز بازو پر کمان کمر میں تلوار ہاتھ میں نیزہ اور اونکے آگے آگے اونکا  
سروار تھا شجرات میں چور بادہ شجاعت سے سرشار تھا تین پہرے  
اوسکے آگے اوڑتے جاتے تھے عجب لطف دکھاتے تھے سفیان نے اونکا  
حال پوچھا عباس نے کہا کہ ایک شہر مزنہ ہے جو قریب مدینہ ہے یہاں کا  
لشکر ہے جرأت میں بہر اسر اسر ہے پہر ٹڈی دل کی طرح جینہ کا لشکر آیا  
اوسنے اور ہی رنگ دکھایا صف کے آگے اونکا افسر تھا لوہی میں ڈوبا  
ہوا اسر اسر تھا چہرہ پر آہنی نقاب تھی عجب و سکی آب و تاب تھی اوسکے  
روبر و چار پہرے گیلے تھے باہم رنگ ڈھنگ میں ملے چلے تھے اوسکی  
رفاقت میں آٹھ سو سوار تھے یکتا می روز گاتے تھے مشہور شہر و دیار تھے  
جرأتیں اونکی حد سے بڑھتی تھیں استینین کہنیوں تک چڑھتی تھیں تنگی تلوار  
ہر ایک کے ہاتھ میں تھی شجاعت و پردلی بات بات میں تھی تکبر و ن کو نغری  
مارتے وہ بھی روانہ ہوئے وحشت و وحشت سفیان کے لیے بہانہ  
ہوئی آخر الامر بعد بہت دیر کے لشکر خاص حضرت آیا جسکے کروڑوں کے  
بیان کی طاقت طاق ہے اسلئے کہ صحبت میں طول ہوا اور اصل قصہ کا  
چوڑا ناشاق ہے خلاصہ یہ کہ جہان سے جہان تک نظر کام کرتی تھے  
سر ہی سر نظر آتے تھے فوج کا ہیکو تھی سمندر موجیں مارتا تھا حضرت کی  
پشت سر سپاہ تھی اور روبرو حضرت امیر سر پر خدا کا سایہ جلو میں جہیز  
انین استینین چڑھائے دامن اوٹھائے چلے جاتے تھے  
شدہ از سنا سنائی بالا بلند الف نائی اتنا فتحنا بلند  
برا فراخت ایمان بیوقوف سر پہ کہ شد حبیب دامان او پر گھر

عجب قدرت خدا کی دکھائی دیتی تھی وہ سہانا وقت نورانی صورت سفید  
لباس زیبین سے آسمان تک نور کا ایک تھق بندہ گیا تھا اس شوکت شہانہ  
حضرت جب قریب حرم پہنچے تو حرم محترم خوشی کے مار پھولا سہانا تھا بقیہ  
حرم ہواں غریب کے خاندان + کہ در دست ادا قد ناگسا  
وران قوم سفیدی کشت روز ثوب + زبید اوشان جان بیاید بلب  
پس آقا بنائید پروردگار + بیایند قوش با آن اقتدار  
کہ در عالم نماز سجداستیز + در آنوقت دار و چو ذوق افزیز  
چہا نیکی شد از نشاط سرور + کہ کیا رہ شد تماش چشم چہر سور  
یکی رسن از دست آن دشمنان + دوم باز پیوستن دوستان  
و گر گشتن از رنج و سختی خلاص + بغر و شرف یافتن ختصاص  
در آن روز از مقدم آنجناب + حرم داشت آن شادی حمیاب  
پھر حضرت جب اہل مسجد ہوئے اور اسکے در کھلے تو یہ معلوم ہوا کہ اس  
کے لگنے کہ انتہہ پہلا دیئے سے بشوق ملاقات با صد نیاز + زور و از  
سجود نعل کر وہ باز + پھر تو حضرت نے جا بجا تشریف لیا کے تمام سنا  
اوا کیے چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے وَجُسْتُ خِلَالَ لَمَوْتَيْنِ فُلْمِ  
تَدْعُ + حَظِيمًا وَ لَمْ تَلْزَمْ بِبَكَّةَ مَشْعَرًا + خلاصہ یہ کہ کوئی مقام  
نہ تھا کہ جو نور قدم سے منور نہ ہوتا صفامرہ حظیم نہ م مشعر ہی مقام  
آپ کا گذر ہوا طَلَعْتَ عَلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ بِعَارِضٍ + بیچ خجیعا من  
ظہی لہند احمر + آفتاب عالم تاب کی طرح طلوع کیا آپ نے خانہ قدیم  
خدا پر ساتھ ایک لکھ ابر کے کہ جو برساتا خون سرخ سیاہی مائل یعنی خون

دل ہندی تلوار و نشے پس خلاصہ یہ ہوا کہ عارض پر نور اور چہرہ آپ کا  
 آفتاب عالم تا کی طرح چمکتا تھا اور آپ کے پیچھے فوج طفر موج گنگو گنگا کی  
 طرح چھائیے ہوئے تھی اور بجلی کی طرح اوسمین تلوارین کو ندر ہی تھیں  
 اور وہ گنگا ڈھڑھی سُرخ خون سے بہری کٹری تھی کہ اگر ذرا آپ کا  
 اشارہ پاتی تو فوراً سرو ہیون کے ذریعہ سے خون دل قریش کا سولا  
 دیا رہنہ برساتی اور آپاوس فوج کے آگے اس طرح کھڑے تھے کہ جیسے  
 ابرہہ کے بادل ہٹکے سورج نکل آتا، **فَالْقَى الْيَكْفَ السَّلَامَ مِنْ بَعْدِ  
 مَا عَصَى جَلَنْدُزِي وَاعْيِي سُبْعَانُ ثُمَّ فَيَصْرًا جَوَاهِل مَكَّةَ بَوَجْهٍ**  
 کمال سرشی کہی عمان یا تین یا روم کے بادشاہوں سے بھی نہیں  
 دبے وہ آپ کے سامنے کان دبا کے بکریوں کی طرح کروٹیں ڈالے  
 صلح کے لیے حاضر ہوئے گویا چادر ہلا کے پناہ مانگنے لگے **وَاطْلَمَتْ  
 نُورُ اللَّهِ بَيْنَ قِبَائِلٍ مِنْ النَّاسِ لَمْ تَبْرَحْ بِهَا الشَّرُّ نِيرًا**  
 جن ناریونین ہمیشہ شرگ کی آگ بھڑکتی تھی لو کے اوٹتے تھے ابھی کا  
 کام تھا کہ آپ نے نوحہ دینے نور توحید کو اونین ایسا چمکادیا کہ اجنک  
**بِيْتُهُ اَوْتَحْتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اونکے ورد زبان ہے گویا کلمہ طیبہ نکلیے  
 کلام ہو گیا ہے وحدانیت کا سکہ جاری ہے اور توحید کے کوڑی پیر  
 ہی اونین کہ بے ذکر توحید کی سی طرح چین ہی نہیں پڑتا اونین ہر روز  
 پانچ بار نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں کئی بار اذان و اقامت و قیام و  
 قعود بلکہ تعقیب نماز میں کمر ذکر توحید ہوتا ہے وقت ولادت لڑکے کے  
 کان میں اذان دیا جاتی تھی کہ پہل پہل توحید و تجید خدا ہی سے کان شننا

یوں پر اور کوئی صدا دینا جاسے اور تلقین میت میں ہی ذکر توحید کرتا ہی  
وَكشَرْتِ أَكْثَنَامًا طَعَنْتُ حَمَانَهَا بِبِسْمِ الرَّسُولِ الَّذِي حَتَّى تَكْشَرَا  
آپ کی برجی گئی ہوئی ہنسواڑی کے بتوں میں نہیں گڑھی بلکہ گویا اونکی  
حامیوں کے دلونپر پڑی ذوالفقار نے آپ کے مشرکوں کو ٹھوڑا اور  
گندم گون نیزے نے آپ کے بتوں کو توڑا کتبہا خبر و سیر مولف  
و مخالف سے ثابت ہے کہ جب جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
طواف سے فارغ ہوئے پشت زین سے رومی زمین پر آئے تو دست  
دست خدا بازو دین بجا امیر المؤمنین اپنے دست حق پرست میں تمام لیا  
اور بطور چل قدمی بیٹھے ہوئے چلے قریب بتوں کے اور دور حرم میں ان  
لوگوں نے تین سے ساٹھ بت نصب کیئے تھے پس حضرت ہر بت کا  
پاس جا کے نوک نیزہ یا عصا سے جیسا کہ کشاف میں ہے یا عصا  
کج سے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے ہر ایک بت کی طرف اشارہ فرما کے  
کہتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا  
آیا حق اور دور ہوا باطل اسلئے کہ باطل زائل ہی ہونیوالا تھا پس فوراً وہ  
بت مومنہ کے بھل گئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا حالانکہ مشرکوں نے  
بڑا اہتمام کیا تھا سیسا پلا پلا کے اونہیں مضبوط کر دیا تھا جیسا کہ مواہب  
لدنیہ وغیرہ میں ہے اور جب یہہ چوٹے چوٹے بت چکنا چور ہو چکے  
تو بڑے بت باقی رہ گئے کہ جنہیں مشرکوں نے بہت بلند سی پر نصب کیا  
تھا اسلئے کہ کسی کا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچے دور ہی سے پوجا پتری  
ہو جائیو پس بنا بر روایت زین الفقی اور وضۃ الصفا وغیرہ حضرت امیر نے

جناب رسالت آپ سے عرض کی کہ یا حضرت آپ میرے شانے پر بلند ہو کر  
بت شکنی فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ تم باریت نہ اوٹا سکو گے بلکہ تمام دنیا  
ہی اس بات پر قدرت نہیں رکھ سکتی جیسا کہ زین الفقی میں لکھا ہے بلکہ زین  
میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت نے یہ فرما کے پائی مبارک دوش حضرت امیر  
پر رکھا پس قریب تھا کہ ہڈیاں اوٹکی سر رہ ہو جائیں اور بیتاب ہو کر وہ چھنچھو  
لے اور عرض کی کہ الامان الخفیظ اے رسول خدا میں باریت سے کسی جانبر  
نہو سکنو لگا پس حضرت نے پائی مبارک اوٹالیا اور فرمایا کہ یا علی دیکھو یہ  
باریت، یہ ہر خود حضرت جبکہ اور حسب کم حضرت حضرت امیر اوٹنے دوش  
مبارک پر بلند ہوئے چنانچہ فاضل معتزلی کہتا ہے رقیق باسحی  
غَارِبَ اَحَدَ قَسَمٍ بِہٖ ۛ مَلَا یُکْ سَلَوْنَ الْکِتَابَ الْمُسْطَرَّ  
بلند ہوئے آپ اوس عالیشان شانے پر کہ جسکے گردا گرد خلق زن تھے  
ملا کہ متفرقین اور تلاوت کر رہے تھے قرآن مجید کو یغارب نجیر السکر  
وَاَشْرَفِ الْاَنَا ۛ وَاَذْکٰی نَاعِلٍ وَطَا الْاَشْرَفِ دوش مبارک پر  
اوس نبی کے کہ سب نبیوں سے افضل تھے اور تمام دنیا میں اپنا نظیر نہ ہو کر  
مُسَبِّحٌ جَبْرِئِلُ وَقَدْ سَیْ هَیْبَةٌ ۛ وَهَلَّلَ اِسْرَافِیلُ رُجْبًا وَکَبَّرَا  
یہ حال دیکھ کے حضرت جبرئیل واسرافیل پہلوں نہ سماتے تھے اور آگے  
خوشی کے بیساختہ اور بے تحاشا تکبیریں کہتے تھے اور ہر بن موسیٰ شکر خدا  
کرتے تھے فِیَا رُتْبَةً کَوْثَرَتْ اَنْ تَلْسَ لِسْمَا ۛ بِہَا لَمْ یَکُنْ  
صَارُ مَتَّعًا رَا اللہ کیا رتبہ پایا آپ نے اور کس بلند مقام پر  
ہو چکے کہ اگر وہاں سے سہا کا چونا چاہتے تو بے تکلف چھو لیتے سہا بت

چوئے پھوئے تارے ہیں کہ جب عرب وغیرہ کو تیزی نلکا کا امتحان ملحوظ ہوتا ہے تو اودھین دیکھتے ہیں وَ يَاقَدْ مَيَّهَ اَمَى قَدْ سِ وَ طَلَّتْ مَا وَ كَاى مَقْلَا  
 قُمْتَا فَيَا اَنْوَرَا اے مبارک پاؤں واہ کیا کمنا کس نورانی مقام  
 پر تم ٹہرے کہ جہان جبرئیل کے بھی پر جلتے تھے بَجَيْتُ اَفَاؤَتْ سِدْرُ  
 الْعَرْشِ ظَلَمَا بِ بَضُوْجِيْهِ فَاَعْتَدَتْ بِذَلِكَ مَخْجَرًا اوس  
 مقام پر تم جا کرین ہوئے کہ جبکہ سایہ سے عرش و کرسی و سدھرہ کو  
 اختیار ہوا جبکہ سایہ اوس کا عرش کے دونوں کناروں پر پڑا خلاصہ یہ کہ  
 مقبول خدا کا عرش فرش تھا اوس کا شانہ تمہارا فرش ہوا وَ حَيْثُ الْوَيْصُ  
 الشَّعْشَعَانِى فَاَيْضُ مِنْ الْمَصْدَرِ الْاَعْلَى تَبَارَكَ مَصْدَرًا  
 اور اوس مقام پر کہ جہان مبداء فیاض سے برابر فیضان نور کے باعث  
 ایک تنق نور کا بند ٹا ہوا تھا روضۃ الاحباب وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ  
 جب جناب میرزا شانہ حضرت پر بلند ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ یا علی اب تم  
 کس حال میں ہو حضرت نے عرض کی کہ غیب کی سب پر دے تیرے کئی گئے  
 ہیں اور میرا سر ساق عرش برین تک پہنچا ہے جو پتیر چاہوں ابھی میرے  
 ماتھے میں آجاتی ہے حضرت نے فرمایا کہ یا علی زہی نصیب تمہارا کہ تم خدا کا  
 کام میں سرگرم ہو اور زہی نصیب میرا کہ ایسے حال میں میں بار تمہارا  
 کہ جو باحق ہے اپنے دوش پر اوٹھائے ہوں اور ایک روایت میں ہے  
 کہ جناب رسالتا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہتے تھے اتنا  
 بلند ہوئے عرض کی کہ قسم اوسى خدا کی جس نے اکو گراہوں کے ہدایت کو لیا  
 بھیجا اگر چاہوں تو ابھی ماتھے میرا آسمان تک پہنچ جاتا ہے اور ابھی چاہوں تو

اسے پہول کی طرح اوٹھا کے زمین پر اولٹ دوں حضرت نے فرمایا کہ اچھا  
 اب اپنے کام میں مشغول ہو حضرت نے بجز واس کم کے ہیل کو مونہہ کے  
 ہیل زمین پر پسینکدیا پر لات و منات و وود و صواع و غزا وغیرہ کو بھی پتے  
 کی طرح او کی طرح کے پسینکدیا اور بات کی بات میں سب کو خاک سیاہ میں ملا دیا  
 اس وقت قریش کی دلوں سے دہوان اوٹھا اور عالم روشن انگہو میں تیرہ  
 تار ہو گیا مگر خوف و الفکار شرر بار حیدر کر اسے دم نہ مار سکے یہاں تک کہ زیر  
 سفیان سے کہا کہ عزیز من کچھ تھین اپنا جوش و خروش روز احد کا بھی یاد  
 ہو کہ دس دس ہزار آدمی کے جمع سے پیہر پر اعلیٰ ہیل کہہ کہلے دہاوا  
 کرتے تھے دیکھو آج تجھ سے بل نکل گئے ہیل مونہہ کے ہیل گرا تھین  
 ہیل ہیل او سپر و نا پڑ اسفیان نے کہا اے زیر بیر بیر کی باتیں نکر مجھ پر کیا  
 بخران دو نو بہائیوں کے یعنی پیہر و حضرت امیر کے جتنے کھڑے  
 ہیں یہ سب مشرک و بت پرست تھے یہی نہ کہ کیسے آج اسلام قبول  
 کیا کیسے کل پہر جب حضرت بت شکنی سے فارغ ہوئے تو کمال ادب سے  
 اپنی تین شاہ حضرت پر سے گرا دیا اور مسکرا کر لگے جناب سالتاب  
 نے سبب پوچھا عرض کی کہ ایسے بلند مقام سے گرا اور گزند سے محفوظ  
 رہا اسی پر مجھ پر تعجب و تبسم ہوا حضرت نے فرمایا کہ یا علی تھین کیوں کر ضرر  
 پہونچ سکتا تھا حالانکہ میں تھین انچو کنڈ ہی پر اوٹھایا اور زمین پر چیل  
 امین نے پہونچایا جیسا کہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے  
 فَلَيْسَ صَوَاعٌ بَعْدَ دَهَا بِمَنْظَرٍ + وَلَا آكَاثُ مَسْجُودِ الْمَاهَا وَمَعْرِ  
 آپ کی بت شکنی کے بعد پہر کہی لات و منات کی پرستش نہوئی اور صواع



وعزاکم عزت نرسی ولا ابن نفیل بعد ذاک ومقیس ۔ باوکل  
 من وسدته عقر الثریٰ ۔ ابن نفیل ومقیس ہی باقی نرہے مع اوس  
 بت کے جسے سب پہلے آپ نے خاک میں ملا یا خلاصہ یہ کہ آپ کی بدولت  
 بت ہی ناپید ہوئے اور بڑے بڑے نامی بت پرست ہی پوند خاک  
 ہوئے اور تفصیل معنی شرح قصائد میں لکھی ہے صدمت قریشیا  
 والرماح شواجر ۔ فقطعت من احمہا ما تشجر ابرا صدہ ہاتھ  
 دیا آپ نے قریش کو اور کچھ اونکی پروانگی لاکھ وہ اپنے ترنگے پر چمے  
 لیے بیٹھے رہے اور قرابت کا ہی پاس نہ کیا اور بسنے کہ جنہوں نے  
 آباؤی مذہب کے توح لیکے صاف انصاف کے خلاف کیا اور ٹھہری بکری  
 راہ چلو منصفون کی پکھڑنڈی اور عاقلوں کے ڈہرے کو چوڑو دیا  
 فلوک انا فی ابن عمک حججک ۔ بعضیکم اجر من ذل القوم الخیر  
 پس اگر بروباری آپ کے چچا زاد بہائی بیٹے جناب رسالت آپ کے اپنی  
 شر بار کو نہ روک دیتے تو وہ خون قوم سراپا یوم کے ہزاروں دریا بہاؤی  
 ولکن میرا اللہ شطیر فیما ۔ فکنت لستطو شمر کانت لیغفر  
 لیکن راز خدا بٹ گیا تم دونوں بہائیوں میں تم آیہ غضب الہی سنئے کہ برابر  
 حملہ کرتے جاتے تھے گناہ کاروں پر اور وہ آیہ رحمت تھے کہ قریش کی  
 خطائیں معاف کرتے جاتے تھے اور اسی رحم و غیظ سے عدالت خدا  
 ترکیب پائی تھی واعظ کتاب ہے کہ یہ فتح بہت بڑی فتح تھی کہ جس  
 حضرت کو اور خانہ کعبہ کو بڑی عزت ظاہری حاصل ہوئی اور اسی وجہ  
 اوس دن عید قرار پائی اور غسل کرنا اور لباس فاخرہ پہننا اور روزہ رکھنا

مستحب ہوا اور کامل ہو گئی اور اسکی سبب سے وہ بشارت کہ جو عجیبی نبی  
 نے اپنے صحیفہ کے باب فصل میں تحریر فرمائی تھی کہ  
 בְּהַאֲמִרְיָהָ עָבְדָה אֶת אֱלֹהֵי אֲחֵת בְּעֵשׂ  
 הָיָא אֲנִי בְּיָדָא תְּהֵאֲמַרְנָא אֶתְהָא אֲרָץ  
 וְאֶתְהָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ הָיָא רַעֲשָׁתָא וְאֶת  
 בְּהָא הָיָא בְּיָדָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ הָיָא רַעֲשָׁתָא  
 אֶתְהָא תְּהָא הָיָא בְּיָדָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ  
 עָבְדָה אֶתְהָא הָיָא בְּיָדָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ  
 עָבְדָה אֶתְהָא הָיָא בְּיָדָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ  
 הָיָא רַעֲשָׁתָא אֶתְהָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ  
 הָיָא רַעֲשָׁתָא אֶתְהָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ  
 הָיָא רַעֲשָׁתָא אֶתְהָא אֶתְהָא תְּרַבָּהּ

اور میں ترش کردون گا آسمانون اور زمینوں اور بحر و بر کو اور ترسزل  
 کردونگا کل قوموں کو اور آئینگا حیدت یعنی محد و ستودہ کل قوموں کا  
 اور ہر دو گھامیں گہرا و سکا زریگی سے یہ فرمایا خداوند افواج نے اور اس  
 زمانے میں یہ رہی تھی چاندی ہوئی اور میری ہی لئے سونا یہ فرمایا  
 خداوند افواج نے عظیم تر ہوگی زرگی اور اسکی اس پہلو گہر کی یعنی کعبہ کی  
 پہلے گہر یعنی بیت المقدس سے یہ فرمایا خداوند افواج نے اس آیت اخیر میں  
 اشارہ ہے کہ یہ وَمَنْ دَخَلَ كَانَ امْنًا یعنی جو داخل حرم محترم خانہ  
 کعبہ ہوا اسنے امن و امان پائی چنانچہ جناب رسالت مآب نے خود ہی اس  
 فتح مبین میں امن دی ہوا دیکھو کہ جو بنا ہوا لیجائے طرف کعبہ کے طرف یہ کہ

بعض اہل لغت عیسائی مذہب نے لکھا ہے کہ حیدر معنی و لفظ مناسب  
 احمد ہے مگر تحقیق بشارات میں باوجود اسکے یہ شبہ ہے کہ شاید حضرت نے  
 یہ نام تطبیق بشارات کے لئے رکھ لیا ہو اور انصاف یہ ہے کہ اتنا اقرار  
 اوسکا کہ حیدر مطابق احمد ہے کافی و وافی اثبات دعویٰ میں ہمارے  
 ہو اور باقی عذر بار و تجدید اسم خلاف اصل ہے اور نہ کسی مورخ کے  
 بیان سے ثابت ہے علاوہ یہ کہ یہی احتمالات بشارات عیسیٰ میں جاری  
 ہونگے کہ دیدہ و دانستہ اونہوں نے اپنے تئیں اون صفات سے  
 موصوف کر لیا کہ جسے بشارات سابقہ اونکے حق میں

معلوم ہوں رہی بشارات حمل علیہ فی ۱۱

یعنی علمائے توبہ جو ہر اک لفظ مذکور

باکرہ اور طلق زن جوان

میں ناتمام ہو جیسا کہ

خیال ہو جو ہوتا

و کجا الجنا

## موعظہ تیرہواں

بقیہ بارہویں کا شامل مناظرہ لطیف پر اہل سنت سیرت شکنی  
 کے متعلق اور اشعار ابدار فریقین کے مبارکباد میں حضرت  
 امیر کے شانہ نبی پر جا کے بت شکنی فرمانیکی پر اشعار قصید  
 مستنزی جنگ حنین کے بیان میں اور ابو جریول پہلوان کی لڑائی  
 حضرت امیر سے اور خلیفہ اول وغیرہ کی بگڑ کا حال پر کچھ مطامن  
 خلیفہ اول کو اور انکی پیشینازی کی کہانی اور ولید کی لوطیکے  
 نماز پڑھانیکا لطیف قصہ اور خلیفہ جی کا انحراف اسامہ شکر اور مختصر  
 نزول سورہ ہل فی کا اور رد شمس کا اور ابراہیم آفتاب کل انیکا مظہر مزی  
 واعظ کو غطیلین رحسن تفابیر کہلما جو پورین س غط کو دن و رات میں حضرت

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پوشیدہ نہ ہے کہ جو حدیثیں کل بہنے متعلق بت شکنی حضرت امیرؓ پہی  
تہیں اونسے دو شبہہ اہل سنت کو پیدا ہوئے ہیں پہلا شبہہ  
یہ ہے کہ لوگ اپنے لڑکوں کو اکثر گود میں اوٹھالیا کرتے ہیں اگر  
جناب رسالت مآبؐ نے بنسبت جناب امیرؓ کے ایسا ہی کیا تو کیا فخر اور  
ہر چند کہ یہ شبہہ محض غنا و قلبی حضرت امیرؓ سے ظاہر ہوا ہے اور اس  
قابل نہیں کہ اہل علم متوجہ اسکے حال کی طرف ہوں لیکن رفع شبہہ عوام کے  
لیئے چند وجہیں روائع القرآن وغیرہ سے بتغیر پسینہ کو رہوتی ہیں  
پہلی یہ کہ احمد بن حنبل و ابویعلیٰ و ابویعلیٰ و خطیب طبرانی نے اسی طرح  
حضرت امینؓ ذکر کیا ہے اور اسطرح روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا

وزین الفقی و مواہب لدینہ وغیرہ میں اور اگر یہ امر صوح کا نہوتا تو یہ علمای  
اہل سنت ان کتابوں میں عنوان فضائل سے کیوں ذکر کرتے و دوسرے  
شعرا سی فریقین کا اسی صوح حضرت میں ذکر کرنا اور تمنیت و مبارکباد میں  
نظم کرنا چنانچہ ہفت بند کاشی میں ہے ۔ گر بدی بالاترا عرش  
برین جائی و گر بدگفتی کا نجاست جایت یا امیر المؤمنین ۔ کا ادھر ہی  
چونکہ بدگفتی نبی بالاترا عرش برین ۔ زین سبب شد جایت یا امیر المؤمنین  
اور قریب اس مضمون کے شافعی لکھا ہے ۔ یا رت بالقدم  
التی آتی طاقا ۔ من قارب قوسید المحلل لا عظاما ۔ اسی میرے  
پروردگار واسطے اوس قدم مبارک کے کہ جس نے پامال کیا اوس مقام عالی کو  
کہ جو بزرگ و بلند تر تھا قارب قوسید سے ہی خلاصہ یہ کہ سیمبر کین عرش  
اور اونکا شاننا اونکی نشنگاہ سے یقینا بلند تھا اور وہی شاننا مقام جبا  
امیر مو اتوا البتہ مقام پائی مبارک حضرت مقام نبی سے بلند و برتر تھا  
وہی قوسید القدم التي جعلت لہ ۔ کشف الموبد بالرسالة سلم  
اور برکت و حرمت سے اوس قدم مبارک کے کہ جس کا زینہ ووش نبی قرار پایا  
نبت علی متن الصراط تکرما ۔ قدیمی و کن لبی محسنا و مکرما  
ثابت قدم رکھ مجھے پل صراط پر اور احسان و احترام میں میرے کوئی  
دقیقہ نہ اوٹھا رکھ تعجب ہے کہ شاہ صاحب تحفہ مسروقین باوجود  
کمال تعصب ان لیا ہے کہ یہ شعرا شافعی کے ہیں لا ادرے  
اسی دادہ شہان حکم تو باج نبی ۔ وی بعد نبی بر سر تو تاج نبی  
آئی تو کہ معراج تو بالاترا شد ۔ یک قامت احمدی ز معراج نبی

فواصل فیضی شعراء اہلسنت میں سے لکتاب ہے — اما سیکہ روز وفات  
 بہتیرہ خلافت گزارہ ہاتھ نشیندہ نہی نقش پائی کہ بردوش احمد  
 ز مہربوت مقدم نشیندہ لا اذ کو علی بردوش احمد چشم بدور  
 عیان شد معنی نور علی نور — دو — جناب رسالتاب کامر بہ  
 ظاہر ہے کہ بہتر سب نبیوں سے تھے پس بالفرض اگر اور کوئی نبی حضرت کی  
 خدمت میں آتا تو ان کے پاؤں چو متا قدم لیتا اور جن وانس پر فخر لیا تا چہ جائیکہ  
 ہمارے حضرت کے سامنے خود جناب رسالتاب نے سر و شانہ جھکا دیا  
 اور اس جناب کو اپنے شانے پر کہ جو عرش و کرسی سے ہی بلند تھا بلند  
 کیا اور پائی مبارک نے مہربوت کو مس کیا حالانکہ حال کاشہ بہت مشہور  
 ہے اور اگر اسکا عشرہ عیش اصحاب ثلاثہ کی نسبت ظہور پاتا تو یہ لوگ اتنا  
 غل جھپاتے کہ تعریف سنتے سنتے کانوں کے پردے سے اوڑ جاتے تیسرے  
 یہ کہ اس سانحہ میں علاوہ اس احترام مذکور کے اور بھی کئی ولیدین فضیلت  
 کی بین از انجملہ یہ کہ عمل خیر بہت بڑا امر تھا پس جب ایسے اشرف خلق  
 کے ایسے افضل اعمال میں کوئی شریک و سہیم نہ تو وہ کیونکر افضل ہوگا  
 اور اگر یہ باعث فضیلت نہوتا تو حضرت موسیٰ حضرت نارون کے لئے  
 کیوں یہ دعا کرتے کہ اَشْرِکْ فِی امْرِی یعنی خداوند امیرے شریک حال  
 کہ نارون کو اور جناب رسالتاب حضرت امیر کے بار میں کیوں دعا  
 کرتے وَاجْعَلْ لِّی وَزِیْرًا مِنْ اَھْلِی عَلَیْکَ اَیُّھُ الشَّدَّادُ بِہِ اَکْرَمُ  
 وَ اَشْرِکْ فِی امْرِی یعنی خداوند اگر دان واسطے میرے ایک وزیر میرے  
 اہل و عیال سے وہ کون کہ علی بہائی امیر مضبوط کر دے سبب دے سکے

پشت میری اور اوسے میرے شریک حال کر اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عالم یا عالم اپنے کسی ملازم یا شاگرد کو حکمرانی یا تصنیف کتاب میں شریک کرے یا اپنی کعبہ پر بٹھائے تو اس سے اوسکی بڑی عزت ہو جائیگی از انجملہ یہ کہ حضرت نے نصرت و مدد جناب رسالتاً بت شکنی میں فرمائی اور ظاہر ہے کہ مددنی کی بڑی فضیلت رکھتی ہے خصوصاً ایسے امیر میں اور اسی مقام سے ہے کہ کلام صاحب کشف و صاحب ہواہب لدینہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کریمہ **وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا فَصِيْرًا** یعنی خداوند! گردان تو میرے لئے اپنی طرف سے بادشاہ مدوکار اوسی روز نازل ہوا پس معلوم ہوا کہ بادشاہ مدوکار مراد حضرت امیر علیہ السلام ہیں کہ وہی اوس مدوکار سیّد مختار ہو کر تھے از انجملہ یہ کہ خانہ کعبہ سب مقاموں سے افضل ہے پس وہ جناب جب بت شکنی میں کعبہ پر گئے تو البتہ افضل ہوئے اور ادریس ویسی و جناب رسالتاً کو جو فضیلت بالائی آسمان جاے سے ہوئے وہ محل تامل نہیں اور قرآن مجید میں مذکور ہے چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام کے باریعین ہیں و رَفَعْنَا مَكَانًا عَلِيًّا اور بلند کیا ہم نے اوسے مقام عالی پر غار کپست میں حضرت کے ساتھ جانا تو بابت فخر و بلندی ابوبکر ہوا اور حضرت کا ایسے مقام بلند پر پہنچنا باعث فضیلت نہو یہ محض تعصب ہے اور ج و حقیقت یستی و بلندی میں بڑا فرق ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک از انجملہ یہ کہ حضرت شل جناب رسالتاً بت شکنی کی اور بالاتر حضرت ابراہیم سے کہ اونہوں نے غیبت مشرکین میں پوشیدگی سے بت شکنی کی تھی اور



ہمارے حضرت نے مجمع عام قریش میں ظاہر بظاہر بت شکنی فرمائی اور  
 جیسا کہ اس عمل عظیم میں حضرت کو مسابہت جناب رسالت مآب و حضرت  
 ابراہیم سے ہوئی اوسے طرح لقب شریف میں ہی مسابہت حضرت  
 سے تھی ہر چند کہ سب نبیوں کے القاب مشہور ہیں مثل کلیم اللہ و روح اللہ  
 وغیرہ مگر لقب حضرت ابراہیم اعلیٰ خلیل اللہ کی حجاست فقط اُن کی نہیں  
 دونوں فرزندوں کی کہ جو قدم با قدم اور خلف الصدق اُن کے ستے  
 پانے گئے یعنی حبیب اللہ اور ولی اللہ میں اور مناسبت معنوی خلیل  
 حبیب و ولی اہل فہم پر پوشیدہ نہیں علماء وہ یہ کہ حضرت امیر علیہ السلام  
 کے خطاب مقرر ہونے میں انبیائی سابقین کی طرح اشعار و آیات  
 کہ یہی اسی پائے کے تھے اور رتبے کی راہ سے انہیں میں محسوب  
 پس یہ سر لقب ولی اللہ ہے کہ جب اکثر ظاہر میں شنبہ نہیں از انجملہ  
 یہ کہ سن شریف حضرت کا فتح مکہ میں کشتیلس برسر کا تھا ہمارے حضرت  
 نہ نابالغ تھے اور نہ پیر نابالغ پس اونکا اوٹھانا لڑکوں کا گوہ میں لینا  
 نہ ٹھرا اور اگر قیاس کو دخل دینگے تو اول تو وہ ہمارے مذہب میں صحیح  
 نہیں دوسرے یہ کہ اُن کے خلفا وغیرہ سے بھی اوسکا انکار منقول ہو  
 پس ہمارے مقابل میں بلکہ عموماً پابندی قیاس خلاف قیاس ہے  
 علاوہ یہ کہ ہر قیاس میں چار رکن ضرور پائے جاتے ہیں اصل فرع  
 جامع حکم اور اس مقام پر ارکان ثلاثہ اصحاب ثلاثہ کی طرح بے اصل  
 ہیں پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا تفصیل اجمال یہ ہے کہ اصل  
 بلند کرنا اطفال کا ہے اور یہ ثابت نہیں کہ اطفال کا بلند کرنا سنانی

احترام ہو یا اسکے ساتھ جمع نہ ہو سکے اور فرع بلند کرنا جناب امیر کا امر  
 اور فارق سابق میں مذکور ہوا پس فرحیت ہی غیر مسلم ہے جو ان کا بلند کرنا  
 کسی طرح فرع اطفال کے بلند کرنا نہیں ہو سکتا اور محبت اطفال اور  
 اندیشہ اونکے گریہ نیکا جامع ہے اور تحقیق ایسے مصالح کا بلند کرنا جیسے  
 امیر علیہ السلام کو ظاہر بطلان ہے پس رکن رابع کیونکر پایا جائیگا پس قیاس  
 خلاف قیاس ہوگا اور دلیل بطلان اصل روایت وار قطفی ہے کہ **حَدَّثَنَا**  
**ابو بکر وھو علیٰ منبر رسول اللہ ص فقال انزل من مجلسي**  
**فقال صدقت واللہ انک لمجلسي انک ثم اخذہ واجلسہ فی**  
**حجر و بکی** یعنی ایک روز ابو بکر منبر رسول خدا پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ حضرت  
 امام حسن تشریف لائے اور اس سے فرمانے لگے کہ منبر سے اتر  
 اسلئے کہ یہ میرے والد کی جگہ ہے کچھ تیرے باپ کی نہیں اور عرض  
 کی کہ بخدا میں ہی اسی آپ ہی کے والد کی جگہ جانتا ہوں پھر امام حسن علیہ السلام  
 کو گود میں لے لیا اور رونے لگا ابن حجر سنگدل بعد نقل کرنے اس  
 روایت کے کہتا ہے **فَانْظُرْ لِعَظِيمِ مُحَبَّةِ ابْنِ بَكْرٍ وَتَعْظِيمِهِ**  
**وَتَوْقِيرِهِ لِلْحَسَنِ عِیْنِ اَجَلَسَهُ عَلٰی الْحَجْرِ وَبَکٰی اِیْسَ وَکَیْہُو تُوکَیْفَہُ**  
 اول کس قدر محبت رکھتے تھے امام حسن علیہ السلام اور کس قدر تعظیم و تکریم  
 کرتے تھے اونکی بے تکلف اور نہیں اپنی گود میں بٹھالیا اور زار زار رونے  
 لگے اب دیکھنا چاہیے کہ ابو بکر کی نیکی تو ابن حجر اس حدیث سے  
 کیا جلدی سمجھ گیا اور وہ نکتہ ہرگز خیال میں نہ لایا کہ امام حسن نے کیونکر  
 الزام دیا خلافت ماب کو اور صدیق نقی نے کیونکر تصدیق اور جواب کی

کی وَاخْرَجَ لِلْعَامِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِيُّ وَقَدْ خَلَّ الْحَسَنُ عَلَى رَقَبَتِهِ فَلَقِيَهُ جُلٌّ فَقَالَ نِعْمَ الرَّكْبُ رَكِبْتُهُ يَا غُلَامُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ نِعْمَ الرَّكْبُ هُوَ ذِكْرُهُ فِي الْمَشْكُوفَةِ رَوَيْتُ كِي حَاكِمٌ لَمْ يَسْمَعْ نَكْرَهُ يَفِي  
 فرمایا ہوئے جناب رسالت مآب اور دوش مبارک پر امام حسن تھے پس اپنا  
 راہ میں ایک شخص نے کہا کہ امیر حسن کیا اچھی تمہاری سواری ہے پس  
 جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ نہیں بلکہ کیا اچھا سوار ہے میرا وَاخْرَجَ  
 أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيبَةِ عَنْ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَافِخَتِي الْحَسَنِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ إِذَا ذُكِرَ خَيْرٌ  
 فَيَجْلِسُ عَلَى ظَهْرِهِ وَمَنْ عَلَى رَقَبَتِهِ نِعْرَةً النَّبِيُّ مَرَّ عَافِرًا فَقَالَ  
 قَلَمًا قَوْعٌ مِنَ الصَّلَاةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَصْنَعُ هَذَا الصَّبْرَ  
 شَيْئًا لَا تَصْنَعُهُ بِأَحَدٍ فَقَالَ إِنَّ هَذَا رَجَائِي وَإِنْ هَذَا أَيْنُو حَسْبِي  
 اَنْ يَخْلِكَ اللَّهُ بِهِ أَبُو نَعِيمٍ نے کتابِ علیہ میں ابو بکر سے روایت کی ہے  
 کہ جناب رسالت مآب اکثر اوقات نماز پڑھتے تھے اور سجدے ہی میں رہتے  
 تھے کہ ناگاہ حضرت امام حسن علیہ السلام بسبب صغرن اُکے کہی کہی  
 اونکی پیٹھ پر بیٹھ جاتے تھے اور کہی گروں پر سوار ہوتے تھے اور جب  
 وہ جناب سجدہ سے اٹھتے تھے تو بہت آہستہ آہستہ اٹھتے تھے  
 تاکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے پس لوگوں نے  
 عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اس لڑکے سے جو محبت کرتے ہیں وہ کسی  
 نہیں کرتے حضرت نے فرمایا کہ ایسا کیونکر نہو حالانکہ یہ میوہ دل اور جو  
 سیر ہی ہے اور یہ فرزند میرا ہے کافی ہے مجھے اسکی یہ فضیلت کہ خدا

بہ سبب اسکے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کر گیا و عن عقبہ  
 بن الحارث قال رایت ابا بکر حمل الحسین وهو یقول  
 یا ابا انت شبیب بنی لست شبیبھا بعلیٰ اور عقبہ بن  
 حارث سے ہے کہ ابو بکر کو دیکھا ہے کہ اوس نے حضرت امام حسین علیہ السلام  
 کو گود میں اٹھالیا اور کہنے لگا کہ اوس شخص کے باپ کی قسم کہ تم نبی سے  
 مشابہ ہو اور علی سے مشابہ نہیں اور ابن حجر مکتا ہے حملہ الصید  
 علی عاتقہ اگر مالاہل البیت الحمد للہ انتہی مخلص  
 یعنی ابو بکر نے امام حسین علیہ السلام کو جو گود میں لیلیا تو اوسے تعظیم و  
 تکریم البیت نبی منظور تھی اب دیانت و امانت افاضل البیت  
 تماشے کے قابل ہے کہ اثبات نیک نہادی خلیفہ صاحب کے لئے اونکا  
 حسین کو گود میں لے لینا تعظیم و تکریم البیت پر محمول کرتے ہیں حالانکہ  
 جب وہ اونہیں اٹھاتے تھے تو اونکی والد کی جگہ پاؤں سے دباتے  
 تھے پس اس توہین نے اوس احترام کو تباہ و برباد کیا اور جناب سالتم  
 کے حضرت حسین اور حضرت امیر کے بلند کر نیکو احترام پر محمول نہیں  
 کرتے حالانکہ تمام حاضرین و ناظرین و سلف صالحین صحابہ و تابعین  
 بلکہ جمیع علمائے کمالین ہمیشہ سے ہی سمجھتے چلے آئے کہ دونو مقام  
 مذکور میں فعل جناب رسالت اک بقصد اطہار شرف و تعظیم و تکریم کے  
 واقع ہوا پس ایک ہی بات میں ایک جگہ جو خلیفہ صاحب کی فضیلت  
 کا موقع مانتہ لگا تو اوسکا اقرار کیا اور جب جناب میر کا اوس سے نفع  
 دیکھا تو جھٹ پٹ بے تکلف اوسکا انکار کر دیا سچ ہے جوٹ کے

پاؤں نہیں ہوتے۔ دروغ گور حافظہ نباشد و دوسرا شبہ یہ ہے  
 کہ بنابر روایت روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب وغیرہ ثابت ہے کہ  
 حضرت امیر سے بابتوت نہ اوٹھ سکا اور خود انہوں نے اعتراف کیا کہ  
 سب عضو ٹکڑے ٹکڑے اور سب ہڈیاں اوکی اوکی بار سے سر سے  
 ہوتی جاتی ہیں اور پتھر سے ہی بتصریح فرمایا کہ یا علی تم سے میرا کہ جو بابتوت  
 ہو نہ اوٹھ سکیگا اور وہی باریا غار نے شب غار اپنے دو شیعہ اوٹھالیا  
 پس یہ ثابت ہوا کہ وہ علی سے افضل تھے اور اسکا جواب کئی طور پر  
 پہلے یہ کہ یہ کتابیں ہمارے مذہب میں معتبر نہیں اور نہ ہمارے  
 حدیثوں سے اسکا کچھ پتا لگتا ہے ۶۔ ~~یہ بھی ثابت نہیں~~  
 کہ شب غار یا غار بلکہ مار غار نے خالی اختیار کی ہو ~~یہ بھی ثابت نہیں~~  
 ابن عباس وغیرہ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کے لوگ اس پر قادر  
 نہیں کہ میرے کسی عضو کا بار اوٹھاسکے پس ثبات و اظہار فضیلت خدا  
 لقبی کے لئے تلمذ مخبر صادق صادق آئیں جو تھے کلام مذکور  
 گویا تفسیر ہے کریمہ و کوثر لکھا ہذا القرآن علی جبل کراۃ  
 خاشعاً متصدداً من خشية الله یعنی اگر نازل کرتے ہم  
 قرآن مجید کسی پہاڑ پر تو دیکھتے تم کہ ہماری ہیبت سے وہ پہاڑ بالکل اوجھا  
 بلکہ جڑ پڑے او کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ہمارے  
 اوسے بار قرانی کے کہ جو بابتوت تھا حامل و حافظ و محاذاتے پس  
 اونکا بوجہ بطریق اولیٰ پہاڑ سے بھی اوٹھانا ممکن نہ ہوگا اور ظاہر ہے  
 کہ خلیفہ صاحب پہاڑ سے زیادہ سنگ لاخ اور بڑی لاٹھہ نہ تھے گو سنگ

زیادہ تر ہون مگر پرہی تا بیکے آخر کو ضرور دب نکلتے پس معلوم ہوا کہ یہ  
تخل غیر حقیقی ہی و بسا ہی تخل تھا کہ جیسا سنیوں کے حق فراموش  
حافظ قرآن مجید کا تخل کرتے ہیں بہ طور ہمارا مطلب حاصل کہ محبت خلیفہ  
صاحب میں یہ لوگ تکذیب نبی تو کیا خدا کے جُٹلانے پر ہی بندین  
ایمان و اسلام سے کیا مطلب فقط دوستی ثانیہ سے کام لیا یا چون  
ہمیشہ حضرت لنگر پتھر خاک مٹی پر چلتے پرتے تھے کبھی اتنے نے حضرت  
کی سواری دی ہے اور کبھی گھوڑے گدھے خچر نے اونکی بار برداری  
کی ہے پس اگر انہیں کے محسن خلیفہ صاحب ہی ہوں تو کیا فخر  
چنانچہ ہزری کہتا ہے وَیَرْکَبُ الْفَرَسَ ثُمَّ الْبَغْلَةَ ثُمَّ الْحَصَى  
کی بات تو یہ ہے کہ جو جس مصرف کا ہوا اس سے وہی کام لیا جائے  
اور پتھر سے زیادہ کون عادل و منصف ہوگا پس فعل نبی سے صفا  
ظاہر ہوا کہ حضرت علی کو انہوں نے اسی لائق جاننا کہ اپنے دوست  
مبارک پر بلند گردانا تاکہ علو علی عالی ظاہر ہوا و نیکے رتبہ کا ہر دوست  
و دشمن ناظر ہوے گر برسر چشم من نشینی ۛ نازت بکشم کنا ریشنی ۛ  
اور خلیفہ صاحب کو محض حمالی کے قابل تصور کیا کہ انہیں وراز گوش کا  
منصب یا خلاصت یہ کہ حضرت کے نزدیک وہ وراز ریش باین  
ریش و فش وراز گوش اور خزانہ شخص سے کم نہ تھے چنانچہ جناب مفتی صاحب  
فرماتے ہیں ۛ وَلَوْ أَنَّ صَاحِبَ عِنْدَ أُولَى النَّظَائِرِ ۛ فَقَدْ رَكِبَ  
الْکَبْشَ عَلَى الْحِمَارِ ۛ یعنی اگر خلیفہ صاحب کا اوستا لینا جناب رسالت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت ہی ہو تو انہیں تو وراز گوش ہی اوستا

اوٹھائے پرتانتا و اہ سبحان اللہ جس دلیل سے مخالف چاہتا تھا  
 کہ خلیفہ صاحب کو خیر بشر شاخ روز محشر ساقی کو نثر حیدر صفدر پر معاذ اللہ نقل  
 کھڑکھڑناشد تزییح دی اسی دلیل سے کہ ہر کوئی تزییح خلیفہ صاحب پر ثابت  
 ہوگئی اسیلئے کہ اسنے اگر ایک بار یہ امر ظاہر ہوا تو اسنے تو بار بار اور بار بار  
 حضرت اوٹھایا منتر لون پہونچایا آخر عیسیٰ تو ہمیشہ سے سنتے آتے تھے یہ خبر  
 محمد نیا ماتہ لگا خیر یہاں تک ہی غنیمت ہے سچ تو یہ ہے کہ انہیں غریب نیکی ہی  
 لیاقت نہ تھی خر کا انجام تو بخیر ہوتا ہے یہ ایسے خرتے کہ انہوں نے اپنے  
 انجام کی بھی خبر نہ کی خر کے تو دم ہوتی ہے تقاضائی سن سے ان بچاری کی  
 تو دم ہی کم تھی سے دم گر گئی پر جہڑ گئے پرتے ہن لند و رے ہن مان گر  
 دم کا نعم البدل انہوں نے مونہ پر ڈمار سی پائی ہو تو کیا عجب پر یہ شعر انکے  
 حسب حال مناسب ہے ذہب الحمار لیستفید لنفسہ و قرنا فابا  
 و ما کہ اذنان بیجاہ خر آرزو سے دم کرو ہن نایافتہ دم و گوش کم کرو  
 پر فاضل مستنری فرما رہین ذکر دت حینا و المنا یا شواخص فلذلك  
 من امر کا دھما تو عمر آپ پر جنین پر جا پڑی حالاکہ موتیں چشم براہ نظر  
 تھیں خلاصہ یہ کہ جس لڑائیمین موت مونہ کو لے آئیں نکالے بیٹھی تھی  
 کہ جیسے پا جائے فوراً اسے کہا جائے ایسی ہیبت ناک لڑائی میں میاں  
 شیر بر کی طرح جا پڑے اور صفین اولٹ دین اور جو لوگ رکن رکن و  
 صدر نشین بزم رزم تھے انہیں بات کی بات میں تہ تیغ بیدریغ کیا اور  
 ساری ناہمواری اون کجرائی کجکلاہوں کی اپنی کوومی فکرمین دھڑ  
 اھٹی بسیفک قاطر ہوا من کئی قد ترکت مقطر ہوا



پس کہتے ہی خون آپ کی ذوالفقار شرربار سے ٹپک گئے کہ جو ٹکڑے تھے اون بہادر و ن سے کہ چکی پاش پاش لاشیں خاک و خون آلودہ ریگ گرم میدانِ نبرد میں اپنی چوڑ وین تین خلاصہ یہ کہ جولا شین ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی زمین والدی تین اونہیں کے خون کا ٹپکا لگا ہوا تھا آپ کی تلوار سے **وَكَمْ فَاجِرٌ خَبَرَتْ يَبْنُوْعُ قَلْبِهِ ۝ وَكَمْ كَافِرٌ فِي النَّارِ بِأَخِي مُكْفَرًا** کہتے ہی فاجروں کے چشمہ دلو آپ نے منفجر کر دیا اور کتنی ہی کافروں کو پیوند خاک بنایا واقعی یہ لڑائی ہی یادگار تھی سات آٹھ بنی ہاشم میدانِ نبرد میں رہ گئے تھے مقابل تیس ہزار جراح کے اور حضرت امیر علیہ السلام تن تنہا پیٹ کے کبھی حفاظت کرتے تھے کبھی اونہیں دفع کرتے تھے کبھی خود اونپر دھاوا فرماتے تھے اوس روز حضرت نے ایسی تلوار کی کہ بڑے بڑے تلوار کے وہنی لوہا مان گئے اقلیم شجاعت میں حضرت کا ڈنکا بجا اور انکے نام نامی پر سکہ جاری ہوا خصوصاً ابوجرول کی لڑائی تو کبھی چشمِ فلک پر ہی نہ گزری تھی چنانچہ کتب اخبار و سیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابوجرول حضرت کو اس طرح اکیلا پایا تو اوسو بہت غنیمت جانا اور نشانِ شکر لینے پر یکے باہر نکل آیا اور سامنے حضرت کے آگے ٹرا وہ برج کا برج لباسِ آہنی پہن کے میدانِ نبرد میں کیا آیا گویا اوسنے اوس رن کو کانِ فولاد بنایا پہلے زور سے نشانِ زمین میں گاڑا پھر دیو کی طرح چنگھاڑا شیر کی طرح ڈکارا خوب کڑاک کڑاک کے بجلی کی طرح نعرہ مارا رجز میں اپنے حسبِ نسب کی بہت تعریف کی نام و نشان کا پتا بتا کے داو کوہ و نخوت دی پر کہا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو میرے سامنے آئے دیدہ و دانستہ موت کے



مونہ میں دہنس جائے نامردی سے اپنی سوچے پر نراڑی ملک پامردی  
 کر کے آگ میں کود پڑے اور سوقت بجڑ ہمارے حضرت کے اور کون تھا  
 کہ جو اڑسکا جواب دیتا اور بدلا اس زبان و رازمی کا اوس سے لیتا پس  
 ہمارے حضرت کو بڑا غصہ آیا میسر سے اذن طلب فرمایا حضرت نے سکوت  
 فرمایا بالکل جواب ندیا پھر اوس اڑوہ نے مونہ کھولا شعاع کی طرح زبان  
 نکالی چسچ مار کے ساری دنیا سر پر اوٹھالی پہلے تو غصہ کے مارے  
 تھرایا پھر رزمین یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جس بہادر نے عمرومحب کو زیر  
 کیا ورنہ میرے کی طرح او کیڑ لیا جب تلوار کو تول کے آیا بات کی بات  
 میں اوسے دو کر دیا یہ بہر جا کہ شمشیر او کا رکھ دہدہ کی را دو کر دو دورا  
 چار کر دہدہ جسے کوئی نامی ہم میں سے نہ پھوڑا ہمارے خداؤں کو توڑا  
 بڑے بڑے سرکشوں کی گردنوں کو توڑوڑا مڑوڑا جو چالیس آدمیوں سے  
 ہل نہ سکتا تھا اوس نے اپنی دروازہ کھول کر اوسے ٹھنڈا اوٹھا لیا اور اوسکا آہنی پل بنایا  
 آج ہی اوسے پامردی کی یا میرے ڈر سے اپنی راہ لی تو جانوں جو میرے  
 نساخے آئے آئینہ ایک آن کی دیر نہ لگائے تاکہ ہم اوسکی سپہ گری سچہ  
 بہال لین خوب آپس میں دلی انگلیں نکال لین امتحان ہو کے طاقتوں کا  
 حال کہلجائے جرأت و شجاعت ترازو میں تلجائے حضرت نے جو اوسکی  
 یا وہ کوئی سنی تو بالکل تاب نہ رہی حضرت سے اجازت لیکے میدان کی طرف  
 باگ لی غصہ سے اونکے آسمان تھرایا زمین کو عرشہ آیا ذوالفقار شرر بار کی  
 حدت سے ہوا اڑوہ کی سانس بن کے گھوڑی کی ڈیپٹ سے جو آندھی چلی تو  
 وہ ہلاکت دشمن کے لئے بادِ مہوم بنی اور لو کی طرح رنگی پس علمِ جناب سالتماب

دست مبارک میں سیلے ہوئے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لے جیسے تو نے بلایا وہ تیرے گوشمالی کو چلا آیا ابو جریول سپہنکے تترایا مگر کچھ نہیں آیا اب پچھتاؤ سے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں جگ گین کسیت بد آخر الامر وہ زندگی سے ماتمہ وہو بیٹھا عمر عزیز ماتمہ سے کہو شیا تماشا سیون کے کانوں کے پردوں کو پھاڑا ایسا دیو کی طرح چنگھاڑا خوش کہا کہا کہ جو حضرت کی طرف بڑھا تو سمندر کا سا کھنڈا اس کے موندہ سے نکل پڑا سپر تلوار تول کے حضرت کو فرق مبارک پر جھکایا گویا باقی نے سوڈ سے کہو نہ لگایا بجلی کی طرح کوند کا اوکی تلوار خود حضرت برگری لیکن گرفتاری فوراً گئی نہایت اوس خود سے کو ذلت خواری ہوئی کہ ایک ماتمہ لگاتے ہی اس کی تلوار آری ہوئی بارہ پر سے بالکل مرگئی خود پر پڑ کے صاف اوڑھ گئی یہ تو دونوں طرف سے وار چلنے لگے خوب ہی لیک لیک کے چوٹ کے ماتمہ لگنے لگے جو سریا لنگوٹ کی چوٹ تھی وہ بالکل بے کھوٹ تھی کہی جو کمر کاٹ نکالی تو اس نے کفر کی کمر کاٹ ڈالی یہاں تک کہ حضرت کو غصہ آیا جس نے کفر کو قہر لہی کی طرح بلایا اسلام خوشی کے مارے پہلانہ سماتا دین احمدی سدا بہار کی بہار و کماتا ماتمہ تا اینکه حضرت نے شیر کی طرح دست بازو بڑھایا ذوالفقار شرر بار کو بجلی کی طرح اوس خود سر کے سر پر جھکایا لکھنکی باندہ کے جوا سپر نظر ڈالی تو گویا رعب سے اوسکی جان نکالی باہر حال اوسکا خراب ہوا آنکھ چار ہوتے ہی نہرہ آب ہوا پھر حضرت نے کتراس کے پہلو کی طرف جا کے چپ سی باگ یاں پر ڈالی شب سی ذوالفقار کمر کی نکالی تیوری پر بل آیا صاعقہ عاود ذوالفقار کی چمک نے یاد دلایا کی طرح

سب سے کاہل

تکبیر کا لغو فرمایا بے کٹکے ذوق و افتار تول کے اوسکی سر پر لگا دیا لمحہ کلمہ میں  
 لکڑی کی طرح اوسے دو کیا دو بلفہ پر چو پڑی تو قاش زین تک کین نہ آری  
 اور زین سے بڑھنے کا جوار اوہ کیا تو زین کو بوسہ یا صغیر و کبیر اوس  
 صفائی کے ہاتھ سے حیران تھا صابن سے تار کے کھجائیا کا سماں تھانی  
 حماقت پر خوب رویا آخرش گھوڑے بچ کے پاؤں پہلا کے مرحب کے  
 پہلو میں سویا سے و کمر میں مڑس فی المصباح محقق تھا ہذا  
 لا جسماء محلا العرا بے اپنے بہت سرکشوں اور خود سرون کے  
 سر و کلو اپنے نیزے کی گرہ بنا ڈالا اور بہت سی حیاتوں کے عقد و وار کے  
 ساری گنتی سلجھا دی و اعجب کیا لیسنا انہیں القوم کشف بہ  
 فلم تغز شیا شتم ہر و ل مدبر کا اور ایک آدمی کو فوج کی بیڑ بہار  
 دیکھ کے بڑا کتبہ مبرا اور کئے لگا کہ آج ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ  
 بحر مواج کی طرح ہمارا لشکر سو جن مار رہا ہے پس و کثرت کچھ کام نہ آئی  
 اور وہ سب مع اوسکے سر پر پاؤں رکھ کے بہاگ کھڑے ہوئے  
 وصاقت علیہم الا کر من بعدہما واللنص حکم لا یدفع ہما  
 اور زین فراخ باوجود کمال وسعت و فسحت تنگ ہو گئے اوسپر کہ اوسو  
 بہاگو راستہ نہ لٹا تھا اور حکم حکم نص قرآنی کج بخشی وہ ایمانی سے  
 اوٹے نہیں سکتا مراد اس نص سے یہ لایہ وافی ہدایہ ہے و یوم حنین  
 اذا اجبتکم کثرتکم فلم تغز عنکم شیئا و صاقت علیکم الا کر  
 بما رجبت شتم و لیکتم مذہبین اور مراد انسان سے کلام مقربی  
 میں خلیفہ اول ہو کہ اوہوں نے کثرت فوج پر عجب نخوت کی تھی آخر یہ

بنی کہ جب لشکر کفار نے نالے کو لون میں سے چپ چپ کے قطعہ  
 تیر و نکی بوجھار کی تو فوج کو گنگٹ کہا گئی اور خلیفہ صاحب کے ہی  
 پاؤں اوٹھ گئے ایسے بے تحاشا بہاگے کہ پیٹ میں سانس نہ سمائی  
 تھی ہاں فقط آٹھ آدمی بنی ہاشم سے حضرت کے پاس رہ گئے تھے اور  
 باقی والسلام بیان تک کہ حضرت امیرؓ نے اوجرول سابق الذکر کو واصل  
 جہنم کیا اور مالک مالک نے میدانین آ کے استدرخانہ جناب سالتماب  
 کے مقابلہ کی کی ہر چند بنی ہاشم رکاب ظفر اشتباہ سر لپٹ گئے اور جناب  
 امیر علیہ السلام باگ تہا نب تہا نب کے رو کا کیے مگر جناب رسالتہا نب  
 نہ مانا اور حسب درخواست اوس شقی کے بنفس نفیس یغین جانا نہ سنا  
 جانا اور مقابلہ پر جا کے اوسکا وار خالی فرما کے نیزی کی انی پیت میں  
 اوس لعین کے چھو دی اونہی ہی اشارہ نے ساری روح اوسکی چھین  
 کر دی کہ بہاگ کے وہ بستر پر گیا کچھ دیر ترٹا کیا پھر وہ ناری واصل جہنم  
 ہوا پھر حضرت عباس نامدار کو حکم کیا کہ بہاگ ہوئی فوج کو بلا و تشکیں کے  
 کلیمہ در میانین لاؤ انکی آواز بڑی پاٹ دار تھی اونکے پکارے سے تھیننا  
 تیس تیس آدمی واپس آئے حضرت نے ایک مشت خاک پر کچھ تلاوت  
 کر کے حضرت امیرؓ کو دیا کہ اوسو کفار کی طرف پہنیک کے وقعہ دہاوا کرین  
 پس جناب امیرؓ نے تعمیل کی اور خود حضرت نے ہی ناقہ کو حرکت دی اور  
 تکبیر و ن کا ایک نعرہ ہوا پس ہجر واسکے لشکر کفرین ہلچل مچی اور وہ  
 بہاگ گئے اور اسے مقام سو بعض فصحا نے کہا ہے اَبُو بَکْرٍ عَاثِمٌ  
 وَعَلِیٌّ اَعَاثِمٌ یعنی لشکر اسلام کو ابو بکر نے تو نظر لگائی اور علیؓ نے اوپر

نظر عنایت فرمائی ہے وَلَیْسَ بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ اَنْ یُّعْزِزَ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ فَبِمَا کَانَ یَوْمَ الْقَوْمِۃِ فَاِنَّ مَّا یُسْتَرْذَقُ ثُمَّ یُکْفَرُ ۝ خَلِیْفَہُ صَاحِبُ طَرَسِ ہوسے اپنی حد سے نہ بڑھیکا ایاز خود لہنا س ذرا سمجھ بوجہ کے اس واد میں تو ہم رکھے گا یہ خوب یاد رہے کہ بزرگی اپنے اہل کے لئے تو شیرین ہے لیکن نا اہل سے با اکل اجنبیت رکھتی ہے اور با وجود اسکے اگر پہر ہی اوس میں ماتم ڈال دیا جائے تو بخیر تلخ کامی کے کیا حاصل ہے ہر کسی راہ پر کار ہی سناقتند وَمَا کُلُّ مَنْ سَآءَ لِمَا عَلٰی تَحْمِلَتْ ۝ مَنَّا کِبُۃٌ مِنْهَا لَوْ کَانَ اِلَّا نَهْوًا اور ایسا تو نہیں معلوم ہوتا جو آپ سمجھے ہیں کہ ہر کس و ناکس جو مرتبہ عالی کو چکا تو اوس کا بار اوٹالے اور اُڑی ہوئی گستاکی طرح جو بزرگی چھائی ہے اوسکے بار کو ہر ایک کا شانسا سنبھال لے خلاصہ یہ کہ بزرگی کی چوٹی بادل گستا نہیں ہے وہ آپ کے حق میں کچھ مفید نہیں بجز اسکے کہ آپ اور سب تاریکی سے نافر شب کو کی طرح ٹاپک ٹویان مارنے لگی تیرے عین الصلحا یُسَیِّبُ یَوْمَکَ ۝ ہمام تَرَدُّی بِالْعُلٰی وَتَآذِرُ ۝ ہٹو بھی خبردار بزرگی سے بڑکے نہ چلنا اوسکی دامن کشی ختم ہے اوسی شہنشاہِ عظیم شان پر کہ جس نے بزرگی کا جامہ پہن لیا اور اوسکی چادر اوڑھ لی ہے فَعٰی لَمْ یَعْرِفْ فِیْہِ یَوْمَئِذٍ ۝ وَلَا عَبَدَ اِلٰلَاتٍ لِّلْغَبِیْتِۃِ اَعْصَرَا ۝ وہی جوان مرد کہ جس کا ظہور نور خدا سے ہوا اور اوسکی ولادت کو التیمین کہ

عرق ریزی نہیں کرنی پڑی اور نہ کبھی اوسنے لات و منات کی پرستش کی  
 بخلاف خلیفہ صاحب کے کہ سینہ زوری و کاوازی و عرق ریزی سے انکے  
 دوا تیم بن حرہ کی انکی ولادت کا ڈول چا اور ہمیشہ بتو کی پوجا و بری میں وکی  
 بسر ہوئی سے وَلَا كَانَ مَعْرُوكًا عِلَّةَ بَرَاءَةٍ ۝ وَلَا فِي صَلَوةٍ اَمَّ  
 فِيهَا مُؤَخَّرًا وہی جوان ناشمی کہ جو کبھی سورہ برات لیجانے سے مغرول  
 نہیں ہوا بخلاف پیر بے پیر کے کہ جب یہ سورہ برات لیجا چکے تو حضرت جبریل  
 خدمت جناب رسالتا میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حکم خدا یہ ہے کہ  
 سورہ برات کے میں یا تم خود لیجاؤ یا کوئی اور تمہیں میں سے جائے یعنی  
 غیر کو اجازت نہیں پس جناب رسالتا نے حضرت امیر کو عقب میں روانہ  
 کیا کہ تم جا کر الو بکر سے سورہ برات لیلو اور خود لیجاؤ پس یہ سچا رسے  
 مغرول ہوئے اور حضرت امیر منصوب سلیے کہ سورہ برات کا مدار اٹھانا  
 غیظ و غضب آگیا ہے بہ نسبت کفار و فجار پس فی الجملہ انہیں خود شرکت  
 مستونی میں تھے اور اسی امر کے اظہار کے لئے یہ ابتدائین مامور لیجانی پر  
 ہوئے کہ نہ خدا ظاہر بظاہر انہیں رک دے اور ہچشمونین انکا جثت باطن  
 ظاہر کرے پس وہی سورہ برات میں برات انکی خلوص ایمان و اتحاد  
 نبی سے ہوا اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ اوس جوان ناشمی نے نماز میں امامت کی ہو  
 اور پھر مغرول کیا گیا ہوا شنائی نماز میں بخلاف پیر مروتی کے کہ مرض جناب  
 رسالتا میں و خمر نیک اختر خلیفہ صاحب اپنی محبت کے جوش میں انہیں  
 نماز پڑھانکی اجازت دی اور حجت کو ہوش آیا اور حضرت نے یہ ماجرا سنا  
 تو باوجود کمال ضعف و نقاہت و شدت مرض شانہ عباس تمام کے

کشان کشان مسجد میں گئے اور اقم المومنین کو فرمایا اَنْتُمْ لَصُوحِبَاتِ  
يُوسُفَؑ یعنی جن عورتوں نے حضرت یوسفؑ سے مکر کیا تم اونسے کچھ کم  
نہیں اور پیر مرد کو پیش صف سے پسپا کیا اور خود امامت جماعت فرمائی  
سینوں نے تو یہ حدیث بنائی ہے صَلُّواْ خَلْفَ كُلِّ بِرَّةٍ وَفَاجِرٍ  
یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو پس بدلیل اشارہ معلوم ہوا کہ حضرت  
اوس پیر مرد کو فاجر سے ہی بدتر بلکہ افحرجانتے تھے وگرنہ کابھی کو نماز پڑھانا  
اوسکا ناگوار ہوتا اب انصاف سے دیکھئے کہ اسکا کہ جسے اہلسنت فضیلت  
خلافت میں روایت کرتے ہیں بیان معتزلی پر کیا انجام پڑتا و اقوال معتزلی  
عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ مَّقْبُولٌ لَا لَانْفُسِهِمْ اور بالفرض اگر امامت جماعت کی  
نوبت ہی آتی تو کیا فخر تھا اسلیئے کہ حدیث قولی اہلسنت گزری اور فعل کا  
اونکے یہ حال ہے کہ ولید پلید نے ایک روز قسم کھائی کہ اوسکی کنیز بتر  
اوسکے قائم مقام نماز پڑھائی اور وہ سکر و جنابت میں تھی پس اونسے انکار  
لباس پہن کے اور اوسکی حالت میں مسجد میں جا کے نماز پڑھائی اور از  
اہلسنت اوس شقی کو اولو الامر اور امام عصر ائمہ اثنا عشر سے اپنی جانتر  
تھے تو کچھ چارہ اوسکی اطاعت سے نہوا کیا کیئے چوک گئے اگر یہ حدیث ہی  
بنالیتے کہ صَلُّواْ خَلْفَ كُلِّ بِرَّةٍ وَفَاجِرٍ بَلْ مَجْنُونَةٌ سَكِرَتْ تَو  
پھر خوب قول و فعل میں انکے جمع ہو جاتی پس جس امامت جماعت کی  
اونکو مذہب میں یہ گت ہو تو پھر وہ کیونکر سند خلافت ہو علاوہ یہ کہ یہ حدیث  
ہماری کتابوں سے ثابت نہیں اور عائشہ تو بیٹی خلیفہ صاحب کی بیٹی  
خواہ مخواہ اپنوالد بزرگوار کی بزرگی چاہیں گی یہ کس گویکہ دفع من

اوس پر طرہ یہ کہ ایک حسابگر خلیفہ صاحب کی مان بھی ہوئیں اسلئے کہ  
 ام المومنین تہمین اور سنیون کے نزدیک خلیفہ صاحب ہونوئیں محسوب ہیں  
 پس ہمارے نزدیک ہر طور روایت عائشہ روایت ضعیف ہے  
 وَلَا كَانَ فِي بَيْتِ بْنِ زَيْدٍ مُّؤَمَّرًا عَلَيْهِ فَاُخِذَ الْبَنُ زَيْدٌ مُّؤَمَّرًا  
 اور نہ کہہ لی گیا ہو کہ اوس جوان ہاشمی کو جناب رسالت مآب نے محکوم  
 بن زید قرار دیا ہو اور یہ وہ اوس کے حاکم بن بیٹھے ہوں بخلاف پیرتبی کو  
 کہ انہیں حضرت نے اپنے مرض الموت میں داخل لشکر اسامہ کر کے مدینہ  
 ٹال دیا تھا اور یہ فرمایا تھا جَهَنَّمُ رُوحُ جَيْشِ اسامة لَعَنَ اللَّهُ مَنْ تَخَلَّفَ  
 عَنْهَا تَجْمَعُ جَيْشِ اسامة كَرُوحِ الْعَنْتِ كَرِجَا اوس پر جو جدا ہو جائے اوس  
 لشکر سے جیسا کہ مل نخل وغیرہ میں ہے لیکن حضرت پر جب مرض غالب ہوا  
 اور آنکھ بند ہو گئی تو انکی دختر نیک اختر ساندٹی پر بیٹھ کے مارا مار کر کے  
 راتوں رات لشکر اسامہ میں پھونچیں اور اپنی والدہ ماجدہ کو لشکر اسامہ سے  
 مدینہ میں پہر لائیں پس جب حضرت کو غش سے کچھ فاقہ ہوا اور یہ خبر  
 سنی تو فرمایا کہ آج بڑی فتنہ و فساد کی بنیاد مدینہ میں قائم ہوئی بطور  
 یا تو خلیفہ جی احاد و ناس کی طرح زیر حکم اسامہ تھے یا خلافت چھین چھا کر  
 اوسکو حاکم بن بیٹھے  
 وَلَا كَانَ يَوْمَ الْغَارِ يَهْفُو جَبَانُهُ  
 حَذَرَ وَلَا يَوْمَ الْعَرِيشِ لَسْتُ اُورِثُهُ غَارُكَ وَنَ هَارُكَ وَنَ هَارُكَ وَنَ هَارُكَ  
 دل کافروں کی دہشت سے لرزتا تھا بلکہ وہ تو مطمئن راہ خدا میں جا  
 بیچکر بستر نبی پر سو رہے تھے کہ اگر کافر شیخون گرین تو مجھے بیت پر کے بدلے  
 قتل کریں وہ حضرت تو پنج جائیں کسی طرہ کا گزند نپائیں یہاں تک کہ خدا



سبائیات کی اور فرشتوں کو عجز ہو گیا اوس جانفشانی سے اور اعتراف اور ہونک  
اپنی عاجزی کا کیا اور قرآن مجید نے مدح و ثنا کی حضرت امیر کی بخلاف یار غار  
کہ یہ غار میں بیٹھے لرز رہے تھے اور بسورتے جاتے تھے یہاں تک کہ جناب رسالت  
مآب نے مکر تسکین و تسلی کی بہت ڈھارس دی اور فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ  
مَعَنَا یعنی نہ سہا جاوے شبہہ خدا ہمارے ساتھ ہے پس اگر وہ خیرین سچاوا  
خلاف شرع نہوتا تو شرع میں کیوں اوسکس نہی وارد ہوتی اور نہ کہیں ہمارے  
حضرت زیر عرش چپے جنگ بدر میں اصحاب نے ایک چٹا سا پاٹ لیا تھا کہ تو  
ساہبان کے سایہ میں جناب رسالت مآب استراحت کریں پس سبقت جہاد  
میں مصروف تھے یہاں تک کہ تمام لشکر نے مع لشکر ملائکہ پیش قدمیوں کو  
وصل جہنم کیا اور حضرت امیر نے تنہا اوس قید رعبی نہیں کافر کو جہنم وصل  
کیا لیکن پیر مرد میدان نبرد نہوئے عرش ہی کی اڑ پکڑی رہی پس  
اگر بالفرض چپے رستم ہی تھے تو ہمیں کیا کچھ کام تو اونسے نہ نکلا اگر کچھ  
کام بناتے تو ہم اونہیں بڑا جانتے ۱۰ اِمَامٌ مُهْدًى بِالْقُرْصِ اَنْزَلَ  
فَاَقْتَضٰی بِذَلِكَ الْقُرْصُ مَرَدَّ الْقُرْصِ اَبْیَضًا زَكْرًا ہمارے امام تو وہ  
امام ہدایت ہیں کہ اونہوں نے ایک قرص نمان جو راہ خدا میں دیا و وسرا  
قرص چمکتا دکھتا خدا سے لیا ایک مصرع میں اشارہ شان نزول سورہ اہل  
کا ہو کہ تین شبانہ روز حضرت نے مع حسنین و جناب سیدہ و فضہ کنیز سیدہ  
کی روزے پر روزے رکھو قوت لایموت اپنی مسکین و یتیم و اسیر کو دیدنے  
یہاں تک کہ اوکی شان میں سورہ اہل اتی آیا چنانچہ شافعی کہتا ہے  
اَلَا اَمُّ الْاُمِّ وَحَقِّیْ سَمْتُہُ بِدَا عَاتِبَیْ حَسْبُہُ الْعَفْیُ ۱۰ کہ یہاں تک کہ

ہوگی میرے اس جوان مروی نے باب مدینہ علم میں ۵۰ فہل ذوہجت فاطمہ  
 غیرۃ ۵۰ وفی غنیمۃ کھل آتھل آتی ۵۰ حالانکہ کیا فاطمہ کا بچہ اونکے اور  
 کسی سے عقد ہوا اور سورہ ہل اتی کیا اور سیکے شامین آیا اور دوسرے مصرع  
 میں اشارہ ہے معجزہ روششمس کا کہ ریات جناب رسالتاب میں ایک روز حالت  
 نزول وحی میں سر مبارک حضرت زانو می مبارک حضرت امیر پر تھا اور مراعات  
 اوپر گوہ حضرت کہ بیدار نکلیں پس نمازین دیر ہوگئی پس خدا نے اونکی خاطر  
 سے آفتاب کو پھیر دیا اور ایک بار زمان خلافت ظاہری خود حضرت جنگ  
 صفین میں اسباب طول زمان جہاد کے نماز حضرت میں تاخیر ہوئی پس  
 دعا و اعجاز حضرت سے دوبارہ شمس ہوا جیسا کہ حضرت یوشع وہی  
 موسیٰ کے لیے بتصریح تورات آفتاب ٹر گیا تھا چنانچہ تیرا و اعتراف  
 مخالف و موافق یہ دونوں سانحہ دست بدست ہمتک پہونچے بلکہ بٹھاؤ  
 اذاتی تلیث تیسری بار یہی کرامت حضرت ظاہر ہوئی کہ مظفر وردی  
 واعظ الہدایت بغداد میں مصروف مداحی حضرت تھا کہ دفعۃً ایسا تیر و تار  
 ابر گہرایا اور ایسی گنگھور گٹا چمانی کہ ساری صحبت برخواستہ خاطر  
 ہوگئی اور پہ گمان ہوا کہ وقت نماز عصر جاتا رہا اور شام ہوگئی پس واعظ  
 مزبور نے دلنگ ہو کے آفتاب کیہ خطاب باعتبار کیا ۵۰  
 لا تقرب یا شمس حتیٰ یبقضنہ ۵۰ مدحی لصیو المصطفیٰ ولجلہ  
 اسی آفتاب عالمتاب خبردار اسی نہ ڈوبنا جب تک کہ مدح و ثنا آفتاب میں نہ  
 سید المرسلین کی تمام نہ کر چکوں و آئینی عنانک اذ عزمت ثناء ۵۰  
 انہیت یومک اذ مرحدت لا جلیہ ۵۰ اور مودے ہاں اپنی کہ منور

عزم باخیزم او کی مرع و ثنا کا کیا ہے کیا بھول گیا تو وہ دن کہ حسین پیمبر  
 گیا تھا تو او کو یسے اِنْكَانَ لِمَوْلٰی وُقُوْفَكَ فَلَیْكَنْ ۝ هَذَا الْوُقُوْفُ  
 الْحَقِیْقَیْہِ وَلَوْ جَلَبَہُ اگرتیر اتوقف اوس آقا کی خاطر سے ہوا تو اب اس کے  
 غلاموں کی بھی خاطر سے ضرور پڑا پس دفعۃً ابرہہؓ گیا بادل سوچ پر سے  
 ہٹ گیا اور دیوب پ نکل آئی لوگوں نے صد مار دی اوس واغظ پر سے نثار  
 کیے اور بہت کچھ خلعت و انعام میں دیا جیسا کہ ریاض السالکین وغیرہ میں  
 لکھا ہے واعطی اکتسابہ کہ یہ بھی حسن اتفاق اور کرامت حضرت ہے  
 کہ جب ہم نماز جمعہ کے لئے گھر سے چلے تو شدت بارش سے سواری کا چلنا دشوار  
 تھا اور وہی حال مستمر رہا یہاں تک کہ اب جب سلسلہ کلام اس سجزہ کے بیان  
 تک پہنچا تو ابرہہؓ کھل گیا اور بارش موقوف ہوئی فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی  
 اِحْقَاقِ الْحَقِّ اور ضرور یہیں اسید ہے کہ ثواب بحساب رب الارباب ہم لوگو کو  
 آج بجائی خلعت و انعام عطا کرے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے  
 گناہوں سے درگزرے اور لعنت کرے اون متعصبوں پر کہ جو باوجود ان  
 معجزات ظاہرہ کے انکار فضیلت حضرت کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ عیان  
 چہ بیان آفتاب خاک ڈالے سے کیا ہوتا ہے ۵ گر نہ بنید روز شہر چشم  
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۝ یُزَاحِمُ جِبْرِیْلُ تَحْتَ عِبَادَةٍ ۝ لَهَا یَسْلُ  
 کُلُّ کَصِیْدٍ فِیْ جَانِبِ لَفْرَآہِ ۝ خلاصہ یہ کہ جہاں جبریل اپنا پوچھا  
 فخر جانتے تھے وہاں ہی حضرت کاگز رہا چنانچہ بروایت ابن حبیل جب  
 حسینؑ اور جناب سیدہ و حضرت امیر داخل چادر تطہیر ہوئے تو جبریلؑ نے  
 یہی دسکا ایک کونا تمام لیا تھا اور کہا اِنَا مَعَكُمْ ۝ یعنی میں ہی آپ ہی لوگو

ساتھ ہوں مجھ کیوں چھوڑے دیتے ہو پس حضرت جبریلؑ کے منگی مقام  
اور گنجائش کا کچھ خیال نکلیا اور اس کشمکش اور دھکاپیل کو گوارا کرنا پس  
حضرت امیرؑ کے برابر کون ہے وہ ایک طرف اور ساری خدائی ایک طرف اور  
موافق اعتقاد معتزلی کے ہے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✽  
وگرنہ ہمارے اعتقاد میں جبریلؑ کی کیا مجال تھی کہ وہ حضرت امیرؑ کی ہمت  
کا خیال لائے وہ تو ان کے ادنیٰ خادموں میں تھے جہاں ہمارے حضرت کا  
مقام تھا وہاں جبریلؑ کے بھی پر جلتے تھے حَلَفْتُ بِمِثْوَاهِ الشَّرَافِ  
وَتُؤْتِيهِ أَحَالَ ثَرَاهَا طَيْبَ رِيَاةٍ عُنْبَرًا حضرت امیرؑ کے بدن اطہر  
کی لپٹ اور مہک نے جس خاک نجف کو بہتر عود و عنبر سے بنا دیا اسی  
خاک پاک کی قسم ہے لَا سَتَقْدَنْ الْعُمْرُ فِي مَدْحِي كَلَّهِ  
وَأَنْ لَا مَبْنَىٰ فِيهِ الْعَدُولُ فَالْكَرَّ كَلَّهِ ابْنِي تَامَ عَمْرُؤُنِي

صرف کر دوں گا اونکی بیج میں اور ہمیشہ بیٹے اوست

اونکی تعریف کروں گا اگرچہ قریب

بدگو حد سے زیادہ میری نسبت

کرے

یو الو عالم  
 من کت حلا فست سبب مدیک  
 من کت احادیث

این جای نفاق و بنک و خانیست  
 این سند شیرا  
 بر علی رضا غفر له

# موعظہ چودھوان

شرح خطبہ شقیہ اور ذکر فضائل حضرت امیر اور شیخ خطبہ  
 عقلمیہ اوسے ذیل میں اور بیان حضرت حقیل کے مطابق  
 کامعاویہ نماویہ سے اور مطاعن خلفائے  
 ثلاثہ اور حکایت لطیفہ  
 نمان و محسنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ وَاللّٰهُ لَقَدْ تَقَبَّصَهَا ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ  
 جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں بخبر کہ بہن لیا بتکلف جامہ خلافت  
 ابو بکر نے خلاصہ یہ کہ ہر چند پیرا بہن خلافت ٹھیک نہ تھا بدن پر ابو بکر  
 کے لیکن اس نے بلا لحاظ جامہ زیبی کہنچ کہا نچکے زبردستی بہن لیا  
 وَاِنَّهُ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الشَّرْحِ  
 حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ محل و مقام میرا خلافت سے ویسا ہے  
 جیسا کہ رتبہ قطب آسیا ہے یعنی جس طرح مدار گردش آسیا قطب پر ہے  
 اور گرد پھرتی ہے اوسکے اوس طرح خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور وہ  
 مجھ پر تصدق ہے اور میرے گرد پھرتی ہے یَحْدِرُ عَنِّي السَّيْلُ  
 بیساختہ بجاتا ہے میرے پاس سے سیلاب آب یعنی مقام میرا بلند ہے

پس بلندی کو بطور ولایت التزامی بیان فرمایا ایسے کہ بلندی کو لازم ہے انحرار  
 سبیل یعنی بلند مقام سے پانی بہت بہتا ہے بہر زیادہ علوم مرتبہ بیان کیا اور  
 فرمایا وَلَا یُوقِیْ اِلَیْہِ اَظْہَرُ لَیْسَ اِغْثَارُ آبٍ کَیْسًا سِوَا اَلْوَدِّ وَہ رتبہ عالی ہے کہ  
 مجھ تک پرندہ پر نہیں مار سکتا اور کیونکر ایسا نمود حالانکہ وہ جناب بعد جناب  
 افضل خلق خدا تھے اور اعلم اور اقصیٰ اصحاب تھے پس حالت موجودگی میں  
 اونکی کیونکر اور کوئی تقدیم او نہ الیہی تا اور تفصیل اس اجمال کی کہنے لے  
 تصنیفات میں کی ہے اور بطور منشی نمونہ از خوار کے ایک شتمہ اور کیا  
 کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ بہ نسبت اور صفات کے مہم کے لئے یہ ضرور  
 تر ہے کہ علم و کمال و سرعت انتقال ذہن سے موصوف ہو اور عجلت تمام  
 حق سے فرمائے اور عدل و داد پر ایسا ثابت قدم ہو کہ کسی معرکے میں قدم  
 اور کانہ ڈگمگائے اور ایسے صفات کسی میں عشر عشیر ہی صفات حضرت کے  
 نہ تھے عدل و داد حضرت کا یہ حال تھا کہ دینے پر اونکے انصاف کے سننے  
 رعایت اپنوں کی ہی نہ کرتے تھے اونکے عہد میں شیر و بکری ایک ہی گھاٹ  
 پانی پیتے تھے چنانچہ خطبہ عقیلیہ میں فرماتے ہن وَاللّٰہُ لَکِنَّ اَبَیْتُ عَلَیْ  
 خَسَکَ السَّعْدِ اِنْ مُسَّدًا اَوْ اَجْرُنِیْ اَلَا خَلَالِیْ مُصَفِّدًا لِّیْنِیْ خَدَّ  
 اگر شب باش ہو نہیں خار سرتیز و نوک سعدان پر در حالیکہ بخواب ہوں  
 یا کہینچا جاؤں غل و زنجیر میں در حالیکہ دست بستہ و گردن بستہ ہوں  
 خلاصہ یہ کہ اگر مجھے بول کے کانٹوں کے بستر پر قید کرین کہ کسی کروٹ میں  
 نہ او اور کسی طرح نیند نہ آئے یا مجھے بیڑیوں اور ہتکریوں میں اور خار و آہ  
 طوق میں جکڑ کے اور او سے طوق و زنجیر کو بکڑ کے کہینچے پہرین اَحَبُّ اِلَیَّ

فصل فی تفسیر



بِنِ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَرَسُوْلُهُ ظَالِمًا لِّبَعْضِ الْعِبَادِ وَغَامِ  
 لِيَسْمَعَ صَوْنَ الْحَاكِمِ تَوْبِهِ مِيسِرَ نَزْدِيْكَ اِيْهَا هِيَ اَسْرَابَتِ كَحَسْبِ  
 مِیْنِ خَدَّ اور رسول سے آنکھ پر چار نکہ سکون اس نہایت سے کہ مینے کہ یہ ظالم  
 کیا ہو یا کسی کا ایک جبہ غصب کر لیا ہو کیف اظہر احد البشیر لیسر  
 اِلَى الْبَلَاءِ قَتْلُوْهُمَا دَيُّوْلُ فِي الْاَثَرِ حُلُوْلُهُمَا اور کیونکر ظلم و ستم کرنا  
 مین کسی پر اور اس نفس بے اعتبار کے لئے کہ جسے تا قانون سے کیا فایز ہر روز  
 انہی کی طرح سفر کرتے جاتے ہوں سے کیا اعتبار اس نفس بے لگام کا  
 اور طول کہینچ و الا ہو عادل او سکا خال مین خلاصیہ کہ جب نفس ایسا ہوتا  
 ہو کہ ہر روز اس کی ہنگامی تازہ ہو اور زرخاک بود و باش مرتہ مدید تک کر دیا  
 ہو و اللہ لقد سرائت حقیقۃ و قد اهلقت کھنڈہ استمنا اجنہ مین تو کہ  
 حیا حقاً بخدا کیا مینے اپنے مانجای عقیل کو کہ نہایت محتان نان سببہ کو  
 ہو گئے ہن اور بری منت و ساجت سے اور نہ ہن سے ایک صلح گد م  
 زیادہ اپنے حصے سے مانگے تقسیم کے گد موان سے پوشیدہ نہ ہے کہ حیات  
 عقیل برادر عینی جناب امیر علیہ السلام کرتے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم انکے حق مین فرمایا کرتے تھے کہ سب سے اسنے دو ہری محبت  
 ہے ایک عزیز داری کی اور دوسرے بوج محبت ابو طالب کے کہ جب اسنے  
 بہت محبت تھی اور وہ اسنے بہت الفت رکھتے تھے پس البتہ حضرت امیر  
 ہی انہیں بہت چاہتے ہونگے ایک بوج قرابت پدری دوسرے بوج قرابت  
 مادری تیسرے بوج محبت پیمبر جو تھے بوج محبت ابو طالب اور حضرت  
 عقیل بڑے عقیل تھے اور معاویہ عادیہ سے اکثر مطالبہ کیا کرتے تھے

سبب محبت حضرت علیہ

چنانچہ ایک روز بعد اپنے تابینا ہو جانے کے معاویہ پاس گئے پہاڑ سے کہا  
 کہ تم نبی باغتم اکثر تابینا ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ ہمارے تو فقط بصرات جاتی  
 ہے مگر تم نبی امیہ کی بصیرت ہی جاتی ہے سب بالوری باطن چمکندہ دیدہ ظاہر  
 نرگس ہمہ چشم آمد و بیانشہ فی نیست ہذا اور ایک روایت میں ہے کہ جب عقیل نے  
 سیرانہ سالی میں عقد جدید کیا تو معاویہ نے اسے کہا کہ تم لوگوں کو بھی اس قدر  
 خواہش نفسانی کا غلبہ ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہمارے مردین کو اور  
 تمہاری عورتوں کو اور فاضل مغربی نے لکھا ہے کہ ایک بار معاویہ نے دہوکے  
 سے ایک زمین حضرت مسلم سے کم قیمت پر لیا جب یہ مکان پر لے تو حضرت امام  
 حسن علیہ السلام سے حقیقت حال بیان کی اوس نے جواباً نے غتاب فرمایا اور تیرے  
 معاویہ شہریرا نہیں ظاہر کی جب یہ حقیقت حال سے واقف ہوئے تو کمال غیظ  
 و غضب معاویہ کے پاس گئے اور جابا کہ اوس معاملہ کو فسخ کریں لیکن اوس نے  
 انکار کیا آخر یہ دست لے قبضہ ہوئے اور بہت کچھ اوسے برا بھلا کہا آخر وہ  
 ہنس پڑا اور کہا کہ مجھے یادش بخیر تمہارے والد عقیل یاد آگئے کہ ایک روز  
 مجھ سے دس ہزار درہم طلب فرمائے میں نے پوچھا کہ تم کیا کرو گے فرمایا کہ  
 ایک کنیز خرید کر دن گامینے کہا کہ سود و سود کی کافی ہے اس قدر بیش قیمت کیا  
 ضرور ہے پس کہنے لگے کہ کم قیمت لو ٹڈی اخیل نہو گی ایسی کنیز بد تمیز کو کیا  
 حرم بناؤں مجھے تو بہت قودار منظور ہے کہ اوس سے جو اولاد ہم پہونچے  
 تو وہ ایسی عالی ہمت ہو کہ موقع پر تجھ سے دب نچائے بلکہ تلوار سنبھال کر  
 تیرے سر پر اکھڑی ہو اور ایک ہاتھ میں تیرا سر تن سے جدا کر دے پس  
 آج تمہارے ہمارے دیکھ کر مجھے وہی بات یاد آگئی اور مستطون وغیرہ میں

حال والدہ حضرت مسلم

کہ اس شفیق نے ایک صحبت قرار دی تھی کہ ہر شخص منبر پر جا کے حضرت امیر سے  
 سو راد کر کے اتر آئے یہاں تک کہ حضرت عقیل کی بھی نوبت ہوئی پس منبر پر  
 پر گئے اور کہنے لگے کہ بَلِّغْ عَلٰی اَمْرِنِیْ مُعَاوِیَہُ فَاَلْعَوُہُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ  
 لعن جناب امیر کا حکم دیا معاویہ نے لعنت کر دیا سپر لعنت کرے خدا اور سپر لعن  
 احمق نے بد باطنی سے ضمیر حضرت امیر علیہ السلام کی طرف پھیر دی حالانکہ عقیل  
 نے عقل کے زور سے اس کو ملعون بنایا اور اوس مجمع عام میں اوس سے کچھ  
 نہ بن آیا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک روز معاویہ نے اسے کہا کہ اسی عقل  
 سچ کو تمہارے چچا ابولہب کا جہنم میں کیا حال ہو گا انہوں نے کہا کہ وہاں ہی وہ  
 تمہارے پو پو حماتہ الخطب سے بلند تر ہونگے الغرض حضرت نے ایسے شفیق بنائی  
 کا ایسا غیر حال محتاجی سے پایا اور اونکے ساتھ اونکے چوٹے چوٹے بچوں کا  
 ہی خاناچہ فرماتے ہیں وَرَآیْتُ صَبِیَّاتٍ شَعَثَ الْاُكُوَانُ بِفَقْرِہُمْ كَاثَمًا  
 سَوْدَتْ وُجُوہُہُمْ بِالْغَطْلَمِ اور دیکھا میں چوٹے چوٹے بچوں کو عقل  
 کے اور پیارے پیارے بیتیچوں کو اپنے کہ ہو کر کی شدت سے پیٹ اور پیہ  
 اونکی ایک ہو گئی ہے اور محتاجی سے ایسی تیرگی چہرہ پر چھا گئی ہے کہ گویا  
 تیل یاوسمہ کا رنگ جلد نازک پر اونکی آگیا ہے خلاصہ یہ کہ رنگ اونکے بچے ہوئے  
 بدن پر چھترے لگائے خاک و گرد میں اسے ہوئے تھے وَلَقَدْ عَاوَدَ  
 مُوَكِّدًا وَاُكْرِسَ عَلٰی الْقَوْلِ مُوَكِّدًا اسی حال تباہ سے گرتے پڑتے میرے  
 پاس مکرر آئے اور بار بار کمال اصرار و اضطراب مجھ سے کیوں زیادہ حصہ  
 اپنے مانگے فَأَضْعِفْتُ اِلَیْہِ سَمِیْعَ سِنِیِّہِ یٰ کَانَ لَکَا دِیْہِ اَوْ نِہِیْہِ  
 طرف اور بگوش دل حال اونکا سنا قَطَّنَ اَسَیْتُ اَبِیْعُہُ دَیْنِیْ لَہِیْ

میرے میرے متوجہ ہونے سے بہت بچنے کہ میں دین فروشی کروں گا اور مکے ہاتھ  
 و آتیع قیاد کا مغاز قاطر یقین اور اونکی بیروی کروں گا اپنا طور و طریقہ  
 جوڑ کے فاجیت کہ حدید کا لہر اذ یکتفان من جسدک یا یقتلک و ہکا  
 پس سینہ ایک لوسبہ کا لکڑا لگ سے خوب لال کر کے اونکے بدن سے متصل  
 تاکہ عبرت ہو اور میں سچے پیچھے ذی دلف من لہما و کادان یخترق من  
 یسیر ہکا پس ایسا ایسی پیچ مار سی عقیل نے کہ جب طرح شتر شدت ہماری  
 میں بیباختہ چیخ پڑتا ہے اور دروکی شدت میں بلبلا کے بلبلانے لگتا ہے  
 اور قریب تھا کہ عقیل جلایں اثر سے اوس آہن داغ کندہ کے نقلت  
 لہ نکلتا التواکل یا عقیل پس سبکہ کہ صف ماتم یسیر اور تمہیں  
 تمہارے رونے والے اسی عقیل اتن حدید کا لہر اذ یکتفان من جسدک یا یقتلک  
 و تخر من الی نادر سحر ہا اجتبا دھا لفضہ آہ و نالہ کرتے ہو اور او بلا مجھے  
 ہو اوس گرم لوب سے کہ جسے ایک بندہ ناچنے کیل کی طرح گرم کر لیا تھا  
 اور کہنچتے ہو مجھے اوس آگ کی طرف کہ جسے شعلہ در کیا ہے اور بڑکا دیا ہے  
 جبار قہار نے کمال غیظ و غضب سے آتا ان من آذی و کادان من لظی قتیو  
 بچیں ہو جاؤ اتنی سی لویت سے اور میں نہ یحین ہوں جہنم کی لپک سے جلائے  
 کون انصاف ہے فاضل معزلی کہتا ہے کہ ایک روز معاویہ نے ازراہ طعن  
 عقیل سے کہا کہ اسی عقیل تمہارے بھائی عجب شخص ہیں کہ اتنی سے گیسوں کے  
 لیے تمہیں جلائے دیتے تھے حضرت عقیل نے فرمایا کہ اسے بے عقل تو  
 عبت اونکا ذکر کرتا ہے اگر وہ خود اور اونکی اولاد اس منکر سنی میں  
 تو البتہ مجھے شکایت کی جگہ تھی اسے معاویہ کسی نے میں سے علی کے پاس

ایک مشکیزہ شہد صاف و شفاف کا تقسیم مؤمنین کے لیے بھیجا تھا اور حسین کے پاس کوئی مہمان آیا تھا اور ان کے پاس اس وقت خالی روٹی تھی اور ناخورش تھا پس انہوں نے توڑا شہد بقدر ناخورش ایک شخص سے لے لیا اور وہ جناب کہیں گئے تھے پس جب پر کے آئے تو مؤمنین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ کم پایا پس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے تقسیم کیا کہ یہ شہد کیون کم ہوا وہ کیا جانتے تھے کہ اس قدر آرزو ہوئے اور وہ صاف صاف کہہ پایا کہ امام حسین نے لے لیا پس یہ سنتے ہی برا فروخت ہوئے اور امام حسین کو سامنے بلوایا اور کوڑا ہی منگوایا اور کہا عتاب امام حسین سے فرمایا کہ اسے فرزند تو نے یہ کیوں خیانت کی ہے بنا جلد عذر شرعی لا نہیں بخدا میں تجھے سزا دوں گا حضرت امام حسین نے فرمایا کہ وہ مال مؤمنین تھا میرا ہی اوسمین حصہ تھا میں نے اپنا حصہ لیکے اپنے مہمان کو دیدیا جب عذر شرعی سنا تو غصہ فرو ہوا اور فرمایا کہ قدا ہوں تجھ پر ای فرزند رسول تجھے جلدی کیا ضرور تھی جب اور مسلمان حصہ پا جاتے تو تم بھی اپنا حصہ لیتے اور مؤید اسکی اخیر فقرے خود اسی خطبہ عقیلیہ کے ہیں وَ اَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ طَارِدٌ طَرَدَنَا مَلْفُوقَةً فِي دَعَائِفَا وَمَجْوَقاتِ اور اوپر طرہ یہ ہے کہ شبکو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے دروازہ کھٹکایا اور ایک طرف میں بہت عمدہ سے معجون دسترخوان میں لپیٹ کے بطور رشوت لایا شینٹ تھا کائما عِجْنَتْ بِرِيقِ حَيْثُ اَوْقَيْتُ فَاَجَبْتُ اَوْسَ سے ایسی نفرت ہوئی کہ گویا او سے لعاب دہن مارے بلکہ سانب کی قی سے آمجنہ کر کے تیار کیا تھا فَقُلْتُ اَصْلُهُ اَمْ دَوْلَةُ

اَمْ صَدَقَةٌ فَذَٰلِكَ خُحْرٌ عَلَيْنَا اَھْلَ الْبَيْتِ پس میں نے کہا کہ تو یہ  
 صلہ رحمی لانا ہے حالانکہ میرے تیرے قرابت نہیں یا مجھے زکوٰۃ یا اپنا  
 تصدق دیتا ہے تو یہ ہم اہلبیت عصمت و طہارت پر حرام ہے فَقَالَ  
 لَا ذَاوَلَا ذَاكَ وَلَكِنَّمَا هَدِيَّةٌ اَوْ سَنے کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ  
 یہ دوستانہ ہدیہ و تحفہ سا تحفہ ہے فَقُلْتُ هَبْلَتَكَ الْهُبُولُ پس میں نے  
 کہا کہ تیری مان تجھے روئے اَحَنَ دِينِ اللہ اَتَيْتَنِي لَتُخَدَّعُنِي اَمَّا خَدَّ  
 كِے دین سے تو مجھے بہکانے اور فریب دینے آیا ہے اَحْتَبِطْ اَنْتَ  
 اَمْ ذُو جَنَّةٍ اَمْ تَخْشَوُہُ کیا تجھے کچھ خط ہو گیا ہے یا شری بن سے ہدیا  
 یک رہا ہے وَاللّٰهُ لَوْ اَعْطَيْتُ الْاَقْلَامَ لَيَمْسُحُنَّ اَفْوَاجًا  
 سب اگر مجھے ساتون اقلیمیں بھی دیدے مع اون سب فریون اور فریون  
 اور مال و زر کے کہ جو زیر آسمان ہیں عَلَا اَنْ اَعْصَى اللّٰهُ فِیْ مَمْلُکَةٍ  
 اَسْلَبَهَا حَلْبَ شَعِیْرَةٍ مَا فَعَلْتُ اس بات پر کہ میں اس قدر بھی  
 نافرمانی خدا کی کروں کہ کسی چوٹی کے منہ سے ایک چمکا اور ہوسا جو  
 سیوڑ والوں تو ہرگز ہرگز کبھی مجھ سے یہ نہوگا دَرَانِ دُنْیَا کُمُ عِندِنِیْ  
 اَنْھُوْنَ مِنْ وَّرَقَةٍ فِیْ فَوْجِ جَرَادَةٍ تَقْضُمُہَا اور یہ سب دنیا تمہاری  
 میری نظروں میں حقیر تر ہے اوس پتی سے کہ جسے مٹی اپنے مونہ میں  
 دبا لے جباتی ہو وَمَا عَلِیَّ وَتَعْلِمُ یَفْنِیْ وَلَکِنَّ لَآ تَبْقَ کیا کام علی  
 کو ایسی ناز و نعمت سے کہ جو فانی ہو اور ایسی لذت سے کہ جسے ثبات و  
 بقا نہ نعوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَيِّئَاتِ الْعَقْلِ وَقِحْمِ الزَّلٰلِ خدا کی پناہ غلبہ  
 خواب غفلت سے اور لغزش پر سے اور اوس خدا سے ہم مدد چاہتے

نکاح

ہیں صواعق محرقہ میں ہے کہ دو شخص باہم بیٹھے کھانا کھاتے تھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین گروہ نان تھے پس گذر ہوا ایک اور تیسرے آدمی کا پس ان دونوں نے اسے بھی شریک کیا اور تینوں نے مل کے باہم غذا کھائی پھر جب کھانے سے فارغ ہوئے تو تیسرے شخص نے آٹھ درہم عوض اس کھانے کے جو اس نے کھایا تھا انہیں دیئے اور وہاں سے چل کھڑا ہوا بعد ازاں ان دونوں میں باہم نزاع ہوئی جسکی پانچ روٹیاں تھیں وہ پانچ درہم مانگتا تھا اور تین درہم دوسرے کو دیتا تھا اور دوسرے نصف نصف چاہتا تھا پس اتنا طویل ہوا کہ نوبت مرافعہ حضرت امیر تک پہنچی پس حضرت نے فرمایا اس شخص سے کہ جسکی تین روٹیاں تھیں کہ تو تین ہی درہم پر راضی ہو جا کہ یہی تیرے حق میں مفید ہے اس نے کہا کہ میں ہرگز نہ راضی ہوں گا مگر حق بات پر حضرت نے فرمایا کہ حق تلخ تو یہ ہے کہ تیرا حصہ ایک درہم ہے تو نا حق درہم و ہرہم ہے اس نے عرض کی کہ اسکی کیا وجہ حضرت نے فرمایا کہ پانچ اور تین روٹیاں آٹھ ہوں اور ایک روٹی میں تین تین ٹلٹ ہوتے ہیں پس آٹھ روٹیوں میں چوبیس ٹلٹ تھیں ان ٹلٹین کہ وہ سب تم سب نے کھائیں اور ایک کا زیادہ کھانا ثابت نہیں پس سب برابر سمجھے جائیں گے پس تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور اصل میں تیرے تین روٹیوں کے نو ٹکڑے تھے تو آٹھ تو تیرے ہی طرف رہے اور کل ایک ٹکڑا تیرا صرف غیر میں آیا اور تیرے رفیق کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے آٹھ تو وہ خود کھا گیا اور سات بچے پس معلوم ہوا کہ تیسرے رفیق نے ایک ٹکڑا تیرے یہاں سے اور سات تیرے ساتھ

کے یہاں سے کہائے پس اس سے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم  
 ملین گئے اور تجھے ایک کے بدلے ایک اور ایک اور روایت میں ماثور  
 ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور یہ نذر  
 کیا کہ جب تک بقدر اسی بیڑی کے مال و زر راہ خدا میں نذر نہ گا تو یہ  
 اس کے پاؤں سے نہ اوتاروں گا بعد ازان بوجہ کہ انبار ہی تھل اس کا اس  
 غلام سے مشکل ہو پس چاہا کہ رہا کرے اور آپ بسبب اپنی نذر کے متحیر ہوا  
 کہ اگر پہلے بیڑی اوتار لیتا ہے اور پھر اس قدر تول کے راہ خدا میں دیتا  
 ہے تو یہ خلاف نذر ہے اور اگر تخمیناً کچھ پہلے ہی سے دیدے تو شاید  
 وہ وزن میں کچھ زیادہ یا کم ہو پس متحیر ہوا اور رجوع خدمت حضرت امیر  
 المؤمنین علیہ السلام میں کی پس حضرت نے اس غلام کو بلایا اور پانی کا  
 ایک طشت منگایا اور اسے حکم کیا کہ وہ ہی پاؤں حسین بیڑی تھی اس  
 پانی میں رکھے پس جب اس نے اسی پانی میں رکھا تو پانی پاؤں اور بیڑی  
 کے بوجہ سے ایک مقدار بلند ہو گیا پس حضرت نے دوبار حکم کیا کہ وہی  
 پاؤں پانی میں رکھے اور اس کی بیڑی ہاتھ سے اٹھائے رہے اور ملاحظہ  
 کر لیا کہ فقط پاؤں کے بوجہ سے کس قدر پانی بلند ہوا اور اسے اول سے  
 کچھ کم پایا پس دوسرے پاؤں کو کہ جو بے قید تھا پانی میں کھواس کے ملاحظہ کیا  
 کہ بقدر دوسرے پاؤں کے برابر نکلا پس برادرہ آہن منگا کے پانی میں  
 ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ پانی اوتارنا ہی اونچا ہوا کہ بقدر دوسرا  
 پاؤں مع بیڑی کے رکھنے میں بلند ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ وہ برادرہ وزن  
 میں کمتر بیڑی کے وزن سے تین ہے پس اسی قدر تصدق کر کے رہا



کا حکم دیا اور لوگوں کو نے البتہ اس حدیث ذہن و ذکر کا پر توجب ہوا اور درم

|  |   |
|--|---|
| <p>اپنی شہسوی میں لکھتا ہے</p> <p>گفت شہسوی پر ناودان طفیل مرا</p> <p>ورہم زسم کہ او اندر پست</p> <p>گر بگویم کہ خطہ سوی من آ</p> <p>ور بداند نشند و این ہم پست</p> <p>او ہی گرد انداز من چشم ورو</p> <p>دستگیر این جهان و آن جهان</p> <p>کہ بدر داز میوہ دل بگسلم</p> <p>تا بہ بیند جنس خود را آن غلام</p> <p>جنس بر جنس ست عاشق جاودا</p> <p>جنس خود خوش خوش بدو آورد و</p> <p>جاذب ہر جنس را ہر جنس دان</p> <p>وارہد او ز فنادن سوی طفل</p> | <p>ایک ز نے آمد بہ پیش مر قضا</p> <p>اگرش می خواہم نمی آید بدست</p> <p>نیت عاقل تاکہ در یاد چوما</p> <p>ہم اشارت را نے داند بدست</p> <p>بس نمودم شہسوی پستان را باد</p> <p>از بر اسے حق ستا میدا می جان</p> <p>زود در مان کن کہ مے لرزد دم</p> <p>گفت طفیل را بر آور ہم بام</p> <p>سوی جنس آید سبک زان ناودان</p> <p>زن چنان کرد و چو دید آن طفل او</p> <p>سوی بام آمد ز من ناودان</p> <p>عشر عشران آمد بسوی طفل طفل</p> <p>فنداکت و دوقا تو بیا پس</p> |
|--|---|

بروہ گرا دیا مینے اپنے اور خلافت کے درمیان میں و طویٹ عقیقہ

کشتھا اور بھلو تھی کی مینے اوس خلافت سے و طقیٹ اذتائی اور

فکر کرنا شروع کیا بین آن اھو کہ بیکہ جداء اس امر میں کہ آیا

میں حملہ کر بیٹھوں دست بریدہ سے یعنی آیا بے دست و پا لڑ بیٹھوں

ابو بکر سے اذ اصابہ طحیۃ عمیاء یا صبر کروں اوس بلا می ناگہانی

ہر کہ جو مثل ابر تیرہ و نار محیط ہو گئی تھی یعنی جو مصیبت کہ گنہگار گنہگار

یہاں طفل با نسا نہال  
و کا کچا اور بجا کت  
بہ طور حاصل بلکہ در  
بیکہ نازنا نازنا  
چہ ہر نہال  
کارت را  
اور نہال

جہاں گئی تھی کہ جسکی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھ پڑتا تھا یعنی تاریکی گمراہی  
 کہ جو لوازم خلافت خلفای جور سے تھی یہ سب دینا اللہ کی ایسی آفت آسمانی  
 و بلائی ناگہانی کہ سن رسیدہ لوگ بالکل چوس ہو گئے اور سنبھالنے اور  
 غم سے و کشتیب فیہا الصغیر اور کم سن اور ہیر بلکہ بوڑھے ہوئے جاتے  
 تے اور سکے صدقے سے و یکدھج فیہا المؤمنین جتنے یقین لڑتے اور تادم  
 مرگ کسی مؤمن کا چھٹکارا نہوا سکے پنج سے قوایت ان الصابرو علی اھانتا  
 آنجے پس صحیحہ میری کرنا اس مصیبت پر بعد تامل اچھا معلوم ہوا آئینے کے نظارین  
 جہاد واجب ہوئے کی سبب نایابی اعوان و انصار کے ناچار تین قصبات  
 و فی العین فذی پس صبر کیا مینے اس حال میں کہ میری چشم خاشاک و غبار  
 آلود تھی خلاصہ یہ کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے اس مصیبت پر سینے صبر و تحمل  
 کیا و فی الحقیقہ اور گریہ گلو گریہ تہا اذی تو ائی کھبائیں اپنے میراث و جانور  
 خاندانی کو دیکھ رہا کہ دھڑی دھڑی کر کے لٹ رہی تھی اور تخصیص ذکر گمراہی  
 حال خلیفہ اول میں بوجہ اسکی مزید جھل و نادانی کے ہے یہاں تک کہ معنی کلام  
 و آب او سکونہ معلوم ہوئے اور توشیح شرح صحیح بخاری میں ہے کہ میرے  
 بہائی لوح کو جب سقطم نے اذیت دی تو اونہوں نے ہاتھ سے عرباض کو  
 چوا پس اوس میں سے سسم نکلا پس ابو بکر نے کہا کہ یا حضرت سقطم و عرباض  
 و سسم کے کیا معنی حضرت نے فرمایا کہ سقطم زباہ ہے اور عرباض ورد اور  
 سسم عشم ابو بکر نے کہا کہ یا حضرت زباہ و ورد و عشم کسی کہتے ہیں حضرت نے  
 فرمایا کہ زباہ و قرب ہے اور ورد و حقل اور عشم ضیون پس ابو بکر نے کہا کہ  
 یا حضرت میری طاقت طاق ہوتی ہے صاف صاف مجھے فرمائیے پس حضرت

صلی علیہ وسلم

فرمایا کہ سقلم وزبابہ و قریب فارہ یعنی چوہے کو کہتے ہیں اور عرباضی و دور و  
 غفل اسد یعنی شیر کو اور سمسم و غنم و ضیون سنور یعنی لوٹری کو اور براہ  
 یہ کہتا رہا کہ اِنَّ لِیْ شَیْطَانًا یُکَلِّمُنِیْ فَاِذَا رَیْتُ غَنَةً فَتَوْفَّیْتُ بِهِنَّ فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّیْ  
 اَیْکَ شَیْطَانٍ اَوْ سَمَّیْتُ سَوَّارًا رَّهْتَا سَیِّئًا لِّسَیِّئِیْنَ حَبِیْبًا یُّرَاہِنُ دَیْمًا لِّتَوَلَّیْ نَکَلًا  
 سید ہاندا و اور اتنا قریب یہ ایک روز خطبہ پڑھ رہا تھا کہ دفعۃً جناب امام  
 حسین علیہ السلام مسجد میں آگئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر منبر پر سے اتر کہ  
 یہ میرے جد امجد کی جگہ ہے کچھ تیرے باپ کی نہیں پس یہ خفیف ہو گیا اور  
 جواب نہ دی سکا اور لطائف الحیل میں بہانے لگا کہ ترک ترک کے یہ گنا  
 شروع کیا یا اِیُّ اَنْتَ شَیْئٌ یُّنْجِیْہُ بِسَیِّئٍ ہَلَسْتَ شَیْئًا یُّعْلِیْہُ یعنی یا  
 میرا قربان ہو تمہارے عتوبی سے مشابہ ہو اور علی سے تو بالکل مشابہ نہیں  
 اور اس طرح کی حکایتیں اور روایتیں صد ہا ہیں کہ جنگی تفصیل میں طول ہے  
 حَتَّٰی مَضَی الْاَوَّلُ لِسَبِّیْلِهِ یَمَانُکَ کہ پہلے نے پہل کی اور اپنی راہ لی ملک  
 عدم میں جا بسے فَاَدَلٰی جَعَالَیْ اِلٰی ابْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَہُ اور رشوت میں  
 خلافت کو وہ اپنے ثانی لاثانی کو دیکھنے لگا یا کہ ماری کنوین میں اسے  
 جو تک گئے ثُمَّ تَمَثَّلَ یَقُوْلُ اَلَا هُنَّیْ پھر حسب حال یہ شعر پڑھا  
 شَتَّانَ مَا یُؤْمِیْ عَلٰی کُوْرِہَا ۚ وَ یَوْمَ حَیَّانَ اِخٰی جَابِیْہُ ۚ کہان میرے  
 یہ دن کہ میں جنہیں اس حالت میں بسر کرتا ہوں کہ وہاں شتر پر بیٹھ کے  
 اترتے کی دھوپ اور سناٹے لو میں فکر معاش کیا کرتا ہوں اور کہان دن  
 حیان بر اور جابر کے کہ وہ ناز و نعمت سے بسر ہوئے فَاِیَّ جَبَّارًا یَبْنٰہُوْ  
 لَیَسْتَقِیْلُہُمَا فِیْ حَیٰوِہِ اِذْ عَقَدَہَا لَیْلًا بَعْدَ وَقَیْطٍ رُبَّ تَعَجُّبًا تَعَجُّبًا

ہے کہ ابوبکر اپنی حیات میں تو استغنا خلافت سے کرتا رہا اور ہمیشہ بالاسے  
 منبر کہا کیا اَقْبَلُوْنِي اَقْبَلُوْنِي فَلَسْتُ بِجَزَاءٍ كَرٍّ وَعَلِيٌّ فَيَكُونُ لِي مَعْرُوفٌ كَرٍّ  
 مجھے معزول کرو مجھے کہ میں تم سب سے بہتر و افضل نہیں اور علی تم میں موجود  
 ہے تو بتا رکھی علی راویدہ ۴۰ زین سبب غیر شش براؤ بگزیدہ ۴۰  
 میں تو یہ قول تھا اور پھر حلیے وقت وہ خلافت اور کودے گیا اور مجھے  
 میرے حق سے محروم رکھا کَشِدْ مَا تَشْتَرُ اَخْرَجْتُ عَيْفًا بَت ناکوار ہوا  
 مجھے کہ وہ ناقہ خلافت کے نہیں آسپین بانٹ لیکھے یعنی اون دونوں نے  
 خلافت میں باہم حصہ بانٹ کر کے مجھے محروم رکھا فَصَلُّوا كَهَانِي حَوْزَةٍ  
 خَشْنَاءٍ يَغْلُظُ كَاهِنًا وَخَشْنَاءٍ مَسِيًّا پس وہ ابوبکر اوس خلافت کو ایسے  
 مقام درشت میں رکھ گیا کہ جسکی جراحت بہت غلیظ تھی یعنی گہرا زخم تھا  
 یعنی عمر درشت گو اور ایسا بد زبان تھا کہ اوسکی باتوں سے دل میں گہرا  
 پڑ جاتے تھے اور ایسی خشونت و رعونت اوس میں تھی کہ چو جانا ہی اوسکا  
 غضب تھا وَيَكُونُ الْعِتَادُ فِيْهَا وَالْاَعْتِدَادُ مِثْقًا اور بہت لغزشیں  
 کرتا تھا اور دھوکے کھاتا تھا اور پھر کلام عذر بدتر از گناہ از راہ عذر بیا  
 پر لاتا تھا چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک  
 عورت کے چہرہ مینے کا وضع عمل ہوا اور شوہر نے اوسکے انکار اوس کو  
 کا کیا کہ یہ میرے لطف سے نہیں بلکہ ولد الزنا ہے اور عورت مصر تھی کہ یہ  
 اوس کا لطف ہے یہاں تک کہ یہ مقدمہ اجلاس عمر پر پیش ہوا پس اونوں نے  
 رجم کا حکم دیا اوس بیچارے پر رحم کیا پس اتنا سے راہ میں حضرت امیر  
 علیہ السلام سے ملازمت حاصل ہوئی پس حضرت نے حقیقت حال پوچھا

منہ عن خنیفہ

اور اوس عورت کو عمر اس پیر کر لائے اور فرمایا کہ اسی عمر اس پر رحم عائد  
 نہیں یہ بالکل میری ہے عمر نے کہا کہ کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ جناب  
 باہمی فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفَضْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا یعنی زمانہ حمل تو تیس  
 خوار ہی طفل تیس مہینے کا ہے اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے وَالْوَلَدُ  
 بِمَضْنِ اَوْكَادٍ حَتَّىٰ حَوْلِيْنِ كَامِلَتَيْنِ یعنی زچا عورتیں دو وہ پلانی  
 ہیں اپنے بیٹوں کو دو برس کامل پس جب تیس مہینوں سے دو برس ہو  
 بلاسنے کے نکل گئے تو وہ ان کل چھ مہینے ہیں پس عمر نے کہا تو کا حکم  
 لِقَوْلِكَ عُمَرُ یعنی اگر علی نہوتے تو ہلاک ہوتا عمر ایک بے گناہ کو قتل کر کے  
 اور ایک اور روایت میں ہے کہ عمر کہ پاس ایک عورت کر لائے کہ آیت  
 زنا کیا تھا اور اوس پر کسی قسم کا جنون نہا پس عمر نے حکم دیا پس نہا  
 امیر نے فرمایا کہ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا مَضْنِ الْقَامِ ثَلَاثَ قَامٍ لِكَلِيفِ اوٹھا لیا تین شہر  
 سے جن انساؤں کے یَسْتَبْقِیٰ اِیْکَ اَوْ سَلْخُسَ سے کہ جو سو رہا ہوتا  
 وقتیکہ وہ بیدار ہو وَعَنِ الْجَمُوْنِ حَتَّىٰ یَقِیْنَ اور دوسرے مضمون  
 تا اینکه اوسے عقل آئے وَعَنِ الصَّبِيْرِ حَتَّىٰ یَجْتَلِمَ اور تیسرے ارشاد  
 سے تا اینکه وہ محکم ہو پس رحم کیا اوس عورت کو عمر نے جیسا کہ جامع  
 الاصول میں ہے بلکہ بنا بر روایت عامحی یا صبی یہ بھی کہا کہ اگر علی  
 لِقَوْلِكَ عُمَرُ یعنی اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوتا اور ایک روایت میں  
 کہ حاملہ عورت کے رحم کا حکم دیا تھا بسبب ارتکاب زنا کے پس حضرت  
 امیر المؤمنین علیہ السلام نے منع فرمایا اور کہا کہ اسی عمر اگر تیرا فالہ عمر

اس عورت پر چہ پہن تو اس بچے کا کیا قصور اتنا نامل کہ حد جاری کرنے میں  
 کہ وہ فیض حال ہو چائے پس عمر اپنی نادانی پر منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ لو کہ  
 علیٰ لہلک مجھ سے اگر علی نہوے تو ہلاک ہوتا عمر اور ابن جوزی نے کتاب  
 الاذکیا میں روایت کی ہے کہ ایک پیر زال کے پاس دو آدمی قریش میں  
 گئے اور سوا شرفیان اوسکے پاس امانت رکھیں پھر ایک سال کے بعد  
 اوسکے پاس اونہیں سے ایک گیا اور اوس سے امانت مانگی اوسنے کہا  
 کہ جب تک دو سوانہ آئے گا تو میں ہرگز ندون گی وہ کہنے لگا کہ وہ تو میرا  
 اپ میں اسے کیونکر لاؤں بعد اوسکے اوسنے اہل محلہ کو جمع کر کے اوسے  
 سفارش و سعی چاہی پس لوگوں نے کہہ سنے کہ وہ اشرفیان اوسیکو  
 دلوادین پھر بعد اس سانچہ کے ایک سال گذر اتھا کہ وہ دوسرا موجود  
 ہوا اور کہنے لگا کہ لامیری امانت مجھ کو دے اوسنے کہا کہ پر کے سال تیرا  
 رفیق آکے مجھ سے لیگیا اور اوسنے یہ بیان کیا کہ تو نے انتقال کیا  
 پس زراغ باہمی میں طول ہوا یہاں تک کہ اجلاس عمر پر یہ مقدمہ دائر ہوا  
 اور اوسنے فیصلہ تجویز مدعی کیا پس وہ عورت زار مالی کرنے لگی اور کہا کہ  
 اسی عمر تجھے خدا کی قسم کہ تو میرا فیصلہ اپنے ذہن عالی پر نہ رکھ بلکہ علی  
 اوسے محول کر پس عمر نے پسند کیا پس اون دونوں نے مرافعہ حضرت  
 کی جانب کیا پس حضرت نے حقیقت حال سنی اور گواہی اہل محبت  
 برادرت زن ثابت ہوئی پس حضرت نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے مدعی  
 سے سپرد امانت کے وقت کچھ شرط کی تھی یا نہیں اوسنے کہا کہ ہاں ہی  
 شرط ہوئی تھی کہ بے ہم دونوں کے ساتھ آئے اکیلا ایک پاؤ تو اب اگر

اسنے امانت دے بھی دی تو ضمانت مال اسپر عائد ہے کہ اسنے خلاف شرط کیوں کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ صحیح لیکن تو خود کب اپنی شرط پر باقی رہا تھا کیوں اس سے مانگنے کو آیا ہے جب تک اوس دوسرے رفیق کو اپنے پیداکر کے ہمارے پاس نہ لائے گا تو ایک جہہ بھی نہ پائے گا پس وہ مہوت ہو گیا اور وہ عورت خوشی خوشی کامیاب اپنے گھر پہری او ز تحشری نے ۷ باب میں بیع الابرار کے لکھا ہے کہ خدا نے شراب کے باب میں تین آئیے نازل فرمائے ایک یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ بعد اسکے بعض باز آئے اور بعض پیایے یہ اتنا کہ ایک شخص نے شراب پی کے نماز پڑھنا شروع کیا اور پتا کے نماز میں ہزبان بکنے لگا پس یہ کہ آیا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ أَوْ يَمَسُّونَ

نماز کے قریب بجا نا سب تم نشے میں ہو پہر ہی بعض پیئے والے پیاسیئے یہ اتنا کہ عمر نے پس و شرط کے جبرے کی ہڈی کہیں کر عبد الرحمن بن عوف کے سر پہاری بعد اوس کہ پیاسی کے پیاسی کے کشتون پر نوہ پڑھنا

کیا سورہ بن ہر کے شعرا ان سے کہ تَنْبِذُوا بِالْقَلْبِ بِالْقَلْبِ بِدَلَّةٍ مِنَ الصَّيِّئِينَ وَالْعَرَبِ الْكَاذِبِ افسوس ہے کہ بدر کے کتوین میں نو جوان اور بزرگ لوگوں کے لاشے انبار ہو گئے عرب لوگوں میں سے و یُوْعَدُ تَائِبِينَ كَثِيرًا أَنْ سَخِا وَكَيْفَ حَيَوةَ اصْدَاءِ وَهَامٍ یعنی پیہر زمین ڈرتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کیے جاوینگے حالانکہ کیونکر ممکن ہے زندگی صد اوہام کی رصد اوہام دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اور عطف انین تفسیری ہے اور مراد اون دونوں لغظون سے وہ جانور ہے

جورات کو اوڑھتا ہے اور بعضوں نے اوسکی تقریر کی ہے بوم یعنی اُلو سے اور  
ابن کبشہ ایک شخص تھا کہ جسے قریش کی برخلافی کی تھی پس پیغمبر کو بھی طعن کی راہ سے  
اوس کی کینیت سے نامزد کرتے تھے برغم خود اوس سے مشابہت سمجھ کے اور وجہ شبہ  
نزاع اور برخلافی قرار دی تھی پس خلاصہ ترجمہ یہ ہوا کہ ابن کبشہ یعنی پیغمبر سے  
تو وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد اور جھٹ بٹ ہم چلائے جائیں گے باوجودی کہ  
الو کی زندگی از سر نو کیونکر ممکن ہے اور مطلب اسکا قصہ طلب ہے اور وہ یہ  
کہ نادانی کے زمانے میں عرب کو یہ اعتقاد تھا کہ بعد مرنے کے آدمی کی روح اوسکی  
کو پری میں بند رہتی ہے اور جب کو پری کہنہ ہو جاتی ہے تو وہ روح الوب کے  
اوڑھ جاتی ہے اور اگر وہ مردہ بے قصور مارا جاتا ہے اور خون بہا نہیں لیا جاتا  
تو اوسکی روح کا الو اوسکی لاش پر ات کو ڈھبڑ بہا پا کرتا ہے اور پکارا کرتا ہے  
کہ میں پیسا ہوں مجھے پانی دو اور وہ الو برابر ایک چلو پانی مانگا کرتا ہے یہاں  
کہ خون بہا پائے پہر چپ ہو جاتا ہے پس پیغمبر کے اس وعدہ پر کہ بعد موت پہر  
ان کی ہر گز کاٹ کے الو کو بھی تعجب آیا کہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ روح کا  
الو پہر چلے گا اوس اصل مردیکے لاش جو زندگی میں اوس الو کے بسیرے کا  
اڈ آیا کہو نسلاتھی اور اوسکا جو بچہ یعنی اوسکا سر دو بار ازندہ ہو سے اے  
اَنْ يُّوَدَّ الْمَوْتَ عَيْتٌ ۚ وَيَنْشُرُ فِيْهَا بَلِيَّتٌ عِظَامِيْ ۚ اَسْ تَوَدُّ مَا جَزَا  
ہے کہ وہ میری موت کو مجھ سے دفع کرے پہر وہ کیونکر حشر و نشر کر سکتا ہے  
میرا جبکہ بوسیدہ ہو جائیں گی ہڈیاں میری سے اَلَا مَنْ يُّبَلِّغُ الْوَسْخَانَ  
عَيْتٌ ۚ بَايَ تَاْدِلُ فَرَضَ الصِّيَامِ ۚ اَيْسا کون ہے کہ جو خدا تک میرا  
پہنچائے کہ میں تارک روزوں کے فرض کا ہوں سے فَقُلْ لِلّٰهِ مَعْنٰی





سَبَّحَ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ لِنَفْسِهِ مِثْلًا شَيْئًا ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
 عَنِ النَّبِيِّ فِي مَعَ الْكَوَلِ مِنْهُمْ حَتَّىٰ صَحَرَتْ أَقْرُنُ إِلَىٰ هَذِهِ  
 النَّظْمِ اِثْرِ بَسْ كِيُو نَكَر اور کب شک ہوا میرے درمیان میں اور او نہیں  
 جواہر ل تھا اوسکے درمیان میں تا انکہ نوبت بانجارسیدہ کہ میں تشرین ہوسر  
 کہ لڑا گیا ایسے مقابلوں کے لئے اَسْفَقْتُ اِذَا سَقُوا وَطَرْتُ اِذَا طَارُوا  
 لیکن مجبور کیا بس تھا پس جب وہ بیٹھ جاتی تھی تو میں بیٹھ جاتا تھا اور جب وہ  
 اوڑ جاتی تھی تو میں بھی اوڑ جاتا تھا یعنی وہ جس جال چلتی تھی میں بھی اُسی  
 جال چلتا تھا فَصَنَعَ اَرْجُلٌ مِنْهُمْ لِيُضْفِيَہُ پس ایک تو اوغنین سے بسبب عینا  
 قلبی کے مجھ سے منحرف ہوا یعنی سعد بن وقاص کہ وہ دشمن حضرت تھا و  
 مَا لَ الْاَشْرَ لِحَبْرَةٍ اور دوسرا متوجہ قرابت زوجہ ہو کے مائل عثمان  
 کی جانب ہوا اسیلئے کہ اوس حسن پرست زن مرید کی عقل کل اوسکی جو روحی  
 اور وہ کیونکہ پامرید اوسکا اور اوسکے رشتے ناتے کا نہ رہتا مع ہن و غن  
 باوجود اور بھی چند در چند ملائم امروں کے یعنی حسد اور عناد کے  
 اور یہ اشارہ ہے عبدالرحمن بن عوف کی جانب کہ اوسکے اور عثمان کو  
 درمیان مصاہرت تھی اسیلئے کہ عثمان کی مادر جلوہ بن یعنی کلثوم اوس  
 بیابھی گئی تھی سے آثار موت اپنے جو آئے اوسے نظر پڑے پھر اے مشورہ  
 کو خلافت کے چہ نفرہ اوغنین کیا شمار کیا کہ وہ محروم پر ہی رکھا  
 بنی کے وزیر کو عثمان کے شریک تھے اوغنین سے دشمنی و ملکہ کے  
 اُون لیسینوں نے بیعت اوس سے کی کہ اِلٰی اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ تا انکہ  
 ایسا دگی کی بام خلافت ثالث بالخیر نے ناکجا حَضَنِيہ دو لون بکلیا

پہلا کو بیوئے بیکین تثنیہ و معتکفہ کو بر دینے اور چرنے کے درمیان میں  
 خلاصہ یہ کہ جب عثمان خلیفہ ہوا تو اس کا یہ حال تھا کہ یا تو تلے اور رکھا  
 چلا جاتا تھا یا فضلہ دفع کیا کرتا تھا سو اکہا نے اور بگنے کے او سے اور کچھ  
 کام نہ تھا خلاصہ یہ کہ وہ جب با جب لبالب کہا کے اور غٹا غٹ پانی پینے  
 کچا کچ پیٹ بہر کے چلا چل ہر گاموتا کرتے تھے اور ان دونوں حالتوں  
 کے درمیان میں نشان خلافت نشان یہ ہوتی تھی کہ ٹوٹہ بیولی ہوئی اور  
 بگھیاں تنی ہوئی اور پیٹ بہر ہوا رہتا تھا و قادم معہ بکوا ابیہ اور  
 سبھی ہم جدی اس کے اس کے شریک حال ہو گئے یعنی بنی امیہ یحییٰ بن  
 ممال اللہ ایسے بڑے بڑے منہ مارتے تھے اور بے دانت لگائے کہا  
 جاتے تھے مال خدا کو خضم الایہل بنتہ الربیع جیسے اونٹ بڑے بڑے  
 منہ مارتا ہے برسات کی ہری ہری دھوپ پر واقعی یہ تو سب سے زیادہ  
 وحفیہ تر تھا کسی طرح کی لیاقت نہ رکھتا تھا چنانچہ حاصمی ناصبی وغیرہ نے  
 روایت کی ہے کہ ایک شخص عہد دولت عثمان میں اس کے پاس آیا اور  
 استخوان کا سہ سر میت لایا اپنے ہاتھ پر اور عثمان سے کہا کہ تم لوگ مسلمان  
 گمان کرتے ہو کہ انسان پر عذاب قبر ہوتا ہے اور بعد مرگ آتش جہنم سے  
 جلا یا جاتا ہے حالانکہ میں نے اس پڑھی پر جو ہاتھ لگایا تو ہرگز حرارت محسوس  
 نہیں ہوتی پس عثمان چپ ہو گیا اور حضرت امیر علیہ السلام کو بلوایا پس حضرت  
 جب تشریف لائے تو سائل سے اس کا سوال پوچھا جب وہ اعتراض کر چکا  
 تو حضرت نے چہاق و تہر منگوایا اور سائل و سب اہل بزم تعجب سے حضرت  
 کو دیکھ رہے تھے پھر جب وہ آیا تو حضرت نے سائل سے کہا کہ اس تہر کو

چوکے دیکھ کہ یہ گرم ہے یا سرد اور اس طرح جہاں کو اس نے ہاتھ رکھ کر  
 جو دیکھا تو سرد پایا پھر حضرت نے اس کو ہاتھ سے آگ نکالی اور کہا کہ جیسی  
 یہ نظر میں سر دہن اور ہر باوجود اسکے کہ اس نے انہیں سے آگ مبرا  
 کر دی کیا عجب کہ اس طرح استخوان کفار جو ہر من گرم خون اور باطن  
 میں آتش سوزان سی جل رہی ہیں وہ اس قدر ہوتا ہے کہ موند اس کی وہ  
 حکایت ہے کہ جو اس زمانہ میں مشہور ہے کہ سہا سے فرنگ نے بعد تحقیقات  
 یہ امر جانچا ہے کہ صحراؤں میں جو روشنی معلوم ہوتی ہے اکثر مسافروں کو  
 جسے غول بیابانی کہتے ہیں اصلیت اس کی یہ ہے کہ وہ ان بوسیدہ پتھر  
 مردوں کی ہوتی ہیں اور ہڈیوں کا یہی خاصہ ہے کہ وہ رات کو روشن ہو جاتا  
 ہوتی ہیں پس کیا عجب کہ یہ روشنی ہی دلیل اسی آگ کی ہو کہ جس سے بد  
 لوگوں کی ہڈیاں جلا جاتی ہیں چنانچہ ہندوستان میں کثرت روشنی مذکور  
 عمدہ قریبہ اس کا ہے اس لئے کہ یہاں کثرت استخوان نامی کفار و مشرکین ظاہر  
 و روشن ہے بار آگما پسندی کہ گل من در ہند و قشت دیوار صنم خانہ  
 کفار شود کہ بلامدفن من ساز کہ تازت من و سجدہ گاہ ملک سجدہ ابراہیم  
 پس وہ سائل مبہوت ہو گیا اور عثمان کہنے لگا کہ لا علیٰ کبلاک عثمان  
 یعنی اگر حضرت امیر نموتے تو ضرور ہلاکت میں پڑنا عثمان اور استیعاب بن  
 عبد اللہ بن مصعب سے روایت کی ہے کہ مخرمہ بن نوفل باشندون میں  
 مدینہ کے نہایت سن رسیدہ اور نامینا تھا اس کی عمر ایک سو پندرہ برس  
 کی تھی پس ایک روز مسجد میں اسے حاجت استنجہ کی ہوئی پس وہ بارادہ  
 استنجا اور ٹھہرا ہوا پس لوگوں نے اسے غل مچانا شروع کیا کہ ہاں ہاں کہیں

سب ہی میں پیشاب کر دیا اور اسے شہ نجانا پس اس کے پاس نعمان آئے اور  
 ایک چمک پیری دیکھ کر اسے اس سے ایک گوشہ مسجد میں بٹھا دیا اور اس کو  
 پیشاب کرنے چھوڑ کے اس سے ہٹ کر بیٹھے ہوئے پس لوگوں کی جو بے  
 نظر جاہری تو وہ چیخ پڑے کہ یہاں تو نے یہ کیا حرکت کی اور بہت جگہ اور  
 سخت دست گما پس درجیب پیشاب کر چکا تو کہنے لگا کہ اسے ہوتبر  
 میں تو نایا ہوں مجھے کون بیان کرے بٹھا گیا اور کس نے مجھے یہ ہنسی کی  
 قَالُوا اَنْعَمَانُ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْ سَلَّمَ لَمَا كُنْ بِهٖ نِعْمَانُ كِي تَزِي تَحٰی قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ  
 بِهٖ وَفَعَلَ اَوْسَنَ لَمَا كُنْ خُذَا اَوْسَ سَمِجَ اَمَّا وَاَللّٰهُ عَلٰی اَنْ ظَفَرَتْ  
 بِهٖ اَنْ اَضْرَبَتْ بِعَصَاۤیْ هٰذِهِ ضَرْبَةً تَبْلُغُ مِنْهٗ مَا بَلَغَتْ اَلْمِیْرَ  
 سَتَے چڑھا تو ایسی اس سے یہ لکڑی ماروں گا کہ وہ بھی یاد کرے خیر وہ قصہ  
 رفت و گذشت ہوا یہاں تک کہ محرمہ پرانہ سالی کے سبب اسے بھول گیا پھر  
 ایک روز نعمان اس کے پاس گئے اور عثمان ایک گوشہ مسجد میں نماز پڑھ رہے  
 تھے وَكَانَ عُثْمَانُ اِذَا صَلَّی لَا یَلْتَفِتُ اور معمول عثمان کا یہ تھا کہ نماز پڑھنے  
 میں کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے فَقَالَ هَلْ لَكَ فِیْ نِعْمَانٍ پس جبکہ سے  
 محرمہ کے کان میں نعمان نے کہا کہ کچھ تمہیں نعمان کی بھی فکر ہے قَالَ نَعَمْ  
 اَیْنَ هُوَ دَلَّیْ عَلَیْہِ اَوْسَنَ اِدھر اودھر ہاتھ سے ٹٹول کے کہا کہ ہاں وہ  
 کہاں ہے مجھے بتا تو روانہ ہوں نے کہا کہ یہاں میرے ساتھ جبکہ چلے آؤ  
 تو میں تبارون فَاَتٰی بِہٖ حَتّٰی اَوْقَفَتْ عَلٰی عُثْمَانَ اور اسے لاکے  
 عثمان کے سر پر رکھ کر دیا وَقَالَ دُوْنَكَ هَا هُوَ اور کہا کہ تمہارے پاس  
 وہی تو ذات شریف ہے فَجَمَعَ مَحْرَمَۃً یَدَاہِہٖ عَصَاۃً وَضَرَبَ عُثْمَانَ

قسطنطنیہ پس دونوں ہاتھ سے جریب تھامنے کے زور سے جو ایک لکڑی  
 مارے تھے بن تو عثمان کا سر بیٹ گیا تو لوگوں نے لعنت ملاشت کی کہ  
 اسی محترمہ تو کچھ شرمی ہو گیا ہے بے قصور ناحق ناحق تو نے خلیفہ جی سے  
 بے ادبی کی اور قوم محترمہ نے ارادہ کیا کہ نعمان کو ایذا پہونچا دیکے  
 عثمان نے کہا دَعُوا النِّعْمَانَ لَعَنَ اللَّهُ النِّعْمَانَ فَتَدْرِي مَا  
 یعنی چھانہ لو نعمان کا کہ وہ جنگ بدر میں شریک بدر ہوا ہے نعمان  
 کرے او سپر اعظم کہتا ہے کہ یہ نکتہ بھی قابلِ غلط ہے کہ بار جو دیگر  
 نعمان صحابی تھا اور جنگ بدر میں باقرار خود عثمان شریک تھا با این  
 اتنی سی بات پر عثمان نے او سپر لعنت کر دی پس ثابت ہوا کہ جو لعنت ہے  
 کام کرے او سپر بے تکلف لعنت چاہیے صحابی ہو یا صحابی کا باب پس  
 اعتراض اہلسنت شیعوں پر سے لعن طعن کے باب میں اوٹھ گیا والحمد  
 للہ علی ذلک الی ان اَنْتَ لَنْتَ عَلَیْہِ قَتْلُہُ تا اینکه گستاخ ہوا او سپر تار بود  
 اوسکا و جھن علیہ عملہ اور اوسکی بد فعلی نے ادبار کالائے شکر لائے  
 اوسکے سر پر کھڑا کر دیا و کبت بہ بطننتہ اور اوسکے پیٹوں نے اوسے  
 جو بیٹ کر دیا اتنا بڑا ایر پیر تو نہ کا اور لنگر اوسکا اوس سے نہ اوٹھ سکا  
 اس سبب سے منہ کے بل آ رہا ہے یہ اشارہ ہے اس طرف کہ عثمان  
 محمد بن ابی بکر سے بد عمدی کی تا اینکه بلوا ہو گیا تا اینکه تھوڑے عرصہ  
 وہ قلعہ بند رہا اور رسد ہی بند کر دی گئی تھی ہر کل اصحاب نے اجماع کر  
 او سپر دہا و کیا اور درازانہ اندر گھس کے ڈھاڑے اکیڑ کے ایسا جھکا دیا  
 کہ ایک پوسے کا بولا بچ آیا ہر مار پیٹ کے انہیں نے گور و کفن گھور سے



ٹوالد باتین دن تک لاش پڑی رہی آخر یہ کت بنی کہ ایک کتا اٹکا کولانوش  
 جان کر گیا بعد اوسکے انکے بیٹی داماد ایک تخت پر انکی ارتھی اوٹھا کے لچلے  
 چونکہ یہ قدر آرتے تو سر اور پاؤں انکے تخت کے باہر لٹکتے جاتے تھے اور  
 لڑکے اور جوان نفل نفل کہہ کھینے استہزاکرتے تھے اور اصل یہ خطاب یا  
 ہوا مادور نامہ ربان کا ہے نفل کے معنی گفتار کے ہیں اوس سے تشبیہ  
 دیتے تھے اور وجہ شبہ بیٹ کا بڑا ہونا تھا اور نفل ایک ریشمیل یہودی کا  
 ہی نام تھا اور خلیفہ صاحب ہی از بسکہ ڈرہیا لے تھے تو اس وجہ سے  
 انہیں بھی نفل کہتے تھے اور انجام کار مقبرہ یہودین دفن ہی ہوئے قلعہ  
 یہ کہ زندہ دل اور مسطور لوگ ان حقیقتا بیک کو بیجا کا بتا جان کے نفل کی  
 بہیتی ہوئی بہیتی ان پر کہتے تھے اس مقام پر ایک روایت لطیف یاد کی  
 کتاب صراط المستقیم میں مرقوم ہے کہ اکابر اہلسنت میں سے ابن جوزی نے  
 بقصد مقابلہ و معارضہ جناب امیر بالاس منبر کہا سلو فی قبل ان تفقد  
 یعنی جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے اپنے درمیان میں نہا  
 پس یہ سنکے انکی گوشمالی کو ایک عورت اوٹھ کھڑی ہوئی اور اوسنے کہا کہ لوگ  
 کہتے ہیں کہ سلمان نے مدائن میں انتقال کیا اور عینہ بہر کی راہ شہر مدینہ  
 ایک ہی شب میں جناب امیر نے اپنے تئیں وہاں پہنچایا اور نماز جنازہ  
 پڑھ کے اور انہیں دفن کر کے ایک ہی شب میں وہاں سے پھر آئے ابن  
 جوزی نے کہا کہ ہاں اس طرح بیان کرتے ہیں پھر اوسنے کہا کہ عثمان مدینہ  
 ہی میں مارا گیا اور تین شبانہ روز مزیلے پر پڑا رہا اور حضرت امیر ہی اوس  
 شہر میں موجود تھے حضرت نے نماز اوسپر نہ پڑی اوسنے کہا کہ ہاں یہی

منظرہ لطیف ابن جوزی  
 صدر کا ابن جوزی  
 عالم سنی

صحیح ہے اوس عورت نے کہا کہ بہران دونوں میں سے ایک کا خطیہ فرما  
 پڑایا وہ اس قابل نہ تھا اور یا معاذ اللہ حضرت امیر نے بیگیا حالانکہ تم لوگ  
 دونوں کو خلیفہ بحق جانتے ہو پس اس جوڑی بہوت ہو گیا اور اپنے دل  
 کی تسکین کے لئے کہنے لگا کہ اسی نیک بخت اگر تیرے شوہر نے تجھے اجازت  
 گھر سے باہر نکلنے کی دی تو وہ دیوث ہے خدا کی لعنت ہو اوس پر اور اگر تو  
 خود گھر سے باہر نکل بیڑی تو تو ناشرم ہے خدا کی لعنت تجھ پر ہو اوس عورت  
 نے کہا کہ اسی عالم ہائے گھر سے نکل کے میرے گھر اور جناب امیر سے  
 لڑنے چڑھیں پس کیا فتویٰ ہے تیرا اسکی باب میں وہ میرے پوچھنے کے  
 کسی تہی یا بے پوچھے پس یہ سن کے دوسری سن ہو گیا اور یکہ جواب دیا  
 فَتَنَّا زَاكِيَّةَ اَوَّلًا وَالتَّاسِي بِمَرْحُومٍ اَلِيٍّ كَعَرَفِ النَّبِيِّ لِسَانِ مِثْلِ  
 مجھے مگر اس بات سے کہ وہ لوگ شیور ہو کے متوجہ ہوئے میری جانب بیعت  
 کے لئے اور ایسے بے درپے بیعت کے لئے آئے گئے کہ جس طرح بے درپے  
 رفتار رفتار ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ اونٹوں کی طرح قطار باندہ کے  
 اور حیوینوں کی طرح تانتا باندہ کے میری بیعت کو آئے يَتَنَالُوْنَ عَلٰى  
 مِنْ كُلِّ وَجْهٍ کہ چاروں طرف سے پروانوں کی طرح مجھ پر ٹوٹے  
 پڑتے تھے حَتَّى لَقَدْ وُجِّى الْحَسَنَانِ بِمَا تَكُ کہ ہجوم کی شدت سے  
 حسنین علیہ السلام کھل گئے وَشَقَّ عَطَايَ اور کپڑوں کے چھترے  
 اور گئے مَجْمُوعَيْنَ حَوَّلِيَّ كَرِيْمَتِ الْفَلَوِ گھر سفند کی طرح میرے  
 گرد گردین ڈالے جمع ہوئے فَلَمَّا كُنَتْ بِالْأَمْرِ اور جب میں اپنا  
 وَاَمَادَةُ حُكْمَانِي هُوَ الْكَلْبُ طَائِفَةٌ تَوْبِعَتِ شَكْنِي کی ایک طاائفہ نے



لَا يَسْمَعُونَ قَوْلَ اللَّهِ

لَا يَسْمَعُونَ قَوْلَ اللَّهِ

وَمَرَقَتْ أَخْرَاجُ اور نیز کی طرح سن سے نکل گئے حق سے کچھ اور لوگ  
وَفَسَقَتْ اخرون اور فسق و فجور اختیار کیا کچھ اور لوگوں نے کافری  
لَا يَسْمَعُونَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ گویا انہوں نے یہ سنایا نہ تو  
تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ  
وَلَا فَسَادًا اور یہ گھر آخرت کا قرار دیتے ہیں ہم ان کے لیے کہ جو بلند  
بروزی و سرکشی اور فتنہ و فساد و سب زہین پر نہیں جاتے اور آخرت  
پر نیز گار دیں یہ سب کے لیے ہے بلی و اللہ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الَّذِينَ  
عَبَدُوا انہوں نے یہ سنا بلکہ بگوش دل سنا وَلَكِنْ تَوَلَّيْتُمُ الْآيَاتِ  
فِي آيَاتِنَا وَرَبِّكُمْ ذُرِّيَّتُكُمْ لِيَكُنْ آسِتَةً بَيْنَ دُنْيَاكُمْ وَالدُّنْيَا  
کے سامنے اور خوشنما معلوم ہوئی زینت و نایابی دُنْیَا وَاٰلِ الْآٰلِ  
لَمَّا قَدْ اَنْجَبْتُمْ اَكَاهُ ہو قسم اسی خدا کی جس نے شکافہ کہا دانہ و بَرِيٍّ لِلّٰهِ  
اور پیدا کیا انسان کو لَکُمْ اَحْضُوهُمُ الْحَاضِرِ وَفِيَا مَرَّحُورُ جُودِ الْاَنَامِ  
اگر لوگ مدد کو حاضر نہ جاتے اور حجت خدا امر جہاد مجاہد قائم نہ ہو جائے  
دستیابی مددگار کے وَمَا اخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ اَنْ لَا يُقَالُوا  
عَلَى كُفْرَةِ الظَّالِمِ وَلَا سَعْبَ الْمَظْلُومِ اور جو کہہ کہ شرطی خدا نے  
ناموں سے کہ کی طرح قرار نہ لین سیری ظالم اور اگر سنگی مظلوم پر پھین  
اگر خدا نے یہ شرط عالموں سے نہ لی ہوتی کہ وہ عین رہیں جب کہیں  
کہ ظالم پیٹ بھر کے کھاتا ہے اور مظلوم فاقہ کی شدت سے تڑپا جاتا ہے  
لَا كُفْرَتُمْ حَبْلًا عَلَى غَارِ دِيحَاتُ مَنِ نَاقَةُ خِلَافَتِ كِي رَسَنِ اُو سَبِي نَبِ  
پر کہد تیا کہ جهان چاہے وہ چلی جاوے و كَسَقِيْتُ اَخْرَاجُ بَكَاسِ

اَوَّلِيَقًا اور اس کے آخر کو بھی وہی جام بلانا کہ جواول کو بلایا تھا یعنی  
 آخر میں بھی اوسے قبول نہ کرتا وَاَوَّلًا لَقِيْتُمْ دُنْيَا كُرْهًا اَزْهَدًا  
 عَيْنِي فِي مَنِّ عَقْطَاةٍ عَثْرًا اور تم لوگ اس دنیا کو میرے نزدیک بہتر  
 رہیٹھ سے بھی بدتر پاتے پھر وہ قانون اور اہل سواد میں سے ایک  
 بے سواد نے کچھ عرض حاجت کی اور حضرت جواب فرمائے لگے  
 اور سلسلہ کلام منقطع اور ناتمام رہا پس ابن عباس نے بکمال آرزو  
 کہا کہ کیا خوب تھا اگر آب و ہین سے جہاں سے قطع کلام ہوا پھر اسے  
 تمام فرمائے فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ عُبَيْتٍ اَيْسَ تِلْكَ  
 شَفَقَةُ هَكَذَا ثُمَّ قَسَرْتُ يَفْنَى افسوس اے ابن عباس  
 یہ ایک اونٹ کی بلبلاہٹ تھی کہ غصے میں اوٹھی اور پھر بیٹھ گئی  
 سے اند کے پیش تو فستق غم دل ترسیدم کہ دل آزر دہ  
 شوی ورنہ سخن بسیارست کہ فاضل معتزلی نے باوجود سمن  
 وز ابھی تا مل اس خطبہ کے حضرت امیر سے صادر ہوئے میں  
 نہیں کیا غایت الامر یہ کہ تاویلات بار دہ و کلیات شارح  
 کو اس میں دخل دیا ہے اور اس طرح نہایت اشریہ میں تیار  
 سولہ مقام پر عسراف اسکا موجود ہے اور ولی اللہ حق  
 ولی الطاعون حنفی نے ایک فارسی شرح خاص اس  
 ایک خطبہ کی لکھی اور بڑی شد و مد سے اسکا اقرار کیا ہے  
 پس اگر ان لوگوں کو علم منظراری صدور خطبہ کا حضرت  
 سے نہوتا تو اقرار اگر ناکب ممکن تھا اور واقعی کہ عبادت



# موعظہ پند ہوان

حضرت موسیٰ و شجر علیہما السلام اور حال مضمون  
 حال پچ حضرت امام حسن علیہ السلام اور  
 مساویہ اور حکایت لطیفہ  
 طبع مارح وغیرہ  
 کے  
 فقط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا مبارک آج کا دن ہے دو سبب سے ایک یہ کہ نام اس کا ثبت ہے مغرب  
ثبت کا جسکے معنی عبرانی میں راحت پانے کے ہیں تورات کے سفر  
١٦ ٢٧ ٢٨ میں وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ جناب باری نے آسمان و  
زمین بنا کے آج فراغت پائی گو یا کہ اس سے راحت ملی لہذا اس کا نام ثبت مقرر  
ہوا اور احادیث اہل اسلام میں بھی وارد ہے کہ بَارَكَ اللَّهُ يَوْمَ السَّبْتِ  
وَالْاِثْنَيْنِ یعنی برکت دی خدا نے شنبہ اور پیر شنبہ کو اور بعض احادیث سے  
ثابت ہوتا ہے کہ یہ دن جناب رسالت مآب کی طرف منسوب ہے اور شنبہ  
اور نکادون ہے دوسرے یہ کہ یہ تاریخ ہی بہت اچھی ہے اسلئے کہ جو زکرم  
باعث ایجاد آسمان و زمین تھے اونہیں سے حضرت امام حسن علیہ السلام  
کی ولادت باسعادت اس شنبہ کو واقع ہوئی اور فضائل اون حضرت کے  
مشہور و معروف ہیں کہ ان تک بیان ہو سکیں لیکن مفاد مالا یدلک کہ لا یدلک

نہ تھرت حالات بیان کیے جاتے ہیں ایسی روایات میں ہے کہ تو بیت  
 میں ہزار سورت تھے اور ہر سورت سے میں ہزار آیتیں اور ہر آیت سے ہر سورت  
 کی برابر ہر طور ایسی کتاب نازل ہونے سے حضرت موسیٰ کو بڑا افتخار ہوا  
 کہ میرے برابر کسی عالم ہوگا حالانکہ اسی کتاب کہ جو منزلہ بحر مواج ہے خدا  
 مجھ دی اور از بسکہ اس میں ایک شائبہ حب و خود بینی کا تھا تو خدا کو یہ پسند  
 نہ آیا پس انبروی ہوئی کہ اسے موت فلاں مقام پر جہان دو دریائے بین  
 جاؤ کہ وہاں تھے اور ہمارے ایک نیک بندہ سے ملاقات ہوگی چنانچہ  
 قرآن مجید میں ہے: **وَقَالَ مُوسَىٰ يُفْتَنُ الْكَافِرُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْجَمْعَ الْحَرِيِّ** اور  
**أَمَّا نَبِيُّ صَفَاءَ** اور جب موت نے اپنے نوجوان رفیق یعنی اپنے وصی  
 یوشع سے کہا کہ برابر چلا چلوں گا میں سبط حصہ یہاں تک کہ پہنچوں اوس  
 مقام تک کہ جہان دو دریائے روم و فارس مل گئے ہیں کہ وہاں مجھ سے ملاقات  
 اوس مرد خدا یعنی خضر علیہ السلام کا ہوا ہے یا عرصہ دراز تک سبط  
 چلا جاؤں گا فلما بلغا جمع بینہما نسبا ھو قتما فاخذ سبیلہ فی البحر سررا  
 پس جب پہنچے اوس مقام پر کہ جہان پانی کی دو دہارے اور دو گنڈے  
 ملے پے سے تو بھول گئے یہ دونوں اپنی جھلی کو یعنی جو خشک جھلی انہوں  
 ساتھ لی تھی اوسے یوشع نے وہاں پانی سے دھو کے ایک پتھر پر رکھا اور  
 وہ اب حیات تھا پس وہ جھلی زندہ ہو گئی اور اوس دریا میں دھنکے اوسے  
 راہ اپنی لی جب حضرت موسیٰ آگے بڑھے اور حضرت یوشع کو بیان مذکورہ  
 ساختہ نامہ کی حضرت موسیٰ سے نوبت نہ پہنچی تب سفر سامان سفر کے  
 ہمیا کر سکی وجہ سے فلما کجا و سراقا ل یفتنا ھو ایشا عکدا ھو نا ل قد لقینا

قصہ حضرت خضر

میں سفر کیا ہذا انصبا پر جب وہاں رہا ہے تہا وہ کر کے بڑے ہوئے اور بہت  
 نکل گئے کہیں کچھ بنا خضر کا بنا یا اور چلتے چلتے صبح ہو گئی تو میرے نے تنگ  
 آئے یوشع سے کہا کہ لاؤنا شتا ہمارا کہ میں اس سفر سے بڑھ کر رحمت ملی خضر کو  
 خضر اس لیے کہتے ہیں کہ میں زمین یا جو بہت شگفتہ پر یہ دبا گزین ہونے سے تو  
 وہ انکے فیض قدم سے ہرے پہاڑ اور سرور شاداب ہو جائے تھی قال اذ  
 اذ اوتینا الی الصخرۃ فانی لیسیت الخولت و قنا آسائنا لک اللہ علیک  
 ان اذ کسرک و ائخذ سبیلک فی البحر کجبا یوشع نے یہ سنےکے پیاسا ہوا  
 آپ نے نہیں دیکھا کیا کہ یہ انصبا پر ہے اسے خیرا ہے اس لیے کیا عرض  
 کروں جب ہم اس بڑے تہرے کہ وہاں چوسپہ ہستہ تھیں اس محلی  
 کو دریا میں دھو کے اس تہرے کہتا تھا اور وہیں پہول کے اوٹھ کر اہوا  
 اور شیطان نے ایسا سہو و فحش کر دیا کہ میں آپسے تذکرہ کرنا بہول گیا ہر  
 عجب تماشا ہو کہ اوسنے دریا میں اپنی راہ لی بالکل زندہ ہو گئی حضرت یوشع  
 نے کہا کہ لا یحول ولا فقی نالحق یہہ رحمت ہوئی وہیں کا تو پنا دیا گیا تھا وہ  
 اب حیات کا چشمہ تھا اور خضر سے وہیں ملاقات ہماری بڑی ہے فاذک  
 علی اناس ہما قصصا کہ تو بہت پچھتے ہوئے وہ دو لون اوٹھ پاؤ  
 وہاں سے پھرے اور آنکے وہی مقام دیکھا کہ جہاں سے وہ چھلی تھیں  
 سے نکل گئی تھی کیا دیکھتے ہیں کہ جہر جہر وہ گئی ہے وہاں پانی نہیں  
 نقب اور مرنک بن گئی ہے پس اوسی راہ سے یہہ بھی چلے گئے یہاں تک  
 کہ اوسے مقام پر ہوئے جہاں دریا دو گڈے بہتا تھا فوجہ عبد  
 من عبادنا الیکنا مشرختہ من عتدنا و علمنا کہ من لکنا علی

پس رہا نہ ہو چکے انہوں نے ہمارے ایک بندہ کو دیکھا کہ جسے ہم نے اپنی  
رحمت اور علم لے کر دیا تھا کہ اَلْاٰیٰتُ مَوْسٰی عَلٰی اَنْ تَقْلَمَنَّ مِیْنًا  
عِلْمُتِ سُرِّ شَدِّ احضرت موسیٰ نے دیکھا کہ وہ مرد خدا ایک چادر اوڑھ کر  
سورہا ہے جب اپنا سر ڈھانپتا ہے تو پائون کھلاتے ہیں اور جب پائون  
ڈھانپتا ہے تو سر پس یہ نماز پڑھنے لگے اتنے میں وہ بیدار ہوئے اور  
کہا کہ اے نبی اسرائیل کے عالم تو کہاں آیا ہے یہ کہنے جبریل کے وہاں سے  
چلنے کا ارادہ کیا پس موسیٰ نے بعد نماز اوسنے کہا کہ آیا یہ ہو سکتا ہے کہ  
میں تمہاری پیروی کروں اور ساتھ لگا رہوں اس بات پر کہ جو تمہیں دلائل  
ہاتھ آئی ہے وہ تم مجھے ہی بتاؤ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَلِیْعَ مَعِيَ صَدْرَ احضرت  
خضر نے فرمایا کہ بہتر گھر سے میرے ساتھ میرا لیکو ہو سکے گا اس لیے کہ تم مشابہ  
سیری باتوں کا کیا جانتو کہ تمہاری شریعت ظاہری ہے اور میری شریعت باطنی  
پوشیدہ نہ ہے کہ بعض اخبار متبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریعت  
ظاہری کہ جب کامد ار ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ جسکے ہم تابع ہیں پس دو گواہ  
کی گواہی پر حد جاری کر دینگے ہر چند وہ واقع میں جھوٹ بولے ہوں اور نہ  
باطنی وہ ہے کہ جب میں مدارتیت اور نفس الامر پر ہے اور اوسکے پابند ہوں  
حضرت صاحب الامر علیہ السلام زمان رحبت میں وَ کَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ  
تُحِطْ بِہِمْ خُبْرًا اور یہ کچھ برائے کی بات نہیں بلکہ حق بجانب ہے تمہارا  
بدلا کیونکہ صبر کر سکو گے تم اوس بات پر کہ جس پر تمہاری عقل و علم نے احاطہ  
ہی کیا ہو قَالَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِيْ لَکَ اَمْرًا  
حضرت موسیٰ نے کہا کہ انشاء اللہ تم میرا صبر و سکوت دیکھنا کہ کہی نہیں



خلاف کہو لگا قال فان ابغضتني فلا تسئلني عن شيء حتى اخبرك الله  
 منه ذلک احضرت خضر نے بہر تائید کہا کہ اگر تم میرا ساتھ دیتے ہو تو خبردار  
 مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ از خود میں اور سکاؤ اور نہ میرے طور پر فاکظاً  
 حتی اذا اسرکبانی السفینتین خرقتها قال اخر قتها لتغرق اهلها فتدا  
 جئت شیئاً امراً یہ سب شرط و شروط کر کے آگے بڑھتے اور چل کر طے  
 ہوئے یہاں تک کہ ایک کشتی پر سوار ہوئے حضرت خضر نے بیٹے ہی اوتار  
 پیندے میں ایک سوراخ کر دیا یہ ماجر اویکے حضرت موسیٰ کو نصہ لگیا اور  
 امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب سمجھ کے کہنے لگے کہ اے خضر تجھے جو سوراخ  
 سوراخ کر دیا تو کیا سبک ڈوبنے کی فکر لگائی یہ کچھ اچھا کام لگایا تاں اس  
 اقل انک لن تستطیع معی صابراً خضر نے کہا کہ میں نکستا تھا کہ تم صبر کرنا  
 میرے ساتھ قال لا تو اخذنی بما نسیت ولا ترہقہ من امری فقہر  
 حضرت موسیٰ نے کہا کہ بولی چوکی بات کا مجھ سے مواخذہ نہ کرو اور زیادہ سنگدل  
 نہ ہونا نطقاً حتی اذا الفیا غلظ ما قتلہ قال اقلت ذنبا ساریت  
 لقد جئت شیئاً انکما اپہر کشتی سے یہ دو لون چلے یہاں تک کہ ایک  
 لڑکا حسین و جمیل انہیں ملا کہ نہایت غریب اور پیاری پیاری اوسکی صورت  
 تھی اور دو بندے اوسکے کانون میں پڑے لٹک رہے تھے پس دفعتاً  
 حضرت خضر نے اوسے ایسا ایک طمانچہ مارا کہ وہ مر گیا پس حضرت موسیٰ  
 بتیاب ہو کے کہنے لگے کہ اے خضر تم نے اس میگناہ بچے کو بے قصور مار ڈالا  
 تم کچھ اچھے آدمی نہیں واہ کوئی ایسی ہی حرکت کرتا ہے بہت حرکت  
 ناشائستہ کی تھنے قال اقل انک انک لن تستطیع معی صابراً



اور کاپس والدین اوسکے ایمان دار تھے اور اوسے بہت چاہتے تھے پس  
 دُور سے ہم کہ یہ تو بے ایمان ہونے والا ہے کہیں ایسا شو کہ یہ بڑھ کے  
 اونہیں ہی کفر و کفر ہی میں پہنساوے فَاسْرُدْنَا اَنْ يُّبْدِلَ لَهَا سَرِيحًا  
 خَيْرًا مِنْهُ سَرْكُوتًا وَاَقْرَبَ سُرْحَمًا چاہئے کہ اوسے قتل کریں اور  
 اوسکے والدین کو پروردگار اوسکا نعم البدل عطا کرے ایسا فرزند دیندار  
 و رشید کہ اوس سے بہتر ہو یا کیزگی اور صلہ رحمی والدین کے وَاَمَّا  
 الْيَتَامٰى فَكَانَ الْغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ  
 أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا  
 سَرَّحْنَاهُ مِنْ شَرِّكَ وَ مَا فَعَلْتُمْ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ  
 عَلَيْهِ صَبْرًا اور لیکن وہ دیوار پس دو یتیم بچوں کی تھی کہ جو باشندہ  
 تھے اور اوسکے نیچے اونکا ایک رفیقہ تھا اور باپ بھی اونکا نیک تھا پس یہ  
 مربی نے چاہا کہ وہ اپنے شباب پر پہنچے خود اپنا رفیقہ نکالیں خدا کی رحمت  
 سے اور جو وہ دیوار گر جاتی تو خزانہ اور رفیقہ نکل آتا خدا جانتے کون اوس  
 پاتا اور کس صرف میں لاتا اور مینے یہ اپنی طرف سے توڑی کیا بلکہ حکم خدا تھا  
 یہ ہے تفسیر اوسکی کہ جسیر تہین جسیر نہوا و اعظمتا ہے کہ اس نصہ میں  
 بہت تلویل الذیل مباحث علمی ہیں کہ ضیق وقت مانع اوسکے تفرض سے ہے  
 مگر اسقدر سمجھ لینا ضرور ہے کہ اولہ قطعہ بلکہ ضرورت مذہب سے ثابت ہے  
 کہ مسموونسیان انبیاء و ائمہ پر جائز نہیں پس جمعیان الاولہ ضرور ہو کہ آیات  
 مذکورہ میں تاویل کیجائے اور نسیان محمول ترک پر ہو یا اور کسی مجازی معقول  
 پر اور اسکا قرینہ بھی موجود ہے کہ اول نسبت نسیان حضرت موسیٰ اور حضرت

یوشعہ دونوں کی طرف کی گئی ہے حالانکہ حضرت موسیٰ کو اطلاع بھی پہنچ چکی تھی  
 اور ہجرت کی بہتر پرہیز تھی جب تک کہ یوشعہ نے حال بیان کیا اور اپنی سہو پر  
 تاسف کیا پس بدلیل سیاق ثابت ہوا کہ پہلے تو نسبت دونوں کی طرف بطور  
 تغلیب و مجاز کے تھی اور اس طرح خود یوشعہ کے بارے میں لسانیان ذکر  
 محمول ترک مذکورہ پر بھی ایسے کہ حضرت یوشعہ ہی نبی معصوم تھے اور اس طرح  
 حضرت مضر کے مواجہہ میں جو حضرت موسیٰ نے اعتراف لسانیان کیا تو آیات  
 تجسم کی طرح واجب التاویل رہے اور وعدہ کرنا حضرت موسیٰ کا حضرت مضر  
 بہ نسبت ایسے امروں کے تھا کہ جو عارۃ اشمال و اقراب حضرت مضر سے تھا تو  
 ہوں نہ بہ نسبت ایسے امر کے کہ جو بالکل خلاف شرع تھا ہری ہو ایسے کہ گنا  
 و وہم بھی اور نکاح نہ تھا پس جب ویسے امر ظاہر ہوئے تو وہ جو بامہ بالعرف و  
 عن المنکر سے مجبور ہوئے تھے قرض کرنا پڑا علاوہ یہ کہ حضرت موسیٰ نصیحت کی عادی  
 تھے پس کمال درودین سے حسب عادت بول بیٹھتے تھے اور ہا نہ جاتا تھا علاوہ  
 یہ کہ ایسے مواضع میں بلکہ عموماً ایسا وعدہ کا وجوب ثابت نہیں اور انہوں  
 وعدہ میں انشاء اللہ کی قید بھی دی تھی اور ظاہر ہے کہ شہادت خدا بہ امر و نہی  
 متعلق نہیں ہوتی پس جو باتیں خلاف اوس شرع کی تھیں کہ جسکے متعبد و پابند  
 حضرت موسیٰ تھے اور نہ روکنا ٹوکنے کی دانستہ عین حکم خدا تھا اور پھر  
 حکومت کرنا بلا تفتیہ خلاف مشیت الہی پس یہ مشیت خدا کو متعلق اوس سے  
 نہ جانتے تھے لہذا دخل دینا اوس میں خلاف وعدہ نہ سمجھتے تھے فافہم اور اور  
 ہی جواب ان مقاموں کے مبسوط تفسیر زمین مرقوم ہیں از بسکہ اصل مقصود  
 سے ہمارے خارج تھے لہذا اونسے اعراض کیا اور پوشیدہ نہ کیا

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و افضل حضرت خضر سے تھے جیسا کہ مفاد اکثر اخبار مقبرہ کا ہے اور مصلحت و رفقا شائبہ عجب کے کسی خاص امر میں بعض ایسی باتیں کہ جو احاطہ علم موسیٰ سے باہر ہوں من جانب اللہ حضرت خضر پر مشتمل علم علیہ السلام کو حضرت موسیٰ سے نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ علم باری تعالیٰ کو محیط کوئی نبی یا امام نہیں و ہوا المطلوب اور بھر کیف ہمیں یہ مقصود ہے کہ شکر صد شکر کہ ہمارے جناب رسالت مآب و ائمہ اطہار موسیٰ اور خضر دونوں سے اعلم تھے جیسا کہ ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر میں موسیٰ اور خضر کے درمیان میں ہوتا تو ثابت کر دیتا کہ میں اون دونوں سے اعلم ہوں اور مویٰ او سے یہ ہے کہ حضرت خضر اکثر حل مسائل مشککہ کے لئے جناب امیر کی خدمت میں آئے اور جناب امام حسن علیہ السلام سے یا خود جناب امیر سے حل کر لیکے ہیں چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز جناب امیر سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تکیہ کیے برآمد ہوئے اور ہمراہ رکاب جناب امام حسن ہی تھے پس داخل مسجد اطہرام ہوئے کہ ناگاہ ایک مرد خوبصورت و خوش پوشاک نے آکے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا پھر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین میں آپ سے تین مسئلہ پوچھتا ہوں اگر ٹھیک ٹھیک آپ نے جواب اونکا دیا تو میں سمجھوں گا کہ امت نبی نے بعد نبی آپ پر ایسا ظلم کیا ہے کہ جسکی پاداش و سزا سے نہ دنیا میں وہ مطمئن ہیں نہ آخرت میں و گرنہ میں سمجھوں گا کہ آپ اور وہ یکساں ہیں فقال علیہ السلام سئلے عما بد الک حضرت نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ پوچھ مجھ سے فقال آخری فی اذا نام الرجل فکین تدھب سر و حہ

والا حضرت  
حضرت  
علیہ السلام

[illegible]

تقرار لیتا ہے پس اگر کا مشابہ والدین سے پیدا ہوتا ہے اور اگر اضطراب اور  
گھبراہٹ سے صحبت کرتا ہے تو نطفہ بھی مضطرب ہو جاتا ہے پس اگر اون  
رگون پر پڑا کہ جو چچا سے متعلق ہیں تو اولاد چچا سے مشابہ ہوئی اور جو ماموں  
کی رگون پر پڑا تو اولاد ماموں سے مشابہ ہوئی پس وجد میں آکے اوس  
سمائل نے کہا کہ میں وجدانیت خدا کی گواہی دیتا ہوں جیسا کہ ہمیشہ دیتا رہا  
ہوں اور جناب رسالت مآبؐ کی نبوت کی اور جناب ولایت مآب کی امامت  
کی اور اشارہ کیا جناب امیرؑ کی طرف اور بعد اونکے تمہاری امامت کی اور اشارہ  
کیا حضرت امام حسن کی طرف پھر اس طرح امام حسین علیہ السلام کی طرف پھر  
باقی ائمہ کی امامت پر نام بنام حضرت صاحب العصر تک گواہی دی بلکہ رجعت  
پر بھی پھر حضرت امیر علیہ السلام کو سلام کر کے رخصت ہوا پس جناب امیرؑ نے  
حضرت امام حسنؑ سے فرمایا کہ اسکے ساتھ ساتھ جا کے دیکھو کہ کہاں جاتا ہے  
حضرت جو تشریف لینگئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد سے باہر باؤن نکالتے ہی  
نظروں سے غائب ہو گیا معلوم نہوا کہ اوسے آسمان کہا گیا یا زمین پس حضرت  
والپس آئے اور جناب امیرؑ سے یہ ماجرا بیان کیا اونہوں نے فرمایا کہ اے  
ابو محمد تم اوسے پہچانتے ہو یا نہیں حضرت امام حسنؑ نے عرض کی کہ خدا اور  
اور امیر المؤمنین واقف تر ہیں پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ یہ حضرت  
مؤمنین اب دیکھنا چاہیے کہ وہی حضرت جبریلؑ استفادہ کرنے کو  
حضرت موسیٰؑ بنی نے حکم خدا دور از سفر کیا وہی حضرت خود دور از سفر  
سے خدمت جناب امیرؑ میں حاضر ہوئے استفادہ کے لئے اور جناب امام  
حسنؑ نے تشریف کر دی پس زہے نصیب تمہارے کہ تم کن بزرگوار دن میں



شیعہ اور خوشہ چین و عقیدت گزین ہو اور جب صفت علم کا کہ جو عمدہ صفت  
ہے یہ حال ہے تو اور صفات حضرت امام حسنؑ کا کیا ذکر پس آج ہم محلِ سا  
حال حضرت کے علم کا اور جو امر متعلق اوس سے ہیں لکھتے ہیں آج جس  
سنگدل کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب صغریٰ میں سلطانِ کون  
محفوظ فرماتے تھے حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب جناب امیر  
رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف فرماتے اور ہر قسم کے لوگوں کا ہجوم تھا کہ وہ اوس جناب  
کے کوئی تو استغاثہ کرتا تھا اور کوئی استغاثہ و مرافعہ کرتا تھا کہ ناگاہ ایک  
شخص نے اوٹھ کے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا  
کہ تو کون ہے اوس نے عرض کی کہ میں آپ ہی کی رعیت سے ہوں اور انہیں  
شہروں کا باشندہ ہوں حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہیں اگر ایک بار بھی تو حاضر  
ہو کر مجھے سلام کرنا تو میں تجھے کبھی نہ بھولتا اوس نے عرض کی کہ لاکھ کمانٹ  
یا آمین و اٹھ مینٹ کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض حال کروں حضرت  
نے فرمایا جب سے تو ہمارے قلمرو میں داخل ہوا جب سے کوئی جرم تو تو نے  
نہیں کیا اوس نے عرض کی کہ نہیں حضرت نے فرمایا کہ بہر کیا تو جنگی لوگوں میں سے  
ہے اوس نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا اِذَا وَضَعْتَ الْكُرْبُ اَوْ سَرَادَهَا فَالْكَ  
بِاسِ یعنی جبکہ لشکر کو کھول دالے اور ہتھیار رکھ دے تو بہر کچھ جرح نہیں بہر  
عرض کی کہ وہو کے سے مجھے معاویہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے پوچھا  
چاہتا ہوں میں آپ سے کہ جو ابنِ اصفہر بدری نے بذریعہ میرے معاویہ  
پوچھا بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تو مستحق اس عمدہ کا ہے اور واقع میں  
خلیفہ بنی ہے تو جواب دے میرے سوال کا تاکہ میں تیری پروسی کروں اور

بہر ایک علامہ کائنات میں



بہت عمدہ عمدہ اور نفیس نفیس ہدیہ اور تحفہ میرے لیے پھونکے پس کچھ جواب دے  
 مذہب کا اور بڑا قاتی ہوا اسے پس مجھے آپ کے پاس بھیجا حضرت نے فرمایا  
 کہ خدا قتل و واصل جہنم کرے ہندہ جگر خوار کے بیٹے کو سقد گرماہ اور اترہا  
 دو اور اسے رفیق خدا درمیان میرے اور اس امت کے حکم مناسب کرے  
 کہ ان لوگوں نے مجھے قطع رحم کیا اور میری زندگی کے دن ضائع و برباد کیا  
 اور محروم کیا مجھے میرے حق سے اور میرے رتبہ عالی کو گھٹا دیا اور اتفاق کر لیا  
 مجھے نزع کر کے پر لا احسن حسین و شہید بن حنفیہ کر پس وہ سب حاضر ہوئے  
 پس فرمایا کہ اسے شامی مید و لون فرزند و بلند تیاپ رسالت مآبہا  
 اور سہ تیسرا میرا فرزند ہے انہیں سے جس سے جاہ اون باتون کو پوچھو  
 فَقَالَ اَسْأَلُكَ الْوَفْرَةَ يَغْنِي الْحَسَنُ اَوْ سَنَ عَرْضُكَ كَيْفَ مِنْ اِسْ جَنْدُولِ  
 اُس کے سے یعنی امام حسن سے پوچھو کہ اَفَقَالَ كَلَّ الْحَسَنُ سَلَّمَ عَمَّا بَدَا  
 لاک پس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے مجھ سے  
 پوچھو فَقَالَ الشَّامِيُّ كَلَّ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ حَقٌّ وَبَاطِلٌ مِّنْ كِتَابِ رُفُقٍ  
 وَكَلَّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اَرْضٌ اَوْ اَسْمَانٌ وَزَمِينٌ مِّنْ كِتَابِ كَلَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ  
 وَالْمَغْرِبِ اَوْ مَشْرِقٌ سَمَ مَغْرِبٌ تَكُنْ اَوْ مَا قَوْمُ قُنُحٍ اَوْ قَوْمُ  
 قُرَحٍ يَغْنِي دَهْنُكَ كَيْفَ يَحْمِلُ وَمَا الْعَيْنُ الَّتِي تَأْوِي اِلَيْهَا اَدْوَاخُ  
 الْمَشْرِقِ اَوْ رُوهُ كُونِ حَشْمَةٍ هِيَ جَسَكِي طَرَفٌ رَجُوعٌ كَرْنِي رُوْحِيْنَ شَرْكُونِ  
 كِي وَمَا الْعَيْنُ الَّتِي تَأْوِي اِلَيْهَا اَدْوَاخُ الْمُؤْمِنِينَ اَوْ رُوهُ كُونِ حَشْمَةٍ  
 جَسَكِي طَرَفٌ جَانِيْنَ كِي رُوْحِيْنَ مُؤْمِنُوْنَ كِي وَمَا الْمُؤْنَتُ اَوْ رُوْمُنْتُ كِي  
 كِي مَعْنَى هُنَّ وَمَا عَشْرَةُ اَشْيَاءٍ بَعْضُهَا اَسَدٌ مِّنْ بَعْضٍ اَوْ رُوهُ كُونِ

و سَلِّمْ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَأْسِهِ وَوَسَّيْهُ بِرَأْسِهِ فَقَالَ الْحَسَنُ  
 بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ أَرْبَعُ أَصَابِعٍ فَمَا سَأَيْتُكَ بِعَيْنِكَ نَهْوُ الْحَقِّ وَقَدْ  
 تَسَمَّعُوا بِأَذْنَيْكُمْ بِاطِلًا كَثِيرًا جَنَابِ إِمَامِ حَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَكُنْ  
 وَبَاطِلٍ مِثْلَ جَارٍ أَوْ نَظِيرٍ كَافِرٍ هُوَ لَيْسَ جَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ وَكَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ  
 هُوَ أَوْ جَوْ كَانِ سَمْتًا هُوَ أَكْثَرُ فَلَطُ أَوْ بَاطِلٍ هُوَ سَمْتًا هُوَ أَوْ كَيْفَ  
 أَوْ كَانِ مِثْلَ تَقْرِيبًا جَارٍ هُوَ أَوْ نَظِيرٍ كَافِرٍ هُوَ لَيْسَ جَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ  
 يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ أَوْ شَامِي نَعْمَ كَمَا كُنَّا بِإِشْرَارِهِ هُوَ أَوْ سَمْتًا هُوَ أَوْ كَيْفَ  
 قَالَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَرَفْعُ الْبَصِيرَةِ قَالَ  
 لَكَ غَيْرُ هَذَا أَفَلَا بُدَّ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ هُوَ سَمْتًا  
 كَمَا دَرَمِيَانِ آسْمَانِ وَزَمِينِ دَعَا مِثْلَ مَظْلُومٍ أَوْ نَظِيرٍ كَافِرٍ هُوَ لَيْسَ جَوْ  
 كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ هُوَ أَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ هُوَ أَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ هُوَ أَوْ كَيْفَ  
 فَرَمَا يَكُنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ تَنْظُرُ الْيَقَاحِينَ  
 تَطْلُعُ مِنْ مَشْرِقِهِمْ وَتَنْظُرُ الْيَقَاحِينَ تَغِيبُ فِي مَغْرِبِهِمْ قَالَ الشَّامِي  
 صَدَقْتَ فَرَمَا يَكُنْ مِثْلَ مَظْلُومٍ أَوْ نَظِيرٍ كَافِرٍ هُوَ لَيْسَ جَوْ كَيْفَ  
 وَغُرُوبِ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ هُوَ أَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ هُوَ أَوْ كَيْفَ تَوَكَّلْتُكُمْ  
 مَا قَوْسُ قُرْحٍ شَامِي نَعْمَ كَمَا كُنَّا بِإِشْرَارِهِ هُوَ أَوْ سَمْتًا هُوَ أَوْ كَيْفَ  
 قَوْسُ قُرْحٍ فَإِنَّ قُرْحَ الشَّيْطَانِ وَهُوَ قَوْسُ اللَّهِ وَهَلْ هُوَ عِلَافُ  
 الْخَصْبِ وَآمَانُ الْهَلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغُرْقِ فَرَمَا يَكُنْ وَاسِي تَجْبِيرُ أَوْ  
 قَوْسُ قُرْحٍ نَكَبَةُ السَّيْلِ كَمَا كُنَّا بِإِشْرَارِهِ هُوَ أَوْ سَمْتًا هُوَ أَوْ كَيْفَ  
 كَمَا هُوَ بَلْ كَمَا قَوْسُ خَدَايَا كَمَا هُوَ أَوْ سَمْتًا هُوَ أَوْ كَيْفَ

مان اہل ارض سے غرق سے وَأَمَّا الْعَيْنُ الَّتِي تَأْوِي إِلَيْهَا أَرْوَاحُ  
 الْمُشْرِكِينَ فِيهِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْبَرْهْمُوتُ اور وہ چشمہ کہ جو مقام ارواح  
 بنیہ سے ہے اور سے برہموت کہتے ہیں وَأَمَّا الْعَيْنُ الَّتِي تَأْوِي إِلَيْهَا  
 أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ فِيهِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا سَلَمُ اور جو چشمہ کہ پاک روحوں  
 کی جگہ ہے وہ سلمی ہے وَأَمَّا الْمَوْتُ فَهُوَ الَّذِي لَا يَدْرُسُ أَذْكَرُ  
 هُوَ أَمْرٌ أَنْتَنِي فَإِنَّهُ يَنْتَظِرُ بِهِ فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا اخْتَلَمَ وَإِنْ كَانَتْ أُنْثَى خَاضَتْ  
 وَبَدَأَ النَّدِيمُ وَأَوَّلًا قِيلَ لَهُ بَلْ عَلَى الْحَاظِ فَإِنْ أَصَابَ بَوْلُهُ أَلْمَاظُ  
 فَهُوَ ذَكَرٌ وَإِنْ انْتَحَصَ بَوْلُهُ كَمَا يَنْتَظِرُ بَوْلُ الْبَعِيرِ فِيهِ الْمَرْأَةُ  
 اور لیکن موت یعنی محنت پس وہ وہ ہے کہ نہ مرد معلوم ہونے عورت یعنی  
 دونوں آلے اور عضو تناسل کے رکھتا ہو پس انتظار کر کے دیکھنا چاہیے  
 اگر مرد ہوگا تو اسے احتلام ہوگا یعنی نہانے کی حاجت اور اگر عورت  
 ہوگا تو حیض دیکھے گا اور سینہ پر پستانوں کا او بہار ہوگا نہیں تو اسے  
 ہمین گے کہ دیوار پر پیشاب کر پس اگر سیدھی دہار جا کے دیوار پر پڑی  
 تو وہ مرد ہے اور اگر دہار اولٹ پڑے کی اونٹ کی طرح تو وہ عورت  
 ہے وَأَمَّا عَشْرَةُ أَشْيَاءٍ بَعْضُهَا أَشَدُّ مِنْ بَعْضٍ فَأَشَدُّ شَيْءٍ خَلَقَ  
 اللَّهُ الْحَجْرَ وَأَشَدُّ مِنَ الْحَجْرِ الْحَدِيدُ يُقَطَّعُ بِهِ الْحَجَرُ وَأَشَدُّ مِنَ الْحَدِيدِ  
 النَّارُ تَذِيبُ الْحَدِيدَ وَأَشَدُّ مِنَ النَّارِ الْمَاءُ يُطْفِئُ النَّارَ وَأَشَدُّ  
 مِنَ الْمَاءِ السَّحَابُ تَحْمِلُ الْمَاءَ وَأَشَدُّ مِنَ السَّحَابِ الرِّيحُ تَحْمِلُ السَّحَابَ  
 وَأَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ الْمَلَكُ الَّذِي يُوسِلُهَا وَأَشَدُّ مِنَ الْمَلَكِ الْمَلَكُ  
 الْمَوْتُ الَّذِي يُمِيتُ الْمَلَكَ وَأَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ الْمَوْتُ الَّذِي

وَأَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ أَمْرُ اللَّهِ الَّذِي يُمِيتُ الْمَوْتِ فَقَالَ الشَّامِيُّ كَيْفَ نَأْتِي  
 أَشَدُّ أَمَّا ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ حَقًّا وَأَنَا عَلَيْكَ أَوْلَى بِنَايَمٍ مِنْ مُعَاوِيَةَ تَرَاهُ لِكَيْفَ  
 وہ دس چیزیں کہ جن میں بعض غالب تر ہے اور بعض سے ہیں پس شدید و غالب تر خلق  
 خدا پتھر ہے کہ جو سب سے زیادہ سخت تر ہے اور پتھر سے بھی غالب تر کو آگ  
 ہے جو پتھر کو بھی کاٹ ڈالتا ہے اور آگ کو سب سے بھی غالب تر ہے کہ جو آگ سے  
 پہلا ہے کچھ لادیتی ہے اور آگ سے پانی غالب تر ہے کہ آگ سے بچا دیتا ہے  
 اور پانی سے بھی غالب تر ہے کہ آگ سے اوٹھائے اور ٹھکانے پر رہتا ہے  
 اور ابر پر غالب ہو رہا ہے کہ وہ ابر کو بھی اوٹھائے رہتی ہے اور ہوا سے  
 بھی غالب وہ فرشتہ ہے کہ جو ہوائوں کو جا بجا بیٹھا ہے اور اس فرشتے  
 سے غالب ملک الموت ہے کہ جو موت دے گا اس فرشتے کو بھی اور  
 ملک الموت سے غالب خود موت ہے کہ ملک الموت کو بھی فنا کر دیگی اور موت  
 سے بھی غالب حکم خدا ہے کہ جو موت کو بھی فنا کر دے گا پس اس شامی نے  
 کہا کہ صحیح کہا ہے آپ نے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول خدا ہیں  
 برحق و بیشک اس بات کی کہ حضرت امیر لائق ترین ہیں ساتھ منصب حکومت  
 کے معاویہ سے پہر وہ جواب با صواب معاویہ نے ابن اصفہر کے پاس بھیجا  
 اس نے معاویہ کو لکھا کہ اے معاویہ کلام کرتا ہے تو مجھ سے اور کے کلام سے  
 اور پیش کرتا ہے تو دوسرے کا جواب قسم حضرت مسیح کی کہ یہ میرا جواب نہیں  
 اور نہیں ظاہر ہوا مگر معدن رسالت سے اور تو تو اگر ایک درم بھی مجھ سے  
 مانگے تو میں ندون گا واقعی معاویہ کو کیا طاقت و لیاقت تھی کہ جو مقابل  
 شباب اہل جنبہ علم و عمل کی راہ سے قابل اعتنا ہو سہ چنانچہ خاک را

بعالم پاک نان و نمک امی قلم تحریر کر دیج حسن : شہرہ آفاق سہیلی  
 حسن : ہے وہ سردار جوانان بہشت : سردار سبز گلستان بہشت :  
 جدید باب سلطان عرب : اللہ اللہ کیا نسب ہے کیا حسب : فاطمہ  
 زہرا کے دامین میں بلا : موندہ سے موندہ نانا پیمر نے ملا : مسند غوث  
 کا صدر ہے : آسمان سروری کا در ہے : نائب حیدر امام محبت : زید  
 الاخبار سبط مصطفیٰ : ذوالمفاخر الکرم ابن الکرم : ذوالمناقب مالک  
 خلق عمیم : خلق او سکا خلق میں مشہور ہے : اس طرح اخبار میں مذکور ہیں  
 ایک دن اسوار جاتے تھے حسن : کرتے تھے جھک جھک کے بزم و دزن :  
 ایک جگہ پر جمع کچھ نجدوم تھے : اکل میں مشغول رہے مغموم تھے : دیکھ کر  
 گو کیا ہے سلام : اور کہا کچھ نوش کیجئے یا امام : اتفاقاً انصوم سے  
 شاہ دین : ہنس کے فرمایا ہینا مومنین : تمکو خالق دے زیادہ نوش حاج  
 صوم سے ہون ورنہ ہوتا میہمان : ساتھ اوسکے ولین گذرا یہ خیال  
 دل شکستہ ہیں اونہیں ہوگا ملال : یعنی ہمے آیا ہے اجنباب : نوش  
 اس باعث نہیں کرتے جناب : آہ جسد ولین گذرا یہ خیال : رحم  
 ادن پر حضرت کو کمال : شرم کے مارے خمیدہ ہو گئے : کڑھ گئے اور  
 آبدیدہ ہو گئے : سر اوٹھا کر پہر کہا ای دوستان : شام کو تم ہو ہمارے  
 میہمان : الغرض شب کو اونہیں مہمان کیا : ساتھ کمانا اوسکے نوش جان  
 کیا : کچھ نہ حضرت نے کیا پاس مرض : حیرت قلب ہی نشکی عرض :  
 اب تو اسی نفس اپنی ہی خوبی جتا : کتنے دل توڑے ہیں تو نے سچ بتا  
 کسکے کسکے دل کو آزر دہ کیا : آہ کس کس گل کو بزمردہ کپا

کی عبادت تو نے کس بیمار کی ؟ چارہ سازی کی تھی کس ناچار کی ؟ زخمِ دل  
کا کسکے مرہم تو ہوا ؟ کسکا تو غمخوار اسے بد خو ہوا ؟ کوئی بھی دل تو نے ظالم  
خوش کیا ؟ کسکو حرم تو نے اسی سرکش کیا ؟ درد مندوں کے نہ سمجھا درد  
باؤٹھنڈ ہی سمجھا آؤ سر کو ؟ دل شکستہ کا کیا کب تو نے جبر ؟ موزے  
سو من رہا تو مثل گبر ؟ تو نے راحت کسکو ہو بخائی بھلا ؟ تو بھلا کیونکر ہو دانی  
بھلا ؟ پس نے نفسہ اوس خبیث کو کب لیاقت خلافت تھی کہ جو مقابل میں  
ایسے حجت خدا کے ہوتے اور خلافت ائمہ اوسکی طرف منتقل ہوتی ایسے  
کہ وہ مناصب ائمہ سے ہے کہ باستحقاق حاصل ہوتی ہے نہ بمصلحت یا کسی  
وسنے لینے سے ؟ لیاقت ذاتی کون کسکو دے سکتا ہے پس یہ تو اہم  
جماعت کہ بعد مصلح امام حسن معاویہ عادیہ ستے کہ جو نمونہ صلح حدیبیہ تھا خلافت  
اوسکی طرف منتقل ہو گئی بالکل بیجا ہے بلکہ حکام ائمہ قائم اؤ قعدا ہر حال  
میں اور ہر طرح سے حق بجانب ہمارے رہا اتم حاصل حال بد مال معاویہ عادیہ  
اؤ از پشت از باہر اقامہ دوست دشمن سب پر ظاہر ہے سید سندس  
نطفہ حرام کا تھا جو حاکم تاشام کا ؟ جبکا سکا زید ہے قاتل امام کا ؟ مارا  
اوسے نے اصل میں عثمان کے تئیں ؟ تہمت علی کو قتل کی کرتا تھا پیرین  
مگر تارہا امیر علیہ السلام سے ؟ جنگی کہ جنگ ہے خیر الانام سے ؟  
منبر پر لعن ہوتی تھی حیدر کو بر ملا ؟ اس فعل کا رواج دیا اوسنے سالہا  
جغہ کو لالچ اوسنے زرو مال کا دیا ؟ تب اوسنے جام زہر حسن کو پلا  
اسنے حسن کو زہر کے پانی سے مارا ہے ؟ بیٹے نے شہ کو تشنہ دہانی سے  
مارا ہے ؟ اک روز مصطفیٰ نے بلایا اوسے کہ میں ؟ کچھ زہر مار کرنے کو

بیٹھا رہا لعین بد فرمایا شاہ دین نے کہ بھوک اسکی کم نمونہ کہا نے سے یہ  
 اسکا آئیں شکم نمونہ آخر یہ بد دعا سی نبی نے کیا اثر کہ کھاتا تھا میں ہر روز کھاتا  
 مگر البتہ مکر و تزویر میں وہ پر شریر بہنیل و بے نظیر تھا چنانچہ جب زیاد بد نما  
 بانی شد و فساد حضرت امیر و جناب امام حسن سے منحرف ہو کے بمقتاد  
 الْحِشْمِ مِمَّلٍ إِلَى الْجَنَّةِ معاویہ کی طرف مائل ہوا تو بزمِ تالیفِ قلب  
 اوس گرگ باران دیدہ نے چاہا کہ زیاد کو اپنے نسب میں شریک کر کے تہمت  
 بنالے اسلئے کہ زیاد کی باپ کا کچھ بتا نہ لگتا تھا وہ نطفہ نہ تحقیق تھا اسی سبب  
 سے بعضے اوسے زیاد بن ابیہ یعنی زیاد اپنے باپ کا بیٹا اور بعض مالک  
 طرف نسبت کر کے زیاد بن سمیہ یعنی زیاد سمیہ کا بیٹا کہتے تھے پس جب زیاد  
 بقصد ملاقات معاویہ شام شوم میں وارد ہوا تو معاویہ نے لوگوں کو  
 جمع کر کے دربار عام کیا اور نسب نصب کر کے اوسپر گیا اور جس زینہ پر بیٹھا  
 اوسکے نیچے والے زینے پر زیاد کو بٹھایا اور بعد حمد و ثناء سے اکی کے کہنے  
 لگا کہ اَيْهَا النَّاسُ قَدْ عَرَفْتُمْ سَبْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فِيْ زَيْنَا فَمَنْ كَانَ  
 عِنْدَهُ شَهَادَةٌ فَلْيَقُمْ بِهَا يَعْنِي اَيُّهَا النَّاسُ مينيٰ ہچانا کہ زیاد بھی ہمارے  
 ہی خاندانی نسب میں شریک ہے پس جو واقف کار ہو وہ اوسکی گواہی  
 دے فَقَامَ اَنَاسٌ فَشَهِدَ وَاَلَّهَ اَبْنُ اَبِيْ سَفْيَانَ وَاَتَقَمُ سَمِعُوْهُ  
 اقترابہ قبل موتہ پس کچھ ایمان فروش اوٹھ کھڑے ہوئے اور اونہوں  
 گواہی دی کہ ہاں یہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور بگوش خود ہمنے سنا ہے  
 کہ وہ اپنے زندگی میں اسکی فرزندگی کا اقرار کرتے تھے پس یکایک الیوم  
 سلولی ہی اوٹھا اور یہ زمانِ جاہلیت و کفر میں بڑا شرابی تھا ہمیشہ شر

میں بدست و از خود رقتہ رہا کرتا تھا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین اسے  
 معاویہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ ایک دفعہ ابوسفیان میرے  
 پاس طائف میں آئے پس میں نے اونکی ضیافت کا سامان کیا بہت نفیس  
 تاب اور نہایت عمدہ گوشت گزک کے کبابوں کے لئے بنے اور سکے واسطے  
 ہمیا کیا پس جب وہ شراب و کباب کھاپی چکا تو مجھ سے کہنے لگے کہ طائف  
 کے طوائف میں کوئی زن بازاری لاپس مجبور میں نے اونکی خاطر غریب سے تواری  
 گوارا کی کہ سمیہ پاس جا کے میں نے کہا کہ ابوسفیان کو جو آج عزت و آبرو ہے  
 اور جیسی اسکی بات ہے وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں اسوقت اسے ایک  
 عورت کی تلاش ہے اگر تیرا جی چاہے تو تو ہی صحیح میں نے خبر کر دی پہر مجھ سے  
 شکایت نہ کرنا اب تو جانے اور تیرا کام اسنے کہا کہ تموڑی ہی دیر میں صبر  
 بکریوں کی بہیر چرائی رہے لاتا ہو گا جب وہ آ کے کھانا کھا کے پڑ رہے گا تو ہم  
 میں ضرور آؤنگی میں نے جا کے ابوسفیان کو خبر دی تموڑی سی دیر گزری ہوئی  
 کہ حسب وعدہ وہ آہونچی اور ابوسفیان سے اور اس سے صبح تک صحبت  
 گرم رہی پہر صبح کے پوچھتے ہی وہ تو اپنے گھر چلی گئی اور ابوسفیان براہ  
 تو میں نے پوچھا کہ سمیہ حسب ملتواہ آپکے تھی پس جواب دیا کہ ہاں اچھی تھی  
 مگر کیا کہیے کہ اسکی بغلوئین بدلو بہت آتی تھی یہ رقت کا بندہ شے زیادہ منہر  
 سے کہنے لگا کہ اے ابو مریم تمہیں کچھ خبر ہے ایسے دربار عام میں اسطرح  
 بے تحاشا لوگوں کی مان کو دشنام نہ دو جو جیسا کہے گا ویسا پائے گا اگر  
 کل تمہاری مان کو کوئی دشنام دے تو پھر تم کیا کرو گے الغرض بعد ان  
 سب مرحلوں کے خود زیادہ منہر ہو کر پڑے ہوئے اور لوگوں کو چپ کر کے



بعد حمد و ثنای الہی کے کہنے لگے کہ اَیُّهَا النَّاسُ اَدِّ مَعَاوِیَةَ وَالشَّهْوَةَ قَدْ  
 قَالُوا مَا سَمِعْتُمْ یعنی ایہا الناس معاویہ اور گواہوں کا بیان تین سناؤ  
 لَسْتُ اَدْرِیْ حَتَّیْ هَذَا اَمْرٌ بَاطِلٌ اور میری بلا جانے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ  
 اَلْهُوَ وَالشَّهْوَةُ اَعْلَمُ مَا قَالُوا وہ خود جانے یا وہ گواہ راست دروغ  
 بگردن راوی وَاَمَّا عُبَیْدُ بْنُ جَرَّاحٍ فَكَانَ مِنْ مَنَافِقِ الْکُوفَةِ فَقَطَّ اَمَّا جَانِثًا  
 کہ عبید بن جریہا والد المغفور ہے اور اسکے اہل و عیال آل مشکور ہیں اس مضمون  
 لطافت مشحون کو ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں عبید بن جریہ  
 سے نقل کیا ہے اور اونہوں نے اپنے استاد ابو عثمان سے روایت کی  
 ہے کہ یہی زیاد بنہاد جب والی بصرہ تھا تو ایک روز اسکا گزر ہوا قریب  
 وجوار سے ابو عریان عدوسی کے اور وہ بڑے جہان دیدہ اور حسن سیدہ  
 تھے اور گردش زمانہ کا تماشا دیکھتے دیکھتے اونکی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں  
 کے مارے آنکھوں سے معذورا اور بالکل نابینا ہو گئے تھے پس دہوم دہام  
 ہٹو بچو کی شنگے ابو عریان نے اپنے رفقا سے پوچھا کہ یہ کون جاتا ہے اور  
 کسکی سواری کی یہ تیاری ہے لوگوں نے کہا کہ امیر با تو قیر زیاد بن ابی  
 کی یہ سواری ہے ابو عریان نے کہا چہ خوش زیاد کو سنیان سے کیا نسبت  
 چہ خوش گفت است سعدی در زینجاہ اکا یا اَیُّهَا السَّاقِیْ اَدْرِیْ کَا سَا  
 وَ نَا وِلَقَا رے مہربان میں اگلے وقت کا آدمی ہوں مجھ سے زیادہ کیا کوئی  
 جانے بجز ابو سفیان کے بعد بجز زید و معاویہ و عقبہ و عتبہ و خطلہ و محمد  
 اور کوئی فرزند او مکانہ تعانام بنام تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے زیاد و مجھ  
 کمان ڈلو کے دسہرے کی طرح کو دڑا ہاں معاویہ نے زرنگی سے اونکے ساتھ

زیادہ کو بھی زیادہ کر لیا پس یہ خبر جو زیادہ کو پہونچی تو اوسنے ابو عریان کے پاس شکایت کی بھیجی اور دوسے اشرفیان بھی بطور رشوت دین پس یہ ہوا دیکھ کے کہا ابو عریان نے اشرفیان لیتے وقت کہ اسے میرے چہرے بھائی زندہ باش آخر صلہ رحم کا خیال آہی کیا جو یہ اشرفیان تھے ہمارے حرف کو بچیں شالشیہ جزاک اللہ بھی چاہیے سعادت مندی اسیکو کہتے ہیں ہر دوسرا دن ہمساکو حسب معمول ابو عریان گھر سے نکل کے دوستوں میں بیٹھے ہوئے شعر و سخن ناچر جا کر شہ قہ کے ناگاہ زیادہ کی سواری آئی پس زیادہ نے سواری روک کے ابو عریان کو سلام کیا انہوں نے چاہا تھا کہ جواب دین کہ ناگاہ قبت طاری ہوئی کہ یہ گلو گریہ آ نکھوں میں آنسو ڈھب آئے لو کون نے اوس کو بے محل کا سبب پوچھا کہنے لگے کہ کیا کمون زیادہ کی آواز شکے مجھے یادش بخیر ابوسفیان مغفور یاد آ گئے بالکل وہی تو لب و لہجہ ہے ایک کو پر دے میں سے نکالے دوسرے کو بھائے ہا اسوقت اون مرحوم کی صورت میری آنکھوں میں بہ گئی واہ شاہت اسے کہتے ہیں ہر دے کے چہرے بولین تو نہ نہ کھلے کہ زیادہ ہیں یا ابوسفیان کیون نہوا لکھو کئی شکر لکھتے ہا پت پوت پر اپت گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا یہ خبر جو معاویہ کو پہونچی تو اسنے کچھ شعر ابو عریان کو لکھ بھیجے کہ اشرفیوں کی بدولت تم نے خوب زیادہ کو رنگا بہت اچھا اوس پر بلع کیا بڑے قلعی کہ ہو اگر پہلے سے وہ نذرانہ تمہیں بھیجا تو فیضیت کی نوبت کا ہی کو آتی انہوں نے جواب میں معاویہ کے کچھ اور شعر لکھے جنکا یہ خلاصہ ہے اسے معاویہ تم ایسے ناخلف ہو کہ ہمیں بھول گئے اور زیادہ پڑا سعادت مند ہے کہ وہ صلہ رحم کرتا ہے اور جو جیسا کہ عو کا

حکایت لطیفہ

دیا پاسے گامین کیونکر اونکا جنبہ نکر وان ممالا کہ نسب اونکا میرے نزدیک  
 پانچ تحقیق پر پونچا یہ حال کیا دی معاویہ اور جماعت معاویہ تھا اور میرے  
 کہم کیا دی وسفہ است تھی کہ ہمیشہ الزام اوٹھاتا تھا اور میری محبت خدا کا سامنا  
 ہے کہ کیا تھا ساری والدی العلماۃ ملطاد العلماۃ اب تراء  
 فی بنو اسیرۃ المویفۃ عن ابن ابی اسلمۃ انہ یقول ویجاء ذہبی شریحہ  
 الطیرۃ عن حمید بن زکات ہمارے والد ماجد سلطان العلماء جناب مولانا  
 کاتب اللہ مقامہ نے بطور وجاہہ فاضل سے روایت کیا ہے  
 اور اوسنے حبیب بن ثابت سے قال خطب معاویہ ذانت یوم بالکوفۃ  
 حین دخلکوا الحسن والحسین جالسان تحت المنبر فذکر علی  
 فذال منہ ثم قال من الحسن راوی کہنا ہے کہ ایک روز خطبہ پڑھا  
 معاویہ نے کوفہ میں جب داخل کوفہ ہوا تھا اور اتفاقاً حسین علیہ السلام  
 بھی زبر منبر تھے ایف فرماتے ہیں اٹھائے خلیفہ میں ذکر حضرت امیر کیا  
 اور شکایت کی ادنیٰ پر شکایت جناب امام حسن علیہ السلام کی فقہ ام  
 الحسن لیرد علیک پس بقصد کلام نافر جام معاویہ حضرت امام حسین  
 علیہ السلام اوٹھ کھڑے ہوئے فاحدا الحسن بییدہ فاجلسہ پس  
 حضرت امام حسن نے اونکا ہاتھ بکڑ کے اونہیں بٹھالیا ثم قائم فقال  
 ایضا الذاکر علیا انا الحسن وابی علی و انت معاویہ و ابوک صخر  
 پر حضرت خود اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرماتے لگے کہ اے ذکر کرنے والا  
 علی کے میں حسن ہوں اور والد میرے علی ہیں اور تو معاویہ ہے اور تیرا  
 پدر سنگدل صخر ہے و ارحی قاطعہ و اٹاک ہند اور میری والدہ

حضرت فاطمہ زہراؑ وار و افسر زنانِ جنت ہیں اور تیری مان ہندہ جگر خوار ہے  
وَجَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ وَجَدَكَ عَثَّةُ بْنُ سَرِيْعَةَ اور میرے جد امجد رسول  
خدا و تیرا دادا عتبہ بن ربیعہ ہے وَجَدَنِي خَدِيجَةُ وَجَدَكَ قَتِيلَةُ اور  
میری جدہ ماجدہ حضرت خدیجہ ہیں اور تیری قتیلہ ہے فَاعْنِ اللَّهُ اَحْمَلْنَا  
خُرُوكَ اَوَّلًا مَنَا حَسَبًا وَشَرًّا قَدْ مَيَّا وَحَدِيثًا وَقَدْ مَنَا كُفْرًا وَنِفَاقًا  
پس ہم تم کو دونوں میں جو زیادہ گم نام ہو یا بزرگی و حسب و نسب کی راہ سے  
سابق میں بھی اور بالفعل بھی زیادہ بدنام ہو اور جس کا کفر و نفاق زیادہ  
قدیم سے شہرہ آفاق ہو خدا او سے لعنت کرے فَقَالَ طَوَائِفُ مِنْ أَهْلِ  
الْمَسْجِدِ أَمِينَ پس بہت سے قبیلوں نے اہل مسجد سے کہا آمین قَالَ يَحْيَى بْنُ  
مُعِينٍ وَ أَنَا أَقُولُ أَمِينَ کہا یحییٰ بن معین محدث اہل سنت نے کہ میں بھی  
کہتا ہوں آمین قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ قَالَ الْفَضْلُ وَ أَنَا أَقُولُ أَمِينَ کہا  
ابو عبیدہ نے کہ کہا فضل نے کہ میں بھی کہتا ہوں آمین قَالَ أَبُو الْفَرَجِ قَالَ  
أَبُو عُبَيْدَةَ وَ أَنَا أَقُولُ أَمِينَ کہا ابو الفرج نے کہ کہا ابو عبیدہ نے کہ  
کہ میں بھی کہتا ہوں آمین وَ يَقُولُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ أَمِينَ  
اور کہتا ہے علی بن حسین اصفہانی کہ آمین قُلْتُ وَ يَقُولُ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ  
أَبِي الْحَمْدِ يَدُ مُصَيِّفٍ هَذَا الْكِتَابِ يَعْنِي شَرْحَ نَجْمِ الْبَلَاغَةِ أَمِينَ  
اور ابن ابی الحدید شارح نجم البلاغہ کہتا ہے کہ میں بھی کہتا ہوں آمین وَ  
ثَنَا صَاحِبُ الْكِتَابِ يَعْنِي الْبَاقِي أَقُولُ أَمِينَ اور میں کہتا ہوں آمین  
کتاب یعنی بوارق کہ آمین وَ أَنَا صَاحِبُ الْكِتَابِ أَعْنِي الطَّرَائِفُ وَ  
الْمَوَاعِظُ أَقُولُ أَمِينَ ثَنَا أَمِينَ بَلْ وَ أَلْفَ أَلْفَ أَمِينَ

اور صاحب کتاب طائف النظر الف و کتاب مواظب یعنی یہ مخفی و غلطی  
 کہتا ہے کہ آمین بلکہ مکر آمین بلکہ ہزار ہزار آمین و قُولُوا آمِنُوا آمِنًا اللَّهُ  
 مِنْ حَاضِرِ الْمُؤْمِنِينَ آمِنِينَ وَ الْفُتُورِ آمِنِينَ اور جو برادران ایمانی اور  
 اخلاص روحانی شریک بزم و عطا ہیں اور جسے یہی گذارش ہے کہ وہ کہیں  
 آمین بلکہ ہزار آمین آمین حضرت امام حسن کا مرتبہ تو نہایت عالی تھا اور اسے اور  
 اور کچھ خوشہ چینوں سے معاویہ اور اس کے رفقاء نے جو رک اور ہائی سہ و شہ  
 آفاق و زبان زد خلایق ہے چنانچہ حکایت لطیفہ طربان بن عدس سے تفسیر  
 احسن القصص میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے فی حِجَابِ الْمُؤْمِنِينَ وَ  
 غَيْرِهِ مِنْ كُتُبِ التَّاسِيخِ وَالسِّيرَةِ طَرِيقًا بَنِي عَدِيٍّ بَنِي حَاتِمٍ كَانَتْ  
 وَجَلَّاهُمْ أَتَمَّهَا بَدَنًا جَسِيمًا أَدْنَىٰ أَرَبِيَّا كِتَابُ مَجَالِسِ الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِهِمْ  
 ہے کہ طریق بن عدی مرد لیم و شجیر و فرب و تنو مند و عاقل و ادیب کامل  
 تھے وَفِي تَارِيخِ ابْنِ حِلَالٍ الَّذِي عَمِلَ عَلَى السُّمْرِ السُّلْطَانِ شَجَاعِ الْمُبَارِدِ  
 اور تاریخ ابن ہلال میں کہ جو ہم سے شاہ شجاع مبارزی کے لکھی گئی ہے قریب  
 ہے اَنْذَلْنَا قَدَمَ قَتْلٍ مِنْ حَرْبِ الْحِجْلِ كُتِبَ مُعَاوِيَةُ يَرْثِيهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ  
 عَلَيْهِ كَرَجِبُ خَنَابِ امير جنگِ حِجْل سے پہلے تو معاویہ غاویہ نے انہیں یہ  
 خط بے ربط بلکہ سراسر خط لکھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اتَّبَعْتَ مَا يَصُرُّكَ وَتَوَكَّلْتَ  
 مَا يَنْفَعُكَ وَخَالَفْتَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ وَقَدْ ارْتَعَىٰ إِلَىٰ مَا  
 فَعَلْتَ يَحْوَ اِيَّيْ رَسُوْلَ اللَّهِ طَلْحَةُ وَزُبَيْرٌ وَ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ  
 قَوْلُ اللَّهِ لَا رُؤُوسَ لَكُمْ لَشَقَابِ لَا تُطْفِئُ الْمَاءَ وَلَا تَزْعُرُ الرِّيَاحُ  
 اِذَا رَمَقَ وَتَبَّ وَاِذَا وَقَبَ لَقَبَ وَاِذَا ثَقَبَ الثَّهَبَ

حکایت لطیفہ  
 ح

فَلَا تَكُنْ لَكَ الْجَبِيْشُ وَاسْتَعْدَّ اِلٰهُكَ رُوْبٌ خَلَا صَدِيْقُهُ كَبَدٌ حَمْدٌ وَنَفْسٌ  
 تَمِيْنٌ مَّعْلُوْمٌ هُوَ كَتَمَنِيْ اِسْمِيْ مَضْرِبَاتِ لَوْ كِيْ اور نفع کی رفع و دفع کی خد اور  
 ورو لون کے خلاف کیا اور دامن انصاف صاف ہاتھ سے دیا اور جو کچھ  
 تَمَنِيْ طمہ وزیر رسول خدا کے حواریوں سے اور ام المؤمنین عائشہ سے کی  
 وہ سب مجھ تک پہنچے خدا کی قسم تمہیں ایسا شہاب ثاقب اور کاری تیر  
 ماروں گا کہ جسے پانی نہ بجھائے اور ہوا کے تیز جھونکوں سے ہی وہ اس طرح  
 نہ بٹائے کہ اور سکا نشانہ چوک جائے ہر ف سینہ پر جب پڑے تو فوراً اوسمیں  
 گرے اور جب گرے تو پہر نہ اڑے بلکہ دوسرا ہو سینے کے تو دے سے پار  
 ہو اور سینہ توڑنے سے جسکے دل کو تکلیف و آزار ہو جہاں پر وہ گر جائے  
 تو فوراً آگ بھڑکائے پس فرار یا رد اپنے ہتھیاروں پر نہ اترانا اور نہ اپنے  
 لشکر کی کثرت خیال میں لانا فلما قرأ کتابہا اَجَابَ وَكُتِبَ اِلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ  
 عَلَیْہِ لِسِ جب حضرت نے یہ خطبہ پڑھا تو اوس لعین کو یہ نامہ بلاغت شامہ لکھا  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبْدِہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ  
 اَخِیْ سُرَّوْلِ اللّٰهِ وَوَصِیِّہِ وَابِیْ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَقَاتِلِ جَدِّکَ وَحَمَلِکَ  
 وَخَالَکَ اَنْسِیْتُ قَوْمَکَ یَوْمَ بَدْرٍ وَالسَّیْفَ الَّذِیْ قَتَلْتُمْ بِہِ ہُوْمَیْ  
 حَمَلِکَ سَاعِدِیْ بِثَبَاتٍ مِنْ صَدْرِ قُوَّةٍ مِّنْ بَدْرِیْ مَا جَعَلَ النَّبِیُّ فِیْ  
 یَدِیْ وَنُصْرَۃٍ مِّنْ رَبِّیْ مَا اسْتَبَدَّتْ بِاللّٰهِ سَابَاً وَلَا بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا  
 وَلَا بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَلَا بِالسَّیْفِ بَدَلًا فَبَا لِعِیْ رَاکَ وَاجْتَهَدُ وَلَا تَقْصُرْ  
 فَقَدْ اسْتَقْوَدَ الشَّیْطَانُ وَاسْتَقَرَّ بِکَ الْجَمَلُ وَالطُّغْیَانُ وَسِیَعَلُوْ  
 اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَتِیْ مُنْقَلَبٌ یَّقِیْلُوْنَ خَلَا صَدِیْقُهُ کَبَدٌ حَمْدٌ وَنَفْسٌ تَمِیْنٌ

بندہ خدا علی کا کہ جو بیٹا ہے اوسکے بندے ابو طالب کا وہی علی کہ نبی بہائی  
 ہے جناب رسالت مآب کا اور اونکا وصی ہے اور والد سنین ہے اور  
 علی کہ جسے تیرے دادا اور چچا اور بہو بہا کو اصل جہنم کیا خلاصہ یہ کہ میرے  
 ہاتھ سے جب تمہارا دادا اور چچا نہ بچا تو تم چہہ سے کہاں بچکے جاؤ گے فقط  
 تہان ہی کے طرے ہو اور کچھ بھی نہیں بدر کی لڑائی میں سینے جو تیری قوم  
 و قبیلہ کا درجہ کیا وہ تو بھول گیا وہی تلوار جو اونہیں نوش جان کر کے  
 ہضم کر گئی ہے اور مدقون سے اون کا خون چاٹے بیٹھی ہے وہی تو آج  
 ہی میرے قبضہ میں ہے اور تیرے خون کی پیاسی ہے برابر اوسے اپنے  
 بازو اور شانے پر اٹھاتا ہوں اور اگلی ہی سی بدنین طاقت اور اپنے  
 دل میں ثبات شجاعت پاتا ہوں اوسیطرح جس طرح ہمیر نے وہ میرے  
 ہاتھ میں دی تھی اور خدا نے اوسکے ذریعے سے ہر جگہ میری مدد کی تھی پر  
 تا حال نہ مینے اوس خدا کے بدلے اور خدا بدلا اور نہ اسلام کے بدلے  
 اور دین اور نہ محمد مصطفیٰ کے عوض کوئی اور ہمیر اور نہ ذوالفقار شہر بابا  
 کے بدلے اور کوئی تلوار پس خبر دار اب کمی نہ کرنا اور اپنی رائے نہ بدلنا  
 بلکہ جہاں تک ممکن ہو کوشش کرنا اور کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھنا اسلئے کہ تجھے  
 شیطان نے ورغلانا ہے اور نادانی اور گمراہی تجھ میں جم گئی ہے اور غصہ  
 ظالمون کو انجام ظلم و ستم معلوم ہو جائے گا شَرُّ اَشْتَحِصُّ طَرِ مَسَاحِ  
 وَاَعْطَاهُ الْكِتَابَ وَقَالَ اِذْ هَبْ بِهٖ اِلٰی مَعَاوِیَہٗ زُبَنِیْ سَقِیْبًا  
 وَاَیْتَنِیْ یَّجْوَ اِیْمِیْ طَرِ مَحْ کُوْبَلَا کے وہ نامہ نامی دیا اور نہ مانا کہ جلد  
 جا کے معاویہ سے اسکا جواب لاؤ وَاَمْرًا یُّعْطٰی جَمَاعَۃً یَعْمَلُوْنَ اَحْمَرًا

الشعور أيضا البطن اسودا لعينين اور حکم کیا کہ او میں ایک ناکہ سبک  
تیز و سفید شکم سیاہ چشم سرخ چشم عطا کیا جائے وکان الطیر ملاح بطا لا  
عشر تما ما صندید البیضاء لیسانہ حرشی وکلامہ جوہری طاق خلق  
یتکلم فلا یکل ویؤد الخوات فلا یمل اور طیر ملاح بڑے مرد و بد و بد بڑا  
تھے زبان اور نکی قہنجی کی طرے پلانی تھی گویا پول جہڑے تھے جب مونہ  
بات نکالتی تھی جب بولتے تھے اور منہ کہولتے تھے تو موتی رولتے تھے  
اور نکی مسلسل تقریر پہو لڑھی تھی یا موتیوں کی لمبی تھی اونسے عاجز ایک  
زمانہ تھا بڑے بڑے فصیحوں نے اونکی خوش میانی کو بکھانا تھا بحث میں بڑے  
مناق تھے گفتگو میں طاق تھے وافر جوابی میں شہرہ آفاق تھے جب  
باتوں پر آجاتے تھے تو بلبل کے چھوٹوں کا سامان دکھاتے تھے تقریریں  
کبھی نہ بکتے تھے ہزار دہان کی طرح چمکتے تھے گفتگو سے کبھی نہ چمکتے تھے  
بڑے بڑے فصیح اور نکاساتہ دینے سے شکتے تھے فی البدیہہ ہر بات کا جواب  
دیتے تھے کہ بڑے بڑے حاضر جواب اونکے نام پر کان پکڑ لیتے تھے فاخذ  
الکتاب منہ وقال لہ سماعا و طاعنا و حبا و کرامتہ پس دست حق پرست  
وست خدا بازو سے دینے انہوں نے نامہ نامی لیا اور سر و چشم پر اوکے  
کہہ کے بسر و چشم کہا شہر انہ سرکب متن الجمائزہ یؤرقہ لائحہ و مشق  
حتی واصل الیک پر حکم ہی کی تو دیر تھی یہ سنتے ہی جب سے اوچک کے  
سانڈنی کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور مہار تھانہ کے جواڑ دیتے ہیں تو بات کی بات  
میں وہ سانڈنی جھم جھم کرتی و مشق میں معاویہ حاویہ کے پاس جا پہونچی و  
انفق طعنا ویدا انہ خرج الی بستان لہ یتکثرہ ویتفجر و معہ انکا



ذُو لَیْمَہِ لَعْمَرِ بْنِ الْعَاصِ وَمَرْوانُ بْنُ الْحُکَمِ وَالشَّرْحِیْلُ وَآبِی الْأَعْوَرِ  
 السَّیْلِ وَآبِی ہُرَیْرَۃَ الدَّوْسِیِّ حسب اتفاق وہ بانی نفاق مع خدا کا  
 دولت کے مثل عیار مکار یعنی عمر عاصی کے ایک خانہ باغ میں گلشت  
 پن میں مصروف تھا وہاں شرذمۂ فتنہم یطوفون بنا حیدر اور چہ لوگ  
 انہیں سے جمع ہو کے ایک سمت چل قدمی کرتے تھے اور سیر و تماشاے میں  
 محو تھے قَاذِیَا عَرَابِی طَوِیْلِ الْقَامَةِ عَظِیْمِ الْهَامَةِ عَلٰی بَعْرِ کَبِیْرِ مِنْ  
 وَسَاحِلِ جَدَارِ الْبُسْتَانِ فَلَمْ یَعْرِ فَوْہُ وَلَمْ یَعْلَمْ اِنَّہٗ سَاسُوْلُ وَحِیِّ الْوَسُوْلِ  
 وَنَرَجِجُ الْبُتُوْلِ پس ناگاہ دیکھا کہ ایک اعرابی دراز قد بزرگ سر بڑے سے  
 اونٹ پر چڑھا بیٹھا ہے اور چیم چیم اپنی ساندنی اوڑتا چلا آتا ہے پس انہوں  
 نے بالکل اس سے نہ پہچانا اور نہ یہ جاننا کہ یہ جناب امیر کا قاصد ہے کہ قص  
 ملاقات معاویہ سے آیا ہے فَقَالَ لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ تَعَالَوْا نَاذِیْ حَتّٰی یَقِیْفَ  
 لِحَظَہُ فَنُفِخَا وِسْرَہٗ وَنُمَارِیْجُہُ وَنَسْخِرُ مِنْہُ فَقَدَّ مَرْمَرُ بْنُ عَاصِ بْنِ سَمِیْرِ  
 شیطنیت کے مارے یہ منصوبہ باندھا کہ آؤ اس سے پکاریں اور گٹری بھر روک  
 کے اس سے دل لگی اور ٹھٹھے بازی کریں یہ سو بچکے عمر عاص اپنے یاروں  
 کے پے سے پے ہٹ کے کھڑا ہوا دَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ خَبْرٌ مِّنَ السَّمَاءِ  
 اور کہنے لگا وہ سبحان اللہ یہ تو لنباترنگا آب کا قد اور او سپرہ یہ کہ  
 ایسے اونٹ پر چڑھے کھڑے ہیں کہ جو آسمان سے باتیں کر رہا ہے تو آپ  
 یہ فرمائیے کہ آپ کو کبہ آسمان کی یہی خبر ہے فَقَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ فِی السَّمَاءِ  
 وَمَلَائِکُہُ الْمُوَسِّلِیْنَ اِلَیْہِمْ اَوْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْقَفَاءِ فَاسْتَعِیْذُ وَا  
 لَیْ اَنْزِلَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْبَلَاءِ یَا اَهْلَ الْعَدَاوَةِ وَالشِّتَاءِ



غفلت سے رہو کہ نہ کہا و فلما بلغ ذلك معاوية سراح من البستان الى داره واستحضر ابنه يزيد لعنه الله تعالى پس جب معاویہ نے یہ خبر سنی تو باغ سے اپنے گھر گیا اور یزید علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا تم امرہ بآن یزید الدار ویسدر الشجرہ اور تم حکم کیا کہ بارگاہ شاہی کو خوب سچے پردہ اور سر پردہ ملو کہ نہ نصب کرے تم طلب الطیر ماکہ فسر اری سراقہ ومعہ عمر بن العاص و توابعہ پھر طراح کو طلب کیا اور وہ مع عمرو بن عاص و عینہ وہاں گئے فرائی طیر ماکہ جمیع اڑکے دولتہ و علیہم لباس اسود کاکان من داب بنی امیہ لعنہم و اللہ پھر طراح نظر اڑکے کیا دیکھتے ہیں کہ سب ارکان دولت سیاہ کمرے بنے کمرے ہیں جیسا کہ قدیم طریقہ بنی امیہ کا تھا فقال ما لقوم کانکم سر بانیۃ الماکہ فی ضیق المساکل پس یہ فی البدیہ کہہ بیٹھے جسکا مال یہ ہوتا ہے کہ یہ روسیہ موندہ جھلسے ہوئے جہنم کے کندے بہار سے نکل بیان کہان آگئے و مکادے فرائی یزید جالسا و علی الفہ ضرا و کان یتکلم بصوت رفیع خشن حسب عادۃ و یسجیہم پھر جو بارگاہ خاص سے کچھ اور قریب گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ معاویہ کا ولی عہد یزید ہوا ہے ناک پر نشان چوٹ کا ہے اور جیسے او سے زور زور باتوں کی لت نہی او سی طرح بے تہذیبی کے ساتھ بیٹھے ہوئے آواز سے چیخ چیخ کر باتیں کر رہا تھا پھر تو انہوں نے بالکل اسے نگو بنا لیا تجاہل عارفانہ کر کے فرمانے لگے من عند المیشوم ابن المیشوم الواسع الحقوم المصوم علی الحرقوم یعنی یہ کون بوم شوم ہے اور کس مخوس کا بچا ہے اسکا

اتنا کیون پہٹ گیا ہے اور اسکا ہسٹڈ اکا ہے سے کٹ گیا ہے ایسے بھٹے بجیا کر  
سند زین پر بٹھانا یعنی چہ قالو کاتیسہ الاکادب فاقا یزید لوگون نے کہا  
ایسی بے ادبی فکر یہ تو ولید بہادر یزید ہین انہوں نے کہا من یزید کا کاد  
اللہ مکرادہ ولا بلغہ مکرادہ یعنی یزید کے معنی تو زیادتی کے ہین اس نام اول باب  
کون بستی بستی کر سے گاسٹ برعکس نمند نام زنگی کا نور شمس ان طرمح سکو  
عکس یزید فاجابہ عہد بہ موافق رواج انہیں صاحب سلامت ہوئی وقال ان  
امیر المؤمنین یعنی معاویہ اباہو یسکو علیک پر وہ اپنے باپ کی طرف سے  
کہنے لگا کہ امیر المؤمنین کا بھی تمہیں سلام ہوئے فقال اکا ان سلام امیر  
المؤمنین یعنی علیا مع من الکوفہ انہوں نے کہا سبحان اللہ میان امیر المؤمنین کا  
سلام کیسا سلام حضرت علی کا جو حقیقی امیر المؤمنین ہین تو میرے ساتھ کوفہ سے چلا آتا  
ہے ثم ان یزید قال ان کانت لک حاجۃ اخصیکما یزید نے کہا جو کچھ حاجت  
ہو تو روا کر دوں فقال حاجتی ان اصل الی معاویۃ فاسکو الیکم الکلی  
الکذی مع من امیر المؤمنین طرمح نے کہا کہ میں جاہتا ہوں کہ معاویہ تک پہنچوں  
تو او سے دست بدست فرمان واجب الاذعان امام زمان دوں فذہب  
یزید الی مجلس معاویۃ پس یزید انہیں صحبت خاص معاویہ میں لگیا فلما  
دنی من البساط قال لہ بعض خدوم معاویۃ واتباعہ اخلع نعلیک جرب  
یہ قریب فرش ہوئے تو کچھ ملازم کہنے لگے کہ جو تیان اوتارو الوفا لفتت فمتر  
ولیسرۃ وقال اھذا الواد المقدس حتی اخلع نعلی پس رہنے بائیں دیکھ کے  
کہنے لگے کہ کیا یہ اسی مقدس ہے کہ اس میں نعلین اوتارے گا محل و موقع ہوئے  
سوا ہی معاویۃ علی سرور الملک واکان دولۃ حوالہ المیر فالتصبتین یدایہ

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ الْعَاقِبُ پھر انہوں نے معاویہ کو تخت حکومت پر دیکھا اور گردا گرد اس کے تمام ارکان دولت کو جمع پایا پس اس کے سامنے پہلے تو خوب تنکے کہڑے ہوئے اور پھر کھنکھارے لگے کہ بادشاہ سرکش باغی کو ہمارا سلام پہنچے فقال مُعَاوِيَةُ وَحَيْلُكَ يَا عَمْرَأَتِ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْلُوَ يَا مُرَّةَ الْمُؤْمِنِينَ یہ سنکے سر دھنکے معاویہ کہنے لگا کہ اسے جنگلی عرب تبصرہ تف ہے اگر امیر المؤمنین لکھے تو سلام کرتا تو کیا تیری زبان گھس جاتی فقال لَنَكَلِّتَكَ أُمَّاكَ حَتَّى الْمُؤْمِنُونَ فَمَنْ أَكْثَرُكَ عَلَيْنَا انہوں نے کہا کہ تیری ماں تجکو بیٹھے ہم سب مومن تو تجھ سے راضی نہیں تو خود بخود ہمارا سر وار کوئی نہ کرے فقال وَمَا مَعَكَ اوسنے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے قَالَ كِتَابٌ لِي فِيهِ مَقَالٌ انہوں نے کہا نامہ نامی گرامی سر پہ فقال هَاتِ اوسنے کہا لاؤ فقال اَلَا وَهَؤُلَاءِ أَطَائِلُ سَائِلِكَ انہوں نے کہا کہ تیرے فرش نجس کی کیا بساط کہ میں اوس پر قدم مبارک رکھوں قَالَ فَاَعْطَاهُ وَنَزِيْرِي وَاشْأَسْرَالِي ابْنِ بَحَايِصِ اوسنے ابن بحاص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ پھر یہ خط میرے وزیر کو دو فقال هَيَّجَاتِ ظَلَمَ الْاَكَامِيْرُ وَحَانَ الْوَسِيْرُ انہوں نے کہا کہ افسوس کی تو یہ بات ہے کہ تم دونوں نکمے ہو جب کہ ظالم خود امیر ہوگا تو ضرور خائن اور سکا وزیر ہوگا پھر میرے فرزند ارجمند یزید سعید کو دے فقال مَا قَرَحْنَا يَا بَلِيْسُ فَكَيْفَ يَا فُلَاكِدَه انہوں نے کہا کہ جب ہم شیطان بعین کے ساتھی نہیں تو ہمیں اس مسخرے کے بچوں سے کیا مطلب موزی را کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن کا رخصتہ مذاں نیست فقال نَاوِلْهُ عَبْدِي اوسنے کہا کہ پھر میرے غلام کو



تو اونکا ہالے کا سماں ہے ہر حال میں حضرت پرچکر کی طرح نثار بہن جہان  
 کسی چیز کا اشارہ پایا تو فوراً اوہر دوڑ پڑے اور جس سے ممانعت ہوئی فوراً  
 اوس سے کوسوں ہٹ گئے پھر کبھی ایسی چیز سے بول کے بھی نہ بڑکے چلے گئے  
 اور حضرت کے رعب و دبدبے کے تو ذکر سے دل تھرتاتا ہے اگر ذرا تیور بد لیں  
 تو شیر کا زہرہ آب ہو جائے جرأت و شجاعت میں کوئی اونکا نظیر کہاں ہے  
 کیسا ہی لشکر بیکر ان اونکے موندہ چڑھے کیا ممکن کہ ایک اشارے میں ایسا  
 پس پانچ دین گھر پر کہیں بہا گئے استانہ ملے اور ایک بات کی بات میں روئی  
 کی طرح اوسے قوم کے نہ پہنکدین اور اگر کسی قلعہ پر دہلہ میں تو ایک دم میں اوسے  
 جڑ سے اٹھ کر پھینک دین کہ پھر نام کو بھی نشان اوسکا نہ رہے اور اگر کسی  
 قوم کو بائیں تو دم بہر میں اونہیں طعمہ زاع و زعن بنائیں اور اگر سر دست کوئی  
 دشمن زبردست اونکے ہاتھ آئے تو پھر بے اسفل السافلین جہنم کے ساتوین  
 طبقہ میں ہو بنجے کے ابر کہیں ٹھکانا نہ پائے شَمَّ قَالَ كَيْفَ خَلَقْتَ الْحَسَنَيْنِ اَوْ  
 کہا کہ حسنین کو کس حال سے جوڑ کے آئے ہو قَالَ خَلَقْتُهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ شَاكِبَيْنِ  
 تَقِيَيْنِ نَقِيَيْنِ سَرِيكَيْنِ ذَكِيَيْنِ عَفِيَيْنِ صَحِيحَيْنِ قَصِيحَيْنِ مَلِيحَيْنِ اَدِيمَيْنِ  
 اَسِيْنَيْنِ لِيْمَيْنِ حَلِيْمَيْنِ سَيِّدَيْنِ اَيَّدَيْنِ سَنَدَيْنِ طَلَبَيْنِ طَاهِرَيْنِ  
 سَيِّدَيْنِ وَجِيْهَيْنِ فَتِيْحَيْنِ عَلَمَيْنِ عَامِلَيْنِ وَلَدَيْنَا وَالاٰخِرَةُ صَالِحَيْنِ  
 انون نے کہا کہ ماشار اللہ چشم بدور وہ دونوں صاحبزادے بڑے کریم جوان  
 اور نہایت قوی ہیکل و زبردست اور پرہیزگار اور مستترے اور ذہین و پاک  
 و پاکیزہ و پاک دامن اور تندرست اور فصیح و بلیغ و ملیح اور مودب و معذب و فہم  
 و عقیل و کثرت سخن و بے رنج و باوریک بہن دامن و خطیب و داعی و نام و ہاد



و سرور مؤید من امد و مستند و طیب و طاهر و نبیہ و وجیہ و فقیہ و عالم و قابل و متوسل  
 و بین و دنیا بین فقال مَا أَصْحَابُكَ يَا إِخْرَاقِي اوسنے کہا اسی شخص تو ہی کتنا بڑا  
 فصیح ہے فقال كَوْبَلَفَتْ بَابَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتَ الْفُقَهَاءَ الْبُلْعَاءَ  
 النَّبِيَاءَ الْفُقَهَاءَ الظُّرَّاءَ الشُّرَفَاءَ الْمُجَبَّاءَ الْأُدْبَاءَ الْخُطَبَاءَ الْأَسْتِجَاءَ الْأَضْرَاءَ  
 لَعَزَّتْ فِي بَحْرِ عَجَبِيكَ لَا تَجْهَرُ مِنْ لُجَّتِهِ اُنہوں نے فرمایا ارے تو بڑا اندیدہ ہے  
 تو نے مجھے کیا دیکھا اگر کہیں تو بارگاہ عالیجاہ دین بپاہ کے پہاڑ تک یعنی  
 باب مدینہ علم اور درحیدرت تک بارپائے اور دیکھے وہاں کے دربانوں کو کیسے  
 فصیح و بلیغ و نبیہ و فقیہ و ظریف و شریف و نجیب و ادیب و خطیب و سخی و برگزیدہ  
 و پسندیدہ ہیں تو دریا سے بے پایاں حیرت و حسرت میں ایسے غوطے کھائے  
 اور اتنی دُکیمان لگائے کہ بولا جائے پر کبھی سر اوٹھانے کی نوبت نہ آئے  
 طمہ موت و گرداب بلا سے نجات ہاتھ نہ آئے خلاصہ یہ کہ اپنی نادانی اور وہاں  
 کے جان نثاروں کی دانائی اگر تجھے معلوم ہو تو شرم کے مارے چینی بہربانی میں  
 توبہ مرے فقال عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّهُ سَجَلُ إِخْرَاقِي بکاوئی  
 فَأَوْعَظْتُهُ جَائِزَةً سَنِيَّةً لَعَلَّكَ أَرْضَيْتَهُ عَنْكَ فَيَقُولُ فِيمَا يَحْسِرُ تَوَضَّعُ  
 میرے عمر عاص نے کہا کہ اے معاویہ یہ بڑا مومنہ پیٹ گنوار کا لٹمہ ہے یہ آدمیت  
 کیا جانے ہاں اگر اسے پیٹ بہر کے انعام ملے تو شاید خوش ہو سکے خوشامد کرو  
 اور کوئی اچھی بات تیرے حق میں کہے شَمُّ أَقْبَلَ إِلَى طَرِيقٍ فَقَالَ هَلْ تَقْبَلُ  
 مِنْ مُعَاوِيَةَ مَا يَجِبُكَ بِطَرِيقٍ مَرَحٍ کی طرف بہر شہما اور کہنے لگا کہ تم انعام معاویہ  
 کا قبول کرو گے یا نہیں قَالَ أَسْرِيْدُ قَبْضُ سُرُوحِهِ مِنْ جَسَدِهِ فَكَيْفَ لَا أَسْرِيْدُ  
 قَبْضُ مَا لَيْدٍ مِنْ يَدِهِ فرمایا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر میں اسے قبول کروں



چلے تو میں اسکی جان تک بھی اسکے بدن سے کینچلوں تو میں اسکے ہاتھ سے مار  
 کینچنے میں کیوں دریغ کرنے لگا فَاَمَرَكَ مَعَاوِيَةُ بِعَشْرَةِ اَلْفٍ دِرْهَمٍ  
 پس اوسکے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا فَقَالَ اَوْ تَحِبُّ اَنْ اَزِيْدَكَ بِمِائَةِ  
 لَکْمَا کہ کچھ اور زیادتی کو تمہارا جی چاہتا ہے فَقَالَ سَرَدُ فَاِنَّكَ لَا تَزِيْدُنِي مِنْ مَّالٍ  
 اَبِيكَ فرمایا کہ اچھا اوسمیں تیرے باپ کا کیا خرچ ہے تو تو خود سارے زمانے  
 کا مال مردم خور ہے مہفت راہم گفتم مال مہفت دل بی رحم حلوئی کی دوکان  
 اور داداجی کی فاتحہ فَاَمَرَكَ بِعَشْرَةِ اَلْفٍ دِرْهَمٍ پھر اوسنے دس ہزار درہم  
 اور دلوادیے ثُمَّ قَالَ اَوْ تَحِبُّ اَنْ اَزِيْدَكَ بِمِائَةِ لَکْمَا کہ ابھی کچھ اور بول  
 باقی ہے قَالَ اَجْعَلْهَا وَتَوَّافًا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَّافِينَ انہوں نے فرمایا کہ اسے  
 طاقے اب اسے طاق کر دے کہ خدا طاق کو دوست رکھتا ہے اور مال مہفت کو  
 جفت کر کہ فَاَمَرَكَ مَعَاوِيَةُ بِاِخْتِصَارِ ثَلَاثِينَ اَلْفٍ دِرْهَمٍ پس معاویہ نے  
 تیس ہزار درہم اوسکے لیے منگائے وَمَا سَرَّاحِي طَرِيقًا اَبَهُمْ سَوَّوْا فِي  
 اِخْتِصَارِهَا اَطْرَفَ اَسَدٍ هُنَيْئَةً ثُمَّ سَرَعُوْا وَقَالَ يَا مَعَاوِيَةُ اَتَنْفَرُ  
 بِضَيْفِكَ وَتَسْتَحِفُّ اور جب انہوں نے دیکھا کہ اوسکے ملازم روپے لاسنے  
 میں پس پیش کرتے ہیں تو توڑی دیر تک سر جھکائے رہے اور پھر سر اٹھا  
 اوسکی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ اے معاویہ تو اپنے بھان کو مسخر کر کے اوسے  
 خفیف جی کرتا ہے مجلس عام میں قَالَ مَا فَعَلْتُ بِكَ حَتّٰی اسْتَحِفُّ لَكَ  
 اَلْمَلَأَمَةَ مَلَأَتْ اَوْسُنُهُ کہ بھلا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ جو تم بے قصور مجھے  
 برا بھلا کہنے لگے فَقَالَ طَرِيقًا حَسْبُكَ مِنَ الْاِسْتِغْفَافِ اِنَّ اَمْرًا  
 يُّوَصِّلُ لَا اَسَآهَا اَنَا وَلَا تَوَّاهَا اَنْتَ طَرِيقًا کہ اس سے زیادہ خفیف

لہنا ہو گا کہ تو نے ایسا خیال پا لیا اور وہ ہم کے کہا ہے لگائے کہ میرا عطیہ نہ بچے  
 سو ہر چہ اور نہ مجھے دکھائی دے ایسا ہار دینا کب جائز ہو گا فاکر معاویہ  
 بَاَنَّ خُضْرَ عَلِيٍّ عَلِيَّ الْعَجَلِ بَرَزَ كَرْتَا كِيدِي وَيَا مَعَارِيہ نے مال کے بدلہ حاضر کرنے کا  
 فَاخْضَرُوْهُمَا وَوَقْتُ مَعُوذَةٍ اَنْ يَدَا حِيْلِيْهِ مَلَجَ اِسْرَ وہ سب بے لاک انہوں  
 نے طراح کے سامنے رکھ دیئے اور تو میرے حین دیئے فَاَمَّا يَنْتَكِلُوْهُ بَعْدُ اِلَی  
 اَنْ قَالَ ابْنُ الْعَاصِ كَيْفَ تَزِيْجَانِيْكَ اَمْ كَيْفَ تَزِيْجُ سِرَ اَنْهَوْنَ نے خور میرے چہرے  
 میں اس سبب بخانی کہ مبادا اجنبی اس کے روئے چھنوا لے تا انیکم ابن عاص نے چہرے  
 نکالی کہ انہما بادشاہ کہ کیا پاس تے ہر قَالَ هٰذَا اَمَّا اَلْمُسْلِمِيْنَ مِنْ خِرَائِفِ  
 سِرَ اَلْعَالَمِيْنَ اَخَذْتُ مَعِيْ فَاَوْتِنَ عِيَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ہر آئی پر یہ کب  
 جو کہتے تھے بے لکلف کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے خدا کے خزانے  
 سے کہ اس کے ایک نیک بندہ نے پایا ہے یہ تو خود خدا کی دین ہے معاویہ کی  
 سرکار سے کیا سرکار فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِكَا تَبْدِ الْكُتُبِ جَوَابَ كِتَابَةِ فَاَوَّلَ اللّٰهِ  
 قَدْ اَطْلَمْتُ الدُّنْيَا عَلٰی سِحْدِ اَفِيْرَہَا وَمَالِيْ بِرِطَاقَتِكَ ہر معاویہ نے اپنے  
 منشی سے کہا کہ اس مکتوب سے کا جواب لکھ دے کہ ساری دنیا بھی ہر اندھیر ہو گئی  
 اور میری طاقت طاق ہو گئی ہے وَ اَخَذَ الْكَاتِبُ الْقِرْطَاسَ وَ كَتَبَ  
 ہر کاتب نے کاغذ ہاتھ میں لیکے یہ عبارت لکھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
 مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ اَبْرِ حَسْبِهِ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ اِلٰی عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ  
 اَنْ عَدَّ حَبِيْرُ شَيْءٍ كَا الْجُؤْمِ مَا يَسْعُ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ اَوْ كَاَنْفِ  
 حَرْجِلٍ خَرَجَ تَحْتَ كُلِّ خَرَجٍ اَلْفُ مُقَاتِلٍ خَلَا صَہ یہ کہ یہ خط معاویہ بن ابوسفیان  
 کا ہے علی کی طرف کہ میری فوج مثل ستاروں کے ہے انتہا ہے یا ہر

ہزار کران بار کے ہے کہ ہر ایک بار کہہ ان مملورائی کے و انون سے ہوا  
 ہر و انون کے نیچے ہزار جہار لڑنے والے ہوں فلما سمع طرماح قولہ  
 تبتسم ضاحکا پس یہ سنتے ہی طرح ٹھٹھا مار کے ہنس پڑے فقالوا لہ لعل  
 تضحک لوگون نے کہا کہ تم کس بات پر ہنستے ہو کہ ہنسی کے مار سے تمہارے  
 پیٹ میں بل پڑے جاتے ہیں قال واللہ یا معاویہ ان علیا کما الشمس اذا  
 طلعت خفت النجوم فرمایا کہ اے معاویہ خدا کے قسم ہمارے حضرت مثل  
 آفتاب عالم تاب کے ہیں کہ ان کے سامنے سارے تار کے جہلہلہ جہلہلہ کے  
 جہلہلہ جہلہلہ کے پر تو کیا کرے گا و لہ دیکھ ہوا کہ اشترو یلتقط الخیشور  
 ویحفظ فی حوصلیہ اور ایک مرغ اوہون نے ایسا پالا ہے کہ جب اوس  
 سے اور تجھ نادان کے و انون سے پالا پڑے گا تو وہ سب دانے جن میں  
 اپنی منقار گھنارت اپنے پوٹے میں بٹورے گا اور دم بہرین سبکو مضمر کر جائیگا  
 فغضب معاویہ وقال لکاتبہ لکاتب شیدا یہ سنکے وہ ناری چنگاری کی  
 طرح لال ہو گیا اور اپنے منشی سے کہنے لگا کہ جانے بھی دے اب کچھ نہ لکھ  
 یہ تو بات ہی نہیں کرنے دیتا ہے موندہ توڑے لیتا ہے فقال عمر و بن  
 العاص یا اعرابی ما تلک الطلاق لا تمہل حتی یکتب الکتاب ہر عمر  
 نے کہا کہ اے اعرابی یہ کیا طلاق ہے قینچی کی طرح تیری زبان چلتی ہے  
 اور ہر ہمت نہیں لینے دیتا کہ جواب لکھا جائے فاستوعدا ان لا یتقوا  
 الخیشور ولا شرب بعد فلم یتکلموا ان قضی الکاتب لہ ادبہ ہر وعدہ لیا  
 اوس سے کہ اب کوئی پہلی پری بات نہ بول میںنا پس عین یہ جب بیٹھ رہا  
 یہاں تک کہ منشی اپنا کام کر چکا تھا اخذ الکتاب فاعطوا البعین فغلاہ خیر

اِنُوَقِلْ اِلَى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ پھر یہ نام یکے اپنے اونٹ پاس گئے اور اوٹلی  
 گردن میں لپٹ کے جب سے اوٹلی میٹ پر جا بیٹھے اور روپیہ اپنا اپنے  
 آگے رکھ لیا بقول شخصے مال عرب پیش عرب اور وہاں سے خوشی خوشی اپنے  
 گدستے بندراتے دوڑاتے دفعۃً حضرت کے پاس آ پہنچے ثُمَّ اِنَّ مُعَاوِیَةَ  
 بَرَاہِمَیْ اصْحَابِہٖ وَعَمَاتِہُمْ وَقَالَ لَوْ اَحْطٰتُ جَمِیعَ مَا فِیْ یَدِیْ لَا حَادِثَ کُمُ  
 عَلٰی اَنْ یُّبَلِّغَ اِلٰی اَعْلٰی عَشْرِ مَا بَلَّغَ الْاَعْرَابِیُّ مِنْ اِلٰی مَا فَعَلْتُمْ وَكَفَدَ  
 اَطْلَسَتِ الدُّنْیَا وَصَفَا قَتْ عَلٰی مَا رَجَبْتُ پھر معاویہ نے غصہ سے اپنے  
 رفیقوں کو دیکھا اور کہا کہ اگر تم میں سے کسی کی میں ماری اپنی سلطنت بھی  
 اور علی کے پاس بھیجوں تو عشر عشر بھی اس کا تھے نوٹ کے گانم سب کے سب  
 اور نمک حرام ہوا اور دیکھو اون کی طرف سے اس اعرابی نے آنکے ایسا نا اظہر نہ  
 کیا کہ سارا جہان میری آنکھوں میں تاریک ہو گیا اور ساری زمین بادی و کمال  
 بہت و صنعت ایسی تنگ ہوئی کہ قریب تھا کہ بہا گئے کا رستہ نہ لے فقال  
 عُمَرُو ابْنُ عَاصٍ لَوْ کَانَ لَکَ یَا مُعَاوِیَۃُ مِنْ مَّرْسُوْلِ اللّٰہِ مَا لِعَلِّیْ فِتْنٌ  
 لِّقَرَابَةِ الْقَرِیْبِ اَوْ کُنْتَ عَلٰی الْحَقِّ مِثْلُہٗ لَبَلَّغْتَ اَحْقَ سِرِّ مَا کَانَ لَکَ اِلٰی  
 عَلٰی اَزِیدَ مَا فَعَلَ الْاَعْرَابِیُّ بِاَصْنَعَاتِ مُضَاعَفَتِہٖ عَمْرَہٗ ص لے کہا کہ قصہ  
 معاف اگر تم میں جناب رسالت مآب سے علی کی طرح قربت قریب ہوتی یا اوٹلی  
 طرح حق پر ہوتے تو پھر دیکھتے کہ ہم اس سے ہی دوہندہ و دہ چند تمہاری قاف  
 کرتے مگر اب کیا کیا جائے کہ کچھ بس نہیں چلتا حق کو کہانیک مثابن اور آفتاب  
 پر کب تک خاک و الدین خلاصہ یہ کہ تمہارے واسطے بے ایمان تو ہو چکے اب اور  
 کیا چاہتے ہو فقال مُعَاوِیَۃُ فَضَحَ اللّٰہُ فَاکَ وَقَطَعَ سِرَّ اَشِیْفًا وَ اللّٰہُ

لَكَلَامِكَ مَعْنَا أَصْحَابِ مِنْ كَلَامِ الْبَدَوِيِّ مَعَاوِيَةَ سَلَّمَ كَمَا جَبَدَ  
 اسے نا اہلکاروں نے تجویز کیا کہ مومنہ بھون سے توڑے  
 تیری باتیں تو اس اعرابی کی باتوں سے  
 جو کچھ بڑی ہوئی ہیں  
 فقط

## سولہوان موعظ

حضرت امام حسین علیہ السلام شہادت و پابندی امور شرع پر اوس اضطراب کے وقت ثبوت قطعی ہونا اسلام کے حق ہونے کا عقلی طور پر اور قصور حضرت حر کا استعظام کر وہ ترک اولیٰ حضرت اوڈ سے بہت بڑھ کے تھا اور بالآخر بیان لطیف اون کے ترک اولیٰ کا اور جواب اوس کا بعنوان لطیف تاریخی مقدمات سے اور قصہ لطیف فیروز و زوہر فیروز و اشعار ابدار زوہر فیروز اور مرزین اسکا قصہ بادشاہ و قاضی کے سامنے پیش ہونا اور ضرر ہی میں بادشاہ کا اوس سے فیصلہ کرنا اور سب کا اوس میں متحیر رہنا اور یہ بیان کی قصور حضرت حر بھول تائب کے گناہ سے ہی بڑھ کے تھا اور روایت گریہ خیر بھول تائب بہر بیان معاف ہونے کا قصور حضرت حر کے اور عالی ظرفی کا امام مظلوم کے کہ ایک کلمہ بھی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور موافق قاعدہ شرع توجہ حضرت حر نور قبول کی اور انہیں نشأت حورو قصور کی دی اور سرزند و نکی طرح اون کی لاش پاش پاش میدان نبرد سے اٹھا لائے اور نتیجہ سب کا اثبات حقیقت اسلام اور آخر میں شہاد

جناب مرزا نصیب مغفور مدح حضرت میں اور اشتیاق  
زیارت کر بلائی معلیٰ  
میں فقط

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منجملہ دلائل حقیقت مذہب اسلام کے وجود ذی جود خاتم اہل کسا فاس  
اک عباسید الشہدا حضرت ابی عبد اللہ حسین علیہ آلاف اللعینہ والثناء  
ہے کئی وجہ سے اول یہ کہ مثل ناقہ صلیح خود وجود ذی جود حضرت  
کا معجزہ تھا جیسا کہ حضرت امیر کے بارے میں سابق میں عرض کیا گیا  
دوسرے جرات و شجاعت و صبر جو حضرت سے ظاہر ہوا وہ سب  
معجزہ تھا کہ بشر کی کیا حقیقت ملائکہ آسمان کو اس سے حیرت تھی جیسا کہ  
بعض فقرات زیارت ناحیہ میں وارد ہے تیسرے یہ کہ بدیہی ہے  
کہ حضرت جناب رسالت مآب کے سامنے سن تمیز حاصل کر چکے تھے اور  
بارہ جگہ و فرزند و لبند اس جناب کے تھے اگر حضرت حق پر نہوتے  
تو کبھی ظاہر و باطن او نکا یکساں نہوتا اور ضرور نسوان و صبیان پر

حال کیلجی تا ضرور اپنی نیز سی عقل اور اتباع کی تحقیق کا پہلو باتوں سے  
 نکل آتا اور ضرور دلی دوستوں اور قریب رشتہ داروں کو فرمادیتے  
 کہ یہ سب باتیں میری معاذ اللہ حسب مصلحت دنیا سازی کے لیے ہیں  
 جو وقت بڑے تو زباوہ لحاظ ان باتوں کا نگہ نہ طرح سے اپنا مطلب  
 نکالنا اور اگر ذرا بھی اسکا ایما پا جاتے اور جرم و حتم مذہب نہ کہتے ہوئے  
 تو منہ بیت کے وقت کبھی پابندی مذہب میں جان نہ کہوتے چنانچہ نماز  
 حضرت کی روز عاشورہ کیا نماز تھی اور کس اضطراب میں کس ثبات سے وقف  
 ہوئی جب آدمی کی جان پر آتی ہے تو پر غماز روزہ کی کچھ نہیں سوچتی  
 بقول شخصی گہرا ہم دل خوش ہے باید اور یہ ایک امر بدیہی ہے کہ محتاج  
 مز تقضیل نہیں بہر حرمین زید ریاحی کا نافرمانی حضرت کر کے اونہیں مدینہ  
 منورہ کو واپس نہ جانے دینا نتیجہ بد کی راہ سے کیا داؤد کی ترک اولی سے  
 یا بھلول تائب کے گناہ سے کم تہا نہیں بدایہ زیادہ کجا ترک اولی کے مہموم  
 کا اور کجا مبتلا ببلا ہو جانا امام مظلوم کا سہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک  
 سے یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا بہ توریت عبرانی اور بعض روایات  
 اہلسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت داؤد نے مناجات میں تمنا کی کہ  
 خداوند! توریت میں اگلے نبیوں کی تو نے مدح کی اور میرا کچھ ذکر نہوا پس  
 ان پر وحی ہوئی کہ اے داؤد ہمارے بندے ایسے پابند ہمارے حکم کرتے  
 کہ ہمارے امتحان کے وقت ثابت رہے داؤد بھی متمنی امتحان ہونے  
 از بسکہ الکافل موہم انا نیت تھا کہ وہ ثابت قدم امتحان الہی کے رہ سکے  
 میں تو اس باعث سے معتبوب ہو گئے لیکن کہ کبر و انا نیت سوا ہی قادر



علی الاطلاق کے اور کسی کے لیے منراوار نہیں پس ان پر وحی ہوئی کہ اے  
 داؤد! ان لوگوں کا امتحان دفعۃً لاعلمی میں ہوتا تھا مگر تم کو اطلاع  
 دی جاتی ہے کہ فلان سن اور فلان مہینے میں فلان تاریخ فلان دن کو  
 تمہارا امتحان ہوگا ہوشیار ہو جاؤ دیکھو دیکھو کہ کتنا حسب اتفاق ہے  
 وہ زمانہ آگیا تو پہلے سرگرم عبادت ہو گئے اور شب و روز طاعت الہی  
 میں بسر کرنے لگے حسب اتفاق ایک روز یہ نماز میں مشغول تھے  
 کہ ایک بہت خوشنما پرندہ سرخ یا قوت کی اوسکی منقار گلنار اور زرد  
 کے پر اور زبرجد کے پچھے انکے سامنے آیا اور حضرت داؤد کو خود بخود  
 ایسا مصویت کا عالم طاری ہوا کہ نماز توڑ کے عبادت سے منہ موڑ  
 اوس پرندے کے صید کرنے کو چلے جون جون یہ قریب جاتے تھے وہ  
 اور اوڑتا جاتا تھا پس وہ دیوار پر جا بیٹھا یہ بھی سیر سی لگا کر دیوار  
 پر چڑھتا ہے آخر الامر نوبت باغیا رسید کہ یہ بہت پرچڑھ گئے وہاں نہ  
 جانور دفعۃً انکی نظر سے غائب ہو گیا مگر یہ کیا دیکھتے ہیں کہ زوجہ آؤ  
 اپنے مکان کے صحن میں بال بکھرائے ہوئے نہا رہی ہے حیوان  
 خوشنما کو تو دیکھ کے انکا یہ حال ہوا تھا انسان خوش حال پر غیال  
 کو اس بے تکلفی کی حالت میں دیکھ کے یہ بالکل از خود رفتہ ہو گئے  
 اور زبریرام آکے ارکان دولت سے حال مکان و مکین دریافت کیا  
 معلوم ہوا کہ وہ اور یا کا مکان ہے انہوں نے اوسے بلا کے بروا  
 جہاد کیا اور ایک خط سرگرد وہ مجاہدین کو دیا کہ وہ صندوق جو ہمارا  
 حکم کے بموجب دونوں صف جنگ کے درمیان رکھا گیا ہے تو تم

سب اس صندوق کے اس طرف سے لڑنا مگر جب یہ نامہ پہنچا تو اسے تکلیف صندوق کے اوپر دھاوا کر کے جانے کی دین  
 خلاصہ یہ کہ ایسا ہی ہوا اور پس صندوق جا کے اور یا شہید ہوا  
 اور کے انہوں نے اس کی زوجہ سے عقد کیا حالانکہ یہاں تو اسے زوجہ  
 انہی اور وقت موجود تھی و اس خط کہتا ہے کہ یہی والدہ حضرت  
 سلیمان تمین کہ جب کا نام ان کے والد داؤد نے شلومو اور حضرت زکریا  
 نے دیدیا رکھا تھا جیسا کہ توریت عبرانی میں ہے الغرض معمول حضرت  
 داؤد یہ تھا کہ ایک روز فصل خصوصاً و مقدمات فرماتے تھے اور  
 دوسرے روز غریغ البال ہو کے مکان نخلیہ میں سب دروازے  
 بند کر کے ہمہ تن مہر و عبادت ہوتے تھے چنانچہ جب وہی روز  
 عبادت آیا تو سب دروازے سدود ہوئے اور لو اب و حجاب نے  
 ممانعت قطعی کی کہ کوئی متغض حضرت داؤد تک نہ پہنچے پس تنہا یہ  
 مشغول نماز و راز و نیاز درگاہ بے نیاز میں تھے کہ دو شخص باہم لڑتے  
 ہوئے دیوار پر سے کودے پانچہ جناب باری قرآن مجید میں فرماتا  
 ہے وَهَلْ أَتَيْتُمْ نَبَأَ الْخَضَعَةِ إِذْ تَشْتَوِي الْحَرْبَ يُعْنِي أَيْ حَبِيبُ هَار  
 اکیسہاں اون دونوں لڑنے والوں کا بھی کچھ تھے حال سنا جو دلو  
 پر سے بہا نہ پڑے تھے اِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَقَضَى عَنْهُمْ قُلُوبًا  
 لَا تَخْفَضُ خَضَعًا بَعِي بَعْضُنَا عَلَى الْبَعْضِ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطُطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَآءِ الصِّرَاطِ جبکہ وہ آئے داؤد کے  
 پاس پس یہ ڈر گئے اونسے تو کہا انہوں نے کہ تم کیوں ڈرتے ہو

ہم تمہاری رعیت ہیں اور ہم میں باخود تنازع ہے بعضوں کے بعضوں پر زیادتی کی ہے پس راست راست حکم کیجئے ہمارے باب میں اور ہمارا انصاف فرمائے اور عدالت سے رفق پر بھی تجاوز نہ کیجئے زور رعایت فیصلہ فرمائے اور ہمیں راہ راست بتائیے اِنَّ هٰذَا اَخِيْ لَهُ تَسْعُ وَّلَسُوْنَ نَجْدًا وَلِيْ نَجْدًا وَاحِدًا فَقَالَ اَلْفَلَيْهَا وَعَسَّرَ لِيْ فِي الْخَطِّ ابْ بَشِيْهَ مِيْرِ اس بہائی کے پاس نہا تو نے بیٹھیں ہیں اور میری کل ایک بیٹھ ہے اوپر یہ مجھے کہتا ہے کہ وہ ایک بیٹھ بھی تو میری ملک و کفالت میں دے وہ بھی میرا ہی حصہ ہے ایک تو بی انصاف کرتا ہے اور اوپر سے بدزبانی اور اپنی قلعی کرتا ہے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَجْدِكَ اِلٰى نَجْدٍ اِحٰه وَاِنَّ كُنْتَ يٰرَ اَمِيْنَ اَلْخُلَطَاءُ اَلَيْسَ مِنْ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ اَلَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَفَلِيْلٌ مَا هُوَ وَظَلَمَ دَاوُدُ اِمَّا فَتَنَّاہُ فَاَسْتَفْضَرَ رَبِّہٖ وَخَرَّ رَاكِعًا وَاَنَا بَ دَاوُدَ لَے کہا کہ اس نے ظلم و بے انصافی کی جو تجھ سے میری گوسفندوں میں مانگی اور اکثر شر کا یہی حال ہے کہ بعضے ان میں سے بعضوں پر ظلم و زیادتی کر جاتے ہیں یعنی قوی ضعیف پر مگر ہوں اور خوش کردار اگرچہ ایسے لوگ کم لکھتے ہیں یہ شک ہے وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کے ہنسنے اور کہنے لگے کہ داؤد نے اپنے نفس پر حکم کیا یعنی اپنے تمکین الزام دیا یہ کہ وہ دونوں آسمان پر اوڑے چلے گئے جب جا کے داؤد سمجھے کہ یہی استیذان موعود تھا اور یہ دونوں فرشتے تھے کہ مجھے الزام دیکئے اور یقین و اتق ہوا داؤد کو کہ ہم نے

خدا نے مبتلا کیا اونہیں بلای امتحان میں پس توبہ و انابت کرنا  
لگے اور خدا کے خوف سے منہ کے بہل کرے بعض روایات سے  
مستفاد ہوتا ہے کہ چالیس روز تک یہ سجدے میں پڑے رہے اور  
زار رو یا کیے کہانے پیٹے تک انہیں ہوش نہ تھا واعظ اکتفا  
کہ نوح کی لفظ مشترک ہے ایک معنی اسکے گو سفند کے ہیں اور دوسرا  
اطلاق اسکا عورت پر بھی ہے آتا ہے بوجہ اطاعت و فرمانبرداری  
شوہر کے مثل آہوا اور عجائب اتفاقات سے یہ ہے کہ تورات میں اس  
مقام پر جو عبرانی لفظ داود ہوا ہے وہ بھی ذو معنی ہے اور اسناد  
عشق زوجہ غیر اور قتل بے گناہ تحریف و تصحیف کے باعث سے ہے  
اہلبیت سے تصریح ہو گئی ہے کہ وہ عورت زوجہ اور یا نہ تھی بلکہ اوسکی  
منگیت تھی اور اوس شریعت میں ممنوع نہ تھا لیکن بلا ضرورت باوجود  
تقد و ازواج اور کثرت محلات حضرت داؤد نے جو ایثار نفس اوس غریب  
بیکس پر کیا اور مغل اوسکے خطبہ اور منگنی میں ہوئے تو اس ترک اوسکی  
پر معتبوب ہوئے اور اسے طرح اور یا اپنی موت سے شہید ہوا نہ یہ کہ معاذ  
اسمیں بخریک باطنی نبی ہو اور بعض اخبار معتبرہ میں ہے کہ حضرت داؤد  
نے جو خلاف ضابطہ عجلت کر کے محض مدعی کا قول سنتے ہی حکم کر دیا یہ  
خلاف داب انصاف اور ترک اوسلے ہوا اور بسبب اسکے وہ معتبوب ہوئے  
جیسا کہ سیاق آیات سے بھی ظاہر ہے بہر طور طرح یا تاویل ایسے روایات  
کی ناگزیر ہے کہ عصمت انبیاء سابق میں ادلہ قطعی سے اثبات کی آئندہ جب  
گریہ وزاری درگاہ باری میں حد سے زیادہ ہوئی اور سبابہ باری بفرمان

بڑتی گئی ماہی بے آب کی طرح ٹریا کرتے تھے تو دریای رحمت غمناک رحیم  
جوش میں آیا اور اپنی روحی ہوئی کہ اسے داؤد جاؤ اور یاست اپنا  
قصور بخشاؤ کہ بخشش ہماری موقوفہ اسکی بخشش پر ہے پس یہ افتاب  
دخیزان گنج شہیدان کی طرف روانہ ہوئے اور زار زار مثل ابیہ نو بہار کے  
حال پر روتے تھے کجا وہ سلطنت اور نشان و شوکت اور ناز و نفست کجا  
یہ صحرا نور دی اور باد یہ بھائی چلتے چلتے باؤن میں آبلے بٹ گئے قمارت  
آفتاب سے مونہ کی کمال گر گئی تھی گرد و غبار صحرا میں اسے پہنچے پر اسنے  
چیتھرے بدن پر لگائے چلے جانے تھے بعض روایات میں درود و ارحم  
کہ انکے آنسو کی کثرت سے سیرہ پیدا ہو جاتا تھا اور آہ سوزان کی تاثیر  
وہ سب جل جاتا تھا اور چرند اور پرند سب انکے ہمنہ تھے انکے رونے  
پر زار زار روتے تھے اور انکے ساتھ ساتھ گرد اگر حلقہ کیے چلے جاتے  
تھے اور پہاڑ انکے حال زار پر افسردہ ہو کے زار زار روتے تھے ایک  
روز چلتے چلتے ایک پہاڑ کے پاس پہنچے بالہام معلوم کیا کہ اس پہاڑ  
پر ایک خاص بندہ خدا کا مقیم ہے داؤد مشتاق ملاقات ہو کے پہاڑ  
پر چلے اوپر اوس بندہ خاص کو انکا حال معلوم ہوا وہ کناڑے پر  
آکر بکا کہ اسے داؤد پہاڑ پر ارادہ نہ کرنا یہ مقام کناہکار کے سزاوار  
نہیں یہ شکے انہیں بڑی زلت و رسوائی ہوئی پس جناب باری نے  
اوس نبی پر وحی فرمائی کہ اسقدر جو تھے داؤد کو سزائش کی تو کیا تم  
میرے امتحان پر ثابت قدم رہ سکتے ہو یہ سننے وہ تر گئے اور نادم  
ہوئے داؤد کو اپنے ساتھ پہاڑ پر لے گئے داؤد نے انکا اسم مبارک چھا

انہوں نے خرقل بتایا ہر توڑی انہیں آپس میں باتیں ہو اکیں منجملہ اوکو  
 داؤد نے کہا کہ اسی خرقل تمہیں کہی کچھ توجہ دنیا کی طرف ہی ہوتی ہے  
 یا هیچ خرقل نے کہا کہ ہاں انہوں نے کہا کہ ہر تم کیونکر عبرت حاصل  
 کرتے ہو انہوں نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار ہے اوسمیں جا کر انہوں  
 کہا کہ وہاں مجھے بھی خرقل انہیں اوس غار تاریک میں لیکئے داؤد نے  
 کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ بوسیدہ ہڈیوں کا ڈھیر ہے اور ایک لوح شک  
 رہی ہے اوسمیں یہ ثبت ہے کہ میں فلان شاہنشاہ ہوں ہزار شہر میرے  
 نام نامی سے بسے اور ہزار ہا س کی مینے عمر کی اور ہزار بار کہ عورتیں اپنے  
 عقد میں لایا اب آخر کا میرا یہ انجام ہوا کہ اوس فقیر اور میری اخوان  
 بوسیدہ میں کچھ فرق نہیں یہ حال پر ملاں دینہ کے حضرت داؤد کو بتاتے  
 ہوا اور وہاں سے روانہ ہوا متصور ہوئے چنانچہ بعد مدت مدید قبر اویلا  
 پر پہنچے اور خدا نے اوسے رندہ کیا قبر شق ہوئی اوسمیں سے وہ نکلا  
 داؤد نے کہا کہ اے اور یا برائی خدا میرا قصور معاف فرما اوسنے کہا کہ  
 آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ان آپ بادشاہ عظیم الشان کہان میں ایک  
 اوسے آپکا نام پروردہ ہاں مجھے البتہ حذر خواہی کا مقام ہے کہ مینے  
 کہنی خدمت گزار میں کوتاہی نہ کی ہو داؤد نے کہا کہ تجھے اس قصہ سے  
 کیا عموماً تو میرا قصور معاف فرما اوسنے معاف کیا اور قبر میں پوشیدہ  
 ہوا پھر انہیں الہام ہوا کہ اے داؤد اسکا کیا اعتبار تھے حج تھے تہ  
 کیونکہ نہ بیان کر کے اوس سے بخشوایا آخر الامر ہر وہ بیرون قبر آیا اور  
 داؤد نے تصور اپنا شرح بیان فرمایا یہ سنکے اور یانے کہا کہ اسی داؤد

کیا نبیوں سے ہی ایسے گناہ ہوتے ہیں یہ کہلے سکوت کیا اور داؤد کو  
 نہ بخشا پس اضطراب انکا بہت بڑھ گیا نا انکے جناب باری نے ملائکہ سے  
 حکم کیا کہ ایک درجہ نفیس بہشت عنبر ترشت کے درمیان سے اور اوریا  
 کے درمیان سے پردے اور سرپردے ہٹا دو پس اسے دیکھ  
 کے اوریا از خود رفتہ ہو گیا اور بیساختہ اسے چاہا کہ داخل بہشت ہو پس  
 ملائکہ نے اسے روکا اور کہا کہ یہ اسکا درجہ ہے جو قصور داؤد معاف  
 کرے پس اوریا نے کہا رضا و رغبت میں قصور داؤد کا بخشید یا پس خدا  
 ہی انکی توبہ و انابت قبول فرمائی چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَغُفِرَ لَهَا  
 لَهَا ذَلِكُمْ وَ اِنَّ لَہٗ عِنْدَ نَا كَزُلْفٰی وَ حُسْنِ مَّآبٍ یعنی پس ہم نے بھی بخشید  
 گناہ داؤد کا اور ہمیشہ انہیں ہمارے درگاہ میں قرب و منزلت اور  
 انجام نیک ہے یا داؤد اَلَا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَ اَحْكُمُ  
 بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَبِيعَ الْاَهْوٰی فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ  
 الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَیْصُرُ عَنْۤہٗ اَبْ شَرِیْدًا مَّا تَسُوْ  
 یَوْمَ الْحِسَابِ اسے داؤد نے تمہیں اپنا خلیفہ اور بادشاہ و حکمران  
 زمین بنایا پس ناحق حکم جاری نہ کرو گون کے درمیان میں اور ہواؤں  
 کی پیروی نہ کرو کہ وہ تجھے راہ خدا سے ہٹکا دیگی بیشبہ جو لوگ راہ خدا سے  
 کسیکو ہٹکاتے ہیں انکی لئے عذاب شدید ہے باین سبب کہ وہ آخرت  
 کو بھول بیٹھے ہیں و اعظ کھتا ہے کہ طرح یا تاویل اس حدیث  
 کی ضرور ہے اور کیونکہ کوئی مؤمن دیندار پیر خدا اور امین وحی الہی اور  
 والدہ و زوجہ پیر الہی تقضی گوارا رکھے گا محض اخبار احاد غیر مستند



اور کتاب محرف کی طرف استناد کر کے کیا والدہ سلیمان زوجہ فیروز  
 اور داؤد رسول خدا سے فیروز سے رقبہ میں کم تھے بعض مورخین  
 نے لکھا ہے کہ حسب اتفاق ایک بادشاہ ایک وزیر اپنی کوٹھے پر چڑھا  
 وہاں سے اسکی نظر ایک عورت حسینہ پر پڑی یہ ہمہ تن اسکا مفتون  
 و فریفتہ ہو گیا زیر بام آکے ارکان دولت سے حال دریافت کیا  
 پس معلوم ہوا کہ وہ گہراوسکی خواص خاص فیروز کا ہے اسنے اسے  
 اپنے پاس بلایا اور ایک عامل کے پاس ایک خط دیکے روانہ کیا  
 فیروز اپنے گہر میں آکے اپنے زوجہ سے رخصت ہوا اور عجلت میں فرمان  
 شاہی بھول کے چلا گیا اتنے عرصہ میں جاسوسوں نے بادشاہ کو اسکی  
 روانگی سے مطلع کیا فوراً بادشاہ اسکے گہر میں گئے قرائن سے زوجہ  
 فیروز نے پہچانا مگر ظاہر میں تجاہل کرتی رہی پس بادشاہ نے کہنا کہ  
 جَئِنَاكَ ذَا عَرِيْنٍ یعنی میں دیوانہ وار تیرے جمال بے مثال کا مشتاق  
 ہو کے آیا ہوں زوجہ فیروز نے کہا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ تِلْكَ الزَّيْءِ ذُو  
 یعنی خدا کی پناہ آپکے اس اشتیاق اور اس ملاقات سے بادشاہ نے  
 کہا شاید تو نے مجھے نہیں پہچانا میں آقا تیرے شوہر کا اور والی شہر ہوں اور  
 عورت نے کہا کہ میں نے آپکو بھی پہچانا اور آپ کا مطلب بھی مگر مجھے اسکی  
 ایک شاعر کے کچھ شعر یاد آئے کہ شاید وہ آپکے مع اقدس میں نہیں پہچانے  
 بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہیں اس عورت نے کہا سَاَؤُكَ مَا أَكُوْهُ  
 مِنْ غَيْرِ دَسْرَجٍ \* وَذَكَ لِكَلْبٍ وَ الْوَرَادِيْنِ \* قریب ہے کہ میں  
 تمہارے پانی سے دست کشی کروں محض خیال کش کش اور دہکا بلی سے



سون کی سے اذ اوقع الذباب علی طعامہ \* رفعت یدہ فی دسٹ  
 نکشیقیہ \* یعنی جب کسی کہانے میں مکی گریڑے تو کیسا زبردستی  
 ورنہ تکلف ہو مگر مجبور اس سے ہاتھ اوٹھا ہی لینا پڑتا ہے \* **فَاجْتَنِبْ**  
**الْأَسْعُودَ وَشُرُوكَ مَاءٍ** \* اذ اکان الکلاب وکفن فیہ \* اور جس پانی  
 سے گٹا پی جاتا ہے تو پھر شیر کب اسکی طرف میلان خواطر گوارا کرتا ہے  
 پس لے بادشاہ عالی جاہ تیری حمیت اور مردانگی کیونکر گوارا کرتی ہے  
 اس بات کو کہ تو اس طرف کی طرف توجہ کرے \* **سَمِیْن** تیرے کتے فیروز نے  
 مومنہ ڈالا ہوا اور کیونکر سیر ہونا چاہتا ہے تو اس کہانے سے کہ خواہش  
 تیرے اوسنے غلام کا ہو یہ سنکے بادشاہ بہت متفعل ہوا اور بے نیل مقصود  
 واپس آیا لیکن اٹنا سے کلام مذکور میں فیروز نے جو شخص فرمان شاہی کیا  
 تو اپنے پاس نہ پایا اوسے ہنگامے میں گہرا پس آیا وہاں بادشاہ کی گرگالی  
 دیکھ کے جلد سے فرما \* شاہی لیکے عامل شاہی کے پاس کہ اور بعد فرشت  
 کے بادشاہ کے پاس جواب ہو بچا کے اپنے گہر گیا اور اپنی زوجہ \* کہا  
 کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تو اپنے میکے جا اور عزیزوں پر اپنے ظاہر کر اوس نر  
 و نعمت کو جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے اور بہت نفیس جوڑا اور زر خطیر آ  
 دیا پس جب وہ اپنے باپ کے گہر گئی تو پھر اوسنے اوسے نہ بلایا اور جب کہ  
 مدت مدید گذری تو عورت نے مجبور ہو کر اپنے بھائی کو اپنے شوہر فرزند کے  
 پاس بھیجا اوسنے پہلے تو فیروز کو بہت سمجھایا پھر مجبور ہو کر اوسپر نالش و اڑ  
 کی محکمہ شاہی میں اور اوس زمانے میں معمول تھا کہ قاضی فضل مقدمات کیا  
 تھا اور بادشاہ اوسے بیٹھا سنتا تھا پس حسب معمول جب یہ دو تون مجبور بادشاہ

وقاضی سے توحید یعنی پر اور زن نے کہا کہ اَیَّدَ اللہُ مَوْلَانَا الْقَاضِیَ  
 اسے قاضی مینے ایکہ باغ دیا اسکو نہایت عمدہ اور نفیس گرداگرد اس کے  
 بہرہ بہشت اور مستحکم دیوار بھی ہوئی تھی اب اسے مدت مدید تک اس سے اپنے  
 پاس رکھ کے اور حاجت روائی کر کے واپس کر دیا حالانکہ دیوار میں بھی  
 شکستہ کردین اور اس باغی نے بالکل باغ میرا مال کر ڈالا پس میں حضور  
 سے انصاف طلب ہوا قاضی متقاضی جواب مدعا علیہ سے ہوئے فیروز  
 نے عرض کی کہ کلام اسکا بے کم و کاست صحیح و راست ہے لیکن میں کیا کروں  
 کہ اس باغ میں ایک شیر لاگو ہو گیا ہے ہر وقت اسکی چاب و آہٹ ہوتی ہو  
 اور اسکی نوکاری آواز سن سنے سمجھاتا ہوں پس اس غیوری اور آفت  
 ناگمانی و بلا ہی آسمانی کے سبب سے وہ خانہ باغ پھیری دیتا ہوں یہ سنکر  
 بادشاہ سید ہا ہو بیٹھا اور کہنے لگا کہ اسے فیروز تجھے شیر بہرہ فیروزی مبارک  
 تیرے باغ کی ایسی دیوار میں مستحکم ہیں کہ وہاں کسی کا گز نہیں تو خاطر جمع ہو  
 یہ سنکر فیروز مدعی نے بادشاہ کو جھک کے سلام کیا اور خوشی خوشی اپنے  
 گھر واپس آئے اور فیروز نے اپنی زوجہ کو بلالیا اور قاضی اور تمام ارکان  
 دولت متحیر رہے کہ یہ کیا ماجرا تھا مدعی نے کیا کہا اور مدعا علیہ نے کیا جواب  
 دیا اور بادشاہ نے کیا حجبہ کے فیصلہ کر دیا سُرُوبِیَ اَنْ مَعَاذِ بَنِّ جَبَلِ جَعَلِ  
 عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْکِیِّا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَا  
 یُحْکِمُکَ یَا مَعَاذُ رُوایت ہے کہ معاذ بن حیل روتے ہوئے خدمت جناب  
 رسالت میں آئے اور تسلیم و آداب بجالائے پس جواب سلام دے کے  
 حضرت نے سبب گریہ استفسار کیا فقال یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بِالْکِیِّا

شَابًا طَرَبَى الْجَسَدِ فَقَالُوا لَوْ حَسَنَ الصُّورَةِ يَتَكَلَّمُ عَلَى شَبَابٍ بِرَبِّكَ كَمَا تَكَلَّمُ  
 عَلَى وَلَدٍ هَآؤُلَآءِ الدُّخُولِ عَلَيْكَ بِسْ اوتنوں نے عرض کیا کہ یا حضرت  
 در دولت پر ایک نوجوان بہت حسین اور جمیل نہایت خوبصورت کہ جسکا بدن  
 نہایت تروتازہ و شاداب ہے اور رنگ میں موتی کی آب سے زیادہ آب  
 و تاب ہے اپنے شباب پر ایسا بلبک بلبک کر رہا ہے کہ جیسے کوئی عورت  
 اپنے فرزند جو ان کی میت میں کر کے روئے اور وہ آب کی خدمت میں  
 حاضر ہونا چاہتا ہے فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مَعْزَادُ خُلْ عَلَى الشَّابِّ  
 اَوْ خَلِّهِ فَنَسَلَمَ قَسْرًا عَلَيْهِ بِسْ فرمایا کہ اسی معاذ میرے پاس لے آؤ  
 جو ان کو بس خدمت میں او سے لیکو بس او سے سلام کیا بس حضرت نے  
 جواب دیا ثُمَّ قَالَ مَا يُمْلِكُكَ تَأْتِي الشَّابَّ بِرَفْرَافٍ كَمَا يَكُونُ وَتَاهُوَ اِيْ نَوَانِ  
 قَالَ كَيْفَ لَا اَنِيْكَ وَقَدْ رَكِبْتُ ذُنُوبًا اِنْ اَحَدًا مِّنَ اللّٰهِ بِبَعْضِهَا  
 اَوْ خَلِّهِ تَارَ حَقِّكَ وَلَا اَرَانِيْ اِلَّا سَيَّاحِدًا فِيْ بَعَا وَلَا يَغْفِرْ لِيْ  
 اَبَدًا او سے عرض کی کہ کیونکر نہ روؤں حالانکہ میں مرتکب ایسے گناہوں  
 کا ہو رہا ہوں کہ اگر انہیں سے بعض پر خدا مواخذہ کرے تو داخل جہنم کر  
 مجھے اور غالب ہے کہ یہی کرے اور کبھی مغفرت میری نہ فرمائے فَقَالَ  
 مَهْلَ اَشْرَكَتَ بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَشْرِكَ بِرَبِّيْ شَيْئًا  
 فرمایا کہ کیا تو نے شرک کیا ہے او سے کہا کہ معاذ اللہ کہ شرک کروں میں  
 قَالَ اَفَقَعَلْتَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ قَالَ لَا فرمایا کہ پر کیا تو نے  
 کسی بے گناہ کو قتل کیا او سے کہا کہ معاذ اللہ یہ بھی قصور مجھ سے نہیں ہوا  
 فَقَالَ اَلَيْسَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ ذُنُوبَكَ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ اَحْبَابِ الْوُجُوْهِ

فَقَالَ لَهُ وَإِنَّمَا أَعْظَمُ فَرَمَا يَكُ خَدَائِرَ كُنَاهُ نَجْدَ كَا الْكَرْجِ سَخْمَا  
سہارون کے بھی برابر ہوں اوسنے کہا کہ میرے گناہ اس سے بھی زیادہ  
مِنْ فَقَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَكَ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ آلِهَةٍ رَضَيْنَ السَّيِّئَاتِ  
وَبِجَارِهَا وَسِرْمَا لَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الْخَلْقِ فَقَالَ إِنَّمَا أَعْظَمُ مِنْ  
ذَلِكَ كُلِّهِ بِرَمَا يَا حَضْرَتِ لے کہ خدائیرے گناہ نَجْدَ كَا الْكَرْجِ ساتون  
زمینوں کی برابر ہوں اور جتنے دریاؤں و درخت زمین کے ہیں اور حقداروں  
ریتل ہے اور خلقت ہے اگرچہ اس قدر بھی ہوں اوسنے کہا کہ میرے گناہ  
اس سے بھی زیادہ ہیں فَقَالَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ ذُنُوبَكَ وَإِنْ كَانَتْ  
مِثْلَ السَّمَوَاتِ وَجُجُومِهَا وَمِثْلَ الْعُرْشِ الْكَرْسِيِّ قَالَ فَإِنَّمَا أَعْظَمُ  
مِنْهَا فَرَمَا يَكُ الْكَرْتِيرَ كُنَاهُ آسْمَانُونَ اور ستاروں اور عرش و کرسی کے  
بھی برابر ہوں لی تو بھی خدا او نہیں بخشے گا اوسنے کہا کہ وہ اس سے  
زیادہ ہیں قَالَ فَظَنَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ كَفَيْتُهُ الْغَضَبَانَ ثُمَّ قَالَ وَنِيكَ  
يَا شَابُ ذُنُوبَكَ أَهْظَمُ أَمْ سَرَحْمَةُ رَبِّكَ لیس حضرت نے غصہ سے کہو  
دیکھا اوسے اور فرمایا کہ وامی ہو تجھ پر میرے گناہ بڑے ہیں یا  
رحمت تیرے پروردگار کی فَحَرَّ الشَّابُّ وَجَعَهُ وَهُوَ يَقُولُ سُبْحَانَ  
رَبِّي مَا شَأْنُ أَهْظَمُ مِنْ رَبِّي أَعْظَمُ مِنْ كُلِّ عَظِيمٍ لیس وہ نوجوان  
منہ کے بھل کر بڑا اور کہتا جاتا تھا کہ پاک ہے خدا کوئی چیز بزرگتر خدا سے  
نہیں پروردگار بزرگ تر ہے ہر بزرگ سے اے رسول خدا قَالَ فَعَلَّ  
يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ فَرَمَا يَكُ لیس گناہان  
بزرگ نہیں بخش سکتا مگر پروردگار بزرگ قَالَ الشَّابُّ لَا وَاللَّهِ يَأْكُلُونَ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرض کی کہ یا رسول خدا! مجھ کو ایسا نہیں ہو سکتا  
 پر سکوت کیا فقال الیہ ویکفک یا شائب الہ تخیرنی یدنب وادی  
 میں ڈنڈا پک پس حضرت نے فرمایا کہ وادی ہو تب پیرامی نو و ان لوئی تو  
 ابنا گناہ مجھ سے بیان کر قال بلی اخبرک انی کنت ابش القبود  
 من سبع سنین اخرج الہ موت و انتع الہ کفان او سے عرض  
 کی کہ ہاں میں او سے بیان کرتا ہوں سات برس سے میں نبش قبور کر کے  
 مروے لگا لگا کرتا تھا اور ان کے کفن حرا البنا تھا فماتت جارتہ  
 من بعض بنات الہ فصارت فلما حلت الی قبرها ودفنت فی  
 انصرف عینا اهلها وحن الیل الیل الی قبرها فنبقت  
 لم اخرجها و نوحہ ما کان علیہا من الکافیا و ترکہا  
 متجذدۃ علی سفیر قبرها و مضیت منصرفا پس حسب القفا  
 ایک لڑکی انصار کی لڑکیوں میں سے مری پس جب اس کے عزیز و اقربا  
 او سے دفنا کے گھر پرے اور کالی رات کا ڈھندہ لگا ہوا تو میں نے قبر کو  
 کے او سکی لاش نکالی اور اس کا کفن لیا اور او سے برہنہ قبر کے کف  
 وال کے چل کھڑا ہوا فاتانی الشیطان فاقبل برینہا و یقول  
 اما تری بطنہا و مافیہا و سرکفہا فلم یزل یقول ذلک حتی  
 رجعت الیہا و لم املک نفسہ حتی جامعہا و ترکہا مکانہا  
 پس ناگاہ اٹھا سے راہ میں ابلیس پر تلبیس نے آ کے مشاطہ کی طرح زینت  
 دینا شروع کیا اور ایک ایک عضو کی صفائی اور چمک دکھانے لگا  
 دکھانے لگا وہ تو خود ہی کم سن چٹیل طرح صراحی اور مشہور ہے

حاجت مشاطہ نیست روسی دلارام را بخاؤ سپر بیہ طرہ ہوا بہر کب مجھے تاب ضبط  
باقی رہتی ہے پہرہ اور اوس سے زنا کر کے اوسے او سی طرح بہر نہ چھوڑ کے  
جلا آیا فاذا انا بصوت من ورائی یقول یا شائبہ ویلک من دنیان  
یوم الدین کو کہ نفی بینی و بینک ترکلتی عربیۃ فی عساکر الموحثین و  
ترکتی حضرت نے و سکت الکفانی و ترکلتی اقوام جلیلا الی دنی فویل  
لیساک من النکار فما اظن انی استمریر الجنتۃ ابدانا تو ہی بی یار کو  
اللہ پس ناگاہ ایک آواز آئی میری پشت سر کی طرف سے کہ اسی نوجوان  
و اسے ہو تجھ پر حاکم روز جزا کی جانب سے اوس روز کہ وہ میرے اور میرے  
در میان میں فیصلہ کرے گا بڑا ستم کیا تو نے کہ اتنے بڑے لشکر میں مرد  
کے تو نے بندے کو بہر نہ چھوڑا اور قبر ہی کو موڈالی اور کفن ہی میرا چورالیا  
اور تجس مجھے چھوڑا کہ قیامت کو میں تجس خدا کے سامنے جاؤنگی پس جہنم  
میں چلے تو اور آگ لگائے تیری جوانی کو پس مجھے گمان نہیں کہ بہشت  
کی بوسونگہ سکون پس آپ کیا تجویز فرماتے ہیں میرے باب میں اسے رسول  
خدا فقال النبی ﷺ یا فاسق ائی اخاف ان احترق بنارک  
فما اقر بک من النکار ثم کرم یقول ذلک ویشیر الیہ حتی  
امعن من یبین ید ید پس حضرت نے فرمایا میرے سامنے سے دور ہو  
اسی فاسق مجھے اندیشہ ہے کہ میں بھی تیری آگ میں نہ جلیاؤں اسلیئے کہ  
تو جہنم سے بہت قریب ہے اور برابر اوسکی طرف اشارہ کر کے بھی فرما  
تھے یہاں تک کہ وہ حضرت کے سامنے سے مل گیا و اعط کتبا ہی  
کہ از بسکہ مؤمن کی شان سے بہہ ہے کہ اوسکے قلب میں دو نور خوف و

رجا کے ایسے باہم مساوی ہوں کہ اگر ترازو میں تو لے جاوین تو دو لون  
 پہلے برابر آئیں جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اور  
 جناب رسالت مآب عفو الہی سے پہلے اسے بہت مطہر کر چکے تھے اور امید  
 درجا ثواب دیکھتے تھے تو مناسب حال یہ ہو کہ آخرین ونسی ہی تحویف  
 عذاب سے فرمائیں اور غضب خدا سے ڈرائیں کہ اوسکا ایمان اور حضرت  
 کا بشیر و نذیر ہونا کامل و تمام ہو فذلک کلمۃ الہی یدفع فتنۃ و دینہا ثمرائی  
 بعض جنابہا فتعبد فیہا و لیس مسخا و عمل یدایہ جمیعاً الیٰ اعنقہ  
 بہر ہلول تا تب شہر مدینہ میں آیا اور ایک رشی وہاں سے مول لیکے ایک پہاڑ  
 پر گیا اور عبادت کرنا شروع کی بالون کے کپڑے پہن کے اور دونوں  
 ہاتھ اپنے رشی سے جکڑ کے اپنے گردن میں باندھے و نادٰی یارب  
 ہذا عبدک مغلول بین یدیک مغلول یارب انت الذی تعزیت  
 وزل منی ما تعلم سیدی یارب انی اصبحت من النکاد میں  
 و انت نبیک تاباً فطر دنی و سزا دنی خوفاً فاسئلک باسمائک  
 و جلالک و عظمتک سلطانک ان لا تجنب رجائی سیدی و لا  
 یبطل دعائی و لا تقطعی من رحمتک اور ندا کی کہ اے میرے رب  
 یہ ناچیز تیرا بندہ بھول نامے تیرے سامنے نہایت خاکساری سے مغلول  
 و مسلسل قیدیوں کی طرح کھڑا ہے اے خداوند تو مجھے ہی بچاتا ہے  
 اور میرا قصور ہی جانتا ہے مجھے تجھے بڑی مذمت ہے میں تیرے پیہر  
 پاس ہی تو بہ کے لئے گیا تھا تو اونہوں نے مجھے اپنے پاس سے ہٹا دیا اور  
 خوف میرا سرا دیا پس برکت سے تیرے نام نامی اور جلال و عظمت سلطنت



کے تجھ سے یہ درخواست کرنا ہوں کہ تو میری آس نہ توڑ اور میرا سوا  
 نہ رو کر اور اپنی رحمت سے مجھے مایوس نہ کر فلَمْ يَزَلْ كَذَّالِكًا اَدْبَعَيْنِ يَوْمًا  
 وَكَيْلَةً يَبْتَلِي لَهُ السَّبْعَ وَالْوَحْشُ اور ایک چلے تک بو نہیں چلا یا  
 کیا اور ہلک ہلک کر رونا رہا یہاں تک کہ اس کے ساتھ درندے اور چرند اور  
 پرند بھی اس کے حال زار پر زار روتے تے فلَمَّا تَمَّتْ لَهُ اَرْبَعُونَ  
 يَوْمًا وَكَيْلَةً رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَا فَعَلْتُ فِيْ حَادِثٍ  
 اِنْ كُنْتُ اسْتَجَبْتُ دُعَائِيْ وَعَفَوْتَ خَطِيئَتِيْ فَاَوْجِ اِلَى بَيْتِكَ  
 وَاِنْ لَمْ تَسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَلَمْ تَعْفُ عَنِّيْ مِصْحَطِيْ وَاَرَدْتُ عَقُوْبَتِيْ  
 فَجَعَلْ بِنَادِيْ مَحْرِقَتِيْ اَوْ عَقُوْبَتِيْ فِي الدُّنْيَا تُهْلِكُنِيْ وَخَلَصْنِيْ مِنْ ضَيْحَتِيْ  
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ پھر جب وہ ایک چلا کبچہ جکانوار سے آسمان کی طرف ہاتھ  
 اوٹھائے اور عرض کی کہ اے خدا تو نے میری حاجت کو بارے میں کیا  
 تجویز کیا اگر تو نے میری دعا مستجاب اور خطا میری معاف فرمائی ہو تو وہ  
 کہ اپنے پیغمبر پر و گرنہ ایک آگ ایسی پیدا کر کہ اس میں جل جاؤں یا عاقبت فنا  
 میں مجھے مبتلا کر اور فضیلت قیامت سے بچا دے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلٰی  
 نَبِيِّهِمْ پس نازل کیا خدا نے اپنے نبی پر الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاَحْسَبُوْا  
 اَوْ ظَنُّوْا اَنْفُسَهُمْ يَكْفُوْا اَوْ تَكَاثُرُ فَنَبَا عَظَمَ مِنَ الزَّيْنٰبِ وَكَثُرَ  
 الْقَبُوْرُ وَاَحَدٌ اِلَّا كَفَّانٍ اور وہ لوگ کہ جب بدی کرتے ہیں یا ظلم  
 کرتے ہیں اپنے نفسوں پر بیٹے مرتکب ہوتے ہیں اوس گناہ کے کہ جو  
 زنا اور زہش قبر اور کفن و زودی سے بھی زیادہ ہے ذَكَرَ اللّٰهُ فَاَسْتَغْفِرُ  
 لِدُنُوْبِهِمْ يَقُوْلُ خُافُوْا اللّٰهَ فَتَجْعَلُوْا الْمُؤْمِنَةَ تَوَكَّرَ خَدَّاهُ کرتے ہیں



پہر استغفار کرتے ہیں اپنے گناہوں سے یعنی خوف خدا کرنے ہیں پس  
 جلد نو بہ کرنے ہیں وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَهُ إِلَّا اللَّهُ اور کون بخش سکتا  
 گناہوں کو بخیر خدا کے يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّكَ يَا مُحَمَّدُ عَبْدٌ  
 تَائِبٌ فَتَغْفِرُ لَهُ وَطَرَحَتْهُ فَاَيْنَ يَذْهَبُ قَرَأَى مَنْ يَقْضِدُ وَمَنْ  
 يَسْأَلُ اَنْ يَغْفِرَ لِي ذَنْبًا غَيْرِي فرمایا ہے جناب باری کہ اے  
 حبیب ہمارے تمہارے پاس میرا بندہ بھلول بارادہ توبہ آیا اور تم نے  
 اس سے اپنے پاس سے ہٹا دیا اور دنگار دیا پس وہ کہاں جائے اور اس  
 رجوع کرے اور بخیر میرے کس سے بخشش کی درخواست کرے ثُمَّ قَالَ  
 عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُّهُمْ شَرٌّ عَلٰی مَا فَعَلُوا وَهُوَ يَعْلَمُونَ پہر فرمایا خدا نے  
 اور زمین اصرار کرتے اپنے کام پر اور وہ جانتے ہیں يَقُولُ مَا يَقِيْمُو  
 عَلٰی الْوِثَاقِ وَتَنْبِشُ الْقُبُورُ فرماتا ہے کہ نہ ایسا دل کی اونہوں نے  
 زنا اور نبش قبر اور کفن رزدی پر اُولٰٓئِكَ جَزَاءُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ  
 رَبِّهِمْ وَجَنَاتٌ خَالِدِينَ فِيهَا اِلَّا نَهَارُ خَالِدِينَ وَنِعْمَ اَجْرُ  
 الْعَامِلِينَ یہی وہ لوگ کہ جنکی جزا بخشش پروردگار ہے اور ہر  
 برس تروتازہ شاداب خانہ باغ کہ جنکے نیچے نہرین لہریں لیکر بہتی  
 رہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے اونہیں اور اجماع عرض اور ثواب ہے نیک  
 عمل کرنے والوں کا فَاَلَمَّا تَوَلَّيْتُ هَذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللَّهِ خَرَجَ  
 وَهُوَ يَتْلُوَهَا وَيَتَبَسَّمُ پس جب یہ آیت اُمی تو حضرت اونہیں تلاوت  
 کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے فَقَالَ لَا صُحَابَ لِي  
 مَنْ يَكُنِيْ عَلٰی ذٰلِكَ الشَّابُّ النَّاسُ پس فرمایا اصحاب سے کہ



سیرا قصور تو آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی سے وسیع تر ہے پس  
 کاش جانتا میں کہ تو اسے بخشے گا یا اس کے سبب قیامت کو مجھے نصیحت  
 کرے گا فلم یزل یقول هذا وهو یبکی ویجتو الثواب علی راسہ  
 وقد احاطت بہ السبل وصفت فوقہ الطیر وہم یبکون  
 لیکارکھ پس برابر اس طرح مناجات کرتا تھا اور زرار زار مثل ابرو بہل  
 روتا جاتا تھا اور سر پر اپنے خاک اوڑھتا تھا اور چرندہ اور درندہ اور  
 گرد و گریہ حلقہ میں اسے لئے تھے اور پرند صاف بصف اس کے  
 سر پر چڑھ گئے تھے اور یہ سب اس کے ساتھ بلک بلک کے رو رہے  
 تھے قد نارسل اللہ منہ فاطلق ید ید من عنقہ ونقص الثواب  
 عن راسہ وقال یا بھلول البشیر فانک عتیق من النار میں خباب  
 رسالت آپ اس کے قریب گئے اور کمال شفقت سے اس کے ہاتھ اس کی  
 گردن سے کھول دیئے اور گرد و خاک اس کے سر سے ہماڑ دی اور فرمایا  
 کہ اسی بھلول تجھے بشارت ہو کہ تو آتش جہنم سے آزاد کیا گیا ہے ثم قال  
 یا صحابہ تدارکوا الذلوت کما تدارکھا بھلول ثم تلا علیہ ما  
 أنزل اللہ فیہ وبشیرہ بالجنة پر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ  
 تم ہی بھلول ہی کی طرح اپنے گناہوں کا تذکرہ کرو پھر تلاوت کر کے  
 اسے سنائی وہ آہ کہ جو اس کی شان میں آئی تھی اور بشارت دی اسے  
 جنت کی اس لیے کہ بعد شرک و فساد عقائد حق کوئی گناہ قتل سیکنہ سے  
 زیادہ ازراہ شرع و عقل نہیں خصوصاً جبکہ وہ معصوم و حجت خدا و دلیل  
 و رہنما ہوا اور اس کی شہادت مستلزم الہیبت عصمت و طہارت کے

در بدر ہونے کی ہو پس خلاصہ یہ ہے کہ باعث دوام فراق حضرت فاطمہ  
 صغرا و شہادت خود حضرت و حضرت علی اصغر و حضرت علی اکبر وغیرہ و دیگر  
 اہل محرم و یتیمی سکینہ و اضطراب حضرت شہر بانو حسین بن زبیر با جی  
 ہونے مگر از بسکہ ابتدا سے واقف نہ تھے کہ انجام اون کے روئے کا کھنکھار  
 امام حسین علیہ السلام کو مراجعت مدینہ سے کیا ہوگا اور بنی امیہ کس قدر ایذا  
 پہونچائیں گے بلکہ نادانی سے یہ امر صادر ہوا تھا اور جب ابتلا سے امام  
 مظلوم کو دیکھا تو راحت زندگانی سے ہاتھ دھو کے صمیم قلب و کمال  
 ندامت سے آمادہ توبہ ہوئے حاضر خدمت یاربکت معلوم ہوئے  
 ظاہر ہے کہ اگر کسی سے کسی کو ایک سببہ کا نقصان یا زورہ بر ضرر پہونچتا  
 تو پھر سالہا سال موندہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا ہے بلکہ بعض اوقات پشت  
 در پشت شکایت و رنج و ملال چلا جاتا ہے نہ کہ حضرت کو جو صدمے پہونچے  
 تھے اونکی تو کچھ انتہا نوین الہیت میں سے اگر ایک متفلس کے بدلے ہزار  
 جانین حرکی می نثار ہو جائیں یا الہیت سے ایک یتیم یا امیر کے بدلے ایک  
 ہزار یتیم و امیر ہوتے تو کیا ہوتا بہ طور عالی ظرفی و پابندی شرع کی دیگر  
 کہ باوجود این ہمہ ایک کلمہ ہی شکایت کا زبان پر نہ لائے اور بڑی عزت  
 و حرمت حضرت حرکی اور حسب ضابطہ شرع سچوں و چرا اونکی توفیق ہو  
 کی اور فرزندوں کی طرح اونکی لاش پاش پاش کو میدان نہر نہ لائے اور  
 لوطہ خوانی و ماتم داری اونکی فرمائی اور اشعار لوحہ میں اونکی مدح و ثنا کی  
 اور خدا سے اونکی مغفرت و حصول جنت و حور و قصور کے لیے دعا کی اور  
 کیا خوب فرمایا ہے جناب مرزا فصیح مرحوم و مغفور نے مدح میں حضرت

امام حسینؑ کی سہ راکیب دوشن پیر ہے حسینؑ و نور چشم سر کوثر حسینؑ

عبارتوں کا شیبہ کر بلا  
مرحبا شاہ شخص سدا ان مرحبا  
آفرین ای رخ مصطفیٰ علی  
بارک اللہ اسے بہادر شیر مرد  
ہم گنہ گاروں کا تو حامی ہوا  
مین بلا گردان مرے مان بار بھی  
رات دن غمناک ہوں ای بادشاہ  
مصطفیٰ تو مرتضیٰ کے واسطے  
پہر نہ نکلتے گرچہ مرجا و فوج فصیح  
دوری درگاہ سے ہون چاہی بلب  
ہند میں ناحق رہا جاتا ہو مین  
بڑے دسامان ہوں بے اسباب ہوں  
عجب کو کر محمان اپنا پھر بلا

حاصل رخ و غم و درد و بلا  
مرحبا ای سید انگلوں قسب  
آفرین ای حسینؑ معلول غلے  
آفرین ای شیر مرد ان شیر مرد  
سبط احمد تو بڑا ناسمے ہوا  
تجھ میں شہر بان مروان با بھی  
کہ بلا سے جسے مین پھر ہوں آہ  
پھر بلا محب کو خدا کے واسطے  
ایکباری بارگر پاوے فصیح  
ایکباری اور کر غم کو طلب  
میرے مولا تیرا کہلاتا ہو مین  
ہر زیارت کے لیے بیتاب ہوں  
تو سخی ہے اسے میر کر بلا

دوست رکھتا ہو بہت محمان کو تو  
پہر ترا محمان ہوں ہے یہ آرزو

فقط

# سرمووال موعظہ

شرح حدیث من مات ولم یغیر سا حیثیت اور مناظرہ لطیفہ  
اہلسنت سے اس حدیث کے معنوں میں اور دلائل مختصر غلبت حضرت  
کے اور کلام شرمحی الدین عربی تائید اس مطلب کی اور اشعار ابدار ابن  
ابی الحدید معتزلی اور فوائد غنیت اور مناظرہ سید بن طاووس علیہ السلام  
اس بارہ میں اور مناظرہ شاہ عہد العزیز دہلوی سے  
سید تفضیلی حضرت امیرین اسلام چمبر دکن  
پر اور اشعار حملہ حیدری شعیب  
ظہور حضرت میں بچہ  
اشعار اردو بنیاد  
اعتقاد کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَمَاتَ وَمَمَاتَ وَكَمْ  
يَعْرِفُ إِمَامًا زَمَانَهُ مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً جناب رسالت مآب صلی  
علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متفق علیہ فریقین میں فرمایا کہ جو شخص مر جائے  
اور اپنے زمانے کے امام کو اوسنے نہ پہچانا ہو تو اوسے موت جاہلیت  
و کفر حاصل ہوئی حدیث صاف دلالت کرتی ہے وجود و فیجود پر حضرت  
صاحب العصر امام مہدی علیہ السلام کے اور اسی طرح وہ متواتر حدیثیں  
کہ جو دلالت کرتی ہیں جناب رسالت مآب کے بارہ خلیفہ اور بارہ اماموں  
پر کہ معنی صحیح ان حدیثوں کے ہمارے ہی مذہب پر درست ہوتے  
ہیں لیکن اہلسنت بڑی طعن کرتے ہیں ہم لوگوں پر کہ ایسے امام کے  
فرض کرنے سے کیا حاصل کہ جسکے پاس پہونچنا ہی ممکن نہ ہوا اور نہ اخذ

مسائل دینیہ ممکن ہو پر خالی شناخت اور اعتقاد سے اس کے کیا فائدہ  
 ہوگا یہاں تک کہ جو اولیٰ کا مستفیدہ و دار اور نہیں نہ ہو پاسنے تو اس سے کفر کی  
 موت ہو اور حضرات امامیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ غرہ اس میں  
 شخص نہیں کہ اولیٰ کی زیارت کو کے استفادہ اور سنے کرے بلکہ اولیٰ کی تصدیق  
 خود ہی ایک رکن ہے ارکان ایمان سے ہے پس کہ تقدیر یقینی جناب رسالت  
 مآب ارکان ایمان سے ہے بلکہ بالآخر یہ ہے کہ یہ ہے کہ منکر یا بے یقینی  
 کہیں گے کہ ایسے خدا کے فرض کر سکتے ہیں کیا فائدہ کہ جو دیکھتے ہیں  
 آئے اور نہ کوئی اس سے استفادہ کر سکیں اور نہ ظاہر و باطن ہر خلق  
 و زرق پر وہ قادر ہو و الجواب البواب و تقدیر ہوئی حق جناب رسالت  
 عہد اللہ الاخصاری اور جابر انصاری سے منقول ہے ان  
 النبی ذلک المحدثی کہ جناب رسالت مآب نے ایک روز ذکر خیر حضرت  
 صاحب الامر کیا فقال ذلک الذی یفہم اللہ صخر و جبل علی آبدار  
 مشارق الارض و مغاربہا پس فرمایا کہ وہ بزرگوار یہی ہے کہ خدا  
 فتحیاب کرے گا اس سے روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک غیب  
 عن اولیائہ غیبہ کہ یثبت فیہا اکرام من رشح اللہ قلبہ  
 لا یمان یہ چوب جائے گا حکم خدا اپنے دوستوں سے اتنی بزرگی  
 کہ نہ ثابت قدم رہ سکے گا اور میں مگر وہی شخص کہ جس کے قلب کا خدا نے  
 امتحان کر لیا ہو ایمان کے لئے قال جابر فقلت یا رسول اللہ  
 هل لشیعتہ انتفاع فی غیبۃ جابر نے عرض کی کہ اے رسول خدا  
 کچھ ان کے شیعوں کو انکی غیبت میں اسے فائدہ ہی ہوگا یا نہیں فقال



اِنِّیْ وَالدِّیْنِ بَعَثْنِیْ بِالْحَقِّ اَتَقْمُرُ لَیْسَتْ خَیْلُوْنَ بِدُوْیْمِرَہٗ وَیَنْتَفِضُوْنَ  
 یَوْکَیْمَہٗ فِیْ غَیْبَتِہٖ کَا تَنْفَاجِ النَّاسِ بِالْشَّمْسِ اِنْ عَلَاہَا  
 الشَّمْسُ اَجِبْ اِسْ فَرَمَا کہ ہاں مجھ اقسام اور سے شخص کی کہ جس نے مجھے نبی برحق  
 کیا کہ او نہیں اور سے نور سے ایسی روشنی حاصل ہوگی اور اور سکی ولایت  
 سے اور سکی نصیب میں ایسا فائدہ ہوگا کہ جس طرح لوگوں کو آفتاب عالمیت  
 سے نفع ہوتا ہے اگرچہ ابر اور سپر جہا جائے جس واقعہ آفتاب پر خاک  
 ڈالے سے کیا ظالموں کے ظلم سے حق چھپ نہیں سکتا اور کیونکر راست  
 اور نکا اقرار کریں حالانکہ او نہیں کے بزرگوں کے ظلم سے وہ پوشیدہ  
 ہوئے اور دنیوی منفستوں کو اونہوں نے مقدم جانکر اوس آفتاب  
 ہدایت کو ابر غیبت میں پوشیدہ کر دیا اور مخفی ہو جانے سے اونکے  
 دلی مرادیں اون ناحق کوششوں کی برائیں سے آیا خَفَافِشْ لَشْرَہٗ  
 کَوْفَقْدَ تَحْرِبَتْ ۝ وَبِالْحِجَابِ تَوَادَتْ شَمْسُ اَضْحَاہِ ۝ اے  
 خفا شون بشارت ہو تمہیں کہ چادر شب منہ پر کھینچ لی آفتاب عالمیت  
 نے خلاصہ یہ کہ اگرچہ ابر ہوتا ہم برکت آفتاب سے دن ہی رہے گا  
 دن کی رات نہو جائیگی اگرچہ کور باطن کو نہ سو جہ پڑے نہ گرنہ بند  
 بروز شہرہ چشم ۝ چشمہ آفتاب راجہ گناہ ۝ اور جب مخالف لوگ  
 زیادہ زبانی کرتے ہیں تو پر شیعہ کہتے ہیں کہ یہ طعن و تشنیع تمہاری نہیں  
 حقیقت میں تمہاری طرف پھرتی ہے اسلئے کہ تم تفسیر میں اس حدیث  
 کو یہ کہتے ہو کہ مراد اہام سے صاحب شان و شوکت بادشاہ ہے دنیا کے  
 بادشاہوں میں عالم ہو یا جاہل ظالم ہو یا عادل فاسق ہو یا فاجر پس میں

سچ کہو کہ ایسے بادشاہ کی معرفت سے کیا نہ ہی غرہ ہو گا تا کہ جو اس سے بچتا  
 ہو تو کفر کی موت پائے چنانچہ یہی سمجھ کے بعض علمای اہلسنت اس بات  
 کے قائل ہی ہو گئے ہیں کہ امام سے مراد قرآن ہے اور شاید منشا اس  
 کا یہ ہے کہ وہ قرآن جسے عثمان نے جمع کیا وہ نام سے امام کے مشہور  
 ہے مگر فقط نام سے کیا کام مطلب سے مطلب ہے اور معنویت کی راہ  
 سے یہ ٹھیک نہیں اور تا کہ قرآن میں نسخ و تغیر نہیں قیام قیامت تک  
 ایک ہی قرآن باقی رہے گا یہ نہیں کہ ہر زمانے کا قرآن جدا ہو البتہ امام  
 علیہ السلام ہر زمانے میں بدلتے رہتے ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا اور  
 حدیث شریف میں صاف یہ قید موجود ہے کہ جو اپنے زمانے کے امام  
 کو نبھانے تو اس کا انجام بد ہو گا اور انجام بخیر نہ ہو گا پس حکم اضافت  
 ضرور ہوا کہ بدلتا رہے اور یہ بات قرآن میں نہیں بلکہ اشاعرہ لا شعورہ  
 کے نزدیک کلام خدا کلام نفسی ہے کہ کبھی نہیں بدلا بلکہ قدیم ہے کہ ازل  
 سے ابد تک رہے گا بلکہ بعض دشمن عقل یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ دفنیان  
 اور جلد اور جزوان اور رحل تہرآن ہی قدیم ہے کہ ہمیشہ سے رہا ہے  
 اور ہمیشہ رہے گا ہر نام یہ پوچھتے ہیں کہ معرفت قرآن کے کیا معنی اگر فقط  
 اس کے وجود کی تصدیق ہو تو اس طرح تو ہم ہی محض تصدیق قرآن ہوتے  
 کو ارکان ایمان سے جانتے ہیں اور اگر حفظ الفاظ قرآن مراد ہے تو اول  
 تو تو تے مینا کی طرح قرآن کے پڑھنے رٹنے میں کیا فائدہ جب اس کے  
 مضامین ہی عمل میں نہ آئیں مَثَلُ الَّذِي سَمِعَ النَّوْصِرَةَ ثُمَّ كَرِهَ لِمَا  
 كَمَثَلِ الْيَمْرِ اسْفَادًا ۚ اے چار پائے برا کتابے چند ۛ دوسرے

یہ کہ بنا بر اسکے جو لوگ حافظہ تھوٹے تو اون بجا روئے کلمہ مٹی خراب ہوئی  
 اور اوپر طرہ یہ کہ خلفاء کے انجام کا خدا حافظ مگر یہ کہ فقط جالیس  
 میں سورہ بقرہ یاد کرنا کفایت کرے ۳۵ چہل سال میں مغز خود خستہ  
 کہ یک سورہ بقرہ آجستہ مگر ہر کت روح شامہ تین اشکال اسمین ہی  
 دست و گریبان ہونگے ایک حالت کفر و جاہلیت میں بسر کرنا جالیس  
 برس کے سن تک دو مہرے فی الجملہ باقی رہنا تادم و اسپین تیسرے  
 اور باقی خلفاء کا کفر و نفاق کہ اول کا تو سورہ بقرہ ہی یاد کرنا ثابت نہیں  
 اور اگر معرفت سے مراد معلوم کرنا معانی و مضامین کا ہے تو اور ہی زیادہ  
 وقت ہوگی کہ اکثر لوگ اس شرف سے محروم ہیں خصوصاً خلیفہ اول کہ نہیں  
 کلامہ و اب کے ہی سمجھتے معلوم نہ تھے اب گئیے کیا کیجیے کا شق اول پر خلیفہ  
 ثانی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور شق ثانی پر خلیفہ اول سے رہے ثالث  
 بالخیر تو وہ انہیں دونوں کے فرع سے بنائے فاسد علی الفاسد کیونکر  
 صحیح ہوگی ایسے متن بے اصل کی فرع کو رو سیاہی لازم ہے اور نصات  
 یہ ہے کہ منشا حقیقی شبہ انکار حضرت کئی امر ہو سکتے ہیں کہ جو بعد نال  
 مگر مہی کے چالے کی طرح بے بنیاد ہیں ۱۲ اصل عدم اور جواب او سکا  
 ہے کہ یہ جب تک جل سکے گا کہ دلیل قطعی وجود و وجود کی نحو اور ظاہر  
 کہ بعد ورود نص اور قیام دلیل مذکور اصل عدم بے اصل ہو جاتی ہے  
 اور دلیلین وجود حضرت کی آیات و روایات سے بے شمار ہیں از جملہ  
 وہ حدیثین کہ نام نہام اور ترتیب دار بارہ اماموں پر دلالت کرتی ہیں  
 از جملہ نبوی مذکور از جملہ آیہ کہ یہ گوئیے اَمَعَ الصَّادِقِیْنَ

از انجملہ حدیث نقلین از انجملہ حدیث سفینہ از انجملہ وہ حدیثین کہ دلالت  
 کرتی ہیں اسپر کہ روی زمین کبھی خالی حجت خدا سے نہوگا از انجملہ وہ حدیث  
 کہ جو دلالت کرتی ہیں اسپر کہ اہلبیت نبوی امان اہل زمین مسخ وغیرہ سے  
 ہیں جیسا کہ آسمان کے ستارے باعث امان اہل آسمان ہیں از انجملہ  
 بشارت نجمۃ الصبح وغیرہ کہ جسکی تفسیر جو ادسا باطلی خفی نے ہی مضطر ہوئے  
 تصدیق ائمہ اثنا عشری عموما اور از عان حضرت صاحب الزمان سے  
 خصوصاً کر دی ہے وَالْفَضْلُ مَا نَطَقْتُ بِهِ النَّصْرَاءُ از انجملہ  
 وہ اخبار ہیں کہ جو دلالت کرتے ہیں اسپر کہ ہمارے حضرت کو سب نبیوں کا  
 معجزے ملے پس ضرور ہو کہ معجزہ حضرت عیسیٰ وادریس و حضرت یونس وغیرہ  
 طول حیات ہی ہمارے حضرت کو ملے اور وفات اونکی باتفاق فریقین  
 مسلم پس اونکے او صیامین سے کسی میں وہ معجزہ پایا جانا ضرور ہو از انجملہ  
 یہ کہ مقتضا سے لطف یہ ہے کہ ہر مہلک کے مقابل ایک محقق ہو پس دجال  
 کے لیے وجود حضرت ضرور ہو اور اسبطرح صد ہا دلیلین ہیں کہ اون  
 سب مجموع من حیث المجموع پر نظر کرنے سے یقین واثق اس دعوے  
 کا ہو جانا ہے دوسرے یہ کہ وجود ایک چیز بدیہی ہے اگر حضرت یونس  
 تو ضرور کوئی لکھتا اور جو اب یہہ ہے برابر مصنفون نے لکھا ہے  
 فضل بن روز بہان نے ترتیب وار اسمائے ائمہ نظم کیے ہیں اوسمیں فرمایا  
 حضرت موجود ہے سبط این الجوزی نے اکمال الدین میں لکھا ہے ملا  
 جامی نے نظا و نثر اذکر کیا ہے روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ  
 میں ہی ذکر ولادت حضرت ہو اسے اور محیی الدین عربی فتوحات مکیہ

کے ۳۶۶ باب میں لکھتا ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلِیْفَةُ یُحْیٰی مِنْ عِثْرَةِ رَسُوْلٍ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مِنْ وَلَدِ قَاطِلَةِ یُوْا حِیِّ اِسْمُہُ اسْمُ رَسُوْلٍ  
 جَدُّہُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ یعنی خدا کا ایک ایسا خلیفہ ہے کہ وہ ظہور  
 فرمائے گا عترت رسول خدا سے اولاد جناب سیدہ سے اور مطالبہ  
 آگے چلے گا نام اوس کا نام نامی رسول خدا سے اور جدا مجد اوس کے  
 حضرت امام حسین علیہ السلام ہونگے یُنَایِعُ بَیْنَ الرَّکْنِ وَالْمَقَامِ وَبَیْنَ  
 رَکْنِ وَ مَقَامِ اوس کے بیت واقع ہوگی کِشْبَہ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ  
 عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فِی الْخَلْقِ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَ یَنْزِلُ عَنْہُ فِی الْخَلْقِ بِضَمِّ  
 الْخَاءِ مشابہ رسول ہونگے صورت میں اور خلق و سیرت میں کجہ کم ہوں  
 اسْعَدُ النَّاسِ بِرِ الْکَوْفَةِ زَیَادَہ معین و مساعداونگے اہل کوفہ  
 ہونگے یُعِیْشُ حُمُسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا پانچ یا سات یا نو برس تک  
 زندہ رہیں گے یَضَعُ الْخُرْبِیَّةَ وَ یَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ بِالسَّیْفِ خَیْرُ سَاطِ  
 لِرَکِّ تَلَوَّارِ کے زور سے لوگوں کو دعوت کریں گے خدا کی طرف وَ یَرْفَعُ  
 الْمَذَہِبَ عَنِ الْاَرْضِ فَلَا یَبْقٰی اِلَّا الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور سب دینوں  
 کو روئے زمین پر سے اڑھا دیں گے پس نہ باقی رہے گا مگر دین خالص  
 اَعْدَاؤُہُ مُقْلِدَہُ الْعُلَمَاءِ اَهْلِ الْاِحْتِنَاقِ دِلَا یُرُوْنَہُ اَحْکَمُ  
 بِخِلَافِ مَا ذَہَبَ اِلَیْہِ اَمْتُهُمْ فَبَدَّحُلُوْنَ کُوْہَا تَحْتَ حُکْمِہِ  
 حَقًّا مِّنْ سَیْفِہِ مُقْلِدِ مُتَبَدِّلِیْنَ کے یعنی حنفی و شافعی و مالکی و  
 حنبلی اوس جناب کے دشمن ہونگے از بسکہ دیکھیں گے کہ وہ حضرت  
 خلاف اوس کے پیشواؤں کے حکم دیتے ہیں مگر باوجود این ہمہ نہایت

کراہت سے مجبور اور خوف اور انکی شمشیر بار کے اونکے حکم حکم سے زیر ہو کر  
 يَفْرَحُ بِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْكَثْرَةِ مِنْ خَوَاصِهِمْ اور عوام لوگ  
 مسلمانوں میں اوس جناب سے زیادہ خوش ہو گئے نسبت خواص  
 کے بِأَيُّهَا الْعَارِفُونَ مِنْ أَهْلِ الْحَقَائِقِ عَنْ شُهُودٍ وَكُشْفٍ  
 بِنَعْرِيفِ الْإِلَهِ اور عارف لوگ بذریعہ کشف و شہود و تعلیم عالم این  
 وَالشَّهَادَةِ اَوْ نَسَبِ بَيْتِ كَرْنِيكَةِ لَهُ رَجَاكَ الْإِثْمُونَ يَقْتُمُونَ  
 دَعْوَتَهُ وَيَنْصُرُونَهُ اور کچھ لوگ نہایت جو امر اور اللہ والے  
 اور انکی مدد کر نیگے اور انکی دعوت برپا اور استوار کر دینگے وَلَوْ كَلَّا  
 أَنَّ السَّيْفَ بِيَدِهِ لَا فَتَى الْفُقَهَاءِ يَقْتُلُهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُطَهِّرُهُ  
 بِالسَّيْفِ وَالْكَسْرِ وَيُطَمِّعُونَ وَيَخْفَوْنَ وَيَقْبَلُونَ حُكْمَهُ مِنْ  
 خَيْرِ أَيْمَانٍ وَيُضَمُّونَ خِلَافَةً اور اگر تلوار اونکے ہاتھ میں  
 نہ ہوتی تو مجتہد لوگ فتویٰ اونکے قتل کا دیتے لیکن خدا اونہیں تیغ  
 بیدار و اور مہربانی کے ساتھ ظاہر کرے گا پس یہ لوگ بطبع یا بخون  
 اور کا حکم ظاہر میں قبول کر لیں گے مگر باطن میں بالکل بے ایمان  
 ہونگے وَيَعْتَقِدُونَ فِيهِ إِذَا أَحْكَمَ فِيهِمْ بِغَيْرِ مَدِّهِمْ  
 اللَّهُ عَلَى ضَلَالٍ فِي ذَلِكَ لَا تَهْمُ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ أَهْلَ الْإِسْلَامِ  
 وَسَرْمَانَهُ قَدْ انْقَطَعَ وَمَا بَقِيَ مُحْتَمِلٌ فِي الْعَالَمِ وَإِنَّ اللَّهَ  
 لَا يُوحِدُ بَعْدَ أَمْنِهِمْ أَحَدًا لَهُ دَرَجَةٌ إِلَّا جِتْهَادُ أَوْ حَبِ  
 حضرت بر خلاف اونکے اماموں کے اونہیں حکم جاری فرما دینگے  
 تو وہ لوگ گمان کر نیگے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد وہ جناب گمراہ

ہیں اس لیے کہ ان کے عقیدہ فاسد میں زمانہ اجتماع اور مجتہد لوگ ختم ہو چکے اور تمام  
عالم میں کوئی مجتہد صاحب ربا باقی نہیں رہا اور بعد ان کے اماموں نے یعنی  
چاروں مجتہدوں کے خدرا اور کوئی ایسا شخص نہ پیدا کرے گا کہ جو درجہ اجتماع  
پر فائز ہو وَاَمَّا مَنْ يَدْعِي التَّعَرُّفَ اِلٰهِيًّا بِالْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ فَهُوَ  
عِنْدَهُمْ مَجْتُونٌ فَاَسَدُ الْاِتِّبَالِ اور جو عارف کہ خدا کے بچانے والا  
پر تکیہ کیے ہیں پس وہ ان لوگوں کے نزدیک شرعی سوداگی ہیں پس  
خدا انصاف سے اس عبارت کے نکتوں پر لحاظ کیجئے کہ کس طرف یہ  
اشارہ کر رہا ہے اہل کوفہ کا معین و مددگار ہونا یعنی یہ کثرت شیعان  
علی کوفہ میں ظاہر ہے پھر وہ لوگ کون ہیں کہ جو مقلد چار ہی مجتہدوں  
کے ہو گئے ہیں اور اجتماع کا اونہیں حصہ کر دیا ہے اور ایسے پابند  
ہو گئے ہیں کہ نہ خدا سے کام نہ رسول سے جو کچھ ہیں ان کے نزدیک ہی  
جند شخص غیر معصوم ہیں نہ کوئی ربی ہے نہ ربانی نہ محمدی نہ علوی جیسے  
و یکیئے حنفی ہے یا شافعی یا حنبلی یا مالکی خلاصہ یہ کہ بجز پرستی خدا پرستی  
کہیں نام کو بھی نہیں اونہیں لوگوں کا دشمن حضرت ہونا گیا معنی کہ کتاب  
اور فاضل کامل ابن الحدید معتزلی کہتا ہے سَ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّهُ  
لَا بُدَّ مِنْهُ مُحَمَّدٌ يَكْفُرُ وَلِيَوْمِهِ اتَّوَقَّعُ + اور بخوبی جان گیا میں کہ ظہور  
الامع النور مہدی دین ضرور ہے اور اوسے دن کا میں منتظر اور اول کا  
چشم بردار ہوں سَ يَجِيءُ مِنْ جُنْدِ الْاِلهِ كَتَائِبُ + کا لہجہ اقبل  
ذَاخِرًا اَيْتَدَّعُ + اولیان خدا کے لشکر کی اونکی حمایت کرنیکی اور بطور  
سے بحر ذخار دفعہ آجاتا ہے اور بہتیا میں بانی کی ریل پل ہو جاتی ہے



اوسمیں وہ امنڈ آئیں گے سو فیہما کلا لہی ابی الحدید صوادہ  
 مشہور ہے کہ درمیان خط شریح + اوس شکرین نسل ابی الحدید سے  
 کچھ تنگی تیار ہیں ہون کی اور سید ہے برجہ خط کے بنے ہوئے سے  
 ویر جال موت مقلد مون کا قہم + اسکا العزیز الہی کا تعلق  
 اور ایسے لوگ بہادر مرد نے پرتے ہوئے ہونگے کہ جو بھار کے شیر کی طرح  
 کسی سے نہ ڈریں تیسرے یہ کہ فائدہ ایسے امام کے وجود سے کیا ہے  
 اور جواب یہ ہے کہ کئی فائدہ عظیم اس میں متصور ہیں ایک نفس تصدیق  
 کہ جو ارکان ایمان سے ہے دوسرے حجت خدا روز قیامت تمام  
 ہونا تیسرے تکمیل لطف الہی جو بھی برات ذمہ معصوم کہ میں تو  
 ہدایت کو موجود تھا مگر از خود ان لوگوں نے انحراف و گمراہی اختیار  
 کی یا بخوبی حراست امت آفات ارضی و سماوی سے جیسا کہ سابق میں  
 دیکھا گیا ہے بوقت مصیبت شدیدہ ذکرناشیعون کا اور ہدایت کرنا  
 اور نہیں جیسا کہ حدیث النار سے ظاہر ہے ساتوین بقائے حجت  
 اجماع کہ لم اوسکے محض وجود و شریعت منسوم ہے خصوصاً اجماع لطف  
 پر نہ ہر اجماع کشفی حدیسی پر جو بھی ہے کہ پوشیدگی حضرت تفسیر ہے اور  
 وہ جائز نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ بنا سے فاسد علی الفاسد ہے  
 اور ثبوت وجوب تفسیر کنا باؤسنہ کوئی شبہ نہیں پس یہ غیبت حضرت  
 سرداب مثل غیبت نبی ہے غار میں یا شعب حضرت ابو طالب میں  
 اور مثل سعود حضرت عیسیٰ وادریس ہے بالائے آسمان ظلم امت حقاکا  
 سے یا بخوبی یہ کہ اسقدر امتداد حیات ممکن نہیں اور جواب



یہ ہے کہ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے چنانچہ شرح اربعین میں ہے  
 حَتَّى السَّيِّدِ الْجَبَلِ ذُو الْمَنَاقِبِ وَالْمَنَاقِبِ سَرَّضَ الدِّينَ عَلَيَّ نُنْ  
 طَاوُسٍ قَدْ سَيَّ اللَّهُ سَرَّضَ فِي بَعْضِ كُنُوزِهِ مَا حَاصِلُهُ أَنَّهُ  
 اجتمع يومَ ما في بعد اذ من بعض مصلواته يعني جناب سید ابن  
 طَاوُس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ بعد اذ میں ایک روز انہیں ملاقات  
 بعض افاضل کا اتفاق ہوا فامبر الکرام یریدنیما الی ذکر الایامہ  
 مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمُطَهَّرِ وَمَا يَدَّ عَيْنُهُ الْإِمَامَ مَيِّتًا مِنْ حَيَاتِهِ  
 فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ الطَّوِيلَةِ پس باتون باتون میں بحث آ رہی حضرت  
 صاحب الامر اور انکی مول عمر کے باب میں قشع ذلك الفاضل  
 على من يصدق بوجوده ويعتقد طول عمره الى ذلك الزمان  
 وَاَنَّهُ رَأَى أَبْلَغًا مِنْ أَوَّلِهِ نَمَاتِ الْكَارِ كَمَا أَوْضَحَهُ كِبَا شِعُونَ  
 بِقَالَ السَّيِّدِ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَوْ حَضَرَ الْيَوْمَ  
 رَجُلٌ وَادَّعَى أَنَّهُ يَشْفِي عَلَى الْمَاءِ لَا جَمْعَ لِيُشَاءَ هَدَى كُلِّ أَهْلِ  
 الْبِلَادِ قَدْ آمَنَ عَلَى الْمَاءِ وَعَابَهُ وَقَضُوا تَعْبَهُمْ مِنْهُ  
 پس سید نے فرمایا کہ تمہیں ہی اس میں شک نہوگا کہ اگر کوئی شعبدہ باز یا  
 ڈھٹ بند آکے کہے کہ میں دریا پر چلا جاتا ہوں اور پاؤں تک نہ دوں  
 گا تو یہ دعوا اوسکا سن کہ سب نہایت متعجب ہونگے اور تماشا دیکھنے  
 کو شہر ہر کے آجے ہو جائیں گے اور جب وہ امتحان میں پورا ہو کر لگا  
 اور اس بار سب اوس بار اتر جائے گا تو سب تعجب کر کے رہ جائیں گے  
 ثُمَّ جَاءَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي آخِرُ وَقَالَ إِنَّا آمَنَ عَلَى الْمَاءِ أَيضًا

فَشَاهَدُوا مَشْيَهُ عَلَيْهِ لَكَانَ تَعَجُّبُهُمْ أَقْلَ مِنَ الْأَوَّلِ بِرُؤُسِهِ  
 دِنِ دُورِ آ کے جو ویسا ہی کر دکھائے تو کبھی پہلی دفعہ کے برابر تعجب  
 نہ ہوگا دیکھنے والوں کو فَاذْجَاءَ فِي يَوْمِ الثَّالِثِ آخِرُ مَا دَعَى أَنْتَ  
 مَشْيُهُ عَلَى الْمَاءِ أَيْضًا فَهَبَّمَا لَا يَجْتَمِعُ لِلنَّظَرِ إِلَيْهِ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْ شَاهِدَا  
 الْهَلَاكِ وَكَيْفَ فَاذْجَاءَ مَشْيُهُ سَقَطَ التَّعَجُّبُ يَا أَهْلَ الْكَلْبِيَّةِ اوتیسری بار تو ایسے  
 مساوات ہو جاوے گے کہ پرکھی کوئی اوستہ نہ پوچھے گا مگر بہت اقل تھیں  
 اور جب اس تیسرے کو اپنی برحیت دیکھ لیں گے تو پر اسے نام بھی تعجب کا  
 نشان نہ رہے گا فَاذْجَاءَ دَرَاهِمُ وَقَالَ إِنْكَ أَنْظَا مَشْيُهُ عَلَى الْمَاءِ كَمَا مَشَى  
 فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنْ شَاهِدِي شَاهَدُوا الثَّلَاثَةَ الْهَلَاكِ ثُمَّ أَخَذُوا  
 يَتَعَجَّبُونَ مِنْهُ تَعَجُّبًا زَائِدًا عَلَى التَّعَجُّبِ مِنَ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي وَالثَّالِثِ  
 لَتَعَجُّبِ الْعُقَلَاءِ مِنَ نَفْعِ عَمَلِهِمْ وَخَاطَبُوهُمْ بِأَيْكَةِ هُوتِ  
 پر جو چوتھے آدمی سے اس حال کے صادر ہونے پر دیکھنے والوں کے  
 سے بھی زیادہ تعجب کریں تو ضرور اہل عقل اور پرمضحکہ کر نیکی کہ جوابات  
 مکر رہو چکی ہو اوپر زیادہ تعجب کرنا یعنی چہ و ہذا اِيعِيْنِهْ حَالُ  
 الْمُقَدَّرِ اور حضرت صاحب الامر کا بعینہ میں حال ہے فَاذْجَاءَ دَرَاهِمُ  
 أَنْ إِدْرَاسِ حَتَّى مَوْجُودٌ فِي السَّمَاءِ مِنْ ذَمَائِهِ إِلَى الْآلِهَانِ اِسْلَمَ كَمِ  
 سنیوں کی تیرہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت اور اُس اپنے زمانے  
 سے اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں وَسَرَّ وَيَلْمُ أَنْ الْخَضِرُ كَذَلِكَ  
 فِي الْآدَمِ حَتَّى مَوْجُودٌ مِنْ ذَمَائِهِ إِلَى الْآلِهَانِ اور یہ بھی تم لوگ روایت  
 کرنے ہو کہ حضرت خضرؑ زمین میں اپنے وقت سے اب تک موجود ہیں

وَسَرَّيْلَمَ أَنَّ حَسْبَهُ حَيُّ مَوْجُودٌ فِي السَّمَاءِ وَإِنَّكَ سَيَعُودُ إِلَى الْأَرْضِ  
 إِذَا ظَهَرَ الْمُهْدِي وَيُقْتَدَى بِهِ فَيَذَرُ ثَلَاثَةَ نَفْسٍ مِنَ الْبَشَرِ قَدْ خَلَّ  
 أَعْمَارُهُمْ نِسَابًا دَعَا عَلَى الْمُهْدِي أَوْ رِيهَ بِي رَوَايَتِ كَرْتِے ہو کر حضرت  
 عیسیٰ زندہ و موجود ہیں جو تھے آسمان پر اور حضرت مہدی موعود  
 ساتھ ظاہر ہونگے اونسے اقتدا کریں گے پس ان بزرگواروں کی عمر ہمارے  
 حضرت سے بھی زیادہ ہوئی فلیف لا تُعْجِلُونَ مِنْهُمْ وَتَتَعَجَّلُونَ مِنْ  
 أَنْ يَكُونُوا لِجُلٍّ مِنْ دُسْرِيَّةِ النَّبِيِّ أَسْوَأَ لَوْ أَحَدٌ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُونَ  
 أَنْ يَكُونُوا مِنْ جَمَلِ آيَاتِهِ أَنْ يُعْمَرَ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَتِهِ وَدُسْرِيَّةِ  
 زِيَادَةٍ عَلَى مَا هُوَ مُتَعَادِفٌ مِنَ الْأَعْمَارِ فِي هَذَا الزَّمَانِ وَ  
 اللَّهُ الْفَاقِدِي بِسُجْبِے کہ تمہیں ان لوگوں کے حال سے تعجب نہیں  
 ہوتا اور اہلبیت نبی میں اس قدر سن ہونے سے تعجب ہوتا ہے حالانکہ  
 اس صفت میں حضرت صاحب العصر کو ان حضرت سے تاسی اور اقتدا  
 ہونا معجزہ منجانب رسالت مآب ہے اور واعظ کہتا ہے کہ تقریر  
 الزامی ہے وگرنہ حکم اکثر اولہ اربعہ ائمہ افضل انبیای سلف سے ہیں پس  
 یہ وہ ان کے مقتدی اور پیشوا ہیں نہ مقتدی اور پیرو رہا یہ شبہ عزیز کہم  
 کہ اسمین ترجیح فرع اہل پر لازم آتی ہے پس وہ بے اصل ہے اس لیے  
 کہ ہمارے حضرات فقط جناب رسالت مآب ہی کی تسرع ہیں پس ان میں  
 سے مرجوع ہونگے اور نبیوں سے اور ہو سکتا ہے کہ شاخ درخت کلا  
 مستحکم تر ہو اور کمزور جڑوں سے اور وزیر شاہنشاہ زیادہ صولت و  
 رکشا ہو اور چھوٹے چھوٹے بادشاہوں پس انھیں یہ ہے کہ معجزات

انبیاء و سادات اہل بیت علیہم السلام کو حاصل تھے اور وہ ان کے  
 مرتبہ اور جناب کے تھے گو کہ بغیر درجہ بعض کا ظہور ان کے دست حق پرست  
 ہی ہوا ہو پس جب حضرت عیسیٰ کو نصاریٰ خدا سمجھے تو اگر یہی بات ہمارے  
 حضرت کے لیے حاصل ہوتی تو کیا فخر تھا پس ان کی جگہ حضرت امیر کو نصیری  
 خدا سمجھنے لگے اس طرح حیات حضرت خضر وغیرہ کہ جو معجزہ ان کا تھا ہمارے  
 حضرت کو بھی کہ خاتم الانبیاء سید المرسلین ہیں عطا ہوا کہ بواسطہ  
 وہ معجزہ جناب رسالت مآب ہی قرار پائے اور استقرار احادیث معتبرہ  
 فریقین سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزات مشہورہ انبیاء سلف میں کوئی  
 ایسا معجزہ نہیں کہ وہ یا بہتر اوس سے ہمارے حضرت اور ان کے وصیوں  
 میں نہ پایا گیا ہو پس ضرور ہوا کہ طول حیات ہی باقی نہ رہے کہ خاندان  
 رسالت میں نہو پر یہ احادیث فریقین سے ثابت کہ بمقادیر حق و حق  
 و جلال کے سرکوب اور طرف مقابل ہمارے ہی حضرت ہیں بہر اگر اوسکی  
 طرح انہیں طول حیات نہو تو تقابل نام نہ رہے گا اور انہیں سبک صحبت میں  
 طول ہوا لہذا ذکر روایت حضرت زکریا خاتون اور بیان حال ولادت  
 باسعادت و بیان علامات ظہور لامع النور اور ذکر حالات زمان رجعت کو  
 موقوف اور موعظہ پر رکھا اس مقام پر تحریر ابیات فاضل باذل صا  
 حملہ حیدری پر کفایا مناسب جانی

### ابیات

|                              |                           |
|------------------------------|---------------------------|
| کہ کرد و کرد گون جو وضع جہان | بدنیشان شنیدم ز کار آسمان |
| برون آید آن مہر انجم سیاہ    | ز بیداد آفاق کرد سیاہ     |

جهان را برافروزد از برای خویش  
 اکنون گیتی از ظلم تاریک شد  
 جهانی پر از شور و آشوب گشت  
 مروت در اقلیم هستی نماند  
 ز تیره دلی چشمها خیس شده شد  
 دل از بیم و امید بگانه گشت  
 شد از ظلم آفاق اقلیم رنگ  
 مسلمانی و پارسائی نماند  
 هوس آخرت را به دنیا فروخت  
 نماند افسر عقل بر هیچ سر  
 همه بخود افتاده اندر گشت  
 شته گشت دلها ز یاد خدا  
 ز نخوت همه گشته غرور و حص  
 نه هر گوشه دجال بر پای نخواست  
 برون آئی اے گوهر معرفت  
 برون آئی ای کوکب برج دین  
 ز جو لان گهر غیب بیرون فرام  
 سر و شمنان از بدین دور کن  
 از ظلم و ستم دهر تاریک شد  
 آبکش حکیم بهان آتین خورشید فام

کنند تازه آئین آبای خویش  
 رو راستی سخت بار یک شد  
 درستی و انصاف محبوب گشت  
 بکس ذوق یزدان پرستی نماند  
 بمال کسان دستها چیده شد  
 حدیث قیامت خود افسان گشت  
 ز بیدار و دلهما پنجمه فرنگ  
 بجز علم و زهد ریائی نماند  
 بفرق عمل خیر من علم سوخت  
 یک است رز دیگری مست زر  
 نه بیم جهنم نه ذوق بهشت  
 شد ابلیس در ملک دل بادشا  
 چون سر خون شان فخر ز الوان  
 جهان گشت پر شور حمدی گجاست  
 برون آئی ای اختر معرفت  
 ز ظلمت پیر داز روئے زمین  
 برون آتین علی از نیام  
 برای دل دوستان سور کن  
 شما وقت موعود نزدیک شد  
 نگو سنار کن را بیت فوج شام

بسیل فنا خوار و خاشاک ده  
 زمین را ز فر خود آباد کن  
 ز عالم برانداز رسم ستم  
 چو آئینه خوار اند در ملک ننگ  
 ز بسیاری دشمنان دوستان  
 صدف وار گشته بظاهر جنونش  
 که چون بر کشد شاه شمشیر کین  
 تن و جان فدای قدمت کنند  
 ستاده بسرو در رو انتظار  
 ز دل بسته بر کین عبد اکرم  
 بروی همه برق یک شکر اند  
 ز معر نور روشن دل شادشان  
 برون آلی شیران خود را بسین  
 یکے هم از ان جان نثاران نهم  
 دل و جانم آگنده از فکر تست  
 براه تو باز ست چشم چنان  
 چنانم قدم ترا خواستنگا  
 گنه آنچه ممکن بود کرده ام  
 نیاورده ام نیم طاعت حیا  
 ندانم نجات و کردار نظر

جهان ز هر خور و است تر پاک ده  
 بر بسیرا و بنگر شهادت کن  
 نظر کن سوی دوستان اکرم  
 مسلمان چندے بشهر فرنگ  
 بحسب جهانند خود در مخسان  
 نهانی نهاده بر آواز گوشش  
 کشایند شیران جنگی کمین  
 جهان پاک را اندامی شومت کنند  
 گرفته بکف جان برای نثار  
 بیک دست تیغ و بیک دست سر  
 و لے لے تو شایان بے رازند  
 بجز نام شمه نیست در بادشان  
 بمیدان دلیران خود را بسین  
 که پیوسته فال ظهورت ز غم  
 شب و روز و روز و شبان ذکر است  
 که بر راه گل دیده بلبان  
 که در سال خشک ابر بر افشان  
 ستم بر خود و غیر خود کرده ام  
 نه یک معصیت گشته از من قضا  
 مگر آنکه سازم فدای تو هر

کنم فرق خود را براہ تو خاک  
وگر تو بنیست از من روا  
وے ترسم آن دولت جیسا  
از ان رہ بدرگاہ حق تدیم

شوم ز ان گناہان بیکبارہ پاک  
مگر آب شمشیر شوید مرا  
نسازد و درین نشہ ام کامیاب  
بہ بخشایش جرمهای عظیم

وسیلہ کنم ذات پاک ترا  
کہ بخشہ خد او ندیشک مرا

ابیات جناب سید سید

اب بارہوین امام کا ہوتا ہے گیارہ  
گیارہ امام میں سے کوئی اب رہا نہیں  
دوا نہیں اسے شہید کیے تھے  
اور بارہوین امام جو ہیں صاحب الزمان  
فیض او نکاہے عیان وہ نہیں پہنچا  
وہ باعث امان مان زمین ہے  
لفظ پہرے سال ولادت کا ہوا  
خالی نہیں امام سے رہتا جہان بھی  
الیاس خضر عیسیٰ و ادیس زندہ ہیں  
پہلے سیوہ نبی و شفقی جیتے ہیں کسب  
منظور ہے خدا کو کہ ہوا امتحان خلق  
مومن ہے کون کون ضعیف اعتقاد  
غیبت کے دین پہ آیاتا ہوا

تھے محمد بن حسن صاحب الزمان  
ہے کونسا ستم جو اونہوں نے سہا  
اور لڑو کو بادشاہوں نے مارا ہوا  
ہیں زندہ لیک خوف سواعد اگر ہیں نہا  
خوشید حبیب برین ہوے چہا ہوا  
عالم سب اس امام کے زیر تلکین ہے  
لیکن لقبول بعض ہے تاریخ لفظ اور  
ہوتا ہے آشکار کہی تو نہاں کہی  
اصحاب کیمف و صائد و ابلید زندہ ہیں  
گر اولیا میں ایک رہا زندہ کیا عجیب  
دیکھے کہ کیا ہے حال یقین گمان خلق  
کسکے یقین و دین میں ضعف و متنازع  
ایمان کسکار بہتا ہے اس حال

|   |   |
|---|---|
| منقول ہے کہ سید سجاد نے کہا<br>درجہ ملا جہاد کا پیش خدا اوسے<br>ہو و لگا ایک روز ظہور اوس امام کا<br>بیعت کرینگے حضرت جبریل بیشتر<br>عیسے زمین پہ اترینگے تب آسمان<br>کیسا عذاب کئے گا اعدای دین پر | غیبت میں جو امام کی ثابت قدمی رہا<br>رتبہ شہید بدر واحد کا ملا اوسے<br>ہو گا رواج ملت خیر الانام کا<br>بعد اوسکے سب ملائک و جنات پشیر<br>ہوئینگے اقتدا و نمین صاحب مانع<br>بس ایک دین ہو گا سراسر زمین پر |
|---|---|

## ایضاً آیات

|  |   |
|--|---|
| ہونی ہے ان اماموں کی حجت ہی لیکن<br>کافر وہ جس سے دین کی ہرگز نہ آئی ہو<br>اسطرح کے جو مومن کافر ہوئے فنا<br>شہرت ابھی نہیں ہوئی تھی خوب بن<br>مارے گئے پیغمبر و گناہ مر گئے<br>قرآن میں وعدہ سبکی مدد کا ہوا ہر صاف<br>دوسرے ابھی تو ہم کو ذرہ عرض جان کا<br>دیندار ملک و مال سے ہو ونگی کامیاب<br>جو جو کہ قرضدار گئے ہیں جہان سے<br>ایک وقت ہے حسین علیہ السلام کا<br>شیر خدا کی بھی رحمت یقین ہے<br>دنیا میں جبکہ حیدر کر آئین گے<br>لکھا ہے رحمت اونکی بتکرا رہو ونگی | عشرت کی ہونی والی ہو دولت ہی ایک دن<br>مومن وہ جسکے دین میں مطلق خلق نہ ہو<br>ہو ونگے زندہ تاکہ ملے کچھ جزا سزا<br>ذمہ پہ ہے خدا کے مدد مومنین کی<br>محنت کشی و صبر میں اک نام کر گئے<br>رحمت اگر نہوئے تو وعدہ میں ہوا<br>آئے گا ایک روز پیر امن و امان کا<br>عمر میں طویل پائین گے اولاد جیسا<br>وہ سب امیدوار ہیں صاحب جان<br>وہ دن ہے اونکے و قہمونی کے تھا<br>فرزند کی کرینگے وہ نصرت یقین ہے<br>ستر ہزار آیکے انصار آئینگے<br>معلوم یہ نہیں ہے کہ کئے بار ہو ونگی |
|--|---|



پیشہ خدائی ہی رحمت عجب نہیں  
جائیں گے اس جہان سے جیسا نہیں  
وہ حال ہے لعین شقی اصفہان کا  
مردود ہے وہ دشمن پروردگار ہے  
پیش از امام عصر کرے گالین ظہور  
سے زور جو انگہ تو خون میں بہری ہو  
لکھا ہو خون سے انگہ پکار ہے یہ شقی  
ہو گا دہوئیں کا ایک پہاڑ اوسکو روڑ  
لکھے گا وہ لعین بڑے قحط سال میں  
ہو دیکھا اوس لعین کا جس چشمہ پر گزر  
ہوئی گے مرید اوسکے بہت لطف حرام  
ثابت ہے مومنوں پر کتاب مبین سے  
خدا ہر کرے گا خلق پہ ایمان کا فساد  
منقول ہے کہ دابۃ الارض ہیں علی  
کہتے تھے خود علی کہ میں ہوں صاحب  
نکاحین گے اور راہ چلین گے زمین پر  
پہنچے ہوئے انگوٹھی سلیمان کی ہاتھین

نصرت کریں تو اسی کی حضرت عجب نہیں  
دیوینکے سید الشہداء غسل اور کفن  
کرنا ہوں ذکر اوسکے ہی نام و نشان کا  
صالح ہے اوسکا نام گد ہے پر سوا  
دہنی جو اوسکی آگاہ ہے اوسین نہیں ہو  
مثل ستارہ ماتھے پر اوسکو دہری ہو  
اس طرح سے کہ اوسکو پڑھتی ہو وہی  
کوہ سفید چھے ہی کمانا سا ہو ہو  
ایک کو سننے کے گا قدم بہ کی جان  
پانی کا حشر تک نہ رہے گا وہاں انہیں  
قاتل ہیں اوسکے عودی و قتل ہو گا  
لکھے گا ایک دابہ ایک دان زمین سے  
لینے کہ اونکو تھانہ اماموں کا اعتماد  
ہوتا ہے یہ بہت سی حدیثوں میں  
میں ہی میرے پاس میں ہوں انہیں  
کر دینگے نقش اہل زمین کی حسین پر  
ہوگی جبری ہی سوئی عمران کی ہاتھین

ایمان کا نشان انگوٹھی سے ہوگا  
اور نقش کفر چہرہ و نہ لاشی سے ہوگا  
فقط

## موعظہ اکھڑا ر ہوان

تفسیر سورہ عم یتساءلون و بیان تفصیلی اولہ معاد و حاکم

و جسمانی و کیفیت حشر و نشر اور کئی وجہ تسمیہ ابو تراب

عنوان لطیف سے اور مناظرہ لطیف ملا محسن کلثانی

عالم نصرانی سے فضیلت خاکِ شفا میں اور چند

حکایتیں بہت مختصر و بامذاق

مناظرہ میں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَزِیْزُ الصّٰدِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَن قَرَأَ عَمَّ یَسْأَلُوْنَ اَمْ تَخْرُجُ  
سَنَۃً اِذَا كَانَ یَدُ مِنْهَا فِیْ كُلِّ یَوْمٍ حَتّٰی یُرْوَرَّ بِکَیِّتِ اللّٰهِ اَللّٰمُ  
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول  
کہ جو شخص پڑھے سورہ عم یسألون بطور التزام و مداومت تو تین سال  
ہو گا وہ سال مگر یہ کہ وہ شخص مشرف ہو حج خانہ کعبہ سے بِسْمِ اللّٰهِ  
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ابتدا کرتا ہوں نام سے اوس خدا کے کہ جو مہربان  
اور رحیم ہے عَمَّ یَسْأَلُوْنَ کس چیز سے باہم سوال کرتے ہیں  
خلاصہ یہ کہ ایسا کو نسا ام عظیم ہے کہ جسے ایک دوسرے سے پوچھتا  
عَنِ النَّبِیِّ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ سوال کرتے ہیں

اوسے اعظم اور خبر وحشت اثر سے کہ حسین وہ باہم اختلاف رکھتے ہیں  
یعنی روز قیامت سے جیسا کہ بعض علما نے فرمایا ہے اور کتاب کافی میں  
حضرت امام جعفر صادق سے ہے النِّبَاءُ الْعَظِيمُ الْوَلَايَةُ عَنِ مَرَاذِ خَيْرِ زُرَّكَ عَظِيمِ  
وَلَايَةِ اِمْلِيَّتِہٖ وَعَنِ الْبَاقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُئِلَ عَنْ تَفْسِيرِ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ  
فَقَالَ عَمَّ فِي اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور حضرت امام محمد باقر سے منقول  
ہو کہ سوال کیا گیا اوس جناب سے تفسیر عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ کا پس حضرت فرمایا کہ سُبْحَانَہٗ  
بَابُ بَابِ مَدِينَةِ عِلْمٍ وَكَانَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ  
اور حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے مَا لِلّٰہِ تَعَالٰی اَیُّہٗ اَکْبَرُ مَنِّی  
یعنی کوئی علامت وجود و وجود باری تعالیٰ مجھ سے بڑھے نہیں  
وَلَا لِلّٰہِ نَبَاٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ اور نہ کوئی چیز جناب باری کی مجھ سے برتر ہی  
وَعَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّہٗ سُئِلَ عَنْہٗ اور حضرت امام رضا سے  
منقول ہے کہ اوس جناب سے استفسار کی گئی تفسیر اس سورہ کی  
فَقَالَ قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لِلّٰہِ نَبَاٌ اَعْظَمُ مِنِّیْ  
وَلَقَدْ عَرَفْتُ مِنْ فَضْلِ عَلٰی لَا اَمَّ الْمَاضِیَةِ عَلٰی اُخْتِلَافِ السَّيِّئَاتِ  
تَقَرُّ بِفَضْلِہٖ پس فرمایا حضرت نے کہ فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے  
کہ کوئی چیز و علامت جناب باری کی بزرگ و برتر مجھ سے نہیں فضیلت  
و ولایت میری عرض کی گئی سب اگلی امتوں پر باوجودیکہ زبان  
اون کی مختلف تھیں پس ان سبہوں نے اقرار کیا میری فضیلت و کمالات  
سبب کثرت و عظمت فضائل کے بلکہ باہم اختلاف رکھتے تھے میری  
بَابُ مِنْ وَفِی الْعِیُونَ عَنْہُ عَنْ اَبِیہٗ عَنْ اَبَاہِہٖ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ



وارو ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو جناب رسول خدا ﷺ کو دفن کر کے  
اور منکر و نکیر کو نوبت سوال امام سے پہنچی تو حضرت فاطمہ نے جواب  
سوال امامت میں تامل فرمایا پس پیغمبر نے بالائی قبر سے تلقین و تعلیم میں  
فرمایا اِنَّكَ اِنَّكَ یعنی اسی فاطمہ امام تمہارا فرزند تمہارا علی ہو گا لَا  
سَيَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّامًا سَيَعْلَمُونَ ہرگز ایسا نہیں بلکہ عنقریب جانینگے  
یہ محصل آیت ہے اور تکرار مضمون ازراہ مبالغہ ہے اور ثم مشعر ہے  
تشہید و عید ثانی کی جانب خلاصہ یہ کہ منظور باز رکھنا باہم سوال  
و بحث سے ہے اور طوطا و عید و تحویف و سپرے الہم جَعَلْ لَامْرَأَتِي  
يَحْيَا اَوْ اَلْجَبَالِ اَوْ تَادَا اَيَانِمْ كِرْدَانِمْ زَمِيْنِ كُوْفَرِشِ كَسْتَرُوْ  
اور پہاڑوں کو بمنزلہ میخائے محکم کے خلاصہ یہ کہ زمین کا چٹنے فرش  
بچھایا اور پہاڑوں کو میر فرش بنایا وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا اور پیدا  
تہیں جفت تاکہ کوئی شخص تنہا نہ رہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ ایک رفیق  
تنگسار اور مونس شبہائے تار موجود و شریک حال ہونی الحقیقت کہ  
کیا قدرت خدا ہے اگر زن و مرد کا ساتھ نہوتا تو کس قدر ضرر مچتا اور  
عجب بے لطفی ہوتی مثل اکیلا آدمی نہ روتا بھلا نہ ہنستا وَجَعَلْنَا  
نَوْمَكُمْ سُبَاتًا اور گردانائے تمہاری نیند کو استراحت نفس  
و قواسمی باطنی و حواس خمسہ ظاہری خلاصہ یہ کہ اوپر نیند آئی اور اوپر  
بکھیر و نئے نجات پائی وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا اور گردانائے شب کو  
ہمنزلہ لباس و پردہ کے کہ چپ جاتا ہے اوس سے روز روشن  
خلاصہ یہ کہ اگر کی طرح تاریکی شب تمام عالم پر چھا جاتی ہے وَجَعَلْنَا

النَّهَارَ مَعَالِشًا اور گردانا ہمنے روز روشن کو وقت تحصیل واکتساب  
 معاش خلاصہ یہ کہ دیکھو تو لوگ رامون میں آتے جاتے ہیں بازاروں  
 میں چلتے پرتے ہیں اونٹنے عجیب چیل پیل رہتی ہے فکر و تلاش معاش  
 میں بسر کرتے ہیں اور راتوں کو تاریکی شب میں بسترون پر بے حس پڑے  
 رہتے ہیں وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا اور بنائے ہم نے تمہارے  
 بالاسے سرسات طبع آسمان کے کہ ہنتر نہ سقف مای استوار کے ہیں  
 اور تغیرات زمانہ سے ایمن و بخوف ہیں اور دسترس حوادث سے  
 محفوظ ہیں وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا اور گردانا ہمنے چراغ روشن  
 یعنی آفتاب تابان خلاصہ یہ کہ سقف دار دنیا آسمانوں کو قرار دیا  
 اور مشعل محروماہ کو اوسمین روشن کیا تاریکی شب میں جہنم کی طرح  
 تارے چمکتے ہیں وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً بَیْضًا اور برسایا  
 ہم نے گنگور گھٹا سے زور و شور کا مینہ لہجج بہ حَبًّا وَنَبَاتًا  
 تاکہ نکالیں زمین سے دانہ و گیاه وَجَنَّاتٍ الْفَاوَاغِ اور ہرے ہرے  
 ہوئے باغ کہ کثرت زراعت سے اونٹین مینڈ سے مینڈ اور درخت سود  
 بڑا ہوا ہوا اور تاکونین اونکے خوشون پر انگور وں کی نیلیا چڑھی ہوں  
 کیا قدرت خدا کی ہے کہ مٹی سے درخت پیدا ہوتا ہے حالانکہ ماہیت  
 مٹی کی کس قدر مبائننت و غیرت ماہیت و درخت سے رکھتی ہے کہاں  
 خاک اور کہاں بن و شاخ پہر شاخ سے مبائن و مخالف و سکونازک  
 نازک اور بہری بہری پتیاں نکلتی ہیں کہاں سختی خشکی چوب و درخت  
 کہاں نرمی پتون کی اور پھول جدا پھلتے ہیں کہ جوان و دونوں سے

مناسبت و مشابہت نہیں رکھتے اور انکی مختلف رنگوں سے اور  
 بوباس سے اور زیادہ حیرت ہوتی ہے اور خلقت نثر اوسی شاخ سے  
 ان سب سے جدا ہوتی ہے اور اوس میں پوست اور طرح کا اور جرم  
 اور مغز اور رس اور طرح کا اور رنگ اور بو اور پس جو قادر خلق و افغانی  
 پر مع اون عجائب و درغائب صنعتوں کے ہے کہ جنکا ایک شمعہ بیان ہوا  
 وہ خدا البتہ قادر ہو سکتا ہے پیدا کرنے پر عالم جاودانی کے مع اوسکے  
 حور و قصور و منازل و معارج و جہنم و آلام جہنم کے پس یہ آیات گویا  
 کہ مقدمہ و تمہید ہیں اون آیتوں کے کہ جواب مذکور ہونگے کہ جو دفع  
 استبعاد و منکرین قیامت بیان کی گئیں اور اس مقام سے ایک راز عظیم  
 اعجاز قرآن مجید کا طور پاتا ہے تفصیل اجمال یہ ہے کہ اکثر مقامات میں  
 قرآن مجید میں التزام اسکا ہے کہ جب ثواب و عقاب و عجائب آخرت کی  
 تو اوسکے ساتھ ذکر عجائب دنیا ہوا ہے تاکہ ظاہر کہ عجائب دنیا کیا کم ہیں  
 عبرت و حیرت کے لئے کہ جو عجائب آخرت میں استعجاب و استبعاد کیا جائے  
 خلاصہ یہ کہ اگر قبل ولادت ہمیں خبر دیجائی کہ تم ایسے گھر میں جاؤ گے  
 کہ جس میں فرش مفروش زبرجدی ایسا عریض و طویل ہوگا کہ اگر کوئی  
 سالہا سال تیز روی سے راہ روی کرے تو بھی اوسکا پتا نہ پاوے  
 اور بجای میر فرش کوہ پر شکوہ نصب ہونگے کہ وہ اوس فرش کو  
 شکس و سہمٹنے سے مانع ہونگے اور بڑے بڑے بحر و خار و دریا نہاں پیدا  
 کنارا و سمیں موج زن ہونگے اور چت اوسکی اوسکے فرش سے بھی  
 زیادہ طویل و عریض بدون ستون محض قدرت قادر علی الاطلاق سے



معلق ہوگی اور ستاروں کے چراغ جگمگاتے ہونگے اور مشعل بے دود  
 و ماہ موجود ہوگی ۵ صفا گرہین بزم مقصود نیست ۶ چراغ مشعل  
 ماہ را و نیست ۷ ہرے ہرے باغونین گل خود رو مکتے ہونگو بلبل  
 خوشنوا چکتے ہونگے عروسان تنازع سرمایہ انداز و ناز تمہین ملین گے شہساز  
 ہجر کو صبح صادق وصل سے بدل نیلے غذائین و مان کے مثل پلاؤ زردہ  
 شیر بہنچ وغیرہ کے تمہارے واسطے مٹیابین انار و انکورو سیپ شپانی  
 تمہارے تعلقہ کے لئے آمادہ ہیں تو کب باور آتا اب جو دار دنیا میں پیدا  
 ہوئے اور زمان طفولیت سے بتدریج عجائب و غرائب دنیا کو دیکھتے رہے  
 تو دیکھتے دیکھتے تعجب جاتا رہا اگر ایسا کوئی شخص فرض کیا جائے کہ نہایت  
 فہمیدہ و ہوشیار ہو اور کہیں اوسنے دنیا کو نہ دیکھا ہو اور وہ دفعۃً دنیا  
 لایا جائے تو ضرور عجائب و غرائب دنیا کو دیکھ کے سرا سیمہ و حیران  
 ہو جائیگا اور جو اس خمسہ گم کر کے فرط تحیر سے ہلاک ہوگا پس علیٰ ہذا لیتما  
 اب ہم لوگ حال عجائب و غرائب آخرت سننے کے متعجب ہوتے ہیں جہان  
 جائینگے تو پہر مساوات ہو جائیگی بتدریج دیکھتے دیکھتے تعجب معلوم ہوگا  
 بلکہ تعجب کرنے پر تعجب ہونے لگے گا مقام غور ہے کہ اسی جہان فانی  
 و دور و دراز شہروں کے حال مختلف ہیں ایک شہر کے رہنے والو  
 دوسرے شہر کے حالات سے متعجب ہوتے ہیں مثلاً ہم لوگ طول شب  
 و روز عرض تسعین پر کیسیا تعجب کرتے ہیں کہ چہ چہ منے کا دن اور چہ منے  
 کی رات و مان کیونکر ہوتی ہوگی یا سروی کشمیر یا سیوہ مشہد مقدس  
 یا رمان طائف یا خرماسی ہجر یا حلوائی مسقط یا عجائب روط کے یا پھاڑ

شوستر یا نئی دنیا کیونکر ہوگی اور باوجود اس تحیر و تعجب کے پہرچا مشکو  
 مسافروں تاجروں سے حالات سنتے ہیں بوجہ اونکی صدق و راستی  
 و استفاضہ و تو اتر خبر کچھ چارہ تصدیق سے اونکے نہیں ہوتا حالانکہ وہ  
 سب جائز الخطا ہیں اور معصوم نہیں پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محض  
 تعجب عقل ناقص سے رد کرین ہم اون خبروں کو آخرت کی کہ جسے  
 بتواتر سب بنیائی مرسلین و ائمہ معصومین اور خبر صادق نے بیان  
 فرمایا ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا بے شبہہ روز قیامت  
 اور روز فصل خصوصات تھامعین و مقرر یَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ  
 فَنُتَوَّنُ اَفْوَاجًا وہ دن کہ حبیبین صورتوں کی جاگی پس آؤ گے تم  
 عرصہ محشر میں فوج بفرج جناب رسالتا سے منقول ہے یَحْشُرُ عَشِيرَتُ  
 اَصْنَفِ اُمَّتِ اَشْتَاتًا حَشْرٌ کِجَا بِنِکَلِ و س ضغین میری امت کی تفریق  
 قَدْ مِثَرَهُمُ اللّٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَبَدَّلَ صُورَهُمْ کہ جدا کر دیگا اوس  
 جناب باری اہل اسلام سے اور بدل دیگا صورتیں اونکی فَبَعْضُهُمْ  
 عَلٰی صُوْرَةِ الْقِرَدِ بعض اونہیں سے بصورت بوزینہ ہونگے و  
 بَعْضُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْخَنَازِیْرِ اور بعض بصورت خنزیر و خوک و بَعْضُهُمْ  
 مَنکُوسُوْنَ اَرْجُلُهُمْ فَوْقَ وُجُوْهِهِمْ مِنْ تَحْتِ ثُمَّ یُسَبِّحُوْنَ عَلَیْهَا  
 اور بعض معکوس و مقلوب ہونگے سر نیچے اور پاؤں اوپر اور اسی  
 حال زار سے سیاحت کریں گے و بَعْضُهُمْ عَمٰی یَتَرَدَّدُوْنَ اور بعض  
 نابینا و اسیر و مضطرب و رفت کرتے ہونگے جیسے کوئی ٹاپک  
 طُیَّانَ مَارَاتٍ و بَعْضُهُمْ دُمُ لُکْمٌ لَا یَقْلُوْنَ اور بعض گونگے

برے بے عقل ہونگے وَبَعْضُهُمْ يَمْضَعُونَ السِّنِينَ لَيْسَ لَهُمْ  
 مِنْ اَقْوَامِهِمْ لُعَابًا اور بعض زبان چباتے ہونگے اور ریم ہستی ہوگی  
 اونکے دہن سے بجائے لعاب دہن خلا صد یہ کہ تعب حشر سے کہاں  
 غیظ و غضب تا سفل انجام خراب پر اپنے ہونٹ چباتے ہونگے  
 يَقْتَدِرُهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ جَانِبُهُمْ اَوْ نَهْنِ اَوْ نَفَرْتِ كَرْنِ اَوْ  
 تمام اہل محشر وَبَعْضُهُمْ مَقْطَعَةُ اَيْدِيهِمْ وَارْجُلِهِمْ اور بعض دست  
 پا بریدہ ہونگے وَبَعْضُهُمْ مَصْلُوبُونَ عَلٰی جُذُوعٍ اور بعض مصلوب  
 ہونگے شاخاے درختاے آتشین پر وَبَعْضُهُمْ اَشْدُّ نَسْأَمِ الْخَيْفِ  
 اور بعضون میں مردار و فضلہ کثیف سے ہی زیادہ بدبو ہوگی وَبَعْضُهُمْ  
 يَلْبَسُونَ جِبَابًا سَافَةً لَا زِقَّةَ يَجْلُو دِهْنُ اَوْ بَعْضُ يَنْهَنَ ہونگے  
 جہاے کہ نہ جو قطر السنی بنے ہونگے اور وہ جبہ جتہ بدن سے  
 چسپا ہوں گے فَاَمَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْقِرْدَةِ فَالْقَنَاتُ مِنَ النَّاسِ  
 اور ہم صورت بوزینہ چغلیوں میں وَامَّا الَّذِينَ عَلَى صُورَةِ الْحِزْنِ  
 فَاَهْلُ السَّحْتِ اور ہمشکل خنزیر جھرا سکارہین اور مقلوب اہل رہا  
 یعنی سو و خور اور نابینا حکام جو رہیں اور صم و بکم وہ لوگ ہیں کہ جنہیں  
 اپنی عملوں پر عجب تھا دنیا میں اور زبان چبانو الے وہ علماء و قاضی  
 ہیں کہ خلاف شرع سے راضی ہوں اور فعل او نکاحا موافق اونکے قول کہ  
 نہ تھا اور دست و پا بریدہ وہ لوگ ہیں کہ جو ایذا رسانی ہمسایہ کرتے تھے  
 اور مصلوب سعایت و بدگوئی کرنیوالے لوگوں کے ہیں خدمتِ امرا  
 و سلاطین میں اور بدبو اونکے بدن سے ظاہر ہوگی کہ حوالات دنیا میں

رہتی تھی اور حقوق باری اپنے اموال سے مسدود کرتے تھے اور اہل  
 جہنم اہل کبر و فخر ہیں وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا اور کہو لے جائینگے  
 آسمان پس بمنزلہ دروازوں کے ہونگے یا دروازے حنیت وائے جائیں گے  
 وَسَيُزَيِّنُ الْجِبَالَ فَكَانَتْ سَرَابًا اور لیجائے جائینگے کوہ پر شکوہ پس  
 وہ بمنزلہ سراب ہونگے یعنی کوہ ہائے مستحکم دیکھتے دیکھتے اسطر سے نظر کر  
 غائب ہون گے کہ گویا سراب یا حباب یا نقش پر آب تھے یا یہ کہ ابھی  
 یہاں تھے اور ابھی وہاں دکھائی دے سبب مرعت میر جیسا کہ  
 سراب سے مسافروں کو دھوکا ہوتا ہے اِنْ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا  
 اور جہنم ایستادہ و واقف حال مردم ہوگا لِيَطَّاعِينَ مَا بَا اور طاعین  
 اور باغیوں کا مرجع و مسکن و مآوئ ہوگا لَا يَشِينُ فِيهَا الْحَقَابِ  
 کہ بود و باش کرینگے وہ اوسمین مدتہای دراز حضرت امام جعفر صادق  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ احقاب سے مراد آٹھ احقاب ہیں اور ایک حقب  
 اتنی برس کا ہوتا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن  
 مثل ہزار برس کے شمار و نیا سے اور جناب رسالتا ب نے فرمایا کہ کوئی  
 شخص جہنم میں داخل ہو کے کتر مدت احقاب سے بیرون جہنم نہ آئیگا  
 اور مراد احقاب سے کچھ اوپر ساٹھ برس ہیں اور سال تین سو ساٹھ دن کا  
 اور ہر روز ہزار سال کے برابر حساب و نیا سے پس کوئی یہ خیال  
 نہ کرے کہ انجام کار جہنم سے بشفاعت سید مختار خارج کیے جائینگے  
 اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کہ یہ آیت اون لوگوں کے  
 باری میں نازل ہوئی ہے کہ جو مخلص فی النار ہوں گے بلکہ آخر میں کسی

ذریعہ سے بیرون جہنم چلے آئیں گے لایذوقون فیہا برکۃ اولا شربا  
 الا حبیما وغساقا نہ چھینکے جہنم میں لذت خشکی و خواب و آب سرد  
 بجز آب گرم یعنی بجائے آب کو لٹا ہوا پانی اور پیپ پینا پڑے گی جزاء  
 وفاقا یہی سزا اونسکے مناسب موافق و حسب حال بد حال ہوا تھم  
 کا نوا لایزجون حسابا اسلئے کہ وہ امید روز حساب نہ رکھتے تھے فقط  
 دار فانی پر بھولے بیٹھے تھے وکذبوا یا یاتنا کذابا اور تکذیبات الہی  
 کرتے تھے وکل شیء احصینا کتنا با اور ہر چیز کا احصاء و شمار کر لیا ہے  
 ہمنے لوح محفوظ یا قرآن یا نامہ عمل میں قد و قوائے نرید کمر الاعذاب  
 پس چھوٹی عذاب کی کہ ہرگز نہ زیادہ کرینگے ہم تمہارے لئے مگر عذاب کو  
 ان لشیقین مفازا ہے شبہ پر سبز گارون کے واسطے فوز عظیم و راستہ  
 غیر تنہا ہی ہیں جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے حدائق  
 واعنابا اور سرسبز و شاداب خانہ باغ ہیں کہ خشکی و نو مال انگورون سے  
 بارور ہیں و گوا عیب ثرا با اور کم سن لڑکیاں کہ خشکی سینوں کی بلندی کا  
 منور اور بھار شروع ہو و گاسادھا قافا اور جام مملو شراب بطور  
 لایسمعون فیہا لغوا ولا کذابا نہ سنیں گی اوہیں کوئی کلام لغو یا دروغ  
 خلاصہ یہ کہ خلاف داب و شان کوئی آواز اونسکے کان تک نہ پہونچے گی  
 جزاء من ربک عطاء حسا با از رومی جزا کے جانب جناب باری  
 اور بطور عطیہ و انعام کافی و کامل کے خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو عوض بجا نیگا  
 قیامت میں یعنی ثواب بقدر عمل اور بعد اوسکے ہر نیکی کے بدلے دے گنا  
 ثواب محض بطور انعام زیادہ کیا جائیگا بلکہ زیادتی سات سو ضعف تک پہونچے گی

یعنی جس قدر عمل نیک تماسات سرحد زیادہ اوسے عطا ہوگا جیسا کہ  
 امالی میں حضرت امیر علیہ السلام سے ہے رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا یہ عطیہ ہے اوسے پروردگار  
 آسمانوں اور زمینوں کا اور اون سب چیزوں کا کہ جو آسمان وزمین میں  
 ہو وہ پروردگار کہ جو مہربان ہے اور کوئی شخص اوس سے کلام کر نیکی تاب و  
 طاقت نہیں رکھتا یعنی اوسکے و بدبہ جلال سے کسی کو بار اسے و دم  
 نہیں پوشیدہ رہے کہ معاد روحانی بادلہ قطعہ عقل و نقل سے ثابت  
 ہو چنانچہ تفصیل اونکی کتب مہبوبہ علم کلام میں مندرج ہے اور مجمل ہے  
 کہ جو دار دنیا میں ایک سے دوسرے کو ظلم و تعدی پہنچتی ہے ضرور ہے  
 کہ عوض اوسکا خدای عادل ظالم سے حاصل کرے اور اس طرح جو الام  
 وادراض و ہوم و غموم جانب جناب باریے بندوں کو بمصالح عہدہ  
 پہنچے ہیں یا بسبب اعمال جن مدارج عالیہ کے لوگ مستحق ہوتے ہیں  
 پس ضرور ہے کہ عوض و جزا اوسکی خدا دے اور ظاہر ہے کہ لذائذ  
 دنیا اکثر طالحین کو صالحین سے زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ حدیث  
 میں وارد ہے الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ دنیا قید خانہ مومن  
 و خانہ باغ کافر ہے پس ضرور ہوا کہ کوئی اور گہر بندوں کے جزا و سزا  
 واسطے قرار دیا گیا ہو اسلئے کہ قدرت وعدالت جناب باری موعظہ  
 میں بیان کی گئی اور وہی دار جزا و سزا دار آخرت ہے اور مشہور  
 مستکملین عامہ و خاصہ میں یہ ہے کہ معاد جسمانی پر دلیل عقلی نہیں مگر اسکی  
 اجماع انبیاء و سپر ہے اور ثبوت صدق و راستی اون حضرات کی سابق

مذکور ہوئی تو اب مصنف کو کچھ چارہ بجز تصدیق کے نہ رہا اس لئے کہ معانی  
 جسمانی ممکن ہے اور مخبر صادق نے خبر دی اسکی پس چاہئے کہ وقتی  
 ہو اور لیکن عدم اور اک رائی ناقص انسانی پس جواب اسکا مذکور ہوا  
 اور ممکن ہے استدلال معاد جسمانی پر باینطو کہ طاعات و عبادات منہا ہی  
 و ملاہی دار فانی میں دو قسم ہیں ایک باطنی مثل عقائد فاسدہ کے اور  
 دوسری ظاہری مثل ستر و زنا وغیرہ کے پس دو قسم کا عوض ہی ہونا  
 چاہئے جزاء و فاقا ثواب روحانی مثل مسرت و رضائی الہی کے  
 کہ عظمیٰ راحت ہے فات رضوان اللہ اکبر و دوسرے عذاب روحانی  
 مثل تالم و ناراضی جناب باری کہ تقریبہ تقابل وغیرہ وہ اشد الام ہو گا  
 تیسرے جسمانی مثل حورو و قصور چوتھے عقاب جسمانی مثل کثرت دم و مار  
 و نار علاوہ یہ کہ تنعم و تالم دو قسم پر ہے تنعم و تالم روح بلا واسطہ و  
 بواسطہ پس کتنا ایک صنف ہے ترجیح بلامرجح ہے علاوہ یہ کہ انعام احسن  
 جامع جمیع اصناف تنعم ہونا چاہئے اور انتقام اعدل لعاوین جامع جمیع  
 اقسام الام اور یہ بھی سبب اور وجہ عقلی کے ہو کہ بنظر جنکی شرع شریف  
 میں اعتقاد معاد جسمانی قرار دیا گیا اور جب معاد جسمانی ہوئی تو عذاب و  
 ثواب ہی جسمانی ہونا ضروری ہوا لکن بعض اجسام عبت نہو اور غذا جسمانی  
 باتفاق ملتین ثابت ہے اور توریت و زبور و انجیل و فرقان سب میں  
 بکرات و مرات بتصریح و تخیص ذکر نار وغیرہ کا ہوا ہے و اللہ اعلم  
 آیتہ تحقیقہ علاوہ کیا اہل کتاب نے نہ کیا و ایل آیات صحف قدیمہ میں جائز  
 نہیں پس ان آیات میں ہی تاویل نہوگی و نعیم الوفاق لیکن ثواب

جسمانے کا یہود و نصاریٰ حسودانکار کرتے ہیں اور ذکر حور و مقصور  
قرآن مجید میں زبان طعن و ملام دراز کرتے ہیں اور نشا اسکا محض غما  
جناب رسالتا ہے و گرنہ او نہیں کچھ چارہ اقرار ثویب جسمانی سے  
نہیں و گرنہ معا و جسمانی لغو ہو جائیگی اور عقاب جسمانی ہی فاسد ہو گا یہ  
طرف عدالت خدا ہے کہ عذاب تو جسمانی مقرر ہوا اور ثواب جسمانی نہ ہوا  
اسی مقام سے لم اور نشا اثبات ثواب جسمانی کا ہمارے شرح میں  
ثابت ہوتا ہے علاوہ یہ کہ بیان کتب سابقہ سے ہی وجود بعض اشیاء کا  
آخرت میں پایا جاتا ہے مثل وجود من و سلوی آسمان پر اسلئے کہ یہود  
و نزول فرع وجود ہے اور تاویل علیل ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور تخیل  
متی میں ہی بیان ماہیت علون ثانی اعنی عشار الربانی میں ہے کہ  
حضرت عیسیٰ نے زبان خود اعتراف کیا کہ میں شراب تازہ ملکوت خدا  
پیونگا اب غور کا مقام ہے کہ ملکوت خدا آخرت نہیں تو پھر کیا ہے  
اور شراب کا اوسمین وجود موبد مقصود ہے بلکہ اگر شراب دنیا جاویگی  
تو فی الجملہ کمنکے ہم پیونچاویگی اور تازہ تہانہ اور نو بنو پیا اوسکا پس لگو  
و تاک کا وجود بہشت میں ضرور ہوا اور جام و سب ہو کا وجود ہی ضرور  
ہو بلکہ گز کہ کیواسطے کباب با آب و تاب اور گبا بون کے لئے گوشت  
حیوانات ماکول کا ہونا چاہیئے اور انکے کھانے پینے کے لئے ٹنڈا ٹنڈا  
پانی اور ہری بہری روپا ورنہ خوری کے لئے دانہ ضرور ہوا پس جب  
ان سب چیزوں کے وجود کا اعتقاد کیا جائے تو اعتقاد حور و مقصور  
کیا قصور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب کی مرغوب چیزیں جنہیں میں



اور ہماری مرغوب چیزیں نہوں یہ کہیں قابل تسلیم نہوگا مگر اونہیں  
لوگوں کے نزدیک کہ جو بیٹو ہوں بچہ کھانے پینے کے اور کسی چیز سے  
اونہیں کام نہو خلاصہ یہ کہ قبیح اولہ عقلیہ و نقلیہ سے غفلت کر کے بوجہ  
سہل انکاری مرتکب ایسے اعتراضات کے ہوتے ہیں اور آیات تورات  
و انجیل ہی موید مطلوب ہیں کہ بخیاں طول صحبت فرو گذاشت کی کئی اور  
تفصیل کو انکی منہ کتاب ستیاب صولت غلو تہ للذب عن ملئہ الحجۃ  
میں ذکر کیا یَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَاَئِکَةُ صُفًّا لَا یَتَکَلَّمُونَ اِلَّا  
مَنْ اٰذَنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا اوس روز کہ بایستادہ ہو گرج  
فرشتہ اور ارب فرشتے صف بستہ اور نہ کلام کر یگا کوئی مگر وہی شخص جسے  
اجازت کلام دے جناب باری پس کلام کر یگا وہ اور کیگا وہ کلام صاب  
وراست منقول ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے اور بزرگتر ہے جبریل و  
میکائیل سے اور یہ رہا کرتا ہمارہ رکاب جناب رسالتیہ و ائمہ اطہار  
علیہم السلام کے اور کتاب کافی میں حضرت امام موسی کاظم سے منقول ہے  
کہ بخدا ہم ماذون ہونگے روز قیامت اور کہیں گے کلام صائب راست عرض  
کیا گیا کہ آپ کیا کلام فرمائیں گے حضرت نے فرمایا کہ تجید و حمد و ثنائی الہی کریں گے  
اور رود نیچیں گے اپنے نبی پر اور شفاعت کریں گے اپنے شیعوں کی اور کلام  
ہمارے جناب باری روندہ کرے گا بلکہ شفاعت ہماری قبول فرمائی گا  
ذٰلِکَ الْیَوْمَ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّہٖ مَا بَایَہُ فَبِرَحْمٰتِہِ الْاٰیٰتِ  
پس جو کوئی چاہے تو قرار دے باز گشت ہنسی طرف اپنے پروردگار کے  
اِنَّا اَنْذَرْنَاکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ہننے ڈرایا تمہیں عذاب قریب سے لینے

جس عذاب میں زیادہ فاصلہ نہیں بلکہ بعد موت سے وہ شروع ہو جائیگا  
 جیسا کہ قہی سے منقول ہے یَوْمَ يُنْظَرُ أَلْمَرُّ مَا قَدَّمَتْ يَدَاہُ وَيَقُولُ  
 الْكَافِرُ لَيْسَتْ بِنَارٍ تُرَابًا جَسَدٌ وَزَكَرَ دَلِیْہِ الْإِنْسَانُ جَوْجَہِہِ کہ دنیا میں ہاتھ  
 اوسکے ہوا تھا یعنی عمل ابتدا اور کمیگا کافر کہ کماش میں خاک ہوتا خلاصہ یہ کہ  
 دنیا میں خاک ہوتا یعنی پیدا ہوا ہوتا اور تکلیف سے باز رہتا یا آج خاک سو  
 نہ اوستا اور محشر میں نہ آتا جیسا کہ تفسیر صافی میں ہے فاضل مفسر لی نے  
 شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے وَكُنَّاہُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
 وَسَلَّمُ اَبَا تُرَابٍ یعنی کنیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حضرت  
 رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابو تراب رکھی اور سبیل مسکایہ ہوا کہ  
 وَجَدَہُ نَائِمًا فِی التُّرَابِ قَدْ سَقَطَ عَنْہُ سِرْدَاوُہُ وَاصَابَ التُّرَابُ  
 جَسَدَہُ کہ پایا اوس جناب نے حضرت امیر کو فرش زمین پر سوتے میں اور  
 چادر بدن مبارک سے گر گئی تھی اور جسم مبارک خاک انودہ ہو گیا تھا فاجائے  
 حَتَّی جَلَسَ عَنْدَ رَاسِہِ وَاقْبَضَہُ وَجَعَلَ بَیْنَہُ وَالتُّرَابِ عَنْ ظَہْرِہِ وَیَقُولُ  
 اَجْلِسْ اِنَّمَا اَنْتَ اَبُو تُرَابٍ پس حضرت سر ہانے انکر بیٹھ گئے اور بیدار کیا  
 اور بدن مبارک سے سٹی جاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ تم ابو تراب ہو گنا  
 مِنْ اَحَبِّ کُنَّاہُ دُفِیْرُہُ اِذَا دُعِیَ بِہَا پس یہ کنیت حضرت کو نہایت  
 پسند تھی اور بہت خوش ہوتے تھے جیسا کہ کنیت سے پکارا جاتے  
 وَدَعَتْ بَنُو اُمَیَّہُ خُطْبَاءَہَا اَنْ یَسْبُوْہُ عَلَی النَّبِیِّ وَیَجْعَلُوْہَا  
 نَقِیْصَتَہُ وَوَصْنَہُ فَکَانُوْا کَاثِمًا کَسُوْہُ بِہَا الْحُلٰی وَالْحُلٰی کَا  
 قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ اور حکم کیا بنی امیہ نے اپنی خطیبوں کو رو غلط

کہ حضرت کی یہ کنیت بیان کر کے منبروں پر اونکی بدگوئی کریں اور وہ اس  
کنیت کو نقص و عیب سمجھتے تھے حالانکہ وہ بمنزلہ وصف و ہنر تھی ظاہر میں تو  
وہ درپے عیب جوئی تھے مگر باطن میں انہوں نے گویا صد مازیہ زینت و  
فاخرہ لباسوں سے آراستہ کر دیا ہے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد  
جیسا کہ ابوالحسن بصری نے بھی بمقاد حق بر زبان جاری کہا اور علی التمام  
میں ابن عباس سے منقول ہے انہوں نے خدمت بابرکت جناب  
رسالتا میں عرض کیا کہ اپنی کنیت حضرت امیر ابو تراب کیوں رکھی حضرت  
فرمایا اسلئے کہ علی مالک زمین ہیں اور حجت خدا ہیں اہل زمین کیواسطے اور  
انہیں اختیار اوسکے بقا و سکون کا ہے اور سنائیں کہ جناب سالتماب  
فرماتے تھے کہ جب روز قیامت ہوگا اور دیکھے گا کافرون مارج عالیہ کو کہ جو  
مہیا کئے ہیں خدا نے شیعیان علی کیواسطے ثواب و قرب رب و بررگی سے  
تو کیگا یا لیتنے کنت ترا یا اسی کاش کہ میں خاک ہوتا یعنی شیعوں سے  
علی کے اور اسطر فاشا رہے کریمہ و یقول الکافر یا لیتنے کنت ترا  
میں مولف کتاب کہ حضرت امیر کی کنیت مذکورہ قرار پانیکلی کی جوین  
ہو سکتی ہیں اول یہ کہ مراد تراب سے عارف ہوں کہ جو بوجہ خاکسار  
مصدق مصرع مشہور میں سے خاک شو پیش از آنکہ خاک شوی  
اور متباد اسکے وہ اشعار آبدار ہیں کہ جنہیں شیخ عبدالحق دہلوی نے  
خواجہ محمد باقر سے شرح سفر السعاده میں نقل کیا ہے اور بعض شعرا  
انہیں سے یہ ہیں سے من حاصل این خطاب گویم ہر مضمون ابو  
تراب گویم ہر خاک اند جماعتی کہ مردند ہر ہستی بخدا می خود سپردند ہر

از سلطوت نور و شمس گسترہ بہ در آب بقافرو نشسته ہر گرومی نہ بپا  
 آستین زایشان بہ در کف پائی خود چہ امکان بہ در حلقہ خاکیان  
 دلی بود بہ سلسلہ جہان علی بود بہ دوسری یہ کہ مراد ابو  
 اسل ہوا سلسلے کہ پر رمل پس ہوتا ہے پس مراد یہ ہوگی کہ حضرت امیر  
 مہدار و منشا خاک ہیں اور ہر چند کہ نظرون میں بے غمون کے حقیر و عاجز  
 ہے لیکن صاحبان فہم فرست کر ترو دیک مرتبہ عالی رکنتی ہے سے  
 خاک را خار و تیرہ ویدار بلیس بہ کرد انکار ان جسو خو سیس بہ ماند غافل  
 ز نور باطن او ہا نہ شد اگر ز سر کامن او بہ بہر گنجی کہ بہت در دل خاک بہ  
 این صدا دادہ اند در افلاک بہ کہ بجز خاک نیست منظر کل بہ خاک شوک  
 زابر وید کل بہ اور یہ شرف کیا کم ہے خاک کو کہ مہدار و فتہائی ہر ذی حیا  
 ہر چنانچہ سفر الخلیفہ توریت میں ہے **בְּכָל־הָאָרֶץ־כָּל־הָאָדָם־כָּסֹף**  
**וְכָל־הָאָדָם־כָּסֹף** کی عافار اتا و ایل عافار  
 شوب یعنی ای آدم خاک ہے تو اور یہ خاک ہی کی طرف رجوع کر گیا تو اور  
 قرآن مجید میں ہے **مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا**  
**نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰی** اوسی خاک سے پیدا کیا ہے تمہیں اور پھر میں  
 لیجائیگی اور اوسی سے پیدا ہویدا کرینگے تمہیں ایک بار اور حساب کتاب  
 کیواسطے اور ہر چند اسی خاک سے خاک ناپاک و طینت بد بھی ہے مگر بوجہ  
 طینت طاہرہ انبیاء و اوصیاء و اولیاء وہ طینت مغلوب و مقہور ہو گئی اور  
 فضیلت اوسے پاکی کو ہوئی بوجہ فروا کمل ہونیکے علاوہ یہ کہ طینت بد بھی  
 باعث میلان ہے بدی کی جانب نہ یہ کہ انسان کو مجبور ارتکاب نہائی ملتی

بہارِ انوار  
معارفِ کائنات

کرے اور وہ مجبور و معذور ہو لیکن اسمین یہ بحث ہے کہ طینت نیکی  
بھی مثل طینت بد فی الجملہ مرتج نیکی ہے نہ یہ کہ درجہ الجاواضطرار پر پہنچ  
اور انسان نیکی و بدی میں بے اختیار ہو جائے اور تغذیب و تشویق کی  
طرح سے اللہ جناب باری ہو تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور یہی اعتقاد  
صحیح ہے کہ طینت میں اور مقتضی ہے جمع کا اون اولیٰ کی کہ جس سے  
تمام طینت پائی جاتی ہے اور جن سے کہ فاعل مختار ہونا بند و کما ثابت  
ہو اس پر اور تفصیل اس بحث کی موعظ سابقہ میں بیان کی گئی و اللہ  
طاعونہ العالیٰ اَلَسَّيْلُ كَيْفَ مَا كَانَ اور خاک سے وہ خاک ہو  
کہ جس سے بنائی کعبہ و مشاہد مقدسہ ہوئی اسی سے خاک و ربابہ بنیہ  
علم سپہ اسے خاک پاک کر بلا ہے کہ جو خاک شفا کیسی اعظم ہے حکایت  
بعض افاضل معاصرین نے تحریر فرمایا ہے کہ عہد ملا محسن کاشانی  
میں ایک عالم نصرانی وارد خطہ نورانی سرزمین اصفہان ہوا اور وہ  
علاوہ دعویٰ ہمہ دانی کے ادعا غیب دانی بھی کرتا تھا اور بیان حال  
تمسیر میں اپنے تئیں بے نظیر جانتا تھا اور کمال غلغلہ اس کے کمال کا  
صنیر و کبیر برناو پیر میں ہوا اور حسب حکم حاکم وقت جناب ملا کونو بت  
منظرہ اوس عالم نصرانی سے پہنچی پس قبل مناظرہ جناب ملا نے  
فرمایا کہ فرنگستان میں کیا کوئی مرد زیرک باقی نہ تھا کہ جو تو جاہل و  
نادان اس مومن آبا و تحت گاہ اسلام میں آیا یہ سنکے وہ نہایت  
برافروختہ ہوا اور اوسنے کہا کہ یہ کیسا کلام ہے کہ قبل امتحان تینے  
بیان کیا حالانکہ مثل مشہور ہے عِنْدَ لَا اَمْتِحَانٍ يَكُونُ الْمُرَاقِبَةُ

یعنی بوقت امتحان تو ہمیں یا تو قرائن ان چارہائے نہ قبل امتحان ہونے والی  
 کے کیا اصل ہے مجھے تو غیب دانی کا ملکہ ہے ملائے فرمایا کہ بتا دے  
 ماتمہ میں کیا ہے اوسنے تابہ دیر تامل کیا اور کچھ نہ کہہ سکا بلکہ موندہ اوسکا  
 سرخ ہو گیا پس جناب ملائے فرمایا کہ دیکھا تو نے آخر تجھے کچھ نہ ہوا تو  
 اور تو ساکت و صامت ہو گیا اوسنے کہا کہ یہ گمان اچکا بیجا ہے علم نجوم پر  
 ختم ہے کبھی میری رائے نے خطا نہیں کی حال تو مجھے معلوم ہوا کہ  
 متحیر ہوں اوسکے بیان میں اسلئے کہ وہ خلاف عقل ہے ملائے فرمایا کہ  
 کچھ تو بیان کر اوسنے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاکِ بہشت کی ماتمہ  
 میں ہی مگر میں یہ متحیر ہوں کہ دارِ دنیا میں کیونکر بشر کا دسترس خاک  
 بہشت تک ہو سکتا ہے ملائے فرمایا کہ یہ خاکِ کر بلا ہے اور تو نے بہشت  
 اسکی خاکِ بہشت ہونیکا پس تیرا علم غلط ہے اور یا یہ خاکِ واقعی مثل  
 خاکِ بہشت ہے پس اس سے زیادہ کیا معجزہ تیرے واسطے جگر گوشہ  
 بتول و سبطِ رسول کا ہو سکتا ہے پس باسلام کے اعتبار میں کیا تا  
 ہی یہ سنکے تھوڑی دیر تک وہ نصرانی سر بکر بیان فکر رہا بعد اوسکے اوسنے  
 کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کیا تیسری یہ کہ ابو تراب شاہ  
 ہوا فضیلت حضرت امیر علیہ السلام پر حضرت آدم سے اسلئے کہ اصل انبی  
 تراب ہے اور اصل تراب حضرت ابو تراب ہیں پس گویا کہ یہ آدم ثانی ثانی  
 آدم ہیں اور مثل آدم خلیفہ خدازین میں ہیں چوتھے یہ کہ از بسکہ  
 زمین اصل بمنزکہ مادر ہر بشر ہے اوسطرح حضرت نسبت ابوت و پدری  
 مومنین سے کہ فردا کمل بشر ہیں رکتے ہیں جیسا کہ بعض اخبار شریف

علاوہ یہ کہ بنقر قرآن مفسر سول میں اور جناب رمانہا تہا بنقرہ  
 سہرمان استہن اور ازواج نبی اقامت مومنین بنقرہ قرآن میں اور  
 تمام روی زمین و اہل زمین کو انقیاد و امتثال حضرت سے کر رہیں  
 و اگر وہ بتلای عقوق ہوں اور خانہ خاسر ہو جائیں اور مودی اوسکے  
 تھکر زمین حضرت امیر سے ہے جیسا کہ روایت مستفیضہ جناب سیدہ  
 شاہہ اسدق مدعا ہے لطیف ایک شیعہ نے ایک سنی کو دیکھا کہ  
 سوا شہا کرتا ہے اوسنے کہا کہ مایہ کیا کرتے ہو سنی نے کہا کہ ہمارے  
 مذہب میں جائز ہے شیعہ نے کہا کہ ایسا پھر نہ کہنا سبکی اہل خاک پر  
 مٹی تو نبی آدم کی مان ہر دے مستقل کرنا کہ مروی کہ نامردی کی بات  
 حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ سے کہا کہ تمہارے مذہب میں نرج  
 زن پر تحیم جائز ہے شیعہ نے کہا پھر تو افراس ہے مگر اگر تمہارے مذہب میں  
 ہو تو قرین قیاس ہے اسلئے کہ استہجائی کا و خ میں کچھ مٹی لگا رہتی ہوگی  
 وہی تحیم کو کافی ہو جاتی ہوگی فصلا صمد یہ کہ بشر خانہ ہر اور حضرت  
 امیر علیہ السلام کو درجہ ابوت اراہ ذفا و حکم کے سہوں پہا اصل ہے  
 اور وجود و نوح و او نکا باعث و مدت عالی خلق مخلوقات سہا پس وہ  
 ابوت آہوئے حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ کے پاس کچھ کیوں  
 بھیج کہ وہ کہتے تھے پس اوس شیعہ نے وہ گندم گنتہ اوسوہا پس موی بعد  
 اوسکے سنی نے گندم نو خاک اودہ شیعہ کے پاس بھیجے شیعہ نے ہر یہ  
 قبول کیا اور یہ شعر بطور شکریہ لکھے بعثت لنا بکال الذر و ما  
 گندم عوض گندم کہتے تو ہمارے لئے نیے رجاء اللہ علیہ من الثواب

یامید توارب خلیل باجر خلیل رَفَضْنَاہُ عَتِیقًا وَاَمَرْتُضَیْقًا  
 یَا اَحِبَّاءَ وَهَوَا بُوْتَرَابِ رَفَضُ وَتَرَکْ کیا ہننے جبکہ وہ عتیق تھی یعنی  
 عتیق کو کہہ دیجو کہ او نہیں چوڑ دیا اور قبول کیا ہننے او نہیں جبکہ وہ  
 ابو تراب سے کہنے خاک آلودہ ہم تک پہنچے پوشیدہ نہ رہے  
 کہ جیسا کہ نبی حضرت امیر علیہ السلام ابو تراب ہے اوسیطر جسے سفین  
 کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالت اب نے ابوبکر کا عتیق  
 خطاب دیا یعنی آزاد کردہ خدا عذاب روز جزا سے اور صنعت و لطافت  
 شاعر ظاہر ہے حکایت مشہور ہے کہ سید شریف زمان طالب العلم  
 بین سعد الدین اقتازانی کے پاس گئے اور رحمت سفر سے گرد و خراب  
 اٹے ہوئے تھے پس سعد الدین بخش نے انکا یہ حال دیکھ کر ازاں  
 نظر اٹھاتے کہا یَا لَکَیْنِ کُنْتُ تُوَاکِبَا سَیْدِ شَرِیْفِ کُو سَیْدِ اِمْرِیَا تِ نَاکُوَا  
 اور زرا اونہوں نے کہا یَقُوْلُ الْکَافِرُ پَس

سعد الدین غل ہو گیا اور یہ حاضر خدمت

بابرکت جناب قطب الدین

شیرازی ہووا اور

شاگرد او بچا

کہو



مجلس الکلی

مجلس الکلی

مجلس الکلی  
کشف الهمم  
کشف الهمم  
کشف الهمم

حسنه  
صلوات علیک و آله  
فقیه الزمان سید علی رضا

## موعظہ ادنیسوان

شان نزول سورہ اہل اتی اور روایت گریخبر اوس  
اعرابی کی جو پوشش خانہ کعبہ تھا بنے و عمارت گستا تھا

اور سخاوت جناب امیر علیؑ لام پر حال

شب ضربت و حال ضربت اور اشار

مصائب کربلا ہی علی

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ الشَّافِعِيُّ سِ الْأَمْرُ الْأَمْرُ وَتَحْتِي مَتَّى ۖ أَعَاتَبْتُ فِي حُبِّ  
 هَذَا الْفَتَى ۖ فَهَلْ زُوِجْتُ فَأُطِمَّ غَيْرُهُ ۖ وَفِي غَيْرِهِ سِ الْأَمْرُ  
 هَلْ أَتَى شَافِعِي كِتَابُهُ كَمَا كُنْتُ مَلَا سِ وَتَعَابُ كَمَا جَانِغَا سِ اُنْزِدْ  
 یعنی حضرت امیر علیہ السلام کے باب میں پس سوائی اوسکے اور کون ہے  
 کہ جسکا جناب سیدہ سے عقد ہوا ہو یا اوسکی شائین سورہ ہل تی آیا ہو  
 فخر رازی وغیرہ نے واحدی وغیرہ ابن عباس سے روایت کی ہے  
 اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرْضَا فَعَادَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مَعَهُ فَقَالُوا يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ  
 عَلَى وَلَدَيْكَ كَهَسَنِ الْكِبَارِ يَارَبُّهُ سِ جناب سالتاب نے

مع چند لوگوں کے اونکی عیادت کی پس اون سب نے عرض کی کہ اے امیر المؤمنین  
 اگر آپ کچھ نہ رکھیجے تو خدا جلد شفا عطا کرے آپ کے فرزندوں کو خدا تعالیٰ  
 وَفَاطِمَةُ ابْنِ بَرٍّ اَمَّا بَہَا اَنْ يَصُومُوا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ بِسَ حَضْرَتِ اَمِيرِ  
 جناب سیدہ نے نذر کی کہ اگر وہ اپنی بیماری سے صحت پاوین تو تین روزہ رکھے  
 کہیںکے فَشَفِيََا وَصَامَ مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاَسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِنْ شَمْعُونِ اَيُّوْمًا  
 اَلْيَهُودِي ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنْ شَعِيرٍ فَطَحَتْ فَاطِمَةُ صَاعًا بِسَ  
 پانی حسین نے اور اتفاق سے گھر میں کچھ نہ تھا پس حضرت امیر نے  
 شمعون خیبری یہودی سے تین صاع جو قرض لیے پس وہیں سے ایک  
 صاع جو جناب سیدہ نے پیسکے گوندہر وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْوَاعٍ  
 عَلٰی عَدَدِہُمْ اور پانچ روٹیاں بجا با پنے بیٹے فی کس ایک روٹی کالی  
 فَوَضَعُوہَا بَيْنَ اَيْدِیْہُمْ لِيَفْطُرُوْا فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ  
 السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مَسْکِیْنٌ مِنْ مَسَاکِیْنِ الْمَسْکِیْنِ  
 اَطْعَمُوْنِیْ اَطْعَمَہُمْ اللّٰهُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاَثَرُوْا وَبَاَنُوْا اَلْمِیْلُوْ  
 اِلَ الْمَاءِ وَاصْبَحُوْا صَبَا مَابِسَ وہ روٹیاں حضرت کے سامنے  
 رکھی گئیں بقصد افطار کہ ناگاہ ایک سائل نے کہا کہ سلام ہو سچے  
 تمہیں اے اہلبیت نبی میں ایک مسکین ہوں اہل سلام سے پس مجھ پر کر  
 کہ تمہیں خدا سیر کر گیا خانہ مای جنت سے پس سبھوں اپنی نفسوں اور سکا  
 ایتار کیا اور صرف پانی پر اکتفا کر کے سو رہے اور صبح کو ہر روز سے  
 اوٹے فَلَمَّا اَمْسَوْا وَوَضَعَ الطَّعَامُ بَيْنَ اَيْدِیْہُمْ وَقَفَ عَلَیْہُمْ  
 یَتِیْمٌ فَاَثَرُوْہُ مَہْرَجِ شام ہوئی اور کہانا اونکے سامنے رکھا گیا

ایک یتیم نے سوال کیا اور کہنہ وہ سب اونہوں کو سو اٹھا دیا اور وقت  
 علیہم اُسیر فی الشاکلۃ ففعلوا مثیل ذلک اور تیس روز میں  
 ایک سیرت سوال کیا اور اونہوں نے وہ سب سو اٹھا دیا مثل سابق  
 فَلَمَّا انْجَبُوا اخذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ وَأَقْبَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
 فَلَمَّا ابْصَرَهُمْ وَهُمْ يَرْتَجُونَ كَالْفَرَاجِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوعِ قَالَ مَا  
 أَشَدَّ مَا يَسُونِي مَا أَسْرَكْتُمْ فَقَامَ وَأَنْطَلَقَ مَعَهُمْ فَوَاسَى فَاخْتَمَرَ  
 فِي حِجْرِهَا قَدْ انْصَقَ لَهْرُهَا بِطَنُهَا وَغَارَتْ سَنِينَا هِيَ  
 فِسَاءَةُ ذَلِكَ فِي جِبِ سَجِّ هَوَى تَوْجَنَابِ مِيرَ حَسَنِ كَالْمَتْنِ  
 کے تمبر کے پاس لیگے پس جب حضرت نے اونہیں ضعف کے مارے  
 کانپتے تھے دیکھا اور ان کو انکھوں میں بڑے بڑے کڑھے پڑے  
 دیکھے تو بہت حد تک کیا اور ان کے ساتھ جناب سیدہ کے پاس گئے  
 پس اونہیں دیکھا کہ غرابی عیادت میں کمال استقلال سے مشغول عباد  
 ہیں حالانکہ پیٹ اور پیشہ ایک ہو گیا ہے ہو کر کے مارے اور انکھوں  
 کڑھے پڑ گئے ہیں پس نہایت بخیدہ ہوئے پس حضرت جبریل نازل  
 ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد یہ سورہ لو هُنَاكَ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ  
 خدا نے تمہیں مبارک باد دی ہے تمہارے اہلبیت بار میں پس پڑھو  
 یہ سورہ وَرَوَى أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَى أَحْرَأَ بَيًّا مُتَعَلِّقًا  
 بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ يَتَقَرَّعُ وَيَتَهَيَّلُ إِلَى اللَّهِ وَيَسْأَلُهُ أَرْبَعَةَ أَلْفَ  
 دِرْهَمٍ حَرْثًا کہ حضرت امیر المؤمنین نے ایک عربی کو پوشش خانہ کی  
 لپٹے چار ہزار درہم خدا سے مانگتے دیکھا فَاذْنا مِنْهُ وَقَالَ يَا هَذَا مَا تَصْنَعُ

بہا پس حضرت قریب اوسکے گئے اور فرمایا کہ چار ہزار روپہم لیکے تو  
 کیا کرے گا؟ قَالَ الْفُشْتَرِیْ بِهَذَا مَرَّ اَوْسُیْ کَمَا کہ ایک ہزار کا ایک گھر  
 مول لونگا وَالْفُؤَدِیْ بِهَذَا کِیْنِیْ اور ایک ہزار سے اپنا قرض  
 ادا کروں گا وَالْفُجْعَلِیْ صِدَاقُ ابْنَتِیْ اور ایک ہزار اپنی بیٹی  
 کے جہیز میں دوں گا وَالْفُعَیْشِ بِهَذَا مَعَ عِیَالِیْ اور ایک ہزار کو  
 اپنی اور اپنے اہل و عیال کے مصارف شبانہ روزی میں بسر کروں گا  
 فَقَالَ اَنْصَفْتَ يَا اَعْرَابِیُّ فَاَطْلُبْنِیْ بِمَدِیْنَةِ الرَّسُولِ ثُمَّ رَجِعْ  
 وَابْتَلِیْ فَرَمَیَا کہ انصاف کی بات کی تو نے اے اعرابی خبردار مجھے ضرور  
 ڈھونڈ لینا مدینہ میں پہونچکے یہ کہکے مدینہ میں آئے اور حسبِ قول  
 فقر و فاقہ میں بسر کرنے لگے ثُمَّ وَرَدَ اَعْرَابِیٌّ فَطَفِقَ یَجُوبُ وَ  
 یَجُولُ سِکِّکَ الْمَدِیْنَةِ وَیَقُولُ مَنْ یَدُّ لَکُنِیْ عَلٰی فِتْنِیْ مِنْ  
 صَیْفَتِهِ کَذَا وَکَذَا بعد چند ہی وہ اعرابی ہی وارد مدینہ ہو کے  
 کوچہ گردی کرنے لگا اور جا بجا پوچھتا پرتا تھا کہ ایسا کون خدا کا نیک  
 بندہ ہے کہ جو مجھے پتا بتا دے اوس جوان کا کہ جو یہ صیفتیں  
 رکھتا ہے فَلَا قَاهُ الْحَسَّانُ وَهُوَ طِفْلٌ یَا فَتْحُ فَقَالَ اَنَا اَذَلَّکَ  
 عَلَیْکَ فَاَوْقَفْ عَلٰی بَابِ مَدِیْنَةِ الْعِلْمِ پس اتفاقاً ملاقات ہوئی  
 امام حسین علیہ السلام سے اور وہ جناب طفلِ خورشید سال تیرہ سال  
 کہ میں تجھے اونکی خدمت میں پہونچاؤں گا پس پہونچا دیا اوس وحید پر  
 وَاطَّلَعَ عَلَیْہَا عَلٰی حَالِہِ فخرِجَ وَقَدْ کَانُوا جُوعًا مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ  
 اور مطلع کیا اوسکے حال پریشان پر جناب امیر علیہ السلام کو پس فخرِجَا

پہنچتے ہی برآمد ہوئے اور حسب اتفاق البیت نبی تیسرے فاقہ سے  
 تشریف لے گئے، اضطراب و اضطراب لاحق حال حضرت ہوا فاقہ کھنکھڑا  
 اَللّٰهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ اَعْرَضَ عَنْكَ بَيْتُكَ الْبَيْتُ غَيْرُهَا  
 اَللّٰهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ اَعْرَضَ عَنْكَ بَيْتُكَ الْبَيْتُ غَيْرُهَا  
 حضرت نے اس میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ  
 میرے رسول خدا نے میرے لیے اور فاطمہ کے لیے انہی دو  
 سیدوں کو بویا تمہا عرض کرو مدینہ کے تاجرون پر اور اسکی قیمت  
 اس میں سے پچاس لاکہ حاضر کرو فقال بِالْوَأْسِ وَالْعَيْنِ ثُمَّ مَرَّحَ  
 وَبَاكَ اَبَا ثُنَى عَشَرَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَالْیَیْهَا لَیْکَ صَاوَاتُ اللّٰهِ  
 عَاثِرٌ وَوَضَعَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ پِس سلیمان فارسی نے بسو و شیم کیلے  
 جا کے وہ بارہ ہزار درہم کو بیچا اور قیمت اسکی لاکھ حضرت کے سامنے رکھی  
 فَأَعْطَى السَّائِلَ مَسْئُولًا پِس سائل کو بقدر سوال عطا کیا وبلغ  
 ذَیْلَ فَقَرَأَ الْمَدِیْنَةَ فَأَنشَأُوا عَلَیْهِ مِنْ كُلِّ وَجْهِ اور اتفاقاً  
 یہ خبر اڑنے اور تے مدینہ کے محتاجوں تک پہنچی وہ سب چارہ  
 ٹوٹ پڑے وَطَفِقُوا یَقْبِضُونَ عَلَیْهَا قَبْضَةً بَعْدَ قَبْضَةٍ  
 حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهَا شَیْءٌ اور ایک ٹٹھی کر کے سب اٹھا لیتے یہاں تک  
 ایک جگہ بھی نہ بچا و ذَهَبَ عَلَیْ دَاخِلِ الدَّارِ صِفْرًا لَیْدِ اور حضرت  
 دولت میں گھر خالی ہاتھ فقال لَهُ فَاطِمَةُ یَا اَبَا الْحَسَنِ بَلَّغْنِیْ  
 اَنَّكَ بَعَثْتَ حَدِیْقَةَ غَرَسَہَا اَبِی لَکَ پِس جناب سیدہ نے عرض  
 کی کہ اے ابو الحسن میں سنتی ہوں کہ میں نے وہ باغ کہ میرے والد تمہارے لیے

بویا تہا بچ ڈالا فہل انیت منہا شینا اسد یہ فاقہ ولدے  
 وہم یوتون جو عا پس اسکی تمیت سے کچھ آپ بچا کے ہیں لاسے کہ جس  
 سدرق حیات ہوا ان نونہ بچوں کا کہ جو ہوک کے بارے میں رہیں حال  
 واحیائی یاسیدۃ النساء العالمین وقص علیہا القصص حضرت نے  
 فرمایا کہ مجھے تسے بہت حجاب ہے اور سردار زنان بہشت اور سب قصہ  
 بیان کر دیا وخرج من عندہا فی طلب من یستقرض منہ شیئاً  
 پر حضرت گھر سے نکلے اس شخص میں کہ کسی سے کچھ قرض لین فذل خیر  
 علیہ السلام ثم علی رسول اللہ واخبرہ راجعاً علی اہل بیتہ  
 پس مسبب انکم خداوند حبیل حضرت جبریل جناب رسالت پر پہلی خدمت میں آئے  
 اور مفصل بیان کر دیا اونسے جو کچھ گذر اتھا اونکے اہل بیت و طہرات پر  
 فراح الی فاطمۃ وسلاھا وولدھا واعطاھا ثمانینۃ درہم  
 لیشتری بہا طعاما پس تشریف لیگے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس  
 اور اونہیں اور اونکے بچوں کو تسکین و تسلی دی اور آئندہ درہم عنایت فرمائیے  
 کہ سید رکھنا انون معصوموں کے لیے خرید کیا جائے واما علی فکم  
 یجد من یقرضہ فعاد مخزناً ومثالاً اور جناب میر علیہ السلام کو کوئی  
 ایسا شخص نہ ملا جو اونہیں قرض دیتا پس وہ نہایت افسردہ خاطر و رنجیدہ بنکر  
 مقنود و گھر پرے فلما دخل الدار قال لاجد ساریحۃ البتی فاحۃ  
 من داہری پس جب حضرت داخل دولتشرا ہوئے تو فرمایا کہ میں خوشبو  
 بدن اطریبیر کی محلی ہوئی پاتا ہوں فقیل لہ انا جاء واعطے ثمانینۃ  
 درہم لیسوا الفاقہ فاخذھا واخذ الحسن معہ وھما جائعان



وَجَاءَ إِلَى الشُّوْقِ بِسُ عَرْضُ كَيْفَا كَمَا وَاقَعِي وَهَ جَنَابُ تَشْرِيفِ اللَّهِ  
تَمَّ وَأَرَا شَهْرَهُمْ عُنَايَتِ فَرَمَا كُنْ بَيْنَ فَاوَدَ شُكَاكِي كَسَلِيْلُ بَسْ حَضْرَتِ فِي  
وَهْ دَهْمُ اَوْ طَمَائِيْ اَوْ حَضْرَتِ اِمَامِ حَسَنِ كُو سَا تَهْ دِيَا اَوْ رُ كَمَا لَ كَمَهْ سَلْجِي مِيْنِ وَهْ  
رَوْنُوْنِ بَزْرُ كُو اَبَا زَارِ تَشْرِيفِ لِيَكُنْ فَوْجِدَا رَجُلًا يَقُوْلُ مَنْ يَقْرَضُ  
(مَنْ يَكُوْنُ فِي) بِسْ اِيْكَ شَخْصِ كُو اَشْنَا سَ رَا هِ مِيْنِ دِيْ كَمَا كَهْتَا تَمَا كَهْ كُوْنِ قَرْضِ  
وَيَزِيْرُ اَوْ سِ مَالِهْ اَرُ كُو كَهْ جِسْ كَهْ خَزَانَهْ كُنْ فُكَاْنِ مِيْنِ كَسِيْ طَرَحْ كِي كَمِيْ نَهِيْنِ اَوْ رُ  
وَهْ بَرَادُ فَا كَرْنِيْ وَالا اَبْنِيْ عَمْدُوْ عَدُوْ كَا هِيْ فَتَقْلَرُ عَلَيَّ اِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ  
اَقْبِرْ شَرَفًا قَوْضَهُ بِسْ حَضْرَتِ اَمِيْرِ عَلِيْهِ السَّلَامُ نِيْ حَضْرَتِ اِمَامِ حَسَنِ اَوْ رُ كِيْ طَرَحْ  
وَيَكُنْ اَوْ رُ فَرَمَا يَا كَهْ اَحْسَنِ اَسْمُوْ قَرْضِ دُوْ بَسْ اَوْ نَهْمُوْنِ نِيْ بَطِيْبِ خَا طَرِ وَبَسْ  
اَوْ سُوْ قَرْضِ وَيَا دِرَا حِ فِيْ طَلَبِ مَنْ يَكُسْتَقْرِضُ فَوْجِدَا عَرَبِيًّا بِنَا قِيْرَ  
يَقْتَلُهُ اَوْ اَبَا فَا كَرْمُوْنِيْ كَهْ اَكْرُ كُوْنِيْ اَوْ سَلِيْ تُوَاوُسْ سِيْ لِيَجْنِيْ تَا كَهْ عِيَالِ خُوْرُوْدِيْ  
اَقْمَهْ شَهْمِيْ بُوْ بِسْ اِيْكَ اَعْرَابِيْ سِيْ مَلَا قَاتِ بُوْنِيْ كَهْ وَهْ اِيْكَ نَا قَهْ تِيْزُ رُوْحِيْ تَهْتَا  
فَقَالَ يَا اَعْرَابِيَّ تَبِيْعُهُ اِيْ قَرْضًا فَرَمَا يَا كَهْ اَسْمُوْ اَعْرَابِيْ اَكْرُ جِيْ چَا هُوْ تُوْ بَطُوْرُ قَرْضِ  
سِيْ هِيْ تِيْرِيْ نَا تَهْ بِيْجْ قَالَ اَلَا اَعْرَابِيٌّ فَمَنْ لَكَ بِمَانِيْ دِرْ هَمِ اَعْرَابِيْ فِيْ  
حَرْفِ كَمَا كَهْ اُچَا مِيْنِيْ سُوْ دِرْ هَمِ كُوْ بِيْهْ نَا قَهْ اَبْ كَهْ نَا تَهْ بِيْجَا فَقَالَ يَا حَسَنُ فَوْجِدَا  
حَضْرَتِ نِيْ فَرَمَا يَا كَهْ اَحْسَنِ لِيُوَا سِنَا تَهْ كُوْ وَصَضِيَا حَتَّى اَنْتَهَبَا اِلَى اَعْرَابِيْ  
اَخْرَفَقَالَ اَتَبِيْعُهُ اِيْ بِمَانِيْ وَعَشْرِيْنِ دِرْ هَمًا اَوْ رُوْ مَانِيْ لَكِيْ بَرُوْ هَمًا كَهْ  
بُوْنِيْچِيْ اَوْ اِيْكَ اَعْرَابِيْ كَهْ بِاسْ بِسْ دَسْنِيْ كَمَا كَهْ يَاعَلِيْ اِيْ كَسِيْ بِسْ دِرْ هَمِ كُوْ تَمَّ  
اَسْمُوْ بِيْجِيْ هُوْ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهَا قَالَ اَغْرُوْ بِهَا اَوَّلَ غَزَاةٍ يَغْرُوْهَا  
اِيْنِ عَمَلِكِ مِنْ بَعْدِ فَرَمَا يَا كَهْ تُوَا سِنَا تَهْ كُو اِيْكَ اَرُ كَا اَوْ سَنِيْ كَمَا كَهْ پِلَا غُرُوْ هِيْچِيْ

لڑائی جبین ابی ابن عم جہاد کرنے لگے اور سین میں ہی شریک حرب ضرب  
 ہو گیا اور اسی پر سوار ہو کے جہاد کرونگا قال ہی لك فاشترأھسا  
 فعاد الی طلبی البایع الاول فرمایا کہ یہ تیرے ہی لئے ہے پس بیچنے  
 او سے مول لیا اور قیمت دی پس حضرت نے چاہا کہ سودر تم بائع اول  
 دین اور نفع اوسکا بیس درہم اپنے قوت لاموت میں صرف کر لیں پس  
 واپس آئے اور پہلے اعرابی کو دھونڈنا شروع کیا فکا بکشد  
 فحسبہ وکم کیچند اور نہ پایا اوس اعرابی کو حالانکہ تفحص تھو جس میں بہت  
 زحمت ہوئی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور کس طرح اوسکا کچھ بتانہ لگا حتی ووجد  
 رسول اللہ بموضع کم یز فیہ قسط سلم علیہ فتبسم علی وجہہ  
 یہاں تک کہ جناب رسالتاب کو ایسے مقام میں پایا کہ جہاں کہیں نہیں  
 کہتے تھے وہاں پہنچا پس حضرت نے سلام کیا پس جناب رسالتاب اونچا  
 مونہ دیکھ کر تبسم کرنے لگے وقال یا علی الی این فقال فی طلبی  
 اعرابی لعلی دین اور فرمایا کہ یا علی کہا نکاح ارادہ ہے حضرت نے  
 عرض کی کہ تلاش میں آیا اعرابی کے کہ جسکا قرضہ چھ رہے جاتا ہوں فقال  
 انہ ايسرافیل والمشتري جبرئیل والمالك خزانه الملی الوفی لذل  
 اقرضت کہ الدارھم الثمانیۃ پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی زحمت  
 نہ کرو وہ اعرابی اسرافیل تھے اور وہ دوسرا اعرابی جس نے تم سے مول لیا  
 جبرئیل تھے اور مال یعنی قیمت خزانہ سے اوس مالدار اور وفا کرنے والا  
 تھی کہ جس کے نام سے تم نے قرض دیا تھا اور جس کے نام سے وہ سائل قرض  
 مانگتا تھا وروی عن ام کلثوم بنت علی انھا قالت لما كان

کلیلۃ التاسع عشر من شهر رمضان اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا  
 انخر جنابا میر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اونیسویں شب کو ماہ رمضان کی  
 قد مت لابی قرصین من شعیر وقصعة فیہا لبن وملح جزیر  
 عند الاطکار کہ پیش کیا اپنے سامنے اپنے والد ماجد کے جو کی دور و طیار  
 اور دو وہ کا کاسہ اور پسپا ہوا نمک فنظر الیہ وتاملتم ثم حرک  
 راسہ وبکی پس حضرت اسے غور سے دیکھ کے بسیا ختہ رونے لگے  
 وقال یا بنیۃ فکانت الی ادا مکن فی طبق تریدین بساؤ لہ  
 وقوفی غداۃ غد یکن یدکی اللہ تبارک ولعلی اور فرمایا کہ اے  
 بیٹی تم میرے ایک ہی طباق میں دو ناخوڑ سے لائی ہو جا رہی ہو کہ رو  
 قیامت حساب کتاب کے لیے مجھے زیادہ کھڑا رہنا پڑے خدا کے سامنے  
 اما علمت انی متبع رسول اللہ فی جمیع افعالیہ وما قدم الیہ  
 ادا مان قط فی طبقی الی ان قبض آیا نہیں جانتی تم کہ تابع اور پیرو  
 ہوں رسول خدا کا سب کا اونچیں اونکے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اونکو  
 سامنے ایک طباق میں دو ناخوڑ پیش کیا تین یہاں تک کہ وفات فرمائی  
 اونہوں نے یا بنیۃ ما من رجل طال مطعمہ ومشربوہ و ملبسہ  
 الا طال وقوفہ بکن یدکی اللہ یوم القیامۃ اے فرزند جسکے کپڑے  
 پینے پینے میں طول ہوا تو ضروری طول ہوگا اوسکے توقف میں سامنے  
 خدا کے روز قیامت یا بنیۃ انت الدنیا فی حلالہا حساب وفی  
 حرامہا عقاب اسی ختم حلال دنیا میں زحمت حساب کتاب ہے اور  
 دنیا حرام میں عقاب عذاب ہے واقعی دنیا کا بڑا مختصہ ہے خدا سے

بلا سے محفوظ رکھے بعض تجربہ کاروں کا قول ہے کہ روپے میں نیات  
 کرنے سے مومنہ کالا ہوتا ہے اور دیانت کرنے سے ہی کم سے کم یہ  
 کہ مات کالا ہوا ہو سکا چو جانا ہے قیامت ہو خزانہ کا جل کی کوٹھری  
 ہے وَقَدْ أَخْبَرَني رَسُولُ اللَّهِ أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ إِلَيْهِ وَمَعَهُ  
 مَفَاتِيحُ كُنُوزِ الْأَرْضِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَقْرُؤُكَ السَّلَامَ  
 وَيَقُولُ لَكَ إِنَّ شَيْئًا صَبَرْتُ مَعَكَ جِبَالُ تَهَامَةَ ذَهَبًا  
 وَفِيضُهُ وَخَلَاءُ مَفَاتِيحُ كُنُوزِ الْأَرْضِ وَلَا يَنْقُصُ لِكَ مِنْ خِطَاكَ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ مَا يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ لَوْ  
 فَقَالَ إِذْ لَا حَاجَةَ لِي فِي الدُّنْيَا دَعْنِي أَجُوعُ يَوْمًا وَأَشْبَعُ يَوْمًا  
 ذَا يَوْمٍ الَّذِي أَجُوعُ فِيهِ أَتَضَرَّعُ إِلَى رَبِّي وَأَسْأَلُهُ وَأَلِيَوْمَ الَّذِي  
 أَشْبَعُ فِيهِ أَشْكُوهُ وَأَتَحَمَّلُهُ اور بے شبہ خبر دی رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک روز جبریل نازل ہوئے طرف ان کے اور  
 ہمراہ ان کے زمین کے سب خزانوں کی کنجیاں تھیں اور عرض کی کہ  
 اے محمد خدا نے آپ کو بعد از رو و سلام فرمایا ہے کہ اگر تمہیں منظور ہو تو  
 مکہ بھر کے پہاڑ تمہارے لیے چاندی سونیکے کروون اور یہ کنجیاں  
 ہی سب خزانوں کی موجود ہیں اور اس بات سے قیامت کو بھی چھ  
 تمہاری بات میں فرق نہ آئیگا اور حصہ تمہارا ثواب سو ہرگز نہ گیسے گا  
 حضرت نے فرمایا کہ بعد اسکے کیا ہوگا جبریل نے عرض کی کہ موت پس  
 فرمایا کہ پھر تو مجھے کچھ دنیا کی حاجت نہیں مجھے اسی حال پر رہنے دو کہ لکھو  
 میں ہو کار ہوں اور ایک روز خدا سے سیر ہوں پس پہلو کے دن تضرع

زاری و دعا در گاہ باری مین کروں اور سیری کے دن حمد و ثنائی  
 و شکر الہی مین مصروف رہوں یا بَنِيَّةُ وَاللّٰهُ لَا اَكُلُ شَيْئًا حَتّٰى  
 تَرْفَعَيْنِ اَحَدًا اِلَّا وَاَسْمٰكُنْ فَرَفَعْتَ قَصْعَةً لِّهِنَّ فَاَكُلْنَ مِنْهَا الشَّيْءُ  
 بِالْاَيْدِ اَبْرَهٰمَ لَيْسَ شَيْءٌ حَمْدُ اللّٰهِ وَآيَاتُهُ عَظِيْمَةٌ اِسْمُ فَرْزَنْدِ قَسَمِ خَاں اکی برکت  
 مین کچھ نہ کہا ونگاہ تک تم ایک نان خور ستم، بیٹا نہ بوسل و شالیبا  
 مینے وودہ کا کاسہ پس حضرت نے جو کی روٹی تک کو بیید سے کہا کہ  
 حمد و ثنائے الہی بیا اے و قَامَ اِلَى صَلَواتِهِ وَاَمَّا يَزَلْ سِرًا كَعَسَا  
 وَسَاجِدًا اَيْتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَكَثُرُ الدُّخُولِ وَالْخُرُوجِ  
 وَنَيْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ وَهُوَ قَلْبٌ مُّتَمَكِّلٌ بِلِوْنِهِ كَمُرٍّ بَوْنِهِ  
 نماز کے لیے اور برابر تضرع و زاری و حضور قلب رکوع و سجود قیام  
 و قعود مین مصروف رہے اور بکثرت و بار بار اضطراب اضطراب  
 کہی اندر چلے جاتے تھے اور کہی زیر آسمان نکل آتے اور گہرا گہرا کے  
 آسمان کو دیکھتے تھے اور مارے قلق کے چین و بیتاب تھے قُلْتُ لَهْ قَا  
 اَبَتَاهُ رُوْحِي لَكَ الْفِدَاءُ مَا لِيْ اَرَاكَ لَا تَذُوْقُ طَعْمَ الرُّقَادِ پس  
 حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں کہ مینے عرض کی کہ اے بابا جان قربان جاؤ  
 آپ کے آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ سی طرح آپ آرام نہیں فرماتے نیند کی  
 لذت سے کچھ کام ہی نہیں فقال لِيْ يَا قَرَّةُ عَيْنِيْ اِنَّ اَبَاكَ قَتَلَ  
 الْاَبْطَالَ وَخَاضَ الْاَهْوَالَ وَمَا دَخَلَ فِيْ قَلْبِهِ رُغْبٌ وَلَا  
 خَوْفٌ اَكْثَرُ مِمَّا دَخَلَ فِيْ هٰذِهِ الْكَيْلَةِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ  
 رٰجِعُونَ فَبَكَيْتُ بَكَاءً شَدِيْدًا پس فرمایا حضرت نے کہ

اسی غمکی چشم تیرے باپ نے بڑے بڑے پہلوانوں کو قتل کیا اور بڑبڑ سے  
ہولناک باتوں میں گھسپڑا اور دلہراو سکے ایسا رعب خوف نہیں چھایا انا اللہ وانا  
الیہ راجعون کچھ آثار اچھو نہیں معلوم ہوتے پس میں یہ سنکے زار زار رونے  
لگی فَوَجَّعَ اِلٰی مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ بِصَبْرٍ تَوَجَّعَ بِمَوْتِ  
وہ جناب دعا و نماز کی طرف جیسے پہلے متوجہ تھے فلَمَّا بَقِيَ مِنَ الْاَيَّامِ ثَلَاثُ  
جَدَدِ الْوُضُوءِ وَلَبَسَ ثِيَابَهُ فَنَزَلَ اِلَى الدَّائِرَةِ حَيْثُ كَانَ يَكُونُ شَبَابُ  
باقی رہی تو حضرت نے بہ نیت استحباب تجدد وضو کی اور پہنا لباس پہن کے  
کوٹے پر سے اتر کے صحن دو لٹیرا میں آئے وَكَانَ اَوْزُقًا اُهْدِيَا  
اِلَى اخِي الْحُسَيْنِ الْفَضْلِ بْنِ وَرَّاءَهُ وَصَحْنٌ فِيهِ رَجِيحٌ وَكَانَتْ قَبْلَ  
تِلْكَ الْيَلَّةِ لَا يَصْحَحْنَ اور کچھ لطین بطور بدیہ یعنی میرے بھائی امام حسین  
کے لیے بھی تھیں وہ پر جہاڑ کے دھرت کے پیچھے چھنے لگین وحسرت ویاں  
سمو او کا مونہہ مکتی تھیں اور غم چھاتی تھیں اور دامن مبارک کو منقاروں سے  
توانب توانب کے روکتی تھیں اور اس شب کے پہلے اون سے یہ حال کبھی ظاہر  
نہ ہوا تھا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ صَوَارِحُ يَجْمَعُهُمَا نَوَاحِي  
وَعَدَاةٌ غَدِ يَظْهَرُ الْقَضَاءُ پس فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہ یہ خلاف معمول بد  
فالی کی آوازیں ہیں کہ انکے بعد نوح کی آوازیں بلند ہو گئی اور کل صبح کو نوحی  
ہو جائیگی قضا و قدر فَقُلْتُ يَا اَبَتَاهُ هَكَذَا تَطِيرُ مَعِي عَرْضُ كِي كَبَا  
جان آپ اس طرح کی بدفالی کی بات کیوں مونہہ سے نکالتے ہیں فَقَالَ يَا  
بَنِيَّةُ مَا مَعَا اَهْلَ الْبَيْتِ مَنْ يَتَطَيَّرُ وَلَا يَتَطَيَّرُ بِهِ وَلَكِنْ قَوْلُ  
حَرَامِي عَلَى لِسَانِي پس فرمایا کہ امی بیٹی ہم اہلبیت میں کوئی ایسا نہیں کہ

بد فالی کرے یا اور کوئی اس کے نام سے نہ پڑے تو الی کرے۔ یہ بھی بات تھی  
 کہ مینا ختم میری زبان پر آگئی تھی۔ قَالَ يَا بَنِيَّ اجْعَلِي لِي آيَةً فَاجْعَلِي  
 فَقَدْ بَدَسْتُ مَا لَيْسَ لِي لِسَانٌ زَكَايَةً رُبَّمَا لِي الْكَلَامُ إِذَا بَجَاعَ  
 أَوْ عَطَشْتُ فَاطْعِيهِ وَأُسْقِيهِ أَوْ عَجَبِي يَسْبِيحُكَ يَا كُلِّ مَنِ اسْتَشَاءَ لَكَ  
 فَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ بِرُفْرِيَا كَمَا اسْتَوْفِيَتْ تَحْتِي مِثْلَ مِثْلِي بِرُفْرِيَا  
 ضرور رہا کہ دینا انہیں اس لئے کہ تھے ایسے بے زبان کو تو یہ تیار ہے کہ وہ  
 بہوک و پیاس میں اپنا حال نہیں کہہ سکتا پس یا تو میری سیر آپ کو  
 اوس میں دیرا راہ نہ رو کو اونی کہ وہ زمین کی حشا میں کہ اسے پیٹتے چرتے  
 چراتے پرتے زمین پس و رواہ کہو کہ حضرت باہر پہلے گئے۔ قَالَ فَجَبَّتْ  
 مُسْرِعَةً إِلَى أَخِي الْحَسَنِ فَقَالَتْ يَا أَخِي قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ رَبِّكَ الْيَمِينُ  
 كَذَا وَكَذَا قَدْ خَرَجَ فِي هَذَا اللَّيْلِ الْعَالَسِ فَالْحَقُّهُ يَا أَخِي حضرت ام  
 کلثوم فرماتی ہیں کہ میری دوڑ کے میں حضرت امام حسنؑ کے پاس آئی اور عرض  
 کیا کہ اے بہائی آج رات کو یہ یہ نوبت آئی اور اب وہ حضرت تن تنہا  
 اس اند میری رات میں چلے گئے ہیں پس آپ بھی اونسے جا لیئے فَقَامَ  
 فَتَبِعَهُ وَلَحِقَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ الْجَامِعَ پس حضرت اوسے اور اثنای  
 راہ میں حضرت امیرؑ کے پاس پہونچے فَقَالَ يَا ابْنَتَاهُ مَا أَخْرَجَكَ فِي  
 هَذِهِ السَّاعَةِ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَةٌ پس عرض کی کہ امی والد  
 بزرگوار کیا باعث آپ کی تشریف لائیکا ابھی سے ہوا حالانکہ ایک شلٹ  
 شب باقی ہے فَقَالَ يَا قَوْعُ عَيْنِي خَرَجْتُ لِرُؤْيَا رَبِّهَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ  
 وَأَقْلَقْتَنِي فَقَالَ لَكِنْ خَيْرًا كَرِهْتُ وَخَيْرًا يَكُونُ پس فرمایا کہ امی نور ویدہ



میں نے آج ایک خواب دیکھا تھا اوسکے تعلق واضطرار میں اتنی رات  
 نکل آیا حضرت امام حسنؑ نے عرض کی کہ انشاء اللہ انجام بخیر ہے خواب  
 آپکا فقصہا علی کس بیان فرمائے مجھے فقال یا بُنّیٰ رَأَيْتَ کَانَ  
 جَبْرَئِیلُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَی جَبَلٍ اَبُو قُبَیْسٍ فَتَنَاولَ مِنْهُ  
 جُجُرَیْنِ وَمَضَعَ بَیْنَهُمَا اِلَی الْکَعْبَةِ وَتَرَكَهُمَا عَلَی ظَهْرِهِ وَضَرَبَ اَحَدَهُمَا  
 عَلَی الْاُخْرَی فَصَارَا کَالرَّمِیْمِ ثُمَّ ذَرَعَهُمَا فِی الرِّیْحِ فَمَا بَقِیَ مِنْهُمَا اِلَّا  
 بَیْتٌ اِلَا وَدَّخَلَهُ مِنْ ذَاکَ الرَّمَادِ اور فرمایا کہ اسے فرزند ولید میں کیا  
 خواب میں دیکھا ہوں کہ گویا حضرت جبریلؑ اسماں پر کوہ ابو قبیس پر  
 اور دو پتھر واپسے اوٹھا کے کعبہ پر لیٹے اور چہت پر ادسکی اونہیں  
 رکھ دیا پھر اس زور سے ایک کو وہ سر سے پر مارا کہ وہ سر سے ہو گئی پھر دوسرا  
 اونہیں ہوا میں اور کوئی گھر لکے اور مدینہ کا نہ بچا کہ حسینؑ کی سقد رو رہا  
 نہ پہنچی ہو فقال الحسنؑ وَمَا تَاوِیَا مَآ فَاَقَالَ یَا بُنّیٰ اِنْ صَدَقَتْ  
 رُؤْیَا یَا فَکَ اَبَاکَ مَقْتُولٌ وَلَا یَبْقَیْ اَمْلَکَ وَلَا یَا لِمَدِیْنَةٍ بَیْتٌ  
 اِلَا وَدَّخَلَهُ مِنْ ذَاکَ غَمٌّ وَمُصِیْبَةٌ وَهَمِنْ اَحَلَّی فِیَا قَرَّةً عَیْنِیْ یَا رُؤْ  
 یَا حَقِّی عَلَیْکَ فَاَجْعَلْ اِلَی فِرَاشِکَ لِئَلَّا یَتَغَصَّ عَلَیْکَ نَوْمٌ اَوْ لَا  
 تَقْصِیْنِی مِنْ ذَاکَ پس فرمایا امام حسنؑ علیہ السلام امی والدہ زہراؑ کو اسکی کیا  
 تعبیر ہے پس فرمایا کہ ایفرزند اگر یہ خواب میرا صحیح ہوا تو تمہارا باپ قتل کیا  
 جائیگا اور مکہ اور مدینہ میں کوئی گھر باقی نہ رہیگا بے اسکے کہ اس غم و  
 مصیبت کا اثر اوسمیں نہ پہنچے پس کوئی خوشی چشم قسم تجھے میرے حق پر  
 کی کہ اپنے بستر خواب کو پہرہ تیری نیند بچیں ہو اور خبردار اس بات میں میری



نافرمانی نہ کرنا فرج الحسنؑ فوجہ اختہ اُم کلثومؑ قائمہ خلف  
 الباب تنظرہ فدخل واخبر بها بذلك وجلسا يتحدثان وھما  
 محزونان حتی غلب علیہما النعاس پس واپس آئے حضرت امام حسینؑ  
 پس پایا اپنی بہن اُم کلثومؑ کو نہ نظر اپنا ڈیوڑھین کہ دروازے سے لگی کھڑی  
 تھیں پس حضرت گھبریں گئے اور خبر دی انہیں حال راہ اور کہاں خزن  
 ملال پیچھے کہ آپس میں باتیں کرتے کرتے سو گئے حضرت اسوقت  
 یاد آگیا اضطراب حضرت اُم کلثومؑ سے اضطراب عیال واطفال خوردسال  
 امام حسینؑ علیہ السلام وہ اضطراب اضطراب کہ خدا کئی دشمن کو بھی نصیب  
 نہ کرے اس سبب سے کہ تو حضرت امام حسینؑ سے تسلی دینے والے تھے بھلا  
 کر بلا کہ وہ مان کوئی تسلی دینے والا نہ تھا کجا وہ پروردہ ناز و نعم زینت بخش و شہ  
 نبی کمان وہ صحرانوردی و بادیرہ پیمائی وہ دھوپ کا ترقا بہوں کا کڑا کا وہ  
 جنگل کا سناٹا وہ خندق میں دھڑ دھڑاگ کا جلنا وہ گہ کا زند و شے خالی  
 ہوتے جانا وہ گھڑی گھڑی مرد و مکی لاشیں آنا جن کا پسینا ہنا گوارا نہ  
 اونکے خون کے دریا بہتے دیکھنا وہ رن کا بولنا وہ لشکر عدو میں طبل کوں کا  
 گونجنا وہ ہونسو نکا بچنا ہر حملہ میں فوج عدو کا قریب ہوتے جانا امام حسینؑ کا  
 چٹیل دھوپ میں کھڑی رہنا گرد اگر کی گردیں اٹنا لو کے لو کو نہ صبر کرنا فوج عدو کا  
 ٹوٹنا خیمہ گاہ کی طرف جانے سے روکنا شجاعوں کا جوش نہ نہی نہ تھو نہ کا  
 خروش گھوڑوں کا ہنہنا ناکیوں کا مقابلے پر آنا محکوم وزیر دست کی حکومت  
 نادان و دشمنوں کی خصوصیت و سیکام الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون  
 کتبہ المذنب میر علی رضا غفرلہ

## موعظہ پیسوان

تفسیر سورہ واششمس اور اثبات عنوان جدیدہ اور قصہ  
حضرت صالح نبی اور حالِ قدار غدار اور شبیہ ابنِ ملجم کی  
اوس سے اور شبیہ حضرت امیرِ ناکہ صالح سے اور شہما  
وجہ شبہ کا اور ذکر مصائب فضائل اوسکے ذیل میں

عنوان عجیب سے اور شہادتِ حضرت محسن

و حضرت علی صفر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرُ إِذَا أَقْلَبَهَا ۝ قَسَمَ أَقْتَابِ الْمَتَابِ ۝  
 اور اوسکے ضیا بلند روشن کی یعنی اوس نور پر روشن کی کہ جو بعد  
 بلند می آفتاب کے ظاہر ہوتا ہے اور قسم چاند کی جبکہ عقب آفتاب  
 ظاہر ہو خواصہ یہ کہ آفتاب و اوسکا ساتھی کہ جو اوسکے ساتھ  
 لگا رہتا ہے اور اوسکی رفاقت میں بسر کرتا ہے کہ ادھر آفتاب نے  
 مغرب میں غروب کیا اور او دھر چاندنی تارون کو ساتھ لیکے طلوع  
 کیا اور قسم سورج اور چاند کی انکی عظمت کی سبب سے ہے کہ یہ نہایت  
 شریف مخلوق ہیں رات دن کے بادشاہ ہیں چنانچہ ساتھی اوسکے  
 اشارہ او انکی زبان سلطنت کی طرف ہی کیا اور فرمایا لے نشر مرتب

طور پر وَاللّٰہَ اِذَا جَلَسَہَا وَاللَّیْلَ اِذَا یَقُتْہَا ہ قسم دن کی جبکہ وہ روشن  
 کر دے آفتاب یعنی بحسب ظاہر نظر اہل عرفین باعث طلوع شمس وجود  
 نہا ہوتا ہے بطور برہان اتنی کے اگرچہ حقیقت میں اور برہان الہی کے طور پر  
 طلوع آفتاب باعث وجود روز ہے بہر طور اہل عرف یہ سمجھتے ہیں کہ اگر دن  
 نہ تو آفتاب نہ نکلے اور قسم رات کی جبکہ گھٹا کی طرح چھا جائے اسی  
 آفتاب پر اور منشر ہونے اور یہی معنی لکھتے ہیں کہ نجیاں اختصار فرمادے  
 ہوئے اس قسم کہانے سے فقط غافلہ نما خواب غفلت سے بیدار کرنا منظور  
 کہ انہیں نیند سے ملے خوب غور سے دیکھیں کہ دنیا میں کیا کیا عجیب و غریب  
 عظیم الشان چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں کہ جنکی وہ خود قسم کہتا ہے اور میں  
 روز دیکھتے دیکھتے مساوات ہو گئی ان خدا کی قدرتوں کی قدر نہیں رہی کیا کہ  
 نے شہر میں جا کے وہاں کے عجائب کی چندے قدر رہتی ہے اور ہر شے  
 ہو جاتی ہے ہاں جب آدمی پیدا ہوتا ہے اگر جیسا سکا اور اک درست ہوتا تو  
 ضرور دنیا میں آکے یہاں کے عجائب دیکھ کے بہت حیران ہو بلکہ ذہن میں  
 خیمہ زنجاری اور چاند سورج کی ضیا باری اور زمین کی وسعت و فصاحت کو پہلے  
 بلا کہ ہو جاتا اور یہی مصلحت ہے کہ حکیم علی الاطلاق انسان کو ضعیف البیان  
 اور گویا کہ جس و حرکت پیدا کرتا ہے اور اسی مقام سے اسکی ہی علم  
 ہوتی ہے کہ لڑکپن میں بچوں کو کیوں زیادہ ہر چیز کی قدر ہوتی ہے بعد  
 سن شباب نہ کہانا وہ لذت دیتا ہے نہ پانی نہ سیر نہ تماشا نہ کوئی قصہ  
 نہ کہانی خلاصہ کلام مہجر نظام یہ ہوا کہ قسم اوس بادشاہ کی کہ جو دنگوا پہاڑ  
 جلال زور و شور کہتا ہے اور قسم اوس بادشاہ کی جو سر شام سے رزق پرتی

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ وَمَا يُضِلُّهُ شَيْءٌ وَلَهُ الْيُسْرَىٰ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ

لشکر تارون کا ہمراہ رکاب لٹا رہا ہے جیسا کہ تفسیر میں ہے۔  
 شَاءَ لَمْ يَخْلُقْ تَارُونَ ۚ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ  
 وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ  
 وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ

اور بنائے خدا دور و مشرق پرست رہے اور میں سے بھی ایک جسم  
 بزرگ واسطے سلطنت روئے اور چوٹا جسم واسطے سلطنت شب کے اور بنایا  
 جو جنوں کو یعنی تارون کو وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ  
 اور قسم آسمان کی اور زمین کی اور زمین کی اور اس کی ہوس  
 وضاحت کی یعنی قسم ہماری اوس صناعی کی کہ جس سے ہنر و نگاری  
 خیر بے طنائ ستوں کے نصب کیا اور مری فرش زمین فرسنگوں تک  
 بچھا دیا وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۚ اَوْ قَسَمَ نَفْسٍ کی اور اس کی دستی کی یعنی قسم  
 اوس ہماری حکمت کی کہ تیرے سے ہنر و نفس انسانی کو کامل اور نقص سے  
 بری بنایا فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ لَنَا ذَلِكُمْ ۚ اَوْ قَسَمَ نَفْسٍ کی اور اس کے بری اور  
 نیکی کو یعنی نیکی و بدی سب پر مبنی خواہ دلین ڈال کے یا دلیل عقل و  
 نقل سے نکتہ منجملہ خواص انسانی یہ ہے کہ اوس میں خدا سے دو قوتیں  
 علیا کی ہیں ایک بعض خواہوں کا صحیح ہونا اور ایک شہادت قلبی یعنی دلین  
 ایاہ مراد واقعی کا دفعہ خطور کر جانا اور یہ خاص انسانی میں نہیں حیوان میں  
 یا یا جاتا ہے چنانچہ مرغ تار کی شب میں اور مسکن تار کی دن سے جہاں آتا  
 نشیف صبح کو ظاہر ہوے فوراً اذانیں دینے لگتی ہیں حالانکہ آدمی کو قوت  
 دیکھنے سے بخوبی دفعہ شناخت ممکن نہیں ہوتی خصوصاً چاند نہیں شہور

کہ کجلی بن مین ہاتھوں کے پاؤں مین زخم ہو جاتا ہے زمین کی تاثیر سے اور  
جہاں وہ بیمار ہو سکتا تھا ایک وقت ہوتا ہے کہ بالہام وہ قریب دسکے گئے اور  
ذیلہ ہونے سے دستہ دستہ اوٹا دھوٹا ہے اگر ایسا اور پاؤں اپنا دسکے چوال پر  
ملا اور فوراً دستہ پائی گا نہ کچھ ٹھیک سنی بن ہی اگر اوس سے جدا کر لیا جائے  
تو بھری اوستہ جب تک کہ بے رنگ نہ ہو تکہ در شمع عمل کے وقت ہا امام اوس سے وہی  
معمولی حرکات و سکنات سرزد ہونے کے جواب دہ سکی بنی نوع مین مرسوم بین  
ایک بار مین نماز پڑھ کے تعقیبات و وظیفہ مین مشغول تھا کہ دفعہ ایک مگر کڑی  
ایک تہی پر حملہ کیا قریب دسکے پہنچے مگر ٹی نے پیر کہا کہ دم کی طرف سے  
حملہ چاہا اور کھٹی کے ولیمین خود بخود اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ بھی پیر بیٹی اور کڑی  
نے پیر باوجود قریب دسکے سامنے سے انکار ارادہ نہ کیا بلکہ کتر کے اوسکی پشت سے  
جا کے حملہ کیا اور اس طرحی صدمہ نا تجربے مین پس معلوم ہوا کہ کسی قدر قوت الہام  
والقار کی ہر ایک نفس پروردہ بہت اور اس طرح صحت خواب بہتہ مزاج مختلف  
بعضون مین یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے اور بعضون مین کم جیسا کہ تجربہ قطعی ہوا اور  
یہ بھی تجربہ معلوم ہے کہ مصنفین اور فیثتین بعض لوگون مین جو کم پائے جاتے ہیں  
اور دن مین زیادہ ہوتی ہیں ایکس مین باتفاق پائے جاتے ہیں دوسرے مین  
بلکہ کئی طور پر مثلاً اکثر لوگون مین بد صورتی اور حسن پایا جاتا ہے اور بعضون مین  
ایسا وہ بڑھتا ہے کہ سیکڑوں اور ہزارون مین وہ ممتاز ہو جاتا ہے اور اس طرح  
صفات باطنی بھی مثلاً جرات و شجاعت ہر ایک شخص مین کیس قدر پائی جاتی  
ہے اور بعضون مین بہت زیادہ کہ اوس سے تعجب ہوتا ہے اور وہ شخص  
ہزاروں سے لڑتا بڑتا ہے اور یہی حال زور کا ہے چنانچہ جناب میرزا

یوسف صاحب موعوم و معقول نیشاپوری کی حکایت مشہور ہے کہ  
 اوہنوں نے درخت اوکھڑ لپایا سینے پیر ڈاسٹ یا بعض اطفال کو قوت  
 حفظ ایسی بڑی تھی کہ چار برس کسین قرآن مجید تمام و کمال یاد کیا تھا  
 اور حسب قرآن پڑھتے پڑھتے ہوکا ہوتا تھا تو رونے لگتا تھا جیسا کہ شہید  
 ثانی کی بعض مصنفات سے استفادہ ہوتا ہے اور سی طرح عقل و فہم کا  
 بسنس لوگوں میں ایسا پایا جاتا ہے کہ ضرب المثل ہو جاتا ہے چنانچہ یونان کی  
 عقل اور سی طرح رستم کی طاقت اور حاتم کی سخاوت اور یوسف کا حسن  
 ضرب المثل خلاصہ یہ کہ صحیح خواب و رد میں القار و الہام کا ہونا ایک عام  
 صفت ہے کہ اکثر لوگوں کو کسی کہی پائی جاتی ہے اور بعض لوگوں میں  
 کم و زیادہ ہوتی ہے اور اوصفتوں کی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ملکی کی طور  
 دہمی کسی شخص میں حد سے زیادہ پائی جائے کہ باعث حیرت ہو اور اس قدر  
 تحقق نبوت و صدق نبی کے لیے کافی ہے چنانچہ ایچ یعنی مرانی ارمیا  
 نبی سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ غضب بیت المقدس پر نازل ہوا اور  
 برکت اور بھگتی اور نبیوں سے سچے خواب موقوف ہو گئے پس اس قدر نبوت کا  
 اثر ظاہر ہے کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا اور حقیق کا مقام ہے کہ بعضے خود  
 کہ جو عقل صاف نہیں رکھتے چند بد مذہبوں کی سوداوی خیالات کتابوں میں  
 دیکھ کے دخل در معقولات کرنے لگتے ہیں اور تدبیر اختیار کرتے ہیں لاکہ  
 بہت چیزوں کی کہ نہ عقل متوسط سے پوشیدہ ہے اتنا اثر ظاہر نبوت کا  
 دیکھ کے دلائل عقلی اور نقلی اور تو اتر معجزات اور قرآن حالیہ و مقالہ صدق  
 راستی پاکہ کیونکہ شیطانی و سواسون پر اعتماد ہو سکے گا خلاصہ یہ کہ

کچھ مشکل نہیں کہ اسطر علی کیفیتیں ملکی کی طور پر خدا بعض بند و مہین عطا  
کرے پس حیفہ کا مقام ہے کہ جس چیز کا نمونہ ہزاروں زن و مرد بلکہ  
حیوانات تک میں پایا جاتا ہے اسے یہ دشمن عقل محال سمجھ کے نہیں  
مانتے اور خلاصہ یہ ہے کہ یہی قوت مناسبات صداقت و الہام و التماس  
قلبی کی قدرت خدا اور تاثیر سرزمین وغیرہ سے کچھ لوگوں میں حاصل ہوئی  
اور وہ بذریعہ اسکے کو ان کو معلوم کرتے رہے ان باتیں کو بلا واسطہ  
ملا لگہ سے ملاقات ہوئی یا نہ اسے کلام ہوا بکریٹہ اولیٰ درجہ رسالت کا  
وہی ہے کہ جسکی تطبیق بدیہی اور شاہد ہے اور باقی تاریخ کی کم اکثر عقل  
متوسط میں نہ اسکے تو براہین قطعیتہ اسکی تصدیق کئے گئے انبات کردہ  
ہیں **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا** سنگار  
ہوا وہ شخص کہ جس نے تزکیہ نفس کیا اور اوسے ملوث نجاست گناہ سے پاک کیا  
اور خائب خاسر و زیان کار ہوا وہ شخص کہ جس نے اغوائی نفس کیا اور پوشیدہ  
اور اوسے کناہ میں ملوث کیا **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا**  
تکذیب کی اور جٹلایا قوم ثمود نے اپنی طغیانی اور بے ایمانی سے جبکہ ان  
سوا اقدار خدا رکھو شقاوت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اور تمام قوم ثمود پر فو  
لیکیا تھا شقاوت و شہارت میں پوشیدہ نہ ہے کہ ثمود نام ہے ایک قوم  
قبیلہ کا عرب عاربہ میں سے کہ نام اونکا نام پر اونکے باپ کے رکھا گیا یعنی  
اسم ثمود بن عابر بن ادم بن سام بن نوح اور قریہ انکا کنارہ دریا پر تھا  
پورے چالیس گھر ہی نہونکے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے  
ہوئے انکے نبی کا نام نامی حضرت صالحؑ تھا سولہ برس کے سن سے



انکی ہدایت کو آئے تھے اور ایکسی بیس برس کے سن تک ہدایت کیا جسکے  
 اور کچھ عقیدہ نوا آخر الامر اسپر نہا ہوئی کہ یا وہ لوگ خدائے کبیرا پر مشکل کی  
 درخواست کریں یا حضرت صالح اونس کے بتوں سے استغناء کریں اگر وہ  
 جواب دین تو قہما نہیں تو کذب بت پرستوں کا ظاہر ہو پس وہ سب بتی  
 ہوئے اور ایک روز انہوں نے بت پرستی پر ایک میدان میں سب بتوں کو  
 اکٹبا کیا پس حضرت صالح نے بت بزرگ سے اونکے کہا کہ میری بات کا  
 جواب دےتے او سنئے کچھ جواب نہ دیا انہوں او سکا نام و نشان پوچھا تو  
 کہا یہ ہمارا بڑا بت ہو اسکا جی نہیں چاہتا تم سے بات کر نیکو دوست رہیے  
 پوچھا او سنئے بھی کچھ جواب نہ دیا اسی طرح بت پرستی پوچھا کسی بت  
 بات نہ کی بت بن گئی پس وہ سب اپنے بتوں کے آگے ماتمہ باندھنے لگے  
 اور اونکے پاؤں پر گرنے لگے کہ تم کیوں صالح کو جواب نہیں دیتے تمہارا  
 بات نہ کرنے سے ہماری بات میں فرق آتا ہے اسپر ہی انہوں نے کچھ  
 نہ کہا پھر انہوں نے صالح سے کہا کہ یہ تم سے آرزو ہیں اسی سے بات  
 نہیں کرتے تم یہاں سے ہٹ جاؤ پس حضرت صالح چلے گئے اور ٹھوونے  
 تخلیہ میں اپنے بتوں سے بہت لجاجت کی کہ کہا کہ ہم پر رحم کرو اور اسی طرح  
 تو مونہہ سے بولو کہ صالح کے سامنے ہماری رسوائی نہو پھر صالح کو بلایا  
 اور انہوں نے جب کلام کیا تو کچھ بھی جواب نہ پایا آخر الامر حضرت صالح  
 نے فرمایا کہ آج کا دن تو تمام ہوا بتوں سے ہرگز کلام نہوا اب ہی اگر جی چاہی تو  
 میرے خدا سے کوئی درخواست کرو اور دلی مراد لو پس وہیں سے گئی  
 حضرت صالح نے پچھنے کہ جو مسلم الثبوت سبکے نزدیک تھے اور انہیں پرستار

لیگئے پس دسویں نے عرض کی کہ اے صالح اگر تمہارا خدا ہماری حاجت بڑا  
 تو ہم سب تم سے بیعت کرینگے پس حضرت صالح نے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں مانگنا ہو خدا  
 مانگو انہوں نے عرض کی کہ آپ اپنے خدا سے دعا کیجئے کہ اس پہاڑ سے جو  
 قریب ہمارے ہے ایک ناقہ اشقر سرخ رنگ پشیم دار پورے دنوں کے  
 پیٹ سے پیدا ہو اور فاصلہ اوسکے ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک میل بہر کا  
 ہو حضرت نے فرمایا کہ ہر چند یہ سوال تمہارا مجھ بندہ ناچیز عاجز پر نہایت  
 سخت و دشوار ہے لیکن میرے خدا کے سامنے اسکی کچھ اصل نہیں یہ کیلک  
 اوٹھوں نے بگریہ وزاری درگاہ باری میں دعا کی فی الفور وہ پہاڑ شق ہوا  
 اور ایسی حبیب آواز آئی کہ قریب تھا کہ اُنکے ہوش اور جاگن اور اوس  
 پہاڑ پر ایسا اضطراب طاری ہوا کہ تیسرے دن حاملہ پر روزہ سے طاری  
 ہوتا ہے اور دفعۃً سرناقہ شکاف کوہ سے پیدا ہوا اور متصل اوسکے گردن  
 اور باقی بدن ظاہر ہوا اور وہ سب پائینہ سان حیران ہو گئے اور کہا کہ آئینہ  
 کیا جلد خدا نے تمہاری دعا قبول کی اب یہ دعا کرو کہ اسی اس ناقہ کے ہی  
 ایک بچہ پیدا ہو پس حضرت نے دعا کی بجز دعا اوسکے بچہ پیدا ہو کے اپنی  
 ماں کے گرد پہنچنے لگا پھر حضرت نے فرمایا کہ ایتھا الناس ابنتو تمہیں کچھ عذر  
 نہیں رہا انہوں نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لیچلین کہ ہم اپنی قوم  
 یہ ماجرا بیان کر کے اونسے آپکے لئے بیعت لین پس گھر تک پہنچو پہنچو  
 ابلیس پر تلبیس نے انہیں سے چونٹھ آویسوں کو گمراہ کر دیا تا انکے سب  
 منکر ہو گئے فقط چہل آدمی ثابت قدم رہے آخر الامر نوبت بانیجا رسید کہ  
 اول چہدین سے ہی ایک مرتد ہو گیا اور فقط بائچ آدمی ثابت قدم رہے

آخر الامر قوم سراپا لوم کو وہی تقرر دیا اور سب کہا کیے کہ یہ سانحہ کچھ عجیب  
 اور کچھ دروغ بیفروغ اور اون چہ میں سے جو ایک شخص مرتد ہوا تھا وہ  
 پلے کر نہیں اتنی کے شریک ہوا راوی لکھتا ہے کہ میں یہ حدیث  
 سعید بن زریہ سے بیان کیا کہ جو ہمارے احباب میں سے تھیں اوسے  
 کہا کہ ملک شام میں سینے بچشم خود اوس پہاڑ کو دیکھا کہ پہاڑ سے اوس ناکہ  
 اوس میں نشان ہو گیا ہے جیسے چلبی تار ہے اور ایک اور پہاڑ اوس کے مقابل  
 میں ہے کہ فاصلہ اون دونوں کے درمیان میں بقدر ایک نیل کو ہے اور  
 حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے تفسیر میں کریمہ  
 و کذب ثمود بالسنہ بریعی جملہ یا قوم ثمود نے اپنی ڈرائیو لون کو  
 یعنی پیغمبروں کو کہ جو عذاب خدا سے ڈراتے تھے کہ یہ یہ اس بارہ میں آیا  
 کہ ثمود نے تکذیب حضرت صالح کی کی اور کبھی کسی قوم کو جناب باری نے  
 عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا مگر یہ کہ پہلے ان کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کو  
 بھیجا ہوتا کہ وہ اوپر دلائل حقہ قائم کر کے تمام حجت فرمالین پس بھیجا خدا  
 حضرت صالح کو قوم ثمود کی جانب پس دعوت کی اونہوں نے اپنی قوم کو خدا  
 طرف پس اونہوں نے فرمان برداری نہ کی اوس جناب کی اور نہایت  
 سرکشی کی اور اونسے کہا کہ ہم تمہارا ایمان نہ لائیں گے تا انکہ اس پتھر سے  
 ہمارے لیے ظاہر کر دو ایک ناقہ حامل اور اوس پتھر کو وہ پوجتے تھے اور  
 ہر سال اوسکے پاس قربانی کرتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم اوسکی کرتے تھے  
 پس حضرت نے دعا کی اور خدا نے پتھر سے پیدا کر دیا اوس ناقہ کو حسب  
 درخواست قوم ثمود کے پھر خدا نے وحی کی حضرت صالح پر کہ تم ان لوگوں کو

جناب اس روایت کے  
 ثابت ہوا ہے کہ دروغ  
 و زانیوں کا یہ حال ہے  
 حضرت صالح میں اور  
 یہاں تک کہ ان کے  
 اور اس کے خلاف  
 یہ تہمت قائم ہے کہ  
 انہوں نے اسے تکذیب  
 اطلاق کیا کہ جناب  
 یا اللہ قاتل  
 حضرت ابیہم پر  
 فرما دینا یا اللہ  
 ذرا نیو لی حضرت  
 ہون علامت و آثار  
 غلابین سے

کہ ایک روز کا پانی تو تم لوگ پیو اور دوسرے دن کا ناقہ پیے گا اس میں  
 تمہارا حصہ نہیں چنانچہ جو روز پانی پیو گا ہوتا تھا اس کا سب پانی وہی پی جاتا تھا لیکن وہ مسافر  
 دیتا تھا کہ ہر ایک صغیر و کبیر و بڑا و پیر اس کے شیر سے سیر ہوتا تھا اور دوسرے  
 دن وہ ناقہ نہ اونچا پانی پیتا تھا نہ اپنا دودھ اونہیں دیتا تھا پس کئی برس  
 اسی حال پر گئے پھر اونہیں شیطان نے ورغلانا کہ اونہوں نے کہا کہ  
 ہرگز اس پر راضی نہیں کہ ایک دن تو پانی پائیں اور دوسرے دن اس سے  
 محروم رہ جائیں ایسا کون ہے کہ اس ناقہ کو قتل کرے اور مزدین اس کی  
 ہمسے مال کثیر و زخیر لے پس ایک شخص احمر اشقر ازرق ولد التزنا کہ جس کا بچا  
 کچھ پیتا تھا اور قدر اوس غذا کا نام تھا وہ اس بیگناہ کے قتل پر آمادہ  
 ہوا کناہہ دریا پر جانے میں متعرض نہوا لیکن پر کے آنے میں وہاں سے  
 اوسنے ایک ضربت اس کے پاؤں پر لگائی اور کچھ ضرر نہوا پس دوسری ضربت  
 میں اوس پے کیا اور بچا اوس کا بیٹا بی سے پہاڑ پر چڑھ گیا اور تین بار مضطرب  
 سے اوسنے مونہہ اوٹھا کے آسمان کو دیکھا اور بہت دردناک آواز سے  
 استغاثہ جناب باری سے کرنے لگا پھر تمام قوم سر اپا لوم ٹوٹ پڑے  
 اور ناقہ کو پرزے پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گوشت اوس کا اس میں  
 بانٹ کے کھا گئے یہ حال دیکھ کے پیغمبر خدا کو بڑا صدمہ ہوا اور اونپر وحی  
 نازل ہوئی کہ تمہاری امت نے بڑی نافرمانی و سرکشی کی اب اونہیں  
 خبر دو کہ اگر توبہ کرنا ہے کر لین نہیں تو تین دن میں اونپر عذاب نازل ہوگا پس  
 انہوں نے کہا کہ جس کا تم وعدہ کرتے ہو اس سے جلد لاکے ہمیں نازل کرو اگر  
 یہ سگو ہو اونہوں نے فرمایا کہ ایتھا التا کل تمہاری مونہہ زرد ہو گیا اور پھر

سُرخ اور اترسوں سینا اور دلیا ہی ہوا اور باہم ایک نے دوسرے کو سمجھایا  
 مگر کشتوں کی سرکشی اور دوجہد ہوتی گئی اور کہنے لگے کہ اگر ہمیں صلح کے  
 کلمہ کا فیصلہ ہی ہو جائیگا تو کبھی ہم سے ممکن نہوگا کہ ہم پرستش چوڑی نہ لادیں  
 کہ جنہوں پر ہمیشہ ہمارے بزرگ پرستش کرتے چلے آئے، الغرض جیسا کہ  
 یہی تمام ہوا اور چوتھی شب آئی توجبریل امین نے نصف شب کو آیا کیا سا نفر مارا کہ  
 کہ اوتنے کا زلزلہ کے پرے ہٹ گئے اور دل تہرا گئے اور کلیجہ شق ہو گئے اور  
 اس عرصہ میں انہوں نے غسل و کفن کر رکھا تھا اور خوب جان چکے تھے  
 کہ نذاب الہی سے نہ بچینگے پس آواز جبریل سے فوراً سہا ہلا کہ ہو گئے اور  
 انہوں نے مکانوں اور بستر و زمین پر سے پڑے رہی اور علاوہ آواز بعد اوسکے  
 خدا نے آسمان پر سے آگ بھی اونپر برسی کہ وہ سب جل گئے اور سب کی طرف  
 اشارہ فرماتا ہے جناب باری تعالیٰ قرآن مجید میں اور فرماتا ہے فَقَالَ لَهُمُ  
 رَبُّهُمْ اِنَّكُمْ لَمُنْكَرُونَ وَتَقِيْلُهَا پس کہا اوتسے یعنی قوم ثمود سے  
 رسول خدا یعنی حضرت صالحؑ نے کہ متعرض حال نہو خدا کے نافرمانی کے اور اگر  
 اپنے کہنے اوسکی جان نلوا اور اوپر بانی نہ بند کرو فَاَنْذَرْتَهُمْ وَخَقَرُوْهُمْ  
 پس تکذیب کی انہوں نے اوتکی اور پے کیا اوسے یعنی سب سب قتل ہو  
 گئے کہ اصل مباشرتِ خدا تھا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَحَسَبُوْا  
 پس عذاب نازل کیا اونپر اوتکے خدا نے سبب نکر گناہوں کے پس کامل و  
 استوار اور درست طور پر عذاب نازل کیا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهُمْ اور انجام  
 کار کی کچھ بھی پروا نہ کی یعنی بخوف و دہشت اونپر عذاب نازل کر دیا یعنی  
 چوٹی یا کٹھن کی طرح مل ڈالائی کے دانوں کی طرح کو لوہوں میں دل ڈالا

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِكْرِ خُطْبَةِ الشَّهِيدَةِ الطَّوِيلَةِ جَاءَتْ  
رسالتاب سے ذیل میں ایک طویل خطبہ کے منقول ہے کہ اونسے حضرت  
امیر المومنین علیہ السلام نے اتنا ہی خطبہ میں پوچھا مَا أَفْضَلَ لَكُمْ أَلَمْ يَكُنْ فِي  
هَذَا الشَّهْرِ أَفْضَلُ أَعْمَالٍ كُنْ عَلَى خَيْرٍ هِيَ اس مہینے میں فَقَالَ يَا أَبَا الْكَسْبِ  
أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِي هَذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ مُحَارِمِ اللَّهِ ثُمَّ بَكَى حَضْرَتُ  
فرمایا کہ اے ابوالکسب! افضل اعمال اس مہینے میں پرہیزگاری ہے اور  
چیزوں سے کہ جنہیں خدا نے حرام کیا ہے یہہ فرما کے حضرت رونے لگے  
حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مِثْنَةُ عَرْضٍ كِي مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
یعنی کس چیز نے آپ کو رولا یا یا رسول خدا فَقَالَ يَا عَلِيُّ أَبْكِي لِمَا نَسْتَحِلُّ  
مِنْكَ فِي هَذَا الشَّهْرِ كَأَنِّي بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي لِرَبِّكَ وَقَدْ أَنْبَعَثَ  
أَشْقَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ شَقِيقُ عَاقِرٍ نَاقَةٍ ثَمُودَ فَضْرَبَكَ ضَرْبَةً  
عَلَى قَرْنِكَ تَحْضَبُ مِنْهَا الْحَيَاتُكَ پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی رونے ہو  
میں اوس مصیبت پر کہ جو تم پر نازل ہوئی والی ہے اس مہینے میں گویا میں  
تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم نماز بے نیاز میں مصروف ہو اور ہستادہ و آمادہ  
اشقی ترین اولین و آخرین شقیق یعنی بھائی اور مان جایا عاقراۃ ثمود پر  
قد اعدار کا پس اونسے ایک ضربت تمہارے سر پر لگائی کہ سبب اسکے  
خون کا خضاب ہوگا تمہاری ڈاڑھی پر قَالَ أَطِئِ الْمُؤْمِنِينَ وَذَلِكَ فِي  
سَلَامَةٍ مِنْ دُونِي یعنی اوسوقت میرا دین و ایمان تو سالم ہوگا جیسا ہر  
رسالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مان پر فرمایا کہ یا علی جو  
تمہیں قتل کرے اونسے مجھے قتل کیا اور جس نے تم سے عداوت کی اونسے مجھ سے

عداوت کی جس نے تمہاری مذمت کی اس نے میری مذمت کی اس لیے کہ تم مجھے  
 وروح ہو میری اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے خدا نے مجھے  
 اور تمہیں ساتھ آفریدہ کیا اور مجھے نبوت کے لیے اور تمہیں امامت کے  
 واسطے برگزیدہ کیا پس جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری  
 نبوت کا انکار کیا ای علی تم وصی میرے ہو اور میرے فرزند و کم والد ہو  
 اور میری پارہ جگر کے شوہر ہو اور میرے جانشین ہو میری امت پر حیات میں  
 ہی میری اور میری وفات کے ہی بعد حکم تمہارا حکم میرا ہے اور منع کرنا تمہارا بمنزلہ  
 میرے منع کر نیکے ہے قسم کہتا ہوں میں اس پاک پروردگار کی کہ جس نے مجھے  
 نبوت کے واسطے بھیجا اور تمام عالم پر فضیلت دی کہ تم حجت خدا ہو خلق خدا  
 اور راز و ار خدا کے ہو اور مثل آدم خلیفہ خدا ہو اس کے بند و نبرو اعطا کرتا ہے  
 کہ اس حدیث میں یہ جو وارد ہوا کہ **شَقِيقُ عَاقِرٍ نَاقِرٌ تَمُودٌ** تو مراد اس سے  
 بہائی قاتل ناقے کا ہے اور نظیر اس کا اور مصداق سگ زرد برادر شغال  
 اور مقصود اس سے تشبیہ ہے اس واسطے کہ اکثر ایک بہائی دوسرے سے  
 مشابہ ہوتا ہے خصوصاً جبکہ حقیقی بہائی ہوں جیسا کہ وہ مفاد و لفظ شقیق کا  
 ہے پس مراد حضرت کی شقیق سے معنی مطابق اس کے نہیں بلکہ شبہت کہ  
 جو شقیق کے معنوں کو عرفاً لازم ہے بطور دلالت التزامی کے اور عرف میں  
 ایسا لزوم محل تا مل نہیں گو عقلاً نہوا و ظاہر ہے کہ بنائے حکم اکثر پر ہوتی ہے  
 اور اکثر کلیہ اکثر یہ ہوتی ہیں گو کہیں ان کے خلاف ہی ظاہر ہو چنانچہ بعض مجتہدین  
 نے لکھا ہے کہ جب حاتم طائی اس دار فانی سے فنا ہو گیا تو حاتم طائی کے بہائی  
 اس کا طریقہ اختیار کیا اور اس کے قدم با قدم چلنے لگا جبکہ وہ سکی مان نے یہ حال

سنا تو اسے پاس بلا کے کہا کہ اسے فرزند میری رحمت تو نے کیوں اختیار  
 کی ہے اوسکی پیروی سے ہاتھ اوٹھا ہر ایک کی بات اوسیکر ساتھ ہے  
 ہر کسی راہر کاری ساختہ بند یہ سنکے طائی کے بھائی کو غصہ آیا اور جنجال کے  
 اوسنے کہا کہ میرے بھائی کو سر پر کیا سرخاب کا پر تھا ایک ہی باپ ایک ہی ماں  
 جو وہ کرتا تھا مجھ سے کیوں نہ انجام پائیگا اوسکی ماں نے کہا کہ بیٹا ابھی تمہیں اتنا  
 تجربہ نہیں ہم بڑے جہان دیدہ ہیں کچھ کو کے سیکو گے سے طلب کن  
 ز جوانان کمال پیرانہ کہ ہست خواستن میوہ از بہار غلط بد کہاں تم کہاں  
 سے چہ نسبت خاک را با عالم : جب تم کم سنی میں دودہ پیتے تھے تو تمہارا  
 دودہ پیئے میں جو اتفاقاً کوئی لڑکا آجاتا تھا تو تم اس ڈسے کہ کہیں وہ  
 تمہارا شریک نہو جائے اتنا روتے تھے کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی  
 تھیں اور چختے چختے سارا گھر سربراوٹھا لیتے تھے کیسے طرح چپ نہو دتے  
 جب تک کہ وہ بچا راوٹا نہسے ہٹا نہ دیا جائے اور عاتق نے کہی دودہ نہیں پیا  
 جب تک کہ کوئی اور لڑکا اوسکے ساتھ شریک نہیں ہوا **الحاصل**  
 حضرت کو منظور تشبیہ وینا قاتل کا ہے عاقبے اور لازم ہے اوسو تشبیہ  
 مقتول کی معقور سے پس فقرہ مذکورہ میں دو تشبیہیں ہیں پہلی تشبیہ تو  
 منطوق کلام میں ہے اور تفصیل و سکی مقتضی ہے بحث کو ارکان تشبیہ  
 مذکور سے پس پوشیدہ نہ ہے کہ مشبہ ابن علی بن ابی طالب علیہ السلام الناقل  
 حیدر کرار غیر فرار ہے اور مشبہ یہ قدر غدار ہے کہ جس نے ناقہ نمود کو  
 کیا تھا اور ابھی اوسکا قصہ بیان کیا گیا اور وجہ تشبیہ کہی امر میں پہلے  
 یہ کہ عاقرب عاربہ میں سے تھا اور قاتل عرب مستعربہ میں سے تھا



وہ کہ یہ کہ قدر خدا کی طرح ابن بلجہ ملعون ہی والد الزنا تھا  
 دلیل اول وہ احادیث میں کہ قتہ قدر میں گزری اور دلیل ثانی غصہ پہ  
 آتی ہے اور ثویہ اوس کے نام ابن الزنا دینے کا ہے کہ جو اسپر ولالت کرتے  
 ہیں کہ ہر ایک دشمن اعلیٰ بیت کا دل اثر ہے یہ کہ یہ کہ فقط قدر نے  
 تاتے کو پہنے نہیں کہا بلکہ اور بہت سے سرکش بانی اس امر خطیہ کے ہوتے  
 اور قدر کو اور ثویہ نے درغلنا اور بیان ہی فقط ابن بلجہ بانی اس اعلیٰ عظیم کا  
 تھا بلکہ معاویہ ہادیہ وغیرہ نے اوس سے بڑھ کر کیا تھا خصوصاً قدام ملعونہ کے  
 چنانچہ شب ضربت ہی یہ ملعونہ اسی ملعونہ کے گھر میں تھا اور نہایت  
 فریختہ اور دلدادہ اور کاتبا اور مدت دراز سے طالب صل تھا اور وہ  
 ہمیشہ اسو لطائف الحیل سے ڈالتی تھی آخر الامر اوس ملعونہ نے ہر اپنا  
 سر مبارک حضرت امیر المومنین علیہ السلام قرار دیا **الحاصل**  
 بعض روایات میں وارد ہے وَكَانَ ابْنُ مُلْجَمٍ اللَّعِينُ قَدْ بَاتَ  
 فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَلَى فِرَاشِهِ يُفَكِّرُ فِي نَفْسِهِ إِذِ انْتَهَ قَطَامُ الْمَلْعُونَةِ  
 وَنَامَتْ مَعَهُ فِي فِرَاشِهِ وَقَالَتْ يَا هَذَا مَنْ يَكُونُ عَلَى هَذَا الْكُرْسِيِّ  
 أَيْ قَدْ تَالَ الْمَلْعُونُ وَاللَّهُ أَقْسَدُهُ لَكَ السَّاعَةُ خَلَا صَ بِهِ كَ شَبِيتَ  
 ابن بلجہ ملعون اپنے بستر پر پس و پیش کر رہا تھا کہ ایسے اعلیٰ عظیم کو کیونکر نجا  
 دیکھو نگا اور شیر خدا صفر صف شکن کو کس طرح تہ تیغ بیدریغ کرونگا کہا  
 وہ کہان میں اونکے رب سے شیر کا زہرہ آب ہوتا ہے قاف سی قاف تک  
 اونکی شجاعت کا شہرہ ہے علاوہ یہ کہ یہ کہیر حسن میں کس حال خراب ہو  
 اونکو پاس آیا اور اب ونکی بدولت خالق میں کیسا عزت و اعتبار پایا مجھے

او نہون نے خاک سے پاک کیا فاقہ و فقر خوف و خطر ہر طرح کے ضرر سے  
 بھیاک کیا یہ کس دین و مذہب سے ہیں کہ میں اور نے خطا کروں او کی بڑھاتا  
 احسانوں کو بہلا دوں اسی تمہو میں نہا کہ نظام اور سنگہ با سنی کی اور  
 قریب و کیرہ کے اسکی تن بیان میں بیان آئی ہے سپر یہ طرہ کہ او نے گویا  
 اختلاف شروع کیا اور یہ نعمت غیر متزیدہ و بیکہ اسے جاسیہ سے باہر  
 ہو گیا مشہور ترے وعدہ وصل چون شود نزدیک تہش شوق خیر  
 جب اسطر جسے اوس مکارہ نے اس لعین کا اشتیاق بڑھایا اور اسے  
 اور زیادہ ہوس کی تہ او نے کہہ کہ آہ اہی اور کہہ را وہ مکرنا میرے وعدہ پر  
 تو نے وفانہ کی مجھ سے کیا مکی بجا اسے ہمے غور نہیں کرتا کہ جو ایسا وہ  
 رکھتا ہوا ہے بے شمار چرسو کلب روا ہو گیا اور شقی نے کہہ کہ تو خاطر  
 جمع رکھتا ہے تھوڑی دیر میں حضرت کو تیری خاطر سے شہید کرنا ہوا  
 اونکا سر تجھے ایک دم میں لا دوں گا تجھ سے جو قول بنا چکا ہوں او سے  
 ضرور پورا کروں گا فلما سمع صوت اصیرا اؤ فینا وثب وقال  
 ھللی الی بالسیف المسموم فآخذ وخرج الی المسجد ووقع  
 علی فراشہ کا کہہ نام پوسل نے جیلہ از حضرت کی آواز کی سنی تو  
 وقعہ جست بہر کے او چھلپڑا اور قظام سے کہنے لگا کہ جلد مجھے زہر لود  
 تلوار اوٹھا دے کہ اب تیرے مطلب پر آئیکا موقع ہے جب تک میں مسجد  
 جاؤں گا وہ جناب مشغول نماز ہونگے اور میں سن چکا ہوں اونہیں  
 فرماتے ہوئے کہ ہر وقت بدن شریف آہن و سنگ سے ہی زیادہ سنگلاخ  
 ہوتا ہے مگر نماز میں خوف بے نیاز سے موم ہو جاتا پس یہی تلوار

اثر کر نیک وقت سے یہ کیلئے ملو ارباب تہہ بن لی اور کعبہ دین دہانے کو  
 مسجد کی راہ لی چوسکتے محو کرنا ایسے مخلوق شریف کا کہ جو دلیل وجود  
 و سجدہ خدا اور معجزہ رسو خدا ہو پانچویں خون ناحق کرنا دوسری  
 مفہوم کلام خیر الامام سے مفہوم ہوتی ہے اور اس کے ارکان کا بیان بھی  
 مناسب ہے پس مشہد جناب میر المومنین علیہ السلام ہیں وہ امام ہمام  
 کہ جنکے فضائل و مناقب بحر مواج کی طرح موجزن ہیں اور کوئی جنس  
 ان کی تھا نہیں پاسکتا اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 منقول ہے مَا عَرَفَ اللَّهُ إِلَّا أَنَا وَعَلَىٰ وَمَا عَرَفَنِي إِلَّا اللَّهُ وَعَلَىٰ  
 وَمَا عَرَفَ عَلِيًّا إِلَّا اللَّهُ وَأَنَا بَيْنَ بَيْنِ خَدَايَ عَزَّوَجَلَّ كُوْنِي  
 اور علی نے اور میں نے پانچ مگر خدا نے اور علی نے اور میں نے پانچ  
 کو مگر خدا نے اور میں نے کوکان لا شجاراً قلاماً ولا بجرماً مداداً  
 وأجبت كُتَاباً وَالْأَلْسُنُ حُسَاباً مَا أَحْصُوا فَضِيلَةَ مِنْ فَضَائِلِ  
 عِلِّيٍّ اِگر دنیا ہر کے سب درخت قلم ہو کے قلم ہو جائیں اور سب دریا  
 بن جائیں اور میں کہیں اور انسان شمار کریں تو بھی احاطہ نہ کر سکیں گے فضیلت  
 پر جناب امیر علیہ السلام کی فضیلتوں میں سے اور جناب مفتی صاحب ہیں  
 قلم باید کہ از اشجار باشد مداد از اجبر ذختر باشد  
 شود و عمر خلایق صرف حدش رقم انگہ شود و یک حرف حدش  
 اور مشتبہ یہ ناقہ شود ہے کہ ابھی جسکا حال بیان ہوا اور وجہ شبہہ  
 کی امر میں پہلی یہ کہ قاتل حضرت مثل عاقراً نقہ ولد الزنا تھا دوسری  
 اون دونوں کا خون ناحق کرنا جیسا کہ یہ دونوں امر سابق میں ہی گزر

تیسری یہ کہ باتفاق عقل حیوان جنس انسان ہے پس تشبیہ حضرت  
 ناقہ سے بہت چست و درست ہوگی چوکھے یہ کہ حضرت ابنو نوع میں اکمل  
 تھے اسی طرح وہ ناقہ اپنے مجنسوں سے یعنی تمام حیوانات سے افضل تھا  
 پانچویں سب ناقون ہیں ولادت اوسکی نئی طور پر ہوئی تھی کہ سب تو شکم  
 مادر سے متولد ہوتے تھے اور وہ پتھر سے پیدا ہوا اوسیطرح ہمارے  
 حضرت کی ولادت باسعادت سب مولودوں کے برخلاف ہوئی کہ جب افلی  
 والدہ ماجدہ کو دروزہ عارض ہوا تو بالہام خدا وہ اوسی حالت میں مضطرب  
 کعبہ کی طرف روانہ ہوئیں اور زید بن قنبل وغیرہ کے سامنے خدا نے دیوار  
 کعبہ کو شق کیا اور وہ داخل کعبہ ہوئیں اور بعد عرصہ دراز کے کہ بنا بر بعض  
 روایات تین دن کا زمانہ تھا پھر وہ خانہ کعبہ سے برآمد ہوئیں جناب میر علیہ السلام  
 کو دست مبارک پر رکھے ہوئے اور فرماتی جاتی تھیں کہ شکر ہے اوسخدا کا  
 کہ جس نے مجھے آسیار زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران پر ترجیح دی کہ انہوں نے  
 بہشت کے میوے بعد وفات پائے اور میں نے حیات میں کھائے چھوڑ  
 جیسا کہ ایذا رسانی پر ناقہ خدا کے تمام امت حضرت صالحؑ نے اتفاق کر لیا تھا  
 اوسیطرح نافرمانی و ایذا رسانی جناب میر المؤمنین علیہ السلام پر سب امت  
 جناب رسالتؐ نے اتفاق کر لیا تھا چنانچہ آخر خطبہ قاصعہ میں فرمائی ہیں  
 اَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْاِسْلَامِ وَعَطَلْتُمْ حُدُودَهُ وَاَمْتُمْ اَحْكَامَهُ  
 اَلَا وَقَدْ اَمَرَنِي اللّٰهُ بِقِتَالِ اَهْلِ الْبَغْيِ وَالْتَكْلِثِ وَالْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ  
 فَاَمَّا التَّكْلِثُ فَقَدْ قَاتَلْتُ وَاَمَّا الْقَاسِطُونَ فَقَدْ جَاهَدْتُ  
 وَاَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ وَاَمَّا شَيْطَانُ الرَّدَّةِ فَقَدْ كَفَيْتُهُ

بَصِيرَةٍ سَمِعْتُ لَهَا وَجِبَةً قَلْبِهِ وَخَبْرَ صَدْرِهِ وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ  
وَلَكِنْ أَدْنَى اللَّهِ فِي الْكَوْنِ عَلَيْهِمْ لَا ذَلِيلَ مِنْهُمْ مَا يَشُدُّ رُفَى طَرَفِ  
الْأَرْضِ تَشُدُّ سُرَا أَنَا وَضَعْتُ بِكُلِّ الْعَرَبِ وَكَسَرْتُ فَوَاجِمَ مُرُونِ  
رَبِيعَةٍ وَمُضَرَ وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ بِالْقُرَابَةِ الْقَرِيبَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ وَضَعَنِي فِي حَجْرٍ  
وَأَنَا وَلِيدٌ يُضَمُّنِي إِلَى صَدْرِهِ وَيَكْفِيْنِي فِي فَرَاشِهِ وَيُمَسِّنِي حَسَدَهُ  
وَيُسَمِّنِي عَرْفَهُ وَكَانَ يَمْنَعُ الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِيْنِيهِ وَمَا وَجَدَنِي كَذِبَةً  
فِي قَوْلٍ وَلَا حَنْطَلَةً فِي فِعْلٍ وَلَقَدْ قَرَنَ اللَّهُ بِهِ مِنْ لَدُنْ كَانَ  
فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسُوكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ وَمَحَانِ  
أَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَةً وَنَهَارَةً وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُ أَتْبَاعَ الْفَضِيلِ  
إِثْرَاهُ يَرْفَعُنِي فِي كُلِّ يَوْمٍ عِلْماً مِنْ أَخْلَاقِهِ وَيَأْمُرُنِي بِأَلِيقَةٍ  
بِهِ وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِزُنِي فِي كُلِّ سَنَةٍ بِحِجْرَةٍ نَارَاهُ وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي  
وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ وَ  
خَدِيجَةَ وَأَنَا ثَالِثُهُمَا أَرَى نُورَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ وَأَشْمُرُ رِجْلَ النَّبُوَّةِ  
وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّهُ الشَّيْطَانِ حِينَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الرَّنَّةُ فَقَالَ هَذَا الشَّيْطَانُ قَدْ أَكْسَنَ مِنْ  
عِبَادَتِهِ أَنَا لَسَمِعْتُ مَا أَسْمَعُ وَتَرَى مَا أَرَى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ  
بِنَبِيٍّ وَلَكِنَّكَ لَوَزِيرٌ وَأَنَّكَ لَعَلَّ خَيْرَ إِلَى أَخِي كُلِّ امْرَأَةٍ حُصْنٌ بَصَلُوا  
وَسَلَامُهُ أَكَاهُ بِحَقِيقَةٍ كَقَطْعِ وَبَرِيدٍ كَيَا تَمْنِي قَتِيلَةً بِإِسْلَامِ كَوَاوِرٍ مَعْطَلٍ  
كَرِيحٍ وَخَدِ كَوَيْفِيهِ أَوْ مَكَّةَ حَلَالٍ وَحَرَامٍ كَوَاوِرٍ طَائِقٍ نَسِيَانٍ رَكِيحٍ

اور مثل مردہ کے احکام خدا کو بیکار کر دیا آگاہ ہو کہ حکم دیا مجھے خدا نے  
مقاتلہ و محاربہ کا باغیوں سے مثل اہل شام شوم یعنی معاویہ عاوہ وغیرہ کے  
اور خدا نے مجھ کو امور مجاہد اہل نکث کیا یعنی وہ لوگ کہ یمنوں نے نہایت  
شکستہ ہو کر مثل سہا جمل یعنی طلحہ بن یزید و اس کے مالک نے اور ان کے  
پیروں کو اور جنگ و جدل کا اون لوگوں سے کہ نہ تھے نہ سادہ نہ پاک نہ بین  
روی زمین پیدا مراد اس سے مارقین ہیں کہ جو زمین سے خارج ہو گئے  
مثل خواہ اس کے لیکن جمعیت شکستہ کر نیوالے پس سقاہ و متاع کیا یعنی  
اوسے اور لیکن قاسطنین پس جہاد کیا یعنی اوسے اور ان کے بارہویں پس فیصل  
خوار کیا یعنی اونہیں لیکن دیور وہ پس بدستیکہ نہایت کیا گیا یعنی ساتھ  
اوسکے اور محفوظ رہا اوسکے شر سے بسبب کیا واز ہنسہ حبیب کے کہ سنا  
ہیں بسبب اسکے اضطراب قلب و سکا اور ہلنا اوسکے دل کا بعض اوقات  
متنبہ رہیں وارو ہے کہ بوقت حرب ضرب حضرت ابی سی تو از حبیب سے  
پہنچے اور ذوالثدیہ کو اس طرح سے ڈانٹا کہ اوسکا دل ہل گیا اور سید کی طرح  
تھرا سے لگا اور بیتاب ہو کے کوہ بے شکوہ رو بہ بین فرار کر گیا اور  
لوگوں نے اوسے و مان بجان پایا اور اب بہت کم باغی باقی رہ گئے ہیں  
یعنی معاویہ اور عمر عاص وغیرہ اور اگر پہر حکم دیا مجھے خدا نے اونپر حملہ  
کر نیکان تو بین دولت و ثروت دنیا اونکی اوسنے دفعہ پہر لوگا مگر یہ کہ  
متفرق ہو جائیں اطراف عالم میں خلاص یہ کہ اونہیں متفرق  
وہرا کہ نہ ہر کے حکومت وطن سے دور کر دوں گامین وہی علی ہوں کہ  
کر دیا میں بڑے بڑے عالی رتبہ اور بڑے عرب کو اور توڑ دیا میں ونگو

اسے دیکھ کر  
پہر شکستہ ہو کر  
راہ میں نہایت  
کا لاشہ پڑا تھا  
اور مارا اور مردہ  
ذوالثدیہ اور وہ  
تھرا سے لگا اور  
بیتاب ہو گیا  
لوگوں نے اوسے  
و مان بجان پایا  
اور اب بہت کم  
باغی باقی رہ گئے  
ہیں

قبیلہ سبکو زبردور کر دیا اور بخوبی تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک میری کیسی قدر و منزلت تھی بسبب قرابت قریبہ کے اور کیا میرا تہہ عالی تھا اور کیا مجھے اونسوی خصوصیت تھی کہ وہ مجھے اپنا فرزند جانتے تھے جب میں متولد ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی گود میں لیا اور سینہ سے لگایا اور گود میں لیکے اور چاتی سے لگائے مجھے سلاتے تھے اور اپنی چاتی پر لٹاتے تھے اور میرا بدن اپنے جسم مبارک سے مس کیا کرتے تھے اور مجھے اپنی مہک و رلیٹ شگھاتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کہ حضرت نے اپنے مونہ سے نوالہ جہا کے میرے مونہ میں دیا اور باوجود اس قرب کے کسی کوئی بد فعلی یا دروغ گوئی میری نہیں دیکھی اور خدا نے لڑکپن سے ایک فرشتے کو اونکا مصاحب گردانا تھا یعنی جبریل بن کو کہ دکھاتا تھا وہی فرشتہ راہِ بزرگیوں کی اور سکھاتا تھا اخلاق پسند اور نہین روز و شب اور میں اونکے پیچھے پیچھے پہرتا تھا اور اونکے ساتھ اس طرح سے لگا رہتا تھا کہ جیسے ناقہ کا بچا اوسکے ساتھ ہر وقت پڑا رہتا اور ہر روز وہ جناب بلند فرماتے تھے میرے واسطے ایک نشان اپنے اخلاق حمیدہ سے اور حکم کرتے تھے مجھے اپنی پیروی کا اور بدستیکہ نشر فرما ہوتے تھے وہ جناب ہر سال کوہِ سترامین یعنی پوشیدہ جاجا کے وہاں بیٹھا کرتے تھے اور مشغول عبادتِ خدا رہا کرتے تھے پس وسوقت ہی میں حضرت کو دیکھتا تھا اور بجز میرے اور کوئی نہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ راز بجز میرے سب سے پوشیدہ تھا خلاصہ یہ کہ کسی گہر میں کوئی متشفش اس زمانہ میں سلمان نہ تھا بجز پیغمبر اور ام المومنین حضرت خدیجہ کے اور میں



اُون دونوں کا تیسرا تھا یعنی یا وہ مسلمان تھے یا مین اوسن مافر ہے  
 میں مجھ پر خور و دیکھتا تھا نور وحی کو اور مہک نبوت کے خوشبو کی سنو گھٹا  
 اور سنی سینے آواز آند و ہناک شیطان اپنے کان سے جبکہ وحی خدا نازل  
 ہوئی بھیم پر سپس مٹی پوچھا کہ کیہ سی آواز ہے حضرت نے فرمایا یوں  
 شیطان ہے از بسکہ اب وہ مایوس ہوا اپنی پرستش ہونے سے پس نہیں  
 ہو کے رونے لگا اسی علی تو سنتا ہے جو کچھ مین سنتا ہوں اور دیکھتا  
 تو جو کچھ مین دیکھتا ہوں مگر یہ کہ تو نبی نہیں لیکن تو وزیر و نائب میرا ہے  
 اور تیرا آغاز و انجام بخیر ہے سنا تو مین سب قابل حضرت کے اصل مین  
 بت پرست تھے جبکہ عاقر نائق کے بت پرست و مشرک تھے آٹھویں  
 وہ ناقہ اونہیں کیسی طرح کی زحمت نہایت تھا فقط ایک دن پانہیں اونکا نہ پک  
 ہوتا تھا وہی حال ہمارے حضرت کا تھا کہ دنیا می دون مین سے انہیں  
 لوگوں کے کسی چیز سے سروکار نہ رکھتا تھا فقط نان جو اور نمک کو بیدہ و جائز  
 گنہ پر کتفا کرتی تھی سبحان اللہ جسکے زیر حکم ایسے فوج ظفر موج اور ملک  
 وسیع وسیع ہو اور پھر با اینہم وہ بالوں کے کپڑے نہیں لبس کر دے ایک کپڑا  
 لٹک کی طرح باندھ لی اور دوسرا سر سے اوڑھے نو مین وجود اوس نالہ کا  
 از بسکہ بطرز عجیب و غریب ہوتا تھا تو وہ زیادہ تر دلالت رکھتا تھا وجود وجود  
 جناب باری پر بطور برہان الہی کے کہ ہمیشہ سب عقلا اور حکما وجود خدا کو  
 اوسکی صنعتوں سے اور عجیب و غریب مخلوقوں سے ثابت کرتے چلے آئے  
 مین اور سی طرح وجود فائض الوجود حضرت امیر عجیب و غریب طور پر ہوا تھا  
 اور جامع اضداد و صفات کا تھا اور دلیل واجب الوجود تھا و سو مین



وہ ناقہ بنفس قرآن مجزہ حضرت صالح پیغمبر تھا اور ہمارے حضرت باقر ریحانی  
 و سوالف مجزہ جناب رسالت اب پیغمبر عرب کے تھے چنانچہ کلام فاضل مقننی  
 سے مختلف مقاموں پر ثابت ہوتا ہے اور اس قدر مشہور ہے کہ عصمت اللہ  
 زور پوری نے ہی شرح خلاصۃ الحساب میں اس جناب کو معجزات سرور  
 کائنات سے شمار کیا ہے کیا رہوین وہ ناقہ تمام قوم کے صغیر و کبیر  
 پر نازل ہوا کہ اپنے شیر سے سیر کرتا تھا اور کبھی شیر کو کنایہ ہوتا ہے علم سے  
 چنانچہ حدیث میں ہے کہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 ایک بار خواب میں دیکھا کہ کاسہ شیر تناول فرماتے ہیں پس جب لوگوں نے  
 تبصیر کی تو حضرت نے شیر کی تاویل علم سے فرمائی اور اسی ناقہ کی طرح  
 جناب میر علیہ السلام علم سے ہر صغیر و کبیر کو سیر و سیراب فرماتے تھے چنانچہ  
 فاضل مقننی وغیرہ نے لکھا ہے کہ سب علما اپنے علم کا سلسلہ اسی جناب  
 تک منتہی کرتے ہیں اور عاصمی نابسی وغیرہ نے تفصیل اون واقفون کو  
 لکھا ہے کہ جنہیں خلفائے ثلاثہ نے مسائل مشککہ میں حضرت کی طرف رجوع کی  
 ہے اور اس سے کیا زیادہ فیاضی ہوگی کہ کبھی قاتل سے ہی حضرت نے اپنا علم  
 پوشیدہ نہیں کیا دم و اسپن تک وہی چشمہ جاری رہا چنانچہ حدیث میں  
 ہو فلما فرغ امیر المؤمنین علیہ السلام من الاذان و نزل من المنبر  
 جعل یسبح الله و یقده و یكثر الصلوة على النبي صلی الله علیہ  
 پس جبکہ فارغ ہوئے جناب میر علیہ السلام اذان سے اور منار مسجد پر سے  
 اترے تو تسبیح و تقدیس خدا میں مشغول ہوئے اور بہت کثرت درود بھیجتے  
 تھے نبی و آل نبی پر و کان من اگر و اخلاقہ اللہ تعالیٰ بین

فِي الْمَسْجِدِ وَيَقُولُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قُمْ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ تَذَكُّرُكَ  
 أَنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَفَعَلَ ذَلِكَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ  
 مِنَ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حَضَرَ كَهِدَ خَلْقَ حَمِيدِهِ وَصِفَاتِ سَائِدِهِ  
 سَیْہِہِ مَرْتَمَا کہ وہ تفقہ حال فرماتے تھے اون لوگوں کا کہ جو مسجد میں جو بیجا  
 ہوتے تھے پس ہر ایک پاس جا کے بیدار کرتے تھے اور فرماتے تھے  
 کہ اوٹھ اور متوجہ ہو اوس نماز کی طرف کہ جو تیرے ذمہ لکھی گئی ہے اور  
 نماز باز رکھتی ہے بد باتوں سے پس اس روز بھی حضرت نے حسب  
 معمول قدیم ایسا ہی کچھ مسجد کے سونیوالوں سے فرمایا حتیٰ اذَا بَلَغَ  
 ابْنُ مُلْجَمٍ اللَّعِينُ رَأَاهُ نَائِمًا عَلَى وَجْهِهِ قَالَ لَهُ يَا هَذَا قُمْ مِنْ  
 نَوْمِكَ هَذَا فَإِنَّهَا نَوْمَةٌ يَمُكِّنُهَا اللَّهُ وَهِيَ نَوْمَةُ الشَّيْطَانِ  
 وَنَوْمَةُ أَهْلِ النَّارِ بَلْ نِمْ عَلَى يَمِينِكَ فَإِنَّهَا نَوْمَةُ الْعُلَمَاءِ  
 أَوْ عَلَى سَيْارِكَ فَإِنَّهَا نَوْمَةُ الْحُكَمَاءِ فَتَحَرَّكَ الْمَلْعُونُ كَأَنَّهُ  
 يُرِيدُ أَنْ يَقُومَ وَهُوَ مِنْ مَكَانِهِ لَا يَبْرَحُ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ  
 لَقَدْ كُنْتُ لِيَشْيَ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ تَتَفَطَّرْنَ عَنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ  
 وَتَخْرُجُ الْجِبَالُ وَلَوْ شِئْتُ لَأَبْنَيْتُكَ يَمَاحَتَ ثِيَابِكَ ثُمَّ تَرَكَهُ  
 وَعَدَلَ عَنْهُ إِلَى مُحَرَّابِهِ وَقَامَ قَائِمًا يُصَلِّي يَمَانًا تَكُنْ حَتَّى لَوْ كُنَ  
 جَمَاتے ہوئے وہ حضرت پہونچے ابن ملجم ملعون پاس تو دیکھا کہ وہ مونہ  
 بہل اوندھا پڑا سوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اس طرح کے سونے سے بیدار  
 ہوا سنے کہ مونہ کے بہل سونا خدا ہی پاک کو بہت ناپسند ہے اور یہ خواب  
 شیطان و خوابِ ہل جہنم ہے بلکہ داہنی کروٹ سے سو کہ یہ طریقہ خواب

علما کا ہے مؤلف کہتا۔  
 تعلق خاص قلب سے ہے اور الہام و اشراق میں اسے دخل تمام ہے  
 اور دہشتی کروٹ سے لیٹنا باعث آسائش و فرحت قلب ہوتا ہے اور  
 بائیں کروٹ میں لیٹنے سے دل دہتا ہے اور تکلیف پاتا ہے وَاللّٰہُ اعْلَمُ  
 پھر فرمایا بائیں طرف سے سو کہ یہ طریقہ خواب حکما کا ہے اور اسکی وجہ  
 بھی ظاہر ہے اسلئے کہ بائیں کروٹ لیٹنے میں کبد یعنی کلیجہ معہ بزرگوں  
 متصل ہو جاتا ہے اور سبب اسکے حرارت زیادہ ہونے کے بہت جلد ہضم  
 تام ہوتا ہے ہر طور جب حضرت یہ فرما چکے تو اسنے مکر سے اس طرح حرکت  
 کی کہ یہ معلوم ہو کہ اوٹھا چاہتا ہے حالانکہ اپنے مقام سے نہ اوٹھا  
 اور اپنے نزدیک وہ ملعون حضرت کو دہوکا دیتا تھا پس حضرت نے اسکو  
 مافی الضمیر دریافت کر کے فرمایا کہ اے شخص تو نے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے کہ  
 قریب ہے کہ آسمان وزمین شق ہو جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوں  
 اور میں ابھی چاہوں تو بتا دوں کہ تو لباس میں کیا چھپائے ہے پھر  
 اسے اسکوے حال پر چھوڑ کے وہاں گئے اکثر کے محراب عبادت میں سجا دیے  
 جا کر ٹپے ہوئے اور مشغول نماز بنے نیاز ہوئے بارہویں از بسکہ  
 تمام حیوانات مکلف نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ وہ ناقہ بھی بگینا تھا اور  
 اس طرح اذلہ عقلیہ و نقلیہ سے عصمت انبیاء و ائمہ یقیناً ثابت ہے پھر  
 جناب میر نے یہی اول عمر سے آخر عمر شریف تک کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ  
 عمداً یا سہواً نہیں فرمایا تھا تیرہویں اس وقت پر ایک ضربت  
 کار گر نہیں ہوئی بلکہ دوسری ضربت میں اسے قدر عدا کرنے پے کیا

اوس طرح جناب میر علیہ السلام کے فرق پر دو ضربیں لگیں اور دوسری  
 پہا شہید ہوئے پہلی ضربت دست عمروں عبد و عامری سے سردی آپ  
 لگی تھی اور تفصیل اوسکی بوجہ طول صحبت فرو گذاشت ہوئی اور دوسری  
 نہرت ہی تھی کہ جس سے وہ جناب شہید ہوئے چنانچہ حدیث میں ہے وَكَانَ  
 يُطِيلُ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فِي الصَّلَاةِ كَعَادَتِهِ فِي الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ  
 حَاضِرًا قَلْبُهُ فَهَبَّتْ رُوحٌ عَاصِفٌ وَأُطْفِئَتِ الْقَنَادِيلُ فَقَالَ ۴  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَذَا أَتْرَاكَ مِنْ أَنَا يَرَقْتَلِي يُعْنِي أَوْ رُبَّتْ طُولُ دُورِي  
 تھے وہ جناب رکوع و سجود کو نماز میں جیسا کہ اونہیں عادت تھی سب  
 فریضوں اور نافلوں میں کہ نہایت حضور قلب سے اونہیں یاد آفرماتے  
 پس ناگاہ ہوا کا ایک ایسا جھوکا آیا کہ سب فانوسین جہلملا جہلملا کے گل  
 ہو گئیں پس حضرت نے بیساختہ کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یہ ایک علامت ہے  
 میری شہادت کی علامتوں سے فَلَمَّا احْتَسِلَ الْمَلْعُونُ أَنَّهُ مُشْغُولٌ  
 بِالصَّلَاةِ فَخَضَّ مُسْرِعًا وَاقْبَلَ بِمِخْنَةٍ حَتَّى وَقَفَ بِأَزَاءِ الْأَسْطُورَةِ  
 الَّتِي كَانَ الْأَمَامُ يُصَلِّي بِهَا فَأَمْلَهُ حَتَّى صَلَّى الرَّكْعَةَ الْأُولَى  
 وَرَمَعَ وَسَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولَى مِنْهَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ پَسِ جِلَّاسِ  
 شقی کو اٹھٹ سے ثابت ہوا کہ حضرت نے نماز شروع کر دی تو جلدیہ  
 اوٹھ کے دیے پاؤں جا کے ستون مسجد کے پیچھے چپ رہا اوستی ہو کر  
 آڑ میں کہ جسکے پاس وہ جناب نماز پڑھ رہے تھے اور اتنا تامل کیا کہ ایک  
 رکعت پڑھ کے اوسکے پہلے سجدہ سے حضرت نے سر مبارک اوٹھایا  
 فَعِنْدَ ذَلِكَ أَخَذَ السَّيْفَ وَهَزَّ ثُمَّ ضَرَبَهُ عَلَى رَأْسِهِ الْمَكْرَمِ

پس اسوقت اوس شمشی تلوا تو لکر سر مبارک پر لگائی فَوْقَتِ الصَّخْرَةِ  
 عَلٰی خُضْرَتِہٖ عَمْرٍ وُزْنُ عَدِيدٍ وَدَّ الْعَامِرِيُّ نَحْمَ أَخَذَتْ الصَّخْرَةُ مِنْ  
 ہ فَخَرَفَ بِرَأْسِہِ اِلٰی مَوْضِعِ السَّجْدِ ۱۰۹ پس وہ ضربت اوسی مقام پر لگی کہ  
 جہاں عمر بن عبدو نے ضربت لگائی تھی پس وہ پیشانی میں مقام  
 سجدہ تک اتر آئی نَحْمًا احْسَنَ اِلَّا مَامًا بِالْخُضْرَةِ یَتَرَمَّ یَتَاوَدُّ وَصَبْرًا حَسْبَ  
 وَوَقَعَ عَلٰی مِجْمِہِہٖ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِہِ اللّٰہِ  
 فَوُتُّ رَبَّ الْکُتُبِ پس حضرت نے جبکہ معلوم فرمایا کہ اوسکی ضربت  
 لگی تو اُن تک نہ کی اور جبکہ کیا اور مونہ کے بھل جبکہ گویا فرماتے ہوئے بَسْمِ  
 وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِہِ اللّٰہِ یعنی خاکی مدوسے اور دین نبی پر نام  
 خدا فائز ہوا میں درجہ شہادت پر رب کعبہ اور سر مبارک سے خون  
 پرنامے کی طرح بہتا تھا اور اوس حضرت اپنے مونہ پر اور ریش مبارک پر  
 ملنے سے اور خاک پاک مسجد اوٹھا اوٹھا کے رُخِمْ پر چڑھتے تھے اور یہ  
 اے تلاوت فرماتے تھے وَبَسْمِہَا خَلَقْنَا کُمْ وَفِیْہَا نُعِیدُکُمْ وَفِیْہَا  
 نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اٰخِرٰی اوسی خاک میں سے پیدا کیا ہم نے تمہیں اور  
 اوس میں پہر لجا ئینگے تمہیں اور اوسی سے پہر نکالیں گے ہم تمہیں ایک  
 مرتبہ جسر و نشر کے لئے مَوْلَفِ کُتَابِہٖ کہ یہ آیت جامع تر ہو اوس  
 آیت سے کہ جو سفر بر شیت میں توریت سے مرقوم ہے د وَطَّحَتْ  
 ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰  
 خاک ہو تو اور طرف خاک کے باز گشت کر گیا تو پس دروازی مسجد کے  
 باہر مکرانے لگے اور فرشتہ نون طلاطم پڑ گیا اور ایک بہت تیرہ و تار اندھنی چلی



بَطْنٌ فَاطِمَةُ حَتَّى الْقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَكَانَ يَتَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا فَاطِمَةُ وَعَلَى وَالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ وَكَانَ يَتَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ  
مَحْسَنُ كَيْشٍ فِي جَنَابِ سَيِّدِهِ كَيْسُ الْمُبَارَكِ بِرَأْسِهَا صَدْرُ مَهْمُودٍ بِجَانِبِهَا كَيْسُ  
مَحْسَنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاقُهَا هُوَ كَيْسُ الْأَوَّلِ بَازُ بَلْبَدٍ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
مَحْسَنُ الْأَوَّلِ بَازُ بَلْبَدٍ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
سَيِّدُهُ وَحَضْرَتُ امِيرِ حُسَيْنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
حَضْرَتُ حَضْرَتِ عَلِيِّ أَصْفَرِ هُونِ يَابِئِهِ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
عَمَالِجُ قَرَارِ دِينَ وَحَضْرَتُ امَامِ حُسَيْنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
اَوْنِيكَ فَصِيلُ هُونِ لَيْكِنْ يَمَنَّى تَقْرِيْبِ سَابِقِ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
بَرْكِفِ مَوْدِئِهِ اَوْنِيكَ وَهِيَ رَوَايَتُ مَشْهُورَةٌ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
شَدَّتْ عَطَشُ حَضْرَتِ عَلِيِّ أَصْفَرِ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
جَيْسِ كَلَابِ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
بِهِ بِالْكَلِّ خَشْكَ هُوَ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
لُطْكَ بِيْ كُنَاهُ تَصَوُّرُ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
رَحْمُ كَمَا يَمِينَ پَالْنِيْ پَرِسْ مَاتُونِ پَرِ اَوْنِيكَ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
نَكْرِينَ تَوْجِبَ پَنِيْ أَنْ كَمَهْ سَبِيْ اَتَنَ كَمَ سَنِ بِجَا اَيَسَا نَدَامَالِ دِكِيْمِينَ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
رَحْمُ كَرَنِيْ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ  
اَسْقَدِ بَلْبَدِ كَيْسُهَا تَمَنَّى أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ



مصلحت یہی تھی کہ کوئی روز باز پرس یہ نہ غدر کر سکے کہ جتنے نہیں دیکھا  
 نہیں تو ہم پانی دیتے بلکہ ہر ایک پیازہ و سوسا و نجوی علی اصغر کو دیکھ لیں اور  
 تمام حجت نجوی ہو جائے **الحاصل** حضرت نے علی اصغر کو دست  
 مبارک پر بلند کیا اذکر ماہ حرمہ بن کما جمل الاسدی لعنہ اللہ  
 بسہم ذی ثلاث شعبہ فذبحہ فی حجر ابيہ المظلوم ناگاہ ایک تیر  
 مارا اوس مظلوم کو حرمہ شقی سے اور وہ تیر سے پہلو اور زہر لودہ تھا پس  
 ذبح کیا اوسے اونیہ کنارہ پر ظلم میں بیشمار روایات سے مستفاد  
 ہوتا ہے کہ وہ تیر گلوئی نازنین علیؑ کے ہر ایک حصہ کے بازوی حضرت کے پار  
 ہو گیا فنظر الی السماء وقال اللهم انک تعلم ان هذا الذبیح لا  
 یقصر عندک من فصیل یا ایتہم و قد کتبتہ فی القوم  
 ظلماً وعدواً انا پس ایک نظر حضرت دیاس سے حضرت نے آسمان کی طرف  
 دیکھا اور کہا کہ خداوند اتو ہی جانتا ہے کہ یہ شیر غوار تیرے نزدیک کچھ  
 تفصیل ناقد ثمود سے کم نہیں حالانکہ قتل کیا اوسے اس قوم جفاکار نے  
 محض ظلم و ستم کی راہ سے پس حضرت نے اوس خون ناحق سے چلو برکے  
 چاہا کہ زمین پر پھینکیں زمین نے اسے قبول نہ کیا اور فریاد کی کہ یا حضرت  
 اگر ایک قطرہ اسکا مجھ پر ٹپکیگا تو کہی کوئی دانا مجھ میں سے نہ اویگیگا پر  
 حضرت نے چاہا کہ آسمان کی طرف پھینکے اوسے ہی قبول نکلیا اوسے تفتانہ کیا  
 کہ اگر میری طرف کوئی قطرہ اسکا آیا تو پہر کہی ایک قطرہ پانی کا نہ برسے گا آخر  
 حضرت نے مجبور ہو کر وہ سب وی نور اور شیں منورین مل لیا اور فرمایا کہ اسی  
 طرح سے میں ملاقات کروں گا و قیامت اپنا نار سوختا





## موجظ الکسیون

جو اکبر پورین ہی پڑھا گیا حال میں ولادت حضرت امیر کر خانہ کعبہ  
 میں اور عربی فقرات نشر واعظ بیان حال شہادت جناب امیرین  
 اور روایت مشہور ضعیفہ سے مشک لینی کی اور نقادی واعظ کے  
 بیانیہ چند فائدہ فکی کہ جو متعلق اس روایت سے ہیں اور تحقیق واعظ  
 اس مسئلہ میں کہ تمیر و ن اور اماموں کو علم غیب ہوتا ہے نہیں  
 اور بیان معنی صحیح بے غائلہ تاویل حدیث تزلو ناعن الربوبیۃ  
 کی اور روایت نابینا وغیرہ اور خاتمہ مصائب کربلا اور

اسیری اہلبیت پر

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلَّهِ لَكَ فِي الْآخِرَةِ عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ فَلْيَكُنْ لَكَ اللَّهُ فِي الْأُولَى  
 عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ عَتَبَتْنِي بَيْنَ خَدَّيْ تَبْرِي وَاسْطَى وَوَحْشَتِي جَارِي  
 كَيْفَ يَهْنُ بَيْنَ جَانِبَيْهِ كَمَا تَوَادَّ سَلَى رَاهِ مِثْلُ نِجْدٍ وَنُونِ حَشَمِينَ جَارِي كَرِي  
 حَضَرَاتِ اس سَمِ بَرَّهْ كَعُونِ مَحَلِّ وَمَوْقِعِ تَهْمِينِ خَالِ أَوْطَانِ  
 اَوْرَ اَنَسُوهُ بَانِي كَالَمِ كَا كَهْ خَاصَانِ خَدَا كِي مَصِيبَتِ پَر رُوُ بِلِيْخُو صَا  
 حَالِ سِرِّ قَرِاصِفِيَارِ وَفَخْرِ اَنْبِيَارِ اَو صِيَارِ وَصِي صُطْفَى خَانَهُ زَادِ خَدَا  
 قَالَ يَزِيدُ بْنُ قَعْنَبٍ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
 وَفَرَّقَنِي مِنْ عَبْدِ الْعَزِزِّ بِإِزَاءِ بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ يَزِيدُ بْنُ قَعْنَبٍ  
 كَسَا هُوَ كَمِنْ مِثْطَا تَحَا عَبَّاسِ عَمَّ نَبِي كَعِ سَاتَهْ اَو رَكْجَهْ لُوكِ بَهِي  
 اَو لَوِ عِبْدِ الْعَزِزِّ سَعِ مَقَابِلِ خَدَا كَعِ كَهْرُ عَيْنِ كَعْبَهْ كَعِ اِذَا قَبْلَتُ

فَإِذَا جَاءَ يَنْتَ أَسَدًا أَمَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَكَانَتْ حَامِلًا لِبَيْتِهَا  
أَنَّهُ قَدْ أَخَذَهَا التَّلَاقُ كَمَا كَادَ الْغَنِينُ فَاطِمَةُ بَيْتِهَا أَسَدًا وَلَهُ  
شِيرَ خَدَّ حَضْرَتِ امِيرِ عَلِيهِ السَّلَامِ كُنْ اُورْدُو سَمِينِ حَضْرَتِ كَسَلِ سَلِ  
پورے دن ہو چکے تھے اور وہ زہر شہر سے ہو گیا تھا فقیہ  
مَرَاتِ اِنَّ مُؤْمِنَةً بِأَنَّ وَبِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ مِنْ رَسُولٍ وَكَتَبُ  
وَالْمُصَدِّقَةُ بِكَلَامِ جَدِّهِ اِبْرَاهِيمَ اَلْحَبِيلِ وَارْتَمَتْ  
بَيْتِ الْعَتِيقِ فَجَحَّ هَذَا الَّذِي بَنَى هَذَا اَلْبَيْتَ وَبِحَقِّ الْمَلِكِ اَلَّذِي  
فِي يَدَيْهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ وَلَا ذَنْبِ لِسْ كَمَا اَوْنُونِ لَمْ كَمَا اَوْنُونِ  
میں تیرا اور جو کچھ کہ تو نے بھیجا ہدایت خلق کے لیے پیغمبروں کی کتاب  
سے اوان سب کا ایمان لائی اور تصدیق کرتی ہوں اپنے جدا مجھ حضرت  
ابراہیم خلیل کے کلام کو اور اس کو کہ اوانوں نے یہ تیرا خانہ قدیم  
جو آزاد کرتا ہے گناہگاروں کو جہنم سے بنایا پس واسطے اوس  
ہر گوار کے کہ جس نے یہ گھر بنایا اور واسطے اوس کے کہ جو میری بیٹی  
ہے مجھ پر سہل و آسان کر کر پ وضع حمل کو قَالَ يَزِيدُ بْنُ قَعْبٍ  
فَرَأَيْنَا اَلْبَيْتَ قَدْ اَنفَجَتْ عَنْ ظَهْرِهِمْ وَدَخَلَتْ فِيهِ وَالتَّرَقُّ  
اَلْحَايِطُ رَاوِي كِتَابِہٖ كَمَا دِيكَ اَعْنَى كَمَا نَاكَ اِلَيْتِ كَيْطَرِہٖ  
ولیوار کعبہ شوق ہوئی اور وہ جناب اوسمین سما گئیں اور پھر دیوار اسی  
برابر ہوئی کہ کچھ نشان تک شکاف کا باقی نہ تھا فَرَمْنَا اَنْ يَنْفَجَتْ  
لَنَا قُفْلُ الْبَابِ فَلَمْ يَنْفَجْ وَاِسْ جَا كَا بِنَا لَكَا لَكَا جَا كَا قُفْلُ دُخَانِ  
کعبہ کا کھلے تاکہ یہ راز بستہ ہم پر کھلے مگر ہرگز نہ کھلا فَعَلْنَا اَنْفَ

ذَٰلِكَ اَمْرٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سِرُّ تُوہ پر سچو بی کسل کیا کہ اس میں کوئی  
 بڑا ہیبت خدا کی طرف سے نہ تھی نہ جنت بعد الذابح و پید کیا  
 امیر المؤمنین پر جو تھے روز حضرت امیر علیہ السلام کو یا تون یوں  
 برآمد ہو میں نے کہا اِنِّیْ فُضِّلْتُ عَلٰی مَنْ تَقَدَّ مَنِّیْ مِنَ النِّسَاءِ  
 لِاَنَّ اِسْمَیۃَ بَنَتْ مُرَاجِمَ عَبْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِسَرَّافِیْ وَفَتَحَ لَا  
 حِیْبُ اَنْ یُعْبَدَ اللّٰهُ فِیْہِ اِلَّا لِاضْطِرَّارٍ وَاَنْ مَرْثَمُ ابْنَةِ عِمْرَانَ  
 هَضَرَ قَالِحَۃً بِیَدِہَا حَتّٰی اَکَلَتْ مِنْہَا رُطْبًا جَنِّیًّا وَاِنِّیْ دَخَلْتُ  
 بَیْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ فَاَکَلْتُ مِنْ اَوْرَاقِ الْجَنَّةِ وَتَمَارِہَا پھر فرمایا کہ  
 خدا نے مجھے فضیلت دی سب گلی عورتوں سے اس لیے کہ اسیہ دختر  
 مزاحم نے خدا کی عبادت ایسے مقام پر کی کہ جو پسندیدہ نہ تھا عبادت  
 کے لیے مگر حالت اضطراب میں اور مریم نے ہلاؤ الاخریکے درخت کو جب  
 جاکے تروتازہ رطب اور خرما پائے اور میں خانہ خدا میں گئی اور  
 بے زحمت بہشت کے میوے کمانے عجیب غریب جنت کے پہل  
 پائے واقع میں اوس جناب کو خوش نصیبی کا ایسا ثمرہ ملا کہ حضرت امیر  
 فرزند پایا عجیب بخیر ان پہ لاپلا پہل پایا فلما اُسْرَدْتُ اَنْ اُخْرَجَ هَتَفَ  
 بِیْ هَاتِفٌ یَا فَاطِمَۃُ سَمِیۃٌ عَلِیًّا فَهَوَّ عَلِیٌّ وَاللّٰهُ اَلْعَلِیُّ اَلْعَلِیُّ  
 یَقُولُ اِنِّیْ شَقِیْتُ مِنْ اِسْمِیْ وَاَدْبَتُہٗ بِاَدْبِیْ وَاَوْفَقْتُہٗ عَلٰی  
 عَمَاضِ عَلِیٍّ وَهُوَ الَّذِیْ یُکْسِرُ الْاَصْنَامَ فِیْ بَیْتِیْ وَهُوَ الَّذِیْ  
 یُوْزَنُ فَوْقَ ظَہْرِ بَیْتِیْ وَیُقَدِّسُنِیْ وَیُحْجِدُنِیْ فِطْرَتِیْ لَیْسَ اَحَبُّ  
 وَاَطَاعَہُ وَوَلِیُّ لَیْسَ اَبْغَضُہُ وَعَصَاہُ پھر جنت چاہا کہ کعبہ سے

نیکوئی تو ناگاہ ایک ناگہ علی نے آواز دی کہ اے فاطمہ تم اس مولود  
 مسعود کا نام علی رکھو اس لئے کہ وہ علی اور بزرگ مرتبہ ہے اور خدا کہ جو سب  
 بڑا ہے فرمانا ہے کہ میں مشتق کیا اس کے نام کو اپنی نام سے اور انہیں  
 ناسیب کی اپنے ادب سے اور انہیں واقف کیا اپنے علم دقیق و باریک  
 اور یہی وہ شیر ہو کہ بت شکنی کریگا میرے گہرین اور اذان کے گا اوپر  
 اوستیج و تعظیم و تکریم کریگا میری پس بی اوستے دوست و طبع کے لئے  
 اور ویل ہے اوستے دشمن و منافقان کیو اسٹے طوبی ایک درخت ہے  
 جنت میں کہ جڑ اوستی تو خانہ رسو کھدا میں ہے اور ایک ایک شاخ  
 ہر مومن کے گہرین پہونچگی اور جس قسم کے لذت اوستی ولین ایگی  
 بے تکلف و زحمت ویل ہاتھ ہلانے ہوئے سرہست وہ شاخ اوستی  
 مومنہ میں پہونچاگی اور ویل ایک وادی پر خار و وحشت خیر و وحشت  
 انگیز جہنم ہے مومنین جیسا آغاز حضرت امیر ہوا دیسا ہی انجام ہوا  
 خانہ خدا میں پیدا ہوئے خانہ خدا میں بسر کی خانہ خدا میں جان بحق  
 تسلیم کی مصائب کے بیان کی کب حاجت ہے محض تصور ہی کافی  
 ہو مگر توجہ طبیعت کے لئے ان چند فقر و نیراکتفا کافی ہے کہ جو موقوف  
 احادیث مستبرہ سے ہیں اور متاثر کے لئے ایک ایک فقرہ انہیں سے  
 ایک فقر مصیبت کا ہے **هَذَا يَوْمٌ تَهْتَدُمَتْ فِيهِ اَرْكَانُ الْهُدَى**  
**وَانْفَصَمَتِ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى** یہ وہ دن ہے کہ جسمین منہدم ہو گئے  
 ہدایت کے ستون اور گستہ و شکستہ ہو گئے اوسمیں رسن مستحکم  
**وَفَقَدَ فِيهِ الْاَيْتَامُ وَالْاَرَامِلُ خَيْرَ مُعَيَّنٍ وَمُعَيَّنٍ وَمُحَامٍ وَكَافِلٍ**

اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں یتیم بچوں اور یموہ عورتوں کا وہ حامی و مددگار اٹھ گیا کہ جو والد شفیق سے زیادہ اونپر مہربان تھا اس میں ان شمار ہے اس حدیث مشہور کی طرف کہ اوس جناب نے ایک روز ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ باوجود کمال ضعف و ناتوانی کندہ پر اپنے ایک مشک پانیکی اٹھا رہے چلی جاتی تھی پس حضرت کو بڑا رحم آیا مشک اوسکی اپنی اپنے کندہ پر اٹھا کر منزل مقصود تک پہنچائی اور بڑی شفقت سے اوس کی سرکل حال زار پوچھنے لگے فَقَالَتْ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَاحِبُنِي إِلَى بَعْضِ الْغَوَّاتِ فَقَتَلَ وَتَرَكَ عَلِيَّ صَبِيًا نَائِيًا مَحَلٍّ وَلَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ فَقَدْ كَلِمَاتُ الضَّرُورَةِ إِلَى خِدْمَةِ النَّاسِ اوسنے کہا کہ اوس شخص تو مجھ و کیسا کا کیا حال پوچھتا ہے علی نے میرے والی کو جہاد کے لئے ایک قلعہ سر کر نیکو بھیجا وہ وہاں کام آیا اور ننھے ننھے کئی بچے مجھ پر ڈال کے چین سو پاؤں پہیلا کے سوراخ اور میرے پاس یک جتہ ہی نہیں ناچار مجھے ان یتیموں کی فکر کے لئے پریشان سرگردان در بدر پہرنا پڑا جب ایک ایک کی خوشامد کرتی ہوں دن بہر لوگوں کی خدمت کرتی پہرتی ہوں تو شام کو ہزار خرابی رزق بقدر سد رمق بیکسوں کو پہنچتا ہے بقول شخصے ہر روز روز نہیں تو روزہ فَاَنْصَرَفَ وَبَاتَ طَوْلَ لَيْلَةٍ قَلِقًا يَسْئَلُ حضرت دو لقمہ پیر تشریف لائے مکررات بہر اوسکی فکر میں تڑپ تڑپ کے قلع کے مار کو روٹیں بدل بدل کے صبح کی فلما اصبح حمل زنبیلا خبہ طعام جب صبح ہوئی تو ایک زنبیل لبالب کھانے سے بہرے اوسکے پاس لگئے فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَعْطِنِي اَحْمَدُ عَنْكَ فَقَالَ مَنْ يَحْمِلُ

وَذُرْهُنَّ عَنِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَعْضُ مُؤْمِنِينَ سَمِعَتْ رَاكِبًا كَمَا كُنْتُ  
 يَهُدِي كَيْدًا غَضَبِي كَيْدُ أَبِي خَدَا بِنْتِ نَفْسِيسِ بِرَحْمَتِ كَوَارِ كَرْتِي مِينَ لَائِي  
 يَهُدِي بَارِكِرَانِ مَجِي دِي كَيْدِي كَيْدِي لِي جُونِ حَضْرَتِ يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 رَوْزِ قِيَامَتِ كُونِ مِيرَا بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ بَارِ  
 وَقَرَعَ الْبَابَ أَوْرَاوَسْكَ مَكَانِ مِيرَا جَا كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 مَنِ هَذَا قَالَ أَنَا ذَاكَ الْعَبْدُ الَّذِي حَمَلَ مَعَكَ الْقِرْبَةَ فَأَفْتَحْ  
 بَابَ دَارِكَ فَإِنَّ مَعِيَ شَيْئًا لِلصَّبِيَّانِ أَوْسُ يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 أَوْسُ يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 لَائِي يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 أَوْسُ يَهُدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي كَيْدِي  
 فَدَخَلَ وَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ الْكُتَابَ لِثَوَابٍ فَأَخْتَارْتِي بَيْنَ أَتَاكَ  
 تَفْخِيمٍ وَتَحْزِينٍ وَبَيْنَ أَتَاكَ تَلْعِينِ الصَّبِيَّانِ وَاخْتِزَانَا  
 پیراوسْكَ گھر کے اندر تشریف لیکئے اور فرمایا کہ مجھے اکتسابِ ثواب  
 بیجا باب چا معلوم ہوا پس اب تجھے اختیار ہے چاہ چولا پہونک اور  
 روٹی پکا اور بچوں کو کھانا کھلا یا بچوں کو کھلا اور مین روٹی پکاؤن  
 فَقَالَتْ أَنَا بِالْخُبْرِ الْبَصَرُ وَعَلَيْكَ أَقْدَرُ وَلَكِنْ شَأْنُكَ الصَّبِيَّانِ  
 پیراوس عورت نے کہا کہ خانہ داری کی باتوں سے ہم عورتیں زیادہ تر  
 واقف ہیں اب آپ جانیں اور یہ لڑکے فعل لہم حتی افرغ من الخمر  
 انہیں بہلا بہلا کے کیسل میں لگاؤ یہاں تک کہ روٹی تیار ہو جائے



قَالَ فَعَدَّتْ إِلَى الدَّقِيقِ فَجَنَّتْهُ رَاوِي كِتَابِهِ كَمَا بِرِئْتُهُ بِهِ  
 وَهُوَ ضَعِيفٌ أَوْ رَأَا كُنْدًا وَعَدَّ عَلَى عَمٍّ إِلَى اللَّحْمِ فَطَبَخَهُ أَوْ حَضَرَتْ  
 بِكَمَالٍ تَوْجِهَ كُوشَتٍ بِكَامٍ وَجَعَلَ يَلْقَمُ الصَّبِيَّانِ مِنَ اللَّحْمِ وَالْتَمَرِ وَغَيْرِهِ  
 فَكَلِمًا نَاقِلًا أَحَدًا مِنَ الصَّبِيَّانِ مِنْ ذَلِكَ قَالَ يَا بُدَيَّ اجْعَلْ عَلَيَّ  
 فِي جِلِّ مِمَّا صَنَعَ فِي أَمْرِكَ أَوْ رَأَا مِينَ بِكَامٍ نَمَكٍ جَلَمَاتٍ كَمَا بِرِئْتُهُ بِهِ  
 كُجَمَ كُوشَتٍ أَوْ مِينَ كَلَمَاتٍ تَمَ كَبِي خَرَاهُ غَيْرَهُ كَلَمَاتٍ كَلَمَاتٍ تَمَ  
 أَوْ حَبِّ لَرَكُونٍ كُجَمَ كَلَمَاتٍ تَمَ فَرَاهُ تَمَ اِي وَرَزْدَ اَزَادٍ وَرَاهُ كَرَمِي  
 كَمَا اَوْسَنَ كُوتَاهِي تَمِي خَبَرِ كَمِي بِنِ كِي فَلَمَّا اَخْبَرَتْ الْعَجَائِنُ فَقَتَا  
 يَا عَبْدَ اللَّهِ اِسْجُرِ التَّشْوَرُ فَبَادَرَ بِالسَّجَرِ حَبِ وَسَنَ اُتَا كُنْدًا أَوْ  
 جَنَكِي وَنَ كُوتَاهِي كِي رَفِيدِي بِرِ رُوثِيَانِ وَالِيْنِ تَوْحَضَتْ سِي كَمَا اِي بِنْدَهُ  
 خَدَا تَوْرَسَلْكَ فَوْرًا حَضَرَتْ نَ تَنَوْرَسَلْكَ يَافَلَمَّا اَشْتَعَلَهُ وَلَفَّحَ فِي وَجْهِهِ  
 جَعَلَ يَقُولُ ذُقْ يَا عَلِيُّ هَذَا اجْزَاءُ مَنْ ضَمِنَ اَلْكَرَامِلَ وَالْيَتَامَى  
 بِرِ حَبِّ حَضَرَتْ نَ تَمْدُورَسَلْكَ يَا اَوْ رُوهُ شَعْلُهُ دِينَوْكَ اَوْ رُوْهُ طَبَخَهُ اَوْ  
 اَوْ رَلِكٍ سَمَ مَوْنَهَ جَلَسَ لَكَ تَوْ فَرَاهُ اِي اِي نَفْسٍ سَمَ اَشَارَهُ كَرَكِي كَمَا اِي  
 يَمِي سَمَاهِي اَوْ سَكِي كَمَا ضَالِجٍ وَتَبَاهُ كَرَكِي اَوْ خَبَرُ كَرَكِي يَمِي اَوْ يَمِيونَ كِي  
 فَرَاهُ اَمْرًا تَعْرِفُهُ فَقَالَتْ وَيْحَكَ هَذَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَبَادَرَ  
 الْمَرْأَةُ وَهِيَ تَقُولُ وَاحْيَا بِي عَنْكَ يَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ بَلْ وَجْهًا  
 مِنْكَ يَا اُمَّةَ اللَّهِ فِيمَا فَضَرْتُ فِي أَمْرِكَ بِسَ حَضَرَتْ كُوَايَكِ عَوْرَتِ نَ  
 جُوْجَا بِنْتِي تَمِي بِسَ وَهِيَ تَعْرِفُهُ كِي كَمِي لَمِي وَامِي تَجْهِي بِرِ حَضَرَتْ اَمِيرِ  
 بِسَ وَهِيَ كَانِي لَمِي اَوْ رَزْتِي هُوِي دُوْزِي اَوْ رَسَتْ بَسَتْ سَمَنِي لَمِي

ہو کے عذر کرنے لگی کہ بڑی جیانی اور بے ادبی کی مینے آپ سے اسے  
میرے مولا حضرت نے فرمایا کہ تیرا کیا قصور ہے حقیقت میں جیانی میری  
تھی کہ مینے تیری خبر گیری میں کمی کی پوشیدہ نہ ہے کہ احمدیہ  
میں کمی امر قابل تعرض ہیں پہلے یہ کہ پہلا فقرہ آہیت یہ ہے نظر  
إلیٰ المرأة یعنی ایک عورت کو حضرت نے دیکھا حالانکہ اجنبیہ کی طرف نظر کرنا  
جائز نہیں جواب یہ ہے کہ عورت کو شکل دھٹانے دیکھنا مستلزم  
اسی نہیں کہ غور سے اور تفصیل سے بغیر ارادہ نظر ڈالی ہو اور ان مقامات  
پر اور اس طور سے جو خلاف شرع ہو اور جب احادیث مسلمین و مومنین کا  
فعل محمول صحت پر ہوتا ہے تو امیر المؤمنین معصوم کا کیا ذکر پہلے  
یہ ہے کہ لاعتق فیہ نظر پڑ جانا عورت پر اگرچہ مکر رہی ہو حرام نہیں  
شکلا چلنے میں ضرور ہے کہ آدمی آنکھیں بند کر کے اندھا دھن نہ چلے بلکہ  
راہ کو دیکھتا چلے اور ظاہر ہے کہ جو چیز سامنے پڑ جائے گی ضرور نظر پڑے  
آئینگی درخت ہو یا دیوار آدمی ہو یا جانور مرد ہو یا عورت اور اس طرح کی  
نظر تحریم سے علی الاطر مستثنیٰ ہے گو کہ تعدد و تکرار کی یہی نوبت پہنچے  
ہاں اگر بقصد و ارادہ تخصیص زن تعدد نظر کرے تو یہی غرض صحیح مثل  
ضرورت شرعی یا نکاح یا متعہ ناجائز ہو مگر ایک پہلی نظر کو بعضے مطلقاً  
استثنا کرتے ہیں اور خالی تاثل سے نہیں اور احوط اجتناب ہے  
اور یہ بھی اسی مقام خاص میں محتمل گو کہ خلاف ظاہر و مستبعد ہے  
کہ حضرت کو اس سے متعہ وغیرہ مقصود ہو اس باعث سے حضرت  
نظر فرمائی ہو و اس کے یہ کہ حضرت کا مشک لینا مستلزم مس کرنے

بدن نامحرم کو نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایک مقام سے اس نے شتمہ مشک کا  
اور دانا تہا بنا ہو اور حضرت نے دوسرے مقام سے تہانب کے شک کو  
لیا ہو یا پہلے اس نے کاندھ سے اوتار کے رکھ دی ہو اور پھر حضرت نے اوٹھا  
لی ہو **تیسرے** یہ کہ حضرت نے زن اجنبیہ سے کلام کہیوں کیا اور آواز آؤں  
کیوں سنی جو اب یہ ہے کہ عند الضرورة کلام نہا اجنبیہ سے اور اوٹکا  
اجنبی سے جائز ہے ورنہ پڑا، سر و حرج بلکہ تکلیف الا لایطاق لازم آئی  
اور سب معاملات باطل و فاسد ہو جائیں چوتھے ہو سکتا ہے کہ طفل  
مستیز ہوں تاکہ کلام اوس سے لازم نہ آئے کہ جو اہلیت مخاطب کہتا ہو  
اور کمال سہم نفس بھی مقصود ہو اس لئے کہ اطفال سے خاکساری بڑی دلیل  
بی نفسی کی ہے چنانچہ بخیل متداولین بھی وارو ہے کہ کوئی شخص ملکوت خدا  
میں عزت نہایا گیا تا وقتیکہ بچوں سے ہی اپنے تین چوٹا اور حقیر نہ سمجھے اور  
ارضاء اطفال اکثر باعث مزید ارضاء والدین خصوصاً والدہ کے ہوتا ہے  
اس لئے کہ وہ مہربان تر اونکے حال پر ہوتی ہے پس راضی کرنا اطفال کا حقیقت  
راضی کرنا اونکی مان کا ہوا اور اونکی ہم کلامی سے اونکا سننا اور متنبہ کرنا  
مقصود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک نوح کا تذلل درگاہ باری میں ہو  
جیسے دعای و دلعا و صیام میں مخاطب باہ صیام سے ظاہر ہوتا ہی یا بچوں  
اعتذار حضرت کا شرک اولی سے تھا امر ناجائز سے نفوذ باللہ منہ اس لئے  
کہ عصمت حضرت او کہ قطعیت سے ثابت ہے چھٹے مذہب مشہور منصور  
یہ ہے کہ بالفعل ائمہ کو استحضار و علم فعلی سب کائنات کا ضرور نہیں  
گو کہ بطور مجاز بالمشارفہ و قوت قریبہ علم کل بلکہ اکثر کا حاصل ہو پس اگر حضرت

حال ضعیفہ مشہورہ مستورہ یا تو مقام عجب و خلاف شان امامت نہ تھا  
 جیسا کہ پوشیدگی تک و لکھ سبب وغیرہ حضرت سلیمان وغیرہ سے قاضی اُنکی  
 نبوت میں نہوا خلاصہ یہ کہ بجز مستثنیات کے مثل علم ذات باری  
 تعالیٰ بطور علم بالکثرہ و کثیرہ کے اور علم تعین قیامت واسم اعظم وغیرہ کے  
 اور بقدر خیرین ہیں وہ نہیں حال سے غالی نہیں یا متعلق احکام شرع  
 کی اور محمدی نبوت و نبوت امامت منوٰا اور علم پر ہو تو ضرور ہے کہ  
 خدا کا علم انبیاء و ائمہ کو دے قطع اعذار محمدین کے لئے اور جب کی تعلیم  
 مفسدہ ہو مثلاً کوئی اُنکے اخبار بالکوائن سے اونہیں خدا سمجھنے لگے  
 تو ضرور ہے کہ اُس کا علم اُنہیں مسدود کرے یا اگر اونہیں بذات خود  
 اُس علم سے کوئی انتفاع خفی ہو تو اونہیں تعلیم تو کرے مگر منع ظہار  
 و اجمار سے کرے جیسا شب قدر میں بعض اخبار سے ثابت ہوتا ہے  
 کہ حضرات چلتے تھے مگر مصلحت سے بے رغبتی کی اور شب خون میں عبا  
 کی طرف یا مریج کے لئے دعا کرنے کے اوسہیں الی غیر ذلک تصریح اُنکی  
 شیعوں سے نہ فرماتے تھے اور جو خالی ان دونوں شقوں سے ہیں اونہیں  
 تقریر مجاز بالشارفہ اقرب بصواب ہے نہ ٹوٹا جیسا کہ کلام بعض عاظم  
 اہل سکاہم ہے وَلَٰحَقَّ الْحَقُّ بِالْإِتِّبَاعِ اور ممکن ہے کہ عجز و اقتدار  
 دونوں کا اظہار ایک موضع خاص میں جمع کر دیا جائے اختلاف زمان و حیثیت  
 جیسا کہ حال اصحاب کف میں ہوا کہ جب منکرین نبوت نے استخانا جانا  
 رسالتا بلی اللہ علیہ السلام سے اُنکا حال پوچھا تو حضرت فرمودہ کیا کہ میں  
 تین دن میں جواب دے گا پس اس کلام کو ایمان میں اجملا انانیت کا ہوا کہ

حضرت زید اپنی نفس کی طرف اسناد جواب تو کیا کیا کہ میں جواب دے گا تو خدا کو یہ بھی پسند نہ آیا کہ میں کیا معنی فقط تمہارا نفس کب جواب پر قدرت رکھتا تھا اگر تم نہ بتاؤ پس سبب میں ترک اولیٰ کو اعتبار دینا بہت مدید تک وحی روک دی گئی اور حضرت اور اصحاب حضرت کو طعن و مخالفوں کے سہنا پڑی یہ جب نوبت یہ پہنچی کہ مسائل تک کہ اور باز ماند ہو گئے کہ یہ جاہلین اور انکی متحدی میں خلل اور انکی تقدیری پڑی اور اعز اباجمل کی نوبت پہنچی تو لطف کرم فرماؤ کہ جو شکر را اور وحی ہوئی کہ ابھی شیخ انشاء اللہ کیون نہ کہا تم بدمشیت از وی کیا کر سکتے ہو جب کسی کام کو بنسبت کل کو عدہ کرو تو اسوہ مشیت از وی مقدون کرو اہم مقام پر زبانی اعتراض و اجماع و غط میں ایک شخص کی طرف کہ حدیث میں ہے تَزَلُّوا عَنِ الدُّعَابِ وَقُولُوا فِينَا كَلِمَاتٍ لَّعَلَّكُمْ يَهْتَدُونَ خدا کی وجہ تک تو البتہ نہ پہنچاؤ اور باقی جو چاہو ہمارے بار میں کہو وَاغْلُظْ فِي اَبْدِيَةٍ كَمَا لَكَ اس حدیث کو کئی جواب میں پہلایہ کہ صحت سند اس حدیث کی بایہ ثبوت کو نہیں پہنچی و عمر بر تقدیر صحت سند یہ اخبار احادیث و سیر اور مسائل قطعیہ علم کلام میں کچھ اخبار احادیث اعتنا نہیں اور بے شبہ بعض عقائد قطعیہ اصول مخالف اسکو عموم کے میں پس یہ قابل اعتنا بقدر ذرہ بھی نہ ہوگی تیسرے بعض نہیں بعمومہ مطلوب پر دلالت رکھتی ہیں پس اسکی دلالت قطعی ہوگی کہ جو ہمارے فن میں معتبر نہیں جو کہ غیب ثقل اور علم جمیع اشیا بالفعل ہی لوازم ربوبیت ہے یا چونکہ حقیقہ سلطانیہ میں جسکا محصل یہ ہے کہ تعارض اولہ قطعیہ کو تخصیص اس حدیث کی مادون النبوة سے بھی جائز ہے جیسے مادون الالوہیت ہوئی اور نصایہ کہ یہ تاویل مستغنی عنہا ہے کہ تَزَلُّوا اور فِينَا میں ضمیر جمع سے تمام مشیت مراد ہیں نہ خاص ائمہ اور اہلبیت میں جناب سالتعجب بھی شرف افضل اہلبیت میں پس اسکو لازم ہے کہ کوئی ظاہری و باطنی فضیلت اور کوئی عالیترہ بشری ہمارا گہرا نہیں ہے

نبوت امامت سب ہمارے خاندان پریم ہوئی تو ہمیں خدا تو نہ کہو کہ یہ کفر بات ہر بات جو کہ ہو  
وہ سبچ ہوس جو چاہو ہو یعنی ہم میں سے کوئی اور امام کو امام نہ خطا بحث کو خیر خطا  
واقع ہو جیسا کہ علامہ مفوضہ العظمیٰ نے کہا کہ تین و ظاہر ہو کہ ہمارے ان ختموں کو خطا  
متباد ہو ہی نہیں چکے کسی تکلف کی بات نہیں ہستی فافہم و کسنتم کما امرت و اسی مقام  
نشان فعل و کٹر کرک اولی ہو خطا ہر وقتا کہ نشان و کمال معرفت خسر تو سوا فز قیض و  
تجسس تاکوہ باقی شرع شریفہ کہ جسک وہ جہا تعبد و باہر تہریر اراہم لیسے کہ ہمارا و سکا  
ظاہر پر نفس اللہ مر پس اگر نفس اللہ میں کوئی شخص عیت میں ماکم ہو خفی رجا اور و سکو  
خبر گیری کی ہو جہو نبوت نہائی تو کچھ حرج نہیں بوجہ عدم طہ و او کما لک البتہ او و اظہار حال  
سلطان عادل حاکم شرع پر واجب تھا بقول شخصے پیاسا کہ نوین پاس جانا اور کونان پاس  
کو پاس نہیں جانا پس اسکا خیت خسر میں حاضر نہونا خود او سکا قصو تھا اور او سکا اوئی پر  
الزام تھا نہ خسر پر ہائی کہ مالک حاکم حال سکی پہر پہلو تو اگر کو اور خبر نہ ضروری طہر  
تو البتہ ظلم کی بات ہو جیسا کہ ابو نوس کہتا و اذ اولیت امور قوم مرقۃ فاعلم بانک عنہم  
یعنی جبکہ اختیار پا تو انجام دین پر کسی قوم کو امور و کیے تو اچھی طرح سمجھ بوجہ کے کہ تجہی  
محیط اور سلا ایک ایسا حاکم حقیقی ہو کہ روز با پس وہ تجہی پرش کر گیا کہ تو لو اوں سکیں  
کیا سلوک کیا ہے ای زبردست زبردست ازادہ گرم ناو بماند این بازار و اذ جملہ سال  
جنانہ و فاعلم بانک بعد ہا محمول او کسی قبرستان کوئی جنازہ لیا تو سمجھا کہ  
اسکے بعد میری جنازہ کو یو میں کسی تجہی میں لیا نیلے یا صاحب القبر المتقش سطحہ و  
من تختہ محمول خلاصہ یہ کہ بہت لوگ ایسی ہیں کہ ظاہر میں تو انکی قبر پر غیب کا عالم  
ہو رگزار کیا گیا ہو بونہ میں اور باطن میں او پر قبر و کواند انواع و قسم طر حوصہ کرتے  
ہیں غار و اطلو و ہم کی سیر یونین ہت کر یونین جگڑی پڑھتے ہیں اور مبادا کلام



الی الکلام یہاں تک بات میں بات کتنی ہی آئی اب ہم ہر مصلحتاً حضرت کو بیان پر جگتے ہوئے کہ  
 یسوع المزمع الباشی للفقیر المسکین من یقتدہ ولیس لہ لوعۃ علیہ خیرین اور میری  
 قیامت کا دن ہے کہ جس میں ان بچہ پر مسکینوں کا خبر لینے والا شہید ہو گا کہ بستر زمین پر بڑا ناصر و  
 معین و تسلی دہندہ قلبتین پڑے گا کہ تیرے تھوڑے ایسا کون خدا پرست تھا کہ باطل و غیبت  
 ایسے لوگوں کی خبر کہ جو ہمیں گھر پر پڑے رہتے ہیں مکہ تان ہنکے رہی ہیں کوئی شوکر نہیں  
 مارتا کہ میں جو ناخواب ہو ایسے اندھ لوگوں کو لنگر تو بہت ہیں مگر خبر خدا کا اور کجا نہیں دلا کہ اس  
 عبادہ عینا کس خس خرویدہ او برین عیبنا خریدیم اند یا حسن باشخدا انو و خدا نیک و نیک و  
 چنانچہ منتقل کہ جب نبین علیہما السلام حضرت امیر المؤمنین کو دفن کر کے تھوڑا کچھ نہایت ضعیف  
 درو ناگ لڑا کہ ترائی آواز کیا کہ میں نے لڑا کہ تھوڑی مصیبت دیدہ و الم تر انہم شہید ہوئے خود ہی  
 مصیبت کا غرہ و ملین و شمار ہو وہ آواز سننے ہی انکا دل کانچا اڑا اپنی مصیبت نہ سنے و اللہ کو  
 ببول کر نشان پر او اس ادا کا روانہ ہو کر دین میں کون الم رسیدہ مصیبت زدہ ہماری طرح کہ اگر وہ  
 آہ سرد دل پر درد بھر پاتا تو آخرش توڑی دوجا کر دیکھا کہ ایک بدنامی است لاغر و زراشتہ شہید ہوا  
 پر پڑا اڑیاں گڑا رہا ہر چھنی و کاد او ہر او ہر کر ٹپیں بدلتا مایہ ایک طرح پر اڑتا ہے کچھ کی کچھ  
 ایست کسی جہتی ہی دونوں آؤں پوچھا کہ تو کون ہے اور کیونکر بے وفات کرتا ہے جو کہ میں پر  
 نامیہ ہوں اور شدت سے بیمار ہو دو برس کھڑے گزرتا کہ میں صاف آتش ہو گیا ہوں بادل پاش پا  
 فرش زمین پر پڑا ہوتا ہوں نہ نہ تو نہ رفیق نہ ہند و ام ہم جگر بہ کہ گویم عجب دارم نہ انہوں  
 فرمایا کہ اے شیخ خدا تجھ کو رفق کس حیلہ اور سولہ سو دینا ہے حالانکہ تو ایسا بیمار کہ تجھے فکر ساش کی  
 اس میں یہ کہ وہ زرا زرا رو یا کوئی لگا کا اے صاخر او و بر اسہم ت سید کا ایک خدا کا ولی ہے  
 میرے پاس آتا تھا اور کچھ کا کاٹا تھا وہ میرے پاس تکلف نہیں کرتا تھا کہ اپنے ہاتھ نہ لانا تھا  
 کہ لانا تھا اور شل و اللہ نہیں میری دولت بٹ کر تاتا تھا بس یہی ناز برداری فرماتا تھا بجا

میرے  
 سلطان ناصر  
 حضرت امیر المؤمنین  
 علی مرتضیٰ  
 علیہ السلام

مرزا داری اوٹھا ناتھ انہی پانی زلزلہ طوفان میں بھی کسی کسی فصل میں کوئی رتہ اس میں گزری کہ  
 ہر حال میں وہ پرتین مجھے تک پہنچاؤ کیسی ہی دہی سیکر ہو حضرت احسن حضرت احسن میں نے پوچھا کہ شخص  
 تو کیا انہیں بچاتا ہو کہ وہ کوئی اس کو کہا کہ وہ صابرو میں نابینا ہو گیا ہو دیکھ کے بچان نہیں سکتا  
 نہ کسی شکل و شمار جان سکتا ہو حضرت فرمایا کہ کچھ دیکھو عادت یا کلام بیان کر دو کہ وہ بزرگوار میرے  
 پاس کو نہ تکلف میں پریشانی تھا اور جب تک تو میرا توجہ و تحمید خدا میں مضبوط رہو تو میری عمر  
 نہ بیٹھے تو اور اکثر فرمایا کہ تم مسکین جاکر مسکیناؤ فقیر جاکر فقیر کہ ایک مسکین فقیر  
 دوسرے مسکین فقیر پاس بیٹھا دو نون بزرگوار تو پوچھا کہ تو ذرا سو کہہ ہی نہ بھی چہا تا میں نے دیکھا  
 کہ ان کو بہت سارے پوچھا کہ کبھی نہ ہونے نہیں بتایا بلکہ فرمایا کہ میں میرے کام کیا کام تو کام کام ہو  
 انما نطعمکم واجر اللہ لا نؤید منکم جزاء ولا شکور یعنی ہم نہیں کہا ماکہ ملا تمہیں مگر محض  
 سوا ط خوشنودی خدا اور نہیں بچاؤ سکا بد لایا شکر ازاری کو نہیں کیا اور قباڑی کہ وہ دودھ نہیں  
 ورنہ کہہ ہی جا میں انہوں نے تشریف لے کر کیا تھا سیمہ کی حسنین بہت رو پیو سرونہ خال اور آ  
 اور کہا کہ شخص والد ماجد ہمارے مصطفیٰ علی مرتضیٰ دروہر کا عرصہ ہوا کہ ابن ہم مرادی ملوئے ہے  
 قصو انکو سر مبارک پر ضربت لگائی اور وہ ہتک مبتلا کر ضربت میں تو چپا نہ ہی ہم انکو دفن کیوئے  
 چلے آئی میں نے سنا کہ اس کو ایک چیم ماری اور باجی اب کی طرح لوٹو لگا حسنین نے تیسکین میں خیر گریہ کیا  
 واسطے طر وندہ کیا اور کہا کہ ارجیف زندگی دنیا پر جب ایسا آقا اور مولا اٹھ جائیو واسطہ دلتا  
 بنو اون شابائی ان حقوق پر رکھی کہ جو آپ لازم ہیں کہ مجھ کو قبر شریف تک وکی پوچھا کچھ شک حضرت  
 حسنین نے اوکو نہ مانع نہ دیا اور وہ ہزار خرابی کشان کشان آقا خیر گریہ کر پڑا کر تار تار میں رتا  
 قبر طر لطف وائے اور وہاں پہنچ کر قبر پر بیٹھا اس کو پوچھتا کہ گریہ اور سن ورنہ سو رو کیا کہ رو  
 رو تیسویش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس نے کہا کہ گریہ وزاری دیکھا میں عرض کی کہ خداوند میں  
 واسطہ دلتا ہوا اس قبر پاک کا اور اسکا کہ میں نے آج ہی میری حکو قبضہ کیا اب یہ آقا اور مولا



قانی پتہ پہنچ کر اوسکی ماعتبول ہوئی اور اوسکی تالین اسکی روح پروانہ کر گئے اور سین میں فرح و کھل ہو کر پھرنے لگی  
 کہیں کیا وضعت بالیخ فی العویل والکبا جمع مملکات لکھنؤ اور فطر و چین جو اور نوہ و کبا  
 کر لیا کہ پتہ پہنچا تو اسکی روح الفیض ہوئی اور اسی عطا پتہ پر کائنات میں جمع ہوئے تھے اسکی جلا  
 عکس اللہ چنانچہ صدق علیہ السلام با شائع و جاریہ اساتذہ کی روح کی ہوا نہ کر ایمان اللہ اور الخافست تمشا  
 علی اوس جناب شمس معراج پانچویں ایمان پر شیعہ حضرت تائیر کی دیکھیں سچے فرمایا کہ اسی جیل کی  
 اسی علی بن بنیاد جسے ہی پڑا اسنام پر پہنچے اور ہونے لگا کہ یا حضرت یہ علی بن بنیاد کی ہوتی ہے ایک فرشتہ  
 کہ سین ملا کر لکھ کر دیکھ لیا گیا جیکہ اور ہونے لگا کہ کی کو خداوند اجبت ان اطاق کیصورت دیکھتے ہیں تو پتہ  
 اوس شمس پر ہوتا اور غیب پر ہوتا اوس پر دم زمین پر جانیں کا تو پس کیا کرین تھو شیعہ حضرت تائیر  
 کر دی اور جیل میں ملا کر اس پر ہا کہ ہر بار لکھتے اور میں شیعہ کیا تو اوس شیعہ حضرت تائیر کی سرخ و بخور  
 ہو گیا اور شمس پر چل ہوئی پس یہ حال دیکھ لگا کہ بہت مضطر و غمیں ہو اور قاتل حضرت پر لعنت  
 اور سید حضرت امام حسین کی ہی شیعہ فلک ستی و راوی شمس اور سیطو خاک و خونیں تڑپنے  
 قنا ہوئی اور فیتن شتون یہ حال دیکھ کس قاتلان حضرت خصوصاً زید علیہ پر لعنت کی ابن کرم کس  
 قوف فی علی المرتضیٰ وصی محمد المصطفیٰ و ہونے لگا کہ حضرت و قاتلان حضرت میرزا کرم و عجب  
 حاکم و وادھب قلمہ مابقہ من لکھنؤ وہ علی کہ جنہیں انجو قاتل پر ہی حم ایاجت کیا کہ اوسکی  
 انکشتوں گڑی پڑی ہیں اور سر بر منہ سر اسیمہ کٹر اسلئے حضرت کو تو حضرت امام حسن و فرمایا  
 ارفی باسیرک ایفر و تختی نکر و اپنی قیدی پر دیکھتے نہیں کیا حال و سکا متغیر پس حضرت ام  
 حسن فرمایا کہ ای والدہ زکوار وہ تو اپکو شنید کر اور اپا و سپر جم کہا میں یہ کیونکر ہو سکتا ہی  
 حضرت فرمایا کہ ہم بہت عصمت طہارہ و رحم و مہربان و راوی کو پاس نہ کر کے و دودہ بھیج  
 یوم فتح فیہ اهل القدان و استراح بہ معاویہ و قیوان یہی دن کہ سین خوشی  
 حاصل ہوئی کہ شمس کو اور ہر پاس کے معاویہ مراد خوف و حضرت کو و اٹھنے اهل بیت النبیین

لَبَّوْهُ بِالْحَيَاتِ وَعَلَى فَقْدِهِ قَادِمَاتٌ اَوْ سَلْبًا بِحَيْثُ نَفْسُكَ تَمِي جَدَائِي بِرُوحَتِي تَمُو اَوْ رُوحَتِي  
 طَلَبُكَ مَارَتِي تَمُو وَلِشَعْرَتِي عَلَيَّ الْحُكْمُ وَبِنَاصِيَتِي اَلْحُكْمُ اَلْحَيُّ اَلْعَبِيدُ نَاوِدًا حَامِي مَدُو كَارِ  
 اَوْبَهُ كِيَا تَسَالُكُ مَوْزَنِهِ بِرِیَالِ كِبَرَانِ رُوحَتِي سَبَكِ بَاكِ جَانِ كَسُو تَسِ شِهْرُ حَتَّى اَنْ قَتْلَهُ  
 خَذَلْنَا اِنْ سَمَّ اَلْحَمْدُ وَبَقِيَ اَلْحُسَيْنُ اَلشَّهِيدُ عَلَيَّ اَلْعَبْرَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَلَمَّا نَجَا بَدَلًا اَعْتَمَلَ  
 وَكَفَنَ اَيُّهَا اِنْجَامِ حُسْرَتِي اِنْ شَمَاؤُكَ كَا مِهْمُ هُوَا كَهْفَتِ اَمَامِ سَنَ كُوبِ عَامَنِي مَدُو كَارِ يَا كِ  
 ظَالِمِيْنَ زَهْرُ دِلَوَا يَا اَوْ يَحْتَنِي جُكْرُكَ اَوْ رُخْتِ بَكْرِ عَلِيٍّ وَتَوَلَّى كُوْتُ فَرَاغِ مِیْنِ بَنِ مَسَاكِ سِرُّكَ  
 اَوْ مَسَا فَرِغَرِیْبِ اَمَامِ عَلِيٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ كُو بَاشِ پَاشِ لَاشِ تِیْنِ اِنْ تَمَكَّنْ رِیْنِ كَرَمِ كَرَمَلَا  
 بَے گُورُ وَكُفْنِ پُری رَی اِنْ سَبْ ظَلَمُوْنِی نَبِیَا دُكُو اَوْ سِی رُوزِ قَائِمِ بُوْنِی كِهْ جَبْ جَابَالِ مِیْرِ  
 عَلَیْهِ السَّلَامُ نَبِیَا سَوْفَرِ كِيَا وَبِیْقِ بِاَمِّ كَلْتُو مِرْدُ زَنْبِ كَا كُجَا مِرِی + وَاطْفِی اِهْرِیْنَ  
 فِی اَلْقَفَا رِیْرِ اَلْکِبْرِ مِرِی اَوْ رَاوِی رُزِ نَبِیَا دُ اَوْ سِی بَدِیَاوِی قَائِمِ بُوْنِی كِهْ صَحْرَا اَوْ رِیَا بَالُو نَبِیْرِ  
 وَخَرَفَا طَمَكِزِیْرُ كِی طَرَحِ بَے مَقْنَعِ وِیَاوِ پِیْرَا لِی جَا مِیْنِ عَلَی اَقْدَابِ اَطْفِیَاتِ وَكَلْمِ وَجُوْهُ هَمَّ  
 حَرَّ اَلْحَا جِرَاتِ بَے كَبَاوَهْ وَخَا رِی شَتْرَانِ بَرَهَنْدِ رَا سِی وَهَوِی كِی شَدَّتِ مِیْنِ كِهْ قَرِیْبِ  
 تَسَا كِهْ مَوْزَنَهُ دُكَا جَلَا اَوْ دُهَوِی كِی كِهَا لِیْنِ كِرِ پُیْنِ اَوْ رُو كِی شَدَّتِ وَجُوْهُ  
 جَدَا كِی اَوْلَا جَا مِیْنِ اَكِیْدِیْ هُمْ مَغْلُوْلَةُ اِلَا اَلْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ

فِی اَلْاَسْوَاقِ مَا تَهْمُ اَوْنَكِ اَوْنَكِی كِرْدُو نَمِیْنِ كِبَرُ كِی جَكْرُ

دُے تے اَوْ رَا سِی حَالِ زَارِ سَے اَوْنَمِیْنِ شَهْرُ

وِیَا رِیْدِیَا پِیْرَا تَے تَے وَیَعْلَمُ اَلْکَذِیْبُ

ظَلَمُوا اَمِيَّ ثَقَلِيْنَ ثَقَلِيْنَ

# بایسوان موعظ

تفسیر میں سورہ انا انزلناہ کے اور بیان میں شب قدر  
واعمال ضروری شب قدر کے اور بیان  
مسئلہ تقدیر و تدبیر مسئلہ  
بدا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ الْبَاقِرُ مَنْ قَرَأَ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَهَبْ بِهَا كَانِ  
كَالشَّاهِدِ سَيَقُولُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى حضرت امام محمد باقر علیہ السلام  
نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے سورہ انا انزلناہ شب قدر میں یا واز بلند  
تو ہوگا وہ ازراہ ثواب برابر اوس مجاہد کے کہ شمشیر بر منبر اپنے ہاتھ  
میں لیے ہوئے راہ خدا میں وَمَنْ قَرَأَ اَهَا سَرَّكَانِ كَالْمُسْتَخِطِّ بِدَا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جو با واز پوشیدہ پڑھے تو وہ منبر اوس شہید کے  
ہے کہ جو راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹتا ہو وَمَنْ قَرَأَ اَهَا عَتَمِي  
مَرَاتٍ مَحَا اللَّهُ عَنْهُ اَلْفَ ذَنْبٍ مِنْ ذُلُوْهِمْ اور جو مومن او  
دس بار پڑھے تو محو کرتا ہے خدا اوس سے اوس کے ہزار گناہوں  
کو و اعظ کہتا ہے کہ پس مناسب ہے کہ مومنین معنی میں اس

سورہ شریف کے سمجھ کے اوسے تلاوت کریں کہ باعثِ فریادِ اجر و تواب  
 ہو انشاء اللہ تعالیٰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تفسیر اس آیہ وافی ہدایہ  
 کی مشہور و معروف ہے طول و سنیے کی اوسمین کچھ حاجت نہیں تملائے  
 یہ کہ ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام خدا کے ایسا خدا کہ جو مہربان  
 کریم ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنی بے شبہ نازل کیا مجھے  
 اوس قرآن کو اور احتمال ہے کہ ضمیر راجع لفظ منزل کی طرف ہو کہ  
 جو انزلنا سے مستفاد ہے جیسا کہ اَعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی  
 ہیں ضمیر ہو کی عدل کی طرف پوری ہے فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ شب قدر  
 میں یعنی نزول قرآن شب قدر میں ہوا عَنْ اَمْرِ اُمَلُوْمِیْنِ قَالَ  
 قَالَ لِیْ دَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖٓ اَعْلٰی اَتَدْرِیْ مَا عَقْدُ  
 لَیْلَةِ الْقَدْرِ حضرت امیر نے فرمایا کہ فرمایا مجھ سے جناب رسالت مآب  
 کہ یا علی تمہیں کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کے کیا معنی ہیں فَقُلْتُ لَا یَا  
 دَسُوْلُ اللّٰهِ مَعْنٰی عَرْضِ کَیَا کہ نہیں امی رسول خدا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْدِرُ  
 فِیْہَا مَا هُوَ کَاثِرٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ خلاصہ یہ کہ حضرت نے فرمایا کہ لیلۃ  
 القدر سے مراد شبِ تقدیر ہے یہ وہ رات ہے کہ اسمین مقدر اور  
 مقدر کرتا ہے خدا جو کچھ کہ ہونے والا ہے روز قیامت تک فَکَانَ  
 فِیْہَا قَدْرٌ وَّلَا یَتَدَّرُ وَّلَا یَتَلَاہُمَا مِمَّنْ دَلَّکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ  
 اور نجمہ اولن مقدرات کے تمہاری ولایت ہے اور ائمہ دین کی اولاد  
 امجاد سے تمہاری قیام قیامت تک سَلَّ مُحَمَّدٌ بَنُ مَسْلُوْمٍ اَحَدٌ  
 عَنْ عَلَامَةِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اور محمد بن مسلم نے سوال کیا حضرت امام

محمد باقر حضرت امام جعفر صادق سے علامت شب قدر سے فقیر  
 تَمْلَأُ مَا بَيْنَ أَنْ يَطِيبَ رِيحُنَا وَإِنْ كَانَتْ فِي بَرْذٍ كُنْتُ وَإِنْ كَانَتْ  
 فِي حَرٍّ كُنْتُ فَطَابَتْ لِسَ حَسْرَتِ سَنَ فَرِيَا كَ عَلَامَتِ الشَّيْءِ  
 یہ ہے کہ ہوا اوس شب کو خوشبو اور گوارا ہوا اور سردی ہوتی ہے  
 سرد ہوتی ہے اور گرمی میں اس کی ہوا سرد ہوگی یا گرم ہوگی  
 یہ بات ہے وَسُئِلَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ تَنْزِيلُ فِيهَا الْمَلَائِكَةُ  
 الْكَتَبَةِ إِلَى السَّمَاءِ الَّذِينَ قِيلَ لَكُنَّ مَا يَكُونُ فِي أَمْرِ السَّاعَةِ  
 وَمَا يُصِيبُ الْعِبَادَ وَأَمْرٌ عَظِيمٌ مَوْقُوفٌ وَفِي الْمَشْرِقِ  
 يُقَدِّمُ مِنْهُ مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مِنْهُ مَا يَشَاءُ وَنَحْوُ ذَلِكَ  
 عِنْدَهُ أَمَّا الْكِتَابُ اور سوال کیا گیا اوسے جناب سے حال شب  
 قدر سے پس فرمایا کہ نازل ہوتے ہیں اوس میں ملائکہ اور لکھنے والے  
 فرشتے آسمان اسفل پر پس لکھتے ہیں وہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے  
 سال بہرین اور جو کہ ہو جاتا ہے ہندون کو اور کچھ امر نزدیک  
 خدا کے ہیں اور موقوف اوسی پر ہیں اور اونہیں پر مشیت ایزدی  
 جاری ہوتی ہے پس اونہیں سے جسے مناسب جانتا ہے مقدم کرتا  
 اور جسے مناسب جانتا ہے مؤخر کرتا ہے اور محو کرتا ہے اور ثبات  
 رکھتا ہے اور اوس کے پاس ام الكتاب یعنی لوح محفوظ ہے وَسُئِلَ  
 الصَّادِقُ كَيْفَ تَكُونُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرًا مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ اور  
 پوچھا گیا حضرت امام جعفر صادق سے کہ کیونکر ایک شب قدر خیر ہو  
 ہے ہزار مہینے سے قَالَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ وَفِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْعَمَلِ

فِي الْفِ شَهْرٍ لَيْسَ فِيهَا لَيْلَةٌ الْقَدْرِ حضرت نے فرمایا کہ عمل نیک  
 اس شب میں بہتر ہوتا ہے عمل نیک سے اور ہزار مہینوں میں  
 کہ جنہیں شب قدر کہتے ہیں اس کے برابر ہے کہ اس سال آبا جعفر علیہ السلام  
 عن رسول اللہ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ قَالَ لَعَنَ رَجُلٌ لَيْلَةَ  
 الْقَدْرِ اور حرمان سے ہے کہ اونہوں نے پوچھا حضرت امام  
 باقر سے تفسیر قول بار تعالیٰ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ  
 بے شبہ نازل کیا ہے اس سے ہے قرآن شریف کو مبارک رات  
 میں پس فرمایا کہ ہاں وہی شب قدر ہے فرمایا خدا نے یہاں  
 کُلِّ امْرِحَكُم اَوْ سِي شَبِّ مِّنْ حَبْرٍ کہ ہر امر مضبوط و محکم  
 قَالَ يَقْدَرُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ كُلُّ شَيْءٍ يَكُونُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ اِلَى مِثْلِهَا  
 مِنْ قَابِلٍ مِّنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ رَّحْمَةً وَنَقِصَةً وَاجَلٍ اَوْ رَدٍّ  
 فرمایا کہ قدر ہوتی ہے اس شب میں ہر وہ چیز کہ جو اس سال میں  
 ہونے والی ہوتی ہے نیکی یا بدی عبادت یا معصیت اجل یا زجل  
 جو کچھ ہونے والا ہو سال آئندہ تک فَمَا قَدَرْتُ تِلْكَ السَّنَةَ  
 وَفُضِيَ فَمَوَاجِدُ وَلِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ الْمَشِيئَةُ پس جو کچھ کہ  
 قدر ہوا ہے اس سال میں اور نافرمانی یا کیا ہے پس وہ  
 مختم یعنی قطعی ہے اور مشیت خدا کو او سمن دخل ہے قَالَ  
 قُلْتُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اَمْ شَيْءٌ خَيْرٌ بِذَلِكَ  
 راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی شب قدر کے ہزار مہینہ سے بہتر  
 ہونے کے کیا معنی ہیں فَقَالَ الْعَلَّ الصَّائِرُ فِيهَا مِنَ الصَّلَاةِ

وَالزَّكَاةَ وَالنَّوَاعِ الْخَيْرَ مِمَّنِ الْعَمَلِ فِي الْفِ شَهْرٍ لَيْسَ فِيهَا  
 لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْسَ فَرَمَايَا كَمِ عَمَلِ نِيكَ اَوْ سَمِينِ مِثْلِ نَمَازِ زَكَاةٍ وَغَيْرِهِ  
 كَمِ اَوْ رَاوِ رَاقِي جَوْنِيكِيُونِ كِي شَمِينِ هِنِ بَهْتَرِ هِنِ عَمَلِ مِ اَوْنِ نَزَارِ  
 مَحْمُونِ مِ كِي جَنِينِ شَبِ قَدَرِ نَمُو وَ كُو لَهَ اَيْضَا عَفَّ اللهُ لَهَ اَمِينِ  
 مَا اَبْلَغُوا وَلَكِنَّ اللهَ اَيْضَا عَفَّ لَهْمُ الْحُسْنَاتِ اَوْ رَا كَرِ خِزَارِ وَ نَبَا  
 وَ زِيَادِهِ نَكْرَتَا مُؤْمِنُونِ كَمِ لِي اَجْرِ وَ ثَوَابِ كُو تُو وَ هِ اسِ مَرْتَبَةِ كَرَنِ  
 مَوْخِجَتِي لَكِيْنِ وَ هِ دُو جَنَدِ كَرَتَا هِ اَوْنِ كَمِ لِي نِيكِيُونِ كُو وَ خَوْنِ  
 اَمِيْعَبْدِ اللهِ اَللهُ رَا اِي رَسُوْلُ اللهِ فِي مَنَامِهِ بَنِي اُمِيَّةٍ  
 يَصْعَدُوْنَ مِنْ بَعْدِهِ وَيُضِلُّوْنَ النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ  
 قَمَقَرِي فَاصْبِرْ كَيْثَبَا خَزِينًا اِلَى اَنْ قَالَ فَاَنْزَلَ عَلَيَّ اِيْتَانِ  
 اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ  
 لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِمَّنِ الْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ  
 لِنَبِيِّهِ خَيْرًا مِمَّنِ الْفِ شَهْرٍ مُلْكِ بَنِي اُمِيَّةٍ اَوْ رَحَضَتْ اَمَامِ  
 جَبْرِ صَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْقُولِ هِ كِي خَوَابِ مِ وَ كِي مَا جَنَابِ سَا  
 مَابِ لِي كِي بَعْدِ اَوْنِ كَمِ اَوْنِ كَمِ مَنَبَرِ كِي زَمِيْنِ كِي پَرِ بُو زَمِيْنِ كِي طَرَحِ  
 بَنِي اُمِيَّةٍ مِرْ هِ تِي هِنِ اَوْ رَاوِ كُوْنِ كُو مَرَا هِ كَرْتِي هِنِ رَا هِ رَا سِ  
 اَوْ رَاوِ لِي رَاوِيْنِ پِ هِرِي دِ سِ تِي هِنِ پَسِ صَبْحُو بَهْتَرِ رَجَبِيْدِهِ وَ مَلُو  
 سِدَا هِ هُو لَهَ تَا اِيْنِكُمُ مَعْصُومِ فَرَمَاتِي هِنِ پَسِ نَا زِلِ كِي كَمِي اَوْنِ پَرِ  
 اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اَوْ رَا كَرِ دَا نَا حِدَا اِنِ شَبِ قَدَرِ كُو بَهْتَرِ اِنِ بَنِي كَمِ لِي  
 هَزَارِ مِ مِ نُونِ مِ سِلْطَتِ بَنِي اُمِيَّةٍ كَمِ وَقَالَ كَاَنْ رَسُوْلُ اللهِ



اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَّلُ وَآخِرُ شَهْرِ الْمَيْزِدِ وَاجْتَنَبَ السَّاعَةَ وَ  
 آجِيءَ اللَّيْلِ وَتَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ اور اوسى جناب نے فرمایا کہ جب آخر  
 وہ ماہ رمضان کا آتا تھا تو جناب سالت مآب اپنی لنگی کس لیتے  
 تھے یعنی اجتناب و پرہیز کرتے تھے عورتوں سے اور راتوں  
 کو جاگتے تھے اور سب کاروبار سے فارغ البال ہو جاتے تھے  
 عبادت کے لیے وَعَنْهُ اَيْضًا لَيْلَةُ الْقَدْرِ اَوَّلُ السَّنَةِ وَ  
 آخِرُهَا اور اوسى جناب سے ہے کہ شب قدر اول سال ہی ہے  
 اور آخر سال ہی وَعَنْهُ اَيْضًا اَدْنَى السَّنَةِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَيَكْتَسِبُ  
 فِيهَا مَا يَكُونُ مِنَ السَّنَةِ اِلَى السَّنَةِ اور انہیں حضرت سے ہے  
 کہ ابتداى سال شب قدر ہی لکھا جاتا ہے اوہیں جو کہہ کہ ہوتا ہے  
 ایک سال سے دوسرے برس تک وَعَنْ حَسَّانَ بْنِ مَحْرَانَ عَنْهُ  
 اَيْضًا قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ التَّمْثِيلُ فِي لَيْلَةِ  
 اِحْدَى وَعِشْرِينَ اَوْ لَيْلَةِ ثَلَاثِ وَعِشْرِينَ اور حسان بن  
 محران سے ہے کہ انہوں نے پوچھا اوس جناب سے تعین  
 شب قدر سے پس نہ مایا کہ تخص و تحبس کہ اوسکا اکیسویں شب  
 یا تیسویں شب میں اور جناب شیخ حر عاملی عاملہ الدرباطہ الحنفی  
 والجلبی نے کتاب مستطاب وسائل الشیعة الی احکام الشرعین  
 جناب شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ اوس جناب نے فرمایا  
 اتَّفَقَ مَشَاجِنَا عَلَى اَنَّهَا لَيْلَةُ ثَلَاثِ وَعِشْرِينَ یعنی اتفاق  
 کیا ہے ہمارے اساتذہ نے اس امر پر کہ شب قدر تیسویں شب



اور احتمال ہے کہ مراد اس کلام سے دعویٰ اجماع ہو قیہین شب نہ کر  
 پر اور بعض علما کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے اتفاقاً اجماع اس  
 پر کہ شب قدر ان تین مشہور شیعوں سے خارج نہیں اور احوط یہ ہے  
 کہ احیای شب زندہ داری وغیرہ ترک نہ کرے کسی شب میں ان یوں  
 میں سے اور صاحب ہذر کے لئے دو زمین کہ اکثفا فقط تیسیرین  
 شب بر انشاء اللہ کافی ہو و قال ابو عبد اللہ انقل یوم فی املا  
 تسعة عشر والا بوام فی لیلة احدى وعشرين قال ابو عبد  
 اللہ لیلة ثلث وعشرين اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 نے کہ معین و مقرر و اندازہ کرنا انیسویں شب میں ہوتا ہے اور بیشب  
 اور مستحکم کرنا اوسکا انیسویں شب اور جاری اور نافذ کرنا اوسکا  
 تیسویں شب میں و عن ابی حمزة الثمالی قال كنت عند ابی عبد  
 اللہ فقال له ابو بصیر جعلت فداك لیلة التي یروی فیها ما یروی فقال فی  
 لیلة احدى وعشرين او ثلث وعشرين قال فان لم اقص  
 علی کلّیہما فقال ما ایسر اریک لیلتین فیہما قطب قال قلت  
 فما رأینا الہلال عندنا وجاءت من غیرنا یخاف ذلک  
 من ارضی اخرى فقال ما ایسر اریک لیال تطلبہا فیہما قلت  
 جعلت فداك لیلة ثلث وعشرين لیلة الجہنی فقال  
 ان ذلک لیقال اور ابو حمزہ ثمالی سے ہے کہ میں حاضر خدمت کیا کرتا  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تھا پس عرض کی ابو بصیر سے کہ میں  
 فدا ہوں آپ پر سے وہ کون شب ہے کہ شب میں امیدین کیا جاتی ہیں

اس حضرت نے فرمایا کہ وہ اکیسویں شب ہے یا تیسویں عرض کی  
 کہ میں اگر مجھے قوت الہیہ و ہونو شبوں کے اعمال خیر کی نحو حضرت نے  
 فرمایا کہ وہ شبیں بہت کم ہیں اور نہایت سہل ہے طلب فضیلت  
 شب دور کے لئے راوی کہتا ہے پس عرض کی کہ میں نے کہ اکثر  
 ایسا ہوتا ہے کہ رویت کچھ ہوئی ہے اور اور شہروں کے باشندے  
 سے کچھ اور سنا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ کس قدر سہل ہے  
 کہ چار شبوں میں فضیلت اس شب عالی شان کی طلب کیا  
 میں نے عرض کیا کہ تار ہوں اب پر ۲۳ شب شب چہتی ہے حضرت  
 نے فرمایا کہ ہاں اس طرح کہنا جانا ہے قَالَ جَعَلْتُ فِدَاكَ  
 اَنْ سَلِمَانَ بْنَ خَالِدٍ شَرِي فِي تِسْعَةِ عَشْرَةَ كِتَابًا وَفَدَاكَ  
 فَقَالَ يَا ابا مُحَمَّدٍ وَفَدَاكَ الْحَاجُّ كِتَابًا فِي كِتَابَةِ الْقَدَرِ اَمَّا  
 وَالْبَلَايَا وَالْاَسْرَاقُ وَمَا يَكُونُ اِلَى مِثْلِي فِي قَابِلٍ فَاَطْلُبَهَا  
 فِي كِتَابَةِ اِحْدَى وَثَلَاثٍ وَخَمْسِينَ عَرْضِ كِتَابَةِ سَلِمَانَ  
 بن خالد نے روایت کی ہے کہ اویسویں شب میں قافلے جاوے  
 کے لکھی جاتے ہیں فرمایا کہ اسی ابو محمد شب قدر میں لکھی جاتے  
 ہیں اور امیدیں اور آفتیں اور رزق اور جو کچھ عرض سال میں  
 ہونے والا ہوتا ہے پس تفحص کرو اسکا اکیسویں اور تیسویں  
 میں وَصَلِي فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِائَةٌ زَكَاةٍ وَاحِدَةٍ اِنْ  
 اسْتَطَعْتَ اِلَى التَّوْبَةِ وَاعْتَمَلَ فِيهِمَا اور اون دونوں میں سے  
 ہر شب کو سو رکعت نماز پڑھو اور شب زندہ داری کر اگر طاقت

ہو نور کے تڑکے تک اور غسل بھی کران دونوں میں قال قلت  
 فان لم اقل سر علی ذلک وانا قائم کما عرض کی میں پس اگر  
 اٹھ کر نہ ہو کر نہ پڑ سکون قال فصل و انت جالس فرمایا ہر  
 بیٹھے پڑے پڑے قلت فان لم استطع قال فعلى فراشک عرض  
 کی میں کہ اگر نہ ہو سکے تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے بستر پر لیٹے  
 لیٹے نماز پڑھ قلت فان لم استطع قال لا عليك ان التحل  
 اول الليل يشيخ من النوم عرض کی میں کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے  
 فرمایا تو کچھ مضائقہ نہیں کہ اول شب کس قدر تو سوجھے و ان  
 ابواب السماء تفتح في رمضان وتصفى الشياطين وتقبل  
 اعمال المؤمنين لعمركم الشهر رمضان كان يستعمل على عهد  
 رسول الله المرزوق اور بے شبہ آسمانوں کے دروازے  
 کھل جاتے ہیں ماہ رمضان میں اور جکڑ لیٹے جاتے ہیں اور  
 قید ہو جاتے ہیں شیطان اور قبول کیے جاتے ہیں مومنوں  
 کے عمل کیا اچھا معنی ہے ماہ رمضان اور سکا نام عہد خاتم  
 رسالت مآب میں مرزوق تھا وروی ان ابا جعفر اذا كان  
 ليلة احدى وعشرين ليلة ثلث وعشرين اخذ في  
 الله تعالى حتى يزول الليل فاذا زال الليل صلى اور منقول  
 ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کیسویں شب اور تیسویں نصف  
 شب تک عاکین پڑھتے تھے اور بعد نصف شب نمازوں میں  
 مصروف ہوتے تھے وروی الله سئل ابو عبد الله

عَنْ كَلِيلَةِ الْقَدْرِ كَانَتْ اَوْتَلُوْنَ فِي كُلِّ عَامٍ اَوْ مِنْ قَوْلِ سَبِّهِ كَمَا سَمِعْتُ  
 كَمَا كَلَّمَ حَضْرَتِ اِمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبَّ شَبِّ قَدْرِ سَبِّ كَمَا كَلَّمَ  
 سَابِقِ هِيَ مِنْ تَحِيَّاتِ بَابِ هِيَ بِرَّ سَالِ هُوَ سَبِّ فَقَالَ لَوْ رَفَعَتْ كَلِيلَةُ  
 الْقَدْرِ كَسَفَحِ الْقُرْآنِ فَرَمَا يَكُ الْكَرْشِ قَدْرًا وَهُوَ جَانِي تَوْقِرَانَ هِيَ  
 اَوْ هُوَ جَانِي فِي مَضْمَرَةٍ اسْتَحْيٰ بِنَ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ  
 فَنَاسٌ يَسْأَلُوْنَهُ يَقُوْلُوْنَ اَلَا رَزَاقٌ تُقَسِّمُ كَلِيلَةُ النَّصْفِ مِنْ  
 شَعْبَانَ قَالَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا ذٰلِكَ اِلَّا فِي كَلِيلَةِ تِسْعَةِ عَشَرَ  
 مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاحِدِي وَعِشْرِيْنَ وَثَلَاثَ وَعِشْرِيْنَ اَوْ  
 اسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ سَبِّ كَمَا سَمِعْتُ اَوْ نَعِيْنِ كَمَا فَرَمَاتِي تَعْنِي اَوْ كَمَا لَوْ  
 اَوْ نَعْنِي سَوَالِ كَرَّرَ سَبِّ اَوْ كَمَا رَهْتِي كَمَا رَزَقُ تَقْسِيْمُ هُوَ تَابِي  
 بِنَدْرِ هُوَ يَنْ شَبَّ شَعْبَانَ كَلِي سَبِّ حَضْرَتِ نَعْنِي فَرَمَا يَكُ نَعِيْنِ بِنَدْرِ نَعِيْنِ  
 وَهْ شَبِّ مَكْرًا اَوْ نَعِيْنِ اَوْ اَلِيسُوْنِ اَوْ تَقْسِيْمُ سَبِّ مَكْرًا مَبَارَكِ رَمَضَانَ  
 فَانْ فِي كَلِيلَةِ تِسْعَةِ عَشَرَ يَلْتَقِي الْجُمُعَانِ بِسَبِّ اَوْ نَعِيْنِ شَبِّ هَامِ  
 لِحَاقِي يَنْ دَوْنُوْنَ جَاعَتِيْنِ فِي كَلِيلَةِ اَحَدِي وَعِشْرِيْنَ لَفَرْقِي  
 كُلِّ امْرٍ حَكِيْمٍ اَوْ اَلِيسُوْنِ شَبِّ مِنْ حَبِّ كَلَّمَ جَانِي هَامِ مَسْحُومٍ فِي كَلِيلَةِ  
 ثَلَاثَ وَعِشْرِيْنَ يَمُضِي مَا اَرَادَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ وَهِيَ كَلِيلَةُ الْقَدْرِ  
 اِلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرِ اَوْ تَقْسِيْمُ شَبِّ  
 كَوْنًا قَدْرًا اَوْ جَارِي كَرَّمَ هَامِ جَوَ كَمَا جَاهَتَا هَامِ خَدَا اَوْ سَمِيْنِ سَبِّ اَوْ  
 وَهِيَ شَبِّ قَدْرِ سَبِّ كَمَا جَوَّ خَدَا لَعْنَةِ بَهْرٍ هَزَارِ مَعِيْنُوْنَ سَبِّ فَرَمَا  
 قَالَ قُلْتُ وَمَا مَعْنَى قَوْلِهِ يَلْتَقِي الْجُمُعَانِ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ فِيْهَا

مَا آدَمُ تَقْدِيرُهُ وَتَاخِيرُهُ وَإِرَادَتُهُ وَقَضَائِهِ رَأَوْنِي  
 کہتا ہے کہ باہم ملاقات سے دو جماعتوں کی کیا مراد ہے کہ ہر  
 اوس سے یہ ہے کہ خدا جمع کرتا ہے اوسین جسکی تقدیم یا تاخیر اور  
 منظور ہوتی ہے اور جسکا ارادہ یا مضار و انفاذ ملحوظ ہوتا ہے  
 قُلْتُ فَمَا مَعْنَى مِصْنَبِهِ فِي ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ قَالَ إِنَّهُ يُعْتَبَرُ  
 فِي لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَأَمْضَاهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهِ الْبَدَأُ  
 فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ أَمْضَاهُ فَيَكُونُ مِنْ  
 الْحُكْمِ الَّذِي لَا يَبْدُو لَهُ فِيهِ تَبَارُكٌ وَتَعَالَى مِنْهُ کہ کہ تیسویں  
 میں انفاذ کرنے کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ خدا جدا کرتا ہے اکیسویں  
 کو لیکن اوسین کجائیش بدار ہتی ہے اور تیسویں کو بالکل اجر اور  
 انفاذ ہو جاتا ہے پس وہ امور ایسے حتم ہو جاتے ہیں کہ اوسین کی  
 کجائیش نہیں رہتی وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي لَيْلَةِ تِسْعَةِ عَشَرَ  
 مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ التَّقْدِيرُ وَفِي لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ الْقَضَاءُ  
 وَفِي لَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ إِبْرَاهِيمُ مَا يَكُونُ فِي السَّنَةِ إِلَى مَثَلِهَا  
 وَلِلَّهِ جَلَّ تَعَالَى أَنْ يَفْعَلَ مَا يَشَاءُ فِي خَلْقِهِ اور فرمایا  
 حضرت امام جعفر صادقؑ نے کہ اونیسویں شب کو ماہ رمضان کی تقدیر  
 اور تعیین امور ہوتی ہے اور اکیسویں کو انفاذ اور تیسویں کو استحکام  
 اون چیزوں کا کہ جو سال آئندہ تک ہونے والی ہیں اور خدا کو پہنچتی  
 ہے یہ کہ جو چاہے کرے اپنی مخلوق کے بارہ میں وَعَنْ  
 سُفْيَانَ بْنِ السَّمْطِ قَالَ قُلْتُ لَا يُبْنَى عَبْدُ اللَّهِ الْكَلْبَانِي الَّتِي يُرِيدُ

فِيهَا مِنْ شَهْرِ مَصْنَانَ فَقَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَاحِدِي وَعِشْرِينَ  
 وَثَلَاثَ وَعِشْرِينَ اور سفیان بن سہم سے منقول ہے کہ خدمتِ اقدس  
 حضرت امام جعفر صادق میں نے عرض کیا کہ کون ہیں وہ راتیں  
 ماہِ صیام کی کہ جن میں خدا سے ہر طرح کی امید ہوتی ہے پس فرمایا کہ  
 ۱۹ و ۲۱ و ۲۳ قُلْتُ فَإِنْ أَخَذْتُ الشَّامَةَ الْفَيْزَةَ أَوْ عِلَّةً كَمَا  
 الْمُعْتَمِدُ عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ ثَلَاثَ وَعِشْرِينَ میں نے عرض  
 کیا کہ سب ادا اگر آدمی کو کوئی بیماری یا سستی و کمالی ہووے تو ہر  
 شب پر زیادہ اعتماد کرے فرمایا کہ تیسویں شب پر پوشیدہ  
 نرسے کہ علمِ ائمہ برابر ہے اور سب کو یہ حال معلوم تھا مگر اکثر حدیثوں  
 میں جو یقین و تصریح نہ فرمائی گئی تو اس لحاظ سے کہ شاید اس شب  
 کسی بڑے امر کی امید خدا سے کریں جیسا کہ اسمِ عظم کے اخفا میں  
 یہی امر باعث ترکِ تصریح و اظہار ہوا اور اس راہ سے ابھی کہ محض  
 یا اسمِ عظم پر اکتفا کر کے اور شیون میں عبادت ترک کر دیں یا اور  
 اسموں کا پڑھنا جو رُوحِ اور جو احتمالِ شبِ قدر و اسمِ عظم کا ہر  
 دہر اسم میں ہو گا تو طبعِ شبِ مذکور اور اسمِ مسطور سے سب کے اشتباہ  
 رہیں گے وَعَنْ شُرَادَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ لَيْلَةِ  
 الْقَدْرِ قَالَ هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ أَوْ ثَلَاثَ وَعِشْرِينَ  
 اور زرارہ سے منقول ہے کہ پوچھا میں نے حضرت امام محمد باقر سے  
 حالِ شبِ قدر سے پس فرمایا کہ ۱۲ یا ۱۳ شب ہے قُلْتُ أَلَيْسَ  
 إِنَّمَا هِيَ لَيْلَةٌ وَاحِدَةٌ میں نے عرض کیا کہ کیا وہ ایک شب نہیں

قَالَ بَلَا قُلْتُ فَأَخْبَرَنِي بِهَا فَرَمَا يَكُ كَيُونُ نَمِينِ عَرْضِ كِيَا مِينِ  
 لِسِ تَبَا يِي مَجْجِ وَهُ شَبْ قَالَ مَا عَلَيْكَ أَنْ تَقْشَلَ خَيْرًا سَفِي  
 لَيْلَتَيْنِ حَضْرَتِ لِي فَرَمَا يَكُ آخِرِ اسْمِينِ كِيَا حَرْجِ هِي كِهْ تَمْ وَشَبُونِ  
 مِينِ اسْمِ غَيْرِ سَالَا وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فِي كُلِّ سَنَةٍ  
 وَكُلُّهَا مِثْلُ لَيْلَتَيْهَا أَوْ حَضْرَتِ إِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقِ لِي فَرَمَا يَكُ  
 هَرِ سَالِ هُوتِي هِي أَوْ اَوْ سَكَادِنِ هِي مِثْلِ اَوْ سَكِي رُوزِ قَدْرِ هِي  
 وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ إِنْ الْجَهَنِّيَّ اتَى النَّبِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 إِنَّ لِي إِبْلًا وَغَنَمًا وَعَمَلَةً فَأَحِبُّ أَنْ تَأْمُرَنِي بِلَيْلَةٍ أَدْخُلُ  
 فِيهَا فَأَتَقَرُّ الصَّلَاةَ وَذَلِكَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَوْ حَضْرَتِ  
 إِمَامِ مُحَمَّدِ بَاقِرِ لِي فَرَمَا يَكُ مَا رَمَضَانَ مِينِ جَهَنِّي حَاضِرِ خِدْمَتِ بَابِ رَكْتِ  
 جَنَابِ رِسَالَتِ تَابِ هُوَا اَوْ عَرْضِ كِيَا حَضْرَتِ كَمِيَا وَنُثِ اَوْ رَكْتِ  
 اَوْ رَكْتِ لُوكِ مِيرِ سَا تَمِ هِي خِلَاصِ يَمِ كِهْ بَرَا اِثْمَا لَامِيرِ سَا تَمِ مِثْلِ  
 هِي مَكْرِ رَا كِي خِدْمَتِ مِينِ حَاضِرِ نَمِينِ هُو سَكْتَا اِيَكِ شَبْ مَقْرُورِ رَكْتِ  
 كِهْ مِينِ نَمَازِ جَامِعَتِ مِينِ حَاضِرِ هُونِ قَدْ عَاكَ دَسُورِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَاءَ ذَلِكَ فِي أُذُنِهِ يَمِ سَكْتِ حَضْرَتِ لِي اَوْ  
 قَرِيبِ بِلَا كِهْ كِهْ سِي سِي اَوْ سَكِي كَانِ مِينِ كَمِدِ يَا فَكَانَ الْجَهَنِّيُّ إِذَا  
 كَانَ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ دَخَلَ بِأَيْلِهِ وَغَنَمِهِ وَأَهْلِهِ إِلَى  
 الْمَدِينَةِ اَوْ سِي رُوزِ سِي جَهَنِّي لِي يَمِ مَعْمُولِ بَانْدَا كِهْ جَبِ ۲۳- تَارِيخِ  
 هُوتِي تَمِي نُو وَهُ مَدِينَةِ مِينِ مَعِ اِيَنِي بَارِ بَرْدَارِ سِي كِهْ اَوْ جُودِ هُوتَا تَمَا  
 وَعَنْ جَمْرَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ سَا



قَالَ هِيَ لَيْلَةٌ ثَلَاثٌ أَوْ أَرْبَعٌ وَعِشْرَتَيْنِ أَوْ حِرْمَانٍ سَبْعَةٍ كَمَا  
 مَعْنَى حَضْرَتِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقٍ عَسَى شَبِّ قَدَرِ سَے اِوَسْ جِنَابِ  
 فَرَمَا يَکَ وَہ ۲۳ یا ۲۴ مَہِ صِیَامِ کِی ہِے ثَلَاثُ اَخِرِ دُنِی اَحَدُ هُمَا  
 مَعْنِے کَہَا کہ اَمْنِینِ سَے اِکِ فَرَمَادِیجَے قَالَ وَمَا عَلَیْکَ اَنْ لَا تَعْمَلَ  
 فِی الْاَلْیَمَتِیْنِ وَہِی اَحَدُ هُمَا فَرَمَا یَکَ کِیَا حَرَجِ الْاَرُونِ وَوَنُونِ  
 مِیْنِ نِیکِ عَمَلِ ہُو کہ جَمِیْنِ سَے اِکِ شَبِّ قَدَرِ ضَرُورِ ہِے وَہْنِ اَبِی بَصَّارِ  
 عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِی شَهْرِ رَمَضَانَ سُورَةَ الْعَنکَبُوتِ  
 وَالسُّورَةِ لَيْلَةً ثَلَاثًا وَعِشْرَتَيْنِ فَهُوَ دَالٌّ عَلَیْہِ اَنَّ اَبَا مُحَمَّدٍ مِّنْ اَهْلِ  
 الْجَنَّةِ لَا اَسْتَنْتِ فِیْہِ لِحَدٍّ اَبَدًا وَلَا اَخَافُ اَنْ یَّکْتُبَ اللّٰهُ  
 عَلَیْ فِی یَمِیْنِہِ اِثْمًا قَالَتْ لِمَا تَتَنَّبِ السُّورَتَیْنِ مِنَ اللّٰهِ مَکَانًا اَوَّلُو  
 بَصِیْرَ نے حَضْرَتِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقٍ سَے رَوَا یَتِ کِی ہِے کہ جُو شَخْصِ مَہِ  
 مَبَارِکِ رَمَضَانَ مِیْنِ سُورَةُ عَنکَبُوتِ اَوِ سُورَةُ رُومِ پڑِہِے ۲۳ شَبِّ  
 کُو لِسِ بَحْدِ اَوِہِ اہْلِ جَنَّتِ سَے ہِے نَمِیْنِ اسْتَنْتَا کَر تَا مِیْنِ اَوَسْ سَے  
 کِسی کُو کِیجِی اَوِ رِکِجِہِ مَجِیے دُرِ نَمِیْنِ کہ مَجِیہِ گِناہِ لَکِہَا جَاہِے اَسَلِیے کہ اِن  
 سُورُونِ کَا خُذَا کَے تَزَوِیْکِ بڑَا مَرْتَبَہِ ہِے وَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَوْ قَرَأَ  
 رَجُلٌ لَّیْلَةً ثَلَاثًا وَعِشْرَتَيْنِ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَانَا اَنْزَلْنَا ہُ الْاَفْ  
 مَرَّةً لَا حَیْبَہِ وَہُو شَدِیْدُ الْیَقِیْنِ بِاَلِہِ خَیْرَ اَنْ اَبِی مَیْخِیْطُ  
 فِیْنَا وَمَا ذَلِکَ اِلَّا لِشَیْءٍ حَایِثَہِ فِی نَوَاصِیہِ اَوِ فَرَمَا یَا حَضْرَتِ اِمَامِ  
 جَعْفَرِ صَادِقٍ نے کہ اِگر پڑِہِے کُوئی شَخْصِ ۲۳ مَہِ رَمَضَانَ کُو سُورَةُ قَدَرِ  
 ہزار بار تَوَصِّحِ کَرِے گا بَا وَجُو دِیکَہِ بَہْتِ بڑَا یَقِیْنِ حَاصِلِ ہُو گا اَوِ سُرِ



ہمارے خاص رتبوں کا اور نہ وہ گایہ مگر بوجہ کسی امر کے کہ اوسے  
 خواب میں دیکھے گا وہ دَعْنِ عَلٰی قَالَ قَالَ لِيْ دَسُوْلُ اللّٰهِ  
 يَا عَلِيَّ اَتَدْرِىْ مَا مَعْنٰى لَيْلَةِ الْقَدَسِ فَقُلْتُ لَا يَا دَسُوْلُ اللّٰهِ  
 حضرت امیر سے ہے کہ جناب رسالت مآب نے مجھ سے فرمایا کہ  
 یا علی تمہیں معنی شب قدر کے معلوم ہیں یا نہیں میں نے عرض کی کہ  
 نہیں فقال اِنَّ اللّٰهَ يُقَدِّرُ فِيمَا مَآهُوَ كَائِنٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ  
 فَكَانَ فِيمَا قَدَّرَ وَلَا يَتَكَ وَلَا يَتَرُ وَلَا يَكُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ  
 پس فرمایا کہ خدا مقدر کرتا ہے اوس شب میں جو کچھ کہ ہونے والا  
 ہے روز قیامت تک اور منجملہ اون امور کے ولایت تمہاری اور  
 اممہ دین کی ہے تمہاری اولاد امجاد سے اور یہ جو اکثر روایات میں  
 وارد ہوا ہے کہ نزول قرآن شب قدر میں ہوا ہے تو اسکی تفصیل  
 میں علمائے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ ابتدائی نزول  
 قرآن اوس شب سے ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ نیچے والے آسمان  
 پر نازل ہوا قرآن بقدر اوسکے کہ جسکی حاجت سال بہر تک ہوا اور  
 وہاں سے بتدریج زیر آسمان آیا اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے تو دفعۃً  
 شب قدر میں تمام و کمال آسمان زیرین پر نازل ہوا پھر جناب  
 مآب پر بتدریج حسب مصلحہ بیس برس کے عرصہ میں آیا اور یہی منقول  
 ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اسی مقام سے  
 معلوم ہوتا ہے منشاء اسکا کہ ایک بار تو قرآن کے باب میں نزل  
 کا اطلاق ہوا اور دوسری دفعہ تنزیل کا جیسا کہ اس آیہ وافی ہدایہ

میں ہے وَخُنْ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ہمیں نے تو بھیجا  
تذکرہ یعنی قرآن شریف اور ہمیں اس کے حافظ و محافظ ہیں حالانکہ  
تتریل خاص مطلق ہے بہ نسبت انزال کے اس لیے کہ تتریل دلالت کرتی  
ہے نزول تدریجی پر اور انزال عام ہے اس سے وَمَا أَهْلِيكَ  
مَّا لَيْلَةُ الْقَدَرِ اور تم کیا جانو کہ کیا چیز ہے شب قدر یعنی کسی کو  
اوسکی قدر زمین مگر خدا کے نزدیک بڑی قدر و منزلت ہے اوسکی  
لَيْلَةُ الْقَدَرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ کہ وہ اوسکے نزدیک ہزار مہینوں  
سے بہتر ہے عَنِ الصَّادِقِ قَالَ سَأَى رَسُولُ اللَّهِ فِي مَسَائِمِهِ  
بَنِي أُمِّيَّةٍ يَصْعَدُونَ عَلَى مَنَابِرِهِ مِنْ بَعْدِهِ يَضِلُّونَ النَّاسَ  
عَنِ الصِّرَاطِ الْفَقِيرِ قَاصِبِهِ كَيْسِبًا خَرْنِيًّا حضرت امام جعفر  
صادق علیہ السلام سے ہے کہ جناب رسالت مآب کو خواب میں  
دکھایا گیا کہ بعد اونکے بنی امیہ اونکے منبر کے زینوں پر بوزینوں  
کی طرح چڑھتے ہیں اور راہ راست سے لوگوں کو اوستے پائیں  
پہرتے ہیں پس صبح کو حضرت رنجیدہ بیدار ہوئے قَالَ فَخَبَّرَ  
عَلَيْهِ جَبْرَائِيلُ فَرَمَا يَا كَهْ بِمَا نَزَلَ هُوَ لَيْلَةَ حَضْرَتِ جِبْرِئِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي أَرَاكَ كَيْسِبًا خَرْنِيًّا أَوْ عَرْضِي خَيْرٌ  
سے کیا وجہ کہ میں آپ کو رنجیدہ پاتا ہوں قَالَ لَيْلِي رَأَيْتُ بَنِي أُمِّيَّةٍ  
فِي لَيْلِي هَذِهِ يَصْعَدُونَ عَلَى مَنَابِرِي مِنْ بَعْدِي وَيَضِلُّونَ  
النَّاسَ عَنِ الصِّرَاطِ الْفَقِيرِ حضرت نے وہی رات کا خواب  
جبریل کے سامنے دوہرایا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ بَدِيًّا

اِنِّیْ مَا اَطْلَعْتُ عَلَیْهِ پَس اُونمون نے عرض کی کہ شمع اوس خدا  
 کی جس نے آپسا سجا بنی بھیجا کہ مجھے اب تک کچھ خبر اس خبر وحشت اثر کی نہیں  
 فَصَحَّحَ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ تَنْزَلَ عَلَیْهِ یَاۤیْ مِنَ الْغَمَامِ  
 یُوْثِقُہُ جَعَا پَس فَوْرَ آسمان پر اوڑھ گئے اور تھوڑی سی دیر میں  
 شکین حضرت کے لئے جند آئے لیکے آئے قَالْ اَفَرَاٰیْتَ اِنِّیْ  
 مُتَقِنًا حُمْرَ سَبِیْنٍ ثُمَّ حَاۤءَ مِنْهُمْ مَا کَانَ لَوْ اِیُّوْہُ حَدِّثَتْ  
 مَا اَخْبَرْتُمْ مَا کَانَ لَوْ اِیْمَنُوْہُ کَمَا کہ آیا دیکھا تم نے  
 کہ اگر عیش و عشرت میں رکھا ہئے اون میں چند روز بہر آہو بخا او نہر  
 وہی نذاب کہ جو اونسے وعدہ کیا گیا تھا تو کچھ فائدہ نہ بخشا اونی  
 اونکے اگلے اوس عیش و عشرت نے اور انا انزلنا بھی نازل ہوا  
 کہ جہین یہ ذکر آیا کہ شب قدر بہتر ہے اوس نبی کے لیے ہزار مینیون  
 سے بنی امیہ کے اور کئی روایتوں میں اوسکے بعد یہ زیادہ کیا  
 ہے کہ بنواوس میں شب قدر و رُوحِی اَللّٰہُ ذِکْرِہُ سُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی  
 اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ حَمَلَ السَّلَاحَ عَلٰی  
 عَآدِیْقَہٖ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْفَ شَہْرٍ اور حسب اتفاق جناب رسالت  
 مآب کے روبرو ذکر آیا ایک شخص کا بنی اسرائیل میں سے کہ وہ اپنے  
 ہتھیار لگائے رہا راہ خدا میں ہزار مینیون فَعَجَبَ مِنْ ذٰلِکَ عَجَبًا  
 شَدِیْدًا وَقَعَّ ذٰلِکَ فِی اُمَّتِہٖ یہ شے حضرت کو بڑا تعجب ہوا  
 اور تمنا کی اس امر کی اپنی امت کے بارہ میں فَقَالَ رَبِّ جَعَلْتَ  
 اُمَّتِیْ اَقْصَرَ الْاُمَمِ اَعْمَارًا وَاَقَلِّہَا اَعْمَالًا اور مناجات کی بکری

زاری در گاہ باری مین اور بطور تاسف عرض کیا کہ خداوند اسب امتون  
 سے زیادہ تو نے میری امت کو عمر اور عمل قلیل دیا فَاَعْطَاهُ اللَّهُ  
 لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِسْرَائِیلُ خدائے انے حبیب کو شب قدر دی وقال لَيْلَةُ  
 الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ الْفِشْرِ الَّذِي حَمَلَ الْاِسْرَائِیلُ السِّلَاحَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 لَكَ وَلَا تُسَيِّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ اِلَى يَوْمِ الْبَيْعَةِ فِي كُلِّ رَمَضَانَ اور فرمایا  
 کہ ایک شب قدر تمہارا تمہارے لیے اور بعد تمہارے تمہاری امت  
 کے لیے ہر ماہ رمضان میں قیام قیامت تک بہتر ہے اون ہزار مہینوں  
 سے کہ جنہیں وہ اسرائیلی راہ خدا میں ہتھیار لگائے رہا وَرَوَى  
 بِطَرِيقِ الْعَامَّةِ اَنْهَا لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ تَطْلُعُ الشَّمْسُ فِيْهَا  
 لَيْسَ كَيْفًا شُعَاعٌ اور اہلسنت نے روایت کی ہے کہ شب قدر نہ گرم  
 ہوتی ہے نہ سرد بلکہ معتدل ہوتی ہے اور اوسکی صبح کو آفتاب بے شعاع  
 کے طلوع کرتا ہے وَاسْتَسْلِلَ الْبَاقِي تَعْرِفُونَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ الْكَفِيُّ  
 لَا تَعْرِفُ وَالْمَلَائِكَةُ يُطَوِّفُونَ بِهَا فَيَقِفُ اور کسی نے حضرت امام محمد باقر  
 علیہ السلام سے استفسار کیا کہ شب قدر کو آپ پہچانتے ہیں فرمایا کہ  
 کیوں نہ پہچانیں گے حالانکہ فرشتے گرد ہمارے پھرتے ہیں اوسمیں  
 تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا يَا ذَنْ دَبَّعَهُمْ مِنْ كُلِّ امْرٍ نَازِلٌ ہونے  
 ہیں فرشتے اور روح فرشتہ اوسمیں اجازت سے اسنے پروردگار کی  
 ہر ایک امر کے بارے میں اَلْقِيَةُ تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَرُوحُ الْقُدُسِ  
 عَلٰی اِمَامِ الزَّمَانِ وَیَدْفَعُوْنَ اِلَيْهِ مَا قَدْ كَتَبُوا لِهٰذَا اوترتے ہیں فرشتے  
 اور روح القدس اوسوقت کے امام پر اور حاضر کرتے ہیں اونیکی خدمت

میں جو کہہ کر لکھتے ہیں و عَنِ الصَّادِقِ قَالَ إِذَا كَانَ كَيْلَةُ الْقَدَرِ  
 تَوَكَّلْتَ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّوحَ وَالْكَتَبَةَ إِلَى الشَّيْءِ الدُّنْيَا فَيَكْتَبُونَ مِنْ  
 أَنْفُسِ آبَائِهِ مَا يَكُونُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ اور حضرت امام جعفر صادق سے  
 ہے کہ شب قدر کو اترتے ہیں فرشتے اور روح اور لکھنے والے  
 تقدیروں کے پچھلے آسمان پر پس لکھتے ہیں قضا و قدر الہی سے  
 کہ ہو یا نہ ہو تو اسے قاضی اَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُقَدِّرَ شَيْئًا أَوْ يُخَرِّجَ  
 شَيْئًا أَمَّا الْمَلَكُ أَنْ يَحْكُمَ كَيْسًا أَوْ لَمْ يَكُنْ كَيْسًا الذِّمِّيُّ أَرَادَ لَيْسَ  
 جب چاہتا ہے خدا کہ کوئی امر مقدم یا مؤخر کرے یا کمی فرمائے تو فرشتے  
 کو حکم کرتا ہے کہ اپنی تحریر جو کرے اور خود ثابت کرتا ہے جو کہہ چاہتا  
 ہے و اخطا کرتا ہے کہ قریب اسکے اور ہی حدیثیں بکثرت گزیریں اور  
 اس مقام پر دو اشکال عویص الدفع ہیں اور از بسکہ متعلق عقائد مذہبی  
 ہیں تو تعرض اونکی حل پر ضرور ہے پہلی یہ وقت ہے کہ اس قسم کی  
 حدیثوں سے ثابت ہوا کہ شب قدر میں جو کہہ عرض سال میں ہونے والا  
 ہوتا ہے مثل نیکی یا بدی وغیرہ کے وہ سب لکھا جاتا ہے اور ہضاً  
 اور انشاء بھی اوسکا ہو جاتا ہے پس یہ ظاہر ہے کہ تقدیر ٹل نہیں سکتی  
 اور کوئی تدبیر اوسکے سامنے چل نہیں سکتی یہ تدبیر کند بندہ تقدیر نہ  
 مند اور اگر ایسا نہ تو بلاشبہ علم الہی مبدل جبل سے ہو جائے  
 پس بندہ کا کیا قصور بلکہ وہ مجبور ہے جیسا کہ اوسکی تقدیر میں لکھا  
 ہے وہی ناچار کرتا ہے اور اس شب پر فخر رازی نے بڑا فخر کیا ہے  
 اور کہا کہ اگر دنیا بہر کے علماء شیعوں جمع ہو کر اسکا جواب دیں تو بھی

قادر اسکے جواب پر نمونے اور میں کلام رازمی سے راضی نہیں اور  
 گوکہ میں اس قابل نہیں کہ خدام علمای شیعہ میں محسوب ہوں لیکن باوجود  
 اسکے کئی کتابوں میں اپنی تفصیل مختلف العنوان جواب و مذاکرہ  
 اس شبہ پانہ امام المشککین کہ جسے سنی امام کہتے ہیں لکھ چکا ہوں  
 اور اس مقام پر بوجہ عزابت مقام اور طول صحبت او نہیں سے بعض امور  
 کا خلاصہ و لب بیان کرتا ہوں پوشیدہ تر ہے کہ اگر اس پر  
 بے سرکاپہ بے سروشبہ بجا ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا ہی مجبور ہو جائے  
 باین تقریر کہ خدازل الازل سے عالم و دانا جمیع امور کا ہے تو ضرور  
 خدا کو علم ہوگا ازل میں ہر اپنے فعل کا کہ جو ابد میں اس سے صادر  
 ہوا پس دو حال سے خالی نہیں یا تو خدا کو اس فعل کا ترک کرنا ممکن  
 ہوگا یا نہیں بر تقدیر اول علم باری تعالیٰ مبدل جہل سے ہو جائیگا  
 کہ جو اس کے علم میں گذرا وہ نہوا اور بر تقدیر ثانی خدا خود مجبور ہو جائے  
 کہ اپنے علم کے برخلاف نکر سکے حالانکہ وہ بالاتفاق قادر و توانا  
 ہے جیسا کہ عالم و دانا ہے یہی تشکیک کہ فعل بندے پر اور اس کے  
 علم و قدرت پر صفات خدا کا قیاس باطل ہے اسلیئے کہ اسکی صفات  
 قدیم ہیں اور بندہ کے حادث تو یہ خلاف قیاس ہے اسلیئے کہ اگر  
 قدرت و علم خدا قدیم ہے مگر تعلق او لکا حادث ہے پس وہ جو  
 اسکا جواب دے گا وہی ہم سے اپنے شبہ کا جواب لے گا یہ تو  
 جواب الزامی ہے اور جواب تحقیقی یہ ہے کہ علم ہر چیز کا حکایت  
 اس چیز کی ہے اور تابع اسکا ہے نہ یہ کہ وہ چیز خود اسکی تابع

ہو جائے تو ایسا نہیں کہ از بسکہ مقدر ہوا تھا اور علم الہی میں گذرا تھا  
تو اس سبب سے ضرور واقع ہو گا بلکہ بالعکس اسکے ہے یعنی از بسکہ  
ضرور ہونے والا تھا تو اس علم و تقدیر الہی میں گذرا مثلاً ہم جو یہ جانتے  
ہیں کہ بعد ماہ صیام عید فطر ہوگی تو اسلئے کہ بحسب عادت ہمیشہ ایسا ہوا  
کیا نہ یہ کہ ہمیں جو یہ علم ہوا تو یہ با عث عید رہے بلکہ ہمیں اگر ذہول  
بھی ہوتا یا کسی وجہ سے حال عید نہ معلوم ہوتا تو بھی ضرور اپنے موقع  
پر عید ہوتی خلاصہ یہ کہ تقدیر کے عرف میں دو اطلاق ہے ایک  
علم اور دوسری مشیت اور ان دونوں کا حکم جدا ہے تقدیر بمعنی  
اول ہر چیز سے متعلق ہے لیکن وہ مؤثر نہیں مثلاً جو چیز جس سبب سے  
واقع ہونے والی ہوگی ضرور علم الہی میں گذرے گی لیکن یہ نہیں کہ علم  
الہی اوس میں مؤثر ہو بلکہ علم الہی محض مظہر امر واقعی ہے نہ سبب اور سبب  
اسلئے کہ سبب سبب نہیں ہو سکتا اور سابق میں ہم نے بیان کیا کہ علم  
سبب ہے نہ سبب اور اسی بے علم کے لئے ایک متعلق ضرور ہے یعنی  
وہ شے کہ جبکا علم ہو پس اگر کوئی چیز نہوتی یا ہونے والی نہوتی تو خدا  
کو علم کا ہے کا ہوتا پس ظاہر ہوا کہ تقدیر ان معنوں کی راہ سے کسی چیز  
میں کہی مؤثر نہیں ہوتی اور ہر امر وجودی و عدمی ایک علت و سبب  
سے واقع ہوتا ہے اور خدا کو علم سبب اسباب کا سبب ہوتا ہے  
محض علم مثلاً دنیا میں احراق پایا گیا علت اوسکی آگ ہوئی تو احراق  
سبب اور نتیجہ تقدیر کا نہیں بلکہ آگ کا ہے اور مقرون علم الہی سے ہے  
نہ معلول اور سکا پس ہر کام اور ہر چیز ایک سبب سے ہوگی خواہ محض



مشیت خدا سے ہو یا تاثیر ملک سے یا جن سے یا بشر سے یا ادعیہ یا اذکار سے اور علیٰ ہذا القیاس اور از بسکہ خدا عالم ہر ذرہ سے ذرات عالم کے ہے تو اسلئے انہیں سے کوئی چیز اور سپر لوشیدہ نہوگی مگر علم کو تاثیر سے کچھ علاقہ نہیں البتہ تقدیر یعنی ثانی یعنی مشیت کی شان سے بے شبہ تاثیر ہے لیکن یہ تقدیر ہر چیز سے متعلق نہیں بالفضل اور بتفصیل سب اسکا یہ ہے کہ علم کلام میں اولہ قطعیہ سے ثابت ہوا ہے کہ خدا فاعل ہر چیز کا نہیں اور مذہب حق میں نہ بندے مجبور ہیں یا نہ معنی کہ سب خدا کرتا ہو اور نہ تفویض ہے کہ خدا نے سب دنیا بہر کی باتیں بندوں کو سپرد کر کے خود بیکار ہو گیا ہو بلکہ امر واقعی میں ہیں یعنی درمیان میں دونوں درجوں کے اور قول تفصیل باین طور ہے کہ خدائی کارخانہ میں خود خدا موثر ہے اور بندہ مجبور اور بندوں امور خانگی میں گو کہ خدا دخل و تصرف پر قادر ہے لیکن دخل و تصرف نہیں کرتا اسلئے کہ بندہ دار تکلیف میں معرض امتحان میں ہے پس اونہیں نیک و بد پر طاقت ہی دی ہے اور عقل کو شناخت نیک و بد کی لیاقت ہی دی ہے اور ہر اون سب کو مطلق العنان کر دیا کہ اپنی خوشی سے جو چاہیں کریں مگر جیسا عمل میں لاوینگے ویسا ہی پائیں گے سودا بخوشی ہے پس انہیں ہی ایسے امور میں موثر و مختار کیا تا کہ حجت انپر تمام ہو اور اسطرحت بہت چیزوں میں خاص طرح کی تاثیر دی ہے اپنی مصلحت و حکمت سے امتاس کو سہل بنایا کنین کو بالخاصہ دافع بخار پیدا کیا اور علیٰ ہذا القیاس بندوں کو طرح طرح کی دھتکار یوں بہ



قادر کیا کہ وہ سیکڑوں طرح کو فغ اوٹھائیں اور اوسکی قدرت زیادہ  
 ظاہر ہو کہ جب اوسکے ادنے ادنے بندے ایسے کارکن ہیں تو وہ انہیں  
 سب کا خالق و مالک کیسا کار ساز ہو گا اور ایک علامت اور فی الجملہ  
 نظیر اپنی خلافت کی اوسکے صنائع و بدائع کو گردانا کہ لوگ تعجب نکرین اور  
 زیادہ متحیر نہ ہوں کہ خلقت کیونکر ہوتی ہے اور اس طرح کی خلافتی برکات  
 قادر ہو سکتا ہے بلکہ جب دیکھ لیں کہ دنیا کی کاریگریوں سے کیسی  
 کیسی چیزیں بنتی ہیں مثل تار اور ریل اور گڑھی وغیرہ کے تو اسی سے  
 ایسے عجائب اسطرح کہ اسطرح سے یہ خلقت بھی بے بنیاد ہے و اسکی  
 زمین بنی اور ضرور ہے کہ اوس ازلی کاریگر کی کاریگریاں بعد ازت  
 سب سے زیادہ ہوں خلاصہ یہ کہ اوس مسبب الاسباب سے ہر  
 وار اسباب کو ہر طرح کے علل و اسباب سے ملو فرمایا پس تاثیر  
 مذکورہ کا بالکل انکار گویا کہ حکمت و قدرت الہی کا انکار ہے اسکیلئے  
 کہ اوس نے تو اوٹھیں طرح طرح کی تاثیریں اور خاصیتیں خلق فرمائی ہیں  
 اور اگر ہر ادنے و اعلیٰ کا جاعل و فاعل خود خدا ہوتا تو نتیجہ مسبب الاسباب  
 و رب الارباب اور شاہنشاہی کا کب اسے حاصل ہوتا خلاصہ  
 یہ کہ نفی تاثیر سب اشیا سے اور سلب اختیار بالکل بندوں سے خلاف  
 مشاہدہ و حسن ہے اور فرض سو فطانت ہے اور کیونکر منصف تجویز  
 کرے گا اسے کہ حکیم علی الاطلاق بھلے تو کسی کو بے بس کر دے اور پھر  
 اوس سے فرمائشیں کرے اور نافرمانی سے اوس پر ظلم و ستم کرے  
 البتہ از بسکہ مؤثریت ممکنات غیر مستقل اور انتہا اونکی اوس کی طرف ہے

تو اس وجہ سے کبھی اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر کرتے ہیں اور کل اسناد او سکی طرف کرتے ہیں بطور مجاز کے پس ظاہر ہوا کہ تعلق مشیت محض او نہیں امور سے بالفعل ضروری ہے کہ جو کارخانہ خدائی میں ہوں نہ وہ جزئیات کہ جو متعلق بندوں کے کردیے گئے ہوں اور ظاہر ہے کہ حکام مجازی جو عدالت مجازی کا دم بہرتے ہیں وہ بھی اپنی نظر مقصور انتظام شاہی پر رکھتے ہیں نہ یہ کہ امور خانگی رعایا پر فعل نہیں ہر ایک اپنے گہر کا بادشاہ ہے جو چاہے کرے پس جناب باری معرض امتحان و اختیار و دار تکلیف میں کیونکر بندوں کو مجبور کر دیتا اور تدبیر نام ہے اسباب ہم ہو نچانے کا اور اونسے اصل مسببے حاصل کرنے کا بقدر اپنی طاقت و لیاقت کے اور بالکلیہ الکار تاثیر تدبیر کا خلاف عقل قطعی اور راجع انکار قدرت خدا کی طرف ہے جس طرح کہ سابق میں بیان کیا گیا اور تقدیر و علم الہی مخالف اس تاثیر و تدبیر کے نہیں ہو سکتی جیسا کہ سابق میں بیان کیا گیا پس یہ تاوانی ہے کہ انسان عالم الہی کو قوی تر اسباب کی تاثیر و تدبیر سے جانے اسلیے کہ وہ معارف اس کے نہیں بلکہ بالکل اوسمیں تاثیر کی شان ہی نہیں بدلیل سابق البتہ تدبیر کے معارض مشیت ایزدی ہوتی ہے اور غالب آتی ہے لیکن تعلق مشیت ہر چیز سے بالفعل نہیں گو کہ سب سے امکان ذاتی رکھتا ہو خلاصہ یہ کہ تمام چیزیں تین قسم سے باہر نہیں ایک وہ امور ہیں کہ سب بندے او نہیں جانتے ہیں اور وہ کارخانہ خدائی میں پیش قضا مختوم و کرانی و ارزانی اسکا

کے اور موت و حیات و صحت و مرض اور سب آفات آسمانی اور  
ہر ایک بلا سے ناگہانی کے کہ ایسے امور میں ضرورتاً مشیت باری تعالیٰ  
پر مدار ہے اور جو بندہ برخلاف اس کے حیلہ جوئی کرے گا تو بخیر رحمت  
و ندامت کے اور کچھ حاصل نہوگا اسلئے کہ خدا کے کارخانہ میں کسی کو  
کیا دخل و وسوسہ ہے وہ چیزیں ہیں کہ مشیت ایزدی کا تعلق اون سے  
خلاف دلیل قطعی ہے مثل معاصی وغیرہ کے اسلئے کہ دلیل قطعی  
عقلی اور شرعی سے ثابت ہے کہ وہ فعل بد نہیں کرتا چنانچہ قرآن  
مجید میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْتُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَابْتِغَاءِ  
ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَذَكَّرُوْنَ یعنی بے شبہ حکم کرتا ہے خدا تمہیں ساتھ عدل و انصاف  
کے اور احسان کرنے کے اور غریزوں کے صلہ رحم بجالانے کے  
اور منع کرتا ہے فحش اور بدی اور بغاوت سے نصیحت کرتا ہے کافروں  
یا و رکھو تم اوس سے یہ محال ہے کہ ظاہر میں تو بد باتوں کی ممانعت کرے  
اور باطن میں مشیت اوسکی متعلق اوس سے ہو بلکہ مدار ایسے امور کا  
فعل عباد پر ہے تدبیر کے وہ امر ہیں کہ نہ کارخانہ خدا میں سے ہیں  
اور نہ بشر بلکہ اوس میں کنجائش تعلق مشیت کی ہے تو اون میں البتہ تعارض  
تدبیر و تقدیر معنی مشیت ہو سکتا ہے اسلئے کہ اختیار بندے سے  
باہر نہیں کہ وہ عند الحاجة اوسکی تدبیر کرے اور تعلق مشیت  
اوس میں ممکن بسبب مصلحت خفی کے اور از بسبب تعلق مشیت امر خفی  
ہے اور مدار شرع ظاہر پر ہے تو اس سے عموماً بندے کو حکم تدبیر کا

ان امور میں ہے اور یہ بھی مصلحت ہے کہ انسان عاجزی اپنی اور جبرئی  
تدبیر دنیوی کے مقابل مشیت ایزدی ظاہر ہو جائے اور غیر مقام تعارض  
میں بلکہ غیر توافق میں بھی تاثیر تدبیر ظاہر ہو اور اس کے ذریعہ سے ہی قدرت  
نہائی خدا کی ظاہر ہو کہ کیا کیا تاثیر میں اس نے اپنی بنائی ہوئی چیز  
میں وہی ہیں اور ایسا نہیں کہ سب تقدیر کے کوئی امر نیک و بد ہو جیسا  
عوام کا لالہ نام اور خواص اہلسنت و جماعت کا توہم ہے و اگر نہ سب  
تدبیریں مثل دعا اور دوا اور فکر معاش اور شکوہ دروازہ بند کرنا اور  
جہاد کرنا اور دفاع کرنا سپر باند ہنا تلوار لگانا چورنگ لگانا تو دونوں پر  
تیر مارنا پیرنا سپر اور ڈھال سے دشمن کی چوٹ ٹالنا لکھ کرنا قرب  
مسنوان اور اسطر سے صد ہا یاتین بالکل عبث ہو جائیں بلکہ ناجائز  
ہوں حالانکہ عقل قطعی اور سیرت قطعی اور اجماع محقق اور صد ہا  
آیتیں اور روایتیں اس خیال خام کو باطل کر رہے ہیں پس نہ یہ ہے  
کہ جو بات ظاہر ہو وہ تقدیر سے ہے نہ یہ کہ بعد کوشش جو ہو سکے  
وہ تقدیر سے ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ تدبیر یا سور تدبیر یا معارضہ تدبیر  
قوی سے ہو جیسا کہ اکثر سانچوں میں کر بلا سے معلوم ہوا اور تدبیر  
کا عموماً تاثیر نہ کرنا دلیل اسکی نہیں ہو سکتا کہ تقدیر اسکی معارض ہے  
بلکہ ہو سکتا ہے کہ معارض اس کے کسی اور زیادہ قوی کی تدبیر ہو  
آدمی کی یا جن کی یا ملک کی اور یہ بھی ممکن ہے کہ سوئی تدبیر سے کوئی امر  
فاسد ہو نہ مشیت ایزدی سے گو کہ علم ایزدی ان سب شقوق میں ضرور  
ہونا چاہیے اور فی الجملہ بوساطہ رجوع کرنا ہر شے کا مشیت ایزدی کی

طرف حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے اور جو حد نہیں نکلات براسکے ظاہرین  
 والانت کرین تا چار اونکی تاویل لازم آئیگی اسلئے کہ یہ سب سبب علم و  
 باتین اور عدل و انصاف کی ترازو میں تولا ہوا بیان کیا کہ تزلزل کو  
 دو تین دن تک نہیں اور اس تحقیق و دقیق کے ضمن میں یہ بھی بخوبی ظاہر  
 ہو گیا کہ علم باری کا معارض تبیر و فعل عید ہونا ممکن نہیں خیر از  
 کا قول محض خیر سے صادر ہوا اور اگرچہ وقت ہوتی ہی تو مشیت  
 کے مسئلہ میں اور تحقیق مذکور سے ہماری پوئست گندہ حل ہو جاتی ہے  
 اور اگر غرابت مقام نہ ہوتی اور شرع میں ممانعت زیادہ غور و فکر کرنے  
 سے انسان کو بوجہ اوہمکی قلت اور اکیسے محسوسات میں چہ جائی کہ  
 غیوب محضہ میں نہوتی تو ایک موعظہ مفردہ میں زیادہ تفصیل مسئلہ قضا  
 و قدر کے کرتی دوسری وقت اس قسم کی احادیث میں یہ ہے کہ  
 ان سے فی الجملہ علم الہی میں تغیر و تبدل اور بد اکا واقع ہونا ثابت ہوتا  
 ہے حالانکہ وہ علم الہی میں محال ہے جیسا کہ اہلسنت و جماعت اصرار  
 کرتے ہیں پوشیدہ تر ہے کہ انکار مسئلہ بدابر اصرار غالفین خالی  
 جمل یا تجاہل سے نہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ ایسے مسائل جلیہ و ضخہ  
 میں زیادہ درپے تفصیل ہونا از قبیل تحصیل لاحاصل ہے اور بوجہ کمال  
 شہرت تفصیل کی حاجت نہیں اور مجمل یہ ہے کہ بداندامت یعنی نہایت  
 سے علم کا پلٹ جانا خدا کے بارہ میں ممکن نہیں اسلئے کہ یہ نقص ہے اور  
 وہ مبر نقص سے ہے اور نہ کہی کوئی عالم علمائے شیعہ سے اسکا قائل  
 ہوا البتہ اکابر اہلسنت نے مثل شیخ عزیز کریم وغیرہ نے اتمام اسکا بیوان

پر کیا ہے وکیسے باؤں کا تار سر کھینچ کر تار فی کاسا کھینچ لیکن خالی اتنا  
سے کیا کام نکلتا ہے دعوائے یہ دلیل قبول نہیں ہو سکتا ہاں  
علم الہی میں باتفاق امامیہ بداعنی مجاز صحیح و مجاز ہے اور اگر کتاب مجاز  
سے اکثر آیات و روایات میں فریقین کے چارہ زمین چنانچہ خود شاہ جی  
صاحب نے اپنے مشکول مشہور میں یعنی حسین کے صواق سے لکر گدے  
کر کے سب اپنا مایہ در بساط ادر جمع پونجی بہرہ ہے صحیح بخاری کی حدیث پر  
کو معنی مجازی پر محمول فرمایا ہے و کفر الیٰ و قاتی خلاصہ یہ کہ بداعت  
ہے نہ بد مجازی اسلئے کہ دونوں منسریق اکثر حدیثوں کو مجاز پر محمول  
کرتے ہیں بہر طور حسب طرح کہ نسخ معنی اصطلاحی احکام خدا میں صحیح و جائز  
و واقع ہے باتفاق فریقین اور معنی لغوی ناجائز اوسى طرح بعینہ  
بداعنی باتفاق امامیہ بلکہ قبل موجود کی وقت عمل کے کسی حکم پر اوس  
حکم کو منسوخ کر دینا جسکی سند قطعہ ذبح حضرت اسماعیل ہے اور آیہ  
نخوی اور رجوع کرنا پچاس نمازون کا بائخ نمازون کی طرف عین  
بدار اصطلاحی ہے پس تعجب ہے کہ اکثر اشاعرہ بے شعور نسخ مذکور کا  
اقرار اور بدار مذکور سے انکار کرتے ہیں و کفر کا شعور و کفر خلاصہ  
لغوی معنی بداعنی یہ کہ سبب تاوانستگی کے ایک راہی قرار دی  
اور جب مصلحت از سر نو ہو تو نادام ہو کے برخلاف اوس کے دوسری  
راہ اختیار کرے اور جناب باری ازل سے ابد تک جمیع جزئیات و  
کلیات سے بضرورت مذہب بلکہ اسلام واقف و عالم و دانہ ہے پس کون  
ممکن ہے کہ کوئی مصلحت اوس سے ایک زمانے میں پوشیدہ ہو اور کون

دہانے میں اس پر ظاہر ہوا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو علم باری میں مشروط  
 کسی شرط سے ہو وہ بسبب مفقود ہونے اور شرط کے متغیر ہو جائے  
 اور یہ معنی اصطلاحی ہوا ہے اور علم غیر مشروط و معلق کی تحریر و تفسیر  
 کا مقام لوح محفوظ ہے اور علم معلق کی ترقیم کا اون محو و اثبات ہے  
 اور وجود ان دونوں کو حوں کا ادا ویت مقبرہ اہل حق سے ثابت  
 ہے اور نظیر علم ثانی کی تقریب ہم کے واسطے یہ ہے کہ عالم طبیب حائق  
 ساتھ بقائے عمر و عمر کے عمر طبیعی تک بشرط عدم حوادث منافی اسکو  
 نہیں کہ باوجود حوادث مثل استعمال سم وغیرہ وہ کم ہو جائے اور  
 اوس حکیم کو قواعد طبییہ اور تکرار تجربہ سے حال اوس کمی کا معلوم ہو  
 مثلاً پس انہیں سے ایک علم منافی دوسرے کے نہیں اور بالفرض  
 اگر یہ طبیب کسی کتاب میں حال ان دونوں عمروں کا لکھ جائے تو  
 تناقض نہوگا بلکہ عقلا کے نزدیک وہ طبیب مدوح ہوگا اور اہل علم  
 اوسکی کتاب دیکھ کے نفع یاب ہونگے اور جو چیزیں کہ باعث نقصان  
 عمر ہیں انہیں ترک کرینگے بلکہ جاہل ہی بذریعہ علم اوسکے افادات سے  
 منتفع ہونگے پس یہی فائدہ لوح محو و اثبات میں ہی منظور ہے کہ ملائکہ  
 و انبیاء دریافت حال کرین کہ علم الہی میں کیا کیا چیزیں نفع یا مضر حیات  
 و رزق وغیرہ کے باب میں ہیں اور بذریعہ اوسکے اور مخلوقات کو نظر  
 ہوا اور عصمت ملائکہ مضر مطلوب نہیں بسبب اسکے کہ اوسکے گرد وہ ہیں  
 جن ہی شریک ہیں چنانچہ شاہد صدق مدعا حال بد مال البیس ہے  
 اور قطع نظر ضرورت مذہب اور اجماع اہلبیت بطور دلیل اشارہ ہم



ثابت کر سکتے ہیں شرکت جن کی ملائکہ میں یا بن تقریب کہ کر یہ وَاذْ قُلْنَا  
لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ وَعَبَدُوهُ یعنی جب کہ کہا ہے ملائکہ سے کہ سجدہ کر  
تم آدم کو ابلیس پر بھی اطلاق ملک آیا اگرچہ تعلیمی ہو اور مابعد میں  
استثنا اگرچہ منقطع لیا جاوے اور بہرہ دوسرے مقام پر فرمایا وَكَانَ  
مِنَ الْجِنِّ فَفُتِنَ عَنْ أَمْرِهِ یعنی شیطان از بسکہ جنہ میں سے  
تھا اسلئے اس نے مخالفت کی حکم پروردگار سے اپنے پس ان دونوں  
آیتوں کے جمع کرنے سے صاف ظاہر ہو کہ جن پر بھی اطلاق ملک  
آیا ہے اور عصمت انبیاء لطف ہے اور حجاب پر فائز نہیں تاکہ غرہ  
لوح محو و اثبات کا بہ نسبت اون کے اثبات نہ کیا جائے اور محض ہے  
کہ لوح محو و اثبات سے اظہار عجز ملائکہ بھی مقصود ہو اور یہ مصلحت  
ملفوظ ہو کہ انہیں اعتماد کلی اپنے علم و ماخذ برہنہ سکے اور قدرت  
و توانائی قادر مختار ظاہر و اشکار ہو اور اس طرکے اور بھی مصالح  
کتب مبسوطہ میں مرقوم ہیں علاوہ یہ کہ یہ کیا ضرور ہے کہ ہر امر  
کی مصلحت و غرض و غایت عقل ناقص بشری پر ظاہر ہو افعال  
جناب باری کا پایہ بہت عالی ہے اور غیب سے عقل ظاہر نہیں ہو  
کیا علاقہ اکثر مشاہدات و محسوسات اور بندوں کے کاموں میں  
مثلاً لغز و معیے اور نیر خجالت اور شعبہ دہن کے اکثر عقل عاجز آتی ہے  
اور ناقہ شبکور کی طرح ٹاپک ٹوٹیاں مارتی ہے پس یہ کیونکر  
ہو سکتا ہے کہ کوئی عاقل منصف اسے ناقص بشری پر کارخانہ غیب  
میں اعتماد کرے اور بیانات صادقہ انبیاء و ائمہ معصومین صلوات اللہ



علیہم اجمعین سے قطع نظر اسے حالانکہ سابق میں بیان ہوا کہ  
صدق میرا ستمی اور کئی محفوظ کرائیں قطبہ سے ہے اور مبنی اور ان کا  
قطع و یقین اور شہادہ و حسن پر تھما نہ محض اسے پر صمیم بالکل گنجائش  
اشتباه و خطا فراہم نہیں بہرہ سند وقوع بد اولہ اور بعد میں  
قرآن مجید پس بہت آیتیں اس کے وقوع بدابر دلالت کتے ہیں مثل  
ایموانی ہدایہ بخیر اللہ مائدۃ ما کونتم و یثبت و عندہ اُمم الکتاب  
یعنی محکم کرتا ہے خدا جو کہہ کہ چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اور  
پاس ہے ام الکتاب اور اسیرت آیات قصہ یونس اور آیت سیرت  
کلیم وغیرہ کے اور لیکن سند یعنی احادیث پس مثل حدیث مابعد  
یہودی اور خبر دینے بار شامہ کے خبر مرگ سے اور اسیرت اور پچھین  
حدیثیں اور لیکن اجماع پس متذبح تحریرات و افادات علمای اعلام  
سے ظاہر و اشکارا ہے اور لیکن عقل پس بوجہ متضمن ہونے بد اسے  
مصلح مذکورہ وغیرہ پر اور لیکن یہ توہم کہ بنا بر بد اخبار بالکوائن انبیا  
و اوصیا کا کچھ اعتبار نہ ہے گائیں ہر مذہب کہ بعض اخبار احاد موہم و کوا  
ہیں لیکن علامہ مجلسی وغیرہ نے لکھی جواب اس کے تحریر فرمائے ہیں اور  
وہ کتب معتبرہ میں مذکور اور اہل علم میں مشہور ہیں اور مقتضای سلیقہ  
فن یہ ہے کہ ہم نقرہ کرین مقامات میں پس جن مقامات پر کہ متحد ہو  
ہو علم کو اثن پر اور مقصود ہدایت رسالت یا امامت کی جانب ہو  
تو ضرور ہے کہ وہ مطابق علم اس محفوظ واقع ہوتا کہ اگر بالجلل لازم  
نہ آئے اور جس جگہ اظہار نفع و ضرر عمل نیک و بد مقصود ہو یا بد خیال

کہ کوئی شخص انبیاء و ائمہ کی غیبی الہی کا قائل نہ ہو جائے تو اس سے  
 مقام پر اور نہیں تعلیم لوح محو و اثبات کا حاصل ہے۔ **وَالْقَائِلُ يُكْفِرُ**  
**الْإِشَارَةُ وَالْحَاضِلُ** کہ مجھ پر یہ و آیت میں آیت و **عَمَلُهُ** الروح  
**أَعْظَمُ مِنْ حَبِيرِ نِيلٍ** وَلَنْ حَبِيرُ نِيلٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَإِنَّ الرُّوحَ هُوَ  
 خَلْقٌ أَكْثَرُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اور حضرت امام جعفر صادق سے منقول  
 ہے کہ روح جبریل سے بھی زیادہ بڑا ہے اور جبریل ملائکہ میں سے  
 ہیں تو ثابت ہو کہ روح ملائکہ سے بڑا ہے اے ایسے یقول اللہ تعالیٰ  
**وَتَعَالَى تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ** آیا نہیں فرمایا باری تعالیٰ نے  
 کہ نازل ہوتے ہیں ملائکہ اور روح پس معلوم ہوا کہ روح سوا کے  
 ملائکہ کے ہے اور بعض مفسرون نے تفسیر میں آیہ وانی ہر ایک روح  
**يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا** یعنی جس روز کہ صف باندھ  
 کھڑے ہونگے فرشتے اور روح لکھا ہے کہ **أَنَّ الرُّوحَ مَلَكَ عَظِيمٍ**  
**مِنْ مَلَائِكَةِ اللَّهِ** یعنی روح ایک بڑا فرشتہ ہے خدا کے فرشتوں  
 سے **لَهُ أَلْفٌ وَجْهٌ فِي كُلِّ وَجْهٍ أَلْفٌ** اسی طرح **يُسَبِّحُ اللَّهَ سُبْحَانَ**  
**بِسَبْعِينَ أَلْفَ لُغَةٍ** اس کے ہزار ہا ہزار ہزار ہزار ہزار ہزار  
 زبانیں ہیں ہر ایک زبان سے وہ تسبیح خدا کرتا ہے ستر ہزار لغت  
**لَوْ سَمِعَهَا هَلْ أَكْثَرُ لِحَجَّتِ أَرْوَاحُهَا** اگر اہل زمین اس کی آواز  
 سنیں تو ان کی جان نکل جائے مارے ڈر کے **وَكُوَسَّطَ عَلَى**  
**السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَبْتَغِيَانِ أَحَدٌ شَفَاعَتَهُ** اور اگر وہ مسلط  
 کر دیا جائے آسمانوں اور زمینوں پر تو ایک ہی ہونٹ ہوا زمین

نکل جائے دو سرے ہونٹ لگانے کی اوسو نوبت بھی نہ آئے  
 خلاصہ یہ کہ ساری دنیا سے اوسکی ایک ڈاڑھ بھی نہ گرم ہو و  
 اِذَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى خَرَجَ مِنْ فَيْهِ قَطْعٌ مِّنَ النُّورِ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ  
 الْعِظَامِ اور جب وہ ذکر خدا کرتا ہے تو بڑے بڑے ٹکڑے نور کے  
 بڑے بڑے ہماروں کے برابر اوسکے مونہ سے نکلتے ہیں مَوْضِعُ  
 قَدْ مَبِيرٍ مَّسِيرَةٍ سَبْعَةِ اَلْفِ سَنَةٍ اوسکے دو لون یاؤں کے  
 درمیان کا فاصلہ سات ہزار برس کی راہ کے برابر ہے اَلْفُ جَنَاحٍ  
 يَقُومُ وَحْدَهُ يَوْمَ الْفَيْزِ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا اور اوسکے ہزار پر  
 روز قیامت ایک طرف تو وہ اکیلا کھڑا ہوگا اور ایک طرف اور سب  
 فرشتے صف در صف سلام کر رہے حتّٰی مَطْلَعُ الْفَجْرِ یعنی وہ رات  
 سلامتی ہے طلوع صبح صادق تک یا یہ کہ اوسمیں ملائکہ صبح تک امام  
 پر تحیہ و سلام کرتے ہیں جیسا کہ تمی نے فرمایا وَفِي دُعَايِهِ لِدُحُولِ شَعْرِ  
 رَمَضَانَ سَلَامٌ دَائِمٌ اِلَى الْبَرَكَةِ اِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ مَحْصَلَةُ مَنْ كَيْشَاءُ مَعَ عَا  
 هِمَا اَحْكَمُ مِنْ قَضَائِهِ یعنی دعائی صحیفہ کاملہ میں ہے جسے حضرت امام  
 زین العابدین ماہ صیام کے داخل ہونے کے وقت پڑھتے تھے کہ وہ  
 شب باعث سلامتی ہے جسکی برکت برابر پہلی طلوع صبح تک جس پر  
 کہ خدا چاہے اپنے بندوں میں سے بسبب

محکم فرمانے اپنی

قضا و قدر  
کے فقط

## تیسوان موعظہ

مسازحماد رضی اللہ عنہ اور نماز ابوحنیفہ کو فے اور شعاع  
 مرزا فصیح صاحب مرحوم کے بیان  
 میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

الی خدمت سے مشرف ہوئے ہیں بلکہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے لئے  
 لیے دو عام مکان اور زوجہ اور فرزند اور خادم اور چاس جہون کی  
 دی پس وہ سب امر انہیں حاصل ہوئے فضل خدا سے اور جب  
 چاہا کہ اکادون حج کرین تو حج اخیر میں حنفہ میں ڈوب گئے غسل احرام  
 بجالانے میں اور سن شریف اونکا کچھ اوپر بستر برس کا ہوا قال  
 فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي اَنَا اَحْفَظُ كِتَابَ حُرَيْرِي الصَّلَاةُ حَادِثَةٌ هِيَ  
 پس عرض کیا میں نے خدمت میں کہ اسی آقا میرے حریر کی کتاب مجھے  
 یاد ہے اور نماز کے بارے میں اوسکی پابندی کرتا ہوں پوشیدہ  
 تر ہے کہ حریر سجستانی ثقات اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ  
 السلام سے ہیں اور کسی کتاب میں انکی تصنیف سے ہیں فَقَالَ لَا  
 عَلَيْكَ يَا حَمْدُ قَدْ فَصَّلَ لِي حَضْرَتُ نَبِيِّنَا مَا لَمْ يَكُنْ  
 اوٹھو اور نماز پڑھو حاد کہتے ہیں پس اوٹھا میں سامنے اوس جناب  
 کے اور قبلہ رو ہو کے نماز شروع کی اور رکوع و سجود بجالایا فَقَالَ  
 يَا حَمْدُ لَا تَحْسَبَنَّ اَنْ تُصَلِّيَ لِي حَضْرَتُ نَبِيِّنَا اَسَاوَمَ اَجْمَعِ طَرَحَ  
 نماز میں پڑھتے ہیں مَا اَقْبَلَ بِالْوَحْلِ مِنْكُمْ تَأْتِي عَلَيْهِ سَلَوْنُ سَنَةٍ اَوْ  
 سَبْعُونَ سَنَةً فَلَا يَنْبَغُ صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ لِحَدِّ دُجْهًا كَمَا بَرِي بَاتِ  
 ہے کہ آدمی تم میں سے ہو یعنی باوجودیکہ ہمارے شیعوں میں ہو اور  
 ساٹھ ستر برس کی عمر کرے اور پھر ایک نماز ہی آداب و شرائط  
 سے نہ پڑھ سکتا ہو حاد کہتے ہیں یہ زبرد تو بیخ شک مجھے بڑی اہمیت  
 و خفت ہوئی اور عرض کی میں نے کہ خدا ہوں میں آپ پر سے اب اپنے

خود مجھے نماز تعلیم فرمائیے فقہام ابو عبید اللہ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ  
 مُنْتَصِبًا فَادْسَلْ يَدَيْهِ جَمِيعًا عَلَى الْخُذْيَةِ وَقَدْ صَمَّ أَصَابِعَهُ وَقَدْ  
 بَيَّنَّ قَدْ مَنِيَهُ حَتَّى كَانَ يَلِيْهُمَا قَدْ تَلَّتْ أَصَابِعُ مُفْرَجَاتٍ وَ  
 اسْتَقْبَلَ بِأَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ لَمْ يَحْيَ فَمَا عَنِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ  
 خُشُوعَ اللَّهِ الْكُزْبِ اَوْثَمُ اُٹھے ہوئے وہ جناب قبلہ رو ہو کے  
 اور سیدھے تنکے کھڑے ہوئے پھر دونوں ہاتھ زانوؤں پر ٹکا  
 دیے اونگلیاں ہاتھوں کی آپس میں جوڑ کے اور دونوں پاؤں کو  
 اتنا قاسمہ دیا کہ تین اونگل کشادہ کا اونچین فرق تھا اور پاؤں کی  
 اونگلیوں کو قبلہ رو کر دیا اور نہایت خضوع اور خشوع سے فرمایا  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ خَاطِرٌ اَبْدَنُ اَوْ خُشُوعَ كَ مَعْنَى خَاكِسَارِہی وَخُوفَ كَہین  
 جیسا کہ آیہ وافی ہدایہ وَاَلَا یُنِیْنُ هُوَ فِی صَلَواتِہِمْ خَاشِعُونَ کی تفسیر  
 ہے یا اُنکے منہ نہ کر سنے کے معنی ہیں جیسا کہ صحاح میں ہے اور جناب  
 امام باہنوی اعتد علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اوس جناب نے ایک شعر  
 گو دیکھا کہ نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کیلتا ہے اور عبث عبث اوسے  
 ہلاتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر اسکے دل میں خشوع ہوتا  
 تو اعضا و جوارح میں بھی ضرور ہوتا صاحب مجسم البیان فرماتے  
 ہیں کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز میں خشوع دل سے  
 ہی ہوتا ہے اور اعضا سے ہی دل کا تو خشوع یہ ہے کہ آدمی اپنے  
 دل کو بالکل متوجہ نماز کرے تمام دنیا و مافیہا سے روگردانی کرے  
 پس بجز عبادت یا معبود کے اور کسی کی طرف التفات نہواور خشوع

یہ ہے کہ انکمہ بند رکھے اور متوجہ عبادت ہی کی طرف رہے اور کسی طرف  
 رمت بہر ہی التفات نہ کرے اور کوئی بات بیکار نہ کرے ﴿قُرْآنُ الْحَدِیثِ﴾  
 وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پھر حضرت نے سورہ حمد و سورہ توحید ترتیل کے  
 ساتھ پڑھائیے پھر پھر کے اسطر حصے کہ خلط و ملط نہوا اور سب حرف الگ  
 الگ گن لیے جائیں اور حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ترتیل سے  
 یہ مراد ہے کہ وقفون کا لحاظ رکھے یعنی وقف تام اور وقف حسن کا  
 جیسا کہ شیخ بہار الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے واعظ کہتا ہے  
 مگر مشتق کرنا چاہیے اوس سے وہ وقف کہ جبر فقط ہست منفرد ہوں  
 اور وہ خلاف معصومیہ ہو اور خلل انداز معنی صحیح آیت میں ہو جیسا کہ  
 وقف اسم جلالہ پر آید ﴿أَسْمَحُونَ فِي الْعُلُومِ﴾ اور بجا لانا حرفون کا صنف  
 معتبرہ سے اونکے یعنی بلحاظ ہمس و جہر و استعلا و اطباق و غنہ وغیرہ  
 اور بہر طور ترتیل نماز میں مستحب ہے ہاں اگر ترتیل کے معنی یہ لین  
 کہ حرفون کو مخرج سے نکالیں بلا خلط و ملط کے تو البتہ اون معنوں  
 کے راہ سے ترتیل واجب ہو جائیگی واعظ کہتا ہے کہ اصل  
 مقصود یہ ہے کہ حروف مخصوص عرب بطور عرب ادا ہوں اور وجوب  
 رعایت مخرج تو اصلی ہے مثل اور مقدمات موقوف علیہا واجب کے  
 پس اگر مخرج غیر مقرر سے تلفظ مقرر ادا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ  
 سبع مثانی میں ہے باقی جو حرف مشترک عرب اور اہل ہند میں ہیں  
 اوس میں کچھ تجوید کی حاجت نہیں ہاں تخمیر سے اور لام کی جب وہ  
 یا قبل انہ لکھا غمگسور ہو اور اس طرح مد واجب کا اور طاقا عدد



یرملون کا اوسلے و احوط ہے اور تفصیل اسکی مئے اپنے فارسی رسالہ  
 میں علم تجوید کے لکھی ہے اور ترجمہ نماز کا چونکہ رسالہ اردو مطبوع و مشہور  
 میں ہم لکھ چکے ہیں تو طالب کو اوسمیں دیکھ لینا چاہیے ثم صبر  
 هُنِكَ بِقَدَرِ مَا يَنْتَفِسُ وَهُوَ قَدْ تَوَقَّعَ يَدَّيْهِ حِيَالًا وَجْهًا  
 وَقَالَ اللَّهُ الْكَبِيرُ وَهُوَ قَدْ تَوَقَّعَ كَرَّ كَرَّ تَهَوُّرًا تَوَقَّفَ فَرَمَا الْقَدَرُ  
 ایک سانس لینے کے ہر کڑے کڑے ہاتھ اوٹھائے مقابل مونہ کے  
 اَوْفَرَ مَا بَا اللَّهُ الْكَبِيرُ تَوَرَّعَ وَمَا كَفَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ مُنْفَرَجَاتٍ  
 وَرَدَّ رُكْبَتَيْهِ إِلَى خَلْفِهِ ثُمَّ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ قَطْرَةٌ  
 مِنْ مَاءٍ أَوْ دُهْنٍ لَوَسَّوْا ظَهْرَهُ وَسَوَّى ظَهْرَهُ وَمَدَّ عُنُقَهُ وَخَمَضَ  
 عَيْنَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ ثَلَاثًا بِتَوَتِيلٍ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ  
 ہر رکوع فرمایا اور کف دست یعنی ہاتھوں کو گمشون سے ہر لب  
 یعنی فقط اونگلیاں نہیں رکمیں بلکہ ہر پور ہاتھوں کو گمشون پر کرنا  
 اور دونوں گمشے آپس میں ملے نہ کہ بلکہ الگ الگ رکھے اور اس طرح  
 اونگلیاں گمشون پر الگ الگ رکمیں اور چپنیوں کو پیچھے وار دیا کہ  
 گمشون کو خوب تان دیا اور پیٹھ کو ایسا سیدھا اور چوکور کر دیا کہ اگر  
 پانی یا تیل پوند ہر اوسپر ڈال دیا جاتا تو بیچ ہی میں رہ جاتا کہ ٹپک  
 ادھر ادھر نہ آتا اور گردن بڑھا دی اور آنکھیں بند کر لین اور تین بار  
 ترتیل سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ فرمایا ثم استوائے  
 قَائِمًا فَلَمَّا اسْتَمَنَّ مِنَ الْقِيَامِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ مِنْ حَمْدِهِ ثُمَّ كَبَّرَ  
 سَرَّحَ يَدَّيْهِ حِيَالًا وَجْهًا پرتنگ سیدھے کڑے ہوئے اور

فرمایا سَمِعَ اللَّهُ لَكُمْ حَمْدًا بِرُكْبَتَيْهِ فَمَنْ مَالِي هَاتُونِ كُوْمُونَهُ كَسَا  
تک بندہ کر کے تُمَّ سَجْدًا وَبَسَطَ كَفَّيْهِ مَضْمُونَتِي الْاَلَا صَلَاحِ بَيْنِ يَدَيَّ  
وَكُتْبِيهِ حِيَالٍ وَحِيَالِهِ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَلَا عَلَا وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا  
عَرَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ سَيِّئًا مِنْ جَسَدِهِ عَلَى شَيْءٍ مِنْهُ وَسَجْدًا عَلَى  
ثَمَانِيَةِ اَحْضَمَ الْكُفَّيْنِ وَالْوَلْبَتَيْنِ وَاَنَا مِلَّ الْجَاهِلِيَّ الرَّجُلَيْنِ  
وَالْجُمُعَةِ وَالْاَلَا نَفٍ وَقَالَ سَبْعَةً مِنْهُمْ فَرَضَ لِي سَجْدًا عَلَيْهِمَا وَ  
هِيَ اَلَيْ ذَكَرَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فَقَالَ تَعَالَى اِنَّ الْمَسَاجِدَ  
لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللَّهِ اَحَدًا اَوْ هِيَ الْجُمُعَةُ وَالْكَفَّانِ الْوَلْبَتَيْنِ  
وَالْاَلَا بِمَا مَانَ وَوَضَعَ الْاَلَا نَفٍ عَلَى الْاَرْضِ سُنَّةً پُر سجدہ فرمایا اور  
ہاتھ زمین پر پھیلا دیے یعنی ہتھیلیاں اور انگلیاں آسمین ملی ہوئی  
تھیں اور ہاتھ سامنے گھٹنوں کے مقابل مونہہ کے رکھے تھے پھر  
فرمایا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَلَا عَلَا وَبِحَمْدِهِ تین دفعہ اور کسی عضو کا بار بار  
پرندیا بلکہ سب الگ الگ رکھے اور سات اٹھ عضو پر سجدہ فرمایا دونوں  
ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگلیوں اور  
ماتھا اور ناک اور فرمایا کہ سات امنین سے واجب ہیں جنکا ذکر آں  
آیہ میں ہے وَاِنَّ الْمَسَاجِدَ الْاَلَا ایتہ اور وہی پشیمانی ہے اور دونوں  
کف دست اور دونوں چپٹیاں دونوں گھٹنوں کی اور دونوں انگلیوں  
اور سجدہ میں ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے لَمْ يَرْفَعْ رَاسَهُ مِنَ  
السُّجُودِ فَلَمَّا اسْتَوَى جَا لَسَا قَالَ اللَّهُ الْاَلَا لَمْ يَرْفَعْ رَاسَهُ عَلَى الْخُجُلِ  
اَلَا لَيْسَ وَقَدْ وَضَعَ قَدَمَهُ الْاَلَا يَمْنِ عَلَى بَطْنٍ قَدْ مَدَّ اَلَا لَيْسَ وَقَالَ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سَبْعَةً وَاَتُوبُ اِلَيْهِ پھر سب بارک سجدہ سے اٹھیا  
 اور جب سیدھے ہو بیٹھے تو اللہ اکبر کہا پھر بائیں ران پر زور دیکے  
 بیٹھے اور راستے پاؤں کی بیٹیمہ بائیں پاؤں کے بیٹھے نفع پائیں تلوار  
 سے ملا دی اور کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي وَاَتُوبُ اِلَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ  
 وَهُوَ جَالِسٌ وَتَحْتَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ وَقَالَ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ  
 لَوْ يَضَعُ شَيْئًا مِنْ بَدَنِهِ عَلَى شَيْءٍ مِنْهُ فَيُكْوِجْ وَلَا يُسْجُدْ وَكَأَنَّهُ  
 نَجَّحًا وَلَوْ يَضَعُ ذِرَاعًا عَلَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ بِمَرَكَبِينَ يَأْتِي فِيهِ يَبِيءُ اور  
 دوسرا سجدہ کیا اور ذکر اوسمیں مثل پہلے کے فرمایا اور رکوع و سجود  
 سب میں کسی عضو کا بار دوسرے عضو پر نہیں دیا اور کھنی زمین سے  
 اٹھمائے ہوئے تھے اور پروں کی طرح بازوؤں کو پھیلائے ہوئے  
 تھے خلاصہ یہ کہ ہاتھوں کو یسے کھلائی وغیرہ زمین سے نہ ملائی بلکہ  
 ہاتھ اونچے رکھے فَضَلْتُ رُكْعَتَيْنِ عَلَى هَذِهِ اَوْ يَكُنَّ اَوْ مَضْمُونِ  
 الْاَصْلِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الشَّوْطِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الشَّوْطِ سَلَّمَ  
 وَقَالَ يَا سَيِّدُ هَٰذَا اَصْلُ سَبْعِ رُكْعَتَيْنِ ثَمَّ رُكْعَتَيْنِ ثَمَّ رُكْعَتَيْنِ  
 ہاتھوں کی اوٹکلیوں کو باہم متصل رکھا اور شستہ پڑھا اور بعد تشہد  
 کے سلام پیرا اور نہ فرمایا کہ اسے حماد اس طرح سے نماز پڑھنا چاہیے  
 پوشیدہ ہے کہ بالاتفاق جزا خیر نماز تسلیم ہے لیکن از بسکہ مختصر  
 نماز تعقیب کا حکم ہے اور ابتدا سے تعقیب تین تکبیروں سے متحب ہے  
 تو ان تکبیروں کے شاہد جزئیات نماز کا شدت اتصال سے مجسم  
 ہو چاہیے تاکہ اگر کوئی بغیر نیت ترک تعقیب ہی کرے تو

بعد نماز ضرور تکبیرین کہتا ہے متصل سلام اور بعد تکبیرات بلا التعمیب  
 و سجدہ شکر انجاء ضرورت کے لئے جاتا ہے اور دور نہیں کہ یہ کاشف  
 ارادہ جزئیت سے ہو اور مؤید او سکی تصدیق بعض عوام کا لانا مبالغہ  
 خواص کا لعوام کی ہے ساتھ اس امر کے کہ جزا آخر نماز تکبیرات ہیں اور نماز  
 بلکہ جملہ عبادات توقیفی ہیں کہ زیادتی اور کمی اور غیرت و ادا و شارع  
 مقدس سے جائز نہیں بلکہ مبطل اصل عمل ہیں پس علما اور وعظ کو  
 لازم ہے کہ قول و فعل سے مکرر اعلام عوام کریں کہ یہ شبہ اونکے دل سے  
 بڑا نکل ہو اور تمرین نفس ربی حاصل ہو چنانچہ تحف لے مکرر وعظ میں  
 بیان کیا اور اکثر آخر نماز میں تکبیروں کو یفا صلہ کہا یا رفع ید سے استغفار  
 ہوا توضیح جو افعال نماز ضمن حدیث مذکور میں مذکور ہوئے مرد و عورت  
 دونوں کے لئے مشترک ہیں مگر چند امر متحب ہیں کہ ان میں فرق ہے  
 پہلے حالت قیام میں ہاتھوں کا انگارنا راتوں پر کہ یہ خاص مرد کے  
 لئے ہے اور عورت کو سنت ہے کہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے دہنی  
 پستان پر دھنا اور بائیں طرف بانیٹھو و سر کے ہاتھوں میں فاصلہ  
 رکھنا حالانکہ عورت کو دونوں کا باہم متصل رکھنا چاہیئے تیسرے  
 تجافی یعنی اعضا میں سے کسی کا دوسرے پر بار نہ ڈالنا اور عورت کو برخلات  
 اوسکے چاہیئے چوتھے بازوؤں کا پروں کی طرح کھلے رکھنا اور عورت  
 کو برخلاف اسکے پانچویں تورک کرنا دونوں سجدوں میں اسلئے  
 کہ عورت کو زانوؤں کو باہم ملائے اور گٹھنوں کو اوٹھما کے اوٹھ کر بیٹھ  
 بیٹھنا چاہیئے چھٹے مرد کو رکوع میں گٹھنوں پر ہاتھ رکھنا چاہیئے اور

ورنہ توں کو کسی قدر اوپر وار ہو جب روایت زرارہ کے لیکن جہاں  
 اوصاف تیار و احباب است کہ سید در مرد کو واجب ہے اور بعضی علماء نے  
 یہ احتمال کیا ہے کہ اسے مرد سے کم جہاں چاہیے بقدر اسکے کہ ہاتھ  
 اسکے سید در گھٹنوں کے اوپر رانوں پر پہنچ جاوے اور مؤید اسکو  
 یہ فقرہ حدیث بھی ہے **لَا تَطْلُ الْكُفْرَ تَوَلِّعُ عَجِيذُ قَفَا**  
 سے بات یہ مقام مذکور پر ہے تاکہ زیادہ اسے جہاں نہ پڑے یہاں تک کہ  
 سر پہ اس کے بہت بلند ہو جائیں اور یہ جو حدیث مذکور میں وارد ہو  
 کہ حال نماز میں حضرت چشم ہمارے مبارک بندھے رہے تو بظاہر نماز میں  
 زرارہ ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز گزار رکوع میں نظر اپنی کو  
 درمیان اپنے دونوں قدموں کے رکھے اور مؤید اسکی شہادت بھی ہے  
 اور شیخ علیہ الرحمہ نے نہایت جامع بین الخیرین اس طرح سے فرمایا کہ ان  
 دونوں کو مستحب جانا ہے مگر افضل سردین ازراہ کثرت ثواب آنگاہ  
 نہ رکھنے کو گروانا ہے اور محقق نے فقط روایت حماد کو تہرین متبر  
 رکھا ہے اور دوسری روایت پر لحاظ نہیں فرمایا اور شیعہ علیہ الرحمہ نے  
 وجہ جمع میں فرمایا کہ صورت راکع بوجہ رکوع مشابہ آنگاہ بند کرنے والی  
 ہوتی ہے اسلئے مجازاً آنگاہ بند کرنے کو فرمایا اور یہ مستحب ہے اور شیخ  
 بہار الدین علیہ الرحمہ قائل تخریر میں اور یہی قول اقرب لبواب ہے اور  
 یہ جو اس حدیث میں گذرا کہ حضرت نے پینے مبارک پر ہی تجدد کیا تو  
 یہ مستحب ہے اور بعضی علماء نے فرمایا ہے کہ یہ علاوہ ارغام کے ہے  
 کہ جو نماز میں مستحب ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ سجدہ ہر ایک پر صحیح ہے

بہتر طریقہ شارع نے اسے مسجد کے نیچے مقرر فرمایا جو بخلاف ارفاع  
کے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ رغام بالغت یعنی خاک پر ناک رکھنے پس ارفاع  
میں تجھے یہیں خاک کی سہ ہے اور دوسرے یہ کہ تیار مسجد کے نیچے سے یہ ہے  
کہ ناک پر اس قدر بار بھی دے بخلاف ارفاع کے کہ اوپر سے فقط متصل  
ہو جائے ناک کا خاک سے کافی سہ پس یہ دونوں ایک نہ ٹھہرے بلکہ  
انہیں مجموع اور مخصوص من و جد کے نسبت ہوئی مادہ اجتماع یہ ہے  
کہ خاک پر ناک پر بار دے تو وہ مسجد ہی ہے اور ارفاع یہ ہے اور اگر  
خاک پر بار دیا تو مسجد ہے لیکن ارفاع نہیں اور جو خاک پر ناک پر بار  
نہ دیا فقط ناک کے خاک سے ملتا ہے چنانچہ اگر تو یہ تیار نہ تھا تو یہ نہیں  
ارغام ہے اور شیخ شہید علیہ الرحمہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ یہ دونوں  
باتیں ایک ہی ہیں حالانکہ انہوں نے خود بعض مولفات میں اپنے  
ہر اک کو جداگانہ سنت لکھا ہے اور تفسیر ارفاع بطور مذکور بیان فرمائی  
اور ہر کیف جو ثواب ارفاع میں مالتو ہے وہ ناک کے متصل کرنے سے  
غیر خاک کے حاصل ہوتا ہے یا نہیں بعض علماء نے مطلقاً اتصال توہین  
کافی جانا ہے اگرچہ اتصال خاک کو افضل گردانا ہے لیکن شیخ ابوالدین  
نے اوپر سے تامل فرمایا ہے اور دو زمین کہ مطلقاً اتصال کافی ہو لیکن  
قول شیخ بہائی اولی و احوط ہے حدیث مذکور میں رکعت اولی میں بعد  
نہ ورنہ توحید کا کہنا اور دوسری رکعت میں بحوالہ رکعت اولی یہ کہنا  
و اس طرح حضرت نے دوسری رکعت پڑھی اس سے صاف ظاہر ہے  
کہ دوسری رکعت میں ہی حضرت نے وہی سورہ پڑھا اور مؤید اسکی بات

ترک استفصال ہے عموم پر جیسا کہ بعض اصولیوں کا قول ہے اور بطور  
 یہ خلاف قول مشہور ہے کہ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھنا  
 مکروہ ہے باوجود قدرت کے دوسرا سورہ پڑھنے پر جیسا کہ علی بن جعفر  
 علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفر سے نقل کیا ہے  
 اور مؤید اسکی روایت زرارہ ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے  
 کہ جناب رسالت مآب نے دو رکعتیں پڑھیں اور دونوں میں سورہ توحید  
 پڑا تقاضائی اور دوزنہیں کہ محمول کرنا اس حدیث کا اظہار جو از تکرار پر  
 دوزار صواب ہو اور شاید کہ مثلاً اس سورہ کے مستثنیٰ ہونے کا کراہت  
 تکرار سے فریضیت و شرف اسکا ہو پس بدرستیکہ روایت کی ہے  
 شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ جب  
 پورا اکدن گزر جائے اور باخون وقت کی نماز وہ پڑھے اور اوٹین سورہ  
 توحید نہ پڑھے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اسی شخص تو نماز گزاروں میں  
 سے نہیں اور ابوردانے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے روایت کی ہے کہ اس جناب نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص کیا  
 ایک شب میں ایک ٹکٹ قرآن ہی نہیں پڑھ سکتا ہے عرض کی کہ اسی رسول  
 گنبد اتنی طاقت ہو سکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ پڑھو تم سورہ توحید اور بعض  
 علمائے سبب مقلد سورہ توحید کا ٹکٹ قرآن سے یہ لکھا ہے کہ مطابق  
 قرآن نجدتین امرون کی طرف رجوع کرتے ہیں ایک معرفت خدا دوسرے  
 معرفت سعادت و شقاوت اخروی تیسرے جانتا اون چیزوں کا کہ جو  
 سعادت تک پہنچائیں اور شقاوت سے بچائیں اور سورہ توحید شامل ہے



پہلے امر پر یعنی معرفت خدا اور توحید خدا پر اور اس کے منفرہ ہونے پر غفلت سے  
 بسبب صمدیت و پاکیزگی کے اور نفی پر اصل یعنی والدین اور فرج  
 یعنی فرزند کی اور نفی ہمسری پر اور حبط طرح کہ نام سورہ فاتحہ کا ام القرآن  
 ہو البوصہ اور سکے شتمل ہونے کے ان تینوں امر پر اور سی طرح یہ سورہ  
 نکتہ قرآن قرار دیا گیا بوجہ شمول کے ایک امر پر اور تینوں امر پر ہیں  
 وہ واقعی کہ نماز کا کیا پاک و پاکیزہ طریقہ تھا کہ جو اس حدیث میں ماثور ہوا کہ  
 خود اس کو دیکھنے سے رغبت عبادت حاصل ہوتی ہے اور خوشحال  
 شیعوں کے کہ ان کی نماز ایسی سر فراز و ممتاز ہے کہ فرقہ حنفی کی نماز کا موازنہ  
 قابل استغفار و لا حول حیوۃ الحیوان میں دوسری نے لکھا ہے کہ  
 ہے کہ ابتدا میں سلطان محمود سبکتگین کو میلان کلی مذہب ابو حنیفہ کی  
 طرف تھا اور یہ بادشاہ بہت انصاف پسند تھا اور اسکے روبرو ہوتے  
 و سماع احادیث کا بہت چرچا رہتا تھا اور اثنائے سماع میں معانی احادیث  
 پوچھتا جاتا تھا اور اکثر احادیث مؤید شافعی پاتا تھا پس تمیز ہوا کہ مذہب  
 حق کون ہے اور علماء فریقین کو اسے جمع کر کے چاہا کہ ایک مذہب کو  
 دوسرے پر ترجیح دیں آخر الامر سب کی رائے نے اس امر پر قرار لیا کہ ہر  
 ہر مذہب کے ان دونوں مذہبوں میں سے اس کے سامنے نماز ٹھہری  
 جائے پس جس فریق کی نماز اس سے پسند آئے اسے اس کا مذہب اختیار فرمایا  
 پس قتال مروزی نے طہارت کامل اور شرائط معتبر کے ساتھ برتھا  
 طہارت و ستر عورتین و استقبال قبلہ و در رکعت نماز ٹھہری اور تمام ارکان  
 و ہیأت واجزا و آداب کو کامل طور پر پچھلایا اور شافعی حجت ایسی تھا کہ

مذہب شافعی



اور کسی طرح کی نازیبا نرخیات نہ تھا کہ صلے رکعتین علیٰ ما جوز ابو حنیفہ  
 پر دو رکعت نماز اسے ابو حنیفہ پر ہی فلیس جلد کتب مدنیوں  
 اس طور سے کہ پہلے تو جلد دوم سنسکرت پن ل و اٹھ رکعت یا نرخیات  
 اور اس پر طرہ یہ کہ اس کے کی لہاں کو جو زیب بدن کی تھی بقدر ایک  
 ربع کے نجاست اور فضلہ میں لت پت کیا و تو ضا بکسین التمرکات  
 ذلک فی صلیب التھیف قاجتمع علیک الدباب و البعوض و غیرہ  
 شیعہ خراس سے کیا اور اتفاق سے گرمی کی فصل تھی یہ تو بہت ہوا  
 مکہ مدین کی دہنا بار ہوئی نمازی سے بہت سی بترین ہیں پھر یہ کتاب  
 وضو و مٹکسا منعکسا اور اولٹا پٹا وضو کیا پھر باوجود اس میں  
 کے قبلہ رو ہو کے بغیر میت و وضو تکبیرہ الاحرام کی زبان فارسی میں  
 یعنی خدا سے بزرگ کہدیا پھر دونوں سوروں کو اور اگر قائم مقام ہو کر  
 ترجمہ در باتمان پر گفتا کی یعنی دو برگ سبز و اعظم کہتا ہے  
 کہ اس نے اپنے مریدوں اور چیلوں کو خوب باغ سبز دکھایا یا شکوفہ چھوڑا  
 پھر جبک پڑا کو رخ و سجود پر اور بیفاصلہ جلد جلد رکوع و سجود کیا جیسے  
 فضلہ پر کو اٹھو نگین مارتا ہے پھر تشدد پڑہ کے سلام ریح سے بدل پڑا  
 زور مار کے خرطہ ظاہر کیا اور کہا کہ اسی بادشاہ یہ نماز ابو حنیفہ ہے یا  
 نے کہا کہ ایسی نازیبا کوئی دیندار تجویز نہ کرے گا اگر یہ مذہب خفی میں جائے  
 نہ ہوئی تو میں تجھے قتل کروں گا اور ابو حنیفہ والے مکر گئے کہ یہ نماز  
 ان کے پر بے پیر کی نہیں پس قفال نے اونکی کتابیں منگو ا کے ایک  
 نصرانی صاحب علم سے پڑھوایں پس بادشاہ نے بموجب اس کے نازیبا

مذکور ابو حنیفہ کے نزدیک جائز باقی پس وہ شافعی ہو گیا اور ابو حنیفہ  
 کے پیرو بالکل چپ ہو گئے گویا تفریق نے ان کے مومند پر فضل جمہ شمس  
 اب غور سے دیکھئے بی مبالائی سواد عظم اہل سنت کے واجبات میں اور  
 اہتمام انکامستحبات میں اپنے مذہب کے یعنی تراویح میں کہ جو صریح  
 ہے گو ان کے ایسا کرنے سے ان کے نزدیک بعت حسنہ ہو یا نہ فقط  
 فخری استدعا ہے کہ غناز خدا کی مقرر کی ہوئی تھی اور ہمیں اہتمام نہ کیا تھا تو  
 تراویح تو خلیفہ صاحب کی ہے اور ہمیں اہتمام نہ تو پڑا ہے میں ہوا تو ہمیں  
 مذہب اور رسول سے کیا کام فقط سنت عمر پر قائم ہیں اور مخالفانہ امتحان  
 بعض ظفر فار اہل علم نے لکھا ہے کہ ایک عالم سنی جسے ایک سنی نے  
 پوچھا کہ حالت رکوع میں ہم آنکھیں بند رکھیں یا کٹھا وہ اس نے کہا اگر  
 شیعہ بند رکھتے ہوں تو کہو لو اور جو کہو لیتے ہوں تو بند کرو سائل نے  
 کہا کہ بعض شیعہ کہو لیتے ہیں اور بعض بند رکھتے ہیں جب تو وہ کہہ ایا کچھ  
 سوچ کے کہنے لگا کہ پیر تم ایک آنکھ بند رکھو دوسری آنکھ کھولو اگر خطا  
 میں یہ مطالبہ ہے مگر حقیقت میں مقام عجب نہیں نظر لے کہ وہ بائیں  
 ہاتھ میں انگلی پنتے ہیں مخالفت اہل حق کے لئے حالانکہ اصل شرع  
 سے ان کے مذہب میں ہی رہتے ہی ہاتھ میں سنت ہے رہا اہتمام انکا  
 قائم کرنے میں سنت عمر کی پس ظاہر ہے جسکا جی چاہے ماہ رمضان  
 میں جا کے اونکی مسجدوں میں جا کے دیکھ کہ راتوں کو تراویح میں کیا  
 نعمت اوٹھاتے ہیں ماموم اگر گڑبے میں بیشمار لقمہ کھاتے ہیں  
 کیا مؤدب ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوتے ہیں کہ ظاہر میں اونکی صورت دیکھ

بسیا ختم شرکت کو جی چاہے چنانچہ بعض تعلیقات قرآن مجید میں ابراہیم خالص صاحب بیاض مشہور نے لکھا ہے کہ ایک شخص کسی ضرورت شدید سے جاتے رہے اتنا ہی راہ میں اونھوں نے ایک مسجد پر هجوم اہست کا دیکھا کہ پڑے خضوع و خشوع سے ہاتھ باندھے ہوئے تراویح پڑھ رہے ہیں یہ بھی بڑی خوشی سے شریک ہو گئے اتفاق سے پیش نماز نے بعد سورہ حمد سورہ بقرہ پڑھا قریب سحر کے نماز تمام کی بیان بالکل صبح ہو گئی اون بچارے کے کار ضروری میں حرج ہو گیا پس بہت آزر دہ ہوئے اور عہد کیا کہ اب تمام عمر کسی سے اقتدا نہ کروں گا اگر ایسا ہی تہرآن پڑھنا ہے تو ہم اسلام سے درگزر سے ایسے اسلام کو سلام سے کہ تو قرآن باین منط خوانی پڑھیری رونق مسلمان پڑھ بعد چند روز اتفاق سے یہ اوس حکایت کو بھول گئے اور ایک پیش نماز سے اقتدا کی حسب اتفاق اوسے بعد سورہ حمد کے سورہ فیل شروع کیا جو ہیں انہوں نے نام فیل سنانکی ہوش اوڑھنے ہاتی کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے وہی اگلی یاد آگئی ایک ماموم نے جو انکو پاس کھڑا تھا بعد نماز اسے سبب فرار پوچھا انہوں نے کہا کہ ایک بار سورہ بقرہ پڑھا گیا تھا اوس میں تو پچھلا ہو گیا میری ضرورت فوت ہو گئی آج فیل کا نام سنکے میرے بالکل ہوش و حواس جاتے رہے کہ آج تو بطریق اوسے توقع ختم نماز نہیں اسلئے کہ عظمت فیل نسبت بقرہ ہے سفینہ راہ از کجاست نابکجا اور جناب میر باقر مرحوم و مغفور کہ تلامذہ جناب غفران سے تھے اور میرے واعظ طرف تھے ایک روز جناب غفران ماب سے بیان کرتے تھے کہ قبلہ کو عبید آج عجب اتفاق ہوا میں انکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا جو کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میان میں ایک قمار پڑھتا تھا آتا ہے بیٹے کہا روک کہا کہ نہیں

تو وجہ قریب ہو گیا تو دیکھا کہ او میں ہو لوی سن این جسے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ہم سی  
تشریف لائے ہیں اور نمونہ لے گیا کہ وہ سچان لہد میں آگے عالم مذہب عالمی نہایت آگے اتنا ہی وقت  
نہیں کہ تراویح رات کو ہوتی ہی یاد نکوسہ خود غلط بوداچہ پابند آیم دینے کہما کہ جیسا یاد پرا  
تو او میں ات کیا اور دن کیا اندھیر کر نیکو سب کیساں ہیں اور نمونہ لے گیا اتنا تو معلوم ہوا کہ  
ہم پر اعتراض کرتے ہیں بگو کہما معاذ اللہ کسے کیا کام سنو ایسا دیکھا اوسی پر اعتراض ہے  
اور مناسب مقام یہہ ابیات حق سمات نان و نیک ہیں اس بات

ہاں و لا پر سوی مطلب کہ رجوع  
زاہدون کا پیشوا ہے وہ امام  
حق طاعت ختم ہے سب پر  
کب نگاہ قہر سے واقف تھی چشم  
اوسنے پائی لذت صوم و صلوة  
کشف غمہ میں لکھی ہے یہ خبر  
با حضور قلب پڑھتا تھا مناز  
سانپ بنکر آیا شیطان دغل  
پر نہ حضرت نے کیا مطلق خیال  
ناگمان وہ بے حیا آیات رب  
مونہ میں پکڑی زور سے نگشت  
جب تشدد پڑہ چکے پیر اسلام  
اوسکو نہ مایا کہ ملعون دور ہو  
کہکے یہہ کرنے لگے پھر بندگی

میں ح زین العابدین کی کر شروع  
عابدون کا مقتدا ہے وہ امام  
ہے وہ سالک مسلک اصدا پر  
رحم کرتا تھا بجاے غیظ و خشم  
تھا فنا فی اللہ وہ صین جیسا  
ایک شب وہ سید والا کھڑ  
بندگی کرتا تھا باعجز و نیاز  
تا حضور قلب میں ڈالے خل  
بسکہ تھے محو جمال ذو الجلال  
پہن اوٹھائے اپنا بافتل صیب  
پر نہ حضرت کو ہوئی مطلق خبر  
تب ہوئے آگاہ اسی یار و امام  
اپنی بد ذاتی پرست مشرور ہو  
کیسی شیطان کو ہوئی شرمندگی

یون صد اہل تشہد سے ان تین بار  
ہے نمازی تو بھی تو اسی نفس خرم  
تو بھی پانچون وقت پڑھتا ہوں  
مج بتا سو وقت مت کہنا دروغ  
تو نے اتنی عمر میں اپنی کہی  
کیون نہوتی کی عبادت میں تو  
لب پہ تو تکبیرۃ الاحرام ہے  
استفادہ کے مجھے معنی بتا  
پہلے بسم اللہ ہی جب ہو غلط  
حمد و سورہ پڑھا ہے تو مگر  
وقف و وصل و مد تمین مطلق عین  
راکعون میں تو نہو و سے گارقم  
واقعی کیا سجدہ کرتا ہے تو ٹھیک  
یہ جہین ہے یا ہے منقار کلاغ  
تیرگی سے تیرے مونہ کے رو سیا  
سجدہ کرتا ہے کہ سر پہ پڑتا  
اتنی کیون کرتا ہے جلدی ایلی  
کیون عبادت میں خلل ہے دلنا

ہے تو زمین الیہ یدین اسی نامہ  
ہے ترے ماتھے پہ گمشون کا نجوم  
بے نمازون پر ہے کرتا خروناز  
کذب کو ہرگز نہو و سے گانہ  
کوئی رکعت با حقہ نور قلب کی  
اسی شفی کی ہے تری نیت دست  
دل ترا خلوت لرا صنام ہے  
تو تو خود شیطانی ہے اسی حیا  
کیا عجب طاعت اگر سب ہر غلط  
کا ٹٹا ہے گمانس یا اسی خیرہ  
رتل القرآن ترتیل کہاں  
بوجہ سے عصیان کے گو ہو جام  
دانہ چنتا ہے زمین سے جیسے دیک  
مج بتا وے آدمی ہے یا کراغ  
ہے جلی ٹکلیا کی صورت سجدہ گاہ  
سجدہ کہ بیفائدہ ہے توڑتا  
ہے مگر نعمان ثابت کامرید  
تو تو سر کا بوجہ ساسے مالتا

وقت فرصت ہاتھ سے جب جا گیا  
دیکھو اسی فاضل بہت پچھتاؤ گا

منہ

چوسووان موعظہ  
توبہ کے باب  
میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بَسَنَ  
 قَبْلَ اللَّهِ تَوْبَتَهُ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 جو شخص قبل کی سال بیشتر انتقال سے توبہ کرے تو یہی خدا اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے  
 زبان عرب میں معنی توبہ کے رجوع کے ہیں پس بندہ کی  
 جانب توبہ اسطور پر ہوتی ہے کہ وہ گناہ سے باز آئے فرمان برداری  
 باری کی طرف رجوع کرے اور خدا کی جانب میں یہ ہے کہ عذاب سے  
 وہ رجوع فرمائے لطف و کرم کی طرف اور اصطلاح میں توبہ کے  
 معنی یہ ہیں کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر اوسپر نادم ہونہ اور کسی وجہ سے  
 مثلاً شراب خواری سے پشیمان ہونا بوجہ ضرر اور گزند شراب کے کہ یہ  
 توبہ نہیں ہاں اگر بلا ضرر محض رضای الہی کے لیے شراب سے باز آئے

تو یہ تو بہ ہے اور بعض علماء نے تو یہ تو بہ میں علامہ ناوہم ہونے کے  
یہ بھی شہر طبرہائی ہے اور غم یا بجزم کرے کہ آئندہ کبھی اسکا قہقہہ  
سنوگا اور ظاہر یہ غم تو از م غیر منفک ہے اور اس بندہ امت کے  
یہ جو گناہ کو گناہ سمجھ کے رخصانی خدا سے لے کر گناہ کا بہرہ  
کبھی کا ہے کو اوس میں بتلا ہونا پسند کرے گا اور کلام جامع جمع ہو  
و قیود اس باب میں وہ ہے کہ جسے بعض عقلا و اذکیا نے تحریر کیا ہے  
کہ تو بہ بدون حصول تین امروں کے حاصل نہیں ہوتی پہلے یہ کہ  
آدمی بخوبی بچان لے کر گناہوں کا اور یہ سمجھ لے کہ یہ پردے کے  
طرح حاصل ہو جاتے ہیں بندہ میں اور اس کے پروردگار محبوب میں  
اور ہرگز اسم قاتل و زہر ہلاہل کے ہیں اس کے حق میں کہ جو جسے چاہی  
جائیں پس جب اسے اس بات کا یقین واثق ہوگا تو ایک دوسری  
حالت طاری ہوگی اوس پر اور یہ ہے کہ اسے کمال درجہ تالم ہوگا جدا  
محبوب کا اور نہایت ناسف ہوگا گناہوں کے مرتکب ہونے سے اور  
یہ معنی ہیں نہ امت کے اور جبکہ یہ صدقہ جائگاہ اسے حاصل ہوگا  
تو ایک اور تیسری حالت اوس پر طاری ہوگی اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص  
تین امروں کا ارادہ کرے گا کہ جنہیں تعلق زمانہ گذشتہ یا زمانہ حال  
یا استقبال سے ہوگا زمانہ حال سے متعلق تو یہ امر ہے کہ بالفعل وہ  
جن گناہوں کا مرتکب ہوگا اوسے باز رہے گا اور آئندہ کے متعلق  
یہ ہے کہ وہ غم یا بجزم کرے گا کہ پہر کبھی تمام عمر ویسی حرکت نہ کرے اور  
متعلق زمانہ گذشتہ سے یہ ہے کہ جن امروں کی تلافی اسے ممکن



ہوگی اونکی تلافی کرے گا مثلاً جو عبادتیں فوت ہوئی ہیں اونکی تصحیر کیا  
اور حقوق سے لوگوں کے خارج ہوگا اور رد مظالم کرے گا اور یہی  
تینوں امر یعنی معیاریات گناہوں کے گزند کی اور ندامت اور غم  
بالجزم امور مذکورہ ترتیب وار مقرر ہیں اور ان سب کو مبادی ثبوتی کہتے  
ہیں اور بعض علماء فقط امر ثانی یعنی ندامت کو توبہ کہتے ہیں اور  
گناہوں کی شناخت مقدمہ اور پیش خمیہ توبہ کا جانتے ہیں اور تیسرے  
کہہ کر لیتے قصہ مذکورہ توبہ گردانتے ہیں اور کبھی شروع مذم اور غم پر  
اطلاق توبہ کیا ہے وَقَدْ خَفِيَ الْعَصُوبُ وَالْقُلُوبُ بِرُجُوعِ  
الْبَاقِيَيْنِ الْجَانِبَيْنِ السَّالِقِ اور بعض اہل دایہ نے توبہ کے یہ معنی کہہ  
ہیں کہ بندہ نافرمان و آلق اپنے جرم سابق سے باز آئے وَبَعْضُهُمْ بِإِذَابَةِ  
الْأَحْشَاءِ لِمَا سَكَفَ مِنَ الْفَحْشَاءِ اور بعضوں نے اس کے معنی کہہ  
ہیں کہ ندامت گناہ میں اپنا بدن گملا دے اور دل و جگر لگیلا دے  
وَبَعْضُهُمْ بِإِذَا خَلَعَ لِبَاسَ الْجَفَاءِ وَبَسُطَ لِبَاسُ الْوَفَاءِ اور بعضوں  
کا یہ قول ہے کہ لباس جفا کا اتار بیگنا اور نرمش و وفا کا بھانا توبہ  
شے ہے اور یہ جو اس فقرے میں گزرے کہ خدا اوسکی توبہ قبول کرتا ہے  
تو مراد اوس سے یہ ہے کہ جو عذاب اوس گناہ پر من جانب اللہ مقرر  
ہوتا ہے وہ زائل کر دیا جاتا ہے اور اس پر اتفاق اہل اسلام اور  
سیطر حکام نہیں البتہ بحث اس میں ہے کہ بعد توبہ ساقط کر دینا عذاب  
کا حذر واجب ہے یا نہیں باین معنی کہ اگر تائب پر عذاب ہو تو ظلم  
ہو یا یہ کہ خلاف عدالت تو نہیں مگر مقتضائے فضل و کرم ہوا دل

مذہب معتزلہ ہے اور ثانی مذہب اشاعہ اور یہی مسلک شیخ ابوحنیفہ  
طوسی کا ہے کتاب اعتقاد میں اور اسکی پسند کیا ہے علامہ حلی علیہ الرحمہ  
نے بعض تصنیفات میں اپنی اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے توقف فرمایا ہے  
اور جناب شیخ بہاؤ الدین رحمہ کے نزدیک قول شیخ اقوی ہے اور  
دلیل وجوب محل بحث ہے لیکن دور نہیں کہ قول اول اوسے ہو  
اور بحث مذکور مخدوش اور تفصیل اس اجمال کی کتب کلامیہ سے  
دریافت کرنا چاہیے **ثُمَّ قَالَ إِنَّ السَّنَةَ لَكُنْ تَوْبَةٍ تَأْتِي قَبْلَ مَوْتِهِ**  
**يَسْتَهْرِ قَبْلَ اللَّهِ تَوْبَةً** پھر حضرت نے فرمایا کہ سال بہر تو بہت ہے اگر  
ایک مہینہ پیش از مرگ ہی توبہ کرے تو خدا قبول کرے گا توبہ اوسکی **ثُمَّ**  
**قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ لَكُنْ تَوْبَةً تَأْتِي قَبْلَ مَوْتِهِ جُمُعَةً قَبْلَ اللَّهِ تَوْبَةً**  
پھر فرمایا کہ ایک مہینہ ہی بہت ہے جو ایک ہفتہ پہلے مرنے سے توبہ  
کرے تو بھی خدا اوسکی توبہ قبول کرے گا **ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْجُمُعَةَ لَكُنْ تَوْبَةً**  
**مَنْ تَأْتِي قَبْلَ مَوْتِهِ يَوْمَ قَبْلَ اللَّهِ تَوْبَةً** پھر فرمایا کہ جمعہ لینے ایک ہفتہ  
ہی بہت ہے جو ایک دن مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی ہی توبہ  
خدا قبول کرتا ہے **ثُمَّ قَالَ إِنَّ يَوْمًا لَكُنْ تَوْبَةً تَأْتِي قَبْلَ أَنْ يُعَايِنَ**  
**قَبْلَ اللَّهِ تَوْبَةً** پھر فرمایا کہ ایک دن ہی بہت ہے جو شخص کہ توبہ کرے  
قبل معائنہ اور مشاہدہ کے تو بھی توبہ اوسکی قبول درگاہ باری ہوگی  
اور مراد مشاہدہ سے دیکھنا ملک الموت کا ہے جیسا کہ ابن عباس  
منقول ہے اور ایک احتمال ہے کہ مراد معائنہ سے یہ ہو کہ یقین  
ہو جائے اوسے موت کا اور زندگی سے ایسی قطع امید ہو کہ گویا

موت کو بخیر خود دیکھ رہا ہے یا یہ کہ مراد مشاہدہ درجہ اثر و ہی ہے  
 چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہے  
 يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يُعْلَمَ أَيْنَ مَجِيئِهِ وَحَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ  
 مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ یعنی تم میں سے کوئی شخص دنیا سے نکلے گا اور  
 وہ نجانے کہ کدھر کو ہے بازگشت اوسکی اور تا وقتیکہ نہ کہنے دلت سنگ  
 اپنی بہشت یا دوزخ سے یا یہ کہ مراد مشاہدہ سے مشاہدہ حضرت رات  
 بنامہ جناب ولایت مآب ہوا سلیے کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے  
 کہ یہ بزرگوار ہر شخص کے پاس جان کنڈنی کے وقت آتے ہیں اور اپنے  
 اوسکا انجام کار بتا دیتے ہیں کہ سعادت ہے یا شقاوت اور درجہ اثر  
 اوسکا اوسے دکھا دیتے ہیں چنانچہ کتاب کافی میں ابو بصیر نے  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اِذَا حِيلَ بَيْنَكَ  
 وَبَيْنَ الْكَلَامِ آتَاكَ رَسُولُ اللَّهِ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ عَنْ  
 يَمِينِهِ وَالْأُخْرَى عَنْ شِمَالِهِ فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَمَا مَا كُنْتَ تَحْجُوا  
 فَيَقُولُ أَمَا مَا كُنْتَ تَحْجُوا فَقَدْ آمَنْتَ مِنْهُ ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُ بَابَ  
 الْجَنَّةِ فَيَقُولُ هَذَا أَمْرُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ سَرَدْنَاكَ  
 إِلَى الدُّنْيَا وَلَكَ فِيهَا ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ فَيَقُولُ لَا حَاجَةَ لِي فِي الدُّنْيَا  
 الْحَدِيثِ جبکہ حائل ہو جاتے ہے موت مختصر اور اوسکے کلام میں  
 تو تشریف فرما ہوتے ہیں اوسکے پاس جناب رسالت مآب اور جسے  
 خدا چاہتا ہے یعنی جناب امیر اور اجمال بوجہ تفسیر ہے جیسا کہ  
 شرح اربعین میں ہے یا سلیے کہ شامل اور ائمہ کو بھی ہو جیسا کہ

محتمل ہے پس یقیناً بن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس  
 نہ اپنی طرف اور دوسرے گوارہ بانیوں طرف پس جناب رسالت مآب  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اوس سے کہ جس کا تواضع و احترام تھا  
 آگاہ ہو کہ وہ پیش نظر ہے۔ اور جس سے تواضع و احترام نہ تھا پس  
 بے شہد و ادب سے نہ شکر کیا گیا۔ اور اس کے واسطے ایک درجہ بہشت کی  
 طرف کوٹھے فرمائیں گے کہ یہ منزل تیری جنت میں ہے پھر اگر اس کے کوٹھے  
 کے بعد ہر قسم دنیا کی طرف رغبت ہو تو ہم تجھے وہاں رہا پس صحیح اور  
 سونا پاتا ہے۔ پھر یہ کہ جس نے گاہے گاہے بچہ و بچہ دنیا کی جانب  
 نہیں دیا۔ اعظم کہتا ہے کہ کوئی شخص نہیں تو بہتے فی الفور جواب  
 دینے میں اس لیے کہ گناہ اور عیثرت و مغرورین جیسا کہ رہا بدن کے لیے  
 شہر ہوتا ہے اور جیسا کہ زہر کھانے والے پر جلد استغفار کرنا چاہیے  
 تدارک صحت میں اوس بدن میں جو مشرف بہلاکت ہے اس سیطرہ  
 گناہگار پر بجاست تمام گناہوں سے باز آنا اور توبہ کرنا واجب و لازم  
 ہے تدارک میں اوس کے دین کے جو مستعد تغیر و ضعف و اضمحلال  
 ہے اور جسے کہ عجلت توبہ کی طرف نہ کی اور اسے ٹالنا چلا گیا ایک  
 وقت سے دوسرے وقت تک پس دو بڑے خطرون میں وہ یا بکل  
 ہے کہ اگر اوس سے ایک سے چند نکار ہے تو دوسرا اوس کی جان کی چھوٹتا ہے  
 ایک تہلکہ یہ ہے کہ دفعۃً موت گلو گیر ہو جائے پس نہ متنبہ ہو رہا ہو  
 خواب غفلت سے نہ چونک پڑے مگر اوس حال میں کہ جب موت  
 اوس کے سر پر آگئی ہو اور وقت تدارک سے ہاتھ نہ ہو رہے اور اللہ

لکھنا بالکل سرد ہو جائیں اور وہی وقت آگے کہ جبکا اشارہ خود  
 کیا ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ اور موت سچ میں  
 سکی خواہشوں کے اکثری ہو اور یہ کیفیت بہم پہنچی کہ وہ  
 واور ایک دن بلکہ ایک ساعت کی بھی محنت نہ ملے جیسا کہ  
 قُلْ قَبْلَ اَنْ يَّاتِيَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ فَيَقُولُ وَبِئْسَ  
 قَبْرٌ قَبْلَ اِسْكَهٖ کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے پس  
 بن نہ دیر کی تو نے میری موت میں تہوڑی ہی سی  
 بیعتوں کے تحریر فرمایا ہے کہ جان کنڈنی کے وقت جب  
 سب سے پہلے کہا جاتا ہے تھیں تو آدمی کہتا ہے اسے ملک الموت ایک  
 ہی دن کی بھر محنت دے کہ میں کچھ تو خدا سے توبہ و استغفار کر لوں اور  
 نیکیوں کا زور راہ لراہ لیلوں پس وہ کہینگے کہ سب دن تیرے زندگی کو  
 فنا ہو گئے ہیں وہ کہے گا اچھا گھڑی ہی بھر کی محنت ملے پس وہ کہیں گے  
 کہ گھڑیاں ہی تیری محنت تمام ہوئیں پس اس وقت بند ہو جائے گا در توبہ  
 اور کراہی جائے گا اور اسے اور اسکی روح جہنم میں جھونک دیا جائیگی اور غصہ  
 یوں اور حسرت خدا سے بربادی عمر کی اسے گلا گھونٹ گھونٹ کر اونا کرنا  
 چڑگی اور ایسے صدموں میں معاذ اللہ اصل ایمان ہی تشریف لیجاتا ہے  
 اور دوسرا تنگ ہے کہ تاریکی گناہوں کی تہ بہ دل پہ او سکے  
 جتنی جانے پہیماناک کہ رنگ رنگ بہم پہنچائے اور پھر کسی عقلی گمراہ کے  
 اہتمام سے غفافی پر نہ آئے اسلئے کہ گناہ سے دل پر اس طرح کی تاریکی چھا  
 جاتی ہے جیسے ہاں سے آئینہ پر کہ ورت آجاتی ہے اور جب تہ بہ میل

جاتی ہے تو آخر میں رنگ جم جاتا ہے کینہ کی طرح اور پھر جب رنگ بھی  
 دیر پا ہو جاتا ہے تو جرم آئینہ میں او تر جاتا ہے اور کبھی صاف نہیں ہو  
 سکتا کہ نہ را کہ مورچانہ بخورد نہ تو ان بردار و بصیرت رنگ اور  
 ہی دل کو قلب معکوس اور قلب سیاہ کہتے ہیں چنانچہ محمد یعقوب کلیبی نے  
 کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے  
 أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبِي يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ أَفْسَدَ لِلْقَلْبِ مِنَ الْخَطِيئَةِ إِلَّا  
 الْقَلْبَ لِيَوَاقِعَ الْخَطِيئَةَ فَلَا تَزَالُ بِهِ حَتَّى تَغْلِبَ عَلَيْهِ فِي صِدْقِهِ  
 أَحَادِيثُ اسْفَلِهِ اَوْس جناب نے فرمایا کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے  
 تھے کہ گناہ سے زیادہ کوئی چیز دل کو خراب نہیں کرتی بیشبہ دل اور  
 گناہ میں لڑائی ہو اگر تھی ہے یہاں تک کہ جب گناہ غالب آجاتا ہے  
 تو دل کو اولٹ پلٹ کر دیتا ہے اور پروار کو بچے اور بچے وار کو اوپر  
 اور اسی کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے  
 مَا مِنْ عَبْدٍ إِلَّا وَفِي قَلْبِهِ نَلَّةٌ بَيَضَاءٌ فَإِذَا ذُنُوبٌ دُنِيَ خَرَجَتْ فِيهِ  
 النُّلَّةُ نَلَّةً سُودَاءُ فَإِنْ تَابَ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّودُ وَإِنْ تَمَادَى  
 فِي الذُّنُوبِ زَادَ ذَلِكَ السُّودُ حَتَّى يُعْظِيَ الْبَيَاضَ فَإِذَا عَظِيَ  
 لَمْ يَرْجِعْ صَاحِبُهُ إِلَى خَيْرٍ أَبَدًا وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بَلْ دَانَ  
 عَلَى نَفْسِهِمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ یعنی اوس جناب نے فرمایا  
 کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اوسکے قلب میں ایک سفید نورانی نکتہ نہ ہو  
 وہ گناہ کرتے ہیں تو اوس سفید نکتہ میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے  
 پس اگر توبہ کی تو وہ سیاہی زائل ہو جاتی ہے اور اگر گناہوں میں بہنسا

تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے اور بے سفیدی پوشیدہ ہو جاتی ہے تو پھر ایسے دل کا آدمی کہ بھی نیکی کی طرف رجوع نہیں کرتا اور یہی مطلب ہے قول شباب باری کا کَلَّا بَلْ دَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كُنَّا نُوَآئِيْكَ سِبْخُوْنَ بِرَحْمٰتِيْكَ وَبَشِكْ زَنَاجِیْكَ اَلَا یَا اُوْنٰكے دلوں پر اُوْنكے کاموں سے پس یہ فرما معصوم کا کہ کبھی وہ نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا صاف دلالت کرتا ہے اس پر کہ ایسا آدمی کتنا ہونے سے باز نہیں آتا اور کبھی توبہ نہیں کرتا اور اتفاقاً اگر ذکر توبہ واستغفار اوسکی زبان پر آ جاتا ہے تو یہ زبان فی جمع خرج ہوتا ہے نہ دل سے پھر وہ بے اثر ہوتا ہے جیسا کہ دہوئی کا فقط یہ کہ دنیا کہ میں کپڑے دہوا یا کپڑوں کو میل کچل سے صاف نہیں کرتا اور ایسے ہی آدمی کا یہ انجام ہوتا ہے کہ او امر و نواہی الٰہی سے وہ لاپرواہی ہو جاتا ہے اور دین و دنیا سے سہل انکاری کرنے لگتا ہے اور حکم خدا کی وقعت اوسکے دل میں باقی نہیں رہتی اور قبول کرنے سے اُوْنكے اُوْنكی طبیعت نفرت کھا جاتی ہے اور اعتقاد میں اوسکے خلل آ جاتا ہے اور ایمان سلب ہو جاتا ہے اور غیر ملت و مذہب پر اوسے موت آتی ہے اور اوسکا خاتمہ بخیر نہیں ہوتا خدا بچائے شمر نفس اور بدکاری و بدکرداری سے یا دواشت توبہ اتنا ضرور ہے کہ اسکا غم بالجرم ہو کہ تمام عمر یہ کبھی ایسی حرکت نہ کر دے گا مگر اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہی شرط ہے یا نہیں کہ صدور گناہ اوس سے ممکن ہو مثلاً کہ سینے زنا کیا اور بعد اُسکے وہ نامرد یا خواجہ سرا ہو گیا اور نزدیکی زن پر قادر ہی نہ رہا اور اوسے توبہ کی اور یہ ارادہ کیا کہ میں اگر



قادر رہی ہونگا عورت پر بطور فرض محال کے توہی کہی اوس سے زنا  
 نہ کروں گا پس ایسی توبہ قبول ہوگی یا نہیں اکثر کا قول یہی ہے کہ یہ توبہ  
 صحیح ہے بلکہ مشکوٰۃ نے اجماع سلف اس پر نقل فرمایا ہے اور نہایت  
 توبہ بطریق اولیٰ قبول ہوگی اوس شخص کی کہ جو ایسے مرض میں توبہ کرے  
 کہ حسین گمان غالب ہلاکت کا ہو گیا ہو البتہ جب موت نہ رہی ہو اکثر ہی  
 اور یقین مرگ ہو جائے تو یہ کس طرح توبہ قبول نہیں چنانچہ قرآن مجید  
 میں ہے وَلَیْسَتْ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ  
 اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تَبْتُ اَلَا اَنْ وَ لَا الَّذِیْنَ یَمُوتُوْنَ وَهُمْ  
 کَفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا نہیں ہے توبہ اون لوگوں  
 کی جو برے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب اون میں سے کسی کی موت سر پر  
 آگڑی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب تو میں توبہ پر موجود ہوں اور نہ اپنا  
 لوگوں کے لیے ہے کہ جو حالت کفر میں مر جاتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جن  
 لیے جہنم مہیا کیا ہے رنج دینے والا عذاب اور عذاب صحیح میں جناب  
 رسالت مآب سے ہے اِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یَغْزِ غَزْوً وَّ یُؤَدِّ  
 کَرِیْمٌ قبول کر لیتا ہے اپنے بندے کی توبہ جب تک کہ وہ غزوہ نہ کرے غزوہ  
 کے معنی حلق میں ترچہ کر کے گردش دینے کے ہیں اور یمان پر مراد اوس  
 گردش روح حلق میں اور محمد ثنیں شیخ نے اکثر سے معتبر روایتیں رقم فرمائی  
 ہیں اس بیان میں کہ جب بطور علامات مرگ ہو جائیں اور ہول و وحشت  
 مرگ طاری ہو اور موت آجائے تو توبہ مقبول نہیں اور سبب اس کا یہ  
 ہے کہ ایسے وقت میں ایمان برہانی نہیں رہتا بلکہ عیانی ہو جاتا ہے



اور امتحان کا وقت ہاتھ سے جانا رہتا ہے اور اس شے سے لکھیں  
 آخرت میں بھی ساقط ہے اس لیے کہ معارف حقہ جلی اور روشن ہو جائے  
 ہیں بعض مفسرون نے فرمایا ہے کہ ایک خدا کا لطف بندوں کے مال  
 پر یہ ہے کہ اوستے حکم کیا ہے ایک الموت کو کہ وہ قبض روح کرین یا پوز  
 نے انگوٹھوں سے اور بتدریج آگے بڑھتے جائیں یہاں تک کہ سینہ تک  
 پہنچیں اور بعد اوسکے حلق تک تاکہ وہ اتنی مہلت میں اپنے دل سے  
 خدا کی طرف لو لگا سکے اور وصیت و توبہ کر سکے قبل معائنہ کے اور  
 روح اوسکی اوسکے بدن سے اوس حال میں نکل سکے کہ جب ذکر خیر  
 اوسکی زبان پر ہو اور اس باعث سے امید پڑے اوسکے خاتمہ بالآخر ہو  
 کی خدا سبکہ نصیب کرے ہدایت پوشیدہ نہ ہے کہ توبہ نصوح کا  
 قرآن شریف میں حکم آیا ہے چنانچہ سورہ تحریم میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ كَوْبَةً نَّصُوحًا اِی مؤمنو توبہ نصوحاً کرو درگاہ  
 باری میں اور مفسرون نے توبہ نصوح کے معنی لکھے ہیں ایک یہ  
 کہ وہ توبہ نصیحت کرنے والی ہے یعنی ایسے نیک آثار اور ثمرہ اوستے ظاہر  
 ہوتے ہیں کہ وہ لوگوں کو نصیحت و ہدایت کرتے ہیں توبہ کرنے کی طرف  
 یا وہ توبہ ہدایت کرتی ہے تائب کو یعنی گناہوں سے اوسے باز کرتی ہے  
 ہمیشہ کے لیے چنانچہ کتاب کافی میں منقول ہے کہ ابو صلیح کنانی نے  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی قول خدا یا اَیُّهَا  
 الَّذِينَ آمَنُوا الْاٰیة سے تو حضرت نے فرمایا کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ توبہ  
 کرے آدمی گناہوں سے پس کہی نہ عود کرے اونکی طرف دوسرے

یہ کہ انصوح کے معنی خالص کے ہیں پس جو توبہ خالص توجہ اور ہوا تو وہ  
 انصوح ہے پس توبہ میں ترک گناہ کا عمدہ محض رضای خدا کے لیے ہو اور  
 گناہوں کی بدی کی وجہ سے نہ کیا کہ اس میں نہ تائبی و نہ توبہ کا بھی نہ آنے  
 پائے تفسیر کے یہ کہ انصوح کو نصاحت سے مشتق لین یعنی خیانت  
 اور سینا باین معنی کہ وہ توبہ سے دھرتے ہیں اعتقاد و مذہب جیسا کہ گناہ  
 نے اسے پارہ پارہ کیا تھا اور اس کے دین میں بخیہ کر دیتی ہے یا تائب  
 کا پیوند لگا دیتی ہے نیکوئی میں چوتھے یہ کہ انصوح در حقیقت تائب  
 کی صفت ہے اور نسبت اس کی خود توبہ کی طرف مجازی ہے  
 اور مقصود یہ ہے کہ ویسی توبہ نہ ہو کہ تائب ہے کہ جو اپنے نفس کو بھینچ  
 کرے اس بات کی کہ بہت اچھی طرح ہر اس سے بجا لائیں یہاں تک کہ وہ  
 دل سے بالکل گناہوں کا اثر دھو ڈالے باین طور کہ حسرت کے مارے  
 دل پہلا دے اور گناہوں کی تاریکی کو نیکوں کے نور سے بالکل محو  
 کر دے چنانچہ شیخ علی طبرسی نے اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر  
 روایت کی ہے اِنَّ التَّوْبَةَ كَجَمْعٍ مِّنْ شَيْءٍ يُّورَى تَوْبَةً حَبِيبَةً  
 ہے کہ جب چہرہ یا تین ظاہر ہوں عَلٰی الْمَاضِي مِنَ الذُّلُوْبِ التَّائِمَةُ  
 اگلے گناہوں پر توبہ امت ہو وَلِلْفَرَاغِ الْاِعَادَةُ اور فراموشی خدا کا  
 اعادہ ہو وَدَرْجَةُ الْمَطَالِ لِمَنْ يَنْتَقِلُ نَاسٍ وَّاسٍ وَّاسٍ وَلَا يَسْتَحْدِلُ  
 الْخُصُوفَ اور دشمنوں سے حق حلال اور مباح کرے وَاَنْ تَعْرِوْاَنْ  
 لَا تَعُوْدَ اور عزم بالخرم کرے کہ ہر ایسا کام نہ کروں گا وَاَنْ تَنْبِیْ  
 لَنَفْسِكَ بِمَا كُنْتَ تَعْمَلُ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ فِي الْمَعْصِيَةِ اور پکھلانا نفس کا



پس گملا دے او سے رنج و غم سے یہاں تک کہ پوست و استخوان رہ جائے  
اور از سر نو نیا گوشت حلال سے پیدا ہو اَلْكَاسِ اَنْ تَذِيْقَ الْحُسُو كَلَمْ  
الطَّاخَةِ كَمَا اَذَقْتَهُ حَلَاوَةَ الْمَعْصِيَةِ حُطِّىْ بِهٖ كَهْجَمًا لِّبَدَنِ كُوْبُخٍ  
عبادت جیسے چکھائی تھی او سے حلاوت معصیت اور بعض بزرگانِ دین  
نے تحریر فرمائی ہے کہ جس آئینہ پر بہا پون سے کثافت جگمگی ہو جیسا کہ اسکا  
صفائی کے لئے فقط بہاب اور سانس روک لینا کافی نہیں بلکہ صیقل کرنا  
ضرور ہے اوس طرح قلب کو جو گناہوں سے تاریکی حاصل ہوئی ہے اوس  
لئے فقط ترک گناہ کافی نہیں بلکہ ضروری محو کرنا اوس تاریکی کا نور عملِ نیک  
سے اسلئے کہ جس طرح قلب میں ہر ایک گناہ سے تاریکی حاصل ہوتی ہے  
اوس طرح ہر ایک عبادت سے نور پیدا ہوتا ہے اور زائل کرنا ہر معصیت  
کی تاریکی کا اوسیکے مقابل کے نور عبادت سے اولے ہے باین طور کہ تا جب  
مفصل اپنے گناہوں پر نظر کرے اور ہر گناہ کے بدلے اوسقدر اوسکے  
مقابل نیکی کرے پس جسے فضول باتیں مثل غنا وغیرہ کے سنی ہوں وہ ایسا  
قرآن و حدیث و مسائل دین سنے اور اگر حالتِ حدیث میں قرآن مجید چھو  
ہو تو اوسقدر اوسکا اغراز و احترام و تلاوت کرے اور با وضو او سے  
چومے اور جسے جنابت سے مسجد میں کثرت و توقف کیا ہو وہ اوسی کثرت  
سے اعتکاف و عبادت اوسکے گوشوں میں کرے اور علیٰ ہذا القیاس  
اور اسی طرح حقوقِ ناس میں کرے پس جبکا مال اسکے ذمہ ہے وہ او سے  
پونچا دے یا مباح کر لے اور جسے ایذا دی ہو او سپر احسان کرے  
جبکا مال غصب کیا ہو او سپر مال حلال سے اپنے صدقہ دے اور جسکی

غیبت کی ہو مومنین میں سے اوسکی توفیق کرنا پڑے اور اوصاف حمیدہ  
 اوسکے ظاہر کرے اور اسے سیرت ہر گناہ کا تدارک اوسکے خلاف سے کرو  
 جیسا کہ حکیم علاج بالشفہ کرتا ہے نہایت کاربردت سے اور رطوبت  
 کا بیوست اسے اور بالفسار شاد و علامہ مین مشہور ہے کہ غسل  
 توبہ مستحب ہے خواہ وہ توبہ کثرت ہو یا فسق و فجور سے اور دلیل پہلی  
 و دوسری وہ روایت ہے کہ حسین بن ابی رسلان ماسک سے منقول  
 ہے کہ ابونامہ حنفی و قیس بن عاصم سلمان ہوئے تو حضرت نے انہیں  
 غسل کا حکم دیا اور دوسرے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت امام  
 جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اَنْ رَجُلًا جَاءَ اِلَيْهِ فَقَالَ  
 لَهُ اَنْتَ لِي حَبِيبٌ اَنَا وَلَهُمْ حَوَادِثُ يَتَغَيَّبُونَ وَيَضْرِبُونَ بِالْعُودِ فَرَبَّمَا دَخَلْتَ  
 الْحُجَّجَ فَأُطِيلُ الْجُلُوسَ اسْتَمَاعًا لِهَيْئَةٍ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ وَابْنُ  
 مَاهٍ شَيْءٌ اَيْتَهُ بِرَجُلٍ اِنَّمَا هُوَ سَمَاعٌ اسْمَعَهُ يَادُنِّي فَقَالَ اَصْبَاهُ  
 تَاللَّهِ اَنْتَ اَمَّا اسْمَعْتَ اللّٰهَ يَقُولُ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ  
 اُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا فَقَالَ الرَّجُلُ كَاْنِي لَمْ اَسْمَعْ هَذَا لَئِنْ  
 مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَرَسَةٍ وَلَا عَجَبِي لَا جرمَ اَنْيَ قَدْ تَوَلَّيْتُهَا  
 وَاِنِّي اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فَقَالَ الصَّادِقُ ثُمَّ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّ مَكَ  
 بَدَا لَكَ فَقَدْ كُنْتَ مُقِيمًا عَلَى اَمْرٍ عَظِيمٍ مَا كَانَ اسْوَعًا لَكَ لَوْ مَتَّ  
 عَلَى ذَلِكَ اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاسْأَلُ التَّوْبَةَ مِنْ كُلِّ مَا يَكْرَهُ فَاَنْتَ لَا يَكْرَهُ  
 اِلَّا الْقَبِيْهَ وَالْقَبِيْهَ دَعَاهُ لَا هُدًى فَاِنْ لِكُلِّ اَهْلٍ اَكْبَرُ شَخْصٍ  
 اَوْ نَحْوِ عَدَمٍ بَابِ رُتْبَةٍ مِنْ اَيَّاهُ اَوْ سَنَةِ عَرْضٍ كِي كِهْم لَوْ كِي

ہمسایہ میں رہتے ہیں اور اونکی لونڈیاں گاتی بجاتی ہیں اور اکثر میں  
 بیت المقدس میں جا کے اونکا گانا سننے کو دیر تک بیٹھا رہنا ہوں پس  
 حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا اوسنے کہا کہ کچھ میں سننے کو  
 اپنے پاؤں سے تو جاتا نہیں وہ آواز خود ہی میرے کان میں آتی ہے  
 اسی میں کیا کہوں حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا  
 ہے بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال کیا جائیگا کہ  
 میں نے اوسکے ایسے بندہ کے آوس شخص نے عرض کی کہ میں ایسا اجنبی تھا  
 کہ گویا میں نہایت قرآن کی کسی عرب اور عجم سے نہیں سنی پس لا جرم مجھے اسکا  
 ترک ہی کرنا پڑا اور میں توبہ اور استغفار کرتا ہوں پس حضرت نے  
 فرمایا کہ اوٹھ اور نماز پڑھ جب قدر دل تیرا چاہے کہ تجھے ایسا  
 امر عظیم پرستی کیا برا حال ہوتا تیرا اگر تو اسی حال پر رہتا تو توبہ اور استغفار  
 کہ خدا سے ہر اوس گناہ سے کہ جسے وہ مکروہ رکھتا ہے اسلئے کہ وہ  
 کہ امت نہیں رکھتا مگر بد بات سے اور بدی بدوں کو مبارک رہے  
 کہ وہی اوسکے قابل ہیں اور ہر چند یہ خبر مرسل ہے مگر استجابات وغیرہ  
 میں ایسی حدیثیں معمول بہ ہیں اور جیسا کہ اس حدیث سے استجاب غسل  
 توبہ مستفاد ہوا اسی طرح سے نماز پڑھنا بعد غسل لیکن اکثر علما نے فقط  
 استجاب غسل ہی بیان فرمایا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ہر توبہ کے  
 لئے غسل ہے خواہ توبہ گناہ صغیرہ سے ہو یا گناہ کبیرہ سے اور شیخ  
 مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ غسل مخصوص اوست توبہ سے ہے کہ جو  
 کبار سے ہوا اور محقق ثانی نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث مذکور

اسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور توضیح اوسکی یہ ہے کہ مفاد حدیث فقط یہی ہے کہ اوس شخص نے غنا سے توبہ کی تھی حالانکہ غنا گناہ کبیرہ نہیں لیکن بہرہی امام نے اوسے حکم غسل دیا اور جناب شیخ بہار الدین علیہ الرحمہ نے اوسین یہ بحث فرمائی ہے کہ یہ اعتراض جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ پر وارد ہی نہیں ہوتا اسلئے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص اصرار رکھتا تھا گناہ سے پر اور بکثرت مرتکب اسکا ہوتا تھا جیسا کہ خود اعتراف کیا کہ سُبَّانَا دَخَلْتُ الْخُرُوجَ کَلِّمَ اور معنی میں ہے کہ رُبُّ الْکَثْرِ کَثْرَتِ کَلِّمَ کے لئے آیا ہے بلکہ یہی اوسکے معنی حقیقی ہیں اور معنی تَقْلِيلُ قَلِيلِ الاستعمال اور گویا کہ معنی مجازی محتاج قرینہ ہیں پس خلاصہ یہ ہوا کہ میں اکثر پچھلے میں جا کے تابدیر اونکی آواز سنا کرتا تھا اور شہید علیہ الرحمہ کے بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اصرار کی یہ بھی صورت ہے کہ بکثرت گناہ صغیرہ بدوین توبہ واقع کرے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا یہی گناہ کبیرہ میں داخل ہے اور فرمودہ امام کہ تو مرتکب عظیم تھا اگر اسی حال پر جاتا تو کیا برا انجام ہوتا تیرا تا یہ صریح کرتا ہے اس مضمون کی عکاسی وہ یہ کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ کل گناہ کبیرہ ہیں اسلئے کہ نافرمانی خدا سب میں مشترک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اپنے پرے کام کی طرف نظر نہ بان اوسکی بزرگی پر نظر نہ دے رہ کہ جسکی تو نافرمانی کرتا ہے پس واقع میں سب گناہ کبیرہ ہیں البتہ بہ نسبت ایک دوسرے کے صغیرہ و کبیرہ کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً تَقْلِيلُ زَكَاةٍ صغیرہ ہی ہے بہ نسبت مِیَا سُرْتِ اور کبیرہ بہ نسبت بد نظریہ



اور بعد غور یہ بھی ظاہر ہے کہ اوس شخص سے تین قسم کا گناہ صادر ہوتا تھا ایک اجنبی عورتوں کی آواز سننا دوسرے عود کی آواز  
 تیسرے غنا کا سننا پس بوجہ اجتماع ان گناہوں کے وہ کبیرہ گھرا  
 بلکہ خود غنا و عورتوں کا سننا یہ خود کبیرہ ہے بضیمہ اونکی آواز سننے  
 کے اور اسی تحقیق پر اعتراض ہی دفع ہوا جو شہید علیہ الرحمہ نے اودن  
 لوگوں پر کیا ہے جو اوس توبہ کو جس میں غسل مستحب ہے مخصوص اوسی گناہ  
 سے کرتے ہیں کہ جو بموجب کفر یا فسق ہو یا بن طور کہ مقتضی اس قول کا یہ  
 ہے کہ جو گناہ صغیرہ یا ذوقناور صادر ہو جائے کسی سے کہ جو ثمر عا بموجب  
 فسق و فحل عدالت نہیں تو چاہیے کہ غسل کی حاجت نہو اوسے توبہ کرنے  
 میں حالانکہ حدیث مذکور اوسکے خلاف دلالت کرتی ہے اور وجہ دفع  
 ظاہر ہے کہ فعل مذکور بوجہ مذکورہ کبیرہ تھا نہ صغیرہ کہ حکم اوسکا صغیراً  
 تک سرایت کرے علاوہ یہ کہ بنا تحقیق مذکور صغائر بھی بعض وجوہ سے  
 کیا پڑھیں واعظ کہتا ہے کہ شرح وحیزہ میں یہ بھی یہ تحقیق  
 کی ہے کہ حقیقت شرعیہ صغیرہ و کبیرہ کی ثابت نہیں بقریہ اختلاف  
 احادیث تفسیر صغیرہ و کبیرہ میں پس احوط بلکہ اظہر یہ ہے کہ جس گناہ میں  
 شرعی یا عقلی یا عرفی عظمت ہو اوسے کبیرہ سمجھیں مثل شرک یا سرقہ کرنی  
 اوس مال کے کہ جسکا مالک جان بلب گر سنگی سے ہو یا دخول زن مرد  
 اور مود اسکی تعدید شدید جناب رسالت مآب ہے بملول تائب پر  
 اور یہ فرمانا کہ ہٹ جا میرے پاس سے اسی فاسق کہ عین تیری آگ  
 میں نہ جل جاؤں اور بنا پر اس تحقیق کے بھی کوئی شبہ نہیں کہ غسل اوست



شخص کا گناہ بئیرہ تھا قطع نظر اس کے استداد و استمرار کے جیسا کہ  
 اس فقرہ سے حدیث کے ظاہر ہے کہ لَقَدْ كُنْتَ مُقِيمًا عَلٰی اَمْرٍ عَظِيمٍ  
 الْفَقْرَ یعنی تو گناہ عظیم پر مقیم و مصرتھا پس عظمت نفس گناہ ثابت  
 قطع نظر اقامت و استوار کی گئی اس گناہ پر قافلو قہر  
 مہم ہے جو گناہ مستلزم کسی ایسے اور کو نہ ہو کہ جس کا بجا لانا شرعاً  
 ضرور ہو تو فقط او سپہ نادم ہی ہونا اور یہ غم با برہم کرنا کہ پھر بھی  
 ایسی حرکت نہ کروں گا کافی ہے اس کی توبہ میں اور سوائے اس کے  
 اور کوئی بات ناممکن پر واجب نہیں بلکہ لباس حریر پہننے کے اور اگر  
 گناہ موقوف کسی اور پر حقوق خدا یا حقوق الناس سے ہو متعلق  
 مال ہو یا منہور باوجود توبہ اس کا بھی بجا لانا واجب ہے اور بسا  
 اوقات مکلف کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اس کام کو کرے اور  
 چاہے تو فقط اس ہی گناہ سے توبہ کرے کہ جو اس امر پر موقوف ہے  
 اور مثال حق مالی خدا آزاد کرنا بندہ کا ہے کفارے میں کہ فقط گناہ  
 سے توبہ کافی نہیں تا وقتیکہ بندہ آزاد نہ کرے باوجود قدرت و استطاعت  
 کے اور غیر مالی حق حق تعالیٰ کے دو قسمین ہیں اگر وہ حدود و تعزیرات  
 میں تعین توبہ وجود امکان بجا لانا و لکال لازم ہے مثلاً قضای نماز  
 پر روزہ کفارہ کے اور اگر حدود و تعزیرات میں ہو تو مکلف کو اختیار  
 ہے چاہے حاکم شہر پر اس سے ظاہر کر دے تاکہ اس پر حد جاری کر دے  
 اور چاہے اس سے پوشیدہ رکھے حاکم شرع سے اور درمیان خود  
 و خدا اس سے توبہ کر لے اور اس صورت میں اس پر حد نہ جاری کی جائے

اگر توبہ کرے قبل دوران مقدمہ کے اور قبل ثبوت جرم کے بذریعہ  
گوواہوں کے بشرطیکہ توبہ اوسکی قبل واروگیر ثبوت شرعی کو پہنچے  
حاکم شرع کے نزدیک اور اگر ہندون کا حق مالی ہو تو اوسے سے  
الامکان اپنے تمین بری الذمہ کر لینا چاہیے ہر شخص مال اوسے  
پہنچا دے یا اوسکے وارثوں کو اگرچہ بیخبر امام کے اور کوئی وارث  
یسی ونسی موجود نہو یا ایسے ثقہ اجنبی کو کہ جو اپنے ذمہ پر لیے حق  
رسانی کو اور اگر اتفاقاً قیام قیامت تک وہ حق اسکے ذمہ پر رہا  
تو علمائین اختلاف ہے کہ پھر روز قیامت کون اوسکا مستحق ہوگا۔  
ایک یہہ احتمال ہے کہ اصل صاحب مال کو وہ مال ملے دوسرے  
یہ کہ اوسکے وارث اخیر کو تیسرے یہ کہ وہ مال خدا ہے اول اول  
واصح ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مانور ہے  
اور از بسکہ یہ مسئلہ متعلق دار تکلیف سے نہیں تو فرید بحث سمین و قبول  
ہے اور اگر غیر مال کے متعلق ہے پس اگر کسی کو گمراہ کیا ہے تو اوسکو  
ہدایت کرنا واجب ہے اور اگر از قسم قصاص ہے تو جو شخص اوسکا  
مستحق ہو اوسے اوس سے مطلع کرے اور برضا و رغبت قادر کر دے  
اوسے بدلہ لینے پر مثلاً کہے کہ میں ہی نے تو تیرے باپ کو قتل کیا پس  
تجھے اختیار ہے چاہ مجھے معاف کر اور اگر از قبیل لغزیر ہو مثل قذف  
کے پس اگر صاحب حق واقف صدور قذف سے ہو تو اوسے قذف  
دینا چاہیے لغزیر دینے پر اور اگر وہ ناواقف ہو تو اوسے واقف کرنا چاہیے  
یا نہیں سمین و احتمال ہیں ایک اوسے مطلع کر کر اوس سے عفو جرم یا تعذیر چاہیے

اسلئے کہ اسکے ذمہ پر ایک آدمی کا حق ہی پس بلا اجازت اسکے اوس بڑی الدنیم  
نہو گا و سہم کہہ کہ اوس واقف نہ کری اسلئے کہ یہ مسئلہ اوسکی ایذا رسائی پر ہوا تو  
بغض و عناد ہو اور غصبت میں ہی بعینہ یہی پر جاری ہوتی ہو اور محقق طوسی اور علامہ  
علیہ الرحمہ فرمائی ہو کہ از خود اعلام و اظہار کہہ ضرور نہیں اور پوچھنا کہ  
کہ قضا و نماز روزہ و ادا حقوق مالی و غیر مالی خالق و خلق کو کہ پر اسہ اور فی نفسہ اور  
سرخود واجب ہیں مگر کہہ توبہ میں شرط نہیں کہ اگر توبہ قبول ہی نہ وہاں البتہ باعث  
تکمیل استحقاق توبہ ہیں اور لیکن توبہ بمقتضیہ اور موقتہ اور مجملہ پس اوسکی صحت میں  
ہو اور نہ صحیح صحیح لیکن کہ توبہ بمقتضیہ صحیح ہر معنی فقط بعض گناہوں سے توبہ کرنا نہ سب گناہوں  
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام فاسق قبول نہ ہوتا حالانکہ نو مسلم کا اسلام قبول ہو جاتا ہو اگرچہ  
فسق منہور میں مبتلا ہو اور لیکن توبہ موقتہ یعنی زمانہ خاص میں توبہ کرنا مثلاً سال سہری توبہ کری  
نہ ہمیشہ کے لیے پس اسکی صحت میں علی الاحوط تامل ہو اسلئے کہ سابق میں بیان ہوا کہ توبہ میں  
بہی شرط ہو کہ غم باجزم اسکا کری کہ پہر کسی تمام عمر ایسی حرکت نہ کرونگا ہاں البتہ اگر توبہ  
کو عبارت لین محض نام نہوسر گناہ پر اور دوام ترک کو اسکا ثمرہ فی الجملہ لین یعنی توبہ کاملہ  
و توبہ نصوح کا تو البتہ تحقق مستی نہم صحت توبہ میں کافی ہو ثمرہ اسکا ایک سال استمر  
ہو یا کم و زیادہ اور مقتضی سیر و عدم حرج کہ جو خصائص شریعت مصطفویہ سے صحت توبہ  
موقتہ ہو اور لیکن توبہ اجمالی باطن طور کہ مجمل طرح کرنا ہوں توبہ کری بدو ان کہ تفصیل والیہ  
گناہ کو بیان کری یا تصریح عموم کی کری اور باطن میں تفصیل ہی ہو مقصود ہوا اسکی صحت میں  
محقق طوسی علیہ الرحمہ نے تامل فرمایا اور فرمیں کہ وہ صحیح ہو اسلئے کہ تفصیل کی شرط کسی  
ذلیل و ثبوت نہیں خصوصاً بضیمہ عدم عسر و حرج کہ چوبیسرت قطعی شریعت شریف و ثبات  
ہے واللہ اعلم و جلہ آتم فقط تم

پچیسوان موعظہ

وم واپسین کے حال

مین ❖

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ ابْنَ آدَمَ إِذَا كَانَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ  
 الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا  
 ہیں کہ جب آدمی کا خیر و ناسیب دنیا کے دنوں سے اور پہلا دن  
 آخرت کے دنوں سے قتل کے مائے و ولد کے عمل کے مال و اولاد  
 عمل اور اسکا اوسکے سامنے مجسم ہو کے آتا ہے اور ہم کلام ہوتا ہے خلاصہ  
 یہ کہ مال و اولاد وغیرہ کی صورت اور سلی انگھون کے میں پہر کرتی ہے  
 وَيَجُوزُ أَنْ يُرَادَ بِالتَّمَثُّلِ مَخْلُوعٌ هَذِهِ الثَّلَاثَةُ بِالنَّالِ وَخُضُوعٌ صُورَةً  
 فِي الْخَيَالِ وَح تَكُونُ الْمَخَاطَبَةُ بِلسَانِ الْحَالِ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُ مِنْ  
 لِسَانِ الْمُعَالِ اور ممکن ہے کہ مثل سے یہ مراد ہو کہ یہ چیزیں دلیلیں جلوہ  
 دکھائی ہیں اور خیال میں آتی ہیں اور زبان حال سے جواب و سوال

ورمیان میں لاسے ہیں وہی زبان حال کہ جو زبان مقال سے فصیح و بلیغ  
 تر ہے خلاصہ یہ کہ بیمار انکا تصور کر کے دلیمن انسے باتیں کرتا سنتے  
 فَيَلْتَفِتْ اِلَى مَا لَهُ فَيَقُولُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ عَلَیْكَ حَرِیصًا شَیْخًا  
 فَمَا اِنِّ عِنْدَكَ فَيَقُولُ خَدِصَةً كُنْتُ اَیْسَ مَتَوَجِّہٖ ہوتا ہے اسنہما  
 کی طرف پس کہتا ہے بخدا میں تجھے بہت چاہتا تھا اور نہایت تجھے عزیز  
 رکھتا تھا اور حرص و بخل کیا کرتا تھا بہ نسبت تیرے سے میں اب اس سے  
 وقت میں تو میرے کسی کام میں آسکتا ہے پس وہ دلی و بلیغ کی طرف  
 پیر کے صاف صاف کہتا ہے کہ مجھ سے اور تو کچھ نہیں ہو سکتا سب سے  
 بہت تیرا جی چاہے تو کفن اپنا مجھ سے لے اور پانی اور کچھ مجھ سے اس  
 نہ کہنا فَيَلْتَفِتْ اِلَى وَلَدِهِ فَيَقُولُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ لَكُمْ حُجَّاءً وَاِسْتِ  
 كُنْتُ لَكُمْ حُجَّاءً اَمَّا فَمَا لَیْ اِنِّیْ كُنْتُ لَكُمْ فَيَقُولُ اَوْرَدَیْكَ اِلَى حَضْرَتِكَ  
 فَنَوَارِیْكَ فَيَقْبَلُ اِسے رفیق غلگسار کی طرف سے ہالوس ہوتا ہے  
 تو پھر بہتر بتا ہے اپنی اولاد کی طرف اور کہتا ہے کہ عزت الی قسم میں تمہیں  
 بہت دوست رکھتا تھا اور تمہاری سچ کیا کرتا تھا اور تمہارا حمایتی بناتا  
 پس اسہ تم میرے کیا کام آوے اسی دن کے لیے اپنے تمہیں بالالوس  
 تھا پس اس برس وقت میں کچھ شرکت ضرور ہے پس وہ جواب میں کہتا ہے  
 کہ ہمارا کیا اس چلتا ہے ہمسے اور کچھ امید نہ کرنا بچہ اسکے کہ ہم تیرا گورنر  
 کر دینگے اور وہاں تک تیرا ساتھ ہوڑینگے مٹی میں ہے تو پراپنے گھر  
 آئیں گے قَالَ فَيَلْتَفِتْ اِلَى عَمَلِهِ فَيَقُولُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ فِیْكَ  
 اَزَاہْدًا وَاِنْ كُنْتُ عَلَیْكَ لَفِیْلًا فَمَا عِنْدَكَ ہر مجبور وہ متوجہ

ہو گا پنی عمل کی طرف اور کہے گا کہ جسے مجھے بڑی امیدیں تھیں وہ تو اس وقت  
 رفاقت سے نکل گئے اور تیری کہی مجھے قدر نہ ہوئی اور ہمیشہ تیری صورت  
 سے مجھے نفرت رہی اور ہمیشہ تو بار خاطر رہا پس سچ کہہ کہ اب اس وقت تو میرے  
 کس کام آوے گا کہ تو ان کن کہ باشند ز تو ان روا نہ آن کن کہ من  
 باشم اور اسنادہ فیقول انا قریبک فی قبورک و یومہ لشرف حشرک  
 انا و انت علی ذلک پس وہ کہے گا کہ تو خاطر جمع رکھ میں برابر تیرے ساتھ  
 رہوں گا تیری قبر میں اور روز حشر یہاں تک کہ میرا تیرا سامنا ہو پروردگار  
 سے قال فان کان لله ولینا انا اطمین الناس رجاء و احبهم  
 منظر و احسنهم دیا بشا حضرت سے فرمایا کہ پس اگر وہ شخص دوست  
 خدا ہوتا ہے تو قبر میں اس کی اس کے پاس آتا ہے ایک ایسا شخص کہ جس کی  
 لپٹ اور محکم سے ساری قبر بچاتی ہے اور ایسا حسن و جمال اس کا ہوتا  
 ہے کہ یہ وہ دیکھتے ہی اس کا فریفتہ اور اس پر دامن محبت ہو جاتا ہے  
 اور لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوتا ہے کہ جسے دیکھتے یہ دہم ہو جاتا  
 فقال البشر یودح و سرایمان و جنة یغیم و مقد مک خیر مقد  
 پس وہ قبر میں آگے اس مردہ سے کہتا ہے کہ خوش آمدی آئیے یہ کہی  
 گھر ہے کہ یہ تکلف کا مقام نہیں اور بشارت ہو تمہیں راحت و آسائش یا  
 رحمت و حیات ابدی کی اور پاک و پاکیزہ رزق حلال کی کہ جو بوباس و  
 نفاست میں بے مثل و بے نظیر ہو گا اس خوشبودار چیز کے کہ جو بوقت مرگ  
 سنگھائی جاتی ہے اور بہشت سے آتی ہے اور تسکین مسافر مسکین کے لیے  
 لایزال کا اثر دکھاتی ہے اور بشارت ہو تجھے بہشت غنیمت کی فیقول انا

مَنَ أَنْتَ لَيْسَ وَهَ كَمَا سَبَّ كَمَا اِیْ بَهَائِیْ نَوَ اِیْسَا كَوْنِ مَعْمَانِ نَوَ اِزْوَ كَرْمِ  
 فَرَمَا هَیْ كَر اِیْسِیْ بَیْ لَیْسِیْ اَوْرِ بَیْ كِیْسِیْ كَیْ وَ قَ ت مِیْنِ اِیْسِیْ خُوشْ خَیْرِیْ مَحَبَّ  
 دِیْ رَہَا هَیْ خُذَا تَحَبَّ جَزَا یْ خَیْرِ دَیْ فِیْقُولُ اَنَا عَمَلَكُ الصَّلَاحُ  
 اِزْجَلِ مِیْنِ الدُّنْیَا لَیْسَ وَهَ كَمَا كَلَمَیْ كَا كَمِیْنِ تِیْرَا مَوْنَسَ وَ غُخَوَارَا اَوْرِ رَفِیْقِ  
 شَبَّہَا یْ تَارِیْرَا عَمَلِ نِیْكَ ہُوْنِ اَبَ تَحَبَّ كَیَا فَا كَر ہَیْ اِیْسَا رَفِیْقِ رَاہِ  
 كَمَا نِ سَیْ پَا لَیْ كَا لَیْسَ اَبَ دِیْر نَكْرَ مَنَزَلِ كَمُوْنِ ہُوْنِ سَیْ جَنَّتِ كُو مِیْرَا  
 ہِیْ سَا تَمَہِ جَلِ كَمُرَا ہُوْ اِنَّہُ كَلِیْعَرَفَتْ عَا سِلَہُ وَ مِیْنَا شَدُّ سَا مِلَہُ  
 اَنْ یُجَلَّہُ لَیْسَ بِہِ نَحْضِ دُنْیَا سَ اِتْقَالَ كَر تَا ہَیْ اِسَ حَالِ سَیْ كَمِ  
 بَخْوَ بَیْ جَا تَا ہُو تَا ہَیْ اَبَیْ غَسَلِ دِیْنِیْ وَ اَلِیْ كُو اَوْرِ قَسَمِیْنِ اَوْرِ خُذَا  
 وَ اَسْطَیْ دُنْیَا ہَیْ جَنَازَہُ اَوْرِ تَہَا نَیْ وَ اَلِیْ كُو كَہُ جَلَدَا وَ سَیْ دَفْنِ كَرْنِ  
 اَوْرِ دُنْیَا كَیْ مَحْضُونِ سَیْ جُہْدِ كَا رَا دِیْنِ فَا ذَا دَخَلَ قَبْرُہُ اَتَاہُ  
 مَلَكًا الْقَبْرِ مَحْرَجَانِ اَشْعَارُہُمَا وَ یَحْنَدَانِ اِلَہْ دُخْ یَا قَدْ اَمِیْمَا  
 اَصْوَا نَعْمَا كَا لَوْ عَدِ الْقَاصِیْفِ وَ اَجْصَا دُہُمَا كَا لَبْرَقِ الْخَاطِیْفِ  
 لَیْسَ جِبَ وَہِ وَ اَخْلَ قَبْرِ ہُو تَا ہَیْ لَوَا تَیْ ہِیْنِ اَوْرِ سَیْ پَاسِ دَوْنُونِ قَرِ  
 قَبْرِ كَیْ اَسْطَرِ حَسَیْ كَمُ بَرَّ بَرَّ بَالِ اَوْرِ كَیْ زَمِیْنِ پَرِ لَیْ كَتَیْ جَا تَیْ ہِیْنِ اَوْرِ  
 پَاؤُنِ اَوْرِ كِیْ زَمِیْنِ كُو شَقِ كَرِ كَیْ اَنْدَرِ وَہِ سِیْ جَا تِیْ ہِیْنِ بَحَلِیْ كِیْ طَرَحِ كَرِ كِیْ  
 بَا تِیْنِ كَر تَیْ ہِیْنِ اَوْرِ اَنْكَمِیْنِ ہِیْ اَوْرِ كِیْ بَحَلِیْ كِیْ طَرَحِ كُو نَدِیْ ہِیْنِ كَہُ خَبَلِیْ تِیْرِیْ  
 سَیْ جَا كَا چُو نَدَہُ آ جَا تِیْ ہَیْ فِیْقُولُ اَنْ لَہُ مَنَ رُبُّكَ وَ مَا دِیْنُكَ  
 وَ مَنَ نَبِیُّكَ لَیْسَ وَہِ دَوْنُونِ كَہَ تَیْ ہِیْنِ كَہُ تِیْرَا پَرِ دِگَارِ كَوْنِ ہَیْ  
 اَوْرِ كِیَا دِیْنِ ہَیْ اَوْرِ كَوْنِ مِیْرَا ہَیْ وَ اَعْظَا كَمَا تَا ہَیْ كَہُ بُو جُہْدِہُ



بخیاں انکسار و مضم لقن حضرت نے اسکا ذکر فرمایا کہ وہ فرشتے امام  
 کو بھی پوچھتے ہیں وگرنہ اکثر حدیثوں سے کہ کتاب کافی وغیرہ کی قبولیت  
 ہے کہ قبر میں امام سے بھی ضرور سوال ہوتا ہے چنانچہ باسانہ زقبرہ  
 منقول ہے کہ جب جناب رسالت مآب حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ  
 اسد امہ حضرت امیر علیہ السلام کو کفنا اور دفن کیا گیا تو بالاس قبر سے  
 بطور تلقین فرمایا اِنَّكَ اِنَّكَ یعنی اے فاطمہ جو اس ملائکہ میں شامل ہو  
 اور انا اسے فرزند و لبند علی کو بناؤ فَيَقُولُ اللّٰهُ رَبِّي وَرَبِّي  
 اِنَّ سَلَامًا لَّكَ فَيَقْبَلُهَا پس مرد و مومن اس کے جواب میں کہتے گاہ خرابو  
 ہے اور اسلام دین و آئین ہے میرا اور محمد مصطفیٰ پیغمبر و ہادی و رہنما  
 ہیں میرے فَيَقُولُ اِنَّ تَبَيَّنَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَيَسْأَلُ حَبِيبُ وَحَبِيبَةٌ  
 وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَثْبُتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ  
 فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ پس وہ دونوں فرشتے کہیں گے کہ ثابت  
 قدم رکھے تجھے خدا اسی بات پر کہ جس سے وہ خود یا تو راضی اور خوش ہے  
 اور یہی قول فرشتوں کو مدلول ہے اس قول خدا کا یا مومن کا فرشتوں  
 کے جواب میں ثابت قدم رہنا حق بات پر مفاد ہے اس آیت وافی ہوا  
 گا کہ جو خود خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور ثابت قدم رکھنا  
 خدا مومن کو قول ثابت پر زندگی میں ہی اور آخرت میں ہی چنانچہ  
 ایک اور روایت میں وارد ہے کہ جناب رسالت مآب نے بعد ذکر  
 قبض روح مومن کے فرمایا لَعَلَّكُمْ تُحْيَوْنَ فِيْ جَسَدٍ وَّيَكْتَبُ  
 مَلٰٓئِكَةٌ فَعَلَيْسَ اِنَّهٗ فِيْ تَكْوِيْنٍ وَّيَقُولُ اِنَّهٗ مِنْ رَّبِّكَ وَاَمَّا دِيْنُكَ

وَمَنْ نَبِّئَكَ فَقُولُ رَّبِّيَ اللَّهُ وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدًا  
فِينَا دَعَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِي ذَلِكَ قَوْلُهُ  
لَعَالَى يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا الْقَوْلَ الثَّابِتَ بِهِ وَالسَّيِّئَاتِ  
ہے روح اوسکی اوسکے بدن میں اور آتے ہیں اوسکے پاس  
دونوں فرشتے پس ٹہاتے ہیں اوسے قبر میں اور کہتے ہیں اوسی  
کہ کون ہے پروردگار تیرا اور کیا ہے دین و آئین تیرا اور کون ہے  
پیغمبر ہادی تیرا پس وہ کہتا ہے کہ پروردگار میرا خدا ہے اور دین  
آئین میرا اسلام ہے اور پیغمبر میرے محمد مصطفیٰ ہیں پس آسمان سے  
ایک منادی ندا کرتا ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے پس یہی فرمودہ  
خدا ہے کہ ثابت قدم رکھتا ہے خدا مومنوں کو قول ثابت پروردگار  
مَا رَوَى أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ لِيُشْهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ بِأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ لَعَالَى يُنَبِّئُ اللَّهُ  
الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ اور ایک روایت میں انہیں  
حضرت سے منقول ہے کہ بوقت سوال قبر جب مومن کو اہی دیتا  
ہے وحدانیت خدا و نبوت رسول خدا کی تو یہی مراد ہے فرمودہ خدا  
سے کہ ثابت قدم رکھتا ہے خدا ایمان داروں کو قول ثابت پروردگار  
يُشْهِدُكَ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرَهُ بِرَبِّهِ بِصَدْرِهِ وَرَأَى جَهَنَّمَ  
کام کر سکتی ہے وہاں تک اور اوسقدر وسعت و فسحت و کنجائش اوسکو  
قبر میں بڑھا دیتے ہیں اور جناب رسالت مآب سے ماٹور ہے کہ کہیں  
لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ لَعْنَةً وَسَبْعٌ وَفَسَحٌ

کر دی جاتی ہے قبر اوسکی بقدر ۹۰۰ ہاتھ کے اور کتاب کافی میں  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے مانور ہے کہ گنجائش قبر بقدر سات  
 ہاتھ سے ہوتی ہے اور جناب شیخ بہاوالدین علیہ الرحمہ نے فرمایا  
 کہ ان صدیقوں میں کچھ منافات نہیں اور اختلاف الکا بحسب اختلاف  
 مدارج و مراتب اموات کے ہے پس اونے درجہ سات ہاتھ میں اور  
 اوسط ستر اور اعلیٰ تیر لگاہ اور احتمال ہے کہ اختلاف بہ نسبت نابینا  
 کے اور بینا کے ہو بعض روایات مذکورہ میں اور مراد یہ نظر سے  
 امتداد عرفی ہے اور ممکن ہے کہ امتداد نفس الامری کیا جائے پس  
 ہو سکتا ہے کہ کئی سے برس کی راہ تک یہ نظر فرض کیا جائے بدلیل  
 اسکے کہ شمس و قمر اور ستارے بہت دور و دراز ہیں اور باوجود اسکی  
 محسوس ہوتے ہیں غایتہ الام یہ کہ کم روشن خیزن یا تاریک یا نہایت  
 باریک فریب ہی سے نہ معلوم ہوں تو یہ بوجہ اونکے نقصان ذاتی کے  
 تصور کیا جائے گا کہ شہر طین محسوس ہونے کی اونہیں نہیں دیکھتے  
 نظر کی دور بینی ظاہر ہے اور اگر از راہ عرف و تباور یہ کلام مستبعد  
 ہو مگر بنظر رحمت و وسیع پروردگار کے محل نظر نہیں ہے کہ مراد وہاں  
 سے خواہد کہ مراد وہاں میخواید **ثُمَّ يَفْتَحَانِ لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ**  
 پر وہ اوسکے لئے ایک دروازہ کھول دیتے ہیں بہشت غیر شریعت  
 کی طرف کہ قیامت تک برابر بہشت کی ٹہندے ٹہندے ہو اسکے جہوں  
 اور وہاں کے پہلوؤں کے لپٹ اور محک اوسکی قبر میں آیا کر لی  
 اور دل و دماغ اوسکا مغیر اور معطر رہتا ہے **ثُمَّ يَقُولَانِ لَهُ**

زَعَمَ قَسِيرُ الْعَيْنِ لَوْ مَرَّ الشَّابُّ النَّكَامُ بِرَبِّهِ الْفَتَى وَمَحَبَّتٍ سَعَى كَثُرَ  
 بَيْنَ اَوْسَةٍ كَمَا ابْتَدَأَ تَمْدِيدُ الْكَلْبِ مِنْ بَابِ اَوْسٍ اَوْ بَابِ اَوْسٍ اَوْ بَابِ اَوْسٍ  
 كَيْ يَنْدَلَ فَإِنَّ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ أَحْبَابُ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَ  
 أَحْسَنُ مَقِيلًا بِسَبَبِ شَبَابِهِ خُذُوا مَنَاسِكَ اَهْلِ حَبْتِ كَيْ أَجَلِي وَنَبِي  
 اَجْمَعِي قَرَارِ گاہ اور آرام گاہ ہے قَالَ وَإِذَا كَانَ لِرَبِّكَ عَدُوًّا  
 فَإِنَّ بَيْنَهُمَا قَرَابَةً مِنَ خَلْقِ اللَّهِ زِيًّا وَآتَنَّهُ رِيحًا اَوْ رَجَبِ مَسِي  
 وَشَمَنِ خُذَا ہوتا ہے یعنی کافریا وہ فاسق کہ جو ہمیشہ فسق و فجور میں  
 مبتلا رہے جیسا کہ مقتضی اکثر اذکار شرعیہ کا ہے اور یہ بھی احتمال ہے  
 کہ فقط کافر ہی مراد ہو جیسا کہ بعض روایات معتبرہ سے مستفاد ہوتا  
 ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماثور ہے اِنَّ  
 لَا يُسْتَلُّ فِي الْقَبْرِ اِلَّا مِنْ مَحْضٍ اَوْ اِيْمَانٍ مَحْضًا اَوْ مَحْضٍ الْكُفْرِ  
 مَحْضًا یعنی قبر میں سوال نہ کیا جائے گا مگر اس شخص سے کہ جو ایمان  
 خالص یا کفر محض رکھتا ہو یا عامی عام باش و یا عارف خاص  
 یعنی پسند بینِ ذلک خود را بہر طور دشمن خدا کے پاس قبر میں ایک  
 ایسا شخص آتا ہے کہ ویسا بد قوارح و بد صورت و بد ہیأت خلق خدا میں  
 دوسرا خلق نہیں ہوتا اور نہ ویسی بد بوجہ اور سکے بدن میں ہوتی ہے  
 کبھی کسی چیز میں ہوتی وَ عَنِ الْاِمَامِ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
 الصَّادِقِ فَيَقُولُ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَنْ أَنْتَ فَمَا رَأَيْتَ شَيْئًا  
 اَقْبَلَ مِنْكَ فَيَقُولُ اَنَا حَمَلْتُ الشَّيْءَ الَّذِي كُنْتَ تَعْلَمُ وَرَأَيْتَ  
 الْحَنِيتَ اَوْ حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وہ اوست

گہر کے اوس سے پوچھنے لگتا ہے کہ اسی بندہ خدا تو کون شخص ہے  
 میں نے کبھی ایسی عجیب صورت نہیں دیکھی ایسی صورت خدا دشمن کو بھی  
 نہ کہائے پس وہ کہتا ہے کہ میں ترا عمل بد اور اعتقاد خبیث ہوں  
 فَيَقُولُ ابْشُرْ بِذُلِّ مِنْ حَيْثُمْ وَتَصْلِيَةِ حُجَّالِيمِ اور حضرت امیرِ حدیث  
 طویل سابقین فرماتے ہیں کہ پس وہی کہ یہہ المنظر شخص اوس مرد  
 سے کہتا ہے کہ ابشارت ہو اور مبارک ہو تجھے ضیافت میں کہولتا ہو  
 پانی اور واسل جہنم ہونا وَاِنَّهُ يَعْرِفُ غَايِسِلَهُ وَيُنَايِسِدُ حَمَلَتَهُ  
 اَنْ يَّجِيْسُوْهُ اور یہہ بھی بیچتا ہے اپنے غسل دینے والے کو اور جہاں  
 اوٹھانے والے کو اور سیکڑوں قسمین اور واسطے دلاتا ہے انہیں  
 کہ اسے دنیا ہی میں روک رکھیں اور قبر میں نہ جانے دین فاذا اذل  
 الْقَبْرَاتَاہُ مُتَحَيًّا الْقَابِرِ لِسِ جب یہہ قبر میں جاتا ہے تو قبر میں امتحان  
 لینے والے دونوں فرشتے اسکے پاس آتے ہیں اور مراد ان فرشتوں  
 سے منکر و نکیر ہیں جیسا کہ احادیث معتبرہ سے ثابت ہے اور بعض  
 اہل اسلام نے منکر و نکیر سے انکار کیا ہے بلکہ اونکے نزدیک سوال  
 و جواب کے وقت جو باجبت و اضطراب ہوا اضطراب کلام کا فرسے ظاہر  
 ہوتا ہے اوسی کا نام منکر ہے اور جو سزا و سکی پاداش میں پائے تین  
 وہ نکیر ہے خلاصہ یہ کہ یہ لوگ منکر و نکیر کے فرشتے ہونے کے منکر ہیں  
 اور احادیث کثیرہ سے اونکی تکذیب ہوتی ہے فَالْقِيَاءُ الْغَايَةِ مُشَقَّ  
 يَقُولَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ يَنْتَبِذُكَ فَيَقُولُ لَا اَدْرِي  
 يَقُولَانِ لَا دَرِيْثَ وَلَا هَدِيْثَ پس وہ آٹو ہی غصہ کے مارے

ذلیل و رسوا کر کے کو کفن تو اوتار کے پھینک دیتے ہیں اور مردیکو برہنہ  
 کر دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ کون ہے پروردگار و ہم پھر تیرا اور کیا ہے  
 دین و مذہب تیرا پس وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا پس وہ کہتے  
 ہیں کہ تو نے خاک ہی بنانا اور کچھ ہی راہ راست پر نہ آیا فیضی پاک  
 يَا قَوْمِ خَلِّئْهُمْ زَبْنًا مَعِي مَا لَيْسَ مَارْتَنَ هُنَّ وَهُوَ تَالُو بِرَآءِ عَصَا  
 سے کہ جو ان کے ساتھ ہوتا ہے ضَرْبَةً مَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ  
 ذَاتِ الْاَلَةِ تَدْعُهُمْ لِمَا خَلَقَ الثَّقَلَيْنِ ایسی شریہ ضربت کہ بحر جن  
 انس کے اور سب جو بائے اوسکی آواز سے ہرک جائے ہیں اور اچھل  
 پڑتے ہیں اور جن و انس کا یہ آواز نہ سننا اس مصلحت سے ہے کہ  
 وہ معرض تکلیف و امتحان میں ہے اگر ایسی آوازیں سن جائیں  
 تو ایمان برہانی نہ رہے گی بلکہ عیانی اور بدیہی ہو جائے اور فرائض  
 کا اٹھہ جائے اور لیکن حیوانات کا اس آواز کو سننا پس یہ اور ہی کئی  
 معتبر حدیثوں سے ثابت ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام  
 سے منقول ہے قَالَ النَّبِيُّ اِنِّي كُنْتُ لَا نَظْرًا لِي بِالْاَبْلِ وَالْغَنَمِ وَ  
 اَنَا اَرْحَاهَا وَلَيْسَ مِنْ نَبِيِّ الْاَلَا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ فَلَيْتُ اَنْظُرَ لِيهَا  
 وَهِيَ مُتَلَبِّئَةٌ فِي الْمَلِكِيَّةِ مَا حَوْلَهَا شَيْءٌ يَحْيِيهَا حَتَّى تَذْهَبَ فَتَطِيرُ  
 فَاَقُولُ مَا هَذَا وَاعْجَبُ حَتَّى جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ اِنَّ الْكَافِرَ  
 يَضْرِبُ ضَرْبَةً مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا اِلَّا سَمِعَهَا وَيَذْعُرُ لَهَا  
 الْاَلَا الثَّقَلَيْنِ کہ فرمایا جناب سالت ماب نے کہ میں دیکھتا تھا اونٹوں  
 اور بکریوں کو جبکہ اونہیں چراتا تھا اور کوئی بھی ایسا نہیں کہ جسے بکریوں

کو نہ چرایا ہو پس میں اونہیں دیکھتا تھا کہ اطمینان سے وہ اپنی جاہ پر  
 چر رہے ہیں اور گرد و پیش اس کے کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے اونہیں  
 ہوجان ہو یہاں تک کہ خود بخود ڈر کے اوچل پڑتے تھے پس میں تعجب سے  
 اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہاں تک کہ حضرت جبریلؑ پہر  
 وحی لائے کہ کافرون پر ایسی ضرب لگائی جاتی ہے کہ سب خلوت خدا  
 اوسکی آواز سن کے ڈر اڑتے ہیں بحر جن و انس کے واعظ کستا ہے  
 کہ یہ جو اس حدیث میں وارد ہوا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذر کہ جسے بھیرین  
 نہ جرائی ہوں تو اوس سے یہ مراد نہیں کہ یہ اولکا پیشہ تھا بلکہ یہ مراد  
 ہے کہ از بسکہ عوام کالانعام بہائم حاصلت ہوتے ہیں اور انکی ہدایت  
 موقوف انکی معاشرت اور ناز برداری پر ہے تو من جانب اللہ مقتدر  
 الجیش ہدایت عوام کا یہ قرار پایا کہ انکا ہادی کیسقدر معاشرت و موافقت  
 بہائم سے ہم ہونچا کے اونکی خوبوچیان لے اور مزاجداری میں عوام  
 کالانعام کے اچھا برتاؤ کر سکے اور انکی حرکات سے دلتنگ نہو اور میں  
 ویسا ہی نادان اور بحس جان لے وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَاكِيَةِ النَّبِيِّ النَّجَّارِ عَلَى  
 بَعْلَةٍ لَهُ وَحَنٍّ مَعَهُ إِذْ عَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تَلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبَرُ سِتْرُ  
 أَوْ حَمْسَةٍ فَقَالَ مِمَّنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبَرِ قَالَ رَجُلٌ  
 أَنَا قَالَ فَمَنْ مَا نَوَّاقَالُ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ تُبْتَلَى فِي  
 قُبُورِهَا فَلَوْ لَا أَنَا لَمْ تَدَا فَنُؤَالِدُ كَحَوْتُ أَنْ لَيْسَ مَعَكُمْ مِنْ عَذَابِ  
 الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ الْحَدِيثِ اور زید بن ثابت سے منقول ہے



کہ کہا اوسنے کہ تہا میں اسکے کہ جناب رسالت مآب خانہ باغ میں بیٹھا  
 کے ایک بغلی پر سوار تھے کہ دفعۃً وہ بغلہ بڑکا اور قریب ہوا کہ حضرت  
 بالائی زمین سے زمین پر گر اوسے پہر کیا ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں پانچ  
 چہرہ قبریں ہیں پس حضرت نے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ان قبروں کو  
 حال سے بھی واقف ہے پس ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں ان لوگوں کو  
 جانتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ یہ کب کراؤسے کہہ کہ زمانہ شہر کہ و کفر میں  
 حضرت نے فرمایا کہ یہ امت مبتلا بعذاب قبر ہوتی ہے پس جے اگر یہ  
 خوف نہ ہوتا کہ لوگ ڈر کے مارے دفنانا چھوڑ دینگے تو ضرور میں خدا  
 سے دعا کرتا کہ تمہیں ہی سنا دے وہی عذاب قبر کہ جسے میں بگوش  
 خود سنتا ہوں **لَمْ يَفْتَحْ لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ ثُمَّ يَقُولَانِ لَهُ لَمْ يَشْرَ**  
**حَالَ** جناب امیر فرماتے ہیں کہ پھر وہی دونوں منکر و نکیر ایک درخت  
 کو لہریے ہیں آتش جہنم کی طرف قبر میں اوس دشمن خدا کی اور اوس  
 کہتے ہیں کہ تو سویا کہ خراب خستہ حال سے قیامت تک دیکھتا رہا  
**عَلَيْهِ حَيَاتِ الْآدَمِ وَ عَقَارِ بَعَا وَ هُوَ أَهْمًا فَتَنَفَسَ**  
**يَبْعَثُهُ اللَّهُ مِنْ قَبْرِ** اور مسلط کر دیتا ہے اوس پر خدا زمین کے  
 سانپ اور بچھو اور زہر دار کیرے پس اوسے دُستے اور کاٹتے اور  
 ایذا پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ حشر کے لیے خدا اوسے اور شہادت  
 اوسکی قبر سے اور بنیاد اعتقاد میں ہے کہ آنا ہے ایک روز جلا  
 کو بھی یاد کرے منکر و نکیر کا بھی دلا اعتقاد کرتے ہوئے کہ شہر و  
 دانشوں سے شوق زمین و مشعل کی طرح آنکھیں ہیں اونکی چٹانیں



آواز ایسی جیسے کہ بجلی کی ہو کر لڑکے بہ سورت وہ جھکودیکہ کے دل  
 جائے گا دھڑک بہ پوچھیں گے دین و قبلہ پیغمبر کے نام کو بہ یہ کہہ  
 بہرتا یوں بارہ امام کو بہ ہے مرحلہ سخت سوال و جواب کا بہ کہہ  
 خوف اوسکا وقت ہے وہ اضطراب کا بہ رو یاد کر کے گوشہ تار یک  
 و تار قبر بہ یہ ناتوان جسم ترا اور فشار قبر بہ ایسا ہے چین قبر میں اچھون  
 کی ذات کو بہ دولہا کو جیسے کہوتا ہے شادی کی رات کو بہ اور جو بہ عتقا  
 ہن یا ہن گناہگار بہ آتش ہے اونکے واسطے اور گرز و مور و مار  
 و فی کافی **عَنْ الصَّادِقِ أَنَّ اللَّهَ لَيَسْلُطُ عَلَيْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ**  
**تَبِينًا لَوْ أَنَّ تَبِينًا وَاحِدًا أَفْنَيْنَا لَفَنَحْنُ عَلَى الْإِلهِ دَرَضٌ مَا أَنْتَ شَيْءٌ**  
 ابداً اور کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا  
 مسلط کر دیتا ہے اوپر ننانوے اڑد ہے کہ اگر اونہیں سے ایک ہی  
 ہنکار مار دے زمین پر تو بہر کہی اوپر درخت نہ اوکے اور ہی تقداد  
 اہلسنت نے ہی اپنی حدیثوں میں روایت کی ہے اور کیا عجب کہ  
 صفات و سیمہ مثل کبر و ریا و حسد و عناد و غیرہ کے اقسام ننانوے  
 تک پہنچ جاوین پس وہی قبر میں اڑد ہے بنجائیں اور یہی منشا  
 تقداد کے بیان کا حدیث شریف میں ہوا اور بعض محدثوں نے  
 لکھا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے تنانوی نام ہیں پس حج  
 شخص کہ احصا کرے اونکا وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوگا اور وہ  
 احصا سے یہ ہے کہ خدا کو ہر اسم سے اولن اسموں سے موصوف  
 جانے اور مویذ اوسکی وہ روایت ہے کہ جسمین جناب سالت ما

سے منقول ہے کہ خدا کی سو رحمتیں ہیں کل ایک رحمت تو اس نے دنیا  
میں نازل کر دی ہے کہ جمیع میں سارے جن و انس و بہائم شریک ہو گئی  
ہیں اور مثالوں سے رحمتیں اوتھار کر ہی ہیں قیامت پر کہ وہ خاص مخلوق  
کو عطا کرے گا پس پہلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ خدا نے بندوں  
کو اس بات کی تکلیف دی ہے کہ وہ اسے انہیں مثالوں سے سمجھیں  
اور مشتو ان سے پہچانیں اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ  
اونکے لئے مثالوں سے رحمتیں آخرت میں قرار پائی ہیں اور از بسکہ کافر  
نے اسے انہیں سے کسی نام سے نہیں پہچانا تو اس لئے ہر نام  
اور ہر رحمت کے مقابل ایک اثر دیا گیا کہ وہ اسے قبرین  
و سے پوشیدہ نہ رہے اگر کسی شخص کو یہ شیطانی شبہ و وسوسہ  
ہو کہ ہم اکثر قبروں پر کھڑے رہتے ہیں اور کبھی آواز عذاب قبر و صدا  
زار و نالی میت نہیں سنتے بلکہ اکثر قبروں کو کھود کے دیکھا یا خود کھود  
کہنے قبرین کھودی ہوئیں و کہائی دین اور ان اثر و ہون پر گمان کو بھی نشا  
نہ پایا پس جو بات خلاف مشاہدہ کے ہو اسکی کیونکر تصدیق ہو سکے  
اور جواب یہ ہے کہ عالم ملک میں ویسی چیزوں کا ادراک ہونا چشم  
و گوش سے مقام عجب نہیں اسلئے کہ عذاب قبر متعلق عالم ملکوت ہیں  
اور اونکا دریافت کرنا اور یہی حواسوں سے متعلق ہے اور انکے  
کان کو وہاں کچھ دخل نہیں بصیرت کامل اور ذہن ثاقب البتہ کچھ  
کام دے سکتا ہے جیسا کہ اصحاب نبی تصدیق کرتے تھے بے دیکھ  
نے جناب رسالت تاج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملائکہ کو دیکھنے

اور اوسنے ہمکلام ہونے کی پس اگر ہنوز اوسمین شک ہے تو اوسکی  
 جانچ مقدم ہے اور نمین تو یہ شبہ بچا ہے اور اسی قبیل سے ہے  
 یہ امر کہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں میں ایک آدمی سو رہا ہو  
 مثلاً بارہی بردار چاروں طرف جاگ رہے ہین اور چونکہ کیدار چوکی بہرہ  
 سے رہے ہین اور صاحب خانہ اونکے نزدیک چین سے پڑا سو رہا  
 ہے حالانکہ روح پر اوسکی عجب طرح کا صدمہ گذر رہا ہے کہ وہ بدخوابی  
 و کیمتا ہے کہ سانپ بچھو اوسے لیٹے ہوئے کاٹ رہے ہین یا کچھ لوگ  
 اور انی صورتیں اوسے دکھاتے ہین اور زور سے مارتے ہین اور  
 اور انی آوازوں سے چیخ رہے ہین کہ وہ ڈرا جاتا ہے اور سہا جاتا ہے  
 چنانچہ کبھی بڑا لگتا ہے یا لرز جاتا ہے یا اوچھل پڑتا ہے لیکن  
 یہ سب تکلیفیں اوسکی روح اوٹھاتی ہے اور جاگتوں کو کچھ خبر ہی  
 نہیں ہوتی اور مطلب اس کلام سے فقط تشبیہ اور مثال ہے لہذا ہم  
 لیتے اور یہ مطلب نمین کہ عذاب قبر اور وہاں کے سانپ و بھو بلا  
 خیالی سانپ اور بھوؤن کی طرح اور خیالی اذیت کی طرح ہین معاذ  
 ایسا نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ دنیا کی بیداری نیند سے بدتر ہے اور  
 ساری دنیا خواب و خیال ہے اور مرنے ہی کے بعد آدمی خواب غفلت  
 سے چونکتا ہے چنانچہ عرب میں مثل مشہور ہے کہ اَلْكَافُ نِيَامٌ قَدْ  
 مَا تَوَّابٌ يَنْتَهَوُا یعنی دنیا کے لوگ پڑے سو رہے ہین پس جب مرنے لگے تو  
 چونکہ پڑنے سے مردمان غافلند از عقبہ ہمہ گوئی خفقان اند  
 ضرور غفلت کریں ورنہ پڑے چون ہمیرند انکے فاعلند

وصال و صحبت سیم تنان و در عالم خواب احتلامی شد و رفت بدو  
 اور معلوم ہو کہ عذاب قبر کہ جو زمانہ بر رخ میں حاصل ہوتا ہے بعض  
 موت کے وقت سے قیام قیامت تک اوس میں کوئی شک و شبہ  
 نہیں اور تمام اہل اسلام کا خلافت میں سلف او پیر اتفاق اور اجتماع  
 رہا بلکہ تمام اہل امت کا یہی عقیدہ ہے بجز ایک جماعت اہل کفر کے اہل  
 اسلام میں سے اور ان کا اختلاف قابل اعتناء نہیں اس لیے کہ خلاف  
 اجماع و خلاف احادیث معتبرہ ہے کہ جنہیں محمد بن یعقوب کلینی نے  
 کتاب کافی میں اور صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب امالی وغیرہ میں روایت  
 کیا ہے اور کتاب مشکوٰۃ و مصابیح میں بہت کثرت سے اس قسم کی  
 روایتیں جمع کی ہیں بلکہ بعض آیتوں میں بھی اسکا اشارہ موجود ہے  
 از انجملہ آیہ وافی ہدایہ ہے کَیْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا  
 فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ کیونکہ کفران  
 نعمت خدا کرتے ہو تم حالانکہ تم مردہ تھے پس زندہ کیا تمہیں پھر موت  
 دیا تمہیں پھر زندہ کرے گا تمہیں پھر تم اوسکی طرف رجوع کرو گے پس  
 نوکر فرمایا خدا نے اپنی طرف رجوع کا کہ جس سے مراد مبعوث کرنا و رجوع  
 میں ہے تم سے عطف کر کے دو زندہ کیوں پر یعنی آیت سے یہ ثابت  
 ہوا کہ قبل قیامت دوبار زندگی ہوگی پس ایک زندگی دنیا کی ہوگی  
 اور دوسری قبر میں جیسا کہ فخر رازی اور ایک اور جماعت نے تفسیر  
 میں سے لکھا ہے اور جو شخص قائل ہو از زندگی قبر کا پس ضرور وہ قائل  
 ہے اب قبر کا بھی ہوا از انجملہ وہ آیت ہے کہ جس میں خدا نے حکایت

مال بہ مال فرمائی ہے اَلتَّادِیْعُ خُنُونٌ عَلَیْهَا خُذُوا وَ عَشِیْبَةُ  
 وَ یَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخُلُوا اِلٰی فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ  
 معنی آگ پر پیش کیے جاتے ہیں جمع و شام اور جب قیام قیامت ہوگا  
 تو حکم ہوگا کہ داخل کرو عیال فرعون کو شدید ترین عذاب میں اور عطف  
 سے صاف ظاہر ہے کہ آگ پر عرض کیا جانا اونکا علاوہ عذاب قیام  
 کے ہے پس ضرور عذاب قبر ہوگا وَعَنِ الْاَمَامِ اَبِی عَبْدِ اللہِ جَعْفَرِ  
 بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ اَنْ هَذَا اَفْخَا نَارِ الْوَرُخِ قَبْلَ الْقِيَمَةِ اَدْخُلُوا  
 وَلَا عَشِیْبَةُ فِي الْقِيَمَةِ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ تَعَالٰی وَ یَوْمَ تَقُومُ  
 السَّاعَةُ اَدْخُلُوا اِلٰی فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ اور حضرت امام جعفر  
 صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ امر یعنی فرعون کو اس کی پشیمانی  
 کرنا یہ قبل قیامت برزخ کی آگ میں ہوگا اسلئے کہ قیامت میں تین روز  
 شام نہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تو نے قول خدا نہیں سنا کہ وہ  
 علاوہ اوس سال کے حال قیامت جدا بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے  
 کہ روز قیامت حکم ہوگا کہ داخل کرو آل فرعون کو عذاب شدید ترین  
 اور از اجملہ یہ آیت کریمہ ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْیْ فَاَتَاہُ ذَاکَ الْیَوْمَ  
 صَنِیْعًا وَ عَشِیْبَةُ یَوْمَ الْقِيَمَةِ اَعْمٰی اور جو شخص روگردانی کرے گا میری  
 یاد سے تو اس کی سبب اوقات تنگی سے ہوگی اور شہر گرون گا اور سکا  
 روز قیامت نابینا اکثر مفسرون نے فرمایا ہے کہ تنگ بسری سے  
 مراد عذاب قبر ہے بقرنیہ ذکر قیامت کے بعد اس کے اور تنگی معیشت  
 دنیا مراد نہیں ہو سکتی اسلئے کہ یہاں امر بالعکس ہے جیسا کہ حدیث



اسی لئے اعراض کیا کہ غرض اس کی وہ زندگی ہے جو زمین اور زمین پر  
اسکی حاصل ہونے کو نہ مہم جوئی کرنے پر قادر ہے اور اسی لئے  
انہوں نے کہا فَاَعَدَّوْا لَهَا بُدَاً وَّ بُنَاً پس اقرار کیا ہے اس لئے کہ  
کائنات وہی گناہ کہ جو سبب انکار حشر و نشر کے حامل ہونے سے تھیں  
اور دنیا کی زندگی میں یہ صفت اور زمین حاصل نہیں ہوتی تھی  
کہ وہ اقرار ایسے گناہوں کا کرتے اور محقق سید شریف نے شرح  
مواقف میں لکھا ہے کہ تفسیر اس آیت کی اسطور پر مشہور و شائع ہو  
مفسرین میں پہر لکھا اور لیکن محمول کرنا پہلے موت کو اسکی اوس حالت  
پر کہ جب لطفہ تھے اور مردے کی طرح بحین و حرکت تھے اور دوسرے  
موت کا انتقال پر دار دنیا سے اور پہلے زندگی کا زندگانی دنیا پر دار  
دوسرے کا زندگی حشر پر پس یہ باطل ہے دو وجوہ سے ایک تو یہ  
کہ موت بعد حیات ہوتی اور قبل لطفہ ہونے کے کسی طرح کی حیات  
ثابت نہیں تاکہ حالت لطفگی کا موت قرار دینا صحیح ہو دوسرے یہ کہ  
شاذ و نادر مفسر اسکے قائل ہیں اور بنا اکثر کے قول پر ہے اور شرح  
الرابعین میں ہے کہ یہ موقوفہ ہے اور حقیقت میں امر بالنعس ہے کہ حشر  
انہوں نے شاذ لکھا ہے وہی قول مشہور ہے اسی لئے کہ جن تفسیرین  
پر بالفعل مدار ہے وہ یہی ہیں ایک کشاف علامہ زمخشری کی دوسرے  
شفا فی الغیب یعنی تفسیر کبیر فخر رازی کی تیسرے معالم التنزیل لغوی  
کی اور مجمع البیان و مجمع الجوامع علامہ طبرسی کی اور تفسیر نیشاپوری  
و تفسیر بیضاوی وغیرہ ہے اور انہیں سے کہنے اوس تفسیر کو پسند نہیں کرتے



بعضوں نے تو ذکر بھی نہیں کیا اور بعضوں نے رد او سکی لکھی ہے  
 پس گمان سید شریف کب صحیح رہا اور نقل عبارات میں طویل ہے  
 جو چاہے وہ تفاسیر مذکورہ میں رجوع کرے اور تو ہم نہ کہ بنا پر  
 مشہور سکوت کفار حیات و موت قبر سے بلا وجہ و حیلہ لازم آتا ہے  
 پس کیا سبب کہ انہوں نے نہ کہا اَحْيَيْتُنَا ثَلَاثًا وَاَمْتَنَيْتُنَا اَكْبَارًا  
 یعنی تین بار تو نے ہمیں مارا اور جلایا اس لیے کہ زندگی قبر زندگی نام  
 ہے کہ حیر کوئی اثر حیات بجز دریافت لذت و الم کے حاصل نہیں ہوتا  
 چنانچہ شرح مقاصد میں ہے کہ اہل حق نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ  
 خدا مردے کو بقدر زندہ کرتا ہے قبر میں کہ اسے الم و اذیت  
 ہو سکے لیکن علمائے تامل کیا ہے اوس میں کہ روح بھی اوس کے بدن  
 میں آتی ہے یا نہیں اور یہ جو تو ہم ہوتا ہے کہ بدون روح زندگی  
 غیر ممکن ہے تو یہ بھی ہے کہ جب کامل طرح کی زندگی ہم ہو چکے کہ اگر  
 افعال اختیار یہ پر قدرت حاصل ہو اور حق یہ ہے کہ ضرور روح  
 تعلق کرتی اوس کے بدن سے نہیں تو جواب چنانچہ شتون کے  
 قادر نہوتا ہاں البتہ یہ تعلق ضعیف و خفیف ہے جیسا کہ حضرت امام  
 جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فَيَدْخُلُ عَلَيَّ فِي قَبْرِ  
 مَلَكًا الْقَبْرِ فَيُلْقِيَانِ فِيهِ الرُّوحَ اِلَى اَحْوَاثِهِ پس آتے ہیں اوس  
 پاس دونوں فرشتے قبر کے منکر و نکیر پس اوس میں روح ڈالتے  
 ہیں رانوں تک اور کہ بھی یہ تعجب ہوتا ہے کہ جسے درندہ کہا گئے  
 ہوں یا جلگیا ہو اور را کہ اوسکی ہوا کے جھونکوں میں دھنڈے بائیں





مَوْعِظَةٌ تَنْتَفِعُ جَمِيعًا فَإِنَّا قَوْمٌ نَغْيِرُ فِي الْبَرِيَّةِ لَيْسَ شَيْءٌ عَرْضَ كِي كَمْ  
 اسی رسول خدا کہ ہمیں ایسی نصیحت فرمائیے کہ جو ہمارے حق میں نافع اور  
 مفید ہو اسلئے کہ ہم لوگ جنگل جنگل گمراہ رہتے ہیں اور آپ کی خدمت میں  
 نہیں پہنچ سکتے فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَا قَيْسُ مَعَ الْعِزِّ ذَلَالٌ پس حضرت  
 نے فرمایا کہ اسے قیس ہر عزت کے ساتھ ضرور ایک ذلت ہے وَإِنَّ مَعَ  
 الْحَيَاةِ مَوْتَ اور ہر حیات کے ساتھ موت ہے وَإِنَّ مَعَ الدُّنْيَا  
 آخِرَةً اور دنیا ہی فانی کے ساتھ آخرت بھی دست و گریبان ہے وَإِنَّ  
 لِكُلِّ شَيْءٍ عِقَابًا چیرچیر کا ایک قادر و توانا نگاہبان اور واقف کار ہے  
 وَعَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا اور ہر چیز پر ایک محاسب مقرر ہے وَإِنَّ لِكُلِّ أَمَلٍ  
 كِتَابًا اور ہر ميعاد اور حد قائم قدرت ہے کبھی کسی ہے وَإِنَّهُ لَا يَلْبُدُ لَكَ  
 أَنْ تَقْرَأَ مِنْ قُرْآنٍ يُدْفِنُ مَعَكَ وَتَارِيحِي وَتُدْفِنُ مَعَهُ وَأَنْتَ مَيِّتٌ  
 اور ضرور ہے کہ تیرے ساتھ تیرا ایک ہم نشین دفن ہو کہ تو قبر میں مردہ پڑ ہو  
 اور وہ زندہ اوس خانہ تارک میں تیری رفاقت کرے فَإِنْ كَانَ كَرِيمًا  
 أَوْ مَلَكًا وَإِنْ كَانَ كَيْفًا اسلمک پس اگر وہ تیرا یار غار بزرگ ہوگا تو  
 تجھے ہی بزرگی و لگا اور اگر ہم نشین بد ہوگا تو تجھے دست آفت میں سب  
 کرے کاشف لا یحشر لا معک ولا یحشر لا معک ولا یحشر لا معک ولا یحشر لا معک  
 عتہ بہ بعد ان سب مرحلون کے وہی تیرے ساتھ رہے گا روز حشر اور  
 تم دونوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حشر ہوگا اور اوس کا حال  
 تجھ سے پوچھا جائے گا فَلَا تَجْعَلْهُ إِلَّا صَاحِبًا فَإِنَّ صَاحِبَ النَّسْتِ  
 یہ پس رفیق نہ کہ نہا ملزمت کو اسلئے کہ اگر نیک ہو تو تجھے اوس سے الفت

ہوگی اور اطمینان ہوگا دَانْ فَسَدًا لَا يَسْتَوْحِشُ إِلَّا مِندُ اور اگر وہ بد ہو  
 تو تجھے دہشت و وحشت ہوگی مگر اوس کی بدولت سے محبت و احسن عہد  
 الیم + وَهُوَ فِیْکَ اور یہ رفیق تیرا تیرا عمل ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے  
 عرض کی کہ اگر یہ مضمون منظوم ہو جائے تو ہم میں آبکایا و گار رہتا اور ہمارے  
 لیے عربوں میں باعث افتخار ہوتا پس حضرت نے خسان کو بلوایا اور قبل اور  
 آنے کے خود بخود فکر کر کے میں نے اسے نظم کر لیا اور عرض کی کہ میں نے جو خیال  
 کیا ہے شاید وہ پسند خاطر دریا مقاطر ہو اگر اجازت ہو تو عرض کروں حضرت  
 نے اجازت دی پس میں یہ شعر پڑھا **تَخَيَّرْتُ خَلِیْطًا مِنْ فِعَالِکَ اِنَّمَا**  
**قَرِیْنُ الْفِتَنِ فِی الْقَبْرِ مَا کَانَ یَفْعَلُ** + اس نے کاموں میں سے جس نے  
 ایک خطا کرنے والا رفیق اپنا اس لیے کہ بحر عمل کے اور کوئی خیر قبر پر نہ دتا  
 میں آدمی کے بار غمخوار نہیں ہوں **وَلَا بَدَّ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ اَنْ تُعَدَّ**  
**لِیَوْمٍ یُنَادِی الْمُرَافِقُ فِیْقَبْلُ** + اور بعد مرنے کے ایسا رفیق ضرور ہے  
 کہ جسے آما وہ دمیا کر رکھا اوس دن کے لیے کہ جس میں بکار آجائے گا  
 آدمی تو میساختہ متوجہ ہو کے دور پر بے گاہ **فَاِنْ تَلَّکَ مُشْغُوْلًا شَیْءًا**  
**فَلَا تَلْکُنْ + بِغَیْرِ الَّذِیْ یَرْضٰی بِہِ اللّٰہُ تُشْغَلُ** + پس اگر تو مشغول ہو گیا  
 کسی چیز کا ہو تو پھر ایسے امر کے کہ جس میں خوشنودی خدا ہو اور کسی کام میں  
 مشغول و مصروف نہ ہو **وَلَنْ یَّصْعَبَ اِلَّا نَاسٌ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہِمْ**  
**مِنْ قَبْلِہِ اِلَّا الَّذِیْ کَانَ یَعْلُ** + اور زمین رفیق بنانا آدمی بعد انتقال  
 اور قبل اس کے بحر عمل کے یعنی کام سے زیادہ کوئی رفیق آدمی کا دنیا  
 و دنیا میں نہیں ہے درحد با خود نمی گیری چرا + ہمارے یا تو شہ یا مریے +

در شبستان لحد با خود میر: از عمل شمعنی چراغی کو کہ: مثنوی

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| کہ باشد قبر را نیکو جلیسے  | ز فعل خویشتن بگزین ایسے      |
| کہ از ان ظاہر شود حال مالت | جلیسے قبر نبود جسے نہ فعالیت |
| کہ باشد روز حشرت عکسارے    | بود ناچار بعد از مرگ یارے    |
| کہ راضی باشد از تو از خود  | پس ار کارے کنی باید چنان کرد |
| بخیر آن کش رضا دادہ خداوند | مکن خود را بشغلے در جہان بند |

کہ بعد از مرگ و پیش از مرگ بازش نباشد مرد در احسنہ فعل و کارش  
اور بعض اہل دل نے کہا ہے کہ سانپ اور بھو بلکہ وہ آگ کہ جو قیامت  
میں ظاہر ہوگی یہ سب بُرے کام اور برے اخلاق اور فاسد عقیدے  
میں کہ جو اس دار فانی میں اس صورت و لباس سے ظاہر ہوئے ہیں  
جیسا کہ لپٹ اور مہک بہشت کی اور خوشبودار پہول اور خوشحال حویز  
اور عمدہ عمدہ باغزے پہل ہی پاک و پاکیزہ چال چلن ہیں اور نیک  
عمل ہیں اور سچے برحق عقیدے ہیں کہ جو ہر عالم میں ایک نئی رنگ  
سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ علم عالم خواب میں دودہ بجاتا ہے  
اور حالت بیدار میں دانش و بینش کا جلوہ دکھاتا ہے جیسا کہ جناب  
شیخ بہاؤ الدین رحمہ اللہ نے ۹ اور ۳۹ حدیث کی شرح میں تحریر  
فرمایا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں اہل دل نے تحریر فرمایا ہے  
کہ اسم فاعل اس آیت وافی ہدایہ میں وَلِیَسْتَعِیْلُوْكَ بِالْعَذَابِ  
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمِیْطَةٌ بِالْكَافِرِیْنَ یعنی جلدی کرتے ہیں وہ کافر عذاب  
کی حالانکہ جہنم محیط ہے اور گہرے ہوئے ہیں کافرون کو استقبالی

کے معنوں میں نہیں بلکہ باین طور کہ اوس سے یہ مراد ہو کہ جہنم گیر لیگا  
 اور نہیں آخرت میں جیسا کہ اہل ظاہر سمجھتے ہیں بلکہ مراد اونی سے اس  
 حقیقی ایسے ہیں یعنی زمانہ حال اور مطلب یہ ہے کہ دار دنیا ہی میں  
 بالفعل اور نہیں جہنم گیر ہوئے ہیں یعنی اعتقادات فاسد اور حرکت  
 ناشائستہ اور نیکے اور نیکے گرد ہیں اور یہی آخرت منقلب ہو جائیگی جیسا کہ  
 سانبواری کی سورت پر اور یہی معنی سمجھنا چاہیے ان ایمون اور روانہ  
 کے آیه اَلَّذِينَ يَكُونُ اَمْوَالُهُمْ اَلَّذِي تَمْنٰى ظُلْمًا اَوْ اَشْمٰىا كَالْوَنِ فِی  
 بَطْنٍ وَّیَنْهَوْنَ عَنْ اٰیٰتِہٖ جَوٰلُکَ مَالٍ یَّمُوْنُ کَا زَبْرٍ سَیِّئٍ لِّمٰثِلَہٖ ہُنَّ وَہ  
 آیت سے اپنا بیٹ پالتے ہیں یعنی یہی مال تہم ایک دن ظالم کے بیٹ  
 میں دکھتی ہوئی انگاری جہنم کی بنجائے گل حکم خدا سے آیت یَوْمَ تَجِدُ ہِیَ  
 نَفْسٌ مَّا حَمَلَتْ مِنْ خَیْرٍ مَّحْضَرًا یَعْنِی اوس دن کہ جب ہر شخص پائے گا  
 اپنے علی نیک کو اپنے سامنے حاضر یعنی خود وہی عمل مجسم ہوئے اوس  
 سامنے آکر ابو گمانہ یہ کہ اوسکی خرا کا سامنا ہو ۳ آیت قَالُوْہُمْ لَا تَنْظَلُمُوْا  
 نَفْسَیْ شَیْئًا وَّ لَا تَحْزَنُوْنَ اَلَا مَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی آج کہہ ہی کسی پر  
 ظلم نہ وگا اور جزانہ ملی گی سب عمل کے یعنی وہی جو عمل کہ ہیں وہی جزایا سزا  
 مشکل ہو کے آدمی کو ملین گے اور اس طرح کی بہت آیتیں ہیں اور ایت  
 الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰیۃِ الذَّہَبِ وَ الْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجْرٰو فِیْ جَوْفِہٖ  
 نَارٌ مَّجْجَلَةٌ یعنی جناب سالت ماب نے فرمایا کہ جو سوئے یا چاندی کی  
 طرف سے پانی پیتا ہے اوسکی بیٹ میں گرائی جائیگی جہنم کی آگ یعنی  
 جھکتے ہوئے سنہری رو پہلی برتن نہیں بلکہ دکھتی ہوئی جہنم کی آگ ہے

۲ روایت الظلم وظلمات یوم القیمۃ یعنی ظلم قیامت کی دن  
 قیامت کی تاریکیاں ہیں خلاصہ یہ کہ دنیا میں جو بصورت ظلم ہے وہی  
 بعینہ آخرت میں گمٹا ٹوپ اندھیرا ہو جائے گا کہ ظالم او سمین اندھا ہونہا  
 ٹاپک ٹوٹیاں مارے اور اوسکا دم گمٹ کر اوسکے لبون پر آئے  
 ۳ روایت اجنتہ قیعان وان عرا سہا سہجان اللہ وجمہد ہ  
 یعنی بہشت ایک صاف و شفاف میدان ہے کہ اوسکی زراعت  
 سہجان اللہ وجمہد ہ ہے خلاصہ یہ کہ دنیا میں جو بصورت سہج  
 ہے بہشت میں بھی تخمین کی باغ بہار اور لعلیہ بہشت اور خوشنما  
 چمن اور پیاری پیاری کھیری کی بار دکھائیگی اور اسطرح کی اور بھی بہشت  
 حدیثین ہیں واغظ کہتا ہے کہ اسمین کچھ شک و شبہ نہیں کہ  
 بسبب مصلحت و حکم حاکم حقیقی کہی غل تجسم ہو جاتے ہیں یا مصلحت دین  
 کے لئے یا مصلحت دنیا جیسا کہ مشرک راہب کا عمل بصورت دوسرا ہونے  
 کے ظاہر ہونے کے اوسکے نقش کی حفاظت کرتا تھا جیسا کہ روایت  
 طویل ولادت باسعادت حضرت امیر میں حضرت ابو طالب سے منقول  
 ہے البتہ کلام اسمین ہے کہ بہشت و دوزخ بجز ان اعمال و افعال  
 کے اور کچھ نہو جیسا کہ کلام مذکور سے مستفاد ہوتا ہے اسلئے کہ یہ خللا  
 عقل اور نقل ہے اور تفصیل کا یہ محل نہیں اور مجمل یہ ہے کہ بہشت و  
 دوزخ بیشتر سے مخلوق ہے کہ جب یہ اعمال و افعال دنیوی نہ تھے  
 اور جب یہ دنیا میں ہوئے تو اوس بہشت و دوزخ میں کمی نہوئی یہہ جا  
 چلن دنیا پر تھا اور معراج میں پیہر نے بہشت و دوزخ کو بھی بحال خود

موجود پایا علاوہ یہ کہ بنا بر اسکے آیات و روایات جزا و سزا معطل ہو جاتے ہیں اور محض جرم ہی جرم باقی رہ جاتا ہے حالانکہ نیک کاموں کا دئی گنا ثواب شرع میں مقرر ہے پس خلاصہ یہ ہوا کہ عذاب دلو آج کی کئی قسمین ہیں ایک طرز یہ بھی ہے کہ عمل مجسم کر دیا جائے اور ایک قسم یہ بھی ہے کہ محض نتیجہ عمل ہونہ خود عمل مثل عذاب قوم عاد و ثمود وغیرہ کے کہ حالت موجود کی عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ میں اونسکے بصورت اصلی خود از سر نو اونکی سزا کر داسکے لئے پیدا ہوا اور یہی طریقہ جمع کا اول مختلفہ کا اس مقام پر ہے کہ ہدایت عقل سلیم اس سے بہتر ممکن نہیں اسلئے عاوردہ دانی کلام عرب سے صاف ظاہر ہے کہ اکثر آیات و احادیث عنایت پر محمول مجاز پر ہیں چنانچہ بعض اُدبائے لکھتے ہیں کہ ایک روز میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت بد صورت و کریمہ المنظر و صیب و سیاہ فام و یک چشم اپنی زوجہ کو زد و کوب کر رہا ہے اور وہ نہایت نازنین و بہ چین و خوبصورت و خوب سیرت سب پس ہمیں رحم آیا اور ہم نے اس شخص کو سمجھانا اور لعنت ملامت کرنا شروع کی پس اوس عورت نے کہا کہ جانے دو تم اس راز سے واقف

نہیں اسکی نیکی مجھ میں مجسم ہو گئی اور

سیری بدی آئیں

فقط

منت تمام

# چمبیسوان موعظہ

شرح خطبہ برزخیاہوال موت وغیرہ

یہ بڑا عبرت خیز موعظہ

ہے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ الْفَاضِلُ الْمُعَازِي مَنْ ارَادَ أَنْ يُعْطِيَ وَيُخَوِّفَ وَلِيَقْبَلَ صِفَاتِ  
الْقَلْبِ يَعْرِفَ النَّاسَ قَدْرَ الدُّنْيَا وَتَصْرِفَهَا بِأَهْلِيهَا فَلْيَاثِرَ  
مِثْلَ هَذِهِ الْمَوْعِظَةِ فِي مِثْلِ هَذَا الْكَلَامِ الْفَصِيحِ وَالْإِلَافِي مِثْلُ  
وَأَنَّ السُّكُوتَ أَسْتَوُّوْا الْعِيَّ خَيْرٌ مِنْ مَنْطِقٍ لَيْفِضُهُ صَاحِبَةُ جَوْشَنُ  
وَعَطِ وَتَحْوِيفٍ أَوْ زِدْ وَكُوبِ صِفَاتِ قَلْبٍ أَوْ لَوْ كُونِ كَوْ جِنِّهِ أَوْ نِاقِدِ  
وَمَنْزِلَتِ دُنْيَايَ دُونَ كَا أَوْ أَوْسَكِي يَوْفَايُونِ كَا اِهْلِ دُنْيَايَ تَوْجَاهَا  
كَمْ وَهْ اَيَسَا مَوْعِظَةٍ أَوْ اَسْطَرَحَلِي بِنْدِ وَنَضِيحَتِ اَيَسِ كَلَامِ نَضِيحِ مِّنْ ظَاهِرِ كَرِي  
وَكَرَنِ مَوْنَهْ بِنْدِ رَكْعَةٍ أَوْ بِاَكْلِ چِپِ رَهْ كَمْ سَكُوتِ بِرُودِ اِنْسَانِ هَے  
أَوْ رَهْ زَبَانِي بَهْتَرِ هَے اَوْ سِ زَبَانِ دِرَازِي سَے جَوْ نَضِيحِ اِنْسَانِ كَرْهَے  
سَے زَبَانِ بَرِيدِ هَے كَبْجِي نَشْتَبِهْ صَمِّ وَكَبْمِ بِدَهْ اَزْ كَرْهَے كَمْ نَبَاشِدِ زَبَانِشْ اَنْدِ حَكْمِ

وَمَنْ تَأَمَّلْ هَذَا الْفَضْلَ عِلْمَ صِدْقِ مُعَاوِيَةَ فِي قَوْلِهِ رَبِّهِ وَاللَّهُ  
مَا سَنَّ الْفَصَاحَةَ لِفِرْعَوْنَ خَيْرًا أَوْ خَوْفَ نَفْسٍ يَغْوِي تَامِلْ وَيَكْمُلْ  
مُفَضِّلْ كَوْنُ تَوَدُّهُ سَجْوَلِي جَائِزٌ كَمَا كَمَعَاوِيَةُ سَنَ بَابِ بَابِ مَدِينَةٍ عِلْمٌ مِنْ سَمِ  
بِهَيْتِجْ كَمَا تَمَّا كَخْدِ اجْزِ اَوْسِ جَنَابِ سَنَ اَوْ كَسِي سَنَ نَعِيْنِ سَكَا اَوْفَاقًا  
تَرْيَشْ جَارِي كَمَا وَيَنْبَغِي لَوِ اجْتَمَعَ مَضْحَا اَوْ الْعَرَبُ قَالِيَةً فِي خَلْقِهِ  
وَلِي خَلِيْفَتُهُ اَنْ يَسْجُدَ وَاللَّهُ اَوْ اَكْرَبُ فَعَمَّا يَرْعِي مِيْ خَلْفَ رِزْمِ  
مِنْ بَعِ هَوْنِ اَوْ اَوْسُكَ سَا مَنَ بَعِ خُطْبَةٍ بَدَا وَنَبَّ كَمَا يَابَسَ تَوْشَرُ اَوْ  
سَبَّ كَمَا مَوْنَهُ كَيْ بَلَّ اُسْكَ سَبَّ كَمَا كَرَّ رِزْمِ اَنْ يَسْجُدَ الشُّعْرَاءُ لِقُلُوبِ  
عَدِيَّ بْنِ رِقَاعٍ قَلَمٌ اَصَابَ مِنَ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا جَسَا كَمَا كَلَّ رِزْمِ  
جَهْلِيَّةً تَنْ سَبَّ كَمَا اَوْسُكَ صَرَا عَدِيَّ بْنِ رِقَاعٍ كَيْ قَلَمٌ اَصَابَ  
مِنْ الدَّوَاةِ مِدَادَهَا مَعْنَى وَهُوَ اَيْكٌ قَامَ بِهٖ كَمَا اَوْسُكَ اَلِي اَوْسُكَ اَلِي  
دَوَاتِ مِنْ سَبَّ قَلَمًا قَبْلَ لَهْمُ فِي ذَلِكَ كَيْسِ جَبَّ اَوْسُكَ اسْ بَابِ  
مِنْ كَمَا كَمَا قَالُوا اَنْفَرْتُ مَوَاضِعَ السُّجُودِ فِي الشُّعْرَاءِ كَمَا كَرَّ رِزْمِ مَوَاضِعَ  
السُّجُودِ فِي الْقُرْآنِ تَوَاوَنُونَ نَبَّ كَمَا كَمَا هُمْ اَشْعَارُ مِنْ اَوْسُطِ سَجْدِ  
تَمَلُّ وَ مَوْضِعٌ يَجَاوِزُ هُنَّ كَمَا جَسَتْ تَمَلُّ قُرْآنِ مِنْ سَبَّ كَيْ مَقَامٌ جَانِبِ  
هُوَ اَنْ لَّا كَطَبْلُ الْعَجَبِ مِنْ دَجَلٍ يَطْلُبُ اَلْمَرْحَبُ بَكَا لَمْ يَدُلَّ اَنْ خَلَقَاتِ  
طَبْعٌ مَنَاسِبٌ لَطِبَاعِ اَلْاَسْوَدِ وَالْاَسْوَدِ وَاَمَّا اَلْيَمَّ مِنْ الشُّبَّارِ  
الضَّادِيَّةِ اَوْ رَهْرَهْ مِنْ دِرْيَايَ تَعَجَّبُ مِنْ خَوْطِ زَنْ رَهْتَا هَوْنِ اَوْ  
بَزْرُ كُوَارِ سَبَّ كَمَا جَوْنُ كَاهِ وَ مَسْدِ اَنْ رِزْمِ مِنْ تَوَا اَلْيَا خَلْبِيَّةً طَرِبَ كَمَا كَلَّ  
هَرَفُظٌ سَبَّ جَرَاتِ وَ شَجَاعَتِ يَكْتُمِي هُوَا اَوْ رَهْبِ مَعْلُومٌ هُوَا كَمَا وَهُوَ شَخْصٌ

ورمندوں کا اور شیریں کا سا مزاج رکھتا ہے لَقَدْ كُتِبَ فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ  
 بَعِيْنُهُ اِذَا اَرَادَ الْمُوْحِطَةُ بِرَجَبٍ وَعِظُوْنَهُ كَاخِيَالٍ اَجَابَ لَئِنْ  
 اَوْثَمَكَ دُوَسْرَ عَمَّوَانٍ سَے خطبہ پڑھنا شروع کر دے بِكَلَامِهِ يَكُوْنُ  
 عَلٰى اَنَّ طَبْعَهُ مُشَاكِلٌ لِّطَبَاعِ الْوُحْبَانِ لَا يَسْجُو الْمَسُوْحُ الَّذِيْنَ لَمْ  
 يَأْكُلُوْا الْحَمَاءَ وَلَمْ يَرْتَقُوْا دَمًا اَوْ نَضِيعَتٍ كَرَّ اَيْسَ كَلَامٍ سَے کہ جس  
 ظاہر ہو کہ اس کا مزاج رہبانوں کا سا ہے کہ جنگی ساری عمر مکمل اور  
 کہا لوں گی کہ تیرا پنتے پنتے بسر ہو گئی کہی گوشت کو ہاتھ سے نہیں چھوا  
 اور قطرہ بہر خون زمین پر نہیں بہا یا کہ ٹھل تک نہیں مارا قِتَادَةٌ يَكُوْنُ  
 فِيْ صُوْرَةٍ لِّسَطَامٍ بِنِ قَيْسِ الشَّيْبَانِيِّ پس کہی تو وہ صورت میں  
 بسطام بن قیس شیبانی کے ظاہر ہو وَعِيْتَبَةُ بِنِ الْحَكِيْمِ الْبَرْكُوْعِيِّ  
 اور کہی صورت عین بن حارث البرکوعی میں وَعَامِرُ بِنِ الطَّيْلِ الْعَامِرِ  
 اور کہی شکل عامر بن طفیل عامری میں وَتَارَةُ يَكُوْنُ فِيْ صُوْرَةٍ مُّشَوِّطٍ  
 الْحَيْدَرِ الْيُونَانِيِّ اور کہی مشکل سقراط عالم یونانی ہو وَيُوْحَنَّا الْمَعْدَنِيَّ  
 الْاَسْرَائِيْلِيَّ اور کہی بصورت یوحنا ہو کہ جو بنی اسرائیل میں تعمیر کرتا  
 تھا وَالْمَسِيْحُ يَمِيْنُ الْاِلٰهِيَّ اور کہی حضرت مسیح خدا پرست کا جلوہ دکھا  
 وَلِاَبْرَهِيْمَ يَصْدُقُ بِالْمَوَاعِظِ خَاشِعًا حَتّٰى تَكَادِلُهُمَا الْقُلُوْبُ تَصَدِّقُ  
 اور وہ عالم ربانی کہ جب درپے ہوتا ہے کمال خضوع و خشوع سے غفلت  
 کے تو قریب ہوتا ہے کہ اس کی باتیں سننے زہرے آب ہو جائیں اور دل  
 ٹکڑے ٹکڑے ہوں ایسی خدا پرستی اور ترک دنیا کی وہ باتیں کرتا ہے  
 حَتّٰى اِذَا اسْتَقَرَّ اَوْحَا مُتَاَطِّئًا شَرِبَ الدَّمَ لَا يَغْلِيْهِ لَا تَنْفَعُ

یہاں تک کہ جب حرب و ضرب کی آگ بھڑک چلتی ہے اور اوسمین سے لور  
 اور شرار سے اوٹھنے لگتے ہیں تو اوس جناب کو ایسی پیاس کی دہونی  
 ہوتی ہے کہ لاکھ لاکھ وہ ڈگڈگا کے خون دشمن میں مگر کس طرح نہیں  
 نہیں ہوتی۔ **مُتَجَلِّبًا ثَوْبًا مِّنَ الدَّمِ قَانِيًا يَغْتَلُوهُ مِّن تَفْعِ الْمَلِكِ**  
**بُرْقَمٌ** خون دشمن میں رنگا ہوا لال چھپا جوڑا زیب بدن کیے ہوئے  
 کہ جنیر برودہ یا نقاب کی طرح تہ بہ رن کی گرجی ہوئی تھی **وَاقْصِمُ مِّنْ نَّفْسِهِ**  
**أَلَا مَقْرُكًا** اور میں قسم کھاتا ہوں اوسکی کہ جبکی قسم ہمیشہ سے سب لوگ  
 کہانے چلے آئے **لَقَدْ قَرَأْتُ هَذِهِ الْخُطْبَةَ مِّنْكُمْ حُسَيْنٌ سَنَةً**  
**إِلَى الْأَمِينِ** کہ میں پچاس برس سے اب تک برابر یہ خطبہ پڑھتا چلا آیا **أَكْثَرُ**  
**مِنَ الْفَصْحَةِ** اور ہزاروں دفعہ سے زیادہ نوبت تلاوت پہونچی مسما  
**قَرَأْتُهَا قَطْرًا** **أَلَا وَاحِدًا** **ثُمَّ عِنْدِي رَوْعَةٌ وَخَوْفٌ وَعِظَةٌ** اور کہی  
 ایسا نہیں ہوا کہ اسنے نہایت خوف و دہشت میرے دل میں نہ پیدا کرو  
 ہو اور اور میرے واسطے و غلط و نصیحت نہوا ہو **وَأَثَرْتُ فِي قَلْبِي**  
**وَجِيبًا** **وَفِي أَعْضَائِي رُحْدًا** اور میرا دل اسے ترہ کے نہ ہل گیا ہو  
 اور نہ بند نہ لرز گیا ہو **وَلَا تَأْمَلْتُمْهَا إِلَّا وَذَكَرْتُ أَلَمِي** **مِنْ أَهْلِ**  
**وَأَقَارِبِي** وادب اب و دی اور کہی غور نہیں کیا مینے اسمین مگر یہ کہ یاد  
 کیا ہو اون لوگون کو کہ جو میرے اہل و عیال یا عزیزوں میں انتقال کر  
 گئے **وَحَيْلْتُ فِي نَفْسِي أَنِّي أَنَا ذَلِكَ الشَّخْصُ الَّذِي وَصَفَ خَالَهُ**  
 اور یہ نہ خیال میں آیا ہو کہ میرا ہی تو یہ ذکر ہے اور جسکا حال حضرت نے  
 خطبہ میں لکھا وہ میں ہی تو ہوں **وَكَمْ قَدْ قَالَ الْوَاعِظُونَ الْخُطْبَةَ**

وَالْفَصْحَاءُ مَعْنَى هَذِهِ الْمَعْنَى اور بہت کچھ واعظوں اور خطیبوں نے  
اس بارے میں لکھا ہے وَكَمْ قَدْ تَرَعَتْ عَلَى مَا قَالُوا وَتَكْرُرُ قَوْلُهُ  
حکیم اور بکثرت اطلاع پائی مینے اس کے کلام پر اور بکثرت اور مرث  
دیکھا اس سے فَلَمْ أَحِدُ بِشَيْءٍ مِنْهُ مِثْلَ تَأْتِيرِ هَذَا الْكَلَامِ اور  
کبھی کسی کلام میں ایسی تاثیر نہ پائی قَاتِمًا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لِعَقِيدَتِي فِي  
قَاتِلِهِ پس یہ تاثیر یا سبب فرط خوش اعتقادی کے میرے ہی پر نسبت  
مصنف کلام کے أَوْ كَانَ نِيَّةَ الْقَاتِلِ كَانَتْ صَالِحَةً وَيَقِينُهُ  
كَانَ تَأْتِيًا وَإِخْلَاصُهُ كَانَ مُحْضًا خَالِصًا مِنْ تَأْتِيرِ قَوْلِهِ فِي  
النَّفْسِ أَحْظَرُ وَسِرِّيَّانِ مَوْخِلَةٌ فِي الْقَلْبِ أَبْلَغُ یا یہ کہ مصنف  
نیک تھی اور یقین ان کا کامل تھا اور خلوص نیت محض خدا کے لیے  
تہا بے ل کمال تاثیر کلام معجز نظام اور بفریہ سرایت فقرات حق سمات  
قلب خلق خدا میں اور جب یہ ممد ہو چکا تو اب محل شرح خطیب  
شریف کا آسانی تَجَرُّ الْبَلَاغَةِ وَمِنْ كَلَامِهِ لَهٗ بَعْدَ تِلَاوَتِهِ الْهَلْهَلُ  
الشَّكَاوَةُ کتاب بیج البلاغہ میں ہے کہ کجملہ کلمات معجز سمات حضرت کے  
وہ کلام بلاغت نظام ہے کہ یہ ہے وہ جناب بعد تلاوت سورہ نوح  
زبان معجز بیان پر جاری فرماتے تھے وَاعْظُ كَحْتَاسِ  
کہ مناسب مقام یہ ہے کہ پہلے ہم محل و مختصر سی تفسیر اسی سورہ کی  
بیان کریں اور بعد اس کے شرح کلام معجز نظام امام ہمام علیہ السلام  
کریں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نام نامی خدا ای مہربان و رحیم  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الشَّكَاوَةُ وَرَدَتْهُ الْمَقَابِلُ لَوْ لَعِبَ مِنْ دَالِ

تمہیں کثرت مال نے یہاں تک کہ زیارت کی تہنہ قبروں کی یعنی تادم  
 واپسین اور تالب گور تم ایسے نشہ مال میں رہے کہ مال کی کچھ نہ چھو  
 کہیل کو دیر تما شے ہی میں بسر ہوئی یا کثرت قوم قبیلہ کے خیال نے  
 تمہیں ایسا لود و لعب میں بہنمایا کہ تم آپس میں بحث کرنے لگے ایک  
 کہتا تھا کہ ہماری قوم بڑی ہے اور دوسرا کہتا تھا کہ نہیں ہم میں کثرت  
 زیادہ ہے یہاں تک کہ زیارت کی تہنہ قبروں کی تہنہ میں جا کے  
 اس قصد سے کہ قبر میں گنیں جسکی قبر میں زیادہ ہوں اور نہیں کی کثرت و  
 عظمت ثابت ہو اور یہ مباحثہ نبی عہد صفا اور نبی سہم میں واقع  
 ہوا تھا حالانکہ یہ دلیل بھی اونکی ناتمام تھی اسلئے کہ کبھی کثرت معدود  
 موجب قلت موجودین ہوتی ہے اور قلت معدود میں باعث کثرت  
 موجودین اور بہر طور مؤدا اس تفسیر اخیر کی ہے کلام محقر نظام حضرت  
 کہ جو عنقریب معرض عرض میں آئے گا کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ الحق  
 وہ وقت قریب چلا آتا ہے کہ جس میں تمہر حق کمال جائے گا یعنی جب  
 تم قبروں میں دفن ہو گے اور سوال نکیرین وغیرہ کی نوبت ہوگی  
 ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ پھر بعد اس کے عنقریب تمہر حال کہ لکھا گیا  
 جب زمانہ برزخ کے بعد تمہارا قبروں سے اٹھ کر خدا کے سامنے  
 جانا ہوگا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَنَّةَ الْحَقُّ تَمَّ  
 درجہ علم و یقین جب حاصل ہوگا کہ جب تم مجسم خود دیکھو گے جہنم  
 لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ پھر تم اسے خود چشم یقین سے دیکھو گے  
 جبکہ ہل صراط او سپر لگایا جائے گا اور بحال خراب او سپر سے عبور کا

تمہیں حکم دیا جائے گا شَعْرَ لَشَعْلٍ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعْلِ  
 سوال کیا جائے گا اوس دن لغیم حقیقی یعنی معارف نامہ ہی سے  
 مثل ولایت علی بن ابی طالب اور لغیم عرفی و مجازی سے یعنی نعمات دنیا  
 سے مثلاً نیند بہر کے سونا اور سپر ہو کے لذت کھانا کھانا اور جہک کے  
 ٹنڈ اپانی پینا اور سایہ دار مکانوں میں اور ٹنڈے ٹنڈے تھی تو  
 میں رہنا اور معتدل الخلق پیدا ہونا بعد تلاوت اس سورہ کے  
 جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے یَا کَذَّابًا مَا الْبَعْدُ اے احمق  
 تامل کا مقام ہے کہ نظر تفاخر کس قدر دور و دراز ہے چشم بصیرت و نظر  
 حق بین سے و سَوَدَّ اَمَّا اَعْفَلُہُ اور زیارت قبور اور زیارت کشتہ  
 کس قدر غافل بین روز قیامت سے وَ خَطَرًا مَّا اَقْطَعُہُ اور یہ امر عظیم  
 یعنی عفت آخرت سے کس قدر ہولناک امر ہے لَقَدْ اسْتَحْلَوْا مِنْهُمْ  
 اِنِّیْ مُدَّکُو بَشِیْکٍ خالی رکھنا چاہا او نہوں نے اور ترک کر دیا حال ہی  
 قبور سے بڑے ناصح عبرت دہندہ کو خلاصہ یہ کہ عبرت حاصل نہ کی اور  
 وَ تَنَآ وَ شَوْ هُمْ مِنْ مَّکَانَ بَعِیْدٍ اور سمیٹ لیا او نہیں بڑے دور  
 دراز مقام سے خلاصہ یہ کہ قبروں کے دیکھنے سے بھی پہلو ٹا ہر  
 کہ آدمی عبرت حاصل کرے اور کثرت کے پہلو پر جانا یہ ایک دور از  
 کار امر ہے تو اون احمقوں نے جو پہلو صریح تھا وہ تو چھوڑ دیا اور دور  
 از کار اختیار کیا اَفَبِمَصَّارِعِ اَبَآئِهِمْ یَتَفَخَّرُوْنَ کیا ڈہا جانے  
 پر اپنے بزرگوں کے فخر کرتے ہیں اَمْرٌ بَعْدُ یَدِ الْیَلْکِ یَتَکَاثَرُوْنَ  
 یا شمار و گنتی سے اون لوگوں کی کہ جو ہلاک ہو گئے وہ اپنی جماعت



بڑے ہن ویرتجوں میں اُجسادِ آخرت و حرکاتِ سکنت  
 اور واپس لینا چاہتے ہیں اور بدنون کو جو ڈھانگے اور راہِ عدم  
 کو میل لے اور ان حرکتوں کو جو ساکن ہو گئیں و لاکھ یوں  
 عیبِ آخری میں اُن یوں اُمتختِ حالانکہ ان کا باعثِ عبرت ہونا  
 بہتر ہے موجبِ فخر ہونے سے و لاکھ بھڑکوا بھڑکنا لاکھ  
 میں اُن یوں اُمتختِ مقامِ عرق اور اوتار دینا اور لغشون کا شیب  
 و لست میں مناسب تر ہے چڑھانے سے اُنکے فراغت پر خلاصہ یہ  
 اُنکے ذکر و فکر سے کیا حاصل کہ وہ سب فانی و بے بس و بیکس  
 ہو گئے یہ ایسے ذلیل و خوار لوگوں کا جہنم ہے پر چڑھانا کیا ضرور  
 لَقَدْ نَظَرُوا إِلَيْهِمْ بِأَبْصَارِ الْعَشْوَةِ وَضَرَبُوا مِنْهُمْ فِي غَمَرَةٍ  
 جِتَالَةٍ افسوس ہے کہ ان نادانوں نے انہیں رتوں ہی کی گندھوں  
 سے دیکھا اور تاریکی جیل و نادانی میں راہروی اختیار کی تو استغفروا  
 عَنْهُمْ تِلْكَ الدَّيَارُ الْمَالِيَّةُ وَالشَّيْبُوحُ الْخَاوِيَةُ حالانکہ اگر ان کا  
 حال پر ہلال پوچھتے اور ویران و سنسان و ڈنڈہار مکانوں سے  
 اور ان ڈوبی و دیواروں سے کہ جنہیں وہ ہمیشہ بسر اوقات کرتے تھے  
 لَقَالَتْ ذَهَبُوا فِي الْأَرْضِ ضَالًّا وَذَهَبْتُمْ فِي أَحْقَابِهِمْ جُحَا  
 تو ضرور زبانِ حال سے وہ مکان اپنے مکینوں کا حالِ سطر سے  
 بیان کر دیتے کہ وہ بھی گمراہ گئے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کو  
 جہنم کی بجائے اور تم بھی اوس سطر جہاں رہے کہ تم نے انہیں  
 اُنکے کائناتِ اُنکے فی ہمارے اسی ناخلفوں میں چھپنے



کہ تمہارے بزرگ ہر جگہ دفن ہیں اونکی قبروں سے چھپنی کی طرح زمین  
 مشک ہو گئی ہے ۛ فَظَرْنَا إِلَى الْأَرْضِ ظَهْرًا وَبَطْنًا ۛ عَلَيْهِمَا  
 بَقَايَا وَفِيهَا خَبَايَا ۛ نظر غور سے جو ہم نے زمین کو اولٹ پٹ کے  
 دیکھا تو ایک سمت بقیہ جانداروں کا پایا اور دوسری سمت رازِ سرست  
 جیانون کے ۛ أَمَّا كَانُ فِيكُمْ وَفِي مَنَازِفِكُمْ ۛ مَلُوكًا  
 صَنَادِيدًا سَأَسْأَلُ الْكَوَايَا ۛ کیا تم میں اور تمہارے اہل ثروت لوگوں  
 میں وہ عالی جاہ شاہنشاہ نہ تھے جنہوں نے اسیاسی سیاست میں  
 سب خلق خدا کو دل ڈالا ۛ فَلَمْ يُعْطِهِمْ بَازِلٌ غَيْرَ كَفٍّ ۛ وَمَا  
 ذَبَّتِ الدُّوْعَةُ عَنْهَا الْوَعَايَا ۛ کوئی سخی ایسا نہ نکلا کہ جو اونہیں بخر کفن کے  
 اور کچھ دیتا اور اونکی رعایا نے اونکی رعایت اتنی ہی نکلی کہ اونکے پاس  
 سے قبر کے کپڑوں کو ہٹا دیتے ۛ دنیا خواہی است کش عدم تعمیر ست  
 صید اجل است گر جو ان ور پیر است ۛ ہم روی زمین پرست ہم نر زمین  
 این صفحہ خاک ہر دور و تصویر است ۛ پھر تم جو جلتے پھرتے ہو تو اونکے  
 سزوں کو کھتے ہو کہ موریوں کو اونکی روندے ہو ۛ تَسْتَبْكُونُ فِي أَجْسَادِهِمْ  
 گھاس ادا گاتے ہو اور کمیتی بناتے ہو اونکے جسموں سے جسم خاک ہوتے  
 ہیں پھر اسی خاک سے گھاس اور درخت اوتے ہیں تو حقیقت میں یہ گھاس  
 و درخت اونہیں کئے جسم اوتے ہوئے ہیں بعد استحالی کے کہنا تک مناسب  
 و مجاہدست اصل نہ ہے کی خطا صمد کہ تمہارے بزرگ لوگ بڑھاپے کے مارے  
 پیوس ہو گئے اور مر گئے کوڑے کرکٹ کی طرح بھیج ہو گئے خاک سپاہ  
 ملے آخرش گھاس بن گئے اوتے تَرْتَعُونَ فِيهَا لَفْظًا ۛ جو کچھ وہ اوتے پڑ

اوسے تم بے تکلف خر جاتے ہو گویا اونکے منہ کا اوگال تمہارے پیٹ  
کا ادھار ہے وَتَسْلُكُوْا فِیْمَا خَرَجُوْا اور رہتے سوتے ہو تم اونہیں خرالو  
میں کہ جنہیں وہ ویران کر گئے ہے جست و نیا خاکہ ان کہنے ویرانہ  
عضہ جائے محنت آباد کے ملامت خانہ پڑ گئے تم ان بس راجہ لوی دل برن  
دنیا مندر پڑ گئے یا کورست یا مست یا دیوانہ پڑ یا مثال تو دہشت  
در فضل بہار پڑ ہیج عاقل اندرین جائے نسا زو خانہ پڑ وَاَمَّا الْاَیُّكُمُ  
سَیَّئِلُكُمْ وَبَیِّنُهُمْ ذَاکَ وَتَوَّاکِ عَلَیْكُمْ اور حسب قدر دن تمہارے اور  
اونکے درمیان میں حاصل ہیں یہ فقط نوحہ گراونکے ہیں اور رونے بیٹھے  
والے تمہارے ہیں اُولَئِکُمْ سَلَفٌ غَآیِبُکُمْ وَفَرَّطُ مَنَاہِلُکُمْ  
الَّذِیْنَ کَانَتْ لَھُمْ مَقَاوِمُ الْغَیْرِ وَحَلَبَاتِ الْفَحْرِ مَسْلُوکًا وَسُوْقًا  
یہی لوگ تو تم سے ہی پیشتر تمہارا انجام دیکھ چکے ہیں یعنی جیسا کہ تمہارا انجام  
مرگ ہے ویسا ہی انکا بھی انجام تھا اور ذائقہ مرگ یہہ تم سے ہی پیشتر چکے  
ہیں اور تم سے پہلے ہی جس لہاٹ تم بانی پیا چاہتے ہو وہیں پہنچ گئے ہیں  
اب جنہیں بے بس و بیکس پاتے ہو یہ وہی تو ہیں کہ جو مقام عزت و اتقا  
پر پہنچ گئے تھے اور بڑے فخر و بزرگی کے لوگ تھے اور بڑے بڑے بناو  
سرکش تھے وَاَعْظِیْ اٰیَاتِ

زمزمی کبر شیار شو  
کہ فردا شو ہی عسرت ویکہ ان  
حسان مرگش آخر میکدم گرفت  
نظر کن کہ چون خاک شد میکدمش

ولا یکدم از خواب بیدار شو  
بعسرت نظر کن سوئی رفتگان  
سکندر کہ صد سال عالم گرفت  
بزرگے کہ سواری بگردن سمرش

ز آغوش ہجو ایشو بخ و شنگ گرفتست گورش در آغوش تنہا

## ملک الشعرا اسیر

ہر کمالی راز والی ہر ہجاری راغوش  
بے نشانی ہما مال صا سبب  
ساکنان شہر ہستی کاروان  
رہبر و آغا قطع منزل میکند  
شد شکار پنجہ گرگ اجل نوشیرون

آہ از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جان  
بی ثباتی ہما بنائی قصر چار کان  
راہی انداز شہر ہستی ہر سحر سوی  
ہر کہ وار و گشتہ است امروز فدا بگر  
حشمت بکند و سلطانی دار اماند

مایہ داران تمول تاجداران شکوہ

جملہ زیر خاک گردیدند گنج آسمانان

سَلَكُوا فِي بُطُونِ الْبَرِّ رُخَّ سَبِيلًا يَعْنِي وَهْ اَمَوَاتِ رَاهِ جَلِّ شَكْمِ بَرَزْ  
مِنْ بَرَزْ اَوْسِ زَمَانِے كُوْتِے ہِن كِه جَوِ وَقْتِ مَرگِ سَ قِيَامِ قِيَامَتِ  
تَكِ مَمْتَدِے خِلَاصِہِ بَہ كِه نُو مَسَافِرِ مَلَكِ عَدَمِ مَوْتِ كِے مَنہ مِیْنِ اَوْرِ بَرَزْ  
كِے شَكْمِ مِیْنِ اَوْرِ بَرَزْ مِیْنِ قَبْرِ كِی سَرنگِ مِیْنِ جَلِّ اَوْرِ السَّيْرِ رَاهِ تِیْر و تَارِ مِیْنِ  
رَہر و سِی اَخْتِیَارِ كِی سَبْ ٹھا ٹھہ پڑا رَہا لَے كَا حَبِ كُو بَچ كَر لِگَا بَخَارِ  
سَلَطَتِ الْاَدْوُضُ عَلَیْہُمْ فِیْہِ زَمَانِ بَرَزْ مِیْنِ زَمِیْنِ یَا دِیَكِ اَوْنِ  
مَسَلَطِ كَر دِی كِی وَاكَلَتِ مِیْنِ كُؤْمُومِہُمْ وَ شَرَبَتِ مِیْنِ دِمَآئِہُمْ لَہِ  
وہ گوشت و پوست او لگا کما گئے اور خون اوں کا لے گئے فَاصْبِرْ  
فُجَوَاتِ قَبُورِہُمْ جَمَادَا لَہِ یَمُوتُونَ وَ ضَمَادَا لَہِ یُوجَدُونَ لَہِ سَجْ  
ہوئی اوں مِیْنِ تَارِیَكِ قَبْرِ و نِ كِے گوشتوں مِیْنِ مَنزِلِہِ جَمَادَاتِ كِے كُؤْمُومِہُمْ  
نَمُودِ حَس و حَرَكَتِ سَے كَچھ سَر و كَارِ نَمِیْنِ اَوْرِ قَبْرِ و نِ مِیْنِ اِیْسَے چَہِے كِے لَہِ

لاکھ اور نہیں ڈھونڈو تو یہی اونکا کہیں پناہ میں خلاصہ یہ کہ کر جاننا  
 و عذاب قبر سے ایسا سو کہہ کے کاٹا ہو گئے اور ایسے بڑے بڑے  
 کہ فیض لاغری سے نظر میں ہی نہیں آسکتے لاکھ لاکھ اور نہیں ٹول کے  
 دیکھو لا یَقْنُ عُمْرُ وُورُودُ الْاَسْوَالِ وَ لا یَقْنُ خُفْرُ تَلْوَ الْاَسْوَالِ  
 نہ اب کسی امر ہو لاکھ سے ڈرتے ہیں نہ کسی امر ناگوار کی پروا کرتے ہیں  
 دنیا میں تو یہ نازک مزاجیان تھیں کہ ذرا سی ہوا سی تند و تیز آفت  
 سے ہی بے چین ہو جاتے تھے اب کیسی ہی تیز و تار آمد میان آئین باپ کی  
 زلف سے اپنا زور و کاما آئین تڑا قے کی دھوپ برابر قبر پر رہے کسی حیرت کی  
 نہ اور نہیں خبر ہے نہ مطلق کسی کا خوف و خطر ہے وَ لا یَحْفَلُونَ بِاَللّٰهِ  
 وَ لا یَحْفَلُونَ بِالْمَوْتِ وَ لا یَحْفَلُونَ بِاَللّٰهِ وَ لا یَحْفَلُونَ بِاَللّٰهِ  
 بہ نچاں وغیرہ کے نہ تو اندر ہناک ہوتے ہیں اور نہ کسی آفت آسمانی  
 اور بلا سے ناگمانی کو مثل بچی کی کرک اور بادل کی گرج اور آندہ کی سنسنی  
 کو کان و ہر کے سنتے ہیں غیباً لا یَنْتَظِرُونَ وَ لا یَحْضُرُونَ  
 ایسے مسافر ہیں کہ سیکو اونکا انتظار و امید واپسی نہیں اور ہمارے پاں  
 قبر و زمین وجود ہیں مگر ہم تک نہیں آسکتے اپنے جاہ و زمین مسافر  
 راہ عدم بناؤ اور جاہ و موجود غیر حاضر و ظاہر و باطن کا گواہ جمعاً  
 قَتَلْتُمْ اَوَ لَآ تَفْقَهُوا اِیُّیْهِمْ کُلِّیْ بَاتِیْہِ کہ وہ سب اکٹھے  
 ہر گردش زمانے سے متفرق ہو گئے اور ابتدا میں سب ملے جلے رہتے تھے  
 اب پراگندہ ہو گئے ہر امام وصال و صحبت سیم تنان و در عالم خواب  
 اتصال سے شہد و رفت و مآعن طول عہد ہم و لا بعد محاط

عَجِيتَ اخْبَارَهُمْ وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ اسی تو اتنا غصہ نہ گذراتا اور نہ  
 اتنا دور جا پڑے تھے کہ اب بالکل اونکے نیک و بد کی سنگن نہیں ملتی اور اگر  
 اونکے سنسان و ویران او جڑے پڑے ہیں اور نہیں اب وہ پہل پہل نہیں  
 اور کیلی آہٹ اور جاب بھی نہیں سنائی دیتی وَلَكِنْهُمْ سَفُّوا كَانَسًا  
 بَدَلَتْهُمْ بِاللُّطْفِ خَرَسُوا وَالسَّمْعُ صَمَمًا وَالْأَحْكَاتِ سَكُونًا  
 لیکن اونہوں نے ایسا جام بی لیا کہ بولتے بولتے اور چمکتے چمکتے اور چھا  
 چھاتے یکایک جب ہو گئے نہ مونہ سے بول سکتے ہیں نہ کانوں سے  
 سن سکتے ہیں اور نہ اونہیں کبھی حسی و حرکت باقی ہے فَكَأَنَّهُمْ  
 فِي اَرْجَالِ الصَّفَةِ صَحْرٰی ثَبَاتٍ پس ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے  
 کہ چین سے وہ آنکھیں بند کیئے خواب غفلت میں پڑے سو رہے ہیں یہ  
 دُعا دیکھ جہت سے سوتے ہیں غافل و مزاروں میں بہنے کفن کیسے  
 کیسے مدت کے جاگے ہوئے قبروں کے تنہا نے اور خلوت خانوں میں  
 نہ نیند بہر کے سوئیں تو بہر کمان سوئیں **لرباعی** رخ سب بہر کے منہ  
 دکھایا ہے تجھے مہر کے مسافر نے بسا یا ہے تجھے کیونکر نہ لپٹ کے  
 تجھے سوؤں اسی قبر میں بیٹھی جان کہو کے یا یا ہے تجھے **پنجم**  
**لَا يَتَأَلَسُونَ وَآحِبَاءُ لَا يَتَزَاوَرُونَ** ہمسایہ تو ہیں لیکن محبت الفت  
 نہیں ہم ہو نچا سکتے اور آپس میں دوست تو ہیں مگر کیلی ملاقات کو جا  
 نہیں سکتے بَلَيْتَ بَلَيْتُمْ عُرَى التَّعَارُفِ وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ  
**اَسْبَابُ الْاِخْوَانِ** رشتہ محبت و تعارف کا بوسیدہ ہو گیا حالانکہ  
 سے وہ درمیان اونکے قوی و مستحکم تھا اور سب بہب دوستی اور ہمسائی

کے قطع ہو گئے یعنی وہ لوگ یاربائش اور جگت آشنا جو عادی  
 اسکے تھے کہ آپس میں محبت و الفت رکھتے اور شادی و غمی ہر حال  
 میں شریک رہتے وہ دفعۃً ایسے گرے کہ پہر نہ سنبھلے اور ایک کو دوسرے  
 کی خبر نہ رہے اور آنگہ بند ہوتی ہی اجنبی وغیرہ ہو گئے خلاصہ یہ کہ کیسا ہی  
 عزیز قریب و دوست دلی ہو مگر وہ مرتے ہی اجنبی ہو جاتا ہے اور غیر  
 نظر آتا ہے فَكُلُّهُمْ وَجِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ وَبِجَانِبِ الْحَجَرِ وَهُمْ  
 اخْلَافٌ پس یہ عجیب بات ہے کہ وہ سب کے سب تنہا ہی ہیں اور ایک جگہ  
 پر جمع بھی ہیں یعنی دیکھنے میں تو سب پاس پاس ایک ہی تکیہ میں سب  
 جمع ہی ہیں اور الگ بھی ہیں کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں اور آپس میں  
 دوست بھی ہیں کہ ہمیشہ دوستی کا دم بہرا کیے اور پھر باوجود این ہمہ  
 بد ابھی ہیں کہ کچھ دید و باز و دید ہے اور نہیں ہے۔ وَكَانَ زَيْنٌ لَا يَكْفُرُ  
 لِلَّيْلِ صَبَاحًا وَلَا لِلنَّهَارِ مَسَاءً اور نہیں کچھ خبر نہیں کہ صبح کہاں ہوتی  
 ہے اور شام کہاں ہوتی ہے اَيُّ الْحَدِّ يُدْكِنُ خَلْعُوا فِيهِ كَاءَ عَلَيْهِمُ  
 سَرْمَدًا وہی دن یا رات جس میں انہوں نے ملک عدم کی راہ لی  
 قیامت تک اوپر محیط ہے مثلاً جو لوگ جمعہ کو فوت ہوئے قیامت تک  
 وہی جمعہ اوپر چھایا رہے گا بجز روز قیامت کے اور کوئی دن اور نہیں  
 دیکھنا نصیب نہوگا خلاصہ یہ کہ جس روز وہ فوت ہوئے اوسکا فردا  
 بجز فردا ہی قیامت کے اور نہیں شاہدُوا مِنْ اَحْطَا دِحْيَا رِہْمُ  
 اَفْطَحْ مِمَّا خَافُوا وَتَدْرَا مِنْ اَنَا تَقَا اعْظَمُ مِمَّا تَدْرُو اِنِّی  
 کہ یعنی قبر کے ایسے خطرے دیکھو کہ وہ بہدار ج زیادہ تھے اونی



وہ مشقوں سے کہ جنگا وہ ہمیشہ تصور کیا کرتے تھے اور چشم خود دیکھ لیا  
ایسے علامات و آثار خوفناک کو کہ جنہیں زندگی میں تجویز کیا کرتے تھے  
فَكَلاَ الْغَايَتَيْنِ مَدَّتْ لَهْمُ إِلَى مَبَاءَةٍ فَانْتَبَهَتْ مِنَ الْخَوْفِ  
وَالرَّجَاءِ پس دونوں غایتیں یعنی خوف و رجاء سے بیدار ہوئی اور  
مرت مدد تک یعنی تمام عمر اور پھر دفعہ آگے مقام خوف و رجاء یعنی  
جو باتیں ہمیشہ سے تمام عمر ان کے ساتھ رہیں اور جسکا خیال ان میں تھا  
وہ اب دفعہ آگے گئیں فَلَوْ كَانُوا يَنْطِقُونَ بِمَا لَعَنُوا لَعَنُوا لِمَا  
شَهِدُوا وَمَا عَايَنُوا پس اگر وہ کلام کر سکتے تو ہرگز نہ بیان کر سکتے  
جو کچھ کہ معائنہ اور مشاہدہ کیا انہوں نے اہوال قبر سے وَلَئِنْ كُنْتُمْ  
أَنَارُهُمْ وَإِنْ قَطَعْتُمْ أَخْبَارَهُمْ لَقَدْ دَجَعْتُمْ قِيَمًا بَصِيرًا  
الْعَبْدِ اور اگر نابید و ناپید ہوئے آثار و علامات ان کے اور منقطع و  
مسدود ہوئیں خبریں ان کی لاکھ لاکھ جس کو مگر خاک نہیں معلوم ہوتا کہ  
عدم کے مسافروں پر کیا گزری نہ پہلی معلوم ہونہ بری یہ تو سب کچھ  
ہے لیکن باوجود این ہمہ ہر ہر ایمان و نین بصیرتین عبرت کی و شوق  
حَقُّهُ إِذَا نَالَهُ الْعُقُولِ اور سنا ان سے گوشہائے عقول نے خلاصہ یہ  
کہ اگر وہ آنکھوں سے او جہل ہو گئے تو کیا حرج کہ چشم بصیرت اور عبرت  
کی آنکھ تو انہیں دیکھ سکتی ہے اور اگر ان کی خبریں کا لون سے نہیں  
سن سکتے تو گوش دل و عقل سے تو انکا حال سن سکتے ہیں وَتَكُونُوا  
مِنْ غَايِرِ حَقَائِقِ النُّطْقِ اور کلام کرتے ہیں غیر حقیقات نطق سے یعنی  
گو کہ وہ اپنی زبانوں سے نہیں بول سکتے لیکن زبان حال سے اپنا حال

بیان کرتے ہیں فَقَالُوا اَكَلَتْ الْوُجُوهُ النَّوَاضِرُ وَخَوَّتْ اَلْجَسَامُ الْعِشَاءُ  
 پس اوسی زبان حال سے کہتے ہیں کہ در کے مارے سہم گئے اور پوچھ گئے  
 اور مر جہا گئے اور پھول کی طرح لہلا گئے ہمارے وہ جہرے کہ جہرے بنا  
 و رعنائی سے تروتازہ تھے اور خاک میں مل گئے وہ جسم کہ جو نعمت و  
 تازہ بردہ تھے رباعی افسوس کہ کا رخاں کنن پوشش شہزادہ و زخاں  
 یکا کہ فراموش شدند کہ آنا کہ بعد زبان سخن سے گفتند کہ آیا شہزادہ  
 کہ خاموش شدند و اَبَسْنَا اَهْلُ اَمْرِ الْبَلَدِ وَ تَكَادَ نَا ضِيقُ الْبَضِيعِ  
 اور کنگی کا جامہ پہن لیا مہنے اور تنگی قبر نے فشار ویدیا ہمیں و لو انما  
 الْوَحْشَةُ اور ہمارے حصہ میں آگئی تنہائی و یکسوی فُتْکَمَتْ عَلَيْنَا الْوُجُوهُ  
 اَلْجَسَامُ اور محیط ہوئے ہم مقام ویران و سنان و خاموش یعنی  
 بلند بلند مقبرے خلاصہ یہ کہ خاک کے بڑے بڑے تودوں اور اونچے  
 اونچے پہاڑوں کے نیچے ہم دیکھے فَا نَحْتُ مَحَاسِنُ اَجْسَادِنَا وَ تَنَکَّرَتْ  
 اَعَارِفُ مَمُورَاتِنَا پس محو ہو گئے حسن ہمارے بد لون کی اور بدل گئیں  
 صورتیں ہمارے وَ طَالَتْ فِي مَسَاكِنِ الْوَحْشَةِ اَقَامَتُنَا اِرْبَابُ الْبُلُوْغِ  
 مقامات تیرہ ہمارے وحشت ناک میں ہمارے اقامت بود و باش نے نہ  
 دریا باغ و نیگیسی حیرا ہرے باتوشہ بامر کہے و در شہستان  
 لہر باخ و ببر و از عمل شمع چراغے کو کہے و لَمْ يَجِدْ مِنْ كَرِيْهِ فَرَجًا  
 و لَمْ يَنْضِيقْ مُتَسَعًا اور سیرح کرب سے فرصت ہننے نہائی  
 اور نہ کسی تنگی سے وسعت و فراخی ہاتھ آئی فَلَوْ مَثَلَتْهُمْ بِعَقْلَانِ  
 کُشِفَ عَنْهُمْ حُجُوبُ الْغَطَاءِ لَآكِ لَیْسَ اَلْغُرُورُ مِنْ نَصْرِ كَرِيْهِ تَوَاوَلَا



اور اونکی صورت اسنے خیال میں نہ لائے یا غیب سے بڑے درمیان  
 سے اوٹھ جائیں وَقَدْ اَنْشَخْتَ سَمَاعَهُمْ بِالْهَوَاۗءِ فَانْسَلَتْ حُلَاۡكُمُ  
 بخوبی در آئے اور پیر گئے گئے اور انکے کانوں میں پس ہر سے ہو گئے  
 وہ بلکہ وہ کپڑے اور نگاہیں پاک کہا گئے وَ اَلْخَلَّتْ اَبْصَارُهُمْ سَبَآ  
 الذُّرَابِ فَخَسَفَتْ اور بجای سرمہ اور انکی آنکھوں میں فانی ہو گئی پس  
 گئیں آنکھیں اور گھل گئے و سبیل و لَقَطَعْتَ الْاَبْصَارَ اَبْصَارُهُمْ  
 بَعْدَ ذٰلِكَ قَتِيۡقًا اور قطع ہو گئیں زبانیں مومنہ میں بہرہ دارانہ دولت  
 و تیزی کے خلاصہ یہ کہ جو زبان زمان حیات میں مقرر اس کی طرح تھی  
 سے چلتی تھی اب وہی زبان گویا گویا قطع ہو گئی وَ هَمَّ قَتِيۡقًا  
 فِيۡ صُدُوۡرِهِمْ بَعْدَ يَفْظِيۡتُ اور مردہ اور زمرہ وہ ہوتے دارانہ  
 سینوں میں بعد بیداری کے وَعَاثَ فِيۡ كُلِّ جَاۡرِحَةٍ سِنْفًا سِنْفًا  
 بلی سمجھا اور خراب کر دیا اور انکے ہر ایک عضو و اندام ہوشیاری کو ایک  
 جدید اور نئی کمٹکی نے وَسَوَّلَ طَرِيۡقَ الْاَلْفَاۡةِ اِلَيْهَا اور سبیل اور آسان  
 کر دیا لہذا اسکی جانب اور نئی نئی راہیں نکال دیں آفت و بلا کے کو  
 اور اسکی طرف مُسْتَسْلِمَاتٍ فَلَا اَيۡدِيۡنَ تَقُوۡعُ وَلَا قُلُوۡبٍ تَجِيۡحُ اور حیل  
 یہ ہے کہ وہ آمادہ و مطیع آفات ہیں پس نہ تو ایسے ہاتھ ہیں کہ وہ و  
 اون آفتوں کو ہٹا سکیں اور نہ ایسے دل ہیں کہ جو جزیرے و جزیرے کو  
 محاسنین لکھ لکھ کر اَشْجَانٍ قُلُوۡبٍ اَتَكَتۡ اَعۡجِيۡوُنَ خلاصہ یہ کہ اگر اس  
 حال میں تصور اموات کرے تو بحر رنج و الم دل و خس و خاشاک چشم اور  
 کچھ نپائے کا حزمین سے آہستہ برگ گل بہ فشان بر مزار ماہ بے ناکست

شیشہ دل در کنار ما پدا عطر سے قبر کو ٹھیس نہ لگ جائے کہ میں با صبا  
 شیشہ نازک دل کا مرے کچھ دھیان رہے کہ ہر من کی فطاعت  
 صفت حال لا تشقل و عمر لا تنقطع اور اونکے واسطے ہر ذلت و  
 رسوائی سے ایسے صفت و حالت پاسے گا کہ کہی وہ  
 تغیر نہ پائے اور کہی وہ بھلی نہ ہو اور کہی اس سے نجات و رهایی  
 ہاتھ نہ آئے فکر اکلت الارض من عجزت حسیدا و انفق لون کانت  
 فی الدنیا عذی قوف و ذی ب شرک و یس اکثر زمین کہا کسی نے جو  
 و خوشنما بد اون کو اور خوش آئند رنگتون کو کہ جو دار فانی میں غدا  
 نور و ناز و نعمت و پروردہ شرف و رفعت سے خلاصہ یہ کہ ہزاروں  
 نازک نازک بدن اور تر و تازہ رنگ و ناز پروردہ لوگ ایک دم میں بید ہو  
 پوند خاک ہو گئے اور اس طرح زمین او زمین کہا گئی کہ گویا کہی وہ پیدا  
 نہی ہوئے تھے تیغاً بالسرور ہے ساحتہ محزنہ وہ نازک بدن  
 کہ غم کے وقت بھی فرحت و مسرور ہاتھ سے نہ تھے و یفرح خائے  
 السکوۃ ان مصیبتہ نزلت پہ از سوجہ تسلی ہوتے تھے اگر کسی  
 مصیبت میں پہنچ جاتے تھے یعنی ایسے خوشحال تھے کہ اگر اتفاقاً  
 مصیبت میں بھی پہنچے تو اسکی پروا نہ کی اور اس طرح اپنی تسلی کی کہ  
 چنان نماز جنین نیز ہم خواہد ماند یا یہ معنی لیے جائیں کہ متوجہ تسلی  
 ہوتے تھے ہنگام مصیبت میں ضحاک بختارۃ حکیشہ و شحاحۃ  
 بالہوہ و کعبہ بوجہ کمال بخل کے ساتھ اپنی زندگی کا فی خوب امور و لعب  
 مرغوب کی آئینے یہ جلی حوالے جو مصیبت میں کرتے تھے اور بچ کو اپنے

پاس نہ کھڑا ہونے دیتے تھے یہ محض بوجہ حرص و رغبت کے عیش و عشرت  
 دنیا کے جانب تھا فیکینا ہو لیکن اَلْی الدُّنْیَا وَتَضَعُکَ الْیَمَیْنُ فِی ظِلِّ  
 عَقْلٍ پس اسی اثنا میں کہ وہ شخص زیر سایہ عیش و عشرت خواب غفلت  
 میں کہل گیا وہی دیتا تھا اور دنیا ہی ہنس ہنس کے اور شہے مار مار کے  
 اوس کا ساتھ دے رہی تھی اور دل و جان سے اوس کی طرف سے  
 مخاطب تھی اِذْ وَجَّی الدَّخْرُ بِہِ حَسْبُہُ کہ ناگاہ و یا مال کر دیا اوس سے  
 زمانہ خدار اور فلک کھینٹا لئے وَفَقَضَتْ الْاَمَامُ فُؤَادُہُ اور اوڑ دیا  
 زمانہ نے زور و شور اوس کا وَنَظَرَتْ اِلَیْہِ الْاَحْزَانُ مِنْ کَثَرِ اُوبِی  
 قریب سے زور پہونچے موت نے رانت جمائے اوس پر اور شیر کھیل  
 دیکھی لگا کے بہت غنائے مشکلی بازہ کے اوس پر نظر ڈالی بقول حضرت  
 بحر العلوم لَا تَنْسَ ذِکْرَکَ مَا دِمِ الدَّارَاتِ ۝ اِنْ کَوْنَتْ جِئُہُ فُجُوْا  
 اَیْتِ ۝ خبردار کہی نہ ہونا اوس دشمن کو کہ جو بیچ و بنیا و سب لئے توں  
 کی ہمار کر دیتا ہے اور اگرچہ تو اوس کے پاس نہیں جاتا بلکہ اوس کے نام  
 سے ہاگتا بہر تا ہے مگر وہ از خود تیری طرف دوڑا چلا آتا ہے  
**حکایت** والد ماجد مغفور و مہر و سلطان العلماء جناب رضوان  
 مآب اعلی اللہ مقامہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کی بھی غفلت کا عجب  
 حال ہے کہ صدا ہوا غلط اور باخدا نا صحت اسی موت سے ڈرایا کرتے  
 ہیں اور یہ کہہ خیال میں نہیں لاتا حالانکہ اگر غور سے دیکھے تو موت ایسی  
 بلا سر پر کھڑی ہے کہ اگر ہزاروں واعظ و خطیب اس کو مٹھیں کرتے اور  
 ڈھنڈورے ڈھنڈورے پڑھتے پڑھتے اس کا کہی موت نہ آئے گی

تو جی باور نہ کرتا اور ہر وقت اوسکے تصور میں رہتا اور کسی طرح  
 زمین نہ چڑتا۔ تاکا کہ اجل نے نقد جان ہوسونے والوں جالو  
 جالو اسے سوی قبرستان گزارہ کن کہ خوش یوم و برسیست ہوسنہ  
 ہوسنہ یارو گل رخ زمین برسیست ہوش ہوش مردمان از زمین  
 غفلت پرست ہورنہ ہر نقشہ بدوش واعظ بر منبرست حکما  
 ایک بادشاہ جم جاہ بادشاہت سے تھمور اور نشہ دولت میں جورتا  
 قبول تھمے بادہ پر خوردن ہمیشہ نشستن سہل است ہرگز نہ  
 بیسیست نگر دی مردی ہورور ہم و دینار کے خمار میں سشار  
 تما ایک روز کئے لگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ راحت دنیا ی فانی رنج و  
 زحمت سے خالی نہیں اور ہر لذت نوش کو گزندیش در پیش ہے  
 مگر مجھے اس میں کلام ہے آج رات کو جشن شاہانہ ہو اور کیسا ہی حد  
 جانکاہ در پیش ہو مگر مجھے اوسکی خبر نہ کی جائے اگرچہ ولیمو بھی مر جائے  
 کہ ایک شب کی نوراحت ولذت بے غل و غش ہو جائے اور یہ کلیہ  
 ٹوٹ جائے پس یہ سب سامان ہمایا کر کے مصروف رقص و سرود  
 ہوا اور جو جو رات گذرتی جاتی تھی اسکی امید تھم جاتی تھی آخر  
 نوبت باہیجا رسید کہ سحر کو وہ گاہن کہ جسے بادشاہ دل سے چاہتا تھا  
 اور اسیر دام محبت تھا وہ رقص کرتے کرتے کہنے لگی کہ مجھے کچھ  
 ہے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے انار کے دانے چیل چیل کے اوپر  
 کہلانا شروع کیئے اتفاق سے کوئی انار کا دانہ اوسکے نچوڑ میں  
 چڑھ کر رخ میں پہونچا اور ایسا حد مدہ ہوا کہ وقفہ وہ مر گئی جب

بادشاہ کا نقشہ ہرن ہو گیا اور زمان حال سے انہوں نے ان اشیا  
سے نرم شروع کیا یہ یاد آقا قدس سرہ دایا ولہ : ان الحوا  
قد یطریقنا سجاداً + خوشی خوشی غافل سونے والی اگلی رات  
کچھ تجھے یہ بھی خبر ہے کہ بہت آفتین بجے کو نازل ہوئی تین سے لاکھ  
بلکلیطاب اولہ : خوب ازخیریل ایچ الذکار : خبر در کہی نگہی رات پر  
نہ خوش ہوئے بنا کہ اکثر بچہلی رات آفتون کی آگ بڑھکا دیتی ہے  
عادۃ ثوابا کف المکھیات وقد : گانت محاکات جیداً انا وانا  
خاک میں : گئے نرم نرم سرخ و سفید ہاتھ کمانڈر رہا عورتوں  
عبد و سجاتے بجاتے : گئے کھٹکے : گئے اوس تیر غنیمت  
موت کے نظر جاتے ہی اسکا زہرہ آہ : ہو گیا اور بزدلی سے  
ہاتھ پاؤں محال کے ٹر ہال ہو گیا اور چھانیا اوسیر ایسا فہرست  
کبھی اوسے تصویر بھی نہ تھا یعنی دفعۃ ایسی بلای ٹاگہانی میں پہنچا  
کہ جو قور میں ہی نہ تھی دیکھی ہو ماکان : بچکا اور اسے اندر  
نہانی میں پہنسا کہ کبھی اوسکا نام و نشان ہی اپنے بدن میں نہ پاتا تھا  
و تولدت فیہ فکرات علی یاتو ہلا جیکا تھا یا لیکایک سستی  
بیماریوں کی اوسکے بدن میں پیدا ہویدا ہو گئیں انشی میاگان صحتیہ  
ایک مدت میں انس ہم ہو چایا اوسنے اوس جہر سے کہ موافق اوسکی  
صحت و تندرستی کے تھی خلاصہ یہ کہ جب اوسنے اپنے نہیں مبتلا  
ان حالوں میں پایا تو انس ہم ہو چایا اور جاہا اوس حال کو کہ جاہا  
زمانہ صحت میں حاصل تھا پس اوسکے کرنے کے لئے ناچار دست

دوا من ہوا علاج معمولی الہبا کا جسکا ذکر یہ ہے فقیر الی ما کان  
 خورہ الا طیباً پس یہ حال دیکھ کے وہ کہہ اے جبک پڑا اوس  
 طریقہ دوا کی طرف کہ جسکا اوسے عادی کر دیا تھا طیبون نے من  
 لکھیں الحار بالقاء بسبب برودت حرارت میں تسکین دینے سے  
 یسرک یسک البارد بالحاء اور سرد میں حرارت دینے سے بسبب  
 گرم کے یعنی آخر کو وہ مجبور ہو کے صحت کے واسطے معمول قدیم طبایا  
 اپنے علاج بالفسد کے جانب مائل ہوا کہ کسید طرح بھی باعث شفا ہو  
 فلو کلف یبارد الا ثور حرارۃ پس تدبیر اولیٰ اولٹ گئی کہ جب اوسے  
 چاہا کہ وہ حرارت جو مرض سے اوسکے بدن میں بھر رہی تھی دبا  
 سردت سرد ہو تو وہ حرارت اور زیادہ ہوئی بسبب فطرہ محمد کے  
 اور انسداد و مسامات وغیرہ کے ولا تحک بجار الا بقیع بسر فدا اور نہ  
 حرکت دی مادہ کو دوا می گرم سے مگر یہ کہ سردی اوس سے بڑھ گئی  
 باین طور کہ وہ برودت غریبہ کو بسبب ضعیف قوت دفع نہ کر سکے تا انکہ  
 طبیعت کمزور ہونے لگے اور وہ برودت غریبہ حرارت غریبہ اصلی پر  
 ہی غالب آگئی ولا احتدل بجمان لتلك الطبایع الا آمد منها  
 کلی ذات داء اور نہ اعتدال جہم پہنچایا اوسنے ملائے سے اون سرد  
 و گرم طبیعتوں کے مگر یہ کہ مدد کی اوسنے ہر صاحب مرض کی یعنی لاکھ  
 لاکھ اوسنے معتدل دوا اون کا ہی استعمال کیا جیسا کہ معمول طبایا  
 علاج دفع الشیخوخہ وغیرہ میں ہے لیکن یہی اوسکا مرض بڑھتا گیا  
 حتہ فتر معلکہ یہاں تک سست اور عاجز آگیا علاج کرنے والا

وَذَهَلْ مُرْصِدُهُ اور غافل ہو گیا سہارا اور سکاؤ تقایا اہل  
 لِصِفَةِ دَائِمِہ اور در ماندہ اور عاجز ہو گئے اہل و عیال اسکے  
 بیان سے اسکے مرض کے و خروا خروا جواب السائلین عدتہ  
 اور اسقدر لوگوں کے اور نکاحاں بوجہ مالہ ان کو تباہ تباہ تباہ  
 گئے اور گونگے ہو گئے و تَنَزَّاعُوا دُونَہ اور اسکے پاس آپس میں  
 حکم کرنا شروع کیا شیخ خلیفہ بن محمد اس خبر و مشورہ مرگ میں نفی  
 فَقَالَ هُوَ مَا يَسْ كُنْ لَوْ لِي تَوْبَةٍ كَيْفَ سَبَّ آثَارِ بَنِي سَبَّ  
 اب زیست کی کیا صورت دیکھیں اِنَابَ عَافِيَتِهِ اور کوئی آرزو  
 دلائے کہ یہ پہنچا ہوا جائے گا تم کیون گہرائے ہو و مَنَاسِكَہ  
 عَلَی فَقَدِہ اور کوئی صبر دلائے اوسمیں اسکی جدائی پریدہ گھر سے  
 الْمَاضِيْنَ مِنْ قَبْلِہ اسطرح پر کہ یاد دلائے پیر وی اکلون کی اور کوئی  
 موت کے پنجہ سے کون بچا ہے سبھی نے یہ کہہ کیا تم حبشہ نیش زو  
 بے وجہ اپنی جان نہ کہو و فَعِيْنَا هُوَ لَكَ عَلٰی جَنَاحٍ مِنْ شِرَاقِ الدُّنْيَا  
 وَتَوَكَّلْ اَلْحَيَّةُ پس اسی حال میں کہ وہ بازو پر یعنی قریب فراق دنیا و  
 ترک مہستان بادفا ہوا اور اسکی اہر تر لگ رہی ہوا ذِ عَرَضُ لَہ  
 عَارِضٌ مِنْ غَضَبِہ کہ ناگاہ طاری ہو جائے اوپر ایک حالت  
 غصہ موت سے فقہائے کرام لَوْ اِنَّا فُطِنَاہ پس متحیر ہو جائیں وہ تر  
 عقلیان اسکی کہ جو نفوذ کرتی تھیں ہر امر دقیق و باریک بین و  
 يَكْسَتْ دُخَانِہ اُنہ اور خشک ہو جائے تری اسکی زبان کی فلم  
 مِنْ مَّحْمَرٍ مِنْ جَوَابِہ عَرَفَہ فَعَزَّزَہ پس اکثر ایسے ہوا سبھوں



کہ بڑی کد کرب اونکے بیان میں اور بہر مجبور ہو گئے نہ بیان کر سکے  
 اوسے وُدَّ عَاءَ مَوْلَاهُ لِقَابِهِ سَمِعَتْهُ فَنَصَّاهُ عَنْهُ اور کہ جس  
 کو پکارے سنے کہ جسکی آواز سے دل چین ہو جائے مگر باوجود اسکے  
 کہہ کہ اسکے اور مجبوری اوسپر صبر کرنا پڑے میں گپڑگان لَعْنَتُهُ اَوْ  
 صَنِيفَتُورِکَانَ یُوحِیْہُ اور وہ آواز اوس بزرگ کی ہو کہ جسکی تعظیم ہمیشہ  
 محفوظ ہو با اوس خور کی ہو کہ جسراوسے کمال شفقت ہو دَانِ  
 لِّلْمَوْتِ لَعْنَاتِہِیْ اَقْطَعُ مِنْ اَنْ تَسْتَعْرِقَ بِصِفَتِہِ اَوْ تَعْتَدِلَ  
 عَلَیْہِ اَحْقُولِ اَهْلَ الدُّنْیَا اور بیشک موت کی کچھ ایسی سختیاں ہیں  
 کہ وہ بدترین اور اس سے بڑھ کے ہیں کہ بیان میں آسکیں یا درست  
 وراست ہو اہل دنیا کی عقلوں پر واقعی جانکندنی کے ایسے خداوند  
 ہیں کہ خدا ہی اوپر ثابت قدم رکھے اور اصل ایمان کو مشرزل نہ ہونے  
 دے بقول حضرت بجا العلوم **اَحَاَنَّا الرَّحْمٰنُ عِنْدَ الشَّوْقِ جَنِّی**  
**لِحُبِّ الْمَوْتِ حُبِّ شَوْقِ** یعنی بوقت جانکندنی خدا ہماری ایسی  
 اعانت کرے کہ ہم نہ ڈر گمانیں اور راضی بقضائی الہی اور مشتاق  
 مرگ رہیں جیسا کہ حضرت امیر سے منقول ہے کہ شیر خوار کو جب قدر  
 پستان مادر سے انس ہوتا ہے اوس سے بھی زیادہ بچے موت  
 انس ہے پس نبا سے حضرت ہر شخص کو چاہیے کہ موت سے مانوس رہے  
 اور زندگی سے مانوس نہ رہے کہ دنیا میں ملوٹ اور لذتوں میں منہمک  
 رہے سیدنا شجاعؒ دنیا میں چین کرنے کی کیا تجھ کو چاہ ہے کہ کون  
 تراخیر ہے جہان تیری راہ تھک کر آئے جہان تو دور نہ ہو تو بڑی پی جا رہا ہے



پہنا ہے آج تو نے مکلف لباس عید  
 دنیا بکارتی ہے کہ یار و سرا ہو غمین  
 ایک حال پر قرار نہیں ہے جہان کو  
 جو آج پہلوان ہے کل ناتوان ہے  
 کیا کیا جہان میں گلرخ نہیں غدار ہے  
 کیا لکھتے حال اونکی لحد کے مزار کا  
 تجھ کو ملا ہے آج زر و مال باب کا  
 دیکھا بہت ہے آج تو شاہ کی رات  
 ان حور کو عروس بنا کر بٹھاتے ہیں  
 دولہا کے سر پہ طرہ و دستار پہن  
 مانند ہالہ گردہ ہیں اوس رنگ کے  
 آئی خبر یہ اسٹیشن میں نواشاہ مرگیا  
 شاد و یکے گھر میں ہو گا ماتم اسی  
 ہنسنا ہو دیکھ کہ ملک الموت اککاھا  
 کرتے ہیں یہ تولا لاشہ داماد پر بکا  
 ان بچوں ایک روز کوئی اور روز لگا

کل بین چکے ہوں تھان کفر کا تو کیا پید  
 کہتی ہے قید خانہ رنج و بلا ہو غمین  
 گردش ہمیشہ رہتی ہے اس آسمان  
 ہے شب کو تو نہ رست عمر نیم جان ہے  
 چشم چراغ وقت تھے باغ و بہار  
 رکھا وہ کچھ اثر بھی صبا نے غبار  
 تقسیم ہو گا غیر یہ کل ترکہ آب کا  
 ہوتا ہے ناز رنگ فوشی و برائش  
 افشان جنتے ہیں کہیں نہ لور نہاؤ  
 محفل میں سنتے بولتے ہیں غیش کس نہاؤ  
 منہ دی لگی ہو تھو نہیں کٹری ہیں سیاہ  
 افسوس سچوہ رات کی بیانی کو کر گیا  
 نوبت کی جا پہ سینہ زن کر رہی نہیں  
 یعنی کہ اپنی موت کا انکو نہیں خیال  
 وہ بھی کسی عزیز بہاک روز روچکا  
 اوسکے لیے ہی نوکر لگا اور ہو چکا

# سنان بیدار

خطبہ شہور کی شرح اور رد و لطیف  
مین مشرق  
نیجریہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ خَطَبَنَا ذَاتَ يَوْمٍ  
 جناب امیر سے ہے کہ نصیحت فرمائی ہمیں بغیر خدا نے ایک روز اراد  
 اوس روز یہ ہے اس روز ہجرت ماہ شعبان کا ہے جیسا کہ بعض روایات سے  
 ثابت ہوتا ہے فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَقْبَلَ لَكُمْ شَهْرُ اللَّهِ بِهَا  
 الْبِرَّةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْمَغْفِرَةُ پس فرمایا کہ ایہا الناس بے شبہ متوجہ  
 ہے تمہاری طرف خدا کا مہینا ساتھ برکت و رحمت و بخشش کے  
 بظاہر مقتضی ظاہر کا یہ تھا کہ قدر کے کہنے سے تاکید نہ کیا جاتی متوجہ ہو  
 کی ماہ صیام کہلئے کہ سامعین میں سے نہ کوئی مترود تھا اوس میں اور نہ کوئی  
 سنگم لیکن اخراج کلام غیر مقتضی ظاہر پر کیا اس لحاظ سے کہ ازلیہ کمال  
 پر آثار انکار پائے جاتے تھے بوجہ سامان مہمانی ماہ رمضان صیام کرنا

مثل توجہ کے عبادت کی طرف اور مہیا کر رکھنے قوت لاموت کے  
 افطار و سرگئی کے لئے اور فرحت و بشاشت نہونے کے ایسے بزرگ  
 میمان کے آنے پر اور برارت نجاہنے کے حقوق نام سے اور  
 علی بن القیاس جیسا کہ تحقیق منکر اسکا نہ تھا کہ نبی عم او سکے تلوڑ  
 اور نیزے باز نہیں لیکن جب او سنے اونکی طرف بے پروائی سے  
 رخ کیا کہ سید ہانیرہ بھی کوڑے پر لیکے نہ بیٹھا بلکہ گھوڑے پر بیٹھا  
 پر جہا آگے رکھے ہوئے ڈھیلی چال نہایت بے پروائی و بے اعتنائی  
 سے چلا جاتا تھا تو اسوجہ سے شاعر نے جو جب ان حالات کے  
 او سے ہمت نہ منکر قرار دیکر شعر لکھا ہے ۛ جَاءَ شَقِيقٌ عَارِضًا  
 رُحْمًا ۛ اِنَّ بَنِي عِمَّاكَ فَيَوْمَئِذٍ مَّأَحْ ۛ آیا شقیق عرض میں نیزہ  
 لئے ہوئے لگائے گوا اپنے نبی عم سے ضرور تیرے نبی عم میں نیزے  
 اور نیزے باز ہیں پس اس اطمینان و غفلت سے آنا یعنی چہ اور ممکن  
 ہے کہ یہ اخراج کلام مقتضی ظاہر ہی پر لیا جائے اسلئے کہ فقط مہینے  
 کا آنا تو مقصود نہیں بلکہ برفاقت خیر و برکت اور بعنوان خاص کہ  
 سبکی شرح ذیل خطبہ میں آئی گی اور کیا بعید کہ واقعہ میں کوئی اور  
 منکر نہ ہو حاضرین میں سے یا مترود نہواوسمین بلکہ قرب زمانہ کفر و غیرہ  
 شاہد صدق ہے تردید یا انکار و واقعی کا پس او نہیں لوگوں کے  
 لئے تاکہ یہ حکم فرمائی گئی مہیا یہ کہ حکم مترود و منکرین غیر و ن کو ہی  
 پر جو قلدت بعنوان تنبیہ شرکت کر کے سب سے تاکید ہی خطاب یا  
 اور نسبت توجہ دینے کی طرف مجاز عقلی ہے اور یہ بھی احتمال ہے

کہ مجاز فی الطرف مقصود ہونہ مجاز فی الذمہ اور مجاز فی الطرف  
یا تو اس طرح ہے کہ توجہ سے مراد قرب این مجازاً یا بسند الیہ این بطور  
استعارہ بالکنایہ کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روگردانی کیجائے مجاز  
مفرد سے اور اعتباراً ہو تشبیہ تلبس غیر فاعلی کا تلبس فاعلی سے اور  
استحمال کیا جائے اوسمین وہ کلام کہ جو موضوع ہو فاعل تلبس  
فاعل کے لئے تاکہ ہو جائے کلام استعارہ تشبیہ جیسا کہ آراک تقدیر  
رجلاً و قوۃ آخرتی میں ہے اور نسبت مہینے کی خدا کی طرف مشعر  
طرف کمال خصوصیت اس مہینے کے خدا سے کہ جو مفہوم ہوتی ہے  
اوس حدیث قدسی سے کہ جسے شیعہ و سننی نے روایت کیا ہے کہ  
جناب باری نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَحْرَسُ بِهٖ روزه میرے ہی  
لیئے ہے اور میں لائق ہوں ساتھ اوسکے بوجہ اوسکے دوری  
ریا و غیرہ سے یہ جب ہے کہ آخری یہ حار و راحلہ سے پڑھیں جیسا  
کہ احتمال بعید ہے یا یہ مہینے ہیں کہ روزه میرے ہی لیئے ہے اور میں  
جزا وون کا اوسکی اور یہ جب ہے کہ آخری یہ صیغہ معروف ساتھ  
جیم و زاء معجم کے پڑھیں اور اگر اس بنا پر آخری یہ صیغہ مجہول پڑھیں  
تو یہ مہینے ہونگے کہ میں خود جزا ہوں اوسکی یعنی قرب و منزلت پر  
اور انہیں دونوں احتمالوں کو علامہ تلبس نے معنون میں اس حدیث  
کے ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نسبت اسلیئے ہو کہ  
معلوم ہو جائے کہ رمضان اسماء الہی سے ہے جیسا کہ اوسے  
روایت کیا ہے محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب کافی میں چند صحاح

اپنے احمد بن محمد سے احمد بن ابونصر سے ہشام بن سالم سے سعد بن  
 سالم سے قال کُنَّا عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ فَذَكَرْنَا  
 رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَقُولُوا هَذَا رَمَضَانٌ وَلَا ذَهَبَ رَمَضَانٌ  
 وَلَا جَاءَ رَمَضَانٌ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَهُوَ  
 عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْفَى وَلَا يَدَّ هَبْ وَلَا كُنْ قُولُوا اشْهُرَ رَمَضَانَ الْأَشْهُرُ  
 راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ حاضر تھے خدمت بابرکت میں حضرت امام  
 محمد باقرؑ کی پس ذکر کیا مہینے ماہ رمضان کا پس فرمایا کہ نہ کہو کہ یہ  
 رمضان ہے اور نہ یہ کہ گیارہ رمضان اور نہ یہ کہ آیا رمضان پس  
 بے شبہ رمضان ایک نام ہے خدا کے ناموں میں سے اور وہ  
 خدا بزرگ برتر نہ آتا ہے اور نہ جاتا ہے لیکن کہو کہ مہینہ رمضان  
 کا اور تفصیل مقام جلد اول میں کتاب مواظب لکھی ہے  
 تحفۃ الواعظین میں مہینے تحریر کی ہے شَهِرٌ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَفْضَلُ  
 الشُّهُورِ وَأَيُّهَا أَفْضَلُ الْأَشْهُارِ وَكَيْفَ لَيْدُهُ أَفْضَلُ الْكَيْفِ وَسَاعَاتُ  
 أَفْضَلُ السَّاعَاتِ مِثْلًا ابواب مہینہ کہ وہی بہتر ہے خدا کے  
 نزدیک سب مہینوں سے اور دن اور رات کے افضل ہیں سب دنوں  
 سے اور راتیں اوسلیٰ و کمرین سب راتوں سے اور گھنٹیاں و گھنٹے  
 بہترین سب گھنٹوں سے یعنی فضیلت اچھے سے معنی کو اور دن  
 پر بعض معین جزوین یا غیر معین کے سب نہیں بلکہ ہر جزو کی وجہ سے  
 اور ہر جزو کو ہر جزو مقابل برتر ہر جزو کی وجہ سے اور علیٰ بنا القیاس  
 هُوَ شَهِرٌ دَحِيحٌ مُرَدِّهِ إِلَى ضِيَاءِ قُدِّهِ اللَّهُ وَجَعَلْتُمْ فِيهِ مِنْ



دونوں میں بدتر مسکین ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور ہمارے  
 عالموں میں سے ابن جنید و سلار و شیخ طوسی کا کتاب نہایت میں  
 اس آیت کے اَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ یا مسکین صاحب خاک یعنی خاکسار  
 اور مراد خاکسار سے وہ ہے کہ شدت حاجت و فقر کی وجہ سے روئے  
 خاک پر پڑا ہو اور اسلئے کہ شاعر نے فقیر کے لئے کس قدر مال ثابت کیا  
 ہے ایک شعر میں اور اصحیٰ نے کہا کہ فقیر مسکین سے بھی بڑھ کر محتاج  
 ہوتا ہے اور یہی قول شافعی و محمد ابن ادریس و شیخ طوسی کتاب مسبوط  
 و خلاف میں ہے باین وجہ کہ آیت زکوٰۃ میں خدا نے مقدم فقیر ہی کا  
 ذکر کیا ہے اور زیادہ اہتمام اس کے بارہ میں زیادہ احتیاج پر اسکی  
 دلالت کرتا اور پیغمبر نے فقر سے تو پناہ مانگی اور مسکینی کے  
 حال زندگی و مردگی وغیرہ میں تمنا کی اور اسلئے کہ فقر ماخوذ ہے کہ  
 فقار سے یعنی خستگی اور ٹوٹنا پیٹھ کی گریا کا شدت محتاج کی وجہ سے  
 اور اگر شاعر نے کس قدر مال فقیر کے لئے ثابت کیا تو خدا نے آیت  
 سفینہ میں کس قدر مال مسکینوں کے لئے بھی ثابت فرمایا ہے اور یہی  
 اسکی روایت معتبر ابو بصیر بھی ہے اور غرض اس اختلاف کا حجب  
 ہو گا کہ جب تقسیم زکوٰۃ اصناف و اقسام ہشتگانہ پر کرے یا نذر و نیاز  
 فقیر و مسکین دونوں کی لئے کرے و ذکر اَلْبَاکِرُ وَاِجْمَاعُ اَعْدَاءِ  
 اور تو فقیر کو اپنے بزرگوں کی خواہ بزرگ ازراہ سن ہوں یا ازراہ  
 رتبہ مثل معلون کے اور چھوٹوں پر رحم کہاؤ ان روزوں میں کہ  
 اَرْحَمُكُمْ اور صلہ رحمی بالاولیاء جس عالموں نے ذی رحم ابو سیلو



دیا ہے کہ جسکا نکاح حرام ہو اور انحوط یہ ہے کہ جو معروف اور سبب  
 سے ہو وہ فحی رحم قرار پائے اگرچہ دور کا رشتہ رکھتا ہو اور موید  
 اور سبکی روایت علی بن ابراہیم قمی ہے تفسیر میں اس آیت کے فعلی حسیۃ  
 ان لو کینتم ان نفید و فی الارض او تقطعوا الارحامکم اس آیا  
 ہے کہ اگر حکومت پاؤ تم تو مفسدہ پردازی کرو تم روی زمین بریا قطع رحم  
 کرو کہ یہ نازل ہوا نبی امیہ کے بایعین اور ادن حرکات ناشائستہ کے  
 نہ جو ادن سے صادر ہوئیں یہ نسبت اللہ کے اور ظاہر ہے کہ اقل مرتبہ  
 جبے عرف میں نیکی و احسان کہیں اور سکے بھی صادر ہونے سے صلہ رحم  
 ہو جائے گا و عن النبی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم و لو بالہدم صلہ رحم کا الہام  
 اگرچہ سلام کر کے و احفظوا السننکم اور بجاؤ زبانیں اپنی غنا و  
 فتن و غیبت و کلام ناجائز سے و غضوا عما لا یجوز الا بالیہ  
 ابصارکم اور بجاؤ اس چیز سے کہ نہ حلال ہو نظر و سناں نبی اکرم  
 و عما لا یجوز الا استماع الیہ اسماعکم اور اس چیز سے کہ نہ حلال  
 ہو گوش دل سننا اس کا اپنے کانون کو و تحنوا علی آیتکم النبی  
 یقین علی آیتکم اور رحم کرو یتیموں پر کہ رحم کیا جائے بعد تمہارے  
 تمہارے یتیموں پر و لو بوالی اللہ من ذلکم اور نہ بکوشش  
 خدا گناہوں سے اپنے و ادفعوا الیہ ایدیکم بالذکر علیہ  
 او قات صلوا تلک اور دعاؤں کے لئے ہاتھ اوٹھاؤ اور سبکی طرف  
 نماز کرو قنوں میں آج کل یہ جو اعتراض پھر و ن کا مشہور ہوا ہے  
 کہ باعتبار اہل اسلام خدا تو ہر جگہ ہے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا

یعنی چہ دعائے مانگنے میں ہتھیلیاں زمین کی طرف کیوں نہیں کرتے یہ  
 قدیم مشبہ ملحہ و ن کا ہے اور مگر جواب اس کے ہو چکے ہیں از بسکہ تقریباً  
 بارگاہ احدیت یعنی ملائکہ جہت فوقین بالا سے آسمان ہیں اور اسطرح  
 مقامات برگزیدہ وحی و تقدیر تو اسلئے ہاتھ بلند کی جاتے ہیں اور  
 انکار کرنا بیچر لیچر کا ملائکہ و جن کا قابل اعتنا نہیں کہ خیالی و وہی بالو  
 سے حیات و مشاہدات راستبازوں کے کہ جنکی صدق و راستی  
 اولہ قطعیت سے ثابت ہے باطل نہیں ہو سکتی یہ قطعیات معقول و منقول  
 سے جو کہ تشکیک مقابل میں قطعیات کے قابل اعتنا نہیں علاوہ یہ کہ اولہ  
 عقلیہ و ثقلیہ سب بالاتفاق دلالت کرتے ہیں کہ خدا ہی کامل الذات  
 صفات علویہ سے موصوف اور انحطاط درجہ سے بری ہے پس بلندی  
 مقام کہ از راہ عرف عمدہ صفت ہے ضرور بہ قول و فعل  
 و تصریح و اجمال اس کے لئے ثابت لیجائے گی پس رفع ید کی وجہ بنا  
 ہے اور خفض ید ہے وجہ ہے مگر انہوں نے جو انصاف سے ہاتھ  
 اوٹھا لیا تو کچھ نہیں سوچتا پھر شروع ہر مذہب کی کس قدر تعبدی  
 ہوتی ہے اوسمیں بحث یعنی چہ اصل بحث مذہب میں پاسیے جب غیبت  
 ثابت ہو جائیگی تو ماچار بہ النبی سب واجب الاذعان ہو گا فانہما  
 اَفْضَلُ السَّامِعَاتِ یَنْظُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہُمَا بِالْوَحْمَةِ اِلٰی عِبَادَہٗ اِیْلَہِ  
 کہ وہی وقت نماز بہترین ساجات ہیں خدا نظر رحمت کرتا ہے بندوں  
 پُجُوْہُمْ اِذَا نَاجَوْہُ وَیَلِیْہُمْ اِذَا نَادَوْہُ جواب دیتا ہے انکا  
 جب ساجات کرتے ہیں اوس سے اور لبیک اجابت

ٹرنا ہے جب آواز دیتے ہیں اوستے ویستجیب لہم اِذَا حَوَّكُوْهُ  
 اور مستجاب کرتا ہے انکو ایسے جبکہ دعا مانگتے ہیں وہ اوستے اِنَّا  
 النَّاسُ اِنْ اَنْفُسُكُمْ مَّرْهُوْبَةٌ بِاَعْمَالِكُمْ فَكَلُوْهُمَا يَسْتَغْفِرَاكُمْ  
 اسی لوگوں تمہاری جانیں گرو ہو کئی ہیں تمہارے کاموں کے ہاتھ  
 پس تھرا لیا اونہیں اونہے بسبب استغفار کے یہ تشبیہ مبلغ ہے استغفار  
 بالکمالیہ تمہیں کے ساتھ اور اوسیطرح وظہور کمر ثقیلۃ مِّنْ اَوْزَارِكُمْ  
 خَلَسُوْا عَنْهَا بِطَوْلِ سَجُوْدِكُمْ اور اوجھا گناہوں کا تمہاری پیٹھ  
 پر بہت بڑھ گیا ہے پس ہلکا کر ڈالو اوستے سجدہ میں طول دینے  
 اسلئے کہ جہنم سے بار بیٹھ کا سامنے آرہتا ہے اور پشت خالی اور ہلکی  
 ہو جاتی ہے واعلموا ان اللہ تعالیٰ ذکر اقسَمَ بَعْرَتِهِ اَنْ لَا يَغْفِرَ  
 الْمُضِلِّیْنَ وَالسَّاجِدِیْنَ اور یقینی باور کرو کہ خدا نے اپنی عزت کی قسم  
 کہا ہے کہ وہ عذاب نہ کرے گناہوں پر اور سجدہ کرنے والوں پر  
 وَلَا یُزِیْرُهُمْ بِالْاِثْمِ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ  
 اور وہ ہم کائے گا اونہیں اگر سے بدن تمام عالم کا خدا سے سامنا  
 ہوگا اِنَّمَا النَّاسُ مِنْ فِطْرٍ مِنْكُمْ صَامِمًا مَّوْمِنًا فِیْ هَذَا الشَّہْرِ  
 کَانَ لَیْلَۃٌ لِّکَ حَسْبَ اللہِ حَقِّ رَقَبَةٍ وَمَغْفِرَةٌ لِّمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِهِ  
 اسی لوگوں جو کسی مؤمن کا روزہ کھلوادے اس مہینے میں تو خدا  
 کے نزدیک اونہے ایسا کام کیا کہ گویا بندہ آزاد کر دیا اور جتنے اسلئے  
 گناہ گزرے ہیں وہ سب اسوجہ سے بخش دیے جائیں گے فقیل  
 یَا رَسُولَ اللہِ لَیْسَ کَلْنَا یَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ پس عرض کیا گیا

کہ اسے میرا خدا بھلا شخص ہم میں سے کہاں روزہ کملو اسے کی  
 قدرت رکھتا ہے فَقَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَكُلُوا لِقَاءَ قَمَرَةٍ اتَّقُوا النَّارَ  
 وَكُلُوا لِقَاءَ قَمَرَةٍ مَقَاءٍ پس حضرت نے جواب میں فرمایا کہ جو آگ ہے  
 اگرچہ ایک کراچ چواری کی کھلا کر جو آگ سے اگرچہ ایک کنوٹ یا  
 بلا کے آگیاں الناس مِنْ خَفَّتْ مِنْكُمْ فِي هَذِهِ الشَّهْرِ مَمْلُوكَاتِ  
 مَمْلُوكَاتِ خَفَّتْ اللَّهُ عَلَيْهِ حِسَابُهُ اسی لوگوں تم میں جو کم کرو  
 مشقت خدمت اس جہنم میں اپنی کنیز و غلام سے تو کم کرو سہاگہ  
 خدا اس کے حساب کو و مَنْ كُفَّ فِيهِ شَرُّهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ خَصْبُهُ  
 يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو بزرگھے بدی اپنی تو بزرگھے گا اس سے خدا  
 اس نے غلط و غصب کو اس کی ملاقات کے دن و مَنْ أَلَامَ فِيهِ  
 يَتِيمًا أَلَامَهُ اللَّهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو بزرگی دے او سمین  
 کسی یتیم کو تو بزرگی دے گا اس سے خدا اپنی ملاقات کے دن و  
 مَنْ وَصَلَ فِيهِ رَحْمَةً وَصَلَهُ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ يَوْمَ يَلْقَاهُ و مَنْ قَطَعَ  
 فِيهِ رَحْمَةً قَطَعَ اللَّهُ عَنْهُ رَحْمَتَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جو صلہ رحم کرے  
 او سمین خدا اس سے صلہ دے گا اپنی رحمت کا خلاصہ یہ کہ او ہر اپنے  
 فنی رحم کا صلہ رحم کیا اور او دہر رحمت کا صلہ ملا و مَنْ قَطَعَ فِيهِ  
 رَحْمَةً قَطَعَ اللَّهُ رَحْمَتَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ اور جس نے قطع رحم کیا تو اس  
 رحمت اپنی قطع کرے گا خدا اپنی ملاقات کے دن و مَنْ تَطَوَّعَ  
 فِيهِ بِصَلَاةٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِوَأَةٍ مِنَ النَّارِ اور جو اپنی خوشی  
 سے او سمین نماز پڑھے تو خدا اس کے لئے براوت آتش جہنم سے

لکھ دیتا ہے وَمَنْ آذَى فِرْعَظًا كَانَ لَهُ ثَوَابٌ مِّنْ آدَمَ  
 سَبْعِينَ قَرْيَةً فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الشُّهُودِ اور جو ایک فریضہ بجا  
 لائے اس میں نو گواہ ستر فریضہ بجا لایا اور مینوں میں سے ہر ایک کو  
 فِيهِ الصَّادِقَةُ عَلَى ثَقُلَ اللَّهُ مِيزَانَهُ يَوْمَ تَخْفَأُ السَّوَابِقُ  
 اور جو اوس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجے تو نیک عمل سے ہماری کرمی  
 اوسکی ترازو کا پلہ جسدین کہلے ہوئے سب سے زیادہ فیضان  
 مِنَ الْقُرْآنِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِي عِيَاةٍ مِّنَ  
 الشُّهُودِ اور جو تلاوت کرے اوس میں ایک آیت قرآن پیدل تو اوسے  
 ثواب برابر اوسکے ملے گا کہ جو اور کسی نہیں میں پورا قرآن شریف  
 ختم کرے أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ فِي هَذَا الشَّهْرِ مَفْتُوحَةٌ  
 فَاسْأَلُوا رَبَّكُمْ أَنْ لَا يُغْلِقَهَا عَلَيْكُمْ أَمْ لَوْ كُنْ فِي دَرَوَازِ  
 ہشتون کے کھلے ہوئے ہیں اس نہیں میں قرآن ہو او نکلی جلی  
 آتی ہے پس عرض کرو اپنے پروردگار سے کہ کبھی نہ بند کرے انہیں  
 وَأَبْوَابُ السَّمَاءِ مَغْلُوقَةٌ فَاسْأَلُوا رَبَّكُمْ أَنْ لَا يُغْلِقَهَا عَلَيْكُمْ  
 اور دروازے آتش بہنم کے تیغ کیے ہوئے ہیں پس عرض کرو اپنے  
 پروردگار سے کہ کبھی نہ کھولے انہیں تمہارے لئے وَالشَّيَاطِينُ  
 مَغْلُوقَةٌ فَاسْأَلُوا رَبَّكُمْ أَنْ لَا يُسَلِّطَهَا عَلَيْكُمْ أَوْ شَيْطَانُ  
 جاکڑے ہوئے ہیں آجکل پس عرض کرو کہ کبھی انہیں مسلط نہ کرے  
 خدا تمہارے لئے اور دوسرے موعظہ میں تفصیل تمام مذکور ہوئے  
 اس جگہ صاحب فہم وفاد و طبع نقاد مناظر لا جواب ریاست باب

جمع صلی  
 مادہ استقامت  
 چار و پانچ  
 وزن و جلی  
 حوالہ سے ۱۲

مناب نواب سید محمد سعید خالص صاحب بہادر شاگرد رشید جناب واعظ  
 نے خدمت بابرکت واعظین عزم کیا کہ یہ نیچر لوگ کیسا فرق ہے کہ  
 انہیں بالکل شیاطین کے وجود سے انکار ہے لہذا ان کے بارے میں  
 زیادہ تفصیل فرمائیے سرکارِ شریعت دارِ بنیاد واعظ نے فی البیہ  
 فرمایا کہ یہ اون کی شیطنت کی باتیں ہیں شاہدات و حسیات و تجارب  
 قطعی سے راستہ بازوں کے وجود میں شیطانی کائنات اور کائنات الہی  
 الہی بن منصوص ہیں مقابل میں قطعی اور اجماعی احمدی کی تشکیک  
 کیونکر مسموع ہو سکتی ہے خلاصہ یہ کہ یہ تین سو فتنہ طاعت اون کی ہر  
 کون عاقل باور کر سکتا ہے کہ جو آگ باعث ہلاکت کا کل ذی حیات  
 کی ہے اور جو جان دار چیز اور مہین کرے وہ جل بہن کے کباب ہو جائے  
 وہی آگ کسی ذی حیات کی باعث زندگی و راحت و فرحت ہو مگر جب  
 مکرر سمندر کو دیکھا تو وہ تعجب جاتا رہا اور جنہوں نے نہیں دیکھا انہوں  
 نے بھی تواتر سن سکے یقین ہم پہنچایا ہے اس طرح یہ لوگ اپنی عقل  
 ناقص سے وجود جن میں چون و چرا کرتے ہیں استبعاد عقلی پر مبنی  
 رکھتے لیکن صادق اللہجہ نبیین اور اماموں نے انہیں بکرات  
 مرآت دیکھا اور مجالست اور معاشرت فرمائی بلکہ خود خدا نے اپنی  
 کتاب معجز میں بیان کیا بلکہ اور تجربہ کاروں سے موند اس کے سنا  
 تو یقین کرنا اس کا محل تامل نہ رہا کہ آگ سے ایک اور خلقت نے  
 خلعت ہستی پہنا ہے کہ وہ قدرت خدا سے تشکیل بدلتے رہتے  
 ہیں اور لوگوں کو اذیت پہنچاتے ہیں اور نیچروں کے خیالات خفا

کا کیا ذکر کہ وہ لوگ خوشہ چین اور متبع و پیروں کے ہیں اگر طبعی  
 اوس مایہ تدریس و تبلیغ پر زمین ہو سچے کہ سپر اس کے مجاز ہو چکے تھے  
 اور مقدمات غیب میں کہ جنکا مدار مشاہدے و حس پر پیروں اور  
 اماموں اور ملائکہ کے ہے بہت کچھ اور ان لوگوں نے خیالی پلاؤ  
 بکائے تھے اور وہم کے کباب لگائے تھے لیکن ہمارے متکلموں  
 نے جیگنی اور ان کے خیالات سوداوی کی فرمائی ہے خصوصاً  
 عماد الاسلام میں حضرت جد امجد نے بخوبی تمام بطلان و فساد  
 مذہب باطل کا ظاہر و آشکار کا الشمس علی رابعۃ النهار فرما دیا  
 اور سہنے ہی بہت کچھ انکی تردید میں اپنی مبسوط کتاب میں کلام  
 و تفسیر کے لکھا ہے اور یہاں تسبیح و تمجید خاتمین کے لیے استفادہ  
 کافی ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اگر بدرجہا کی ایک مشکل عبارت  
 یا کسی کا کوئی غیر مشہور معنی یا غریب یا پہلی رکورد سجائے اور اوس کا  
 پوچھا جائے تو دیکھئے کہ دریائے حیرت میں یہ کیسے غوطے کھاتے  
 ہیں اور خاک بھی انکی رائے اوس میں کام نہیں دے سکتی اور اس طرح  
 لسنے اگر اکثر ذیل پیشوں اور کاریگریوں کی ملین پوچھی جائیں جیسے  
 بہا منقہ کے تماشے ہوتے ہیں تو بہر تماشا انکی عقل رسا کا دیکھئے کہ  
 کیسی ٹاپک ٹوٹیاں مارتی ہے پس جب یہ آدمیوں کا کارخانہ سمجھو  
 میں پاگل ہیں تو یہ خدا کے کارخانے میں کیا عقل کو دخل دے سکتے  
 ہیں کہ کس نکشود و نکشاید حکمت این ممے را کہ کچھ ہی نہیں سب  
 کہنے کی باتیں ہیں فقط بات اتنی ہے کہ چونکہ حقیقت رہ افسانہ



زندہ اور انکا انکار کرنا وجود آسمان کا ویسا ہی باطل و لغو ہے  
 کہ جیسا انکے بزرگوں کو مدت مدید تک یہ جہل مرکب راسخ رہا کہ خرق  
 والقیام فلک ناجائز ہے اور اسے طرح خیال تعدد آدم وغیرہ اور  
 اگر بالکل آزادی اچھی ہوتی تو بہر نادانوں اور دیوانوں کے  
 لیئے دانا یاں فرنگ کالج اور باگل خانے کا ہے کونسا کے اونہیں  
 پابند تعلیم و تربیت کرتے پس تعلیم و تربیت مذہب حق میں کہ جسکا  
 مدار عقل قطعی پر ہے کہ بہتر عقل ظنی سے ہے جو مبنا حکما کا ہے  
 چون و چرا کرنا بر بنائے آزادی یعنی جہ ہم بات کا بتانا تو جب جائز  
 کہ جب وہ لوگ ظاہر بظاہر عقل کی بیڑیاں اور ہتکڑیاں اپنے ہاتھ  
 اور پاؤں سے نکال کے ہینکدرین دانش کے کاٹ سے پاؤں  
 کمینچلین اور تنگے جٹے لگین اور یہہ بخیر ہے ہر شریعت  
 کی پابندی پر اوںکا معترض ہونا کہ جو اس عقل سلیم سے لبریز ہے  
 کیا فائدہ علم کلام میں بخوبی ثابت ہوا ہے کہ حسن و قبح اشیا  
 عقلی ہے اور یہہ بھی حدیث معتبر میں وارد ہے کہ حضرت آدم نے  
 ہدیہ عقل ہی پسند کیا اور دین و حیا کو واپس دیا پس اونہوں نے  
 ساتھ عقل کا چھوڑا اسوجہ سے کہ اپنے تئیں تابع و جزر لاینفک  
 عقل سمجھے اور اسی سے مدار تکلیف عقل پر ہے اور اطفال خورد  
 سال و مجنونوں پر اسے طرح تکلیف شرع نہیں ہوتے یہ کہ حکماء اور  
 اتباع اونکے عقل ظنی پر بھی عمل کرتے ہیں اور ہمارے مذہب میں  
 بنا عقل قطعی پر ہے اور عقل ظنی معتبر نہیں فان النظم لا یعنی من حق



تینا اور یہی مابہ الاختلاف ہے ہمارا اور حکما کا جیسا کہ جناب  
 رضواناٹاب اعلیٰ السلام نے فوائد محمدی جواب پادری منیر رضا  
 میں تفصیل بیان فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ ہمارے اعتقاد میں تین  
 کافر و نجس ہیں اور جس مسلمان نے ایسے فاسد عقیدے بہم پہنچائے  
 ہوں وہ مرتد ہے اگرچہ کلمہ شہادتین بظاہر زبان پر جاری کرے  
 اسلئے کہ کفر کے لئے فقط انکار ضروری اسلام کافی ہے  
 مثلاً کوئی شخص انکار وجود آسمان و ملائکہ وجہ وغیرہ  
 کرے یا منہ نقہ وغیرہ کو حلال جانے تو وہ محکوم کفر  
 و نجاست ہوگا اور ایسے لوگوں کو کچھ ادعای اسلام یا ایمانی سیادت  
 سفید نہوگا اور اعانت و محبت اونکی اور اکل و شرب اونکے  
 ساتھ اور سیکھنا اونکے فاسد عقیدوں کا اور نام لو پو و دلیلوں کا  
 جائز نہوگا مگر اہل کمال پر واجب کفائی ہے کہ اونکی کتابوں سے  
 اونکے خیالات معلوم کر کے رد کریں اور لوگوں کو اونکے ضلال و  
 اضلال سے بچائیں تاوقتیکہ بب تقہ معذور نہوں قال امیر  
 المؤمنین ع جناب امیر فرماتے ہیں فَقُمْتُ وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 مَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِي هَذَا الشَّهْرِ کہ بہر اوشہا میں اور عرض کی  
 میں کہ اے رسول خدا اکون سا کام بہتر ہے کاموں سے ہے اس  
 مہینے میں فَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فِي هَذَا الشَّهْرِ  
 الْوَرَعُ عَنْ تَحَارِمِ اللَّهِ وَجَلَّ شَعْبُكَ ایں فرمایا کہ موالد حسن ترین  
 اعمال اس مہینے میں پرہیزگاری اور چیزوں سے ہے کہ جنہیں حرام

گردانا ہے خدا نے یہ فرما کے رونے لگے **پوشیدہ**  
 نہ ہے کہ ورع و پرہیزگاری کی چار مرتبے ہیں پہلی پرہیزگاری  
 توبہ کرنے والوں کی ہے اور وہ اوس قدر پرہیزگاری ہے کہ  
 جسکے حاصل ہونے سے آدمی فسق و خورشتے خارج اور درجہ  
 عدالت پر فائز ہو اور گواہی اوسکی شرع میں قابل قبول ہو  
 دوسری پرہیزگاری نیکوں کی ہے اور وہ جتنا ہے مشتبہ اور دھوکہ  
 کی چیزوں سے اسلئے کہ جو کہ کسی احاطہ کے گہوٹے گا اور حتماً  
 پہرے گا تو ضرور لگاؤ سے دور ہوگا کہ یہ گہوٹے گہوٹے کہیں اوسکا  
 اندر نہ چلا جائے **قَالَ صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ** حَتَّىٰ يَرِيكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيكَ  
 فرمایا جناب رسالت مآب نے کہ ترک کر اوسے کہ جو دھوکا دے تجھے  
 اوس چیز تک کہ جو دھوکا نہ دے **پیری** پرہیزگاری خدا  
 ڈرنے والوں کی اور وہ یہ ہے کہ حلال بات ہی چھوڑ دے خوف  
 سے اسکے کہ شاید یہ حرام تک پہنچاؤے جیسا کہ جناب رسالت مآب  
 نے فرمایا کہ **لَا يَكُونُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّىٰ يَدَّخِرَ مَا لَا يَأْسَ**  
**بِهٖ مَخَافَةً** مَا يَدَّخِرُ يَأْسَ نہ شمار کیا جائے گا کوئی خدا تر سون میں  
 جب تک کہ نہ ترک کرے کون چیزوں کو بھی کہ جن میں کہہ مضائقہ نہ ہو ڈر سے  
 اوس چیز کے کہ جن میں مضائقہ ہو اور مثال اوسکی یہ ہے کہ بالکل  
 لوگوں کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دے اس خوف سے کہ مبادا وہ خبر  
 بغیبت ہو جو مجھے پرہیزگاری صدیقوں اور استبازوں کی  
 اور وہ یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور سب رو کر دانی کرے خوف سے

کہ کوئی گہری عمر کی ایسی بات میں صرف نہو جائے کہ حسین مزید قرب  
 خدا متصور نہو اگرچہ یہ یقیناً معلوم ہو کہ وہ نہج کسی امر حرام کی طرف نہو  
 اور مراد حضرت پرہیزگاری سے اس خطبہ میں پہلا درجہ ہے اور ہو سکتا  
 ہے کہ دوسرا و تیسرا ہی داخل تمہا جائے فَقُلْتُ مَا يَكْنِيكَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ منے عرض کی کہ یہ سب صحیح  
 آپ کیوں روئے اے رسول خدا فَقَالَ أَجَلُ الْمَلِكِ سَيَحُلُّ مِنْكَ  
 فِي هَذَا الشَّهْرِ حضرت نے فرمایا کہ میں رویا دہیان میں لا کر اوس  
 مصیبت عظیم کو کہ جو تیر گزرنے والی ہے اس مہینہ میں گزری چکی ہے اَنْتَ  
 نُصَلُّكَ بِكَ مِنْ عَشْمِ خُودِکَ یا تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم مشغول نماز ہو  
 وَقَدْ انْبَغَتْ لَشَفْعِ الْوَلِيِّ وَالْآخِرِينَ اور ضرور آمادہ ہوا ہیں  
 خلق خدا شفیق عاقرین کا قہرِ ثمود مان جایا اوس شقی کا جس نے  
 ثمود کو لے کیا فَضْرًا بِكَ ضَرْبَةٌ عَلَى قَرْنِكَ اور اوس نے ہر سار  
 پر ہمارے ضرب لگائے فَخَضَبَ مِنْهَا حَيْثُكَ لِسِ سَخِ بَهِی  
 خضاب خون سے ڈاڑھی تمہاری فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَذَلِكَ  
 فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي مَنَعُ عَرَضٍ کہ ای رسول خدا دین تو میرا محفوظ  
 صحیح و سالم ہوگا فَقَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ فرمایا کہ ہاں تم  
 قَالَ يَا عَلِيٌّ مَنْ قَتَلَكَ فَقَدْ قَتَلَ مَنْ اَبْغَضَكَ فَقَدْ اَبْغَضَ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَطَيْبُكَ مِنْ طَيْبَةٍ وَأَنْتَ وَصِيَّ وَخَلِيفَةِ  
 عَلِيٍّ اَمْتِ بِہر نما یا کہ یا علی جسے تمہیں قتل کیا اوس نے مجھے قتل  
 کیا جس نے مجھے بغض کیا اوس نے مجھے بغض کیا اسی لئے کہ تم ہنر نہ

پیری جان و روح کے ہو طینت میری تمہاری ایک ہے تعلق

میرے دھی ہو اور میرے جانشین ہو میری

امت پر نقطہ

تمہارا

موعظہ شریعہ و کمال کا عجیب و غریب قبالہ  
 علیہ السلام بن محمد کہ قال قال لی شریعہ القاصد شریعتہ دلائلہا بین  
 دینا دلائلہا و کتب کتابہا و شہادت شہودہا و دلائلہا و کتب کتابہا  
 کہ ابابکر رضی اللہ عنہ فافہی شریعہ اپنی یہ حکایت بیان کر کے لگے کہ سنیے  
 ایسا کہ اشعری شریعہ کو رسول لیا اور اس کا قبالہ لکھا اور حسب دستور اوپر  
 گواہ بیان لکھا اس میں ذیل آتا ہے کہ وہ نبی نبوت الیہ و کلامہ و کتبہ فافہی  
 پس اس کا اتنا پرہیزگار کہ برابر میرا کوئی پرہیزگار پس حضرت نے قبر اپنے  
 غلام کو یہ بھیجے کہ اسے طلب فرمایا پس سب انہم میں نماز و عبادت و زہد و تقویٰ  
 علیہ قال یا شریعہ اشتريت دلائلہا پس جب میں داخل دولنگہ معصوم  
 ہوا تو مجھے فرمانے لگے کہ کیوں شریعہ کیا تھے کوئی حویلی لی و کتب کتابہا  
 اور اپنے خیال خام میں پختگی کے لیے قبالہ بھی لکھا و الا و اشہد کہ دلائلہا  
 اور معتد لوگوں کو گواہ بھی کرو یا و ذلت ماکا اور رسول تول کر کے قیمت  
 ہی حوائے کردی فقلت نعم میں نے عرض کی کہ یہ خبر بے کم و کاست صحیح  
 و راست ہے سر مواسم فرق نہیں قال یا شریعہ اتق اللہ فانہ سبائک  
 من لا یظفر فی کتابک ولا یسئل عن شئک فرمایا کہ خدا سے ڈرو کہ سن رہو  
 تھے یہ طول اہل کیا تم خاک نہ سمجھے کہ اس سرافانی میں رہو و ابو یوسف  
 عنقریب کوچ کر نیوالے کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ بہت جلد ایک ایسا دشمن  
 زور و آئیو الہ ہے کہ وہ نہ تو تمہارا قبالہ دیکھ گا اور تمہارے گواہوں کی  
 سنیے گا اور نہ تمہیں مومنہ لگائیگا حتیٰ یخرجک من دارک مشاخصاً تبا

گردین ہاتھ دیکے تہین گھر سے باہر نکال دیا یعنی انکسین تو کہلی رہ جائیں  
 اور تم مر جاؤ گے اور حمالوں کے کندھوں کندھوں روانہ ہو گے وَیُسْلِمُکَ  
 اِلٰی قَبْرِکَ خَالِصًا اور یوہین ہاتھ جہاز کے اوٹھ کھڑے ہو گے اور وہ خالی  
 ہاتھ تہین قبر میں سپرد کر دیا فَانْظُرْ اَنْ لَا تَكُوْنَ اَشْتَرَتْ لِهٰذِهِ الدَّارِ  
 مِنْ غَیْرِهَا لَکِہَا پَسْ خُوب غُور سے دیکھ یہاں لو کہیں ایسا تو نہ کہ گھر والے  
 کے ولین تھے گھر نہ کیا ہو اور دوسرے کو دھوکا دیکھ وہ مول لیا ہو دروازہ  
 غصب کا مولد یا وَوَزَنْتَ مَا لَا مِنْ غَیْرِ حِلِّہِ اور مول تول میں مال حرام  
 صرف کیا ہو فَإِذَا اَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ الدَّارَیْنِ جَمِیْعًا الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃَ اور  
 ایسی حرکت ناشائستہ کر کے اپنے دونوں گھروں کا بیٹھ دینا و آخرت کا  
 گھر کھوج کر ہوا یونہی قَالْ عِیَاشُ شَرِیْحٌ فَلَوْ کُنْتَ عِنْدَ مَا اَشْتَرْتَ هٰذِهِ  
 الدَّارَ اَتَيْتَنِیْ فَکُنْتُ لَکَ کِتَابًا عَلٰی هٰذِهِ الشَّخْصَۃِ اِذَنْ لَمْ تَشْتَرِهَا بِدَرْہَمٍ  
 پہ فرمایا کہ اے شریح اگر کہیں مول لیتے وقت مجھے کہہ دو تو پہرین  
 ایک ایسا قبالہ لکھ دیتا کہ اسے دیکھ کے تم اس کو وکوری کو بھی نہ پوچھتے  
 قَالْ قُلْتُ وَمَا کُنْتُ تَلْکَبُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ شَرِیْحٌ کَتَبَ ہُنَّ کہ میں عرض  
 کی کہ کیا لکھ دیتے آپ مجھے اے بادشاہ مومنوں کی قَالْ کُنْتُ اَکْتُبُ لَکَ  
 هٰذَا الْکِتَابَ فرمایا کہ میں تجھے یہ قبالہ لکھ دیتا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 بِاسْمِہِ سَجَانِہِ ہَذَا مَا اَشْتَرْتَنِیْ عَبْدٌ ذِیْلٌ مِنْ مَیْتِیْ اَرْجُو اَنْ یَرْجُلَ مِنْکَ شَرِیْحٌ  
 بندہ خاکسار بیٹا بندہ ذلیل کا ہوں از بس کہ مول لیا میں اس مرد سے  
 کہ جسے جڑ سے اڑا کر پھینک دیا عدم کے سفر نے اَشْتَرْتَنِیْ مِنْہُ دَامًا  
 فِيْ دَارِ الْعُرُوْہِ مول کی ایک حویلی کہ جو واقعہ سرزمین پر غرور و فریب ہے

مِنْ جَانِبِ الْفَارِثِينَ إِلَى خَسْلِكِ الْهَالِكِينَ يَلُومُونَ فَمَا هُوَ إِلَّا نُونٌ كـ  
 لَشْرِكٍ هَلَاكٍ هُوَ نُونُ الْوَسْطِ وَجَمْعُ هَذِهِ الدَّارِ حُدُودُهَا بَعْضُهَا وَمِنْ جَمْعِهَا  
 اس گہ کے گرد چار حدیں فالہذا الاول منها ينتهي الى دواعي الفات  
 پہلی حد اسکی توجاہ ملی ہے انتہی سے والحد الثاني الى دواعي العاهات  
 اور دوسری حد ملی ہوئی یاریوں سے والحد الثالث منها ينتهي الى  
 دواعي الميديدات اور تیسری حد کی انتہا مصیبتوں پر ہے والحد الرابع  
 منها ينتهي الى الهوى المردي والسبب طان المغوتي واليه الباب  
 اور چوتھی حد کی موٹہ بیڑاوس ہوا وہوس سے ہے کہ جو ہلاک کر دینے والی  
 اور اوس شیطان سے کہ جو گمراہ کرنے والا ہے اور اسطی دورا وہی ہے  
 پس یہ شیطان گویا اوسکا دربان ہے ارشتری هذا المفقون واليه الباب  
 مِنْ هَذَا الْمَرْجِعِ بِالْأَجْلِ جَمِيعُ هَذِهِ الدَّارِ مَوْلِ لِيَا اس فَرِيقَهُ طَوْلُ الْكَلْبِ  
 اوس بد فتنہ اجل سے تمام وکمال یہ مکان بالخروج عن حيز القنبح  
 مولا الدخول في ذل الطلبي سى قیست پر کہ خارج ہو جائے عزت قناعت  
 سوزات طمع میں فائدہ لے هذا المشتري من درك في اصيلي بسلام الملوك  
 وسالِبِ نَفْسٍ الْجَبَابَرَةِ پھر جو کچھ آئندہ خسار یا مظلم خریدنے والے پر  
 عائد ہوگا اوسکا ذمہ دار وہ ضامن ہے کہ جسے بوسیدہ کر دیا تو تازہ ہوگا  
 شامشا ہون کے اور فنا کر دیا جانوں کو سرکشوں کے مثل کسی وقیر  
 وقیر وقیر مثل خسرو عجم اور قیصر روم اور تیج بین کے اجمیر کے یعنی قدیم  
 سلاطین میں ومن جمع المال الى المال فاكثر اور جو ایس لوگ کہ جس کے  
 ماری تیلے اوپر مال جمع کرتے ہی چلے گئے کہ صندوق پٹے پڑے تو وہی فساد

من جمیع ہذا الدار مولی لیا اس فریقہ طول الکلب  
 اوس بد فتنہ اجل سے تمام وکمال یہ مکان بالخروج عن حيز القنبح  
 مولا الدخول في ذل الطلبي سى قیست پر کہ خارج ہو جائے عزت قناعت  
 سوزات طمع میں فائدہ لے هذا المشتري من درك في اصيلي بسلام الملوك  
 وسالِبِ نَفْسٍ الْجَبَابَرَةِ پھر جو کچھ آئندہ خسار یا مظلم خریدنے والے پر  
 عائد ہوگا اوسکا ذمہ دار وہ ضامن ہے کہ جسے بوسیدہ کر دیا تو تازہ ہوگا  
 شامشا ہون کے اور فنا کر دیا جانوں کو سرکشوں کے مثل کسی وقیر  
 وقیر وقیر مثل خسرو عجم اور قیصر روم اور تیج بین کے اجمیر کے یعنی قدیم  
 سلاطین میں ومن جمع المال الى المال فاكثر اور جو ایس لوگ کہ جس کے  
 ماری تیلے اوپر مال جمع کرتے ہی چلے گئے کہ صندوق پٹے پڑے تو وہی فساد

اور مقیم دیوار و نگو گچہ کاری و چوسنے کاری سے مضبوطی کرتے تھے کیے  
 وَنَجِدُ فَرْخَرَفَ اور عایشان عمارتیں بنا بنا کے ہمیشہ او نہیں چست گیر  
 اور دیوار گیر یون اور سند کیون سے اور جھماکتے ہر دوں بخت ہی رہے  
 اور اونپر طرح طرح کی رنگ آمیزی کرتے رہے اور کل ہونٹے بناتے ہی  
 رہے اور کلسون وغیرہ پر دکتا ہوا کندن چڑھایا کیے بلکہ گویا گنگا جمنی دیوار  
 او شالین تین و آخر تک چھ لکڑی اور اپنے گمان ناقص میں بہت کچھ  
 لینی پونجی اپنے بال بچوں کے لیے بٹور کے رکھ گئے تھے پس جس موت نے  
 کہ ایسے ایسے لوگوں کو دیکھ بہال ڈالا وہی اس مقدمہ میں ضامن ہو اور  
 اویسی گردن پر ہے اشخاصہم شیعہ الی موقف العرض لفصل القضاء  
 وَحَسْرَتُنَا لَكَ الْمُبْطِلُونَ اُون سبک امالہ حاضر کر دینا بھری میں حاکم  
 حقیقی کی اور واجب سے کشان کشان لاکے او نہیں اس کے سانسے  
 کہہ کر دینا اور اویسی شکم میں تو پہونچے اپنے کمر کو پونچینگو ناحق کوشش میں ہل  
 عَلٰی ذٰلِكَ الْعَقْلُ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَسْرٍ لَمْ يَمْشِ گواہ شد عقل بری قید و بند  
 ہوا وہو سے و اعطی کتا ہے کہ شاید اکتفا ایک ہی گواہ پر اس لحاظ  
 سے ہے کہ تین تہا اس گواہ کا قول مفید یقین کے اور بنا ہر ایک قول کے بلکہ  
 ہمارے مختار کے یقین حسب طرح حاصل ہو اگر یہ طریقہ معمود شرع کو سوا ہی  
 ہو تو قاضی کو اس عدول جائز نہیں پس اگر کچھ ضابطہ کی باتیں ہو کہ وہ گواہ ہوں مگر جانا  
 ایک ہی کو قول سے یقین دائق ہو جا تو وہی کافی ہوگا اگرچہ عادل یا سن ہی نہ ہو اور یہ بھی  
 ہو کہ از بسکہ حیار و ایمان خبر لائے نقل و رد و عقل کمین تو یہ کہ ایسا گواہ ہو کہ سب سے کہہ کر  
 ہی شریک ہی میں نظر بعین احوال لاکھال دنیا اور عقل کہ دنیا کی سب سے کہہ کر دنیا کو کوئی نہ



وَبَعِثْ مُنَادِيَ لَزَهْدٍ يُنَادِي فِي غُرُصَاتِهَا أَوْ زَهْدٍ كَؤُودٍ يَسْتَعِيذُ فِي  
 جَوْكَلَى كَوْثَرٍ مِّنْ دُنْيَاكَ نَادِي بِهَرَمِي هُوَ وَهَيْه كَانِ دَهْرُكَ سَنَ بَرْدٍ هُوَ  
 اسطر حک عقل گواہ ہے اور وہ منادی کی صدا جس پر زہد ڈھنڈورا  
 بیٹا ہے وہ یہ ہے ۱۰ اَلْبَيْنَ لَلْحَقِّ لَذِي عَيْنَيْنِ اِنَّ الرَّحِيْلَ حَلَا لِقَوِي  
 یعنی جسکے مونہ پر آنکھیں ہوں وہ یہ تماشہ دیکھے کہ حق آفتاب کی طرح چمک  
 رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا سے کوچ کا مقام دو دنوں میں سے ایک ہی  
 یعنی ایک دن تو وہ تھا کہ یہ پیدا ہوا اور سراسے فانی میں آئے بسا اور ایک دن  
 یہ ہے کہ سرا کو سونا کر کے کرکس ستین چڑھا پانچو اوٹھا بوزیر بادشاہ اسبھا  
 مردوں کی سینہ فی کے ساتھ چل کر اہوا ترو و قاصص اصلاح الکمال  
 وَقَبْرُ الْاَمْاَلِ بِالْاَجَالِ ہاں بھائیوں چلنے کو تو چلو لیکن یہ خوب سمجھ لو کہ  
 یہ راہ بڑی کٹھن ہے توشہ نیک کا سون کا اور کوتہ آرزوی کا خوف موت  
 ہمراہ لینا ضرور ہے کچھ نہیں تو کچھ کچھ جو رین رزق حلال کی کمر سے باندھ لو زمین کا  
 پانی بلکہ تین تلے کا دودھ چھا گلو نہیں بہر لو مگر چاندنی کے فریب پر بجاؤ نور  
 معرفت کے آفتاب کو چمک لینے دو تو قدم بڑھانا ابھی ہماری بات کی قدر  
 نہیں جب رحمت سفر اوٹھاؤ گے راہ میں پانی کی بھی بوند نہ پھاؤ گے ٹھری  
 بکڑی گھائیوں میں بھٹکو گے تنگ و تاریک کوٹھری میں سے سرا کے بستر  
 لگاؤ گے تو اس وقت ہمارے ڈھنڈری کو یاد کر کے بہت پچتاؤ گے  
 کہ ہاؤ ہتھے یہ کیا کیا کوئی راحت کا سامان ساتھ نہ لیا اشرارہ جناب  
 شیخ فرماتے ہیں کہ شاید گھر سے مراد یہ بدن کا ڈھانچا ہے اور خریدنے والا  
 نفس انسان ہے کہ جو رات دن اسی اندھیری کوٹھری میں جا بیٹھا ہو اور اس پر

ایسا ہوا ہے کہ عالم نور اور باغ و بہار کیا روین سے بہشت کے بھی غافل ہے  
 اور بیچنے والے کو یا والدین ہیں کہ اوہ بیچ کے نفع سے اس سے بے ثبات گم کر کی ہو  
 جمی پس در دو تو گویا را بجایہ اس جو پٹنگ ہی اندر ہی راج کے ہیں اور جسے  
 ابتدا اس گھر کی فانیوں کی جانب سے رہا تھا یہی مرتبے والوں کی شک پر ہے  
 اور یہی قومین اور پیروی ہو اور ہو سس شیطان بے نقس کی آفتون اور  
 ہلاکتوں اور مصیبتوں کی تینا کہ جو چاروں طرف سے اور گہرے بن چار دیواری کی  
 طرح اور دوستی خدا سے باہر ہو جانا اور دوستی گمشدہ میں درانا از بسکہ  
 سبب پیروی ہو اور ہو سس والیس بن برتلیس کہ ہوتا ہے تو اس لئے اس گھر کی  
 آمد و رفت و شغاس کا پہا لک، اسی رخ مناسب ہو اور ذلت و رسوائی نفس  
 کی اور نکالنا اوسکا اپنی استغنائی ذاتی سے کہ جو عالم نور میں اوسو حاصل  
 تھا اسی اندھیری کو طہری میں آنے سے اور اوسکے خریدنے سے حاصل  
 ہوا تو اسلئے کلام حضرت میں بمنزلہ قیمت قرار پایا کہ جو لوازم سے خریدنے  
 کی ہے اور از بسکہ مہر تہی کیسے حکم الحاکمین میں سبکی پہونچانے والے  
 تو اسلئے بمنزلہ قیمت ہو اور تہی بمنزلہ اوس خدا میں کے قرار دیا کہ جو کو توالی  
 کے پیادہ ہر تہی کو پکڑ و پکڑ کے پھری میں فیصلے کے لئے پہونچا دیا  
 اور ممکن ہے کہ حضرت کی مراد اور کچھ ہو کہ وہاں تک نقل رسائی رسائی نہیں  
 واللہ اعلم و اعظمت کتاب ہی کہ صورت اس قبالہ کی حساب  
 زمان شاہی کے یہ ہوئی



بھی حکومت کو لنگڑا کر کے چوڑا عالمگیر کے سر پر آفت ڈھائی تانا شاہ کی  
 تانا شاہی خاک میں ملائی نہ اکبر اول کی سنی نہ اکبر ثانی کی مانی عذر و بہادری  
 بہادر شاہ کی بھی نہ جانی منصور خان پر بھی مسخ و نفرت پائی سعادت خان کی  
 بھی آتش جنگ بھجوائی الماس کی رسائی کو کب مانا سعادت علی خان کو باہن  
 ہوشیاری طفل کتاب جانا نصیر الدین حیدر کی رعنائی کچھ اسکے خیال میں نہ آئی  
 وہ ناز و نعمت پروردہ صورت زیبافاک میں ملائی ثریا جاہ کی وینداری و  
 پارسانی بھی اس نے بہائی بڑے بڑے لشکروں کا اسی نے بکیر پاپا کیا  
 ایک لمحہ میں بکو پوند خاک کیا پتھوراکا محل ویران کیا تاج بی بی کا روضہ بسا یا  
 اونکا مجلس اسنسان کیا موتی محل کے آب و تاب کبھو می چتر منزل کی خرت  
 گوتمی میں ڈھو دی قیصر باغ کے وہ مجمع پر کبھی کسی کو خواب میں ہی نہ دکھائے  
 رہس شخص کے جلسے کیا جلد خاک میں ملائے خلاصہ یہ کہ کبھی کسی کو جسکے ظلم  
 نجات بات نہیں آئی ہے اسی ظالم کو عینے ضامن کیا کہ اگر کسی طرح کا خرشہ  
 نکلے تو یہ ہم سب کو حاکم حقیقی کی بہری کچھری میں کینچ لیجائے کر دار بد کی  
 سخت نرا دلوائی اور زہد کے ڈھنڈوری سے بھی اسکی قبضہ لگی گلی ڈھنڈائی  
 پھر وایا سب کو یہ نہ ہوا یا کہ مکان تو پایا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا آج تو اسنے اسکی  
 ہر کل اسنسان ویران کر دیا عدم کی راہ لیکا کاش نیک عمل سے کچھ فکر زار راہ  
 کرتا آج ہی کل کا انجام سوچ کے دل سے آہ بہر تا خاک ایسی جگہ گم نہایا  
 کہ جہان اسے دم بہر قرار نہیں ایک لمحہ دیر کرنے پر اختیار نہیں فقط

یادیں ہی نہ ہوں  
 بلا مسماس سے  
 یا مندرجہ اس سے  
 بے خبری اور غفلت  
 غفلت اور غفلت  
 کسے کیا جزا  
 اکل کا کار  
 ہوا بے چین  
 سزا

العبد  
 ہدف تیرا جمل لقا ہر خود

موقوفہ ۲۹ اوتیسون

احکام میں زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکثر علماء کو التزام ہے کہ اخیر کی تاریخوں میں ذکر زکوٰۃ فطرہ احکام غازی  
 عید و طریقہ و داع ماہ صیام بیان فرماتے ہیں بتا علیہ ذکر زکوٰۃ  
 فطرہ وغیرہ مناسبات سے عن هشام بن عمار عن عبد اللہ بن مسعود  
 فی الحدیث قال نزلت زکوٰۃ وایسر للناس مال وایضا ما کان فی الفسق  
 ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذیل میں ایک  
 حدیث کے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا کہ جب کوۃ کا حکم آیا تو  
 لوگوں کے پاس مال نہ تھا فقط اوس زمانہ میں زکوٰۃ فطرہ دیجائی تھی عن  
 علیہ السلام الفطرۃ واجبۃ علی کل من یعول اور اسی جناب سے  
 ہو کہ زکوٰۃ فطرہ ہر عیالدار پر واجب ہو و عنہ ان امیر المؤمنین قال  
 من ادی زکوٰۃ الفطرۃ تمتعہ اللہ بہا ما نقص من زکوٰۃ ماله اور اسی

جناب نے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کیا۔ کہ اگر انہوں نے  
 فرمایا کہ اگر اتفاقاً کسی کے زکوٰۃ مال میں کچھ نقص ہی بھیجے جائے تو زکوٰۃ  
 اوسکی تحویل کرو گی وَعَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تَمَامِ الشُّومِ اعْطَاءُ الزَّكَاةِ  
 يَعْنِي الْفِطْرَةَ كَمَا أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ لَا يَكْفِي مَنْ صَامَ وَأَمَرَ يُؤَدِّي الزَّكَاةَ فَيَذَرُ قَوْمَهُ  
 إِذَا تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا وَلَا صَلَاةَ إِذَا تَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ بَدَأَ بِهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ قَدْ أَسْخَمَ  
 مَنْ تَرَكَهَا وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى اور اوسی جناب نے فرمایا کہ تمہ  
 روزہ و نیا زکوٰۃ یعنی فطرہ کا ہے جیسا کہ روویجہنا جناب رسالہ کتاب  
 پر تمہ نماز سے ہے اسلئے کہ روزہ معتبر نہیں اوسکا جسے فقط روزہ کو کہا  
 لیکن فطرہ ندیا عمدہ و دیدہ و دانستہ اور نماز معتبر نہیں و من شخص کی کہ جو روزہ  
 بھیجا ترک کرے بے شبہ مزید اہتمام کے لئے خدا نے ابتدا زکوٰۃ ہی پر  
 کی قبل نماز کے یعنی نماز پر ہی اوسے مقدم رکھا پس فرمایا قَدْ أَفْلَحَ  
 مَنْ تَرَكَهَا وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى بے شبہ مستحکم ہوا جس نے کہ  
 زکوٰۃ فطرہ کو دیا اور یاد کیا اپنے رب کے نام کو پس نماز پڑھی یعنی  
 نماز عید وَعَنْهُ مَنْ خَتَمَ صِيَامَهُ بِالْقَوْلِ الصَّالِحِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ  
 تَقَبَّلَ اللَّهُ عَنْهُ صِيَامَهُ فَقِيلَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ مَا الْقَوْلُ الصَّالِحُ  
 وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ قَالَ الْقَوْلُ الصَّالِحُ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْعَمَلُ  
 الصَّالِحُ اخْرَاجُ الْفِطْرَةَ اور اوسی جناب سے ہو کہ جو ختم کرے اپنی روزہ  
 نیک بات اور نیک کام پر تو خدا اوسکو روزے قبول کرے گا کیسا کہ اگر فرزند

رسول خدا وہ نیک بات اور نیک کام کیا ہے فرمایا کہ نیک بات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 کی گواہی دینا ہے اور نیک کام فطرہ نکالنا وَغَنَاءُ أَيُّضًا فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ  
 أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ قَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
 اور اوسے جناب سے منقول ہے تفسیر اقیمو الصلوة الآیہ میں یعنی برپا  
 کرو نماز اور دو زکوٰۃ فرمایا کہ وہ زکوٰۃ فطرہ ہے کہ جسے خدا نے مؤمنین پر  
 فرض کیا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَمَّا يَجِبُ عَلَى الْمَرْءِ  
 فِي أَهْلِهِ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَالَ تَصَدَّقْ عَنْ جَمِيعٍ مِمَّنْ تَعُولُ اور محمد بن  
 مسلم کہتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھائیے کہ مرد پر کیا  
 فطرہ واجب ہے اپنے اہل و عیال کی طرف سے حضرت نے فرمایا کہ عیال  
 میں ہر شخص کی طرف سے فطرہ دینا صاحب عیال کو لازم ہے وَرَوَى أَنَّهُ  
 خَطَبًا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَقَالَ فَادْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ  
 لِيَسْتَجِيبَ لَكُمْ وَادُّوا فِطْرَتَكُمْ فَإِنَّهَا سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ وَفَرِيضَةٌ وَاجِبَةٌ  
 مِنْ رَبِّكُمْ اور منقول ہے کہ روز عید فطر حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ  
 میں فرمایا یاد کرو خدا کو تاکہ وہ یاد کرے تمہیں اور دعا مانگو اوس سے تاکہ  
 مستجاب کرے وہ اور ادا کرو فطر اپنا کہ وہ طریقہ ہے تمہارے نبی کا اور  
 فریضہ واجب تمہاری خد کی طرف سے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَخَتَمَهُ بِصَدَقَةٍ وَغَدَا إِلَى الْمُصَلَّى بَغْسِلٍ  
 رَجَعَ مَغْفُورًا اور فرمایا جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ  
 جو روزہ رکھو ماہ رمضان کا اور تمام کرے اوسے صدقہ دینے پر اور صبح  
 مصلیٰ اور محراب عبادت میں با غسل تو وہ ان سے واپس آئے گا حالانکہ سب گناہ



اوسکے منجھنے کے ہون و عن ابی اہیم ابن عبد الحمید قال سالت بالکسیر  
 عن صدقة الفطرة واجبة هي بئزلة الزكاة فقال هي ما قال الله و  
 اقيموا الصلوة واتوا الزكاة وهي واجبة و ابو اہیم بن عبد الحمید نے  
 حضرت امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ صدقہ فطر وہی زکوٰۃ مالی کے طرح واجب  
 یا نہیں پس فرمایا کہ فطرہ ہی داخل ہے خدا کے اس قول میں کہ برپا کرو نماز  
 اور ادا کرو زکوٰۃ اور وہی فطرہ واجب ہے و اعط کہتا ہے کہ اگر طر علی فقیر  
 شعرین سکے کہ امر واجب کے لئے ہے جیسے کہ اکثر اصولیین کا قول ہے  
 اور ہی اطرب و سئل ابو عبد اللہ عن رجل یأخذ من الزكاة  
 علیه صدقة الفطرة قال لا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
 پوچھا گیا کہ جو شخص خود زکوٰۃ لیتا ہو یعنی بحسب استحقاق شرعی تو آیا اوپر  
 لازم ہوگا صدقہ فطرہ دینا یا نہیں حضرت نے فرمایا نہیں و عن الباقر  
 لیس علی من لیکد ما یتصدق یہ خرچہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام  
 سے کہ جو صدقہ فطرہ دینا کو محتاجی کے سبب کچھ نہ پائے تو اس سے کچھ  
 حرج نہیں و سئل ابو اہیم عن الرجل المحتاج صدقة الفطرة  
 فقال لیس علیہ فطرة اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا  
 کہ محتاج پر فطرہ ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا نہیں و عن زید بن فرقہ  
 قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام علی المحتاج صدقة الفطرة  
 قال لا اور زید بن فرقہ کہتا ہے کہ عرض کی میں نے حضرت امام جعفر صادق  
 علیہ السلام سے کہ آیا محتاج پر صدقہ فطرہ لازم ہے یا نہیں فرمایا کہ نہیں  
 و قيل لابی عبد اللہ قال لمن لکل الفطرة قال لمن لا يجد

لَمْ يَحِلَّ عَلَيْهِ وَمَنْ حَسَنَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَحِلَّ عَلَيْهِ اور حضرت امام جعفر صاوق ۴  
 سے عرض کیا کہ اسکے لئے حلال ہے فطرہ یعنی اسے فطرہ لینا حلال ہے اور کوئی اسکا  
 مستحق ہے فرمایا کہ جو کچھ پائے اپنے محتاج ہو اور جسے لئے حلال ہوگا فطرہ  
 اوسپر حلال نہ ہوگا اوسپر حلال نہ ہوگا اوسکے لئے حلال ہوگا وَقَالَ فَضِيلُ بْنُ يَزِيدَ  
 لَا يَحِلُّ لِلَّهِ عَلَيْهِ مَنْ قَبِلَ زَكَاةً زَكَاةً فَقَالَ أَمَّا مَنْ قَبِلَ زَكَاةَ الْمَالِ فَإِنَّ  
 عَلَيْهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ لِمَا قَبِلَهُ زَكَاةٌ وَلَيْسَ عَلَى مَنْ يَقْبَلُ الْفِطْرَةَ  
 فِطْرَةٌ اور فضیل بن یسار نے عرض کی کہ سنت بابرکت حضرت امام جعفر صاوق  
 علیہ السلام میں کہ جو زکوۃ نے اوسپر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں حضرت نے  
 فرمایا کہ جو زکوۃ مال لے اوسپر زکوۃ فطرہ ہوتی ہے اور جو حصہ اوسنے زکوۃ میں سے  
 قبول کیا ہے اوسکی زکوۃ مالی اوسپر نہیں یا یہ کہ قبل قبول جو فطرہ دئے ہیں  
 وہ اوسپر عام نہ ہونگے اور فقر کے سبب فطرہ کا قضا کرنا لازم نہ ہوگا اور جو فطرہ قبول  
 کرے اوسپر فطرہ نہیں واعطی کتابہ کہ حرام علی علیہ الرحمہ نے اس حدیث  
 کے دو محل بیان کیے ہیں ایک یہ کہ محمول احتجاج پر ہو دوسرے  
 یہ کہ اسقدر متول حاصل ہو سہم زکوۃ پانے سے اور یہ احتمال ثانی خالی  
 رجحان سے نہیں جیسا کہ ظاہر عبارت حدیث اوسکی مشعر ہے وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
 حُرْمَةُ الزَّكَاةِ عَلَى مَنْ عِنْدَهُ قُوَّةُ السَّنَةِ وَتَجِبُ الْفِطْرَةُ عَلَى مَنْ عِنْدَهُ  
 قُوَّةُ السَّنَةِ اور فرمایا حضرت امام جعفر صاوق علیہ السلام نے کہ حرام ہے  
 زکوۃ اوس شخص پر کہ جسکے پاس قوت سال بہر کی ہے اور فطرہ بھی اوس پر  
 واجب ہے وَعَنْهُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلَى كُلِّ رَأْسٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الْمُطَهَّرِينَ وَالْفُقَرَاءِ  
 وَالْفَتَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ اور اوسی جناب سے جو کہ فطرہ ہر شخص پر ہے

تیرے اہل و عیال سے چوٹا جو میا بڑا تو نگار و یا محتاج اور آزا ہو یا مملوک  
وَقَالَ اسْحَاقُ بْنُ عِمَارٍ لَا يَكُنْ عَبْدَ اللَّهِ الرَّجُلُ لَا يَكُونُ عَبْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْفِطْرَةِ  
إِلَّا مَا يُؤَدِّي عَنْ نَفْسِهِ مِنَ الْفِطْرَةِ وَحَدَّهَا أَيْ عَطِيَّةً غَرِيْبًا عَنْهَا أَوْ بِه  
يَا كُلُّهُ وَوَعِيَالَهُ قَالَ يُعْطَى بَعْضُ عِيَالِهِ ثُمَّ يُعْطَى الْآخَرُونَ عَنْ نَفْسِهِ  
يُرَدُّونَهَا فَتَكُونُ عَنْهُمْ جَمِيعًا فِطْرَةٌ وَاحِدَةٌ اُورَاسِحَاقُ بْنُ عِمَارٍ  
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ جسکے پاس فقط اسقدر  
ہو کہ وہ فقط اپنی طرف سے فطرہ دے سکے تو اوسمین سے کسی غریب کو دے  
یا خود و عیال اوسکے اوسمین سے کہائیں فرمایا کہ وہی ایک فطرہ بعض عیال کو  
ہاتھ میں دے اور وہ دوسرے کے ہاتھ میں دے اور یوہین سب سب دست  
اور ہاتھ ہاتھ اوسے پرائیں کہ وہ ایک ہی فطرہ سب کے طرہ سے کافی ہوگا اور سب کو  
نواب ملیگا پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حدیث وجوب پر رض نہیں بلکہ تنجیاً  
پر جیسا کہ شیخ علیہ الرحمہ نے ہی افادہ فرمایا ہے وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
عَلَى كُلِّ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ اَوْ حَضَرَتْ اِمَامُ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فَرَمَا يَاقَ فِطْرَةٍ وَاجِبٍ هُوَ تَابِعٌ ہر اوس شخص پر کہ جب پر زکوۃ واجب ہوتی ہو  
وَقَالَ لِرِضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا زَكَاةَ عَلَى الْيَتِيمِ حضرت امام رضا علیہ السلام  
فرمایا کہ یتیم پر زکوۃ نہیں پوشیدہ نہ رہے کہ بعض علماء کلام سزا بہت  
ہوتا ہے کہ عرفاً حقیقی اطلاق یتیم کا زمان بلوغ تک ہے اور وہی مراد اس  
حدیث میں ہے اور عدم وجوب بسبب عدم تعلق تکلیف کے ہے کما کہ فی  
وَعَنْهُ عَنْ فِی مَمْلُوكٍ يَمُوتُ عَنْهُ مَوْلَاهُ وَهُوَ عَنْهُ غَائِبٌ فِي الْبَيْتِ الْآخَرِ  
وَفِي يَدِهِ مَالٌ لِمَوْلَاهُ وَنَحْضُ الْفِطْرَةِ اِنْ كُنِيَ عَنْ نَفْسِهِ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ

وَقَدْ صَارَ لِلنَّاسِ مَا قَالَتْ نَعَمْ اور اسی جناب سے منقول ہوا اوس ملک کے  
 بارمین کہ جسکا مالک جسے جدا امتثال کرے اور وہ غلام اوس سے دوسرے  
 شہر میں غائب ہوا اور اس کے قبضہ میں اوس کے مالک کا کچھ مال ہوا اور فطرہ کا وقت  
 آپس پہنچا آباوہ اپنا فطرہ بھی اسی مال آقا سے دیکھا حالانکہ وہ خود منتقل ہو گیا  
 ہر ملک میں چند تہیوں کے حضرت نے فرمایا کہ ہاں غنی خیر عالمی علیہ الرحمہ نے  
 فرمایا کہ یہ حدیث معمول ہے مگر دلی پر بعد ہلال شوال کے اوسے وجہ سے  
 کہ جسکا سابق میں ذکر ہوا وَعَنْ صَفْوَانَ الْجَمَالِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ  
 عَنِ الْفِطْرِ فَقَالَ عَنْ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ عَنْ كُلِّ إِنْسَانٍ  
 مِنْهُمْ صَاعٌ مِنْ خِطَّةٍ أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعٌ مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَفْوَانٍ  
 جمال سے منقول ہے کہ پوچھا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فطرہ کے  
 باب میں پس فرمایا کہ فطرہ نکالنا چاہیے ہر غرور و بزرگ و آزاد و مملوک کی طرف سے  
 فی کس ایک صاع یعنی پونے تین سیر سیر شاہی سے ایک چٹانک تین سیر  
 تقریباً سیر انگریزی سے گھون میں سے یا خرے یا نفع میں سے و سأل  
 عُمَرُ بْنُ يَزِيدٍ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ غَدَهُ الضَّيْفُ مِنْ أَخِيهِ  
 فَيَحْضُرُ يَوْمَ الْفِطْرِ يُؤَدِّي عَنْهُ الْفِطْرَةَ فَقَالَ نَعَمْ الْفِطْرَةُ وَاجِبَةٌ  
 عَلَى كُلِّ مَنْ يَعُولُ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْثَى صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ  
 اور پوچھا عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوس شخص کے  
 بار میں کہ جسکے پاس کوئی حمان آیا ہوا اسکے بھائیوں میں پس وہ آمو جو ہو  
 روز عید فطر اوسکا بھی دیا جائیگا یا نہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں فطرہ ہر  
 عیالدار پر عیال کی جانب سے ہے مرد کی طرف سے یا عورت کی صغیر یا کبیر سے

ادا دسویا مملوک سے وعن عبد الرحمن بن الحجاج قال سألت أبا الحسن  
 الرضا عن رجل ينفق على رجل ليس من عياله إلا أن يشك فيه له نفقة  
 وكسوة أكلون عليه فطرته قال لا إنما تكون فطرته على عياله  
 دونه وقال العيال الولد والمملوك والزوجة وأم الولد اور عبد الرحمن  
 بن حجاج سے منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ  
 کہ ایک شخص نفقہ پہنچے کسی اور شخص کے پاس غیر عیال میں سے جس سے جو  
 تبرع آیا اسپر اوسکا فطرہ ہو گا یا نہیں فرمایا کہ نہیں بلکہ عیال ہی کا فطرہ ہے  
 ہو گا نہ اوس دوسرے شخص کا اور فرمایا کہ مراد عیال سے فرزند ہے اور  
 مملوک اور زوجہ اور صاحب ولاد حرم شیخ حر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ  
 جب ہو کہ وہ دوسرا شخص عیال میں داخل ہو بلکہ بطور ہدیہ و تحفہ کے کچھ دے  
 پاس بھیجا ہو واعطی کہتا ہے کہ یہ عبارت حدیث سے ظاہر ہے بقید  
 لیس من عیالہ پس تعرض چند ان ضرورتہا بلکہ محض مزید تقسیم کے لیے  
 لکھا گیا وعن اسحاق بن عمار قال سألت أبا عبد الله عن الفطرة  
 إلان قال الواجب عليك أن تعطي عن نفسك وأهلك وأهلك  
 وولدك وأمرأتك وخادمك اور اسحاق بن عمار سے منقول ہے کہ حضرت  
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فطرہ کا سوال کیا یہاں تک کہ حضرت نے  
 فرمایا کہ تجھ پر واجب سقد ہے کہ تو اپنا اور اپنی ماں باپ اور اولاد و ملازم کا  
 فطرہ دے واعطی کہتا ہے کہ یہ اوس ملازم اور خدمتگار کو متعلق  
 ہے جو کہ جو دخل عیال ہو اور کہنا اوسکا ساتھ ہو اور جو بطور کاری و مزدور  
 کام کر دیتا ہو اکیلا جرت و مزدوری پر تو ظاہر اوسکی طرف سے فطرہ دینا لازم

نہیں گو کہ احوط ہے وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لِمُعْتَبٍ اِذْهَبْ فَاَعْطِ عَنِّي عَلَانَا  
 الْفِطْرَةَ وَعَنِ الرَّقِيقِ وَاجْمَعْهُمْ بِكَ تَلْعُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَاِنَّكَ اِنْ تَرَكْتَ  
 مِنْهُمْ رَاتٍ اَنَا تَخَوُّتُ عَلَيْهِ الْفَوْتُ قُلْتُ وَمَا الْفَوْتُ قَالَ لَمَوْتُ اور  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معتبہ سے کہ جو کارندہ و وار و غمخوار  
 تمہارا اپنے کسی سے کسی عیال و اطفال و مال و کون کی طرف سے فطرہ دے  
 اور غمخوار و غمخوار سے کوئی پرچہ چاہے نہیں تو اس پر ازیشہ فوت و موت کا  
 رَوَّال أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اَنْ تَحْمِلَ مِنْ شَيْءٍ إِلَى عِيَالِكَ رَجُلٌ سَرَّ اَوْ تَحْمِلُ اَوْ فَعْلِكَ  
 اَنْ تَقْبَلِ الْفِطْرَةَ عَنْهُ اور فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے  
 جسے تو اپنی عیال میں شریک کرے خواہ وہ آزاد ہو یا مملوک پس لازم ہے  
 تجھ پر اس کا بھی فطرہ دینا وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوَدِّي لِرَجُلٍ زَكَاةُ الْفِطْرَةِ  
 عَنْ مَكَاتِبِهِ وَرَقِيَّةٍ اِمْرَاَتِهِ وَعَبْدَةٍ اَنْتَحَرَانِي وَالْجَوْشِي وَمَا اَعْلَقَ عَلَيْهِ  
 بابہ اور اوسے جناب سے منقول ہے کہ اگر کیا ہر شخص زکوة فطرہ اپنی اوس  
 غلام کی طرف سے بھی کہ جس سے لکھا پڑھی ہوگی سو کہ جب اس قدر مال تو حاصل  
 کرے کہ پونچھ اوچکا کہ آزاد ہو جائیگا اور زوجہ کے غلام کی طہ منبر بھی و عیسائی  
 اور مجوسی غلام کی طہ منبر سے بھی اور جس پر کہ وہ اپنا دروازہ بند کرے یعنی کہ  
 اندر جو جو لوگ ہوں ان کی طرف سے فطرہ دینا پڑیگا وَقَالَ يُوَدِّي لِرَجُلٍ  
 زَكَاةُ الْفِطْرَةِ عَنْ مَكَاتِبِهِ وَرَقِيَّةٍ اِمْرَاَتِهِ اور اوسے جناب نے فرمایا کہ اگر  
 اپنی مکاری سے کرایہ دینے والی کا مثل جمال وغیرہ کے اور غلام کا بھی  
 فطرہ دینا پڑیگا و اعطی کہتا ہے کہ یہ حدیث مکاری کے باب میں  
 یا تمہول استجاب پر ہے یا اس امر پر کہ اسے و خسل عیال کر لیا ہو اور

صحابہ میں کمانا اور سکا حق اجرت میں اپنے ذمہ پر عائد کر لیا ہو و قَالَ  
 ابُو عُبَیْدٍ اللّٰہُ اِنَّ الْفِطْرَةَ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَكُلِّ اَمٍّ اِنْ لَمْ تَقْلُ خِفْتُ  
 عَلَیْكَ لَنْفَوْتُ قُلْتُ وَمَا النّفُوْتُ قَالَ الْمَوْرُ قُلْتُ اَقْبَلْ لِقَابِیْ اَوْ  
 لَعَنَہَا قَالَ اِنْ اَخْرَجْتَهَا قَبْلَ الظُّہْرِ فَہِیْ فِطْرَةٌ وَاِنْ اَخْرَجْتَهَا بَعْدَ  
 الظُّہْرِ فَہِیْ صَدَقَةٌ وَلَا یُخْرِیْكَ قُلْتُ فَاصْلَحِ الْفَجْرَ وَاَنْزِلْ مَا قُلْتُ  
 یَوْمًا وَاَبْعُضْ یَوْمًا اَخْرَجْتُمْ تَصَدَّقُ بِہَا قَالَ لَا بَاسَ بِہِیْ فِطْرَةٌ اِذَا  
 اَخْرَجْتَهَا قَبْلَ اَتْمَاعِیْ قَالَ وَہِیْ وَاجِبَةٌ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ مِّمَّا حَاجَّ اَوْ  
 مُؤَسِّرٍ یَقْدِرُ عَلَی الْفِطْرِ اور فرمایا نہرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 سے کہ فطرہ ہر آزاد و مملوک کی طرف سے ہے اس سے پہلے اگر نہ نکالتے تو ہر مسلمان ہر  
 نوت کا ہو گا راہی اکتا سے مینو یہ ہے کہ نوت کا ہر مسلمان سے فرمایا کہ نہرت  
 میں عرض کی کہ قبل نماز یا بعد نماز فرمایا کہ اگر قبل نماز طہر روز عید تو نے  
 اسے نکالا ہے تو وہ فطرہ ہے اور بعد نماز طہر روز عید تو نے  
 اور فطرہ میں محسوب نہیں اور براتہ ذمہ میں کافی نہ ہو گا میں نے عرض کی کہ  
 نماز صبح پڑھ کے جدا کروں فطرہ کو فطرہ دیئے کی نیت سے پس وہ ایک روز  
 یا زیادہ رکھا رہی پھر وہ سختی کو دیدن فرمایا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ وہ اصل  
 فطرہ ہے جبکہ قبل نماز تو نے اسے اس نیت سے نکالا ہے اور فرمایا کہ  
 وہی فطرہ واجب ہر مسلمان پر محتاج ہو یا تو نگر جبکہ فطرہ پر قدرت رکھتا ہو  
 یعنی ایسا محتاج نہ ہو کہ بالکل فطرہ پر اسے قدرت ہی نہ ہو اور نہ اسے  
 کہ فقیر سے مراد وہ شخص لینا چاہیے کہ معتد بہ امارت نہ رکھتا ہو گو کہ مالک  
 مومنہ سنہ کا بقدر ضرورت ہو یا یہ کہ بطور احتیاج فطرہ دینا عائد فرمایا ہو

وَقَالَ خ كَفَى مَرَوِي أَحْصَانَا أَنْ مَنَ أَخَذَ إِذَا نَا طُولَ شَهْرٍ مَرَضًا  
وَيَحْفَلُ بَعِيَا وَلِيَهُ لَوْ مَتَّهَ فُطْرَتُهُ أَوْ فَرَّ بِالشَّيْخِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ كَمَا بَخْلَفَ  
مِنْ كَرِهَاتِ كُنْ يَوْمَ هَذَا أَصْحَابُ سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
سَلَّمَ كَيْفَ تَخْصَنَ نِيَا فَوَاقِ كَرِهَاتِ كُنْ يَوْمَ هَذَا أَصْحَابُ سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
أَوْ تَكِي عِيَالُوا سِي كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
الرِّضَا عَنْ الْفُطْرَةِ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
وَالزُّبَيْبُ قَالَ مَدَّ يَصْبَاحُ النَّبِيِّ أَوْ رُوِيَ جَاءَ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
سَلَّمَ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
لَمَّا يَأْكُلُ أَكُلَ صَاعٍ بَقِيَ رِصَاعٌ بِمِثْلِهِ وَتَحْتَهُ عَمَالَةُ الْفُطْرَةِ صَاعٌ  
بِزِيَادَةٍ وَصَاعٌ رَيْنَ شَعْبِيٍّ وَصَاعٌ مِثْلُ قُرْصٍ وَصَاعٌ مِثْلُ زَبِيبٍ وَأَمَّا  
خَفِيفُ الْخُفَّةِ فَتَبَاوُتُهُ أَوْ رُوِيَ أَوْ سِي جَنَابُ سَلَّمَ مَقُولُ سَلَّمَ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
صَاعُ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
أَوْ نَسِي تَحْفِيفُ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
جَزْءًا وَابْتَوَيْنَ سَلَّمَ وَارُوسِي كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
وَاجِبُ سَلَّمَ وَارُوسِي كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
تَحْفِيفُ ثَمَانٍ كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلَّمَ وَارُوسِي كَيْفَ تَوَلَّاهُمْ مَوَاطِنًا وَسِي فُطْرَهُ أَوْ سَلَّمَ بِيَا سَفِيحَةِ أَثَرِ أَهْلِهِ سِي رَاوِيُونَ أَوْ عَالَمُونَ  
الرِّوَايَاتُ فِي الْفُطْرَةِ فَكُتِبَتْ لِي لِي الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْكَرِ سَأَلَهُ عَنْ  
ذَلِكَ فَكُتِبَتْ أَنَّ الْفُطْرَةَ صَاعٌ مِنْ قُوْتِهِ بَلَدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ  
وَالْبَغْدَادِ وَالطَّوْلِ وَالشَّامِ وَالْيَمَامَةِ وَالْبَحْرَيْنِ وَالْعِرَاقَيْنِ وَفَارَسِ



وَالْأَهْوَاِ وَكَرُمَانَ تَمَرٍ وَعَلَى أَهْلِ وَسَاطِ الشَّامِ زَيْبٌ وَعَلَى أَهْلِ  
 الْبَحْرَيْنِ وَالْمَوْصِلِ وَالْجَبَالِ كُلِّهَا بَرْكٌ وَشَجِيرٌ وَعَلَى أَهْلِ طَبْرِسْتَانَ كَهْمَزٌ  
 وَعَلَى أَهْلِ خُرَاسَانَ الْبَرْكُ الْأَهْلُ مَرُورٌ وَالْوَيْ فَعَالِيهِمُ الزَّيْبُ وَعَلَى أَهْلِ  
 مِصْرَ الْبَرْكُ وَسُورِي ذَلِكَ فَعَالِيهِمُ مَا غَلَبَ قَوْمُهُمْ وَمِنْ سُرْكِ الْبَحْرَيْنِ  
 مِنَ الْأَعْرَابِ فَعَالِيهِمُ الْأَقْطُ وَالْفِطْرَةُ عَلَيْكَ وَسَلَامٌ إِنَّا سَيِّدُكُمْ الْبَرْكُ  
 اور ابراہیم بن محمد ہمدانی سے منقول ہے کہ مختلف ہوی روایتیں  
 کے باب میں پہل میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ اوسین  
 سوال کیا تھا اسی امر سے پس لکھا حضرت نے کہ فطرہ بقدر ایک ماع  
 کے ہے قوت شہر سے تیرے مکہ اور یمن اور طائف اور اطراف شہر  
 الحرام یا مدینہ اور بحرین اور عراقین اور فارس اور اہواز و کرمان کے باشندے  
 خرما ہے اور اوساط شام کے لوگوں پر منقے یمن اور بحرین اور موصِل  
 اور کل پہاڑوں کے رہنے والوں پر گھوٹ یمن یا جو اور طبرستان و لوہر  
 جانول یمن اور خراسان والوں پر گھوٹ یمن مکرور اور سی کے باشندے  
 کہ اوپر ہی منقے یمن اور مصر لوہر پر گھوٹ یمن اور سوا ان کے اور جو لوگ یمن  
 او کی جو قوت غالب ہو اور جو عرب دیہاتی یمن او کا فطرہ پیسہ ہے اور فطرہ  
 دنیا تجھ ہی لازم ہے اور کل لوگوں پر اور ظاہر ہے کہ یہ تفصیل سوچہ ہی  
 کہ اجناس مذکورہ قوت غالب سی بلا و مسطورہ کے تھی اور شیخ حر علیہ الرحمہ  
 نے اسی احتجاج پر محمول کیا ہے اور یہ بھی محتمل ہے وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فِي حَدِيثٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فَقَالَ  
 التَّمْرُ حَبُّ الْإِي فَإِنَّ لَكَ كَجَلِّ تَمْرَةٍ تَخْلَعُ فِي الْجَنَّةِ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سِنَانٍ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ذیل میں آیا ہے کہ  
 کے کہ سوال کیا گیا حضرت سے سادہ فطرہ کے باب میں پس فرمایا کہ خرما و توت  
 بے نزدیک میرے پس بدستیکہ تیرے لئے ہر خرے کے بے ایک دست  
 ہر ہشتہ عشر ششت میں وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا أَنْ أُعْطِيَ  
 صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْطِيَ صَاعًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْفِطْرَةِ  
 وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ بَعْضِ فِيهَا وَأَوْحَضَتْ إِمَامُ جَعْفَرُ صَادِقٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَوَافِلَ  
 کہ ایک صاع خرے کا دنیا بہتر ہے میرے نزدیک ایک صاع سونے کے دینے سے  
 یا ایک صاع گھون کے دینے سے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے اور  
 احتمال ہے کہ سبب قوت غالب ہونے کے خرے کے مدینہ میں یا یہ کہ  
 بوجہ کثرت فضیلت خرما مستثنیٰ اس حکم عام سے ہے اور جہاں میرے گھون  
 قوت غالب ہو وہاں ہی فضیلت خرے کی غالب ہوگی ہر قوت غالب  
 جیسا کہ شیخ حر و غیرہ نے ذکر فرمایا ہے اور غالب ہے کہ احتمال ثانی کے  
 ہو بقرینہ ذکر ذہب کے قافیہ کم اور احوط یہ ہے کہ خرے اور گھون میں  
 جو بیش قیمت زیادہ ہو اس کے حساب سے فطرہ میں ایک صاع کی قیمت  
 دے تاکہ دوسرا و سہمیں مندرج ہو جائے اور ایسے مقام میں عین بزرگ  
 فطرہ دے اور جس مقام پر خرما قوت غالب ہو گھون کے وہاں بلا تاویل  
 اکتفا خرے پر ہر چند کم قیمت ہی گھون سے ہو کافی و وافی ہے اور مؤید قوت  
 ثانی وہ روایت ہے کہ اوسے جنابے ماثور ہے الثَّمَرُ فِي الْفِطْرَةِ أَفْضَلُ  
 مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ أَسْرَعُ مَنْفَعَةً وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا وَقَعَ فِي يَدِ صَاحِبِهِ  
 أَكَلُ مِنْهُ لِيَعْنِي خَرْمًا فِطْرَةً مِنْ دِينِاسٍ بَهْتَرُ مِنْ جِلْدِ نَفْعٍ أَوْ سَكَوَاؤِ

۹  
کتاب حاجت

شمرہ مترتب ہے کہ سختی اوستے ہاتھ میں لیتے ہی سناؤں کرنا سوت اور فریب  
 باین مضمون بہت سی حدیثیں آئیں ہیں منقول ہیں اور تفسیر اسکے وہ عموماً  
 ہیں کہ جو فضیلت شیرینی میں وارد ہیں، اور یہ کہ غیبت اسکی طرز بیان  
 ایمان سے علاوہ یہ کہ انہیں تفریق نہیں کیا گویں کے مخرج ہر نہیں  
 اسکی قوت غالب یا غیر غالب بنی میں اور ترک اعتدال دلیل عموم ہے  
 اور عین اجناس کے برابر اسکی قیمت کا کافی ہو چکا ہے مائل خود ہر ایک کا  
 کثیر معتبر ہے۔ ثبات ہر عین کے ہندو بنی سلم عین النبی قال بعد من  
 الى ابي الحسن الرضا امير المؤمنين والي عسقلان وكتب اليه اخيه  
 ابي الحسن فيقول في كتابي بكتب بكتب بكتب بكتب بكتب بكتب بكتب بكتب  
 کتابت کہ میرا دست بابرکت حضرت امام رضا علیہ السلام میں کچھ دہم  
 اپنی طرف سے اور اور و ان کی طرف سے ہے اور بذریعہ عرضداشت یہ خبر  
 تحریر کی کہ وہ میرا اور میرے عیال کا فطرہ ہے پس حضرت نے قبول فرمایا  
 اور رسید اسکی اپنے دست حق پرست سے لکھنے بھی دیکھ کر علی بن مرثد  
 قال سالت عن الفطره لمن هي قال لا اصاب قال قلت له فاجاب  
 اصحابي قال نعم من ارادت ان تطعمهم فبهم وقال لا باس بان  
 تعطى وتحمّل ممن ذلک ورتا اور ابو علی بن راشد سے منقول ہے  
 کہ سوال کیا میں نے اوستے کہ فطرہ کسکے لئے ہے فرمایا امام کے لئے میں نے کہا کہ  
 پہرین اسکی خبر دون اپنا صحاب کو یعنی شیعوں کو فرمایا کہ ان جیسے مساکین  
 جان اور فرمایا کہ قیمت دین میں کچھ حرج نہیں مراد امام کے لئے ہونے سے  
 یہ ہر کہ فطرہ امام کے پاس حاضر کرنا چاہیے کہ وہ موافق شرع مستحقوں کو

پہونچائے اسلئے کہ وہ عرف احکام شرع سے ہے وَعَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ  
 قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ أَنْ قَوْمًا يَسْأَلُونِي عَنِ الْفِطْرَةِ وَيَسْأَلُونِي أَنْ  
 يَحْمِلُوا قِيَمَتَهَا إِلَيْكَ وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ هَذَا الرَّجُلَ عَامَ أَوَّلِ سَأَلِنِي أَنْ  
 اسْأَلَكُ فَأَنْسَيْتُ ذَلِكَ وَقَدْ بَعَثْتُ الْعَامَ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ مِنْ عِيَالِهِ بِدِرْهَمٍ  
 عَلَى قِيَمَةِ سَعَةِ ارْطَالٍ بِدِرْهَمٍ فَرَأَيْكَ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ فِي ذَلِكَ  
 فَكُتِبَ لِفِطْرَةٍ قَدْ كَثُرَ السُّؤَالُ عَنْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ كُلَّ مَا أَدْنَى إِلَى الشُّهُوسِ  
 فَأَقْطَعُوا ذِكْرَ ذَلِكَ وَأَقْبِضْ مِنْ دَفْعِ لَهَا وَأَمْسِكْ عَمَّنْ كَمْ يَدْفَعُ اور  
 ایوب بن نوح سے منقول ہے کہ اکہا میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام  
 کو کہ ایک گروہ پوچتا ہے مجھے حال فطرہ کا اور اسکی قیمت آپکو پاس  
 بھیجنے کو اور بھیجا تھا میں نے آپ کے پاس اس شخص کی طرف سو پہلے سال کہ  
 کہ درخواست کی تھی اور سنو آپ سے پوچھنے کی لیکن میں بھول گیا اور سال  
 میں اس کے عیال میں سے ہر شخص کی طرف سے ایک درہم نورطل کی قیمت  
 میں دیا ہے پس جیسی آپکی راہی ہو فدا ہوں میں آپ پر سے پس حضرت  
 فرمادیا کہ فطرہ کے متعلق شیعوں کے بہت دو خواتین گزری ہیں اور  
 ہر شہری اور نام آوری کی بات مجھے مکر وہ معلوم ہوتی ہے پس ایسا ذکر قطع کرنا  
 چاہیے اور جو شخص برضا و غبت و یگانہ میں لے لوگا اور جو نہ یگانہ میں لے  
 اعراض کرونگا وَعَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارِ الصَّيْرِفِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ جُعِلَتْ فِدَاكَ مَا تَقُولُ فِي الْفِطْرَةِ يَجُوزُ أَنْ أُوَدِّيَهَا  
 فِضَّةً بِقِيَمَةِ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي سَمَّيْتُهَا قَالَ نَعَمْ أَنْ ذَلِكَ أَنْفَعُ  
 لَهُ كُتِبَتْ بِرَأْسِ مَا يُرِيدُ اور اسحاق بن عمار صیرفی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت

جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ پر سے مین خدا ہوں جن چیزوں کا  
 آپ نے نام لیا اگر کوئی قیمت ہر مین چاندی فطرہ مین دون تو کیسے افرمایا  
 کہ ان میں زیادہ نافع ہے مستحق کے حق مین کہ وہ جو چیز چاہیگا مول سے لے لے گا  
 وَقَالَ لَا بَأْسَ بِالْأَقِيمَةِ فِي الْفِطْرَةِ اور ایک حدیث مین اوسے جناب سے  
 فرمایا کہ کچھ یہ تھا ائمہ مین فطرہ مین قیمت دینو سے وَحَدَّاهُ اَيْضًا عَطَاءُ  
 الْفِطْرَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ اِنْ قَبِلَ وَبَعْدَهَا صَدَقَةٌ اور اوسے جناب سے یہ  
 کہ فطرہ دینا قبل نماز عید افضل ہے اور بعد اوسکے داخل صدقہ نہیں ہے وَافْتِ  
 حَهُ سُئِلَ مِنَ الْفِطْرَةِ سَمِعْتُ هِيَ فَقَالَ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ قُلْتُ  
 فَإِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ قَالَ لَا بَأْسَ بِحَنْ عَطَى عِيَالِنَا اِنْ شِئْتُمْ  
 يَكْفِي فَتَقَسَّمُوهُ اور اوسے جناب سے منقول ہے کہ سوال کیا گیا تو وہ فطرہ سے  
 کہ وہ کب ہے پس فرمایا کہ قبل نماز روز نماز راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا  
 کہ اگر کچھ بچ رہو بعد نماز کے تو کیسا پس فرمایا کہ کچھ حرج نہیں ہم ابو عیال کو  
 ہاتھ مین فطرہ دیتے ہیں پروہ تا دیر رکھا رہتا ہے پھر ہم اوسے تقسیم کرنے  
 مین شیخ مرثیہ فرمایا کہ عیال کے دینو سے مراد جدا کر رکنا ہے فطرہ کا وہ فی  
 مَضْمُونِ اِنْ عَطَى بَرَّ عَمَلُهُ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ الْفِطْرَةِ فَقَالَ اِذَا عَرَلْتَهَا فَلَا اُفْضَرُ  
 مَتَى اَعْطَيْتَهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ اَوْ بَعْدَهَا اور حدیث ضمیر اسحاق بن عمار  
 ہے کہ اوسے پوچھا میں نے حال فطرہ پس فرمایا کہ جب تو اوسے علیحدہ کر کے تو  
 کچھ بضر نہیں جب چاہے مستحق و مر قبل نماز کے یا بعد اوسکے وَقَالَ اِذَا ذَكَرْتَ  
 الْفِطْرَةَ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے  
 فرمایا کہ زکوٰۃ فطرہ واسطے فقیر و غنی اور مسکینوں کو ہے یعنی جو کہ قادر و غنی

سال پر نہون اور واجب بالفطرہ نہون جیسا کہ سابق میں بھی گزرا و قال ۴۰  
 لَا يَنْبَغُ أَنْ تُعْطِيَ زَكَوَتَكَ إِلَّا مُؤْمِنًا يَعْنِي أَوْ فَرَّيَا أَوْ سِي جَنَابِ نِي زَكَاةَ  
 غَيْرِ مُؤْمِنٍ كَوْنِهَا جَابِيَةً وَكُنْتُ الْوَصْلَ إِلَى الْمَأْمُونِ زَكَاةُ الْفِطْرِ  
 فَرِيضَةٌ إِلَى أَنْ قَالَ وَلَا يَجُوزُ دَفْعُهَا إِلَّا إِلَى أَهْلِ الْوَلَايَةِ أَوْ حَضَرِ  
 إِمَامٍ رَضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَأْمُونٍ مُعَيَّنٍ كَوَلِّمًا كَزَكَاةِ فِطْرِهِ كِي وَاجِبٌ هُوَ  
 سِيَانًا كَمَا فَرَّيَا نَدِينَا جَابِيَةً هُوَ مَكْرُومٌ شِعُونُكُمْ وَعَنْ مَالِكٍ الْجَمْعِيُّ قَالَ  
 سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنْ زَكَاةِ الْفِطْرِ فَقَالَ تُعْطِيهَا الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ  
 كُنْهُمْ تَجِدُ مُسْلِمًا قَسْتُ ضَعُفَ وَاعْظِيهِ ذَا قَرَابَتِكَ مِنْهَا إِنْ شِئْتَ  
 أَوْ مَالِكٍ جَمْعِيٍّ سَيَقُولُ بِهَذَا كَمَا يُرَى فِي حَضَرِ إِمَامٍ مُحَمَّدٍ بَارِئٍ مِنْ جِهَالِ  
 زَكَاةِ فِطْرِهِ هُوَ فَرَّيَا كَمَا أَهْلُ السَّلَامِ كَوَدَّ وَأَوْ رَاكَ وَهُوَ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ  
 وَهُوَ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ يَهْمُ نَهْ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ لَا أَهْلُ الْوَلَايَةِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ هُمْ فَلَمْ يَنْصِبْ  
 وَلَا تَنْقُلْ مِنْ أَسْرَئِلَ إِلَى أَسْرَئِلَ أَوْ حَضَرِ إِمَامٍ جَعْفَرٍ سَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 نَهْ فَرَّيَا كَزَكَاةِ فِطْرِهِ شِعُونُكُمْ كَلَيْتَ هُوَ وَأَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ  
 غَيْرِ نَاصِبِي كَلَيْتَ هُوَ وَأَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ  
 فِطْرُهُ كَوَالِكٍ مَقَامٍ سَيَقُولُ مَقَامٍ كِي طَرَفِ نَقْلٍ نَكْرٍ وَقَالَ الْإِمَامُ  
 أَعْلَمُ بِضَعْفِهَا حَيْثُ يُشَاءُ وَتَضَعُ فِيهَا مَا سَرَايَ أَوْ رَاكَ وَأَوْ رَاكَ  
 كَمَا إِمَامٌ وَأَوْ قَفَرْتُ هُوَ دِيكَ أَوْ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ  
 أَرَاكَ كَمَا أَوْ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ  
 أَوْ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ سَيَقُولُ

غیبت میں اوسکے نائب عام یعنی مجتہد کے پاس پہنچانا چاہیئے  
 جیسا کہ آنحضرت صاحب زوال المعاد میں تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات  
 مستفاد ہوتا ہے کہ مستحق فطرہ میں عدالت شرط ہے پس جو دایہ سہ  
 کہ اگر غیر عادل شیعوں کو یا مستضعف سنیوں کو دینے کی ضرورت ہو اور  
 ثقات مومنین موجود نہ ہوں تو لڑکوں کو جو غیر بالغ اور  
 غیر رشید ہوں فطرہ دے بلکہ ثقات متوہم  
 کی اولاد غیر متیرین کو اونکو بدلے  
 بھی دینا مزید احتیاط  
 ہے

وَلَا تَعْلَمُوا عِلْمًا سَمِيًّا

# موعظہ تیسواں

شرح میں فقرات دعائی و دواعی کے اور بحث روح اللہ

معنوں اور قصہ نزول مائدہ بجا اور کچھ احکام نماز عید کے اور

وداعِ ماہِ رمضان عنوانِ لطیف سوا و یہ موعظہ از بسکہ اوس

روز پڑھا گیا کہ جس روز جنابِ عالمِ عامل مولوی شاہ

ارشاد حسین صنا قبلہ یاوش بخیر نے پاتراب سفر

کر بلائی معلیٰ کا کیا تو اس میں ایک لطیف

اشارہ اونکی ترخیص کا بھی

ہے



### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کل سینے دو امرون کے ذکر کا وعدہ کیا تھا ایک دواغ اور سیام دوسرے  
 عید کا بیان اور دواغ میں یہ ارشاد کیا گیا ہے کہ غیر ذوی عقل  
 باتیں کرنا اور غماز طلب کرنا ایسا عقل ہر اور ظاہر از بارہ ذوی عقل میں  
 نہیں ہر ماہ دنیا میں کے دواغ کو نیکی و راستہ نامہ دہی سے کیوں فرمائیے  
 اور جواب کا کئی طرح سے ہو سکتا ہے عرب میں بہت رواج ہے  
 کہ کہیں التزامی معنی مراد لیتے ہیں اور زبان اُردو میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے  
 چنانچہ کہتے ہیں فلان شخص حاتم ہے اور یہاں سے مراد نہیں کہ حقیقت میں  
 وہ حاتم طائی ہے بلکہ عرفا جو امر حاتم کو لازم تھا وہ اس میں بھی پایا جاتا ہے  
 یعنی سخاوت انداز مجازاً اور حاتم کہتے ہیں حاتم بن اسد جبہ سخاوت  
 کہ جبہ مراد تو اس کے پہاڑی نے اس کی وضع کو نبھانا چاہا پس اس کی مان

کہا کہ ہرگز تو اسکی فکر نہ کر اوسنے کہا کہ جو حاتم کا باپ تھا وہی اوس شخص کا باپ ہے  
 اور اوسکی ماں میری ماں ہے پھر مجھ میں اور اس میں کیا فرق ہے اوسکی  
 طرح میں بھی سخاوت کر سکتا ہوں پس اوسکی ماں نے کہا کہ حال حاتم کا یہ تھا  
 کہ جب میں چاہتی تھی کہ اوس کو وہ پلاؤں تو وہ ہرگز وہ نہ پیتا تھا جب تک  
 دوسرا لڑکا شریک نہ کیا جائے اور تیرا یہ حال تھا کہ اگر وہ میرا لڑکا تیرے  
 دو وہ پیسے کے وقت اتفاق سے گھر میں آجاتا تھا تو ایسی شور مچا کرتا تھا  
 اور غل بچاتا تھا کہ جب تک وہ بٹانا نہ لیا جاوے جب تک توہین نہ لیتا تھا اور  
 میرے حضور تاریخی بالغرض مذکور ہوا اور مقصود اس سے یہ ہے کہ وواع  
 ماوندیام کو لازم ہے انہما رہنماشت متنازل امرائی یعنی صوم سے اور جن  
 لال اوس برکت کے اور ٹھہ جانے سے پس وہی بیان مقصود ہے نہ اصل  
 توجع وترخیص ماہ صیام اور عمدہ طریقہ ترخیص ماہ صیام کا پڑھنا وواع  
 وواع صحیفہ سجادیہ کا ہے اسلئے کہ کلام الامام امام الکلام اور مناسبات  
 مقام یہ کہ مختصر طور پر چند فقرہ کا اوس دہا کے ترجمہ پڑھیں تاکہ مومنین  
 الاجال کی قدر دانی سے ہی واقف رہیں اور دعا پڑھنے کی وقت انہیں  
 رضامین کا تصور رکھیں تاکہ زیادہ حضور قلب و توجہ دل ہو معصوم  
 فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اَنْتَ جَعَلْتَ مِنْ حَفَايَا تِلْكَ الْوُطَائِفِ  
 وَحَفَايَا تِلْكَ الْفُرُوضِ شَهْرَ رَمَضَانَ خَدَاوَمًا اور تو نے کروانا  
 انہیں برائزیدہ وظیفوں سے اور ناص فریضوں سے یعنی جسکی وجہ  
 حاصل تمت نبی کو فضیلت علی ہر امتوں پر روزہ ماہ مبارک رمضان ہے  
 رمضان مشتق ہو رمضان بالتحریک سے اور شہادت تہذیب امتیازی لغت

عرب میں رمضان کہتے ہیں جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے وجہ تسمیہ میں دو  
احتمال ہیں یا یہ کہ جیسا کہ تمازت آفتاب میں پیاس کا غالب  
ہوتا ہے اسی طرح اس مہینے میں روزوں کے سبب پیاس کی شدت  
ہوتی ہے پس اس وجہ سے اسکا نام رمضان رکھا یا یہ کہ یہ مہینہ  
مہینوں کا نام رکھنے وقت کا افضل مہینہ اور یہ مہینہ اربکے اوں  
سال کر سبکی شدت میں پڑتا اسلئے اسکا نام حسبِ حال افضل رمضان کہا  
بعض احادیث معتبرہ امامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان نام خدا کا ہے  
پس یہ نہ کہو کہ رمضان آیا یا رمضان کیا اسلئے کہ یہ جو غ کرنا ہوتا ہے  
کہ خدا آیا اور خدا کیا حالانکہ آنا جانا مخصوص جسمانیات سے ہے اور خدا سب سے  
لو از جسم سے ہے وہ سب کہیں ہو یعنی اسکی قدرت اور ہدایت نہیں ہے  
یعنی بلکہ جسمانیات چنانچہ بعض روایات میں وارد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
ایک فرشتہ آیا انہوں نے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اسنے کہا میں  
خدا کے پاس سے پہرہ و سہرا آیا اور اس سے جو انہوں نے پوچھا تو اسنے  
کہا کہ میں مغرب سے خدا کے پاس سے آتا ہوں پہر ایک ساتوین آسمان پر  
اور ایک ساتوین طبقی سے زمین کے اور سب ایسا ہی بیان کیا پس حضرت  
موسیٰ نے فرمایا کہ تسبیح کرتا ہوں میں خدا کی کہ جسکے قدرت ہر جگہ ہے کہ کسی کو  
اوس سے خصوصیت نہیں بلکہ سب جگہ کیساں وہ موجود ہے یعنی اوسکی قدرت  
اور پہر وہ کہیں نہیں یعنی اوسکی ذات کی شان سے کوئی مکان خاص نہیں اسلئے کہ وہ  
لا مکان ہے اور جسموں کی طرح محتاج اور کہیں کسی مکان کا نہیں ہوتا احوال  
احادیث میں یہ منع ہے کہ کوئی کہے کہ رمضان یعنی خدا آیا یا کیا بلکہ یہ کہو کہ

شہر رمضان یعنی خدا کا مہینہ اٹھایا گیا اور ہر چند کہ سب مہینے متحرک ہو سکتے  
خدا کے ہین مگر تخصیص اسکی نسبت کرنا اور اضافت دینا خدا کی طرف اسکی نسبت  
کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ کا رگروں کی تعریف کے  
وقت ادنیٰ عمدہ ہی کا رگروں بیان ہو گئی نہ ادنیٰ چہ جائیکہ صناعت کن بیان  
کہ جسکی متاعی سب سے بہتر و بالاتر ہے اور اسی لئے کہتے ہیں پروردگار اسما  
وزمین اور یہ کوئی نہیں کہتا کہ پروردگار سنگ و خاک کو کہ وہ پروردگار کل کا  
اور ہر چند کہ یہ محاورہ سبب بانوں میں مروج ہے لیکن زبان عربی اور  
عبرانی میں تو نہایت متعارف و مروج ہے اور اسکی بہت نظیریں ہین مثلاً  
سب گہ خدا ہیں مگر مسجد کہ جو سب گہ و نشے افضل و اعلیٰ ہے لہذا اسکی نسبت  
خدا کی طرف دیتی ہین اور خانہ خدا کہتے ہین اور اسی طرح کعبہ کو بیت اللہ اور خانہ  
خدا کہتے ہین اور باوجودیکہ تمام جانور چرندہ و پرندہ اور درندہ خدا کے بنائے  
ہوئے ہین مگر ناقص و ضائع از بسکہ عجیب و غریب طور پر اور بعنوان اعجاز پیدا ہوا تھا  
اور اکمل و افضل افراد سے تھا تو اسلئے اسکی نسبت خود خدا کی طرف کی گئی  
قرآن مجید میں اور ناقۃ اللہ کا اس پر اطلاق ہوا اور ہر چند سب وجہیں اسکی  
پیدا کی ہوئی ہین مگر حضرت عیسیٰ کی پیدائش جو نئے طور پر ہوئی اور نئے طور  
اونکے بدینے اونکی روح جاگزین ہوئی لہذا عیسےؑ روح اللہ کہتے ہین لیکن  
انھں سے یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ عیسیٰ میں روح خدا کی ہے بلکہ فقط  
اظہارِ شرف کے لئے نسبت ہو خدا کی طرف اور انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ  
بدنوں کو مس کر کے باعجاز انھیں سے ارواحِ حبیبہ اور جنوں کو حضرت  
عیسیٰؑ خارج کرتے تھے اصْبَحُ اللہ یعنی آگشت خدا سے اور طور کو جبکہ اللہ

اور بیت المقدس کو بیت اللہ کہا ہے اور ید اللہ و وجہ اللہ اور ابن شیطان  
وغیرہ جازات شائع ہوئی و انجیل سے ہے اور او امل کتاب انجیل  
مستفاد ہوا کہ بعد ادام یعنی آدم حضرت آدم کے بیٹوں سے یعنی عنقرآن  
قابل سے و دربارہ نے یعنی اولاد شیت نے قرب کیا اور دوسرے گبوریم  
یعنی جبارین پیدا ہوئے عظمت و برتری و سہ و ری و عالی تہی اوتین خدا کی  
طرف سے آئی اور بدی اور برشی قابل کی جانب سے پس نیلون کو پسر خدا سے تعبیر  
کیا ہے اور وہ ان کو پسر آدم سے حکایت کیا عجیب اتفاق ہوا کہ  
پاور میں انکی صاحب اور پاوری ربیر صاحب گنٹو میں میری بات کو آئے  
اور یہ کہ باہشتہ با اثنائین اوسکے یہ بھی ذکر کیا کہ عیسیٰ پسر خدا میں نے  
کہا کہ سنو انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لقب کل اولاد شیت کا اور تقدیر  
اولاد آدم کا ہے حضرت عیسیٰ ہی اسلہ ماوری سے ہنسنہ حضرت شیت کی طرف  
ہونے میں پس اہل بیت سے اور لقب نہ کو موافق محاورہ قدیم سے ہمارا ہونے  
نہ اس راہ سے کہ یہ حقیقی بیٹے خدا کے تھے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور اگر ایسا  
ہو کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہوں تو پھر مریم خدا کی کون ہونگی حکایت  
کیا برین عیسیٰ تباحسب اتفاق پاوری نکس صاحب بہادر جواب بنا میں  
مقیم میں میری عبادت کو آئے اور بعد استجواب سال و امارات معمولی کے  
مراحمہ کہنے لگے کہ اگر آپ عیسیٰ پسر خدا پر ایمان لاویں تو بیمار یاں آپ سے جنت  
رہیں میں نہ کہ جب ہم باپ کا ایمان آئے تو پھر بیٹوں کی کیا حاجت باپ کا  
ساتھ چوڑے کے کس موند سے ہم بیٹے کا ساتھ دین اب تو جسکے ہوئی اوسکے  
ہوئے حضرت فرماتے ہیں الَّذِي اخْتَصَصْتَهُ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ

وَتَحْمِيلُهُمْ مِنْ جَمِيعِ الْأَثَرِ وَتَبَرُّكُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْسِهِ وَهِيَ أَمْرٌ مِمَّا كَانَ مِنْ كِتَابِهِ لِيَا  
تُوْنِي أَوْ بَارِئًا تَامَ مَعِينُونَ سَيِّدُ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ  
زَمَانُونَ أَوْ رَقْمُونَ سَيِّدُ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ  
فِيْمِنْ الْأَيَّامِ وَفَرَضَتْ فِيْمِنْ الصِّيَامِ وَمَعْتَبَرًا فِيْمِنْ الْقِيَامِ وَابْتَلَاكَ  
فِيْمِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ الَّتِي فِيْهَا خَلِقَ مِنَ الْفِ شَهْرٍ أَوْ رَقْمٍ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
بَسْبَبِ نَزْلِ فَرَمَانِهِ قُرْآنِ شَرِيفِ كَيْ أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
أَوْ رَقْمٍ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
نَاكِزِ طَرَفِ أَوْ رَقْمٍ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
مَعِينُونَ سَيِّدُ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ  
بِفَضْلِهِ دُونَ أَهْلِ الْمَلِكِ بِرَأْسِهِ وَهِيَ تُوْنِي أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
أَهْلِي سَبْ مَثْنُونِ أَوْ رَقْمٍ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
يَعْنِي لَكُلِّ وَقْتِ كَلِّ لَوْ كَلِّ اسْ شَرَفِ سَوَّحَرِ مَتَّى كَلِّ لَوْ كَلِّ عَامِ طَوْرٍ  
مَا رَمَضَانَ كَلِّ رَوْزَةِ نَهْ سَيِّدُ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ  
أَوْ رَقْمٍ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ سَمِينِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
مَشْرِفِ فَرَمَانِهِ بِرَأْسِهِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
بِصِيَامِهِ وَفَرَضَتْ فِيْمِنْ الصِّيَامِ وَمَعْتَبَرًا فِيْمِنْ الْقِيَامِ وَابْتَلَاكَ  
مَثْنُونِكَ وَأَنْتَ لَمْ يَكُنْ بِمَا رَغِبَ فِيْمِنْ الْيَوْمِ الْجَوْدِ بِمَا سَأَلْتَ مِنْ فَضْلِكَ  
الْقَرِيبِ إِلَى مَنْ حَاوَلَ قَوْلِكَ بِرَأْسِهِ وَهَ قُرْآنِ كَرِيْمٍ تُوْنِي أَوْ  
أَوْ سَكَلِ دُنُونِ مَنِ أَوْ تَرِي مَدَدِ سَيِّدِ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ  
سَبْ عِبَادَتُونَ سَيِّدُ أَوَّلِ خَلْقٍ كَرِيْمٍ بِعَيْنِهِ يَسْتَعِيذُ كَرِيْمًا بِرَأْسِهِ

کتاب

ہمیں یعنی رحمت تیری اور جسکی طرف وسیلہ جوئی کی تھی ہمنو یعنی تو اب تیرا اور  
 حال یہ ہے کہ تو قادر و توانا ہے ساتھ اس متاع کے کہ جسمیں رغبت کی گئی  
 ہو تیری طرف اور بڑا سخی ہے ساتھ اس چیز کے کہ سوال کیا گیا تجھ سے تیرے  
 فضل و کرم سے اور بہت قریب ہے اس شخص سے کہ جو ارادہ کرتا ہے تیرے  
 قرب کا اس فقرہ میں اشارہ ہے کریمہ وَحْنٌ أَقْوَبُ لِلَّهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ  
 یعنی ہم قریب ہیں اس سے یعنی انسان سے رگ جان سے بھی زیادہ  
 حکایت ایک اور صحبت رشید نارسید میں کچھ لوگ علمای اہلسنت جمع  
 ہوئے اور مقابل امام رضا علیہ السلام میں اونہوں نے تفصیل ابو بکر اس  
 حدیث سے ثابت کی کہ حیریل امین پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ خبا  
 اقدس الہی بعد ہدیہ درود و سلام فرماتا ہے کہ میں تو ابو بکر سے راضی ہوں  
 مگر تم ابو بکر سے دریافت کرو کہ وہ مجھ سے راضی ہے یا نہیں حضرت نے  
 وہ جواب فرمایا کہ جسکا یہ خلاصہ تھا کہ بالفاق فریقین جو حدیث مخالف کتا  
 خدا ہو وہ قابل قبول نہیں قرآن میں تو یہ ہے کہ ہم بندہ سے قریب رگ  
 جان سے میں پس باوجود ایسے قرب کے اور عالم الغیبی کے کیونکر خدا کو اعلم  
 خوشنودی و آزرگی خلافت ماب سے ہوئی کہ اسنے اتنی دور و دراز راہ  
 یعنی لامکان سے بذریعہ ملک و پیمبر حال خلیفہ صاحب کے دریافت کر ہیجا  
 فَقَدْ أَقَامَ بَيْنَاهُمَا هَذَا الشَّهْرَ مَقَامَ حَمْدٍ وَحُبِّنَا صُحْبَةً مَبْرُورًا اور جنہی  
 بہت اچھی طرح یہ مہینا ہمارے پاس مقیم رہا اور قابل تعریف کے اور بہت  
 اچھی طرح اسنے ہماری مصاحبت و رفاقت کی وَارَحَبْنَا أَفْضَلَ الْبَرِّاجِ  
 الْعَالَمِينَ اور سب سے زیادہ ہمیں اسنے نفع اور فائدہ دیا ثُمَّ قَدْ فَارَقْنَا

عِنْدَ تَمَامِ وَقْتِهِ، وَانْقِطَاعِ مُدَّتِهِ، وَوَقْفِ عَدَدِهِ، اور اپنا وقت اور مدت  
اور مقدار پوری کر کے وہ ہمیں چوڑ چلا اور اس نے سفر کی راہ لی فَتَحْنَا سُبُلَ  
وَدَاعٍ مِّنْ عِزٍّ فَرَمْنَا عَلَيْنَا وَأَوْحَشْنَا أَنْفُسَهُ عَنَّا وَلِزِمْنَا لَهُ الدِّعَامُ  
الْمَحْمُوظَ وَالْحَرَمَةَ الْمَرْغِيَّةَ وَالْحَقَّ الْمَقْضِيَّ پس ہم رخصت کرتے ہیں اس سے  
اوس مہمان کی طرح کہ جسکی جدائی ہم پر بہت شاق ہو اور جب کہ واپس جاتے سے  
نسایت و خست ہو اور جسکے عہد و پیمان پر وفا لازم ہو اور جسکی نزر کی کمی میں  
بڑا لحاظ ہو اور حقوق کا اوسکو بجالانا ضروری ہو فَتَحْنَا قَارِئِلُونَ السَّيْرَ  
عَلَيْكَ يَا شَهْرَ اللَّهِ الْأَكْبَرِ وَيَا عَيْدَكَ أَوْلِيَانِيہ پس ہم کہتے ہیں کہ سلام ہو  
اوس مہینے خد کے کہ جو بزرگ ہے اور اسے عید و دوستان خدا تجھے ہم خدا کو  
سوچتے ہیں وَاعْظُ كَمَا تَابَہے کہ عید کو عید اسیلے کہتے ہیں کہ بندے  
عود کرتے ہیں اوس میں مناجات و دعا کی طرف و خدا عود کرتا ہے خدا  
اوسکی رحمت کی جانب اور اس راہ سے اطلاق عید اس مہینہ پر طاب ہے  
علاوہ یہ کہ اہل ایمان کو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ فرمائش خدا کو انجام دین  
اور اوسکی عبادت و طاعت میں مصروف رہیں پھر اس سے بڑھ کر کون  
مہینہ ہوگا مرضی مولیٰ پر ہمہ اولیٰ چنانچہ حضرت امیر مہینہ اسلام نے  
فرمایا کہ مجھے ایک ساعت مسجد کوفہ میں بیٹھنا بہتر ہے ایک ساعت بہشت میں  
بیٹھنے سے اسلئے کہ بہشت میں رہنا میری رحمت و خوشی کا سبب اور بہشت  
بیٹھنا خوشنودی خدا کا باعث ہے اور یہی امر نیکوں کو عید سے مقصود  
ہوتا ہے نہ بہائم کی طرح خوش فعلی کرنا یا لباس پر تکلف پہننا کہ جس میں چند  
صلحت عقلی و نقلی نہیں اور عیاد مشہورہ اہل اسلام سے عید فطر کی کہ جو



کل انشاء اللہ ہو چکی ہے پس مناسب حال یہ ہے کہ کچھ اور اسکا حال سہجہ  
 پر بالعرض مذکور ہو منجملہ خیال و استراحت روز عید ایک زکوٰۃ نذرہ کا دینا ہو  
 کہ جسکا حال کل بیان کیا گیا اور کسقدر بعض ضرورتیں آج بیان ہوتا ہو  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذْ قَالَ الْخَوَارِیُّونَ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ  
 رَبُّكَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ اور یاد کرو اسے نبی موعود  
 جبکہ کہا حواریوں نے کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے آیا قدرت تارکاسبہ پروردگار  
 تیرا نازل کرنے پر ایک خدا ان نعمت کو آسمان سے قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ اِنْ كُنْتُمْ  
 مُّؤْمِنِیْنَ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ خدا سے ڈرو خدا کا امتحان نہ کرو اگر تم مومن  
 قَالُوا بَرِّئْدَا اِنْ نَاكُلْ مِنْهَا وَكُنْمِیَّتْ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمُ اَنْ قَدْ صَدَّقْتَ  
 وَكُنْ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰهِ اٰیٰتِیْنَ حواریوں نے کہا کہ ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ہم  
 اوسمیں سے کھائیں اور دل ہمارے مطمئن ہو جائیں اور تم تجویبی معلوم کر دین کہ  
 آپ نے ہم سے یہ سچ وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ خدا سے چاہیں وہ ملے گا  
 تاکہ ہوں اوسیرگواہی دینے والوں میں سے ابن عباس سے  
 منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ مطلب ہے کہ ہم تیس  
 روزہ رکھو پھر خدا سے مائدہ مانگو کہ وہ تمہاری دعا قبول کرے گا پس سنو  
 تیس روزہ رکھے حضرت عیسیٰ سے عرض کی کہ اسقدر ہم اگر کسی بشر کی  
 مزدوری کرتے تو وہ ضرور ہمیں سیر و سیر آب کرتا پس بے باپ خدا سے  
 دعا تزل مائدہ کی فرمائیے پس حضرت عیسیٰ نے یالون کے کپڑے پہنا دیے  
 گریہ وزاری و درگاہ باریمن عرض کیا چنانچہ قرآن مجید میں ہُوَ قَالَ عِیْسٰی  
 مَرْيَمَ اَللّٰهُمَّ یعنی عرض کی عیسیٰ نے جو مریم کا بیٹا تھا اَللّٰهُمَّ یعنی خداوند

بعض روایات میں وارد ہے کہ اس کلمہ بزرگ کے سیمین ستر نام اسماء  
 حسنی النبی سے پوشیدہ ہیں اور فقط اس ایک کلمہ کا تلفظ کرنا گویا اون سبکو  
 ذریعہ سے دعا مانگنا ہے الحاصل حضرت عیسیٰ نے اس طرح دعا کی اَللّٰهُمَّ  
 رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَا يَدْعُوْنَا مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لَا وَّلِيْنَا  
 وَ اٰخِرُنَا وَاَيُّهُ صُنَّتْكَ وَ اَنْزَلْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ یعنی اے خدا اے  
 مہربانی ہمارے نازل کر ہر ایک خوانِ نعمت آسمان کہ ہوے وہ ہمارے لئے  
 عید و سرور ہمارے لگے اور پہلے سب کے لئے نکلاست تیری طرف سے تیری  
 وجہ و ذریعہ پر اور عیسیٰ کے صدق و راستی و نبوت پر اور حواریوں کی مقبولیت  
 دعا پر اور روزی دے تو ہمیں کہ تو بہت اچھا روزی دینے والا ہے  
 قَالَ اَللّٰهُ اِنِّيْ مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ مِنْكُمْ فَاِنِّيْ اَعْدِيْٓهِ وَعَذَابًا  
 لَا اَعْدِيْٓهُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ جنابِ قدس نے فرمایا کہ میں جو ہر  
 نعمت تم پر نازل کرتا ہوں پس جو کفرانِ نعمت کرے گا میں بعد تم میں سے  
 تو میں اس پر عذاب کروں گا کہ کسی پر میں نے نہیں کیا خلاصہ یہ کہ ماندہ  
 اس سے فائدہ نہ ہوگا بلکہ ضرر ہوگا پھر دو ٹکڑے ابر کے نمودار ہوے  
 کہ درمیان میں اون دونوں کے ایک سرخ و ستر خوان تھا پس وہ رومی  
 زمین پر آئے یہاں تک کہ وہ دس ستر خوان اہ غنیمت سے نکل کر روبرو او پس  
 جماعت کو ٹھہرا پس حضرت بہت روئے اور کہا کہ خداوند اچھے شکر گزار تو  
 محسوب کر اور خوانِ نعمت کو رحمت گردان اور رحمت و عذاب گردان پر  
 وضو کیا اور نماز پڑھی اور خوب روئے اور بسم اللہ خیر الرازقین  
 کہے دس ستر خوان اس خوانِ نعمت سے ہٹایا نہایت پر تکلف و آراستہ و پیرا

اوسے پایا اور بریان بے کاسے کی مچلی گئی تر تارتا ہوا اوسمین رکھی دیکھی اور  
 سر ہانے اوسکے ایک پیالے میں نمک تھا اور پائنتی وار دم کے پاس ہر کم  
 تھا اور گرد اوسکے انواع و اقسام طرح کے شاداب و سبز بقولات مثل گندنی  
 وغیرہ کے رکھی تھی اور پانچ روٹیاں بھی اوسمین تھیں ایک پر روغن زیتون  
 رکھا تھا اور دوسری پر شہد سفید اور تیس پر روغن اور چوتھی پر پنیر اور  
 پانچوین پر قدید یہہ حال دیکھ کے شمعون اوٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے  
 لگے کہ اے روح اللہ یہہ کہا نا دنیا کا ہے یا آخرت کا حضرت نے فرمایا کہ  
 دونوں میں سے کچھ نہیں بلکہ از سر نو خدا نے اسو تمہارے لئے پیدا کیا ہے  
 اسی کھاؤ اور شکر خدا بجالاؤ تاکہ نعمت خدا زیادہ ہو جو اریون نے عرض کی کہ یا  
 حضرت اس معجزہ میں اور کوئی معجزہ ظاہر فرمائے کہ باعث فریاد ایمان و عرفان  
 کا ہمارے ہو پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس مچلی کو حکم کیا کہ تو اذن خدا  
 زندہ ہو جا فوراً ایک حرکت اوسمین پیدا ہوئی اور وہ زندہ ہو گئی پھر حضرت نے  
 حکم کیا کہ پھر ہیئت اصلی پر عود کر پس وہ پہلو کی طرح بریان ہو گئی پھر  
 تہذیب آگئی سے ڈرے اور جوان نعمت سے کچھ بھی نکھایا اور حضرت عیسیٰ علیہ  
 نے فرمایا کہ فقیروں اور بیماروں کو لائین پس وٹسے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے  
 عطا ہے اور اونسکے لئے بلا ہے پس لیکر اتریں ہی شخصوں نے کہا یا اور کس  
 اوسمین کی نہوتی تھی اور جس فقیر نے کہا یا و امیر ہو گیا اور جس بیمار نے کہا یا  
 وہ صحیح و تندرست ہو گیا وہ آسمان پر اوٹھ کر دوسرے روز پہر نازل  
 ہوا اور امیر و غریب سب نے اسے تناول کیا اور خوب چمکے پھر وہ آسمان کو اوٹھ گیا  
 اور اکیدن بچ آگیا یہاں تک کہ ایک چلے کے بعد موقوف ہو گیا اور بعضوں نے

لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو حکم آیا کہ فقط محتاجوں کو اسکا استحقاق ہے پس پل پر گنا  
 اوسمین شک کیا اور اسے محمول جا دو پر کیا اور تین سو اسی آدمی یا تین ہی  
 تیس آدمی سو کی صورت پر مسخ ہو گئے و اعتقاد کہتا ہے پس تین  
 ہی تیس روزے رکھے ہیں دروازہ استیجاب دعا کو مفتوح ہیں دعا  
 کرو کہ تمہارا انجام خدا بخیر کرے اور انبیاء میں وسعت معاش بے منت  
 خلق عطا کرے اور روز عید عبادت خدا کو خلوص نیت سے اور شکر کرو  
 اوسکی نعمتوں کا اور قدر کرو انکی خصوصاً شرف محبت الہیت کا کہ یہ سب  
 نعمتوں سے بڑھ کے ہیں اور بہائم کی طرح خلاف عقل و شرع معاصی  
 نہ کرو کہ بہیمیت باطنی بدتر بہیمیت ظاہری سے ہے پس اگر بظاہر احترام  
 نبی سے مسخ نہ ہوے اور باطناً مسخ ہو گئے تو اور بدتر ہے اور معلوم ہو کہ  
 نماز عید نمونہ قیامت ہے پس لوگوں کا لباس سفید پہن کے خوشبو لگا کر  
 عید گاہ میں جانا مشاہدہ ہے مردوں کے قبر و نین سے کفن پہنے اوٹھنے  
 سی اور بوی کافر بدن میں ہونے سے اور سوؤن کا باواز بلند روز عید  
 الصلوٰۃ کہنا مشاہدہ نفخ صور بھی پہر نماز کے لیے صف بستہ ایستادہ ہونا  
 روز قیامت خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے عرض اعمال کی وقت ہے  
 اور قنوت پڑھنا نامہ عمل کے پڑھنے سے اور رکوع و سجود میں جانا اوس  
 تذلل و خاکساری سے کہ جو جناب باری کے سامنے حاصل ہوگی اور نمونہ  
 بہل لوگ خوف خدا سے گر نیگے اور گریہ و زاری درگاہ باری میں کر نیگے اور پورا  
 آنا عید گاہ سے بحالات مختلفہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ کوئی لباس تکلف  
 پہنے کوئی چتری لگائے کوئی خوشحال کوئی افسردہ خاطر مشاہدہ ہو جمع جنت

مستغرق ہونے سے کوئی کامیاب اور کوئی ناکام قرین فی الجحۃ و فریق  
 فی السعیر ایک جماعت خوشی خوشی بہشت کی طرف اور کوئی گروہ مغلول و مسلسل  
 جہنم کی طرف پس ان حالات پر نظر کر کے عبرت حاصل کرنا چاہیے نہ لمبوب  
 اور ارتکاب معاصی اور عمدہ و طائفہ عید سے نماز عید فطر ہے اور اقدی  
 استحباب و سکاپہ اور انحطاط سجالانا اور سکانت قربت سے ہے اور  
 قول وجوب بیٹی کا شاذ ہے السّلام علیک یا اکرم مصحوب ہذا لادق  
 و یا خیر شہر فی الایام و السّاعات سلام ہو تجھ پر ای رفیق بزرگ تمام  
 و قوت مین اور اے نیک مہینے سب نون اور ساعتوں میں السّلام  
 علیک من شہر قربت فیہ لامال و نشرت فیہ الاعمال سلام  
 ہو تجھ پر ای وہ مہینے کہ حسین قریب ہو گئیں اسیدین اور نشر ہو گئے ہو گئے  
 السّلام علیک من قرین جل قدرک موجودا و اجمع فقد انفق  
 و مرجوالم فراقہ سلام ہو تجھ پر ہمنشین وہ ہمنشین کہ جسکی بہت قدر ہو  
 تھی اسکی موجودگی میں یعنی گو کہ قدر نعمت بعد زوال ہوتی ہے مگر یہ مہینہ  
 ایسی نعمت ہے کہ اسکی قدر حالت موجودگی میں اور قبل زوال ہی تھی  
 اور وہ ہمنشین کہ جسے جاتے وقت ہمیں بڑا صدمہ جانکاہ دیا اور وہ ہمنشین  
 کہ بڑی بڑی اسیدین اسکی ہمیں تہین اور اسکی جدائی نے بڑا صدمہ دیا  
 السّلام علیک من الیقینا نشر مقبلا فسر و اوحش منقضیا  
 فحق سلام ہو تجھ پر ای میرے چیتے آئے وقت تو تو نے بلبل کے ہمیں  
 خوش کیا لیکن جاتے وقت اکیلا عالم وحشت میں چھوڑ کے رنج دیا السّلام  
 علیک من محاورہ ہر وقت فیہ القلوب و قلت فیہ الذنوب سلام ہو

اوس ہمسایہ پر کہ حسین بہت رقت قلب اور نرم دلی حامل ہوئی اور گناہ بہت کم ہو گئے السَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ نَاصِرِ اَعَانَ عَلَى الشَّيْطَانِ وَصَاحِدِ سَهْلٍ سَهْلٍ لَا حَسَابَ سَلَامٌ هُوَ تَجَحُّجٌ بِرُؤُوسِ دُكَّانِ كَسْتَقْدَرِ اَعَانَتِ كِي هُوَ تَوْنِ ہمارے شیطان پر کہ گویا وہ قیدی اور بے بس ہو گیا تیری برکتوں سے اور اے صاحب کیا خوب ہل و ہموار کر دیا تو نے نیکی کی راہوں کو السَّلَامُ عَلَيْكَ مَا أَكْثَرَ عُنُقَاءِ اللَّهِ فِيكَ وَمَا أَسْعَدَ مِنْ رَعَى حُرِّمَتِكَ بِكَ سَلَامٌ هُوَ تَجَحُّجٌ كَسْتَقْدَرِ رَازِدِ هُوَ بَدِ جَنَمِ سَے تَجَمُّعِ مِینِ اور کس قدر سعید و نیک ہو تیرے سب سے جس نے تیری آبرو کا پاس کیا السَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ أَحْمَاكَ لِلذُّنُوبِ وَأَسْتَرْكَ لَا تَوَاعِ الْعُيُونِ سلامت رہ کتنا بڑا گناہوں کا تو محو کر نوا لا تھا اور کتنا بڑا عیبوں کا پردہ پوش تھا السَّلَامُ عَلَيْكَ مَا كَانَ أَطْوَلَكَ عَلَى الْجُرْمِ مِینِ وَهِنًا فِي صُدُوقِ الْمُؤْمِنِينَ زندہ باش کیا ہے برا معلوم ہوتا تھا تو مجرموں کو اور کیسی تیری ہیبت چھائی ہوئی تھی سو منوں کو دلون پر کہ دیکھئے کیونکر ہم عہدہ برا ہو سکتے ہیں اسکے شرائط و آداب سے السَّلَامُ عَلَيْكَ مِینِ شَهْرٍ لَا تَنَافُسُ الْأَيَّامُ سلامت رہ اے جہنم سے بے نون کو نفسا و ہمسر کی تجمہ سے لیاقت نہ تھی کیا دخل کہ کوئی مہینا تیرے سامنے شہی کو دخل دیکے السَّلَامُ عَلَيْكَ مِینِ شَهْرٍ هُوَ مِنْ كُلِّ أَمْرِ سَلَامٌ سلام ہوا اوس مہینے پر کہ جو ہر حال اور ہر بات میں ہر طرح سے جان بخشی اور راحت رسائی کرتا تھا السَّلَامُ عَلَيْكَ غَيْرَ كَرِيمِ الْمُصَاحِبَةِ وَلَا ذَمِيمِ الْمَلَا بَسَتْ سَلَامٌ هُوَ تَجَحُّجٌ کبھی تیری مصاحبت میں بُری نہیں

اور کبھی تیرا خطا کرنا قابلِ مذمت نہیں ہو السلام علیک کما وفقت  
 عَلَيْنَا بِالْكَرَامَاتِ وَعَسَلَتْ عَنَّا دَنَسُ الْحَمَلِیْنَاتِ زنده باش  
 میرے میمان جب تو ہمارے یہاں اوترا تو تجب طرح کی بہیمیں ہمارے  
 برکتوں کی اپنے ساتھ لایا تھا اور سیل کچیل گناہوں کی ہمسے وہو ہلاکتوں  
 چندن کی طرح پاک و صاف ہمیں کر دیا السلام علیک غیر موعظہ بومًا  
 وَلَا مَثْرُوكٍ صِيَامُ سَامًا سلامت رہتے تھے تیرے سے سیر ہو کر تھے  
 رخصت نہیں کیا اور تنگ کے تیرے روزوں کو نہیں چھوڑا بلکہ ہم اس طرح  
 تیرے شتاق ہیں اور تیرے روزوں کے دل سے ہو کے ہیں جیسے ابتدائے  
 تھے مگر کیا کریں کہ ہماری تقدیر ہی میں تیرا سحر و فراق براتھا السلام  
 عَلَیْكَ مِنْ مَطْلُوبٍ قَبْلُ وَقَتِيرٍ وَخَرْوُنٍ عِیْرٍ قَبْلُ فَوَیْرٍ  
 زنده باش پہلے تو تیرے انتظار ہی میں تیرے استقبال کے لیے تھے  
 دم اگیا تھا اور ابھی تو نہیں گیا لیکن فقط تیری جدائی کے خیال سے  
 جان نکلتی ہے دم گٹا جاتا ہو تیرے رخصت کرنے سے روپوش ہو  
 تجھ سے مونہہ چپا تا ہے السلام علیک کہ میں سو صرف یک  
 عَنَّا وَكَمْ مِنْ خَيْرٍ اَفِیْضَ یَا عَلَیْنَا سلامت رہ کیسی کسی افت  
 اور بُرائی تیرے بدولت ہم سے بٹائی گئی اور کیا کیا نعمت اور برکت  
 و نیکی ہم پر لندہائی گئے السلام علیک وعلی لیلۃ القدر الّتی  
 هی خَیْرٌ مِنَ الْكَفْرِ شکر میرا سلام پہونچے تھے اور تیری شب قدر کو  
 کہ جو ہزار بہنیں پر بھی ہماری ہے اور دولہن کی طرح تیرے گونج گئے  
 مونہہ چپائے رہی تو نے جان کے طرح اوسے دلیں چپا یا تھا تجھ کو



پتلی کا نور بنایا تھا اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ مَا كَانَ اَحْرَصَنَا بِالْاَمْسِ عَلَیْكَ  
وَأَشَدَّ شَوْقَنَا غَدًا إِلَیْكَ زنده باش کل کی بات ہے کہ تیرے آنکھ  
کیا کیا سامان سمنے کیا تھا اور چشم براہ تیرے منتظر تھے کیا کیا خوشیاں  
تیرے آنکھ کی کر رہے تھے بلکہ بارے خوشی کے پہولون نہ سماتے تھے  
اب کل تک تیری صورت ہماری آنکھوں سے اوچھل ہو جائیگی تو بے  
تیرے کیونکر راحت آئیگی شوق کے مارے روح قالب سے پرواز  
کر جائیگی آنکھوں میں تیری صورت پہرتی سبکی آنسوؤں کی ندی آنکھوں میں  
سبکی تیرے لئے لاکھ لاکھ ٹکراؤنگا خاک اوڑاؤنگا لیکن کہاں پا  
اے یار غمگسار اور اے مونس دل زار تو روان و دان بلکہ پیران نبی  
راہ لیتا ہے یہ لقمہ جدائی دیتا ہے یہ شرط وفا نہیں کہ تو ہمیں بیتاب  
غیرت سیما بٹڑ پتا چوڑ کے چلا جائے خود سفر کرے ہمیں رونے  
پٹنے کو یہاں چوڑے سے بیقصور ہم سے موندہ موڑے تیری وفاداری سے  
کبھی ہمیں یہ امید نہ تھی مگر یہ سب اپنی تقدیر کا پیر ہے مرضی خدا سے  
کیا چارہ تجھ سے کچھ شکایت کی جگہ نہیں فقط ہمیں اپنے نصیب سے  
شکایت ہے ہمارے ایسے نصیب کہاں تھے کہ ایسا میمان تو ان جان  
نا تو ان ہمارے یہاں ٹکنا ابھی دل بہر کے اوسکی صحبت سے مستفید ہونے  
پائے تھے کہ اوسکی چل چلاؤ کی ٹھری لی پوچھی سنبھال کو وہ سفر کو تیار  
ہوا آجی کل میں کوچ کیا چاہتا ہے اگر ماندہ شبی نہ شبی گزیر  
بقول اوستادے یہ مہینہ ہی ہو گیا آخر یہ دو دن اور ایک  
رات باقی ہے اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ وَعَلَى فَضْلِكَ الَّذِیْ حَرَّمَ نَاكَ



وَعَلَى مَا ضَمِنَ بَرَكَاتِكَ سُبْحَانَكَ خَيْرٌ أَبَا خَرَسَى سَلَامٌ بِوَمِيرِ الْجَنَابِ  
 تیری اون بزرگیوں پر کہ اب جسے ہم محروم رہے اور اون اگلی برکتوں پر  
 تیری کہ جو بسبب کم نصیبی کے جسے ہمیں لی گئیں افسوس ہے وہ سو منہ بجا  
 باہم جمع ہونا اگلا پچھلے کو آپس کو چیل چیل رہنا کہاں مسجدین سنسان بڑی  
 بچڑی بڑی رہنمائی تیرے لئے نظر آئی ہے قرآن وحدیث غلط کیا واز  
 کان تک کا ہیکو پوچھی لی قرآن گرد میں اسے رحمتوں پر سننے نہ سکتی  
 لوگوں کو یہ عبادت کی چونٹ کیوں رہنے لگی کل تک تو عید کا پابند ہوتا  
 پہر کا آجیکو نظر آئیگا ہر چند ہم یہ سب مدد چیل لین بلکہ تیری جد امین  
 مشتاقوں کا فائدہ بالا ہلال عید کی طرح کا ہیدہ و فیدہ ہونا ہے  
 تاہم ہمیں تیری خوشی سے سروکار ہے اور ہم ہر طور سے شکر گزار  
 اور سید وار ہیں بقول اوستا دس سال آئندہ روزگار کینکے ہذا گراہی  
 حیات باقی ہے ہذا خیر ہر طور خدا حافظ حافظ حق تعالیٰ کو ہے سپر کیا

جیسے جاتے وقت تو نے ہمیں پیٹھ دکھائی اوسی طرح

خدا آئے وقت پر ہمیں تیرا منہ دکھائے

اللَّهُ مَعَكَ إِنَّمَا كُنْتَ

بِسفَرِ رِقْنَتِ مَبَارَكِ بَادِ

بِسَلَامَتِ رُوحِي وَبِأَزَانِي

کتاب المذنب لعل الفقیر الی رحمۃ ترا السید ضابن یوسف

# غلام نامہ کتاب چودہویں اشکبار

| صفحہ | سطر | غلط           | صحیح      |
|------|-----|---------------|-----------|
| ۶    | ۹   | ہمنزہ استفہام | ہمنزہ     |
| ۵۲   | ۸   | مینے          | یعنے چہ   |
| ۵۴   | ۴   | کرو ہے        | مفطر ہے   |
| ۶۸   | ۱۹  | اگلے کے       | گلی میں   |
| ۹۹   | ۲۰  | فلک           | فلک       |
| ۱۰۶  | ۳   | مالکتہ        | ملکتہ     |
| ۱۱۲  | ۱۰  | ضعیفاً        | ضعیداً    |
| ۱۱   | ۱   | غسق           | غرق       |
| ۱۱۳  | ۴   | اُرزاق        | اُشرای    |
| ۱۱۴  | ۱۰  | جین الجین     | جین الجین |
| ۱۱۵  | ۱۸  | ماول          | ماذل      |
| ۱۱۶  | ۴   | یادگار        | یادیار    |
| ۱۱۷  | ۱۰  | مذہب کو       | مجمکو     |

|      |     |                |                |
|------|-----|----------------|----------------|
| صفحہ | سطر | غلط            | صحیح           |
| ۱    | ۲   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۲    | ۳   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۳    | ۴   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۴    | ۵   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۵    | ۶   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۶    | ۷   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۷    | ۸   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۸    | ۹   | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |
| ۹    | ۱۰  | اگر فی اہل انی | اگر فی اہل انی |

نمبر

نمبر

## التماس ضروری

چونکہ حق تصنیف کتاب ہذا کا جناب مصنف نے اہم بلکہ الٰہی  
جہتم مالک علیہ السلام کو عنایت فرمایا لہذا خدمت اہل مطابع و  
سوداگران عالیشان میں عرض ہے کہ قصہ بیع کتاب ہذا کا  
تفرمایں اندک نفع پر بہت نقصان نہ اٹھائیں جس قدر نسخہ مطلوب  
ہوں راقم سے طلب فرمائیں اگر احیاناً کوئی صاحب قصہ  
چھاپنے یا چھپوانیکا کریں گے تو بموجب قانون سزا  
کے باز پرس کے مستوجب ہونگے اطلاعاً عرض کیا خط

میلتم  
سید عابد علی عفی عنہ مستم دہلیک مطبع  
مقام کتب خانہ وزیر کج میں اہتمام سے کترین سید عابد علی کو تاریخ پندرہویں

ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ میں چھپی

دری

نور علی

RAFI  
TOBEH

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی

نور علی